اِزَالَۃُ الخَفَاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مقامِ خلافت، خلفاء راشدینؓ کے فضائل و مناقب، تفضیل حضراتِ شیخینؓ، صحابہ کرامؓ کے مراتب، خلفاء راشدینؓ کے کارنامے، نیز امورِ خلافت سے متعلق تمام اہم اور معرکۃ الآراء مسائل پر مدلل بحث

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

ازالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی

رح

اِزالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

مترجمہ

حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحبؒ

جلد چہارم

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین ازالۃ الخفاء مترجم اردو

جلد چہارم

قارئینِ "ازالۃ الخفاء" کے لئے خوشخبری

"ازالۃ الخفاء" کا اصل فارسی متن سب سے پہلے ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے شائع فرمایا تھا، اور اس کی تصحیح حضرت محمد احسن صدیقی نانوتوی نے تین قلمی نسخوں کی مدد سے فرمائی تھی لیکن یہ تینوں نسخے ایک جگہ سے نامکمل تھے یعنی حصہ اوّل کی آٹھویں فصل کا مقصدِ دوم غائب تھا جس میں شاہ ولی اللہؒ نے تفضیلِ شیخینؓ پر دلائلِ عقلیہ تجویز فرمائے تھے۔ چنانچہ حصہ دوم کے آخر میں مولانا نانوتویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"خاتمۃ الطبع :- احقر محمد احسن عرض کرتا ہے کہ بوقتِ طباعت جو کتابیں (مخطوطے) موجود تھیں ان میں سے صرف ایک کتاب میں مقصدِ اوّل کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی، اور باقی کتابوں (قلمی نسخوں) میں اس سے بھی تین ورق کم تھے۔ سیاقِ عبارت اور مصنفؒ کی عادت سے کہ خاتمۂ رسائل کے موقع پر جابجا لکھتے ہیں "ہذا آخر ما اردنا ایرادہ" وغیر ذلک، معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر کو بہت تلاش کے باوجود یہ تتمہ دستیاب نہ ہوا۔ ناظرین سے امید ہے کہ اگر کہیں اس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرمادیں اور فقیر کو بھی اطلاع کردیں ...."

گویا تقریباً سَو سال سے ازالۃ الخفا فارسی کے تمام مطبوعہ نسخوں اور اس کے تراجم میں یہ حصہ ناتمام چلا آرہا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر کو عرصۂ دراز سے شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف سے گہرا شغف رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مطالعہ کے دوران راقم کو یہ گمشدہ حصہ شاہ صاحبؒ کی بعض تصانیف میں پورا کا پورا مل گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ اس حصہ پر نظرِ ثانی کرکے یا اس کا اختصار کرکے "ازالۃ الخفا" میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کا موقع نہ مل سکا۔

اب ہم اس گمشدہ حصہ کا فارسی متن مع اردو ترجمہ "ازالۃ الخفا" جلد دوم کے آخر میں شامل کر رہے ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ "ازالۃ الخفا" کا وہ حصہ جو تقریباً سَو سال سے ناتمام چلا آرہا تھا اب مکمل ہوجائے گا اور قارئین محققین کی تشنگی دور ہوگی۔

اس مقصد کے لئے "ازالۃ الخفا" جلد دوم کا دوسرا ایڈیشن ملاحظہ فرمائیے جس کو "قدیمی کتب خانہ" بعد نظرِ ثانی و اضافہ شائع کر رہا ہے۔

معراج محمد

مہتمم، قدیمی کتب خانہ ـــ کراچی

ازالۃ الخفاء

عن

خلافۃ الخلفاء

جلد چہارم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالۂ تصوف فاروق اعظمؓ

اما توسع فاروق اعظم در علوم احسان و یقین کہ الیوم باسم علم تصوف و علم سلوک مشہور شدہ پس پیش از انست کہ استیعاب آن مرجو باشد و مارا مناسب مینماید کہ بعض مباحث این فن بنویسیم و در رسالۂ علیحدہ سازیم تا موجب ترتب دو فائدہ باشد معرفت قدر فاروق اعظم و معرفت آنکہ این علوم از خلفا ثابت شدہ نہ بدعتی است کہ من بعد پدید آمدہ کما ظن من لیس لہ نصیب فی علوم الحدیث ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ مخرج العلوم من معادنہا و مفیض الفہوم من اماکنہا و محیی النفوس بہا حیوۃ طیبۃ و مرقیہا بذلک الی ما قدر لہا من مرتبۃ و اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ تعالی علیہ و علی آلہ و صحبہ و سلم اما بعد میگوید فقیر ولی اللہ عفی عنہ اینست از نشر مقامات و اشاعت کرامات و بیان حکم و افادات خلیفۂ اوّاب الناطق بالحق و الصواب امیر المومنین

اب رہا احسان و یقین میں جو آج علم تصوف و علم سلوک کے نام سے مشہور ہوگیا ہے حضرت فاروق اعظمؓ کا توسع تو اس کے جتنے حصہ کے استیعاب کی ہم سے اُمید کی جا سکتی ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ ہم کو یہ مناسب معلوم ہو رہا ہے کہ اس فن کے بعض مباحث لکھیں اور اس کو علیحدہ (ایک مستقل) رسالہ کی حیثیت سے مرتب کریں۔ اس سے دو بڑے فائدے مرتب ہونگے ایک تو فاروق اعظمؓ کی قدر شناسی اور دوسری اس بات کی معرفت کہ یہ علوم خلفاء سے ثابت شدہ ہیں اور کوئی بدعت نہیں ہیں جس کا ظہور بعد کے زمانہ میں ہوا جیسا کہ ایسے شخص نے گمان کیا جس کا علوم حدیث میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو کہ علوم کو اُن کی معدنوں سے نکالنے والا ہے اور فہموں کا ان کے ٹھکانوں سے افاضہ کرنیوالا ہے اور ان کے ذریعہ سے نفوس کو زندگی بخشنے والا ہے پاکیزہ زندگی اور ان کو اس واسطے سے ترقی دینے والا ہے جس مرتبہ تک ان کے لئے مقدر کر دی گئی ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور اس بات کی کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم اما بعد فقیر ولی اللہ عفی عنہ کہتا ہے کہ یہ بیان ہے خلیفۂ اوّاب، ناطق بالحق والصواب، امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ انچہ بندۂ ضعیف بتدوین آن موفق شد و اللہ المستعان و علیہ التکلان ۔ و پیش از خوض در مقصود دو مقدمہ را تمہید کنیم یکے آنکہ حقیقت تصوف کہ بعرف شرع نام ان احسان است سہ اصل دارد اصل **اوّل** پیدا کردن یقین از تلبس باعمال خیر مانند صلوٰۃ و صوم و ذکر و تلاوت و مراد از یقین اینجا یقین خاص است کہ بطریق موہبت صالحین اُمت را نصیب مے شود و بعرف صوفیہ نام آن یاد داشت است نہ یقینی کہ از جہت استدلال یا تقلید حاصل میگردد اینقدر بدیہی است کہ ہمہ مسلمین بقدر استعداد خود ہا خود اعمال خیر میکنند و بمرتبہ یقین نمیرسند اِلّا طائفہ از ایشان لاجرم تحصیل یقین از تلبس باعمال خیر مشروط است بامور دیگر سخن ما در تحقیق و تعیین آن امور میرود باستقراء معلوم میشود کہ آن امور در ۳ کلیہ مندرج است یکے بمنزلت شرط قبول اعمال و آن اخلاص فی العمل است و دیگر اکثار اعمال خیر کمیۃً مانند تہجد و ضحی و اذکار صبح و شام سوم کیفیۃ خاصہ کہ عبارت از خشوع و حضور و ترک حدیث نفس و ہیأت مذکرہ خشوع و اذکار مقویہ آن در قرآن عظیم

کے ارشادات پر جو بسط و تفصیل مقامات پر مشتمل ہیں اور اشاعت کرامات پر اور آپ کے افادات اور حکمتوں کا بیان ہے جسقدر بھی اس بندۂ ضعیف کو اس کی تدوین کی توفیق دی گئی اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور اسی پر بھروسہ ہے ۔ اور مقصود کے لحاظ سے قبل ہم بطور تمہید دو مقدمے بیان کرنا چاہتے ہیں ۔ **مقدمۂ اوّل** یہ کہ تصوف کی یہ حقیقت جو شرع کی اصطلاح میں احسان کے نام سے موسوم ہے تین اصل رکھتی ہے ۔ **اصل اوّل** ہے اعمالِ خیر مثل نماز روزہ اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہنے سے یقین کا حاصل کرنا ۔ اور یہاں یقین سے مراد ایک خاص یقین ہے کہ بطریق بخشش و عطیہ کے صالحین امت کو حاصل ہوتا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح میں اس کا نام **یاد داشت** ہے نہ وہ یقین جو استدلال یا تقلید کی حیثیت سے حاصل ہو جاتا ہے ۔ یہ بات بدیہی ہے کہ تمام مسلمان بقدر اپنی اپنی استعدادوں کے اعمالِ خیر کرتے ہیں اور (سب کے سب مرتبۂ یقین پر نہیں پہنچ جاتے) مرتبۂ یقین پر ان میں سے ایک طائفہ سے زیادہ لوگ نہیں پہنچتے تو ضروری ہوا کہ تحصیلِ یقین کے لئے اعمالِ خیر پر کاربند رہنا کچھ دوسرے امور کے ساتھ مشروط ہو ۔ ہماری گفتگو ان امور کی تحقیق و تعیین میں شروع ہوتی ہے ۔ غور و فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امور تین کلیوں میں مندرج ہیں ۔ ایک قبولِ اعمال کی شرط کے مرتبہ میں ہے اور وہ اخلاص فی العمل ہے ۔ دوسرا ہے کمیّت کے اعتبار سے اِکثارِ اعمالِ خیر جیسے نماز تہجد و نماز چاشت اور صبح و شام کے اذکار ۔ تیسرا کیفیت خاصہ کہ مراد ہے خشوع و حضورِ (قلب) اور حدیث نفس کے ترک سے اور ایسی ہیأت خاصہ سے جو خشوع کو یاد دلانے والی ہو اور ایسے اذکار سے جو اس کو قوت پہنچانے والے ہوں قرآن عظیم اور سنّتِ سنیہ (یعنی ارشاداتِ نبویہ) میں احسان کی تفسیر ان ہی

وسنتِ سنیہ احسان را تفسیر کردہ اند باین
سہ کلیہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما
الاعمال بالنیات وقال اللہ تعالیٰ اِنَّھُمْ
کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُحْسِنِیْنَ o کَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ
اللَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ o وَبِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ o
وَفِیْ اَمْوَالِھِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ o الآیۃ وقال
صلی اللہ علیہ وسلم اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ
فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ **اصل دوم** تولید
مقامات از میانِ یقین و طبیعتِ نفس و قلب

وعمدہ این مقامات بحسب تحریر شیخ ابوطالب
مکی کہ شیخ این فن است دہ چیز است توبہ و
زہد و صبر و شکر و رجا و خوف و توکل و رضا و
فقر و محبت دل آدمی و نفس او بوجہی مخلوق شدہ
کہ پیوستہ مطیۂ این احوال متضادہ باشد
لیکن در اولِ امر متعلق این احوال امور دینیہ و دنیویہ
بود خوف از دشمن یا تلفِ مال و ولد داشت و
رجا بکثرتِ اموال و ولد و جاہ و اعتماد بر اسباب
داشت چون یقین برجبلتِ او مستولی شد
واز ہمہ جہت دلِ او را فرا گرفت لاجرم رجا و
خوف ہمہ باللہ و بامر او و مواعیدِ او متعلق
گشت و اعتمادِ او بر مسبب اسباب افتاد
نہ بر اسباب الی غیر ذلک۔ ندانی کہ مقامات درین
دہ چیز محصور است بلکہ اینہا عمدۂ مقامات اند

تین کلیوں سے کی گئی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
انما الاعمال بالنیات (اعمال کا مدار نیتوں پر ہے) اور اللہ تعالیٰ نے
ارشاد فرمایا اِنَّھُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ الخ (۵۱: ۱۶ تا ۱۹) وہ لوگ
اس کے قبل نیکوکار تھے۔ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور اخیر شب
میں استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سوالی اور غیر سوالی کا حق
تھا۔" اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو اللہ کی عبادت اس
طرح کرے کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے، پھر اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا
ہے تو وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے۔" **اصل دوم** تولید یقین اور طبیعتِ نفس وقلب
کے درمیان سے مقامات کا پیدا ہونا ہے۔ اور ان میں کے معتمد علیہ

مقامات شیخ ابو طالب مکی کی تحریر کے مطابق جو کہ اس فن کے شیخ
ہیں دس چیزیں ہیں توبہ و زہد و صبر و شکر و رجا و خوف و توکل و
رضا و فقر اور محبت۔ آدمی کا دل اور اس کا نفس ایسی صورت سے
مخلوق ہوا ہے کہ وہ ان احوالِ متضادہ کی سواری بنا رہتا ہے
لیکن اول امر میں ان احوال کا تعلق امور دینیہ و دنیویہ سے
تھا۔ خوف کا تعلق دشمن سے یا مال اور اولاد کے ضائع ہونے
سے رکھتا تھا اور رجا (امید) تعلق کثرتِ اموال و اولاد اور جاہ
اور اسباب پر بھروسہ کرنے سے تھا۔ جب اسکی جبلت پر
یقین کا غلبہ ہوا اور اس نے ہر جہت سے اس کے دل کو اپنی گرفت
میں لے لیا تو لازمی طور پر رجا اور خوف تمامتر اللہ تعالیٰ اور اس
کے حکم اور اس کے وعدوں سے متعلق ہو گیا اور اب اس کا اعتماد
اسباب کے پیدا کرنے والے سے متعلق ہو گیا نہ کہ اسباب
سے۔ اسی طرح دیگر مقامات (کی تولید کو) سمجھ لو۔ یہ نہ سمجھ لینا کہ
مقامات ان ہی دس چیزوں میں محصور ہیں بلکہ یہ سب عمدہ مقامات

والاشیاء بسیار ازین قبیل است مثل صدق
حال و شدت لامر الله و تواضع و مانند آن ودر
قرآن عظیم و سنتِ سنیہ بسیاری از مقامات مبین
شده که شرح آن طولے دارد و آنحضرت صلی الله
علیه وسلم جمعی از صحابه را به بشارت بعض مقامات
سرافراز فرموده اند مثل صدیقیۃ و محدثیۃ و شہیدیۃ
و حواریۃ وگاہی صورت صبر مثلاً با سختی دل مشتبہ
گردد و توکل با تہوّر مختلط شود و علیٰ ھذا القیاس
محققین صوفیہ علامات و خواص برائے امتیاز
یکے از دیگرے بیان کنند و فقیر یک اصل عظیم
تقریر میکند که از ہمہ تقریرات طویلہ مغنی تواند
بود و آن آنست که مقام آنرا گویند که متولد باشد
ازمیان یقین و جبلتِ قلب و نفس پس اگر
استیلای یقین در یکے یافتہ نشود صفات وی
ہمہ طبیعی اند نہ مقاماتِ سلوک و اگر استیلای
یقین دیده شود باز تامل باید کرد که پیش از یقین
اینہا بہمیں صفت و بہمیں وضع در شخص بود یا
نہ اگر بود از مقامات نیست و اگر نبود آن از مقامات
سلوک است منصف لبیب را ہمیں نکتہ
ان شاء الله کافی است **اصل سوم** چون یقین
بر شخصی مستولی شد و نفس او را در گرفت آنچہ

ہیں ورنہ اسی قبیل کی اور بہت اشیاء ہیں جیسے صدقِ دل اور اللہ
کے امر کی وجہ سے شدت اور تواضع اور ان ہی کے مانند۔ اور قرآنِ عظیم وسنتِ
سنیہ میں بہت سے مقامات کا بیان فرمایا گیا ہے جن کی شرح طویل
ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی ایک جماعت کو
بعض مقامات کی بشارت سے سرفراز فرمایا ہے جیسے صدیقیت
اور محدثیت اور شہیدیت اور حواریت۔ اور کبھی صبر کی صورت
مثلاً سختیِ دل کے ساتھ مشتبہ ہو جاتی ہے اور توکل تہوّر عـــه کے
ساتھ مختلط ہو جاتا ہے۔ اسی پر دوسری صفات کے مشتبہ ہونے
کو قیاس کرلیا جاتے۔ محققین صوفیہ ایک کو دوسرے سے ممتاز
کرنے کے لئے علامات و خواص بیان کرتے ہیں اور فقیر ایک
پختہ بنیادی بات کی تقریر کئے دیتا ہے جو کہ لمبی تقریروں سے
(جو اس موقع پر کی جاتی ہیں) مستغنی کرسکتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ مقام اسے
کہتے ہیں جو کہ یقین (بمعنے مذکورہ بالا) اور قلب و نفس کی جبلت (یعنی
پیدائشی حالت) کے درمیان سے پیدا ہوتا ہے۔ تو اگر یقین کا استیلاء
کسی میں نہیں پایا جاتا تو اسکی تمام صفات طبعی ہیں مقاماتِ سلوک
نہیں ہیں۔ اور اگر یقین کا استیلاء دیکھا جائے تو پھر غور کیا جائے
کہ یہ یقین حاصل ہو جانے سے پہلے یہ صفات اسی کیفیت اور اسی
وضع کے ساتھ اس شخص میں موجود تھیں یا نہیں۔ اگر موجود تھیں
تو مقامات میں سے نہیں ہیں اور اگر نہیں تھیں تو مقاماتِ سلوک میں
سے ہیں۔ ایک صاحب انصاف سمجھدار کیلئے یہی نکتہ ان شاء اللہ کافی ہے۔
اصل سوم جب یقین کسی شخص پر مستولی ہو جائے گا اور اس کے

عـــه تہور کے معنی ہیں بے خوفی کے ساتھ ہلاکت کے مقام میں گھس جانا یعنی ایسی شجاعت جس میں اپنی ذات کا تحفظ مغلوب ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ کسی
کسی شخص کی یہ طبعی صفت ہے کہ وہ ہلاکت کی پرواہ نہیں کرتا اسکی اس حالت کو دیکھ کر یہ اندازہ کرنا دشوار ہے کہ اس بے خوفی کا منشاء اسکی طبعی صفت ہے یعنی تہور یا اس کا منشاء توکل
ہے اللہ کی ذات پر۔ ۱۲ مترجم

میگوید از یقین میگوید و آنچہ میکند از یقین میکند و مقامات سَنِیّہ در سینۂ وی متولد شد و درین مشرب استقلالی بہم رسانید طفاحۂ از حال او بیرون افتد و در میانِ افرادِ بشر شائع گردد و این دو نوع است کرامات خارقہ و تربیت[2] مریدان۔ حضرت فاروق اعظم ایںہمہ مباحث را قولاً و فعلاً بیان فرمودہ و بذروۂ اعلیٰ این فن ترقی نمود و اُو اَعلم صوفیہ است بعلوم تصوف در امت مرحومہ و بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امتِ مرحومہ آنحضرت را تربیت فرمودہ چہ اصحاب آنحضرت وچہ تابعین و افادۂ حکم و مواعظ نمودہ خطاباً للحاضرین وکتاباً للغائبین ہرچند استیعاب این مبحث خصوصًا درین رسالہ گنجائش نیست نکتۂ مالا یُدرک کلہٗ لایُترک کلہٗ منظورِ نظر است۔ مقدمۂ دوم بونِ بائن است درمیان کرامات و مقامات مشائخ صوفیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم و مقامات و کراماتِ فاروق اعظمؓ مقاماتِ مشائخ صوفیہ شناختہ نمی شود اِلّا از جہت حفوفِ[1] قرائن مثلاً درمظانّ جزع و قلق چندین بار دیدیم شخصی راکہ آثارِ جزع از وی ظاہر نمیشود پس حکم کردیم بثبوتِ مقامِ صبر او را یا باِخبار خودش از وجودِ این مقامات بطریق

نفس کو اپنی گرفت میں لے لے گا کہ جو کچھ کہتا ہے یقین سے کہتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے یقین سے کرتا ہے اور اعلیٰ مقامات (مذکورہ بالا) اس کے سینہ میں پیدا ہوگئے ہیں اور اس مشرب میں اس کو ایک استقلال حاصل ہو گیا ہے تو ایک جوش اس کے حال سے باہر نکلے گا اور افرادِ بشر کے درمیان شائع ہو جاتے گا اور اسکی دو قسمیں ہیں کراماتِ[1] خارقہ (یعنی خلافِ عادت امور کا صادر ہونا) اور تربیتِ[2] مریدان۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے ان تمام مباحث کو قولاً اور فعلاً واضح فرمایا اور آپ نے اس فن کے بلند ترین مرتبہ پر ترقی کی ہے اور آپ علمِ تصوّف کے اُمتِ مرحومہ میں تمام صوفیہ میں سب سے بڑے عالم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنحضرت کی اُمتِ مرحومہ کی آپ نے سب ہی کی تربیت فرمائی، کیا آپ حضرتؐ کے اصحاب اور کیا تابعین۔ اور حکمتوں اور مواعظ کا افادہ آپ نے حاضرین کو زبانی ارشاد سے اور غائبین کو تحریرات کے ذریعہ سے فرمایا۔ ہرچند کہ اس مبحث کے ایسے بیان کی جو تمام جزئیات پر حاوی ہو خصوصًا اس رسالہ میں گنجائش نہیں ہے پھر بھی نکتۂ مالا یدرک کلہ لایترک کلہ (جس شے کے کل کا ادراک نہ کیا جاتے اُس کے کل کو چھوڑا بھی نہ جاتے) پیشِ نظر ہے۔

مقدمہ دوم بہت بڑا فرق ہے کرامات اور مقاماتِ صوفیہ قدّس اللہ اسرارہم اور کرامات و مقاماتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے درمیان۔ مشائخ صوفیہ کے مقامات نہیں پہچانے جاتے مگر اس صورت سے کہ قرائن ان کا احاطہ کرلیں مثلاً ایسے مواقع میں جہاں کہ گھبراہٹ اور پریشانی واقع ہونے کا غالب گمان ہو۔ ہم نے چند بار کسی شخص کو دیکھا کہ اس سے گھبراہٹ کے آثار ظاہر نہیں ہوتے تو ہم نے اسکے

وجدان و در ہر یکی ازین دو وجہ خدشہا
است مزالّ الاقدام درین فن بسیار است
مقامات فاضلہ با صفاتِ طبعیہ مشتبہ میشود
و یکی برنگ دیگری بر می آید لاجرم شناختِ
مقامات و کراماتِ اشخاصِ خاصہ فنی است
ظنی بنا بر حسنِ ظن بشخص و بنا قلین از وی
قبول کردہ می شود امّا مقامات فاروقِ اعظم
اصول آن بنصِّ مخبرِ صادق علیہ اکمل الصلوٰت
و ایمن التحیات ثابت شدہ و آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم او را بآنہا بشارت دادہ و آن
مباحث بنقل مستفیض بثبوت پیوستہ تا آنکہ
ایمان بقدر مجمل واجب شدہ و حجت بآن
قائم گشتہ آنچہ مینویسیم ہمہ شرح این
اجمال است و فروعِ این اصول نخست
بعض نصوصِ مستفیضہ یاد کنیم انگاہ در تفصیل
خوض نمائیم نفسِ ناطقہ را دو قوت دادہ اند
قوتِ[1] عاملہ و قوتِ عاقلہ[2] چون تہذیبِ قوت
عاملہ بکمال خود رسد آن عصمت است
و تہذیب قوّت عاقلہ چون بکمال خود رسد
آن وحی است دستِ اُمتیان از وصول
بکمالِ مطلق درین دو قوت کوتاہ است امّا
ہر یکے را نمونہ ایست و نائبے چون این ہر دو
نائب بہم آیند ثمراتِ کثیرہ از میان اینہا

لئے مقامِ صبر کے ثبوت کا حکم لگا دیا۔ یا بطریق وجدان معلوم کر کے ان
مقامات کے وجود کے بارے میں خود اس کا خبر دیدیا، اور ان دونوں
میں سے ہر ایک وجہ میں بہت سے خدشے ہیں۔ اس فن میں اقدام کی
لغزش کے مواقع بہت ہیں، مقاماتِ فاضلہ مشتبہ ہوجاتے ہیں
صفاتِ طبعیہ کے ساتھ، ایک ان میں سے دوسرے کے رنگ میں ظاہر
ہوجاتا ہے اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ مخصوص اشخاص کے مقامات اور
کرامتوں کی شناخت ایک ظنّی فن ہے جسکی بناء ہے کسی شخص کے ساتھ
حسنِ ظن پر اور اس کے بارے میں نقل کرنے والوں کی بات مان لی جاتی ہے
فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مقامات تو وہ اس مرتبہ کے ہیں کہ اُن کے اصول
مخبرِ صادق علیہ اکمل الصلوات وایمن التحیات کی نص سے ثابت ہوتے ہیں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان مقامات کی بشارت دی ہے اور وہ
مباحث نقل مستفیض سے ثابت ہو کر اس حد پہنچے ہوتے ہیں کہ ان پر
ایمانِ مجمل واجب ہوگیا اور ان سے حجت قائم ہوگئی۔ جو کچھ ہم لکھنا چاہتے
ہیں وہ سب اسی اجمال کی شرح اور اسی اصول کی فرع ہے۔ پہلے ہم بعض
نصوصِ مستفیضہ کا ذکر کریں گے پھر اس کے ساتھ تفصیل میں غور کریں گے
نفسِ ناطقہ کو دو قوتیں عطا ہوتی ہیں قوتِ[1] عاملہ اور قوتِ[2] عاقلہ۔ جب
قوتِ عاملہ کی تہذیب اپنے کمال کو پہنچ جاتی تو وہ عصمت ہے
اور قوتِ عاقلہ کی تہذیب جب اپنے کمال پر پہنچ جاتی تو وہ وحی
ہے۔ ان دونوں قوتوں میں کمالِ مطلق پر پہنچنے سے تو اُمتیوں
کا ہاتھ کوتاہ ہے لیکن (ان دونوں قوتوں میں سے) ہر ایک کا
ایک نمونہ اور نائب ہے۔ جب یہ دونوں نائب جمع ہو جائیں گے
تو ان کے درمیان سے ثمراتِ کثیرہ پیدا ہونگے، اس وقت وہ شخص
مرشدِ خلائق ہوگا اور پیغمبر کا خلیفہ برحق اور رحمتِ الٰہی کا مظہر

متولد شود انگاه شخص مرشد خلائق گردد و
خلیفہ برحق پیغامبر و مظہر رحمت الٰہی ذٰلِكَ
فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ پس نائب وحی محدثیۃ
است و موافقت رای با وحی و کشف صادق
وفراست الملعیہ و نائب عصمت فرار شیطان
است از ظل این کامل و از ثمرات اجتماع این
دو خصلت شہیدیت است و استحقاق
نیابت پیغامبر در افاضت علوم در دار دنیا
وعلو منزلت در آخرت قال صلے اللہ علیہ
وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم
محدثون فان یکن فی امتی احد فہو عمر بن
الخطاب رواہ ابو ہریرۃ و عائشۃ بطرق صحیحۃ
مستفیضۃ و فی بعض طرق حدیث ابی ہریرۃ
لقد کان فیما کان قبلکم من بنی اسرائیل رجال
یتکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء وان یکن
من امتی منہم احد فعمر و عقبۃ بن عامر این
مضمون را بلفظے دیگر آورد قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان نبی بعدی
لکان عمر بن الخطاب اخرجہ احمد والترمذی و
قال علی رضی اللہ عنہ انکان عمر لیقول القول
فینزل القرآن بتصدیقہ و قال ابن عمر ما اختلف
اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی شیٔ فقالوا

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ الخ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس
کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے
فضل والا ہے۔ اب سمجھو کہ وحی کی نائب ہے محدثیت
اور وحی کے ساتھ رائے کا موافق ہونا اور سچا کشف
اور فراست نورانیہ، اور عصمت کا نائب ہے شیطان کا
بھاگنا اس کامل کے سایہ سے۔ اور ان دو خصلتوں کے اجتماع
کے ثمرات میں سے شہیدیت ہے اور دار دنیا میں
افاضۂ علوم کے سلسلہ میں نیابت پیغمبر کا استحقاق اور
آخرت میں بلند مرتبہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تم سے پہلے جو اُمتیں گزر چکی ہیں ان میں محدَّث (جس
پر منجانب اللہ انکشافات ہوں) ہوتے تھے تو (اب) میری
امت میں سے اگر کوئی (ایسا محدَّث) ہے تو وہ عمر بن الخطاب
ہے۔" اس کو ابوہریرہ رض اور عائشہ رض نے روایت کیا صحیح مستفیضہ
اسناد کے ساتھ۔ اور ابوہریرہ رض کے بعض طُرقِ حدیث میں
یہ ہے کہ تم میں سے پہلے بنی اسرائیل میں سے ایسے لوگ
گذرے ہیں جن سے (وراء حجاب) کلام کیا گیا ہے بغیر اس کے
کہ وہ انبیاء ہوں اور اگر میری امت میں سے کوئی ایسا ہے جس
پر الہام کیا جاتا ہے تو وہ عمر ہے اور عقبہ بن عامر اس مضمون کو دوسرے
الفاظ میں لائے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میرے
بعد کوئی نبی ہوتا تو ضرور عمر بن الخطاب ہوتا۔" اس کو احمد اور ترمذی نے
روایت کیا۔ اور علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عمر ایسے تھے کہ جب وہ کوئی
بات کہتے تھے تو قرآن اس کی تصدیق کے ساتھ نازل ہو جاتا تھا۔ اور
ابن عمر نے فرمایا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں جب بھی کسی چیز میں

وقال عمر الا نزل القرآن بما قال عمر وعن ابی هریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ جعل الحق علی لسان عمر وقلبه اخرجه الحفاظ من حدیث ابی هریرة وابن عمر وفی موقوف علی رضی اللہ عنہ كنا نری ونحن متوافرون ان السكينة تنطق علی لسان عمر وقال صلی اللہ علیہ وسلم یا عمر ما لقیك الشیطان سالكا فجا الا سلك فجا غیر فجك اوكما قال رواه الحفاظ من حدیث سعد بن ابی وقاص وعائشة وبريدة الاسلمی وفی موقوف علی رضی اللہ عنہ كنا نری ان شيطان عمر يهابه ان يأمره بالخطيئة وعن ابن مسعود وسعد وغيرهما موافقاته للقرآن ودر حدیث مشهور بروایت جماعة من الصحابہ وهلم جرا ثابت شده كه آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاروق اعظم را بشهيد مسمی نموده سفے حدیث العشرة والثلثة وغیر ذلك وقال صلی اللہ علیہ وسلم ارأف امتی بامتی ابو بكر واقوىها فی امر اللہ عمر رواه ابو عمر فی الاستیعاب من حدیث انس وابی سعید ومحجن او ابی محجن وقال صلی اللہ علیہ وسلم منزلتهما من اهل الجنة منزلة الكواكب الدری من اهل الارض اوكما

اختلاف ہوا اور انھوں نے (کچھ) کہا اور عمر نے بھی (کچھ) کہا تو قرآن عمر ہی کے قول کے مطابق نازل ہوا۔ اور مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان اور اس کے قلب پر قائم کر دیا ہے۔ حفاظِ حدیث نے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اخذ کیا ہے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف حدیث میں ہے کہ ہم دیکھتے تھے جب کہ ہم بہت لوگ ہوتے تھے کہ سکینہ عہ عمر کی زبان پر بولتا تھا اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عمر تجھ سے شیطان کبھی نہیں ملا کسی کوچہ میں سے گذرتا ہوا مگر تیری گذرگاہ سے ہٹ کر دوسرے کوچہ سے گذرنے لگا یا کچھ ایسا ہی فرمایا۔ اس کو حفاظِ حدیث نے روایت کیا سعد بن ابی وقاص اور عائشہ اور بریدہ اسلمی کی حدیث سے۔ اور علی رضی اللہ عنہ کی ایک موقوف حدیث میں ہے کہ ہم دیکھا کرتے تھے کہ عمر کا شیطان اس بات سے ڈرتا ہے کہ ان کو خطا کا حکم کرے۔ اور ابن مسعود اور سعد وغیرہما سے قرآن کے ساتھ ان کی موافقات مروی ہیں اور حدیث مشہور میں صحابہ کی ایک جماعت کی روایت سے، اور اسی طرح کھینچے چلے جاتے عہ ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کے نام سے موسوم فرمایا ہے حدیث عشرہ و ثلاثہ وغیر ذلک میں۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت پر میری امت میں سب سے زیادہ مہربانی کرنے والا ابو بکر ہے اور اللہ کے امر میں امت کا سب سے زیادہ قوی عمر ہے۔ اس کو استیعاب میں ابو عمر نے حدیث انس و ابی سعید و محجن یا ابو محجن سے روایت کیا۔ اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (عام) اہل جنت کے مقابلہ پر ان دونوں (ابو بکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ) کا مقام

عہ یعنی ایسا کلام عمر کی زبان سے جاری ہوتا تھا جس سے نفوس اور قلوب مطمئن ہو جائیں اور وہ ایک غیبی حکم ہوتا تھا جس کا القاء اسکی زبان پر ہوتا تھا۔ یا سکینہ سے مراد وہ فرشتہ ہے جو قول کا الہام کرتا ہے ۱۲ عہ یعنی پھر تابعین کی ایک جماعت پھر تبع تابعین کی ایک جماعت ۱۲ مترجم

قال رواه ابوداؤد وغیره من حدیث ابی سعید
ودر حدیث تکلم ذئب فرموده اؤمن به انا وابوبکر
وعمر وماہما ثمّ ودر جنت خانۂ اورا دیدند ودر منام
بصورت لبن وقمیص زیادۂ فضل او بر سائر
مسلمین ممثل شد آنگاه فرمود اقتدوا بالذین
من بعدی ابی بکر وعمر رواه الترمذی وغیره من
حدیث ابن مسعود وحذیفۃ وقال لایصیبنکم
فتنۃ مادام ہذا فیکم رواه الحفاظ من حدیث
ابی ذر وحذیفۃ وعبد اللہ بن سلام ومن طرق
حدیث حذیفۃ ما جد فی الصحیحین ان بینک وبین
الفتنۃ باباً مغلقاً الی غیر ذلک من فضائل
لاتحصی وہی من متواترات الدین بالتواتر المعنوی

الفصل الاول العلم

الغزالی قال عمر ایہا الناس علیکم بالعلم فان للہ سبحانہ
رداءً فمن طلب باباً من العلم ردّاه اللہ تعالی
بردائہ فان اذنب ذنباً استعتبہ فان اذنب
ذنباً استعتبہ فان اذنب ذنباً استعتبہ لئلا
یسلبہ رداءہ . الغزالی قال عمر موت الف عابد
قائم اللیل صائم النہار اہون من موت عالم بصیر
بحلال اللہ وحرامہ. الغزالی قال عمر من حدث بحدیث
فعمل بہ فلہ اجر ذلک العمل. ابو اللیث عن عمر انہ
قال ان الرجل لیخرج من منزلہ وعلیہ من الذنوب

بمنزلہ کوکب دُرّی (چمکتے ہوئے ستارے) کے ہے اہل زمین کے مقابلہ پر یا جیسا کچھ آپ نے
فرمایا۔ اس کو روایت کیا ابوداؤد وغیرہ نے ابوسعید کی حدیث سے اور بھیڑیئے کے
کلام والی حدیث میں فرمایا کہ میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور ابوبکر اور عمر اور وہ دونوں عـہ
اس وقت وہاں موجود نہ تھے۔ اور جنت میں ان کے گھر کو دیکھا اور خواب میں بصورت
دودھ اور قمیص کے ان کی فضیلت تمام مسلمانوں پر مُمثل ہوئی اس وقت آپ نے
فرمایا کہ اقتدا کرو ان دونوں یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ کی جو میرے بعد (خلیفہ) ہونگے
اس کو ترمذی نے روایت کیا ابن مسعود اور حذیفہ کی حدیث سے اور حدیث
کہ ہرگز تم پر کوئی فتنہ نہ پڑے گا جب تک کہ یہ تم میں رہے گا۔ اس کو
حفاظ حدیث نے روایت کیا ہے ابوذر اور حذیفہ اور عبداللہ بن سلام
کی حدیث سے اور حدیث حذیفہ کی ایک روایت کے الفاظ جو صحیحین یعنی
(بخاری ومسلم) میں ملتے ہیں یہ ہیں کہ بیشک تیرے اور فتنہ کے درمیان
ایک بند دروازہ ہے۔ ان کے علاوہ اتنے فضائل ہیں جن کا احصا دشوار ہے اور
یہ سب دین کے متواترات میں سے ہیں تواتر معنوی کے ساتھ (یعنی باعتبار معنے متواتر
ہیں)۔

فصل اول "علم"

غزالی۔ عمرؓ نے فرمایا اے لوگو تم کو علم حاصل کرنا
ضروری ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کے پاس چادر ہے جو علم (یعنی معرفت) کے کسی باب
کو طلب کرے گا اللہ تعالی اس کو اپنی چادر اڑھا دے گا۔ (کنایہ عـہ ہے نورِ توفیق سے)
پھر اگر وہ کوئی گناہ کریگا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کریگا۔ پھر اگر وہ کوئی
گناہ کرے گا تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کرے گا پھر اگر کوئی گناہ کریگا
تو اللہ سے راضی ہونے کی درخواست کریگا تاکہ وہ اس سے وہ اپنی چادر نہ چھین لے اور اگر
جاہل ہوگا تو اس کو اس خطرہ کا اندیشہ نہ ہوگا اور نعمت سلب ہوجائیگی غزالی۔ عمرؓ نے
فرمایا کہ ایسے ہزار عابدوں کی موت جو قائم اللیل اور صائم النہار ہوں ہلکی ہے ایسے عالم کی
موت سے جو اللہ کے حلال اور اس کے حرام میں بصیرت رکھنے والا ہو۔ غزالی۔ عمرؓ نے فرمایا کہ

عـہ یہ حدیثیں جلد ثالث میں اور اس سے پہلے بھی لکھی جاچکی ہیں ۱۲ مترجم عـہ یہ کنایہ اکابر اولیاء کے ملفوظات میں بکثرت مستعمل ہے جب حق تعالی فضل فرماتا ہے تو سالک کی ذات پر انوار نازل ہوتے ہیں جو اس کو پورے طور پر مثل چادر کے اپنے احاطہ میں لے لیتے ہیں اور نفس ان سے منصبغ ہو کر روح کے حکم میں آجاتا ہے۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

مثل جبال تهامة فاذا سمع العلم خاف
واسترجع على ذنوبه فانصرف الى منزله وليس
عليه ذنب فلا تفارقوا مجلس العلماء فان الله
تعالى لم يخلق على وجه الارض بقعة
اكرم من مجالس العلماء۔ الغزالي قال
عمر ان اخوف ما اخاف على هذه الامة
المنافق العليم قالوا كيف يكون منافقاً عليماً
قال عليم اللسان جاهل القلب۔ الغزالي قال
عمر اذا رأيتم العالم محباً للدنيا فاتهموه على
دينكم فان كل محب يخوض فيما احب۔
الغزالي قال عمر لا تتعلم العلم لثلث
ولا تتركه لثلث لا تتعلم العلم لتماري
به ولا تباهي به ولا ترائي به ولا تتركه
حياءً من طلبه ولا زهادةً فيه
ولا رضىً بالجهل منه۔ الغزالي
قال عمر تعلموا العلم وتعلموا للعلم
السكينة والوقار والحلم۔ الغزالي
قال عمر لا تكونوا من جبابرة العلماء
فلا يفي علمكم بجهلكم۔ الغزالي
عن عمر قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ما اكتسب الرجل مثل فضل عقل
يهدي صاحبه الى هدى ويرده
عن ردى وما تم ايمان عبد واستقام

جس نے کسی حدیث کو بیان کیا اور اس پر عمل کیا (یعنی حدیث سننے والے نے) تو اس (حدیث بیان کرنیوالے کو) اس عمل کا اجر ملے گا۔ ابو اللیث، مروی ہے عمرؓ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک شخص اپنے گھر سے اس حال میں نکلتا ہے کہ اس پر تہامہ کے پہاڑوں کی مانند گناہوں کا بار ہے پھر جب وہ علم سنتا ہے تو ڈرتا ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے، پھر وہ اپنے گھر کی طرف اس حال میں واپس ہوتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا اسلئے تم علماء کی مجلس کو نہ چھوڑو کیونکہ اللہ تعالی نے روئے زمین پر کوئی مقام علماء دین کی مجالس سے بزرگ تر نہیں پیدا کیا۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ اس امت کے متعلق سب سے زیادہ اس شخص سے ڈرتا ہوں جو منافق ذی علم ہو۔ لوگوں نے کہا کہ منافق ذی علم کیسا ہوتا ہے تو کہا کہ علیم اللسان (زبان پر علم ہو) جاہل القلب (دل علم کے اثر سے خالی)۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ جب تم عالم کو دنیا سے محبت کرنیوالا دیکھو تو اس کو تم اپنے دین پر ہونے میں متہم قرار دو کیونکہ ہر ایک محبت کرنیوالا اپنی محبوب چیز میں ہی غور وفکر کرتا ہے (اسلئے محب دنیا محب خدا نہ ہوگا)۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم کو حاصل کرو تین (باتوں) کی وجہ سے اس کو نہ چھوڑو تین (باتوں) کی وجہ سے علم کو نہ حاصل کرو اس غرض سے کہ تم اسکے ذریعہ سے جھگڑے کرو اور نہ اس لئے کہ اس کے ذریعہ سے اپنی فوقیت جتاؤ اور نہ اسلئے کہ اسکے ذریعہ سے دکھلاوا کرو اور اسکو نہ چھوڑو اسکی طلب سے شرماتے ہوئے اور نہ اس میں بے رغبتی (یعنی حقارت) کی بناء پر اور نہ اس سے جہل پر راضی ہوتے ہوئے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ علم کو سیکھو اور علم کیلئے سکینت اور وقار اور حلم کو سیکھو۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ تعدی کرنے والے علماء میں سے نہ بنو کیونکہ تمھارا علم تمھارے جہل کی مکافات نہ کرسکے گا۔ غزالی، عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص نے (کسی فضیلت کا) اکتساب نہیں کیا جو ایسی فضیلت عقل کی مانند ہو جو صاحب عقل کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے اور اور اس کو ہلاکت سے لوٹا دے اور کسی بندے کا ایمان پورا نہ ہوگا اور نہ دین میں استقامت ہوگی جب تک اس کی

دینہ حتی یکمل عقلہ۔ الغزالی عن عمر انہ قال لتمیم الداری ما السودد فیکم قال العقل قال صدقت سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کما سألتک فقال لی کما قلت ثم قال سألت جبریل

عقل کامل نہ ہوگی۔ غزالیؒ، عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا تمیم داری سے کہ تم میں سرداری (کا معیار) کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ عقل۔ عمرؓ نے کہا تم نے سچ کہا، میں نے جیسا تم سے سوال کیا ویسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا تو آپ نے مجھے وہی جواب دیا تھا جو تم نے دیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے

ما السودد فقال العقل۔ البخاری فی ترجمۃ باب قال عمر تعلموا قبل ان تسودوا معناہ ینبغی للانسان ان یبادر بطلب العلم الثروۃ والسودد فان النفس امارۃ بالسوء والدنیا شاغلۃ للاوقات۔ البغوی والغزالی قال عمر تعلموا من النجوم ما تہتدوا بہ فی البر والبحر ثم امسکوا۔ السہروردی عن عمر انہ قرأ قولہ تعالی فانبتنا فیہا حبا الی قولہ وابا ثم قال ما الاب ثم قال ھذا لعمری ہو التکلف فخذوا ایہا الناس ما بین لکم فما عرفتم فاعملوا وما لم تعرفوا فکلوا علمہ الی اللہ۔ ابو طالب قال ابن مسعود لما مات عمر بن الخطاب انی لاحسب انہ ذہب بتسعۃ اعشار العلم فقیل تقول ھذا وفینا اجلۃ الصحابۃ فقال لست اعنی العلم الذی تریدون انما اعنی العلم باللہ۔ ابو طالب عن عمر کم من

جبرئیلؑ سے سوال کیا تھا کہ سرداری کیا ہے تو انھوں نے کہا تھا کہ عقل۔ بخاریؒ اس باب کے ترجمہ میں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ علم حاصل کرو پہلے اس سے کہ تم سردار ہو، اس کے معنے یہ ہیں کہ مرفہ الحالی اور سرداری پر پہنچنے سے پہلے طلب علم میں سبقت کی جائے کیونکہ نفس برائی کا حکم دینے والا ہے اور دنیا اوقات کو (امور دنیاوی میں) مشغول کرنے والی ہے، بغویؒ اور غزالیؒ، عمرؓ نے فرمایا کہ علم نجوم میں سے اتنا سیکھ لو جس سے تم جنگل اور دریا میں راستہ حاصل کرلو پھر رک جاؤ (یعنی احکام نجوم نہ سیکھو)۔ سہروردیؒ، روایت ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے یہ ارشاد حق تعالیٰ پڑھا فَاَنْبَتْنَا فِیْهَا حَبًّا سے وَاَبًّا تک پھر کہا کہ اَبّ کیا ہے؟ پھر کہا کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ یہ (معنے جو تم کہتے ہو) تکلف (یعنی اپنی طرف سے تعیین مراد حق) ہے اس لئے (اے لوگو) جو تم سے بیان کر دیا گیا پھر تم نے اس کو بخوبی سمجھ لیا تو اس پر عمل کرو اور جس کو تم نہ پہچانو تو اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرو۔ ابو طالب، جب عمرؓ ابن الخطاب کا انتقال ہوا تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ علم کے دس حصوں میں سے نو حصے جاتے رہے تو (ان سے) کہا گیا کہ تم یہ کہتے ہو حالانکہ ہم میں بڑے بڑے صحابہ موجود ہیں تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ میری مراد وہ علم نہیں ہے جو تم مراد لے رہے ہو میں علم باللہ (معرفت الٰہی کا علم) مراد لے رہا ہوں۔ ابو طالب،

عالم فاجر و عابد جاہل فاتقوا الفاجر من
العلماء والجاہل من المتعبدین۔
ابو طالب عن عمر قال اتقوا کل منافق
علیم اللسان یقول ما تعرفون ویعمل ما تنکرون
التعبد۔ مالک کتب عمر الی عمالہ
ان اہم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن
حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ
ومن ضیعہا فہو لما سواہا اضیع۔ مالک،
دخل رجل علی عمر من اللیلۃ التی
طعن فیہا فایقظ عمر لصلوٰۃ الصبح فقال
عمر نعم ولا حظ فی الاسلام لمن ترک الصلوٰۃ
فصلی عمر وجرحہ یثعب دما۔ مالک، قال
عمر لان اشہد صلوٰۃ الصبح فی الجماعۃ
احب الی من ان اقوم لیلۃ۔ ابو طالب
والسہروردی، وقال عمر علی المنبر ان الرجل
لیشیب عارضاہ فی الاسلام وما
اکمل للہ صلوٰۃ قیل وکیف ذلک قال
لایتم خشوعہا وتواضعہا واقبالہ علی اللہ
فیہا۔ مسلم وغیرہ عن عقبۃ بن عامر عن عمر
رفعہ من توضأ فاسبغ الوضوء ثم قال
اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک
لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فتحت لہ ابواب
الجنۃ الثمانیۃ۔ الغزالی، قال عمر تفقدوا

مروی ہے عمرؓ سے کہ کتنے ہی بدکار عالم اور عبادت گذار جاہل ہیں تو تم بدکار عالموں اور جاہل عبادت گذاروں سے بچنا چاہیئے۔ ابو طالبؒ، مروی ہے عمرؓ سے کہ فرمایا کہ بچو ہر ایسے منافق سے جس کی زبان خوب علم والی ہو کہ وہ ایسی باتیں کہے جن کو تم پہچانتے ہو (یعنی پسند کرو گے) اور عمل ایسے کرے جسکا بُرا ہونا تم سمجھتے ہو۔ **عبادات**، مالکؒ، عمرؓ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے تو جس نے اسکی حفاظت کی اور اسکی ہمیشہ نگہداشت رکھی تو اس نے اپنے دین کو محفوظ رکھا اور جس نے اس کو ضائع کیا تو وہ اس کے سوا (دیگر ضروریات دین) کو زیادہ ضائع کرنیوالا ہو گا۔ مالکؒ، ایک شخص عمرؓ کے پاس اُس رات میں پہنچا جس میں ان کو زخمی کیا گیا تھا پھر عمرؓ کو صبح کی نماز کے لئے جگایا تو عمرؓ نے کہا کہ ہاں اور اسلام میں کوئی حصہ نہیں اس شخص کا جو نماز کو ترک کرے پھر عمرؓ نے نماز پڑھی اور اُن کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ مالکؒ، عمرؓ نے فرمایا کہ بیشک یہ بات کہ میں صبح کی نماز کے لئے جماعت میں حاضر ہوؤں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رات بھر (نوافل) میں کھڑا رہوں۔ ابو طالب اور سہروردی، عمرؓ نے فرمایا منبر پر کہ ایک شخص اسلام کی حالت میں اپنے دونوں رخسارے بوڑھے کر لیتا ہے اس حال میں کہ اس نے اللہ کے لئے ایک نماز بھی کامل نہیں کی۔ کہا گیا کہ یہ کیسے فرمایا کہ وہ نماز کے خشوع اور تواضع کو پورا نہیں کرتا حالانکہ نماز میں اس کا رُخ اللہ کی طرف ہوتا ہے۔ مسلم وغیرہ، روایت ہے عقبہ بن عامر سے وہ مرفوعاً عمرؓ سے کہ جس نے وضو کیا اور عمدہ طور پر وضو کیا پھر کہا اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ الخ (یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمدؐ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں) اُس کے لئے آٹھوں دروازے جنت

اخوانكم في الصلاة فان كانوا مرضى فعودوهم
وان كانوا اصحآء فعاتبوهم. الغزالي
كان عمر يقول لابي موسى ذكرنا ربنا فيقرأ
عنده حتى يكاد وقت الصلاة ان يتوسط
فقال الصلاة الصلاة فيقول أو لسنا في
الصلاة. الغزالي. كان عمر يقول اللهم
اني استغفرك لظلمي وكفري فقيل له
هذا الظلم فما بال الكفر فتلا ان الانسان
لظلوم كفار. المحب الطبري. عن سعيد
ابن المسيب كان عمر يحب الصلاة في كبد الليل
يعني وسط الليل. مالك. عن زيد بن اسلم عن
ابيه ان عمر بن الخطاب كان يصلي من الليل
ماشاء الله حتى اذا كان من آخر الليل ايقظ
اهله للصلاة يقول لهم الصلاة الصلاة ثم يتلو
هذه الآية وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ
وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۚ نَحْنُ
نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى. المحب الطبري
عن عبد الله بن ربيعة صليت خلف عمر
الفجر فقرأ بسورة الحج وبسورة يوسف قراءة
بطيئة. المحب الطبري عن ابن عمر ما مات
عمر حتى سرد الصوم. المحب الطبري عن جعفر
الصادق كان اكثر كلام عمر الله اكبر. الغزالي
قال عمر ان الاعمال تباهت فقالت الصدقة

کے کھول دیئے جائیں گے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا نماز میں اپنے بھائیوں کے حال کا پتہ لگاؤ پھر اگر وہ بیمار ہوں تو انکی عیادت کرو اور اگر وہ تندرست ہوں تو ان پر اظہارِ عتاب کرو۔ غزالی، عمرؓ ابو موسیٰ اشعری سے فرمایا کرتے کہ ہمارے رب کا ذکر کر تو وہ ان کے سامنے قرات کرتے یہاں تک کہ نماز کا وقت درمیان کے قریب پہنچ جاتا تو کہا جاتا "الصلوٰۃ الصلوٰۃ" تو فرماتے کہ کیا ہم نماز میں نہیں ہیں؟ غزالی، عمرؓ کہا کرتے کہ اے اللہ میں آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اپنے ظلم کی اور کفر کی تو ان سے کہا گیا کہ یہ ظلم کی بات تو سمجھ میں آتی ہے مگر کفر کی کیا بات ہے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی إِنَّ الْإِنسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ (۱۴: ۳۴) سچ یہ ہے کہ کہ آدمی بڑا بے انصاف بڑا ہی ناشکرا ہے۔ محب طبری، روایت ہے سعید ابن المسیب سے کہ عمرؓ پسند کرتے تھے رات کے جگر میں نماز پڑھنا، یعنی درمیان شب میں۔ مالکؒ، روایت ہے زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر بن الخطاب جب تک اللہ تعالیٰ چاہتا نماز پڑھتے رہتے یہاں تک کہ جب رات کا آخر آجاتا تو اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے جگاتے، ان سے کہتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے وَأْمُرْ أَهْلَكَ الخ (۲۰: ۱۳۲) اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیئے اور خود بھی اس کے پابند رہیئے۔ ہم آپ سے معاش (کموانا) نہیں چاہتے۔ معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔ محب طبری، روایت ہے عبد اللہ بن ربیعہ سے کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو انھوں نے قرات کی سورۃ حج اور سورۃ یوسف کی سنبھال سنبھال کر۔ محب طبری، ابن عمرؓ سے کہ نہیں انتقال کیا عمرؓ نے یہاں تک کہ پے درپے روزے رکھے (دو سال)۔ محب طبری جعفر صادق رحؒ سے کہ اکثر کلام عمرؓ کا اللہ اکبر ہوتا۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ اعمال (خیر) نے ایک دوسرے پر فضیلت جتائی تو صدقہ نے کہا کہ میں تم سب سے

انا افضلکن۔ ابوطالب کان عمر بن الخطاب
لیعطی اہل البیت القطیعۃ من الغنم
العشرۃ فما فوقہا یعنی اغناء المحتاج افضل۔
الغزالی قال عمر الحاج مغفور لہ ولمن استغفر
لہ فی شہر ذی الحجۃ و المحرم وصفر وعشر من
ربیع الاول۔ ابواللیث قال عمر من اتی ہذا
البیت لایرید الا ایاہ فطاف بہ طوافاً
خرج من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ۔ ابوطالب
روی عن عمر انہ قال لان اذنب سبعین
ذنباً برکبۃ احب الی من اذنب ذنباً
واحداً بمکۃ۔ ابوطالب والغزالی کان عمر
یقول للحاج اذا حجوا یا اہل الیمن یمنکم
ویا اہل الشام شامکم ویا اہل العراق عراقکم۔
ابوطالب ان عمر اہدی بختیۃ فطلبت
بثلثمائۃ دینار فسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان یبیعہا ویشتری بثمنہا بدناً
کثیرۃ فنہاہ عن ذلک وقال بل اہدہا۔
ابواللیث قال عمر المساجد بیوت اللہ عزوجل
فی الارض وحق علی المزور ان یکرم زائرہ۔
ابواللیث کان عمر یقول اذا دخل شہر رمضان
مرحبا بمطہر مرحباً بمطہر خیر کلہ صیام نہارہ
وقیام لیلہ النفقۃ فیہ کالنفقۃ فی سبیل
اللہ۔ ابوبکر عن ابی عثمان قال عمر الشتاء

افضل ہوں۔ ابوطالب۔ عمر بن الخطاب اہل بیت کو بکری کے دس دس
اور کبھی اس سے زیادہ گوشت کے پارچے دیا کرتے تھے۔ اس سے مراد یہ ہے
کہ محتاج کو غنی کر دینا افضل ہے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ حاجی کی مغفرت
کر دی جاتی ہے اور اسکی بھی جس کے لئے وہ دعائے مغفرت کرے ماہ ذی الحجہ
اور محرم اور صفر اور دس ربیع الاول تک۔ ابواللیث، فرمایا عمرؓ نے جو
اس بیت (خانہ کعبہ) میں آیا اور اس کا ارادہ صرف اسی کا تھا پھر اس نے
اس کا طواف کیا تو وہ اپنے گناہوں سے نکل کر مثل اس دن کے ہو جائے
گا جس دن اسکی ماں نے اس کو جنا تھا۔ ابوطالب، روایت کیا گیا ہے
عمرؓ سے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر میں ستر گناہ کروں رکبہ میں (یہ حجاز میں ایک
مقام کا نام ہے) یہ میرے نزدیک بہتر ہے اس سے کہ میں ایک گناہ کروں
مکہ میں۔ ابوطالب اور غزالی، عمرؓ حاجیوں سے فرمایا کرتے تھے
جب وہ حج کر لیا کرتے تھے اے اہل یمن اپنے یمن کو اور اے اہل شام
اپنے شام کو اور اے اہل عراق اپنے عراق کو (دعا میں یاد رکھو) ابوطالبؒ
یہ کہ عمرؓ نے ہدی تجویز کر لی ایک بختی اونٹنی کی تو اس کے تین سو دینار
لگا دیئے گئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال
کیا کہ وہ اس کو فروخت کر دیں اور اسکی قیمت سے بہت سے
بدنے (قربانی کے اونٹ) خرید لیں تو ان کو اس سے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے منع کر دیا اور فرمایا نہیں بلکہ اسی کو لے جاؤ۔ ابواللیثؒ
عمرؓ نے فرمایا کہ مسجدیں زمین پر اللہ عزوجل کے گھر ہیں اور زیارت
کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ زیارت کرنے والے کی عزت کرے۔
ابواللیث، جب رمضان کا مہینہ آجاتا ہے تو عمرؓ کہا کرتے تھے کہ
پاکیزہ کرنیوالے (ماہ) کیلئے مرحبا، پاکیزہ کرنیوالے (ماہ) کیلئے مرحبا، وہ سب
کاسب خیر ہے، اس کے دن میں روزے ہیں اور رات میں قیام (یعنی نوافل)

غنیمۃ العابد۔ ابو بکر عن رجل یقال لہ میکائیل من اہل خراسان قال کان عمر اذا قام من اللیل قال قد تریٰ مقامی وتعلم حاجتی فارجعنی من عندک لحاجتی مفلحاً منجحاً مستجیباً مستجاباً لی قد غفرت لی ورحمتنی فاذا قضی صلوٰتہ قال اللّٰہم لا اریٰ شیئاً من الدنیا یدوم ولا اریٰ حالاً فیہا یستقیم اللّٰہم اجعلنی انطق فیہا بعلم واصمت فیہا بحلم اللّٰہم لا تکثر لی من الدنیا فاطغیٰ ولا تقلّ لی منہا فانسیٰ فانہ ما قلّ وکفیٰ خیر مما کثر والہیٰ۔ ابو بکر عن عمر انہ کان یقول اللّٰہم انی اعوذ بک ان تأخذنی علیٰ غرۃ او تذرنی فی غفلۃ او تجعلنی من الغافلین۔ ابو اللیث قال عمر بلغنی ان الدعاء بین السماء والارض معلّق لا یصعد منہ شئ حتیٰ یصلّی علیٰ نبیکم محمد قال اخبرنا ابو حنیفۃ قال حدثنا ابو جعفر محمد بن علی قال جاء علیّ بن ابی طالب الی عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہما حین طعن فقال رحمک اللّٰہ فواللّٰہ ما فی الارض احد کنت القی اللّٰہ بصحیفتہ احبّ الیّ منک۔

آفات اللسان

الغزالی قال عمر ان شقاشق الکلام من شقاشق الشیطان الغزالی قال عمر اما فی المعاریض ما یکفی

اس میں (اہل وعیال پر) خرچ کرنا اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی مانند ہے۔ ابو بکرؒ عثمان سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ سردی کا موسم عابد کی لوٹ (کا زمانہ) ہے ابو بکرؒ مروی ہے ایک شخص سے جس کو میکائیل کہا جاتا تھا جو خراسان والوں میں سے تھا اس نے بیان کیا کہ عمرؓ جب رات کو کھڑے ہوتے تو کہتے، بیشک آپ میرے مقام کو دیکھتے ہیں اور میری حاجت کو جانتے ہیں تو آپ مجھے اپنے پاس سے ایسا لوٹا دیجئے کہ میں اپنی حاجت میں فلاح پانے والا ہوں کامیاب ہوں آپ دعا قبول کرنیوالے ہوں میں مستجاب ہوں کہ آپنے میری مغفرت کردی اور مجھ پر رحمت فرمائی پھر جب نماز پوری کرلیتے تو کہتے کہ اے اللہ میں دنیا کی کسی چیز کو ہمیشہ رہنے والی نہیں دیکھتا اور میں کسی ایسے حال کو نہیں دیکھتا جو پائیدار رہتا ہو، اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ دنیا میں علم سے بولوں اور حلم سے خاموش رہوں۔ اے اللہ مجھے دنیا کے مال و دولت میں سے اتنا زیادہ نہ دیجئے کہ میں گمراہ ہو جاؤں اور نہ اتنا کم دیجئے کہ میں آپ کو بھول جاؤں (اور کمانے کی فکر میں لگوں) کیونکہ جو کم ہو اور کافی ہو وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غفلت میں ڈال دے۔ ابو بکرؒ عمرؓ سے کہ وہ کہا کرتے تھے اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا رہوں اس حالت سے کہ آپ مجھکو غفلت میں پکڑ لیں یا مجھے غفلت میں چھوڑ دیں یا مجھے غافلین میں سے بنادیں۔ ابو اللیث، عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ دعاء آسمان اور زمین کے درمیان معلّق رہتی ہے اس کا کوئی حصہ بھی اوپر نہیں چڑھتا جب تک کہ تمہارے نبی پر درود نہ پڑھا جائے۔ محمدؒ، کہا کہ خبر دی ہم کو ابو حنیفہؒ نے کہا کہ بیان کیا ہم سے ابو جعفر محمد بن علی نے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جب کہ وہ مجروح کئے گئے تھے اور کہا کہ اللہ تم پر رحمت کرے، خدا کی قسم زمین پر کوئی ایسا نہیں جو مجھے تم سے زیادہ محبوب ہو کہ میں اس کے جیسا اعمالنامہ لے کر اللہ سے ملوں۔

زبان کی آفتیں

غزالی، کہا عمرؓ نے کہ جوش و خروشِ سخن شیطان کے جوش میں سے ہے۔ غزالی، کہا عمرؓ نے کہ یاد رکھو کنایات میں سے ایسے بھی ہوتے ہیں جو آدمی کو جھوٹ سے بچا لیتے ہیں۔ غزالی، معاذؓ عمرؓ

الرجل عن الكذب۔ الغزالی کان معاذؓ عاملاً
لعمر فلما رجع من عمله قالت امرأته ما جئت
به من الهدية قال كان معى ضاغطٌ قالت كنت
امينا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وعند
ابى بكر فبعث عمر معك ضاغطاً وشكت عمر
فلما سمع عمر سأل معاذاً عن ذلك فقال
لم اجد ما اعتذر به اليها الا ذلك فضحك عمر
واعطاه شيئاً وقال ارضها به۔ الغزالی
كان ابن ابى عزرة يخلع من النساء كثيراً
حتى طارت له احدوثة فادخل عبد الله بن
ارقم بيته وقال لامرأته انشدك بالله
هل تبغضيني قالت لا تنشدني قال فانى
انشدك بالله قالت نعم فدعاها عمر فقال
انت التي تحدثين لزوجك انك تبغضينه
قالت انه ناشدنى فتحرجت ان اكذب
أفأكذب يا امير المؤمنين قال نعم فاكذبي
ان كانت احداكن لا تحب احدنا فلا تحدثه
بذلك فان اقل البيوت الذى يبنى على
الحب ولكن الناس يتعاشرون بالاسلام
والاحسان۔ الغزالی قال عمر المدح هو الذبح۔ الغزالی اثنى
رجل على عمر فقال اتهلكني وتهلك نفسك۔ ابو الليث روى
مالك بن دينار عن احنف بن قيس قال لى عمر يا احنف
من كثر ضحكه قلت هيبته ومن فرح استخف به الناس ومن

کے عامل تھے، جب اپنے کام سے لوٹ کر آئے تو ان کی بیوی نے کہا کہ کیا ہدیہ لیکر آئے۔ کہا کہ میرے ساتھ ایک سخت نگرانی کرنے والا تھا (یعنی اللہ، اس وجہ سے تیرے لئے کچھ فراہم کرنے کا موقع نہ مل سکا) اس نے (یہ مطلب سمجھ کر کہ عمرؓ نے ان پر کوئی نگران مقرر کر دیا تھا) کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک امین رہے اور ابوبکر کے نزدیک امین رہے لیکن عمرؓ نے تمہارے ساتھ ایک نگران روانہ کر دیا پھر عمرؓ کے پاس جاکر اس نے یہ شکایت کی جب عمرؓ نے سنا تو معاذ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس سے اظہار معذرت کیلئے اس کے سوا اور کوئی بات میری سمجھ میں نہ آئی تو عمرؓ ہنسے اور ان کو کچھ دیا اور کہا کہ یہ دیکر اسکو راضی کرلو۔ غزالی، ابو عزرہ عورتوں سے اکثر خلع کرتا رہتا تھا (یعنی معاوضہ لیکر طلاق دیتا تھا) یہاں تک کہ اس کی بدنامی کے ساتھ شہرت ہوگئی تو اس نے (یہ دھبہ مٹانے کیلئے) عبداللہ بن ارقم کو اپنے گھر میں داخل کیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھ سے ناراض ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے قسم نہ دے۔ ابو عزرہ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں (کہ سچ سچ بتا) اس نے کہا کہ ہاں (ناراض ہوں)، تو اس کو عمرؓ نے بلایا اور فرمایا کہ وہ تو ہی ہے جو اپنے شوہر سے یہ گفتگو کرتی ہے کہ تو اس سے ناراض ہے تو اس نے کہا کہ اس نے مجھے قسم دی تو میں نے اس کو گناہ سمجھا کہ جھوٹ بولوں۔ تو کیا اے امیر المومنین میں جھوٹ بول دوں فرمایا کہ ہاں جھوٹ بول دے، اگر تم میں سے کوئی عورت ایسی ہو کہ ہم میں سے کسی سے محبت نہ کرتی ہو تو اس کو بیان نہ کرے کیونکہ ایسے گھر بہت کم ہیں جن میں (معاشرت کی) بناء محبت پر ہو لیکن لوگ اسلام (کے ضوابط) اور احسان کی بناء پر باہم میل جول رکھتے ہیں۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ مدح (یعنی کسی کے منہ پر اسکی تعریف کرنا) ذبح کرنا ہے۔ غزالی، ایک شخص نے عمر کی مدح کی تو فرمایا کہ کیا تو مجھے ہلاک کرتا ہے اور اپنے نفس کو ہلاک کرتا ہے۔ ابو اللیث، روایت کی مالک بن دینار نے احنف بن قیس سے کہا کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے احنف

اکثر من شیء عرف بہ ومن کثر کلامہ کثر سقطہ ومن کثر سقطہ قل حیاؤہ ومن قل حیاؤہ قل ورعہ ومن قل ورعہ مات قلبہ۔ ابو اللیث قال عمر کفی بالمومن من الغی ثلث یعیب علی الناس بما یأتی بہ ویبصر من عیوب الناس مالا یبصر من عیوب نفسہ ویؤذی جلیسہ فیما لا یعنیہ۔

آفات القلب

الغزالی کان عمر اذا خطب قال فی خطبتہ افلح منکم من حفظ من الھوی والطمع والغضب۔ الغزالی غضب عمر علی رجل وامر بضربہ فقال مالک بن اوس یا امیر المؤمنین خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاہلین فتأمل الآیۃ وکان وقافاً عند کتاب اللہ مہما تلی علیہ وخلی الرجل۔ الغزالی روی ان عمر غضب یوماً فدعا بماء فاستنشق فقال ان الغضب من الشیطان وھذا یذھب الغضب۔ ابوبکر والغزالی قال عمر ان العبد اذا تواضع للہ رفع الملک حکمتہ وقال انتعش رفعک اللہ واذا تکبر وعدا طورہ وھصہ الملک الی الارض وقال اخسأ اخسأک اللہ فھو فی نفسہ کبیر وفی اعین الناس حقیر انہ لاحقر عندھم من الخنزیر۔ الغزالی استاذن رجل عمر بن

جس کا ضحک (یعنی ہنسی مذاق) بڑھ گیا اسکی ہیبت (یعنی وقار) گھٹ گیا اور جو مزاح کرتا ہے گا وہ لوگوں میں ہلکا ہو جائے گا اور جو بکثرت کوئی کام کرتا ہے گا وہ اسی کے ساتھ مشہور ہو جاتے گا اور جس کا کلام بڑھے گا (یعنی یاوہ گوئی) اسکی گراوٹ بڑھے گی اور جب گراوٹ بڑھتی ہے تو حیا کم ہو جاتی ہے اور جسکی حیا کم ہو جاتی ہے تو اسکا تقویٰ گھٹ جاتا ہے اور جس کا تقویٰ گھٹ گیا اس کا دل مر گیا۔ ابو اللیث، عمرؓ نے فرمایا کہ مومن کی گمراہی کیلئے تین باتیں کافی ہیں لوگوں پر ایسے عیب لگاتے جن میں خود مبتلا ہے اور لوگوں کے اتنے زیادہ عیوب دیکھے جتنے اپنے نفس کے عیوب نہ دیکھے اور بیہودہ باتوں سے اپنے ہمنشین کو دکھ پہنچاتے۔

قلب کی آفتیں

غزالی، عمرؓ جب خطبہ دیا کرتے تو کہا کرتے تم میں فلاح کو پہنچا جس نے اپنی حفاظت کی خواہش نفس سے اور لالچ سے اور غضب سے۔ غزالی، عمرؓ ایک شخص پر غضبناک ہوتے اور اس کو مارنے کا حکم دیا تو مالک بن اوس نے کہا اے امیر المومنین خُذِ الْعَفْوَ الخ (۷: ۱۹۹) "عادت کر درگذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر جاہلوں سے"۔ تو انھوں نے اس آیت پر غور کیا اور کتاب اللہ جب بھی آپ کے سامنے پڑھی جاتی تھی آپ اُس پر بہت غور کرتے تھے۔ چنانچہ اس شخص کو چھوڑ دیا۔ غزالی، مروی ہے عمرؓ کو ایک دن غصہ آگیا تو انھوں نے پانی منگایا اور اسکو ناک میں دیا پھر فرمایا کہ غضب[ع] شیطان کی طرف سے ہے اور یہ کام غضب کو دور کر دیتا ہے۔ ابوبکر اور غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ بندہ جب اللہ کے لئے تواضع کرتا (یعنی جھکتا) ہے تو فرشتہ اُسکی حکمت (یعنی مرتبہ) کو بلند کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بلند ہو اللہ نے تجھے بلند کیا اور جب تکبر کرتا اور اپنے طریقے سے تجاوز کرتا ہے تو فرشتہ اس کو زمین کی طرف گرا دیتا ہے اور کہتا ہے دور ہو خدا تجھے ذلیل کرے تو وہ اپنے نفس میں بڑا ہوتا ہے (یہ سمجھتا ہے کہ میں بڑا معزز ہوں) اور لوگوں کی نگاہوں میں اتنا حقیر کہ وہ یقیناً ان کے نزدیک سُور سے بدتر ہو جاتا ہے۔ غزالی، ایک شخص نے عمر بن الخطاب سے جب کہ وہ صبح کی نماز سے فارغ

[ع] یعنی غضب کے دواعی اور اسباب کہ کسی شخص سے ایسی حرکت سرزد کرادی جس سے عمر غضبناک ہوتے۔ یہ مطلب نہیں کہ شیطان نے آپ کی ذات پر تصرف کیا تھا۔ کیونکہ آپ سے ذر کر اس کا بھاگنا ثابت ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

الخطاب ان یعظ الناس اذا ہو
فرغ من صلاۃ الصبح فمنعہ فقال اتمنعنی
من نصح المسلمین فقال اخشی ان تنتفخ
حتی تبلغ الثریا۔ ابو طالب قال عمر لرجل
من سید قومک قال انا قال لو کنت
کذلک لم تقل۔ الغزالی قال اصبغ
ابن نباتہ کانی انظر الی عمر معلقاً
لحماً فی یدہ الیسری و فی یدہ الیمنیٰ
الدرۃ یدور فی الاسواق حین دخل
رحلہ۔ الغزالی حمل عمر قربۃ علی عنقہ
فقال اصحابہ یا امیر المؤمنین ما حملک
علیٰ ہذا فقال ان نفسی قد اعجبتنی
فاردت ان اذلہا۔ الغزالی قال زید
ابن وہب رأیت عمر خرج الی السوق
وبیدہ الدرۃ وعلیہ ازار فیہا اربعۃ
عشر رقعۃ بعضہا من ادم۔ الغزالی
قال عمر فی خطبتہ لہ اعلموا انہ لا حلم
احب الی اللہ تعالیٰ ولا اعظم نفعاً
من حلم امام ورفقہ ولیس جہل ابغض
الی اللہ ولا اعظم ضرراً من جہل امام
وخرقہ واعلموا انہ من یاخذ بالعافیۃ
فیمن بین ظہرانیہ یرزق العافیۃ فیمن
ہو دونہ۔ الغزالی قال عمر لرجل علیک

ہوتے اس بات کی اجازت مانگی کہ وہ لوگوں کو وعظ کرے تو انہوں نے اُس کو
منع کر دیا تو اس نے کہا کہ کیا آپ مجھے مسلمانوں کو نصیحت کرنے سے روکتے ہیں
تو فرمایا کہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تو پھول جاتے یہاں تک کہ تو ثریا تک
پہنچ جاتے، ابو طالب، عمرؓ نے ایک شخص سے کہا کہ تیری قوم کا سردار کون
ہے؟ اس نے کہا کہ میں! تو انہوں نے کہا کہ اگر تو ایسا ہوتا تو یہ جواب نہ دیتا،
غزالی، کہا اصبغ بن نباتہ نے گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں عمرؓ کی طرف جو بائیں
ہاتھ میں گوشت لٹکائے ہوتے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں درّہ تھا
بازاروں میں گھوم رہے تھے جس وقت داخل ہوتی انکی سواری۔ غزالی
عمرؓ نے اپنی گردن میں ایک مشکیزہ لٹکایا تو ان کے اصحاب نے کہا
کہ اے امیر المومنین کس بات نے آپ کو اس پر اُبھارا تو فرمایا کہ
میرے نفس نے مجھے خود بینی میں ڈالا تو میں نے چاہا کہ اس کو ذلیل کردوں
غزالی، زید بن وہب نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ بازار
کی طرف نکلے اور ان کے ہاتھ میں درّہ تھا اور ان کے بدن پر
ایک لنگی تھی جس میں چودہ پیوند تھے جن میں سے بعض چمڑے
کے تھے۔ غزالی، عمرؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ جان
لو کہ کوئی حلم اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند اور لوگوں کو زیادہ نفع
پہنچانے والا نہیں امام کے حلم اور اسکی نرمی سے اور کوئی جہل
اللہ تعالیٰ کو زیادہ ناپسند اور لوگوں کو زیادہ نقصان پہنچانے والا
نہیں امام کے جہل اور اسکی حماقت سے اور جان لو لوگو! کہ
جو اپنے سامنے کے لوگوں کے لئے عافیت کی راہ اختیار کرتا
ہے اس کو عافیت دی جاتی ہے ان لوگوں میں جو اس سے دور ہوتے
ہیں۔ غزالی، عمرؓ نے ایک شخص سے کہا کہ تم کو لازم ہے علانیہ
کا عمل۔ اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ علانیہ کا عمل کیا ہے

۲/۲

بعمل العلانیۃ قال یا امیر المؤمنین و ما عمل العلانیۃ قال اذا اطلع علیک غیرک لم تستحی منہ۔ ابو اللیث روی عن عمر انہ قال رأس التواضع ان تبدأ بالسلام علی من لقیت من المسلمین و ان ترضی بالدون من المجلس و ان تکرہ ان تذکر بالبر و التقوی۔ ابو اللیث عن قیس بن ابی حازم قال لما قدم عمر الشام تلقاہ عظماؤہا و کبراؤہا فقیل لہ ارکب ہذا البرذون یراک الناس فقال انکم ترون ہذا الامر من ھٰہنا و انما الامر من ھٰہنا و اشار بیدہ الی السماء خلوا سبیلی۔ ابو اللیث روی ان عمر جعل بینہ و بین غلامہ مناوبۃ فکان عمر یرکب الناقۃ و یأخذ الغلام بزمامہا فیسیر مقدار فرسخ ثم ینزل و یرکب الغلام و یاخذ عمر بزمام الناقۃ ثم یسیر مقدار فرسخ فلما قرب من الشام کانت نوبۃ رکوب الغلام فرکب الغلام واخذ عمر بزمام الناقۃ فاستقبلہ الماء فی الطریق فجعل عمر یخوض الماء وہو آخذ بزمام الناقۃ فخرج ابو عبیدۃ بن الجراح وکان امیرا علی الشام فقال یا امیر المؤمنین ان عظماء الشام یخرجون الیک فلا یحسن

فرمایا کہ جب تمہارے حال پر دوسرا شخص مطلع ہو جائے تو تم اس سے نہ شرماؤ گے (جس سے وہ عمل خیر بند کرنے کی نوبت نہ نہ آئے گی)۔ ابو اللیث، روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ تواضع کا سرا (یعنی پہلا کام) یہ ہے کہ تم مسلمانوں میں سے جس سے ملو اس سے خود سلام کی ابتداء کرو اور تم مجلس میں کے کم رتبہ شخص سے بھی خوشنودی ظاہر کرو اور یہ کہ تم اس بات کو برا سمجھو کہ تمہارا ذکر نیکی اور تقوای کے ساتھ کیا جائے۔ ابو اللیث، قیس بن ابی حازم سے کہا کہ جب عمرؓ شام میں تشریف لائے تو ان سے وہاں کے بڑے مرتبہ کے لوگ اور معززین نے ملاقات کی اور کہا کہ اس (سواری کے) خچر پر سوار ہو جائیے لوگ آپ کو دیکھیں گے تو فرمایا کہ تم اس امر کو دیکھتے ہو یہاں کے اعتبار سے اور حقیقت یہ ہے کہ معاملہ کا تعلق وہاں سے ہے، اور اپنے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا، تم میرا راستہ چھوڑ دو (مجھے اپنے حال پر چھوڑ دو)۔ ابو اللیث، روایت کیا گیا ہے کہ عمرؓ نے (شام کے سفر میں) اپنے اور اپنے غلام کے درمیان نوبت وار سوار ہونا مقرر کیا تھا کہ عمرؓ سوار ہوتے ناقہ پر اور غلام اسکی نکیل پکڑتا اس طرح ایک کوس کی مقدار چلتے پھر اتر جاتے اور غلام سوار ہوتا اور عمرؓ ناقہ کی نکیل پکڑتے پھر ایک کوس کی مقدار چلتے۔ پھر جب شام قریب آگیا تو غلام کے سوار ہونے کی نوبت تھی اس بناء پر غلام سوار ہو گیا اور عمرؓ نے ناقہ کی نکیل پکڑی پھر ان کے سامنے راستہ میں پانی آگیا تو عمرؓ ناقہ کی نکیل پکڑے ہوئے پانی میں گھس گئے۔ پھر نکلے ابو عبیدہ بن الجراح اور وہ امیر تھے شام پر اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین شام کے سردار آپ کے (استقبال کے لئے آپ کے پاس آئیں گے اور یہ اچھا نہ ہوگا کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ نے ہم کو صرف اسلام

ان یردک علیٰ ھٰذہ الحالۃ فقال عمر انما اعزّنا اللّٰہ بالاسلام فلا نبالی من مقالۃ الناس۔ ابو اللیث قال عمر ان من صلاح دینک ان تعرف ذنبک وانّ من صلاح عملک ان ترفض عجبک و انّ من صلاح شکرک ان تعرف تقصیرک۔ الغزالی قال عمر ان الطمع فقر و الیأس غنیً وانہ من یئس مما فی ایدی الناس و قنع استغنی عنھم۔ الغزالی قال عمرو بن الاسود العنسی لا البس مشھورًا ابدًا ولا انام بلیلٍ علی دثارٍ ابدًا ولا ارکب مأثورًا ابدًا ولا املأ جوفی من طعامٍ ابدًا فقال عمر من سرّہ ان ینظر الی ھدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلینظر الی عمرو بن الاسود۔ ابو طالب عن عمر لو ان رجلاً صام النہار لا یفطر وقام اللیل و تصدّق وجاھد ولم یحبّ فی اللّٰہ عزوجل ولم یبغض فیہ ما نفعہ ذلک شیئًا۔ ابو طالب کان عمر بن الخطاب یقول رحم اللّٰہ امرأً اھدی الی اخیہ عیوبہ۔ ابو بکر عن ابن شہاب قال عمر لا تعترض لما لا یعنیک واعتزل عدوّک واحذر صدیقک الّا الامین من الاقوام ولا امین الّا من خشی اللّٰہ لا تصحب الفاجر فتعلّم من فجورہ

کی وجہ سے عزت دی ہے تو ہم کوئی پرواہ نہ کریں گے لوگوں کی باتوں کی۔ ابو اللیث، عمرؓ نے فرمایا کہ تیرے دین کی عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو اپنے گناہ کو پہچانے اور تیرے عمل کی عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو عُجب سے (یعنی اپنے آپ کو اچھا سمجھنے سے) بچا رہے اور تیرے شکر کی عمدگی کی یہ بات ہے کہ تو اپنے قصورِ عمل کو پہچانے۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ طمع فقر ہے اور (مخلوق سے) ناامیدی غنا ہے اور درحقیقت جو شخص ناامید بن گیا اس چیز سے جو لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اور اس نے قناعت کر لی وہ ان سے مستغنی ہو گیا۔ غزالی، عمرو بن الاسود العنسی نے کہا کہ میں مشہور (عمدہ لباس) کبھی نہیں پہنتا ہوں اور نہ کبھی رات کو گدّوں پر سوتا ہوں اور نہ سُم کاٹے ہوئے (گھوڑے) پر کبھی سوار ہوتا ہوں اور نہ کبھی میں اپنا پیٹ کھانے سے بھرتا ہوں تو (یہ سنکر) عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وضع کو دیکھے اُس کو چاہیئے کہ عمرو بن الاسود کو دیکھ لے۔ ابو طالب، مروی ہے عمرؓ سے کہ اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھے اور افطار نہ کرے اور رات بھر (نماز کیلئے) کھڑا رہے اور صدقہ دے اور جہاد کرے اور وہ اللہ عزوجل کے لئے محبت نہ کرے اور نہ اللہ کے واسطے (کسی سے) بغض کرے وہ اعمال اُس کو کچھ نفع نہ پہنچائیں گے۔ ابو طالب، عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے گا جو اپنے بھائی پر اس کے عیوب ظاہر کر دے۔ ابو بکر، ابن شہاب سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ ایسے کام کے پیچھے نہ پڑو جس کی تم کو ضرورت نہ ہو اور اپنے دشمن سے الگ رہو اور اپنے دوست سے بھی محتاط رہو بجز اس کے جو اقوام میں امین ہو اور امین صرف وہی ہے جو اللہ سے ڈرے اور فاجر (بدکردار)

ولا تطلعہ علی سرک واستشر فی امرک الذین یخشون اللہ۔ **التوبۃ**۔ الغزالی عن عمر الطابع متعلق بقائمۃ العرش فاذا انتہکت الحرمات واستحلت المحارم ارسل اللہ تعالیٰ الطابع فطبع علی القلوب بما فیہا۔ ابوبکر و ابوطالب والسہروردی وجماعۃ قال عمر بن الخطاب حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوا قبل ان توزنوا و تزینوا للعرض الاکبر علی اللہ عزوجل یومئذ تعرضون لا تخفی منکم خافیۃ۔ زاد ابوطالب وانما خف الحساب فی الآخرۃ علی قوم حاسبوا انفسہم فی الدنیا و ثقلت موازین قوم فی الآخرۃ وزنوا انفسہم فی الدنیا وحق لمیزان لا یوضع فیہ الا الحق ان یکون ثقیلاً۔ ابوطالب روینا ان عمر بن الخطاب اخر صلوۃ المغرب لیلۃ حتی طلع نجم فاعتق رقبۃ۔ ابوبکر عن عون بن عبد اللہ بن عتبۃ قال عمر جالسوا التوابین فانہم ارق شیٔ افئدۃ ابوبکر عن النعمان بن بشیر سئل عمر عن التوبۃ النصوح فقال التوبۃ النصوح ان یتوب العبد من العمل

کے ہم صحبت نہ بنو کہ تم بھی بدکرداری کے طریقے سیکھو اور اس کو اپنے راز پر آگاہ نہ کرو اور اپنے امور میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ سے ڈرتے ہوں۔ **توبہ**۔ غزالی روایت ہے عمرؓ سے کہ مہر کرنے والا (فرشتہ) لٹکا ہوا ہے عرش کے پایہ سے تو جب اللہ کے حرام کے احکام ٹوٹنے لگیں اور حرام چیزوں کو حلال کیا جانے لگے تو اللہ تعالیٰ اس مہر لگانے والے کو بھیجتا ہے اور وہ قلوب پر ان برائیوں کے ساتھ جو ان میں ہیں مہر لگا دیتا ہے (اب وہ دلوں سے باہر نہیں نکل سکتیں اس لئے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی)۔ ابوبکرؒ اور ابوطالب اور سہروردی اور ایک جماعت، عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ تم اپنے نفسوں سے خود محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ تم سے محاسبہ کیا جائے اور (اپنے اعمال کا خود) وزن کرو پہلے اس سے کہ (تمہارے اعمال کا) وزن کیا جائے اور اللہ عزوجل کے حضور میں سب سے بڑی پیشی کے لئے تیار ہو جاؤ یومئذ تعرضون الخ (۶۹:۱۸) جس روز خدا کے حضور) حساب کے واسطے تم پیش کیے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہ ہوگی۔" ابوطالب نے اس پر یہ زیادہ کیا "اور آخرت میں حساب ہلکا ہو جائے گا ان لوگوں پر جنھوں نے دنیا میں اپنے نفس سے محاسبہ کیا ہوگا اور آخرت میں اس قوم کے وزن بھاری ہوں گے جنھوں نے دنیا میں اپنے نفسوں کو تولا ہوگا اور میزان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جب اس میں حق رکھا جائے گا وہ بھاری ہو جائے گیعہ"۔ ابوطالبؒ ہم سے روایت کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک مرتبہ نماز مغرب کو رات تک مؤخر کر دیا یہاں تک کہ تارہ نکل آیا تو انھوں نے ایک غلام آزاد کیا۔ ابوبکرؒ، مروی ہے عون بن عبد اللہ ابن عتبہ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ توابین کی صحبت اختیار کرو کہ یہ دلوں میں سب سے زیادہ رقت رکھنے والے ہیں۔ ابوبکرؒ، نعمان بن بشیر سے کہ عمرؓ بن

عہ میزان عمل کی یہ صورت نہ ہوگی کہ ایک پلڑے میں نیک اور دوسرے میں بد اعمال ہوں بلکہ یہ صورت ہوگی کہ ایک پلہ میں وہ وزن ہوگا جو معیار نجات ہوگا اور دوسرے میں اعمال جب اس پلہ میں عمل خیر اپنی مثالی صورت میں داخل ہوگا تو میزان میں ثقل پیدا ہوگا اور جب باطل یعنی شر داخل ہوگا تو وہ ہلکی ہو جائیگی پھر ان موازین یعنی باٹوں کے اعتبار سے جو بھی نتیجہ نکلے۔ پلہ میزان میں یہ خاصیت بھی ہے کہ وہ بحسب اعمال پھیلتا اور سکڑتا رہے گا۔ جلد ثانی میں حضرت ابوبکرؓ کی حدیث ہے جس سے یہ مضمون اخذ کیا گیا ۱۲ مترجم

السیئ ثم لا یعود الیہ۔ ابو اللیث قال عمر لاحنف بن قیس من اجھل الناس قال احنف من باع آخرتہ بدنیاہ قال عمر الا انبئک باجھل من ھذا من باع آخرتہ بدنیا غیرہ۔ ابو اللیث روی عن عمر انہ دخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدہ یبکی فقال یا رسول اللہ ما یبکیک فقال اخبرنی جبرئیل ان اللہ تعالیٰ لیستحیی من عبد یشیب فی الاسلام ان یعذبہ افلا یستحیی الشیخ من اللہ ان یذنب بعد ما شاب فی الاسلام ابوبکر عن النعمان بن بشیر قال سئل عمر عن قول اللہ واذا النفوس زوجت قال یقرن بین الرجل الصالح مع الرجل الصالح فی الجنۃ ویقرن بین الرجل السوء مع الرجل السوء فی النار۔

ذم الدنیا واستحباب التقلل والتخشن

ابوبکر عن شقیق قال کتب عمر ان الدنیا خضرۃ حلوۃ فمن اخذھا بحقھا کان قمنا ان یبارک لہ فیہ ومن اخذھا بغیر ذلک کان کالاکل الذی لا یشبع۔ ابوبکر عن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف قال لما اتی عمر بکنوز آل کسری فاذا من الصفراء و

الخطاب سے توبۂ نصوح کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ توبۂ نصوح یہ ہے کہ بندہ کسی بُرے کام سے توبہ کرے اور پھر اس کی طرف نہ لوٹے۔ ابو اللیث، عمرؓ نے احنف بن قیس سے پوچھا کہ سب سے زیادہ جاہل کون ہے احنف نے کہا کہ جس نے اپنی آخرت کو بیچ دیا اپنی دنیا کے بدلے میں، عمرؓ نے فرمایا کہ کیا میں اس سے بھی بڑے جاہل کا حال نہ بتادوں یعنی جو شخص اپنی آخرت کو بیچ ڈالے دوسرے کی دنیا کے بدلے میں۔

ابو اللیث، عمرؓ سے روایت کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو آں کو روتے ہوئے پایا تو عمرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو کس چیز نے رُلایا تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو جو اسلام میں بوڑھا ہو جاتے عذاب دینے سے حیا فرماتا ہے تو کیا وہ بوڑھا اسلام میں بوڑھا ہو جانے کے بعد گناہ کرنے میں اللہ تعالیٰ سے نہ شرماتے۔ ابوبکر، نعمان بن بشیر سے کہا کہ عمرؓ سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کے ارشاد وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ کے بارے میں فرمایا کہ نیک مرد کو نیک مرد کا ساتھی بنا دیا جائے گا جنت میں اور بُرے شخص کو بُرے شخص کا ساتھی بنا دیا جائے گا دوزخ میں۔

دنیا کی مذمت اور کمی اختیار کرنے اور موٹا جھوٹا پہننے کی تعریف

ابوبکر، شقیق سے، کہا کہ عمرؓ نے لکھا کہ دنیا سبز (دیدہ زیب) میٹھی ہے جس نے اس کو پکڑا اس کے حق کے ساتھ (یعنی اللہ کے مقرر کئے ہوئے احکام کی پابندی کے ساتھ) تو سزاوار ہے کہ اللہ اس کے لئے اس میں برکت کرے اور جس نے اس کو لیا بغیر اس کے تو وہ اس کھانے والے کی مانند ہے جس کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا۔ ابوبکر، ابراہیم بن عبد الرحمن ابن عوف سے کہا کہ جب آل کسریٰ کے خزانے لائے گئے تو اس میں اتنی زردی اور سفیدی تھی (یعنی سونا چاندی) ایسی کہ قریب تھا

البیضاء ما یکاد ان یحار منہ البصر قال
فبکی عمر عند ذلک فقال عبد الرحمٰن ما
یبکیک یا امیر المؤمنین ان ھٰذا الیوم
یوم شکر و سرور و فرح فقال عمر ما کثر
ھٰذا عند قوم الا القی اللہ بینھم العداوۃ
والبغضاء۔ ابو بکر عن سعید بن ابی بردۃ
قال کتب عمر الی ابی موسیٰ اما بعد
فان اسعد الرعاۃ من سعدت بہ رعیتہ
وان اشقی الرعاۃ عند اللہ من شقیت
بہ رعیتہ وایاک ان ترتع عمالک فیکون
مثلک عند اللہ مثل البھیمۃ نظرت الی
خضرۃ من الارض فرتعت فیھا تبتغی
بذلک السمن وانما حتفھا فی سمنھا والسلام
علیک۔ ابو بکر عن یسار بن نمیر قال واللہ
ما نخلت لعمر الدقیق قط الا وانا لہ عاص۔
ابو بکر عن الحسن قال ما ادھن عمر حتی
قتل الا بسمن او اھالۃ او زیت مقتت۔
ابو بکر عن یونس قال کان الحسن ربما
ذکر عمر فیقول واللہ ما کان باولھم اسلاماً
ولا بافضلھم نفقۃ فی سبیل اللہ ولکنہ
غلب الناس بالزھد فی الدنیا والصرامۃ
فی امر اللہ ولا یخاف فی اللہ لومۃ لائم۔
ابو بکر عن عطاء الخراسانی قال احتبس

کہ نگاہ خیرہ ہو جاتے۔ کہا کہ ایسے وقت عمر رونے لگے۔ تو عبد الرحمن
نے کہا کہ کیا بات رُلا رہی ہے آپ کو اے امیر المؤمنین؟ حقیقت
تو یہ ہے کہ آج کا دن یوم شکر ہے اور یوم سرور و فرحت تو
عمرؓ نے فرمایا کہ یہ چیز کسی قوم کے پاس زیادہ نہیں ہوتی مگر اللہ
نے ان کے درمیان عداوت اور بغض ڈال دیا۔ ابو بکرؒ، سعید بن
ابی بردہ سے، کہا کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ کو یہ لکھا اَمَّا بَعْدُ
امراء میں سے سب سے زیادہ سعادت مند وہ ہے جسکی وجہ سے اسکی رعایا
بھی اہل سعادت بن جاتے اور امراء میں سے سب سے زیادہ بدبخت
وہ ہے اللہ کے نزدیک جس کی وجہ سے اسکی رعایا بدبخت ہو جائے۔
ایسا نہ ہو کہ تم چرنے میں (یعنی لذاتِ نفسانی میں) لگ جاؤ تو تمہارے کارندے بھی
چرنے میں لگ جائیں گے پھر تمہاری مثال اللہ کے نزدیک اس چوپایہ کی مانند
ہو جائے گی جس نے زمین کی سبزی کی طرف دیکھا تو اس میں خوب چرنے لگا
وہ اس طرح موٹا ہونا چاہتا ہے حالانکہ اس کے موٹے ہونے میں ہی اسکی
ہلاکت ہے والسلام علیک۔ ابو بکرؒ یسار بن نمیر سے، کہا کہ خدا کی قسم میں
نے عمرؓ کے لئے کبھی آٹے کو نہیں چھانا مگر اس حال میں کہ میں ان کا
مجرم بنا۔ ابو بکرؒ، حسنؒ سے کہا کہ عمرؓ نے شہید کئے جانے تک کبھی
(اچھے) تیل کا استعمال نہیں کیا بجز گھی یا جمی ہوتی چربی اور ایسے
زیت کے جس میں کچھ خوشبو ملا لی گئی ہو۔ ابو بکرؒ، یونس سے کہا کہ بسا اوقات
حسن عمرؓ کا ذکر کیا کرتے اور کہا کرتے تھے کہ واللہ عمرؓ صحابہ میں سے پہلے
اسلام لانے والوں میں سے نہیں تھے اور نہ ان سے افضل تھے فی سبیل اللہ
خرچ کرنے کی وجہ سے لیکن وہ لوگوں پر غالب آئے دنیا سے کنارہ کشی اور
اللہ کے معاملہ میں تیزی کی وجہ سے اور وہ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت
کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔ ابو بکرؒ، عطاء خراسانی سے کہا

عمر بن الخطاب علی جلسائہ فخرج الیہم من العشیّ فقالوا ما حبسک فقال غسلتُ ثیابی فلما جفت خرجتُ الیکم۔ ابوبکر عن سفیان قال کتبَ عمر الے ابی موسیٰ انک لن تنال الآخرۃ لیشیٔ افضلَ من الزہد فی الدنیا۔ ابوبکر عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ قال قدم علی عمر ناس من العراق فرأی کانہم یأکلون تعذیرًا فقال ما ھٰذا یا اہل العراق لوشئت ان یُدَہمَقَ لے کما یدہمق لکم لفعلت ولکنا نَستَبقی من دُنیانا لما نجدہ فی آخرتنا اما سمعتم اللّٰہ قال اَذھَبتم طَیِّباتِکُم فِی حَیاتِکُمُ الدُّنیَا وَ استَمتَعتُم بِہَا۔ ابوبکر عن عروۃ قال لما قدمَ عمر الشام وکان قمیصہٗ قد تجوّب عن مقعدہ قمیصٌ سنبلانیٌ غلیظٌ فارسل بہ الی صاحب اذرعات اوایلۃ قال فغسلہ ورَقعہ وخیطَ لہ قمیص قِطری فجاءہ بہما جمیعًا فاَلقےٰ الیہ القطریَّ فاخذہ عمر فمسّہ فقال ھٰذا اَلیَنُ فرمیٰ بہ الیہ وقالَ الق اِلَیَّ قمیصی فانہ اَنشفُہما للعَرَقِ۔ ابوبکر عن ابن عمر قال کان عمر بن الخطاب یُؤتیٰ بخُبزہ ولحمہٖ وزیتہ ولبنہٖ وبقلہٖ وخلّہٖ فیأکل ثم یمصُّ

کہ عمر رضی اللہ عنہ اپنے اہل مجلس کے پاس آنے سے (دیر تک) رُکے رہے پھر ان کے پاس شام کو آئے تو انھوں نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے روک لیا تھا تو فرمایا کہ میں نے اپنے کپڑے دھوئے تھے جب وہ سُوکھ گئے تو نکل کر تمھارے پاس آیا۔ ابوبکر، سفیان سے کہا کہ عمر رض نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ تم ہرگز آخرت میں کامیاب نہیں ہوسکتے کسی چیز کے ذریعہ سے جو افضل ہو دنیا میں زہد کرنے سے ابوبکر، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے کہا کہ عمرؓ کے پاس کچھ لوگ عراق سے آئے تو آپنے دیکھا کہ وہ لوگ کراہت کے ساتھ کھا رہے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے اہل عراق یہ کیا بات ہے اگر میں چاہتا کہ اپنے لئے نرم خوشگوار کھانے تیار کراؤں جیسے تمھارے لئے بناتے جاتے ہیں تو کرسکتا تھا لیکن ہم اپنی دنیا میں سے باقی رکھنا چاہتے ہیں اُن چیزوں کو جنہیں ہم آخرت میں پائیں گے کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے نہیں سنا جو اس نے فرمایا: اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ الخ (ترجمہ، تم اپنی پسندیدہ چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں حاصل کرچکے ہو اور ان سے متمتع ہوچکے ہو۔ ابوبکر عروہ سے، کہا کہ جب عمر رض شام میں آئے اور ان کا کُرتہ بیٹھنے کی جگہ سے پھٹ گیا تھا جو لمبا اور گاڑھے کپڑے کا تھا تو انھوں نے اس کو اذرعات[عہ] یا ایلہ کے عامل کے پاس بھیجا (مرمت کے لئے) کہا کہ اس نے اس کو دھویا اور اس پر پیوند لگایا اور ان کے لئے ایک قطری کُرتہ (جو اچھا نرم ہوتا تھا) سیا گیا اس کے بعد وہ دونوں کو ایک ساتھ لیکر آیا اور قطری کرتہ آپ کے سامنے ڈال دیا تو اس کو عمر رض نے لیکر ملا اور فرمایا کہ یہ بہت ملائم ہے اور اسی کی طرف ڈال دیا اور فرمایا کہ میرا کرتہ میرے حوالے کردو وہ پسینہ کو خوب جذب کرنے والا ہے۔ ابوبکر ابن عمر رض سے کہا کہ عمر رض بن الخطاب کے پاس ان کی روٹی لائی جاتی اور اُس کے ساتھ گوشت اور تیل اور دودھ اور سبزی اور سرکہ (ان میں سے جو چیز بھی ہوتی) تو کھاتے پھر اپنی انگلیوں کو چوستے اور ایسے کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو

عہ اذرعات اور ایلہ شام کی بستیوں کے نام ہیں ۱۲ مترجم

اصابعہ ویقول ہکذا فیمسح یدیہ بیدیہ ویقول
ھذا منادیل آل عمر۔ ابوبکر عن حبیب قال
قدم اناس من العراق علی عمر وفیہم جریر بن
عبد اللہ قال فاتاہم بجفنۃ قد صنعت بخبز و
زیت قال فقال لہم قد اری ما تقدمون الیہ
فای شیء تریدون حلوا وحامضا وحارا
وباردا وقذفا فی البطون۔ ابوبکر عن حبیب
عن بعض اصحابہ عن عمر انہ دعی الی طعام
فکانوا اذا جاءوا بلون خلطہ بصاحبہ۔ ابوبکر
عن انس قال غلا السعر او غلا الطعام
بالمدینۃ علی عہد عمر فجعل یاکل الشعیر
فاستنکرہ بطنہ فاہوی بیدہ الی
بطنہ فقال واللہ ماہو الا ما تری حتی یوسع
اللہ علی المسلمین۔ ابوبکر عن یحیی بن سعید
عن عبد اللہ بن عامر قال خرجت مع عمر
فما رأیتہ مضطربا فسطاطا حتی رجع قلت
فبای شیء کان یستظل قال یطرح النطع
علی الشجرۃ یستظل بہ۔ ابوبکر عن بشیر
ابن عمرو قال لما اتی عمر بن الخطاب الشام
اتی ببرذون فرکب علیہ فلما ہزہ نزل
عنہ وضرب وجہہ وقال قبحک اللہ و
قبح من علمک ہذا ابوطالب کتب عمر
الی امراء الاجناد اخلولقوا واخشوشنوا۔ ابوطالب قال

باہم ملتے اور کہتے کہ یہ رومال ہیں آل عمر کے۔ ابوبکر، حبیب سے کہا کہ عمرؓ کے پاس کچھ لوگ عراق سے آئے اور ان میں جریر بن عبداللہ بھی تھے تو ان کے پاس ایک بڑا کونڈا لائے (جس میں ایسا کھانا تھا جو) بنایا گیا تھا روٹی اور زیت سے۔ کہا کہ پھر ان سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس کھانے کی طرف تمہارا اقدام کیسا ہے۔ تم کس چیز کو میٹھے کو اور کھٹے کو اور گرم یا ٹھنڈے کو پیٹ میں ڈالنا چاہتے ہو۔ ابوبکر، حبیب سے اور وہ اپنے بعض اصحاب سے وہ عمرؓ سے کہ وہ ایک دعوت میں بلائے گئے جب لوگ کوئی خاص قسم کا کھانا لاتے وہ اس کو اس کے ساتھ کے کھانے کے ساتھ مخلوط کر دیتے۔ ابوبکر، انس سے کہا کہ عمرؓ کے زمانہ میں بھاؤ گراں ہو گیا یا (یہ کہا کہ) کھانا گراں ہو گیا مدینہ میں تو عمرؓ نے جو کھانے شروع کر دیئے تو اس سے ان کے پیٹ میں بے چینی ہوئی تو اپنا ہاتھ پیٹ پر پھیر کر کہنے لگے کہ واللہ اب تو یہی ملے گا جو تو دیکھ رہا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں پر وسعت کر دے۔ ابوبکر، یحیی بن سعید سے وہ عبداللہ بن عامر سے۔ کہا کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ سفر کیا ہے۔ میں نے ان کو واپسی تک نہیں دیکھا کہ انھوں نے خیمہ نصب کیا ہو۔ میں نے ان سے کہا کہ پھر کس چیز سے سایہ لیتے تھے۔ کہا کہ دسترخوان چرمی درخت پر ڈال دیتے اور اسی سے سایہ لے لیتے۔ ابوبکر، بشیر بن عمرو سے، کہا کہ جب عمرؓ بن الخطاب شام میں آئے تو ان کے پاس ایک ٹٹو دیا گیا تو اس پر سوار ہو گئے تو جب اسکو ایڑ لگائی تو اس سے اتر گئے اور بولے کہ اللہ تیرا برا کرے اور اس کا برا کرے جس نے تجھے یہ سکھایا (کہ گردن اٹھا کر شان کے ساتھ چلے)۔ ابوطالب، عمرؓ نے لشکروں کے امراء کو لکھا کہ پرانا کپڑا پہنو (یعنی اگر نیا ہو تو دھو کر پہنو) اور کھردرا استعمال کرو۔ ابوطالب، کہا عمر بن الخطابؓ نے کہ ہم رسول

عمر بن الخطاب ما كنا نعرف الأشنان على عهد رسول
الله صلى الله عليه وسلم وانما كانت منا ديلنا بواطن ارجلنا
كنا اذا اكلنا الغمر مسحنا بها الغزالی قال عمر ایاكم و
البطنة فانها ثقل فی الحیوة ونتن فی الممات۔ الغزالی
بلغ عمر ان یزید بن ابی سفیان یاكل الوان الطعام
فقال عمر لمولاه اذا علمت انه حضر عشاؤه فاعلمنی
فاعلمه فدخل علیه فقرب عشاؤه فجاءه ثرید بلحم
فاكل معه عمر ثم قرب الشواء وبسط یزید یده و
كف عمر یده وقال الله الله یا یزید بن ابی
سفیان اطعام بعد طعام اما والذی نفس عمر بیده
ان خالفتم عن سنتهم لیخالفن الله بكم عن
طریقهم۔ الغزالی قال عمر لسلمان وقد قدم علیه
ما الذی بلغك عنی مما تكرهه
فاستعفی فالح علیه فقال بلغنی انك تلبس
حلتین تلبس احدهما بالليل والاخرى
بالنهار وبلغنی انك جمعت بین ادامین علی
مائدة واحدة فقال عمر اما هذان فقد كفیتهما
فهل بلغك غیرهما فقال لا۔ ابو اللیث عن
حفصة انها قالت لعمر ان الله تعالی قد اكثر
لك من الخیر ووسع فی الرزق فلو اكلت
طعاما اطیب من طعامك ولبست ثوبا
الین من ثوبك قال سأخاصمك الی
نفسك فلم یزل یذكرها ما كان فیه رسول
الله صلی الله علیه وسلم وكانت فیه معه

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اشنانعہ کو نہیں پہچانتے تھے اس
زمانہ میں ہمارے رومال ہمارے پاؤں کے تلوے ہوتے تھے جب
ہم چکنی چیز کھاتے تھے تو ان سے ہاتھ مل لیا کرتے تھے۔ غزالی، عمرؓ
نے فرمایا کہ پیٹ کو خوب بھر لینے سے بچو کہ وہ زندگی میں ایک بوجھ
ہے اور موت کے بعد بدبو۔ غزالی، عمرؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ یزید
ابن ابی سفیان مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں تو عمرؓ نے اپنے غلام
سے کہا کہ جب تجھے معلوم ہو جائے کہ اس کے پاس رات کا کھانا
پہنچ گیا ہے تو مجھے اطلاع کر دینا۔ تو اس نے ان کو اطلاع دی اور وہ
ان کے پاس پہنچ گئے تو یزید نے ان کو کھانے میں شریک کیا ان کے
پاس گوشت میں پکا ہوا ثرید آیا تھا تو ان کے ساتھ مل کر عمرؓ نے
کھایا، پھر ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت لایا گیا تو یزید نے اپنا ہاتھ بڑھایا مگر عمرؓ
نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا اللہ اللہ اے یزید بن ابی سفیان کیا طعام کے بعد طعام؟
یاد رکھو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر تم نے انکی (یعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی) سنت کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ ضرور تم کو ان کی
راہ سے ہٹا دیگا۔ غزالی، کہا عمرؓ نے سلمان سے اور وہ ان کے پاس آتے تھے وہ کون سی
باتیں ہیں جو میرے متعلق تمہارے پاس پہنچیں جو کہ تم کو ناگوار ہوئیں تو انھوں نے معافی چاہی اور
اور بہت خوشامد کی پھر کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی تھی کہ آپ دو جوڑے پہنتے ہیں ایک رات میں اور
دوسرا دن میں اور مجھے یہ خبر پہنچی تھی کہ آپ نے ایک دسترخوان پر دو سالن جمع کئے تو عمرؓ نے کہا
کہ ان دونوں کی طرف سے تو تجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہی، کیا تمہارے پاس ان دونوں کے سوا
اور بھی کوئی بات پہنچی ہے؟ تو سلمان نے کہا کہ نہیں۔ ابو اللیث، حفصہؓ سے کہ انھوں نے عمرؓ سے کہا
کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالی فراوانی عطا فرمائی اور رزق میں وسعت کر دی ہے تو اگر آپ ایسا
کھانا تناول کریں جو آپ کے اس کھانے سے عمدہ ہو اور ایسے کپڑے پہن لیں جو آپ
کے ان کپڑوں سے نرم ہوں تو کیا مضائقہ ہو گا فرمایا کہ میں ابھی خود تجھ سے ہی
اس کا فیصلہ کراؤں گا اس کے بعد حفصہؓ کو یاد دلاتے رہے اس حال کو جس میں رسول اللہ

عہ ایک گھاس ہے جس کو مل کر دھونے سے ہاتھ صاف ہو جاتے ہیں۔

حتّٰی اَبکاھا ثم قال انہ کان لی صاحبانِ سلکا طریقاً فان سلکتُ طریقاً غیر طریقہما سُلِک بی طریقاً غیر طریقہما وانّی واللہ ساصبرُ علیٰ عیشہما الشدید لعلّی اُدرِکُ معہما عیشہما الرّخی۔ مالک عن یحییٰ بن سعید ان عمر ابن الخطّاب قال ایّاکم واللحم فان لہ ضراوۃ کضراوۃ الخمر۔ مالک عن یحییٰ بن سعید ان عمر بن الخطاب ادرک جابر بن عبداللہ ومعہ حمالُ لحم فقال ما ہذا فقال یاامیرالمؤمنین قرمنا الی اللحم فاشتریتُ بدرہم لحما فقال عمر مایریدُ احدُکم ان یَطوِیَ لبطنہ عن جارہ او ابن عمہ این تذہب عنک ہذہ الآیۃ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِیْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۔ مالک عن اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک قال رایتُ عمر بن الخطاب یُطرح لہ صاعٌ من تمر یاکلہ حتے یاکل حشفہ۔ مالک عن اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ عن انس قال رأیت عمر بن الخطاب وہو یومئذٍ امیرالمؤمنین قد رَقَعَ بین کتفیہ برُقَعٍ ثلٰث لَبّد بعضہا فوق بعض۔

صلّی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ اس میں ان کے ساتھ تھیں یہاں تک کہ ان کو رُلا دیا۔ پھر فرمایا کہ میرے دو رفیق تھے جو ایک راہ پر چلے تو اگر میں ایسے طریق پر چلوں گا جو ان کے طریق کے مغائر ہوگا تو میرے ساتھ بھی ایسا برتاؤ اختیار کیا جائے گا جو اس برتاؤ کے مغایر ہوگا (یعنی جو اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ رہا ہے) اور میں واللہ ان کے سخت طریق معیشت پر جما رہوں گا شاید میں بھی ان دونوں کی عمدہ معیشت کو (آخرت میں) پالوں۔

مالک رح یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ گوشت سے بچو کہ اس کی لت شراب کی لت جیسی ہے۔ مالک رح یحییٰ بن سعید سے کہ عمر بن الخطاب کو جابر بن عبداللہ ملے جبکہ انکے پاس گوشت کی ایک گٹھڑی تھی تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ اے امیرالمومنین ہمارا گوشت کو دل چاہا تو میں نے ایک درہم میں یہ گوشت خرید لیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تم میں سے کوئی یہ ارادہ نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ کو تہہ کر رکھے اپنے پڑوسی کی یا اپنے ابنِ عم کی خاطر۔ کہاں چھوڑ دی تم نے یہ آیت اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ الخ (ترجمہ لکھا جاچکا ہے) مالک رح اسحٰق ابن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ ان کے لئے ایک صاع کھجوریں ڈالی جاتی تھیں جن کو وہ کھاتے تھے یہاں تک کہ ان میں سے خراب بھی کھا لیتے تھے۔ مالک رح اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس سے انھوں نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا جب کہ وہ امیرالمومنین تھے انہوں نے اپنے مونڈھوں کے درمیان تین پیوند لگا رکھے تھے جن میں سے بعض کو بعض پر چڑھا رکھا تھا۔

الفصل الثانی

فی جنس من مقامات الیقین اُشیر الیہ فی قولہ تعالیٰ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم من اَحبَّ للہ واَبغضَ للہ فقد استکمل ایمانہ وقول عمر لو انّ رجلاً صام النہارَ لا یُفطر وقام اللیل وتَصَدَّق وجاھد لم یُحِبّ فی اللہ عزوجل ویبغض فیہ ما نفعہ ذلک شیئاً۔ وحقیقۃ ہذا الجنس ان یستولی نور الیقین علی القوۃ العاملۃ فیأتی علی البہیمیۃ والسبعیۃ فیسخرھا ویأخذ بتلابیبہا۔ فمن ذلک الشدۃ لامر اللہ ومن ذلک الشفقۃ علی خلق اللہ ومن ذلک الوقوف عند کتاب اللہ والورع فی الشبہات والزہد فی اللذات وغیر ذالک۔ وقد اخبرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثبوت ھذا الجنس لہ حیث قال رحم اللہ عمر یقول الحق وان کان مرًّا ترکہ الحقُّ وما لہ من صدیق یعنی صدیقاً من اصدقاء الدنیا والا فطالبو الحقّ احبّوہ حبًّا شدیداً وقد تواترت الاخبار بثبوت ذلک لعمر فمن ذلک قولہ فی حدیث ایلاء

فصل ثانی

مقاماتِ یقین میں کی ایک جنس جسکی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ (کفار پر سخت ہیں اور آپس میں مہربان) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ جس نے محبت کی اللہ کے لئے اور بغض رکھا اللہ کے لئے اس نے اپنا ایمان کامل کرنا چاہا۔ اور عمرؓ کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص دن میں روزہ رکھے اور افطار بھی نہ کرے اور رات بھر نفل پڑھتا رہے اور صدقہ دے اور جہاد کرے اور اللہ عزوجل کے لئے اس نے کسی سے نہ محبت کی اور نہ بغض رکھا تو وہ اعمال اسکو کچھ نفع نہ دیں گے۔ اور حقیقت اس جنس کی یہ ہے کہ نور یقین قوتِ عاملہ پر غالب آجاتا ہے تو بہیمیۃ اور سبعیۃ پر پہنچتا ہے اور دونوں کو مسخر کر لیتا ہے اور ان کو مع انکی فروع کے اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے۔

تو اسی کے آثار میں سے ہے اللہ کے کام کی بناء پر شدت

اور اسی کے آثار میں سے ہے اللہ کی مخلوق پر شفقت اور اسی بناء پر ہے کتاب کے سامنے ٹھہر جانا (یعنی گردن جھکا دینا) اور احتیاط کو اختیار کرنا شبہات کے موقع میں اور زہد اختیار کرنا (یعنی ترک) لذات وغیر ذلک میں اور ہم کو عمرؓ میں اس جنس کے ثبوت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جہاں ارشاد فرمایا کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ عمر پر کہ حق کہتا ہے اگرچہ وہ تلخ ہو اس کو حق نے ایسا کر چھوڑا کہ اس کا کوئی دوست نہیں رہا یعنی دنیا کے دوستوں میں سے کوئی دوست نہیں رہا ورنہ جو حق کے طالبین تھے وہ ان کے ساتھ شدید محبت رکھتے تھے اور اس کے ثبوت میں اخبار متواترہ موجود ہیں۔ اور

اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی بیبیوں

النبی صلی اللہ علیہ وسلم من نسائہ
یا رباحُ انی اظنُّ انّ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یظنُّ انی جئتُ من اَجل حفصۃ
واللہ ان اَمرنی ان اضرب عنقہا لاضربنّ
عنقہا قال فرفعتُ صوتی الحدیث من
روایۃ مسلم وغیرہ۔ ومن ذٰلک قولہ
فی قصۃ اسلام ابی سفیان و مراجعۃ
العباس فی امرہ و قول العباس مہلاً
یا عمر واللہ لوکان من رجال بنی عدی بن کعب
ما فعلتَ ہذا ولٰکنک قد عرفتَ انہ من رجال
بنی عبد مناف فقال مہلاً یا عباس فواللہ
لاسلامک یوم اسلمتَ کان احبَّ الیَّ
من اسلام الخطاب لو اَسلمَ و ما لی
الّا انی قد عرفتُ ان اسلامک کان احبَّ
الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
اسلام الخطاب، الحدیث من روایۃ محمد بن
اسحٰق۔ ومن ذٰلک قولہ فی قصۃ
کسعۃ رجلٍ من المہاجرین رجلاً من
الانصار ومقالۃ المنافق فی ذٰلک قولاً
شدیداً، یا رسول اللہ دَعْنی اضرب
عنق ہٰذا المنافق فقال صلی اللہ علیہ
وسلم دعہ لا یتحدث الناس ان محمداً
یقتلُ اصحابہ الحدیث من روایۃ مسلم۔ ومن ذٰلک
قولہ فی حدیث ابن صیادٍ ذرنی یا رسولَ اللہ حتی

سے الگ ہو جانے کی حدیث میں ہے کہ اے رباح میرا گمان یہ ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ خیال فرماتے ہیں کہ میں حفصہؓ کی وجہ سے آیا ہوں خدا
کی قسم اگر وہ مجھے حکم دیں کہ میں اس کی گردن ماردوں تو میں ضرور اسکی گردن
ماردوں گا کہا کہ پھر میں نے اپنی آواز کو اونچا کیا، آخر حدیث تک بروایت
مسلم وغیرہ۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول اسلام ابوسفیان
کے قصہ میں اور عباس کا جواب کے لئے انکی طرف رجوع ہونا اور
عباس کا یہ کہنا کہ رہنے دے اے عمر اگر یہ (ابوسفیان) بنی عدی بن کعب
کے لوگوں میں سے ہوتا تو ایسا نہ کہتا لیکن تو جانتا ہے کہ یہ بنی عبد مناف
کے لوگوں میں سے ہے تو عمرؓ نے کہا رہنے دو اے عباس خدا کی قسم تمھارا
اسلام جس دن تم اسلام لائے تھے میرے لئے زیادہ پسندیدہ تھا
خطاب کے اسلام سے اگر وہ اسلام لاتا اور میرے لئے اس کا کوئی سبب
نہ تھا بجز اس کے کہ میں نے پہچان لیا تھا کہ تمھارا اسلام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو زیادہ پسندیدہ ہے خطاب کے اسلام سے، آخر حدیث تک بروایت
محمد بن اسحٰق۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول اس قصہ کے موقع پر
جب مہاجرین میں کے ایک شخص نے انصار میں کے ایک شخص کے
مکّہ مار دیا تھا اور (عبد اللہ بن ابی) منافق نے ایک سخت بات
کہی تھی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت
دیجئے کہ میں اس شخص کی گردن ماردوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا تھا چھوڑ دو اس کو، لوگ آپس میں یہ باتیں نہ کریں
کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہے، آخر حدیث تک
بروایت مسلم۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ابن صیاد کی حدیث
میں ان کا یہ قول کہ مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ کہ میں اس
کو قتل کردوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر
یہ وہی ہے جو تم سمجھ رہے ہو تو تم اس کے قتل پر ہرگز قدرت

اقتلہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکن الذی
تری فلن تستطیع قتلہ الحدیث من روایۃ الشیخین ومن ذلک
قولہ فی قصۃ حاطب بن ابی بلتعۃ وکتابتہ
الی قریش بخبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یارسول اللہ امکنی من حاطب فانہ قد کفر
فاضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یا ابن الخطاب ما یدریک لعل
اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لکم فذرفت عینا عمر الحدیث
من روایۃ الشیخین عن علی وغیرہ۔ ومن ذلک
قولہ فی حدیث ذی الخویصرۃ وقولہ یارسول
اللہ اعدل قال عمر یا رسول اللہ ائذن لی
فیہ اضرب عنقہ فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم دعہ فان لہ اصحابا یحقر احدکم
صلاتہ مع صلاتہم الحدیث من روایۃ الشیخین۔
ومن ذلک قولہ فی غزوۃ بدر حین قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی قد عرفت
رجالا من بنی ہاشم وغیرہم قد اخرجوا
کرہا لا حاجۃ لہم بقتالنا فمن لقی منکم احدا
من بنی ہاشم فلا یقتلہ ومن لقی العباس
ابن عبد المطلب فلا یقتلہ فقال ابو حذیفۃ
انقتل آباءنا وابناءنا واخواننا وعشیرتنا و
نترک العباس واللہ لئن لقیتہ لالحمنہ

نہ پاسکو گے، آخر حدیث تک بروایت شیخین۔ اور
اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول حاطب کے قصہ میں یعنی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ارادے کی خبر لکھ کر
قریش کے پاس بھیجنے میں کہ یارسول اللہ کہ مجھے حاطب پر اختیار
دے دیجئے کہ یہ کافر ہو گیا میں اسکی گردن ماردوں اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اے ابن الخطاب تمھیں کیا خبر امید
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرما ہو کر یہ کہدیا کہ تم جو چاہو کرو
میں نے تمھاری مغفرت کر دی تو عمرؓ کی دونوں آنکھیں ڈبڈبا
گئیں، آخر حدیث تک بروایت شیخین علیؓ وغیرہ سے
اور اسی کے آثار میں سے ہے اُن کا قول ذی الخویصرہ والی
حدیث میں جب کہ اس نے کہا تھا یا رسول اللہ انصاف کرو
تو عمرؓ نے کہا تھا کہ مجھے اس کے بارے میں اجازت دیجئے
کہ میں اسکی گردن ماردوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ چھوڑو اس کو کہ اس کے ایسے ساتھی ہیں کہ ان
کی نمازوں کے سامنے تم اپنی نمازوں کو حقیر سمجھو گے، آخر حدیث
تک بروایت شیخین۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا قول
غزوۂ بدر میں جس وقت نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا
کہ میں بنی ہاشم وغیرہ کے ایسے لوگوں کو پہچانتا ہوں جو زبردستی
نکالے گئے ہیں وہ ہم سے لڑنے کا داعیہ نہیں رکھتے تو تم میں
سے جس کا مقابلہ بنی ہاشم میں کے کسی شخص سے ہو تو وہ
اس کو قتل نہ کرے اور جو شخص عباس بن عبد المطلب کا مقابل
ہو وہ ان کو قتل نہ کرے تو ابو حذیفہ نے کہا تھا کہ کیا ہم اپنے باپوں
اور بیٹوں اور بھائیوں اور کنبہ والوں کو تو قتل کر دیں اور عباس کو چھوڑ

السیف فبلغت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لعمر یا اباحفص (قال عمر واللہ انہ لاول یوم کنانی فیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بابی حفص) ایضرب وجہ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالسیف قال عمر یارسول اللہ دعنی فاضربن عنقہ بالسیف فواللہ لقد نافق الحدیث من روایۃ ابن اسحاق

ومن ذالک اقامۃ الحد علی ابنہ ابی شحمۃ واسمہ عبدالرحمٰن لم یأخذہ عند ذلک رأفۃ فی دین اللہ وھذا من اعجب الوقائع واختلفت الروایات فی صورتہا ونحن نذکر ہٰہنا روایتین کما ذکر المحب الطبری عن مجاھد قال تذاکرنا الناس فی مجلس ابن عباس فاخذوا فی فضل ابی بکر ثم فی فضل عمر فلما سمع ابن عباس ذکر عمر بکی بکاءً شدیدًا حتی اُغمی علیہ فقال رحم اللہ رجلاً قرأ القرآن وعمل بما فیہ و اقام حدود اللہ کما اُمر لاتأخذہ فی اللہ لومۃ لائم لقد رأیت عمر وقد اقام الحد علی ولدہ فقتلہ فیہ فقیل لہ یا ابن عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حدثنا کیف اقام عمر الحد علی ولدہ فقال کنت ذات یوم فی المسجد وعمر جالس والناس

دیں، خدا کی قسم اگر میرا اس سے مقابلہ ہوگیا تو میں اس کا گوشت اپنی تلوار کو ضرور کھلاؤں گا۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے عمرؓ سے فرمایا کہ اے ابوحفص (عمرؓ نے کہا کہ واللہ یہ پہلا دن تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوحفص کی کنیت دی) کیا رسول اللہ کے چچا کے منہ پر تلوار ماری جائیگی۔ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے چھوڑئیے میں ضرور تلوار سے اسکی گردن ماردونگا واللہ وہ تو منافق ہوگیا ہے، آخر حدیث تک ابن اسحاق کی روایت سے۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے اپنے بیٹے ابوشحمہ پر حد کا قائم کرنا اور اس کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ اور اللہ کے قانون کے اجراء میں اس وقت ان کو جوشِ محبت نہ روک سکا اور یہ عجیب ترین واقعات میں سے ہے اور اسکی کیا صورت ہوئی تھی اس میں مختلف روایات ہیں اور ہم یہاں دو روایتوں کا ذکر کرتے ہیں جیساکہ ذکر کیا محب طبری نے کہ مجاہد نے روایت کیا کہا کہ ہم ابن عباس کی مجلس میں لوگوں کا ذکر کرنے لگے تو لوگوں نے ابوبکرؓ کی فضیلت شروع کردی پھر عمرؓ کی فضیلت کا ذکر کرنے لگے۔ جب ابن عباسؓ نے عمرؓ کا ذکر سُنا تو بہت شدت کے ساتھ روئے یہاں تک کہ ان پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر کہا خدا رحمت کرے اس شخص پر جس نے قرآن پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اور اللہ کی حدود کو جیسا حکم دیا گیا تھا قائم کیں اس شخص کو کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت اللہ کے بارے میں نہ روک سکی واللہ میں نے عمر کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے بیٹے پر حد قائم کی اور اس کو اس میں قتل کردیا گیا تو ان سے کہا گیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہم سے بیان کیجئے کہ عمرؓ نے اپنے بیٹے پر کیسے حد قائم کی تھی تو انہوں نے کہا کہ میں ایک دن

حوله اذا قبلت جارية فقالت السلام عليك
يا امير المؤمنين فقال عمر وعليك السلام
ورحمة الله ألك حاجة قالت نعم خذ ولدك هذا
مني فقال عمر اني لا اعرفك فبكت الجارية وقالت
يا امير المؤمنين ان لم يكن ولدك من ظهرك فهو
ولد ولدك فقال ايّ اولادي قالت ابو شحمة
فقال أبحلال ام بحرام فقالت من قبلي بحلال
ومن جهته بحرام قال عمر وكيف ذاك اتقي الله
ولا تقولي الا حقا قالت يا امير المؤمنين كنت
مارة في بعض الايام اذ مررت بحائط لبني
النجار اذ اتى ولدك ابو شحمة يتمايل سكرا
وكان شرب عند نسيكة اليهودي قالت ثم راودني
عن نفسي وجرّني الى الحائط ونال مني
ماينال الرجل من المرأة وقد اغمي عليّ فكتمت
امري عن عمي وجيراني حتى احسست بالولادة
فخرجت الى موضع كذا وكذا ووضعت هذا
الغلام وهممت بقتله ثم ندمت على ذلك
فاحكم بحكم الله بيني وبينه فامر عمر مناديا فنادى
فاقبل الناس يهرعون الى المسجد ثم قام عمر
فقال لا تفرقوا حتى اتيكم ثم خرج ثم قال
يا ابن عباس اسرع معي فلم يزل حتى اتى
منزله فقرع الباب وقال ههنا ولدي ابو شحمة
قيل له انه على الطعام فدخل عليه وقال كل يا بني

مسجد میں تھا اور عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے گرد تھے کہ ایک لڑکی
آئی اور اس نے کہا السلام علیک یا امیر المؤمنین عمرؓ نے کہا وعلیک السلام
ورحمۃ اللہ کیا تجھے کوئی حاجت ہے؟ اس نے کہا ہاں! مجھ سے یہ اپنا
بیٹا لے لیجئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں تجھے پہچانتا بھی نہیں تو وہ لڑکی رونے لگی
اور بولی کہ اے امیر المؤمنین اگر آپ کا بیٹا آپ کی پشت سے نہیں تو یہ آپ
کے بیٹے کا بیٹا تو ہے تو آپ نے فرمایا کہ میرے بیٹوں میں سے کس کا؟ اس نے کہا
ابو شحمہ کا۔ تو آپ نے کہا کہ حلال سے یا حرام سے؟ تو اس نے کہا کہ میری طرف
سے تو حلال سے ہے اور اس کی طرف سے حرام سے عمرؓ نے کہا یہ اسکی کیا صورت
ہے اللہ سے ڈر اور صرف سچی بات بیان کر۔ تو اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
ایک دن میں چلی جارہی تھی کہ میرا گذر بنی النجار کے ایک پختہ باغ پر ہوا
اتنے میں آپ کا بیٹا ابو شحمہ آپہنچا جو نشہ سے جھوم رہا تھا اور اس نے نسیکہ
یہودی کے پاس شراب پی تھی پھر اس نے طلبگاری کی میری ذات سے
اور مجھے کھینچ کر باغ کے اندر لے گیا اور مجھ سے وہ کام کیا جو مرد عورتوں
سے کرتے ہیں اور مجھ پر بیہوشی طاری ہوگئی تھی۔ تو میں نے اپنی سرگذشت
کو اپنے چچا اور پڑوسیوں سے چھپایا یہاں تک کہ مجھے ولادت کا احساس
ہوا تو میں فلاں فلاں مقامات کی طرف نکل گئی اور میں نے یہ لڑکا جنا اور میں
نے اس کے قتل کا قصد کیا پھر اس پر نادم ہوئی (اور باز رہی) تو آپ میرے
اور اس کے درمیان اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کر دیجئے۔ تو عمرؓ نے
منادی کو حکم دیا جس نے لوگوں کو پکارا تو لوگ مسجد کی طرف دوڑتے ہوئے
آگئے پھر عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میرے واپس آنے تک آپ متفرق
نہ ہوں۔ پھر نکلے اور فرمایا کہ اے ابن عباس جلد میرے ساتھ چل۔ تو چلتے
چلتے اپنے مکان پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور پوچھا کہ کیا میرا بیٹا ابو شحمہ
یہاں موجود ہے؟ کہا گیا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے۔ پھر اس کے پاس پہنچے اور

فیوشک ان یکونَ آخرَ زادِک من الدنیا
قال ابنُ عباس فلقد رأیتُ الغلام
وقد تغیّرَ لونُہٗ وارتعدَ وسقطتِ اللقمۃُ
من یدہ فقال عمر یا بنیّ من اَنَا فقال انتَ
ابی و امیر المؤمنین قال اَفَلِی حقُّ طاعۃٍ ام لا
قال لکَ طاعتانِ مفروضتانِ لانک والدِی
وامیر المؤمنین قال عمر بحقّ نبیِّکَ وبحقّ اَبیکَ
ہل کنتَ ضیفاً لنبیکۃَ الیہودی فشربتَ الخمرَ
عندہٗ فسکِرتَ قال قد کان ذالک وقد تُبتُ
قال رأسُ المالِ المؤمنینَ التوبۃُ قال یا بنیَّ
اُنشدُکَ اللہَ ہل دَخلتَ حائط بنی النجار
فرأیتَ امرأۃً فواقعتَہا فسکتَ وَ بکٰی
قال عمر لا بأس یا بنیَّ اصدقْ فان اللہ
یحبُّ الصادقینَ قال قد کان ذٰلک و اَنَا
تائبٌ نادمٌ فلما سمع ذٰلک عمرُ منہ قبض
علٰی یدہ ولَبَّبَہٗ وجرّہ الی المسجد وقالَ
یا ابت لا تفضحنی وخُذِ السیفَ و قطّعنی
اربًا اربًا قال ما سمعتَ قولہٗ تعالٰی :
وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ
الْمُؤْمِنِينَ ثم جرّہ و اَخرجہ الی بین یدی
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد
وقال صدقت المرأۃ وَ اَقرّ ابوشحمۃ بما قالت
وکان لہ مملوکٌ یقال لہ افلح فقال یا افلح خذ

فرمایا کہ بیٹا کھالے ممکن ہے کہ دنیا میں یہ تیرا آخری کھانا ہو۔ ابن عباسؓ نے کہا اس کے بعد میں نے لڑکے کو دیکھا کہ اس کا رنگ متغیر ہوگیا اور کانپ گیا اور اس کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ بیٹا میں کون ہوں؟ اس نے کہا کہ آپ میرے باپ ہیں اور امیر المؤمنین ہیں۔ عمرؓ نے کہا تو اپنے نبی کے اور اپنے باپ کے حق کے پیش نظر سچ بتا کہ کیا تو نبیکہ یہودی کا مہمان بنا اور تو نے اس کے ساتھ شراب پی پھر تجھ پر نشہ طاری ہوا؟ اس نے کہا کہ ہاں ایسا ہوا اور میں توبہ کر چکا ہوں تو آپ نے کہا کہ مؤمنین کا رأس المال توبہ ہے۔ پھر فرمایا کہ بیٹا میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو بنی نجار کے باغ میں داخل ہوا اور تو نے ایک عورت کو دیکھا اور تو اس پر جا پڑا تو وہ چپ ہوگیا اور رونے لگا۔ عمرؓ نے کہا کہ کوئی ڈر نہیں میرے بیٹے سچ بول کیونکہ اللہ سچوں کو پسند کرتا ہے تو اس نے کہا کہ ایسا ہوا ہے اور میں تائب اور نادم ہوں، جب عمرؓ نے اس سے یہ سن لیا تو اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کے سینہ پر کے کپڑے مٹھی میں لئے اور اسکو مسجد کی طرف کھینچ کر لے چلے اور اس نے کہا کہ اے ابا مجھے رسوا نہ کرو اور تلوار لے کر میرے ٹکڑے ٹکڑے کردو۔ فرمایا تو نے اللہ تعالٰے کا یہ ارشاد نہیں سنا وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا الخ یعنی اور چاہئے کہ ان کو سزا دینے کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت حاضر ہو، پھر اسکو کھینچا اور اس کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مسجد میں لیکر آئے اور کہا کہ عورت نے سچ کہا تھا اور جو کچھ اس نے کہا تھا ابوشحمہ نے اس کا اقرار کرلیا ہے اور عمرؓ کا ایک مملوک (غلام) تھا جس کو افلح کہا جاتا تھا اس سے کہا کہ اے افلح اس میرے بیٹے کو کھینچ کر لے جا اور اس کے ایک سو

ابنی ہذا الیک وَ اضربہ مائۃ سوط ولا تقصر
فی ضربہ فقال لا افعلُ وبکیٰ فقال یا غلام ان
طاعتی طاعۃُ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فافعل
ماآمرک بہ قال فنزع ثیابہ وضجّ الناس بالبکاء
والنحیب وجعل الغلام یُشیر الی ابیہ یا ابتِ
ارحمنی فقال لہ عمر وہو یبکی ربّک یرحمک وانما
افعلُ ہذا کے یرحمک ویرحمنی ثم قال یا افلح اضرب
فضربہ وہو یستغیثُ وعمر یقول اضربہ حتے بلغ
سبعین فقال یا ابت اسقنی شربۃً من ماءٍ فقال
یا بُنیّ ان کان ربک یطہّرک فیسقیک محمد صلی
اللہ علیہ وسلم شربۃً لا تظمأ بعدہا ابدًا یا غلام
اضربہ فضربہ حتے بلغ ثمانین فقال یا ابتِ
السلامُ علیک فقال وعلیک السلام ان رأیتَ
محمدًا فاقرأہ منّی السلامَ وقل لہ خلفتُ عمر
یقرأ القرآن ویقیم الحدودَ یا غلام اضربہ
فلما بلغ تسعین انقطعَ کلامہ وضعُفَ فرأیت اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا یا عمر انظر
کم بَقِیَ فاخّرہ الی وقتٍ آخر فقال کما
لم تُؤخَّر المعصیۃ لا تُؤخّر العقوبۃُ وجاء الصریخُ
الی اُمّہ فجاءت باکیۃً صارخۃً وقالت یا عمر
اَحُجُّ بکلّ سوطٍ حجۃً ماشیۃً واتصدّق بکذا
وکذا درہمًا فقال ان الحج والصدقۃ لا ینُوب
عن الحدّ یا غلام تمّم الحدّ فضربہ فلما کان آخر

کوڑے مار اور اس کو مارنے میں کمی نہ کرنا (یعنی پورے زور سے
مارنا) تو اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرونگا اور رونے لگا۔ تو عمرؓ نے
کہا کہ اے غلام میری فرمانبرداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری
ہے جو کچھ میں نے تجھے حکم دیا ہے اسکی تعمیل کر۔ کہا کہ پھر اس نے اس
کے کپڑے اتارے اور لوگوں نے شور مچا دیا گریہ و بکاء سے اور لڑکے نے اپنے
باپ کو اشارے کرنے شروع کر دیئے کہ اے باپ مجھ پر رحم کرو تو عمرؓ نے اس سے کہا
اور وہ رو رہے تھے کہ تیرا رب تجھ پر رحم کرے اور میں ایسا اسی لئے کر رہا
ہوں تاکہ وہ تجھ پر رحم کرے اور مجھ پر رحم کرے۔ پھر کہا اے افلح مار تو
اس نے مارا اور وہ فریاد کر رہا تھا اور عمرؓ کہہ رہے تھے کہ مار۔ یہاں تک کہ
ستر تک نوبت پہنچی تو اس نے کہا کہ اے ابا مجھے پانی کا ایک گھونٹ پلا
دیجئے تو فرمایا کہ میرے بیٹے اگر تیرا رب تجھے پاک کر دیگا تو عنقریب محمد
صلی اللہ علیہ وسلم تجھے ایسا پانی پلائیں گے جس کے بعد تو کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اے
غلام مار اس کے بعد پھر اس نے مارنا شروع کیا یہاں تک کہ شمار اسّی تک پہنچ گئی
تو اس نے کہا اے میرے ابا السلامُ علیک تو عمرؓ نے کہا وعلیک السلام اگر تو
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو میری طرف سے سلام عرض کر دینا اور ان سے
کہنا کہ میں نے عمرؓ کو اس حال میں چھوڑا کہ وہ قرآن پڑھتا ہے اور حد قائم کرتا
ہے۔ اے غلام مار اس کو۔ جب شمار نوّے ہوگئی تو اس کا کلام منقطع ہوگیا
اور وہ نڈھال ہوگیا تو میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انھوں
نے کہا کہ اے عمر دیکھو کتنے باقی رہے ہیں اس تعداد کو دوسرے وقت پر مؤخر
کر دو تو فرمایا کہ جس طرح معصیت مؤخر نہیں ہوتی سزا بھی مؤخر نہ ہوگی
اور ایک شخص نے چلّا کر اسکی ماں کو بھی اطلاع کر دی، وہ روتی پیٹتی ہوئی
آئی اور اس نے کہا کہ اے عمر ہر کوڑے کے بدلے میں ایک حج پیدل چل کر
کروں گی اور اتنے اتنے درہم صدقہ کروں گی تو فرمایا کہ حج اور صدقہ حد کے قائم

۳/۲

سوطٍ سقطَ الغلام مَیِّتاً فصاحَ و قال یابُنَیَّ مَحَصَ اللہ عنک الخطایا ثم جعل راسہ فی حِجرہ وجعل یبکی ویقول بابی مَن قتلہ الحقُّ بابی مَن ماتَ عند انقضاءِ الحدّ بابی من لم یرحمْہُ ابوہ واقاربُہ فنظر الناس الیہ فاذا ہو قد فارق الدنیا فلم یُرَ یومٌ اعظم منہ و ضجَّ الناسُ بالبکاءِ والنحیب فلما کان اربعین یوماً اقبل علینا حذیفۃ ابن الیمان صبیحۃ یوم الجمعۃ فقال انّی رأیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی النام واذا الفتی معہ وعلیہ حُلَّتانِ خضرٰاوانِ فقال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اقرأْ عمر عنی السلام وقل لہ ہٰکذا امرکَ اللہ ان تقرأَ القرآن و تُقیمَ الحدودَ وقالَ الغلام یا حُذیفۃُ اقرأْ ابی عنی السلامَ وقل لہ طَہَّرَک اللہ کما طَہَّرتنی اخرجہ ابن ابی شیرویہ الدیلمی فی کتابہ المنتقی و خرّجہ غیرہ مختصراً بتغیر اللفظ و قال فیہ کان لعمر ابنٌ یقال لہ ابو شحمۃ فاتاہ یومًا فقال انی زنیتُ فاَقِمْ علَیَّ الحدّ قالَ زنیتَ قال نعم حتی کرّر علیہ ذالک اربعاً قال وما عرفتَ التحریمَ قال بلیٰ قال معاشرَ المسلمین حُدُّوہ فقال ابو شحمۃ معاشرَ المسلمین من فعل فعلی فی جاہلیۃ او اسلامٍ فلا یَحُدُّنی فقام

مقام نہیں ہوتے اے غلام حد پوری کر۔ پھر اس نے مارنا شروع کیا جب آخری کوڑا لگا تو لڑکا مر کر گر گیا۔ پھر آپ چیخے اور کہا کہ بیٹا اللہ تعالیٰ نے تجھ سے خطائیں زائل کر دیں پھر اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور رونے لگے اور کہہ رہے تھے کہ میرا باپ[1] اس کے قربان یہ وہ ہے جس کو راست گوئی نے قتل کیا۔ میرا باپ اس پہ قربان یہ وہ ہے جو حد کے ادا ہونے کے وقت مرا۔ میرا باپ اس پہ قربان یہ وہ ہے جس پر اس کے باپ اور اقارب نے رحم نہ کیا۔ پھر لوگوں نے اس پر نظر کی تو واضح ہو گیا کہ وہ دنیا سے مفارقت کر چکا ہے تو اس سے بڑا (ہنگامہ خیز) کوئی دن دیکھنے میں نہیں آیا لوگوں نے گریۂ و بکاء سے شور مچا رکھا تھا۔ اس حادثہ پر چالیس دن گذرے تھے کہ ہمارے پاس یوم جمعہ کی صبح کو حُذیفہ بن الیمان آئے اور انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور وہ نوجوان (ابو شحمہ) آپ کے ساتھ تھا اور اس کے بدن پر دو سبز جوڑے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرؓ کو میرا اسلام پہنچا اور اس سے یہ کہنا کہ اسی طرح تجھے اللہ نے حکم دیا تھا کہ تو قرآن کو پڑھے اور حدود کو قائم کرے اور لڑکے نے کہا کہ اے ابو حُذیفہ میرے باپ کو میرا اسلام پہنچا دو اور ان سے یہ کہہ دو کہ اللہ تم کو پاکیزہ کرے جیسا کہ تم نے مجھے پاکیزہ کر دیا۔ اس کو روایت کیا ابن ابی شیرویہ دیلمی نے اپنی کتاب المنتقی میں۔ اور دوسرے حضرات نے اس کی تخریج مختصراً کی ہے الفاظ کے تغیّر کے ساتھ اور اس میں یہ کہا ہے کہ عمرؓ کے ایک بیٹا تھا جس کو ابو شحمہ کہا جاتا تھا وہ ایک دن ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے مجھ پہ حد قائم کر دیجئے۔ آپ نے کہا کہ کیا تو نے زنا کیا ہے اس نے کہا کہ ہاں! اس سوال کا آپ نے چار مرتبہ تکرار کیا۔ فرمایا کہ اور کیا کہ تو نے اس کے حرام ہونے کو نہ پہچانا۔ اس نے کہا کہ کیوں نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے جماعتِ مسلمان اس پہ حد جاری کرو۔ تو ابو شحمہ نے کہا کہ اے

[1] بابی صرف محاورے کا کلمہ ہے جس کا ترجمہ ہے میرا باپ قربان کبھی بابی و اُمّی بھی کہتے ہیں یعنی میرے ماں باپ قربان یہ معنے مقصود نہیں ہوتے اس عنوان سے مدح اور اظہار محبت مقصود ہوتا ہے مترجم

علیؓ بن ابی طالب وقال لولدہ الحسن فاخذ
بیمینہ وقال لولدہ الحسین فاخذ بیسارہ ثم
ضرب ستۃ عشر سوطاً فاُغمی علیہ ثم قال
اذا وافیت ربک فقل ضربنی الحدَّ من لیس
لک فی جنبیہ حدٌ ثم قام عمر حتی اقام
علیہ تمام المائۃ سوطاً فمات من ذلک فقال
انا اوثر عذاب الدنیا علی عذاب الآخرۃ
فقیل یا امیر المؤمنین تدفنہ من غیر غسل و
لا کفن قتیل فی سبیل اللہ قال بل نغسلہ
ونکفنہ وندفنہ فی مقابر المسلمین فانہ
لم یمت قتلاً فی سبیل اللہ وانما مات محدوداً

وعن عمرو بن العاص قال بینا انا بمنزلی بمصر
اذ قیل ھذا عبد الرحمن بن عمر وابو سروعۃ
یستاذنان علیک فقلت یدخلان فدخلا وھما
منکسران فقالا اقم علینا حد اللہ فانا
اصبنا البارحۃ شراباً وسکرنا قال فزبرتہما وطردتہما
فقال عبد الرحمن ان لم تفعل نخبرت والدی
اذا قدمت علیہ قال فعلمت انی ان لم اقم
علیہما الحد غضب علیَّ عمر وعزلنی قال
فاخرجتہما الی صحن الدار فضربتہما الحد و
دخل عبد الرحمن بن عمر الی ناحیۃ بیت فی
الدار فحلق رأسہ وکانوا یحلقون مع الحدود
واللہ ما کتبت لعمر بحرف مما کان حتی اذا کتابہ

جماعتِ مسلمانان جس نے میرے جیسا کام کیا ہو زمانہ جاہلیت میں یا اسلام میں وہ مجھ پر حد نہ لگاتے۔ تو کھڑے ہوتے علی بن ابی طالب اور انہوں نے اپنے بیٹے حسن سے کہا تو انہوں نے اس کا دایاں ہاتھ پکڑا اور اپنے بیٹے حسین سے کہا تو انہوں نے اس کا بایاں ہاتھ پکڑا پھر اس کے سولہ کوڑے مارے تو وہ بیہوش ہو گیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ جب تو اپنے رب سے ملے تو کہنا کہ اس شخص نے میرے حد ماری ہے جس کے پہلوؤں پر آپ کا حد کا حق نہیں ہے۔ پھر عمرؓ (مارنے کے لئے) کھڑے ہوتے یہاں تک کہ انہوں نے سو کوڑے حد کی شمار پوری کر دی تو اس سے وہ مر گیا۔ پھر فرمایا کہ میں عذاب دنیا کو عذاب آخرت پر ترجیح دیتا ہوں اس کے بعد کہا گیا کہ اے امیر المومنین اس کو بغیر غسل اور بغیر کفن کے دفن کیجئے کہ یہ اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ ہم اس کو غسل دیں گے اور کفن دیں گے اور مقابر مسلمین میں اسکو دفن کر دینگے کیونکہ یہ اللہ کی راہ میں قتل ہو کر نہیں مرا یہ تو صرف حد کے صدمہ سے مرا ہے۔ اور مروی ہے عمرو بن العاص سے کہ اس دوران میں کہ میں مصر میں اپنے مکان میں موجود تھا کہ مجھ سے کہا گیا کہ یہ عبدالرحمٰن ابن عمر اور ابو سروعہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ اندر آ جائیں تو وہ دونوں آ گئے اور دونوں شکستہ حال تھے اور دونوں نے کہا کہ ہمارے اوپر اللہ کی حد جاری کر دیجئے کہ ہم گذشتہ رات شراب میں مبتلا ہوتے اور مدہوش ہوتے کہا کہ میں نے دونوں کو جھڑکا اور (اس کہنے سے) روکا۔ تو عبدالرحمٰن نے کہا کہ اگر تم حد جاری نہ کروگے تو میں اپنے والد کو جب ان سے ملوں گا اسکی اطلاع دونگا تو میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے ان دونوں پر حد قائم نہ کی تو عمرؓ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اور معزول کر دیں گے۔ کہا کہ پھر میں نے دونوں کو مکان کے صحن میں لایا اور دونوں پر حد کے کوڑے لگوائے اور عبدالرحمٰن ابن عمر مکان کے کمرے کے ایک گوشہ میں گیا پھر اپنا سر منڈوایا اور اجراء حدود کے ساتھ لوگ سر منڈایا کرتے تھے۔ واللہ عمرؓ کو میں نے ایک حرف بھی نہیں لکھا

جاء نے فیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم من
عبد اللہ عمر الی عمرو بن العاص عجبتُ لک یا
ابن العاص وجرأتک علیّ وخلافک
عہدی فما رأیی الّا انی عازلک تقرب
عبد الرحمن فی بیتک وتحلق رأسہ فی البیت
وقد عرفتَ انّ ھذا یخالفنی انما عبد الرحمن
رجلٌ من رعیّتک تصنع بہ ما تصنع بغیرہ
من المسلمین ولکن قلتَ ہو ولدُ امیر المومنین
وعرفتَ انہ لا ہوادۃ لِاحدٍ من الناس عندی
فی حقٍ فاذا جاءک کتابی ھذا فابعث بہ
فی عباءۃ علی قتب حتی یعرف سوء ما صنع
فبعث بہ کما قال ابوہ وکتب الی عمر
یعتذر الیہ انی ضربتہ فی صحن داری وباللہ
الذی لا یُحلَف باعظم منہ انی لأقیم الحدّ
فی صحن داری علی المسلم والذمی وبعث
بالکتاب مع عبد اللہ بن عمر فقدم بعبد الرحمن
علی ابیہ فدخل وعلیہ عباءۃ لا یستطیع المشیَ
من سوء مرکبہ فقال یا عبد الرحمن فعلتَ و
فعلتَ فکلمہ عبد الرحمن بن عوف وقال
یا امیر المؤمنین قد اُقیم علیہ الحدُّ فلم یلتفت
الیہ فجعل عبد الرحمن یصیح ویقول انی مریضٌ
وانت قاتلی وقال فضربہ الحد ثانیۃ وحبسہ
فمرض ثم مات. قلتُ قال ابو عمر فی الاستیعاب

تھا اس واقعہ کے بارے میں جو پیش آیا تھا یہاں تک کہ میرے پاس ان کا
مکتوب آیا جس میں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے بندے عمر کی طرف
سے عمرو بن العاص کے نام مجھے تم پر تعجب ہے اے ابن العاص اور اس جرأت
پر جو مجھ پر تم نے کی اور مجھ سے عہد کے خلاف پر. تو اب میری رائے یہ ہوئی
ہے کہ میں تم کو معزول کر دوں. تم عبد الرحمن کو اپنے گھر میں مارتے ہو اور
اس کا سر گھر میں منڈواتے ہو حالانکہ تم بخوبی جانتے ہو کہ یہ (ترجیح) میرے طریقہ
کے خلاف ہے. عبد الرحمن صرف ایک شخص تھا تمہاری رعیت میں کا تم کو
اس کے ساتھ وہی معاملہ کرنا تھا جو مسلمانوں میں کے کسی دوسرے شخص کے
ساتھ کرتے ہو لیکن تم نے خیال کیا کہ وہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہے حالانکہ تم خوب
جانتے ہو کہ حق کے بارے میں لوگوں میں سے کسی کے لئے میرے یہاں
کوئی نرمی نہیں ہے. تو جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہونچے تو اس کو میرے
پاس صرف ایک عبا میں بھیجو کاٹھی پر بٹھا کر تاکہ وہ اپنے فعل کی برائی کو پہچان لے تو عمرو
ابن العاص نے اسکو اسی طرح جیسا اس کے باپ نے لکھا تھا اور عمر کو معذرت کرتے ہوئے
یہ لکھا کہ میں نے اس کو اپنے مکان کے صحن میں مارا اور اس خدا کی قسم جس
سے بڑا کوئی حلف نہیں کیا جاتا کہ میں ہر مسلمان پر اور ذمی پر اپنے مکان کے
صحن میں ہی حد قائم کیا کرتا ہوں اور اس خط کو عبد اللہ بن عمر کے ساتھ
بھیجا پھر عبد الرحمن اپنے باپ کے پاس پہنچا اور اس طرح پہنچا کہ اس کے بدن
پر صرف ایک عبا تھی اور سواری کی خرابی کی وجہ سے (کہ کاٹھی پر سفر کیا تھا)
چلنے پر قادر نہیں تھا. تو فرمایا کہ اے عبد الرحمن تو نے ایسا اور ایسا کیا (اور مارنا شروع
کردیا) تو ان سے کلام کیا عبد الرحمن بن عوف نے اور کہا اے امیر المومنین حد
تو قائم ہو چکی ہے تو ان کی طرف التفات نہ کیا پھر عبد الرحمن نے چیخنا اور یہ
کہنا شروع کیا کہ میں بیمار ہوں اور تم مجھے قتل کر رہے ہو کہا کہ پھر دوبارہ اس پر
حد لگائی اور اس کو بند کر دیا پھر وہ بیمار ہو گیا اور مر گیا. میں کہتا ہوں کہ ابو عمر

عبد الرحمن بن عمر الأوسط هو ابو شحمة وهو الذي ضربه عمرو بن العاص بمصر في الخمر ثم حمله الى المدينة فضربه ابوه ادب الوالد ثم مرض ومات بعد شهر هكذا يرويه معمر عن الزهري عن سالم عن ابيه واما اهل العراق فيقولون انه مات تحت سياط عمر وذلك غلط. وقال الزبير اقام عليه عمرو حد الشراب فمرض ومات. **ومن ذلك** اقامة الحد على قدامة بن مظعون خال ابن عمر وحفصة لم يأخذه عند ذلك رأفة في دين الله ولم يخف لومة لائم نذكره كما ذكره المحب الطبري وابو عمر عن عبد الله ابن ربيعة وكان من اكبر بني عدي وكان ابوه شهد بدرا مع النبي صلى الله عليه وسلم قال استعمل عمر قدامة بن مظعون على البحرين وكان شهد بدرا مع النبي صلى الله عليه وسلم وهو خال ابن عمر وحفصة زوج النبي صلى الله عليه وسلم قال فقدم الجارود من البحرين فقال يا امير المؤمنين ان قدامة بن مظعون قد شرب مسكرا واني اذا رأيت حدا من حدود الله حق علي ان ارفعه اليك فقال له عمر من يشهد على بالقول فقال ابو هريرة فدعا عمر ابا

نے استیعاب میں کہا عبد الرحمن بن عمر الاوسط وہ ابو شحمہ ہے اور یہ وہی ہے جس کو ابن العاص نے مصر میں شراب (کی حد) میں مارا تھا پھر اس کو مدینہ روانہ کیا پھر اس کو اس کے باپ نے مارا بغرض تادیب باپ کی حیثیت سے پھر وہ بیمار ہوا اور ایک مہینہ کے بعد انتقال کر گیا۔ اس واقعہ کی اسی طرح روایت کرتے ہیں معمر زہری سے وہ سالم سے وہ اپنے باپ سے۔ اور ہے اہل عراق وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا انتقال عمر کے کوڑوں کے نیچے ہوا مگر یہ غلط ہے، اور زبیر نے کہا کہ عمروؓ نے اس پر شراب کی حد قائم کی تھی پھر وہ بیمار ہوا اور مر گیا۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے حد کا قائم کرنا قدامہ بن مظعون پر جو ابن عمرؓ اور حفصہؓ کے ماموں تھے۔ اس موقع پر اللہ کے بارے میں جذبۂ محبت ان کو مانع نہ ہوا اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خائف نہ ہوتے۔ ہم اس کو ذکر کرتے ہیں جس طرح محب طبری نے ذکر کیا اور ابو عمر نے عبد اللہ بن ربیعہ کی روایت سے اور یہ بنی عدی میں کے بڑے شخص تھے اور ان کے باپ بدر میں حاضر تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہا کہ عمرؓ نے قدامہ بن مظعون کو بحرین پر عامل بنایا تھا اور یہ بدر میں حاضر ہوتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور وہ ماموں تھے ابن عمر اور حفصہ زوج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کہ بحرین سے جارود آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین بیشک قدامہ بن مظعون نے شراب پی نشہ لانے والی اور میں نے جب دیکھا اللہ کی حدود میں سے ایک حد کو تو مجھ پر ضروری ہو گیا کہ میں اس واقعہ کو آپ کے سامنے پیش کر دوں تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو اس پر تمہارا گواہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ ابو ہریرہ۔ تو عمرؓ نے ابو ہریرہ کو بلایا تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے ان کو شراب پینے کے وقت نہیں دیکھا البتہ نشے کی حالت میں قے

ہریرۃ فقال لم اَرہ حین شرب وقد رأیتہ
سکران یقیئ فقال عمر لقد تنطعت اباہریرۃ
فی الشہادۃ ثم کتب عمر الی قدامۃ وہو
بالبحرین یأمرہ بالقدوم علیہ فلما قدم قدامۃ
والجارود بالمدینۃ کلم الجارود عمر فقال
اقم علی ہذا کتاب اللہ فقال عمر اشہید
انت ام خصیم فقال الجارود انا شہید فقال
قد کنت ادیت شہادتک فسکت الجارود
ثم قال لتعلمن انی انشدک اللہ تعالیٰ
فقال عمر اما واللہ لتملکن لسانک اولاسوئنک
فقال الجارود اما واللہ ماذاک بالحق ان یشرب
ابن عمک وتسوءنی فاوعدہ عمر فقال ابوہریرۃ
وہو جالس یا امیر المؤمنین ان کنت تشک
فی شہادتنا فسل بنت الولید امرأۃ ابن
منطعون فارسل عمر الی ہند ینشدہا باللہ
فاقامت ہند علی زوجہا قدامۃ الشہادۃ
فقال عمر یا قدامۃ انی جالدک فقال قدامۃ واللہ
لو شربت کما یقولون ما کان لک ان تجلدنی
یا عمر فقال ولما یا قدامۃ قال ان اللہ عزوجل
قال لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ
اَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۰ فقال عمر

کرتے ہوئے دیکھا ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اے ابوہریرہ تو شہادت
میں بدل گیا ہے۔ پھر عمرؓ نے قدامہ کو لکھا اور وہ بحرین میں تھے خط
میں ان کو اپنے پاس پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ تو جب قدامہ آئے اور
جارود مدینہ میں موجود تھے تو جارود نے عمر سے گفتگو کی اور کہا کہ اس
پر اللہ کے حکم کو جاری کرو تو عمرؓ نے کہا کہ تو گواہ ہے یا مدعی؟
تو جارود نے کہا کہ میں گواہ ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہ تو اپنی شہادت
دے چکا تو جارود خاموش ہوئے پھر بولے کہ تم ضرور جانتے ہو
میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ خبردار! تو اپنی زبان
قابو میں رکھ ورنہ میں تیرے ساتھ سختی کروں گا تو جارود نے کہا
خبردار خدا کی قسم یہ حق بات نہیں ہے کہ شراب تو پئے تمہارا چچا
کا بیٹا اور سختی کرو میرے ساتھ تو عمرؓ نے ان کو دھمکایا تو
ابوہریرہؓ نے کہا اور وہ بیٹھے ہوئے تھے کہ اے امیر المومنین اگر
تم کو ہماری شہادت میں شک ہے تو ابن منطعون کی بیوی بنت الولید
سے پوچھئے تو عمرؓ نے ہند کو بلوایا اس کو خدا کی قسم دے کر پوچھا
تو ہند نے اپنے شوہر قدامہ کے خلاف شہادت دی۔ تو عمرؓ نے
کہا کہ اے قدامہ میں تیرے ضرور کوڑے ماروں گا۔ اس پر قدامہ نے
کہا کہ واللہ اگر میں پی بھی لیتا جیسا کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں تو اے عمر
عمر پھر بھی تم کو یہ حق نہیں ہے کہ میرے کوڑے مارو۔ تو عمرؓ نے
کہا کہ اے قدامہ یہ کیسے؟ کہا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا لَيْسَ عَلَى
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ (۵: ۹۳) ایسے لوگوں پر جو ایمان رکھتے ہوں اور
نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے ہوں
جب کہ وہ صاحب تقویٰ ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں
پھر صاحب تقویٰ ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر صاحب تقویٰ ہوں اور خوب

انک اخطأت التاویل یا قدامۃ اذا اتقیت
اجتنبت ما حرم اللہ ثم اقبل عمر علی القوم
فقال ما ترون فی جلد قدامۃ قالوا لا نرے
ان تجلدہ وہو مریض فسکت عمر عن جلدہ
ایاما ثم اصبح عمر یوما وقد عزم علی جلدہ
فقال لاصحابہ ما ذا ترون فی جلد قدامۃ
فقالوا لا نرے ان تجلدہ ما دام وجعا فقال
عمر واللہ لان یلقی اللہ تحت السیاط
احب الی ان القی اللہ وہو فی عنقی انی
واللہ لاجلدنہ ائتونی بسوط فجاء
مولاہ اسلم بسوط دقیق صغیر فاخذہ
عمر فمسحہ بیدہ ثم قال لاسلم قد اخذتک
دقرارۃ اہلک ائتونی بسوط غیر ہذا
فجاءہ اسلم بسوط تام فامر عمر بقدامۃ
فجلد فغاضب قدامۃ عمر وہجرہ فحجا وقدامۃ
مہاجر لعمر حتی قفلوا من حجہم ونزل عمر
بالسقیا ونام بہا فلما استیقظ قال عجلوا
بقدامۃ انطلقوا فأتونی بہ واللہ انی لاری
فی النوم انہ جاءنی آت فقال لی سالم قدامۃ
انہ اخوک فلما جاء وا قدامۃ ابی ان یأتیہ
فامر عمر بقدامۃ ان یجر الیہ جرا حتی کلمہ
عمر واستغفر لہ فکان اول صلحہما خرج البخاری
منہ الی قولہ وہو خال ابن عمر وحفصۃ وتمامہ

نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ لیلیے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے اے قدامہ تاویل میں خطا کی جب تو متقی ہوگا تو جس چیز کو اللہ نے حرام کیا اس سے مجتنب بھی ہوگا۔ پھر عمرؓ قوم کی طرف متوجہ ہوتے اور پوچھا کہ قدامہ کے کوڑے لگانے کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہماری رائے نہیں ہے کہ کوڑے لگائے جائیں اس حال میں کہ وہ بیمار ہے تو عمرؓ کوڑے لگانے سے چند دن کے لئے رُک گئے پھر ایک دن صبح کے وقت عمرؓ نے ان کے کوڑے لگانے کا ارادہ کیا پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ قدامہ پر کوڑے لگاتے جانے کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ جب تک وہ بیمار ہے ہماری رائے نہیں کہ کوڑے لگائے جائیں، تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ اگر وہ کوڑوں کے نیچے اللہ سے جا ملے (یعنی مرجائے) یہ میرے نزدیک پسند ہے اس سے کہ میں اللہ سے جا ملوں اور وہ (حق) میری گردن میں ٹنکا ہوا ہو میں تو واللہ اس کے ضرور کوڑے ماروں گا۔ میرے پاس کوڑا لاؤ تو ان کا غلام اسلم ایک باریک اور چھوٹا کوڑا لیکر آیا۔ تو اس کو عمرؓ نے لیا اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا پھر اسلم سے فرمایا کہ تجھے تیرے اہل کی بُری عادت نے پکڑ لیا۔ میرے پاس دوسرا کوڑا لیکر آؤ جو اس جیسا نہ ہو تو اسلم پورا کوڑا لیکر آیا۔ پھر عمرؓ نے قدامہ کو لانے کا حکم دیا اور کوڑے مارے گئے۔ اس پر قدامہ عمرؓ سے ناراض ہوا اور ان سے ملنا چھوڑ دیا اس کے بعد دونوں نے حج کیا اور قدامہ عمرؓ کو چھوڑے ہوتے تھا یہاں تک کہ سب حج سے واپس ہوتے اور عمرؓ سقیاعہ میں اُتر کر سوتے جب بیدار ہوتے تو فرمایا کہ قدامہ کے پاس جلد جاؤ اور اس کو میرے پاس لیکر آؤ۔ ابھی واللہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا کہ قدامہ سے صلح کرو کیونکہ وہ تمھارا بھائی ہے تو جب لوگ قدامہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ پھر عمرؓ نے قدامہ کو لانے کیلئے کہا تو ان کو کھینچ کر لایا گیا تو عمرؓ نے ان

عہ سُقیا ایک گاؤں ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان ۱۲ مترجم

اَخرجہ الحُمیدی قُلتُ الدقاریرُ العادَاتُ السُّوء جمع دَقرارۃ کذا ضُبِطَ فی الدر النثیر۔ **ومن ذٰلک** ایثارہ فی العطآء اقارب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واہل السوابق من المہاجرین والاَنصار علٰی اقاربہ اخرج ابوعمر فی الاستیعاب اَرسَلَ عمر الی الشفا بنت عبد اللہ العَدَویۃ ان اُغدِی الیَّ قالت فَغَدَوتُ علیہ فوَجدتُ عاتکۃ بنت اُسید ابن ابی الفیض ببابہ فدخَلنَا فتحدّثنا ساعۃً فدعا بنمطٍ فاعطاہا ایاہ ودعا بنمطٍ دونہ فاَعطانیہ فقلتُ تَرِبَتْ یداک یا عمر انا قبلہا اسلامًا وَاَنَا بنتُ عمکَ دونہا واَرسَلتَ اِلَیَّ وجاءتک بنفسہا قال ماکنتُ رفعتُ ذٰلک الّا لکِ فلما اجتمعتُما ذکرت انہا اقربُ الٰی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منکِ **ومن ذٰلک** رحمتہ وشفقتہ علی المؤمنین ابوحنیفۃ عن علی بن الاقمر قال کان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یطعم الناس بالمدینۃ وہو یطوف علیہم بیدہ عصًا فمرّ برجل یاکل بشمالہ فقال یا عبد اللہ کل بیمینک قال یا عبد اللہ انہا مشغولۃ قال فمضیٰ ثم مرّبہ وہو یاکل بشمالہ فقال یا عبد اللہ کل بیمینک قال یا عبد اللہ انہا مشغولۃ ثلث مرّات قال وما شغلہا

سے گفتگو کی اور ان کیلئے دعائے مغفرت کی۔ تو یہ ان دونوں کی صلح کا پہلا موقعہ تھا. بخاری نے اس کی تخریج کی ہے" وہو خال ابن عمر وحفصۃ" تک اور پوری حدیث کی تخریج حمیدی نے کی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دقاریر کے معنے ہیں بُری عادتیں یہ جمع دِقرارۃ کی ہے الدر النثیر میں اسی طرح لکھا ہوا ہے اور اسی کے آثار میں سے ہے عطیات میں ان کا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے اقارب کو اور مہاجرین وانصار میں سے جو اہل سوابق[عہ] تھے ان کو اپنے اقارب پر مقدم رکھنا۔ ابوعمر نے استیعاب میں روایت کیا کہ عمر نے شفا بنت عبد اللہ عدویہ کو یہ کہہ کر بھیجا کہ صبح کو میرے پاس آئیے وہ کہتی ہیں کہ میں اُن کے پاس آئی تو میں نے ان کے دروازے پر عاتکہ بنت اُسید بن ابی الفیض کو پایا تو ہم دونوں اندر پہنچیں ہم نے ایک ساعت باتیں کیں پھر انہوں نے ایک سوزنی منگائی اور وہ عاتکہ کو دی اور ایک دوسری سوزنی منگائی جو اس سے گھٹیا تھی تو وہ مجھے دی تو میں نے کہا خاک پڑے تیرے ہاتھوں پر اے عمر! میں اس سے پہلے اسلام لائی اور میں اس کے علاوہ تیرے چچا کی بیٹی ہوں اور تو نے مجھے بُلایا اور وہ خود آئی تو کہا کہ میں نے تو وہ صرف تیرے ہی لئے اٹھاکر رکھی تھی پھر جب تم دونوں آگئیں تو مجھے یاد آیا کہ وہ بہ نسبت تیرے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کی رحمت اور شفقت مسلمانوں پر۔ ابوحنیفہ، علی بن الاقمر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مدینہ میں لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے اور ہاتھ میں عصا لئے ہوتے ان میں گھوم رہے تھے تو ایک شخص سے گذرے جو بائیں ہاتھ سے کھا رہا تھا۔ اُس سے آپ نے کہا کہ اے اللہ کے بندے اپنے داہنے ہاتھ سے کھا اس نے کہا کہ اے اللہ کے بندے وہ کام میں (آ چکا) ہے تین مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ آپ نے کہا آخر وہ کس کام میں لگا تو اس نے کہا کہ جنگِ مؤتہ میں اس پر حملہ ہوا۔ کہا کہ پھر عمر رضؓ

[عہ] سوابق سے مراد سابقہ خدمات ہیں جو یہ حضرات اسلام کے ابتدائی دور میں جو تکلیفات سے پر تھا انجام دیتے رہے ۱۲ مترجم

قال أُصيبت يوم مُؤتة قال فجلس عنده
عمر رضي الله عنه يبكي فجعل يقول له من
يُوضئك من يغسل رأسك وثيابك
من يَصنع كذا وكذا فدعا له بخادم وأمر له
براحلة وطعام ما يُصلحه وما ينبغي له حتى رفع
أصحابُ محمد صلّى الله عليه وسلم أصواتهم
يدعون الله لعمر رضي الله عنه مما رأوا
من رأفته بالرجل واهتمامه بامر المسلمين۔
البخاري عن زيد بن اسلم عن ابيه قال
خرجتُ مع عمر في السوق فلحقته امرأةٌ شابةٌ
فقالت يا امير المؤمنين هلك زوجي وترك
صبيةً صغاراً والله ما ينضجون كراعاً ولا لهم
زرع ولا ضرع وخشيت عليهم الضبعة وانا
ابنةُ خفاف بن ايماء الغفاري وقد شهد
ابي الحديبية مع النبي صلّى الله عليه وسلم
فوقفَ معها ولم يَمضِ وقال مرحباً بنسب
قريب ثم انصرف الى بعير ظهير كان مربوطاً
في الدار فحمل عليه غرارتين ملأهما طعاماً وجعل
بينهما نفقةً وثياباً ثم ناولها خطامه
فقال اقتاديه فلن يفنى هذا حتى ياتيكم
الله بخير فقال رجلٌ يا اميرَ المؤمنين اكثرتَ
لها فقال ثكلتك امك والله اني لأرى
ابا هذه واخاها قد حاصرا حصناً زماناً فافتتحاه

اس کے پاس بیٹھ کر رونے لگے اور اس سے پوچھنا شروع کیا کہ کون
تجھے وضو کراتا ہے کون تیرا سر اور تیرے کپڑے دھوتا ہے۔ کون ایسا
اور ایسا کرتا ہے پھر اس کے لئے ایک خادم کو بلایا اور اسکے لئے ایک
سواری کا حکم دیا اور کھانے کا جو اس کے لئے بہتر اور مناسب تھا
یہاں تک کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آوازیں بلند ہوگئیں
جو اس شخص کے ساتھ اُن کی محبت اور مسلمانوں کے امور میں ان کا
اہتمام دیکھ کر ان کے لئے دعا کر رہے تھے۔ بخاریؒ زید بن اسلم
سے وہ اپنے باپ سے کہا کہ میں عمرؓ کے ساتھ بازار میں نکلا تو ان
سے ایک جوان عورت ملی اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین میرے
شوہر کا انتقال ہوگیا اور اس نے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں واللہ
ان کے پاس بکری کا ایک پایہ بھی پکانے کو نہیں، نہ دودھ والے
جانور ہیں اور نہ کھیتی اور مجھے اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے
اور میں خفاف بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور میرا باپ حدیبیہ
میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا تو عمرؓ اس
کے پاس کھڑے رہے اور آگے نہیں بڑھے اور کہا کہ مرحبا
قریب کے نسب کو پھر (اس کو ساتھ لیکر) ایک بارکشی کے اونٹ
کی طرف آئے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اور اس پر دو بوریاں لاد دیں
جن کو کھانے کی چیزوں سے بھر دیا اور ان کے درمیان نقدی
اور کپڑے رکھے۔ پھر اسکی نکیل عورت کو دی اور فرمایا کہ اسے کھینچ
لیجا اور فرمایا کہ ضرور اس کے ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ تیرے پاس
اور مال بھیجدے گا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین
آپ نے اسکو بہت دیدیا تو فرمایا کہ تیری ماں تجھے روئے واللہ
میں گویا دیکھتا ہوں اس کے باپ اور بھائی کو کہ انھوں نے ایک زمانہ

ثم اصبحنا نستفتح سہامنا المحب الطبری
عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب
طاف لیلۃ فاذا بامرأۃ فی جوف دار لہا
حولہا صبیان یبکون و اذا قدر علی النار
قد ملأتہا ماء فدنی عمر من الباب فقال
یا امۃ اللہ ایش بکاء ہؤلاء الصبیان
فقالت بکاءہم من الجوع قال فما ہذہ
القدر التی علی النار فقالت قد جعلت
فیہا ماء اعللہم بہا حتی ینامون واوہمہم
ان فیہا شیئا فجلس عمر یبکی قال ثم جاء
الی دار الصدقۃ واخذ غرارۃ وجعل فیہا
شیئا من دقیق وسمن وشحم وتمر وثیاب و
دراہم حتی ملأ الغرارۃ ثم قال یا اسلم
احمل علی قلت یا امیر المؤمنین انا احملہ
عنک قال لا ام لک یا اسلم انا احملہ لانی
المسؤل عنہ فی الآخرۃ قال فحملہ علی
عاتقہ حتی اتی بہ منزل المرأۃ واخذ
القدر وجعل فیہا دقیقا وشیئا من شحم
وتمر وجعل یحرکہ بیدہ وینفخ تحت القدر
وکانت لحیتہ عظیمۃ فرأیت الدخان
یخرج من خلل لحیتہ حتی طبخ لہم ثم جعل
یغرف لہم بیدہ ویطعمہم حتی شبعوا ثم
خرج المحب الطبری ان عمر کان یصوم الدہر

تک ایک قلعہ کا محاصرہ کیا پھر اس کو فتح کیا اور پھر صبح کو ہم ان دونوں کے
حصے لوٹا رہے تھے۔ محب طبری، زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ
ابن الخطاب نے ایک رات گشت کیا۔ دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنے
گھر میں ہے اور اس کے گرد بچے رو رہے ہیں اور ایک ہنڈیا ہے آگ پر
جس میں اس نے پانی بھر رکھا ہے تو عمرؓ بن الخطاب نے دروازے کے
قریب پہنچ کر کہا کہ اے اللہ کی بندی یہ بچے کیوں رو رہے ہیں تو اس نے
کہا کہ ان کا رونا بھوک کی وجہ سے ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ یہ ہنڈیا کیسی ہے
جو آگ پر رکھی ہے تو اس نے کہا کہ میں نے اس میں پانی ڈال رکھا ہے
جس سے ان کو بہلا رہی ہوں تاکہ یہ سو جائیں اور میں ان کو اس وہم میں
ڈال رہی ہوں کہ اس میں کوئی چیز (پک رہی) ہے تو عمرؓ بیٹھ کر رونے
لگے۔ کہا کہ پھر دار الصدقہ کی طرف آئے اور ایک بڑا تھیلا لیا اور اس میں
کچھ آٹا اور گھی اور چربی اور کھجوریں اور کپڑے اور دراہم رکھے یہاں تک کہ اس
تھیلے کو بھر دیا۔ پھر کہا اے اسلم اس تھیلے کو میرے اوپر رکھ دے۔ میں
نے کہا اے امیر المؤمنین اس کو آپ کی طرف سے میں اٹھا کر لے جاؤں
گا۔ تو مجھ سے کہا کہ تیری ماں نہ ہو اے اسلم میں ہی اس کو اٹھا کر چلوں
گا۔ کیونکہ آخرت میں جس سے اس کی بازپرس ہوگی وہ میں ہوں۔ کہا کہ
پھر عمرؓ نے اس کو اپنے کندھے پر اٹھایا اور اس کو لئے ہوئے اس
عورت کے گھر پہنچے اور ہنڈیا لے کر اس میں آٹا اور کچھ چربی ڈالی اور
کھجوریں اور (چولہے پر چڑھا کر) اپنے ہاتھ سے حرکت دیتے رہے اور
ہنڈیا کے نیچے پھونکیں مارتے رہے اور عمرؓ کی ڈاڑھی بہت بڑی تھی
تو میں نے ان کی ڈاڑھی کے درمیان سے دھواں نکلتے ہوئے دیکھا،
یہاں تک کہ ان کے لئے کھانا پکا دیا پھر اپنے ہاتھ سے ان کے لئے چمچہ
سے باہر نکالا اور ان کو کھلاتے رہے یہاں تک کہ ان کا پیٹ بھر گیا

وكان زمان الرمادة اذا امسى اتى بخبز
قد ثرد بالزيت الى ان نحر يوما من الايام
جزورا فاطعمها الناس وغرفوا له طيبها
فاتى به فاذا فدر من سنام ومن
كبد فقال انى هذا فقالوا يا امير المؤمنين
من الجزور التي نحرنا اليوم فقال بخ بخ
بئس الوالي انا ان اكلت طيبها واطعمت
الناس كراديسها ارفع هذه الجفنة
هات لنا غير هذا الطعام فاتى بخبز و
زيت فجعل يكسر بيده ويثرد ذلك
الخبز ثم قال ويحك يا يرفا احمل هذه
الجفنة حتى تاتي بها اهل بيت بثمغ
فاني لم آتهم منذ ثلثة ايام واحسبهم
مقفرين فضعها بين ايديهم. شرح الرمادة
الهلاك يشير والله اعلم الى زمن القحط
والفدر القطع جمع فدرة وهي القطعة
من اللحم اذا كانت مجتمعة وثمغ اسم مال
معروف لعمر وروى انه عام الرمادة لما
اشتد الجوع بالناس وكان عمر لا يوافقه
الشعير والزيت ولا التمر وانما يوافقه السمن
فحلف لا يأتدم بالسمن حتى يفتح على
المسلمين عامه هذا فصار اذا اكل

پھر نکلے۔ محب طبری، عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزے رکھتے تھے اور قحط عہ
رمادہ کے زمانہ میں جب شام ہوتی تو ان کے پاس ایک روٹی لائی جاتی
جس کو زیت کے ساتھ چور کر دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ ان ہی دنوں میں سے ایک
دن چند اونٹ ذبح کئے گئے پھر انہیں لوگوں کو کھلایا اور کام کرنے والے ان کے لئے
اس میں سے اچھی قسم کا ایک دو بتر (مٹھی بھر) گوشت لے کر آئے اور وہ کوہان اور
اور کلیجی کے پارچے تھے۔ آپ نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ
یہ ان اونٹوں میں کا ہے جن کو ہم نے آج ذبح کیا ہے۔ فرمایا واہ واہ! میں بہت برا
والی ہوں گا اگر اس کا عمدہ حصہ خود کھا جاؤں اور سری پائے ہڈیاں عوام الناس کو
کھلاؤں۔ اٹھاؤ اس کونڈے کو اور ہمارے پاس دوسرا کھانا لاؤ تو روٹی اور زیت لایا
گیا آپ اپنے ہاتھ سے اس کے ٹکڑے کر کے اس روٹی کو ثرید بنانے لگے پھر
فرمایا تیرا برا ہو اے یرفا اٹھا اس کونڈے کو اور اہل بیت کے پاس ثمغ عہ میں
لے جا۔ کیونکہ میں تین دن سے ان کی طرف نہیں گیا اور میں خیال کرتا ہوں کہ
وہ بھوکے ہیں۔ اس کو ان کے آگے رکھ دینا۔ شرح: الرمادہ کے معنے
ہیں ہلاک، اور اللہ بہتر جانتا ہے اس سے اشارہ کرتے ہیں زمانۂ قحط
کی طرف اور فدر کے معنے ہیں ٹکڑے یہ جمع ہے فدرۃ کی اور یہ گوشت کا
ایک ٹکڑا ہے جب کہ مجتمع ہو اور ثمغ ایک مشہور جائداد کا نام ہے جو
عمر رض کی تھی۔ اور روایت کیا گیا ہے کہ رمادہ کے سال میں جب لوگوں پر
پر بھوک کی شدت ہو گئی اور عمر رض کا عام حال یہ تھا کہ ان کو جو اور زیت
اور کھجوریں موافق مزاج نہیں پڑتی تھیں اور ان کو صرف گھی موافق آتا
تھا تو یہ حلف کر لیا کہ وہ گھی کو سالن کے طور پر استعمال نہ کریں گے جب
تک اس قحط کے بعد مسلمانوں پر کشایش نہ پیدا ہو جاتے تو ان کا یہ حال ہو
گیا کہ وہ جب جو کی روٹی اور کھجور بغیر سالن کے کھاتے تو مجلس میں بیٹھے

عہ قحط رمادہ کے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ سے باہر دور دور تک گشت کرتے تھے اور آٹے کے بورے ہمراہ رکھتے تھے ۱۲ مترجم

عہ ثمغ مدینہ میں حضرت عمر رض کی ایک زمین تھی جس میں کھجور کے باغ تھے۔ وہ آپ نے وقف کر دی تھی ۱۲

خبز الشعیر والتمر بغیر اُدم یُقرقر بطنہ فی المجلس فیضع یدہ علیہ و یقول ان شئت قرقر وان شئت لا تقرقر مالک عندی اُدم حتیٰ یفتح اللّٰہ علے المسلمین و روی ان زوجتہ اشترت لہ سمناً فقال ما ہذا قالت من مالی لیس من نفقتک قال ما انا بذائقہ حتے یحیی الناس۔ المحب الطبری عن ابی ہریرۃ قال خرج عمر عام الرمادۃ فرأی نحوا من عشرین بیتاً من محارب فقال عمر ما اقدمکم قالوا الجہد قال واخرجوا لنا جلد میتۃ مشویا کانوا یأکلونہ ورمۃ العظام یستفونہا و یسفونہا قال فرأیت طرح رداءہ ثم نزل یطبخ لہم ویطعم حتے شبعوا ثم ارسل اسلم الی المدینۃ فجاءہ بالبعرۃ فحملہم علیہا ثم کساہم ثم لم یزل یختلف الیہم والی غیرہم حتے رفع اللّٰہ ذالک۔ المحب الطبری عن ابن عمر قال قدمت رفقۃ من التجار فنزلوا المصلے فقال عمر لعبد الرحمٰن بن عوف ہل لک ان تحرسہم اللیلۃ من السرق فباتا یحرسانہم و یُصلیان ما کتب اللّٰہ لہما فسمع عمر بکاء صبی فتوجہ نحوہ فقال لامہ اتقی

ہوتے ان کے پیٹ میں قراقر ہوتا تو پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھتے اور کہتے کہ چاہے تو قرقراتے چاہے نہ قرقراتے میرے پاس تیرے لئے سالن نہیں ہے جب تک اللہ تعالےٰ مسلمانوں پر کشائش نہ کردے۔ اور روایت کیا گیا کہ ان کی زوجہ نے ان کے لئے گھی خریدا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ میرے مال میں سے ہے آپ کے خرچ میں سے نہیں تو فرمایا کہ میں تو اسے چکھنے والا نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ لوگوں پر بارش نازل فرمائے۔ محب طبری، ابو ہریرہؓ سے، کہ انہوں نے کہا کہ عمرؓ رمادہ کے سال میں اونٹ پر آثار رکھ کر جنگل کی طرف نکلے تو انہوں نے بنی محارب کے تقریباً بیس گھروں کو دیکھا تو عمرؓ نے کہا کہ تم کو یہاں آنے کا کیا باعث پیش آیا۔ انہوں نے کہا کہ جُہد (یعنی کشاکش حیات) ابو ہریرہ نے کہا کہ انہوں نے ہمارے سامنے نکالی مُردار کی کھال بھُونی ہوئی جس کو وہ لوگ کھاتے تھے اور بوسیدہ ہڈیاں جن کو پیس کر آٹا بناتے تھے۔ ابو ہریرہ نے کہا کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنی چادر اُتار ڈالی پھر اُترے اور اُن کے لئے کھانا پکانے لگے اور ان کو کھلانے لگے یہاں تک کہ وہ لوگ شکم سیر ہوگئے پھر مدینہ کی طرف اسلم کو بھیجا وہ ان کے پاس بہت سے اونٹ لیکر آیا تو ان کو ان پر سوار کیا پھر ان کو کپڑے پہنائے پھر برابر اُن کے اور دوسرے لوگوں کے پاس آتے جاتے رہتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس تنگی کو اُٹھا لیا۔ محب طبری ابن عمرؓ سے کہا کہ تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور یہ لوگ (شہر سے باہر) عیدگاہ پر اُترے تو عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ کیا آپ یہ ہمت کریں گے کہ آج رات چوروں سے انکی حفاظت کریں تو دونوں تمام رات جاگ کر ان کا پہرہ دیتے رہے اور دونوں نماز پڑھتے رہے جو اللہ نے ان کے مقدر میں

الله واخشنی الی صبیتک ثم عاد
الی مکانہ فسمع عمر بکاءہ فعاد الی
أمہ وقال لہا مثل ذلک ثم عاد الی
مکانہ فلما کان من آخر اللیل سمع
بکاءہ فاتی أمہ وقال ویحک انی
لأراک أم سوء مالی أری ابنک لا یقرّ
منذ اللیلۃ قالت یا عبد اللہ قد أبرمتنی
منذ اللیلۃ انی أربعہ علی الفطام
فیأبی قال ولم قالت لان عمر لا یفرض
الا للفطیم قال فکم لہ قالت کذا وکذا
شہرا قال لا تعجلیہ فصلی الفجر
وما یستبین الناس ثم غلبہ البکاء
فلما سلم قال یا بؤسا لعمر کم قتل من
اولاد المسلمین ثم امر منادیا ینادی
ان لا تعجلوا صبیانکم علی الفطام وانا
نفرض لکل مولود فی الاسلام وکتب
بذلک الی الآفاق ان یفرض لکل مولود
فی الاسلام. شرح. ابرمتنی اضجرتنی
أربعہ أحبسہ وأمرنہ البؤسا خلاف
النعمی. المحب الطبری عن انس بن
مالک بینا امیر المؤمنین عمر یعس ذات
لیلۃ اذ مر باعرابی جالس بفناء خیمۃ
فجلس الیہ یحدثہ ویسائلہ ویقول لہ اقدمک

لکھی تھی۔ پھر (اس گھومنے پھرنے کے دوران میں) عمرؓ نے ایک بچہ کے رونے کی آواز سنی تو اس طرف گئے، اور اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے بچہ کے ساتھ اچھا سلوک کر، پھر اپنی جگہ واپس آ گئے۔ لیکن پھر اس بچہ کے رونے کی آواز سنی تو پھر اس کی ماں کی طرف لوٹے اور اس سے پہلے کی طرح فرمایا اور پھر اپنی جگہ واپس چلے گئے پھر جب آخر رات کا وقت ہوا تو اس کے رونے کی آواز کو سنا تو پھر اسکی ماں کے پاس پہنچے اور کہا کہ تیرا برا ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ درحقیقت تو بہت بری ماں ہے میں تیرے لڑکے کو دیکھ رہا ہوں آج تمام رات وہ بے قرار رہا ہے اس نے کہا اے اللہ کے بندے تو نے آج رات سے مجھے تنگ کر دیا ہے۔ میں اس کو دودھ چھوڑنے کا عادی بنا رہی ہوں تو یہ مانتا نہیں آپ نے کہا یہ کیوں کر رہی ہے؟ اس نے کہا اس لئے کہ عمر وظیفہ نہیں مقرر کرتا مگر دودھ چھوڑ دینے والے بچے کا۔ آپ نے کہا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا اتنے اور اتنے مہینے کی۔ آپ نے کہا اس کے ساتھ جلدی نہ کر، پھر آپ نے فجر کی نماز پڑھی ایسے وقت کہ لوگ صاف نظر نہ آتے تھے پھر ان پر گریہ طاری ہو گیا تو جب سلام پھیرا تو فرمایا ہائے عمر کی بربادی، مسلمانوں کے بچوں میں سے کتنوں کو اس نے مار ڈالا۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ اعلان کر دے کہ اپنے بچوں کا دودھ چھڑانے میں جلدی نہ کرو اور ہم پیدا ہوتے ہی ہر ایک مسلمان بچے کا وظیفہ مقرر کریں گے اور سب طرف یہ حکم لکھ کر بھیجدیا کہ اسلام میں پیدا ہونے والے ہر ایک بچہ کا وظیفہ مقرر کیا جاتے۔

شرح ابرمتنی یعنی اضجرتنی کہ تو نے مجھے تنگ کر دیا۔ اربعہ یعنی احبسہ امرنہ کہ میں اس کو روک رہی ہوں اور مشق کرا رہی ہوں۔ البؤسا یہ خلاف ہے نعمی کا، یعنی خرابی، برائی۔ محب طبری، مروی ہے انس بن مالک سے کہ ایک رات امیر المؤمنین عمر گشت کرتے ہوئے ایک اعرابی پر گذر ہوا جو کہ اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا تھا تو آپ اس کے پاس جا بیٹھے اور اس سے باتیں کرنے لگے اس سے سوالات کرتے ہے

هٰذه البلاد فينا هو كذلك اذ سمع انيناً من الخيمة فقال من هٰذا الذى اسمع انينه فقال امرٌ ليس من شانك امرأةٌ تمخض فرجع عمر الى منزله وقال يا ام كلثوم شدّى عليك ثيابك و اتبعينى قال ثم انطلق حتى انتهى الى الرجل فقال له هل لك ان تاذن لهٰذه المرأة ان تدخل عليها فتؤنسها فاذن لها فدخلت فلم تلبث ان قالت يا امير المؤمنين بشّر صاحبك بغلام فلما سمع قولها امير المؤمنين وثب من جنبه فجلس بين يديه وجعل يعتذر اليه فقال لا عليك اذا اصبحت فأتنا فلما اصبح اتاه ففرض لابنه فى الذرية واعطاه. ومن ذٰلك خشيته من الله تعالٰى وكونه وقّافاً عند كتاب الله تعالٰى ومعنى وقوف الانسان عند كتاب الله انه اذا هجس فى نفسه داعيةُ غضب او شهوة ثم زُجِرَ بكتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم انزجر وتلاشت الداعية واضمحلّت من ساعته كان لم يكن ويتكرر ذٰلك حتى يكون ملكةً[عہ] راسخةً. البخارى عن ابن عباس قال

تھے کہ ان شہروں کی طرف کس وجہ سے آنا ہوا۔ ابھی ایسی ہی باتیں ہو رہی تھیں کہ خیمہ کے اندر سے کراہنے کی آواز سُنی تو آپ نے کہا یہ کون ہے؟ جس کی کراہ میں سُن رہا ہوں تو اس شخص نے کہا کہ یہ بات آپ کے متوجہ ہونے کے قابل نہیں، پیدائش کا درد ہو رہا ہے تو عمرؓ اپنے مکان پر آئے اور (اپنی زوجہ سے) کہا کہ اے امّ کلثوم اپنے کپڑے بدن پر لپیٹ کر میرے پیچھے پیچھے چلو۔ یہاں تک کہ عمرؓ پھر اس شخص کے پاس پہنچ گئے۔ اس کے بعد اس سے کہا کہ کیا تم اس عورت کو اجازت دیتے ہو کہ یہ اس کے پاس جاکر اس کو اطمینان دلائے۔ تو اس نے اجازت دے دی اور وہ خیمہ میں داخل ہوگئیں اس کے بعد زیادہ دیر نہیں ٹھہریں کہ انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین اپنے ساتھی کو لڑکے کی بشارت دے دیجئے تو جب اس شخص نے ان کا قول "امیر المؤمنین" سنا تو وہ آپ کے پہلو سے کود کر آپ کے سامنے بیٹھا اور آپ سے معذرت شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ جب صبح ہو جائے تو ہمارے پاس آجانا۔ تو جب صبح ہوئی تو وہ آپ کے پاس گیا تو آپ نے اس کے لڑکے کے لئے وظیفہ مقرر کر دیا بچوں کے سلسلہ میں اور اس کو دیدیا۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے اُن کا ڈرنا اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالےٰ کی کتاب کے سامنے ان کا بہت ٹھہر جانے والا ہونا اور کتاب اللہ کے سامنے انسان کے بہت ٹھہرنے کے یہ معنے ہیں کہ جب اُس کے نفس سے کوئی داعیہ غضب یا شہوت کا اُبھرے پھر وہ جھڑکا جائے کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو وہ جُھک جاتے اور وہ داعیہ نابود ہو جاتے اور اسی وقت مضمحل ہو جاتے گویا تھا ہی نہیں اور یہ حال بار بار پیش آئے یہاں تک کہ ملکہ[عہ] راسخہ بن جاتے۔ بخاری، ابن عباس سے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ سے حُر بن قیس بن حصن نے اپنے چچا

عہ چونکہ اس قسم کا داعیہ عوام میں بھی ہو سکتا ہے جو بتکلّف ہوگا تو وہ مقامات سلوک الی اللہ میں شمار نہ ہوگا لیکن جب یہ اس یقین سے منصبغ ہو جائیگا جسکی شرح ابتداء میں فرما چکے ہیں تو مقامات میں داخل ہوگا اور اب یہ ملکہ راسخہ بن جاتے گا۔ اس لفظ سے اسی مفہوم کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

استاذن الحر بن قیس بن حصن لعمہ
عیینۃ بن حصن علی عمر فاذن لہ فلما
دخل قال یا ابن الخطاب واللہ ما تعطینا
الجزل ولا تحکم بیننا بالعدل فغضب عمر
حتی ہم ان یوقع بہ فقال لہ الحر یا امیر المؤمنین
ان اللہ عزوجل قال لنبیہ خذ العفو
وأمر بالعرف واعرض عن الجاہلین وان
ھذا من الجاہلین فواللہ ما جاوزہا عمر
حین قرأہا علیہ وکان وقافاً عند کتاب اللہ۔
الشیخان عن عمر قال سمعنی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وانا اقول وأبی قال ان اللہ
ینہاکم ان تحلفوا بآبائکم قال عمر فما حلفت
بہا ذاکراً ولا آثراً۔ المحب الطبری عن
عبد اللہ بن عباس قال کان للعباس
میزاب علی طریق عمر فلبس عمر ثیابہ
یوم الجمعۃ وقد کان ذبح للعباس فرخان
فلما وافی المیزاب صب ماء بدم الفرخین
فاصاب عمر فامر عمر بقلعہ ثم رجع عمر
فطرح ثیابہ ولبس ثیاباً غیر ثیابہ
ثم جاء فصلی بالناس فاتاہ العباس ثم قال
واللہ انہ للموضع الذی وضعہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر للعباس انا
اعزم علیک لما صعدت علی ظہر حتی

عیینہ بن حصن کے لئے ملاقات کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اسکو
اجازت دیدی۔ توجب وہ داخل ہوا تو بولا کہ اے ابن الخطاب واللہ
نہ تو ہم کو زیادہ مال دیتا ہے اور نہ ہم میں عدل کے ساتھ حکومت کرتا
ہے تو عمرؓ غصہ میں بھر گئے یہاں تک کہ یہ ارادہ کر لیا کہ اس سے بھڑ
جائیں تو ان سے حُر نے کہا کہ اے امیر المؤمنین اللہ عزوجل نے فرمایا
ہے اپنے نبیؐ سے خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ
الْجَاهِلِينَ (عادت کر درگذر کی اور حکم کر نیک کام کرنے کا اور کنارہ کر
جاہلوں سے (۷: ۱۱۹) اور یہ جاہلین میں سے ہے تو خدا کی قسم جب عمر کے
سامنے یہ آیت پڑھی تو اس سے ذرا تجاوز نہ کیا اور وہ کتاب اللہ کے سامنے
بہت ٹھہرنے والے تھے۔ شیخین (بخاری ومسلم) عمرؓ سے کہا مجھے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے وَأَبِيْ کہتے ہوتے سنا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو منع
کرتا ہے اس بات سے کہ تم اپنے آباء کی قسمیں کھاؤ کہا عمر نے کہ پھر میں نے
کبھی اس کے ساتھ قسم نہیں کھائی نہ خود اور نہ (کسی دوسرے سے بطور حکایت
نقل کرتے ہوئے۔ محب طبری، عبید اللہ بن عباس سے، کہا کہ عباس کا
عمرؓ کے راستہ میں ایک پرنالہ گرتا تھا۔ ایک مرتبہ عمرؓ نے جمعہ کے
دن اپنے کپڑے بدلے اس روز عباس کے لئے دو چوزے ذبح کئے گئے تھے
توجب وہ دونوں (تڑپتے ہوئے) پرنالے پر آتے تو دونوں چوزوں
کے خون پر پانی بہایا گیا وہ عمرؓ پر گرا تو عمر نے حکم دیا اس کو اکھاڑ دینے
کا پھر لوٹے اور اپنے کپڑوں کو اتارا اور دوسرے کپڑے پہنے پھر آتے
اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ان کے پاس عباس آتے اور
کہا کہ واللہ یہ وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کو رکھا تھا تو عمرؓ نے عباس سے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں
کہ آپ کسی سواری پر سوار نہ ہوں یہاں تک کہ اس کو اسی جگہ پر رکھ

تضعہ فی الموضع الذی وضعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففعل ذلک العباس. الشیخان عن ابی وائل شقیق بن سلمۃ قال جلست مع شیبۃ علی الکرسی فی الکعبۃ فقال لقد جلس ہذا المجلس عمر فقال لقد ہممت ان لا ادع فیہا صفراء ولا بیضاء الا قسمتہ بین المسلمین فقلت ما انت بفاعل قال لم قلت لم یفعلہ صاحباک قال ہما المرء ان یقتدی بہما وفی روایۃ قال عمر لا اخرج حتی اقسم مال الکعبۃ بین فقراء المسلمین قلت ما انت بفاعل قال ولم قلت لان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای مکانہ و ابوبکر وہما احوج الی المال فلم یخرجاہ فقام کما ہو فخرج. المحب الطبری روی ان عمر خرج لیلۃ ومعہ عبد اللہ بن مسعود فاذا ہو بضوء نار فاتبع الضوء حتی دخل دارا فاذا شیخ جالس وبین یدیہ شراب و قینۃ تغنیہ فلم یشعر حتی ہجم عمر علیہ فقال ما رأیت کاللیلۃ اقبح من شیخ ینتظر اجلہ فرفع الشیخ راسہ وقال بل ما صنعت یا امیر المومنین اقبح انک تجسست وقد نہی اللہ تعالیٰ عن التجسس و انک

دیں جہاں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھا تھا تو عباس نے ایسا کر دیا۔ شیخین (بخاری ومسلم)، ابی وائل شقیق بن سلمہ سے، کہا کہ میں شیبہ کے ساتھ کرسی پر کعبہ میں بیٹھا تھا تو انہوں نے ذکر کیا کہ اس مجلس میں عمرؓ بیٹھے اور فرمایا کہ میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ اس میں نہ زرد چھوڑوں نہ سفید (یعنی سونا اور چاندی) مگر اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دوں، تو میں نے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں گے فرمایا کیوں۔ میں نے کہا اس لئے کہ آپ کے دونوں رفیقوں نے ایسا نہیں کیا۔ فرمایا (بیشک) وہ دونوں ایسے شخص ہیں جن کی اقتداء کی جاتی ہے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ میں نہیں نکلوں گا یہاں تک کہ کعبہ کے مال کو فقراءِ مسلمین پر تقسیم کر دوں میں نے کہا کہ یہ آپ نہیں کریں گے۔ کہا کیوں۔ میں نے کہا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی جگہ کو دیکھا اور ابو بکر نے بھی اور وہ دونوں مال کے زیادہ حاجت مند تھے اور دونوں نے اس کو نہیں نکالا، یہ قائم رہا اپنے حال پر۔ محب طبری، روایت کیا گیا کہ عمرؓ ایک رات نکلے اور ان کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود تھے تو اچانک آگ کی روشنی نظر آئی تو روشنی کا تعاقب کرتے ہوئے ایک گھر میں گھس گئے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بوڑھا بیٹھا ہے اور اس کے سامنے شراب رکھی ہے اور ایک لونڈی اسکو گانا سنا رہی ہے تو اسکو پتہ بھی نہ چلا کہ عمرؓ اس پر جا پہنچے اور فرمایا کہ میں نے آج رات تیرے جیسا کوئی بدترین بڈھا نہیں دیکھا جو موت کا انتظار کر رہا ہو تو بوڑھے نے اپنا سر اٹھایا اور کہا بلکہ جو تو نے کیا اے امیر المؤمنین وہ زیادہ بدتر ہے، بے شک تو نے تجسس کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجسس سے منع کیا ہے اور تو بغیر اجازت گھر میں داخل ہو گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔

وغلت بغیر اذن وقد نہی اللہ تعالیٰ
عن ذٰلک فقال عمر صدقت ثم خرج عاضًا
علی ثوبہ ویقول ثکلت عمر امہ ان لم یغفرلہ
قال وہجر الشیخ مجالس عمر حینًا ثم انہ
جاءہ شبیہ المستخفی فقال لہ اُدن
منی فدنا منہ فقال لہ والذی بعث محمدًا
بالحق ما اخبرت احدًا من الناس بالذی
رأیت منک ولا ابن مسعود وکان معی
فقال الشیخ وانا والذی بعث محمدًا
بالحق ما عدت الیہ الیٰ ان جلست ھذا
المجلس۔ المحب الطبری عن عبد اللہ بن
عامر قال رأیت عمر اخذ تبنۃ من الارض
فقال لیتنی کنت ہذہ التبنۃ لیتنی
لم اخلق لیت امی لم تلدنی لیتنی لم اکن
شیئًا لیتنی کنت نسیًا منسیًا۔ المحب
الطبری عن مجاھد کان عمر یقول لومات
جدی بطف الفرات لخشیت ان یطالب اللہ
بہ عمر شرح الطف اسم موضع بناحیۃ الکوفۃ
فلعلہ المراد واضیف الی الفرات لکونہ
قریبًا منہ۔ المحب الطبری عن عبد اللہ بن عیسیٰ
قال کان فی وجہ عمر خطان اسودان من
البکاء۔ المحب الطبری عن الحسن قال کان
عمر یبکی فی وردہ حتی یخر علی وجہہ و

تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور اپنے کپڑے کو دانتوں میں دباتے ہوئے نکل گئے اور یہ کہہ رہے تھے کہ عمر کو اس کی ماں روئے اگر اس کے رب نے اسکی مغفرت نہ کی۔ اس بوڑھے نے عمرؓ کی مجالس کو ایک زمانہ تک چھوڑے رکھا پھر ان کے پاس شرمندہ لوگوں کی صورت میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس آؤ۔ تو وہ ان کے قریب آگیا تو آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے جو کچھ تیرا حال دیکھا تھا لوگوں میں سے کسی کو بھی اسکی خبر نہیں کی اور نہ ابن مسعود کو حالانکہ وہ میرے ساتھ تھا تو بوڑھے نے کہا اور میں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا پھر اس حال کی طرف نہیں لوٹا یہاں تک کہ اس مجلس میں آکر بیٹھا محب طبری، عبد اللہ بن عامر سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ انہوں نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا پھر کہا کہ کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں پیدا نہ کیا جاتا، کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی، کاش کہ میں کوئی شئے نہ ہوتا کاش کہ میں ایک بھولا بسرا شخص ہوتا۔ محب طبری مجاہد سے، کہ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی بکری کا بچہ طف الفرات میں مرجائے تو میں ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا مطالبہ عمر سے کرے۔ شرح طف ایک موضع کا نام ہے جو کہ کوفہ کے نواح میں سے ہے تو شاید وہی مراد ہو اور اس کی نسبت فرات کی طرف اس کے قریب ہونے کی وجہ سے کی گئی۔ محب طبری، عبد اللہ ابن عیسیٰ سے، کہا کہ عمر کے چہرے پر کثرت گریہ وبکاء سے دو سیاہ خط ہو گئے تھے۔ محب طبری، حسن سے کہا کہ عمرؓ اپنے ورد کے وقت کبھی روتے ہوئے اوندھے منہ گر جایا کرتے تھے اور چند دنوں تک گھر میں ہی رہتے تھے ان کی عیادت کی جاتی تھی۔ محب طبری

يبقے فے بيته اياما يُعاد. المحب الطبري
عن ابي جعفر قال بينما عمر يمشي في طريق
من طرق المدينة اذ لقيه عليٌّ ومعه
الحسنُ والحسين رضے الله عنهم فسلّم
عليه عليٌّ واخذ بيده فاكتنفاهما الحسنُ
والحسينُ وعن يمينهما وشمالهما قال
فعَرض له من البكاء ما كان يَعرِضُ له
فقال له عليٌّ ما يُبكيك يا امير المؤمنين قال
عمر ومن اَحقُّ منے بالبكاء يا عليُّ و
قد وُلّيتُ امر هذه الامة اَحكُم فيها و
لا اَدري اَمُسيءٌ انا ام محسن فقال
له عليٌّ والله انك لتعدل في كذا و
تعدل في كذا قال فما منعه ذلك من
البكاء ثم تكلّم الحسنُ بما شاء الله فذكر
من وُلايته وعدله فلم يمنعه ذلك فتكلّم
الحسينُ بمثل كلام الحسن فانقطع بكاءه
عند انقطاع كلام الحسين فقال اتشهدان
بذالك يا ابنَيْ اخي فسكتا فنظرا الى
ابيهما فقال عليٌّ اشهدا وانا معكما شهيدٌ.
المحب الطبري عن عبيد بن عمير قال بينما
عمر بن الخطاب يمرّ في الطريق فاذا هو
برجل يكلّم امرأةً فعلاه بالدرة فقال
يا امير المؤمنين انما هي امرأتي فقام عمر

ابو جعفر سے کہا کہ اس دوران میں کہ عمر مدینہ کے کوچوں میں سے ایک
کوچہ میں پیدل جارہے تھے کہ ان سے علی مل گئے اور ان کے ساتھ
حسن اور حسین تھے رضی اللہ عنہم تو ان کو علی رضؓ نے سلام کیا
اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور ان کے پہلو میں دائیں اور بائیں حسن اور
حسین کھڑے ہوگئے۔ کہا کہ پھر ان پر گریہ طاری ہوگیا جو پیش آتا رہتا
تھا تو ان سے علی رضؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا بات آپ کو رُلا
رہی ہے تو عمر رضؓ نے کہا کہ رونا مجھ سے زیادہ سزاوار کس کو ہے
اے علی جبکہ حال یہ ہے کہ میں امور امت پر والی بنا دیا گیا ہوں
میں ان میں حکم کرتا ہوں اور نہیں جانتا کہ میں (عند اللہ) بدکردار
ہوں یا نیک کردار تو ان سے علی رضؓ نے کہا کہ واللہ آپ عدل
کر رہے ہیں فلاں امر میں اور عدل کر رہے ہیں فلاں امر میں۔ کہا
کہ یہ گفتگو ان کے گریہ کو نہ روک سکی۔ پھر حسنؓ نے کلام کیا جو کچھ
اللہ نے چاہا انہوں نے بھی ان کی ولایت اور ان کے عدل کا
ذکر کیا تو ان کا کلام۔ بھی اُن کے رونے کو نہ روک سکا۔ پھر حسینؓ
نے اسی طرح کا کلام کیا جیسا حسنؓ نے کیا تھا تو ان کا گریہ بند ہوگیا
حسین رضؓ کا کلام منقطع ہونے کے بعد۔ پھر فرمایا کہ کیا تم دونوں اے
میرے بھتیجو اس بات کی شہادت دیتے ہو؟ تو ان دونوں نے
چپ ہوکر اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ شہادت
دو اور میں بھی تمہارے ساتھ شہادت دینے والا ہوں۔
محب طبری، عُبَید بن عمیر رضؓ سے، کہا کہ اس دوران میں کہ عمر بن الخطابؓ
راستہ میں چلے جارہے تھے کہ ان کی نظر ایک مرد پر پڑی جو ایک
عورت سے بات کر رہا تھا تو انہوں نے اس کے دُرّہ مارا۔ اس نے
کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ تو میری بیوی ہے۔ تو عمر رضؓ رک گئے۔ پھر

انطلق فلقي عبد الرحمن بن عوف فذكر
ذلك له فقال له يا امير المومنين انما انت
مؤدب وليس عليك شيئ وان شئت
حدثتك بحديث سمعته من رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول اذا كان يوم القيمة
نادى منادى الا لا يرفعن احد من هذه
الامة كتابه قبل ابى بكر وعمر وفى رواية
فقال له فلم تقف مع زوجتك فى الطريق
تعرضان للمسلمين الى غيبتكما فقال
يا امير المومنين الآن قد دخلنا المدينة
ونحن نتشاور اين ننزل فدفع اليه الدرة
وقال له اقتص منى يا عبد الله فقال هى لك
يا امير المومنين فقال خذ واقتص منى فقال
بعد ثلث هى لله قال الله لك فيها.
المحب الطبرى عن عمر وقد كلمه عبد الرحمن
باشارة عثمان وطلحة والزبير وسعد فى هيبته
وشدته فان ذلك ربما يمنع طالب الحاجة
من حاجته فقال والله لقد لنت للناس
حتى خشيت الله فى اللين واشتددت
حتى خشيت الله فى الشدة فاين المخرج و
قام يجر رداءه وهو يبكى وروى عنه انه قرأ
اذا الشمس كورت حتى بلغ واذا الصحف نشرت
فخر مغشيا عليه وبقى اياما يعاد. ابو عمر

چلے تو ملاقات ہوگئی عبد الرحمن بن عوف سے ۔ تو ان سے اس قصہ
کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ تو
مؤدِّب ہیں (یعنی معلمِ ادب) اور آپ کے اوپر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور
اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک حدیث سُنادوں جس کو میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا۔ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جب قیامت کا
دن ہوگا تو ایک منادی اعلان کرے گا کہ آگاہ رہو کہ کوئی اس امت
میں سے اپنے نامۂ اعمال کو اونچا نہ کرے ابو بکرؓ اور عمرؓ سے پہلے۔
اور ایک روایت میں یہ ہے کہ پھر عمرؓ نے اس مرد سے کہا کہ پھر تو راستہ
میں اپنی بیوی کے ساتھ کیوں کھڑا ہوتا ہے کہ تم دونوں مسلمانوں کو اپنی
غیبت کا موقع دے رہے ہو۔ تو اس نے کہا اے امیر المومنین ہم دونوں مدینہ
میں ابھی داخل ہوئے ہیں اور ہم یہ مشورہ کر رہے ہیں کہ کہاں اُتریں۔ تو عمرؓ نے
اس کو اپنا درہ دیا اور اس سے کہا کہ مجھ سے قصاص لے لے اللہ کے بندے
تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ آپ کا (حق) ہے۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ یہ
درہ پکڑ اور مجھ سے قصاص لے۔ پھر اس نے تین مرتبہ کے بعد کہا کہ یہ اللہ
کے لئے (معاف) ہے تو کہا کہ اللہ تجھے اس میں (اجر دے) محب طبری
عمرؓ سے راوی ہے کہ اُن سے عثمانؓ اور طلحہؓ و زبیرؓ و سعدؓ کے اشارے سے
عبد الرحمنؓ بن عوف نے لوگوں پر اُن کا خوف طاری ہونے اور اُن کی سختی کے
متعلق گفتگو کی تھی کہ یہ بات بسا اوقات ایک حاجت مند کو اپنی حاجت کے اظہار
سے روک دیتی ہے تو انہوں نے فرمایا کہ واللہ میں نے لوگوں کے ساتھ نرمی شروع کر دی تھی
یہاں تک کہ میں اس نرمی کی وجہ سے خدا سے ڈرنے لگا اور میں نے سختی کی یہاں تک کہ
اس سختی کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہوں تو اب نکلنے کی کونسی راہ ہے اور اپنی چادر
کھینچتے ہوئے کھڑے ہوتے اور رو رہے تھے۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے

رُوِّينا عن عمر انه قال حين احتضر ورأسه
في حجر ابنه عبد الله ؎ ظلومٌ لنفسي غير اني
مسلمٌ ۞ اُصلّي الصلوة كلها واصوم ۞ الغزالي
مرّ عمر يومًا بدار انسان وهو يصلي ويقرأ
سورة الطور فوقف يستمع فلما بلغ قوله
إنّ عذاب ربك لواقعٌ نزل عن حماره
واستند الى حائط فمكث زمانًا ورجع الى
منزله ومرض شهرًا يعودونه الناس و
لا يدرون ما مرضه. ومن ذلك محاسبته
مع نفسه وانتصافه من نفسه وتواضعه
للمؤمنين وقبول النصح منهم والاعتراف على
نفسه مما يدل قطعًا على ان سَورة نفسه
منكسرةٌ بنور اليقين. مالك عن اسحٰق بن
عبد الله بن ابي طلحة عن انس بن مالك
قال سمعتُ عمر بن الخطاب وخرجتُ معه
حتّٰى دخل حائطًا فسمعتُ وبيني وبينه جدار
وهو في جوف الحائط عمر بن الخطاب
امير المؤمنين بخٍ بخٍ والله لتتقين الله
يا ابن الخطاب او ليعذبنك. المحب الطبري
روى ان عمر كان يقول ما صنعتُ اليومَ
صنعتُ كذا وصنعتُ كذا ثم يضرب ظهره
بالدرة. المحب الطبري روى ان عمر كان اذا قيل
له اتق الله فرحَ وشكرَ قائله وكان يقول

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ پڑھی یہاں تک کہ وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ پر پہنچے تو بیہوش
ہو کر گر پڑے اور بہت روز تک اس حال میں رہے کہ انکی عیادت کی جاتی رہی۔ ابو عمرؒ،
ہم کو عمرؓ کے بارے میں یہ روایت پہنچی کہ جب موت کا وقت آیا اور ان کا سر اُن کے بیٹے
عبداللہ کی گود میں تھا تو انہوں نے کہا ؎ ظَلُومٌ لِنَفْسِي الخ یعنی میں اپنے نفس پر بہت
ظلم کرنیوالا ہوں (اور مجھ میں کوئی خوبی نہیں) بجز اس کے کہ میں مسلم ہوں سب نمازیں
پڑھتا اور روزے رکھتا ہوں۔ غزالیؒ، ایک دن عمرؓ کا ایک شخص کے مکان سے گذر ہوا
وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورۂ طور کی قرأت کر رہا تھا تو کھڑے ہو گئے اور غور سے سُننے
لگے پھر جب وہ اس قول پر پہنچا إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ تو اپنے گدھے سے اُتر گئے
اور دیوار کے سہارے سے دیر تک کھڑے رہے پھر اپنے مکان پر واپس ہوتے اور ایک
مہینہ بیمار رہے۔ لوگ انکی مزاج پرسی کے لئے آتے تھے مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ ان کو
کیا بیماری ہے۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا محاسبہ اپنے نفس سے، اور
مومنین کے لئے ان کا متواضع ہونا اور اُن سے نصیحت کا قبول کرنا اور ان کا اپنے
نفس پر (لغزش کا) اعتراف کرنا۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جو قطعی طور سے اس
بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ان کے نفس کا جوش نورِ یقین سے ٹوٹ چکا تھا۔
مالکؒ، اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے، وہ انس بن مالک سے، کہا کہ میں
نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا اور میں ان کے ساتھ باہر نکلا تھا یہانتک کہ
وہ ایک پکے باغ میں داخل ہوئے تو میں نے اس حال میں سنا کہ میرے
اور ان کے بیچ میں دیوار تھی اور وہ باغ کے اندر تھے (کہہ رہے تھے)
عمرؓ بن الخطاب امیر المومنین بن گیا واہ واہ، واللہ اے خطاب کے بیٹے تجھے
اللہ سے ڈرتے رہنا ہوگا ورنہ وہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔ محب طبریؒ،
مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے (یعنی اپنے سے) کہ میں نے آج
کیا کیا، میں نے ایسا کیا اور میں نے ایسا کیا پھر اپنی کمر میں دِرّہ مارتے۔ محب طبریؒ،
مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب سے جب کہا جاتا کہ اللہ سے ڈر، تو خوش ہوا کرتے

رحم اللہ امرأً اہدیٰ الینا عیوبنا۔ وعن طارق ابن شہاب قال قدم عمر بن الخطاب الشام فلقیہ الجنود وعلیہ ازارٌ وخفّان وعمامۃٌ وہو آخذٌ برأس راحلتہ یخوض الماءَ قد خلع خفیّہ وجعلہما تحت ابطہ قالوا لہ یا امیر المؤمنین الآنَ یلقاکَ الجنود وبطارقۃ الشام وانت علی ہٰذہ الحال قال عمر انّا قومٌ اعزّنا اللہ بالاسلام فلا نلتمس العزّ من غیرہ۔ وعن عبد اللہ بن عمر انّ عمر حمل قربۃً علیٰ عاتقہ فقال لہ اصحابہ یا امیر المؤمنین ما حملک علیٰ ھٰذا قال انّ نفسی اعجبتنی فاردتُّ ان اُذلّہا۔ وعن زید بن ثابت قال رأیتُ علیٰ عمر مرقّعۃً فیہا سبعۃَ عشر رقعۃً فانصرفتُ بیتی باکیاً ثم عُدتُّ فی طریقی فاذا عمر وعلیٰ عاتقہ قربۃٌ ماءٍ وہو یتخلل الناس فقلتُ یا امیر المؤمنین فقال لی لا تتکلّم واقول لکَ فسرتُ معہ حتےٰ صبّہا فی بیت عجوزٍ وعُدنا الیٰ منزلہ فقلتُ لہ فی ذٰلک فقال انہ حضرنی بعد مضیک رسولُ الروم ورسول الفارس فقالوا بلّٰہِ درّکَ یا عمر قد اجتمع الناس علیٰ عِلمک وفضلِک وعدلک فلما خرجوا من عندی تداخلنی ما یتداخلُ البشر

اور ایسا کہنے والے کے شکر گذار ہوتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے جو ہمارے پاس ہمارے عیوب پہنچا دے۔ اور مروی ہے طارق بن شہاب سے' کہا کہ عمرؓ بن الخطاب شام میں پہنچے تو ان سے لشکروں کے امرا نے ملاقات کی اور وہ اس حال میں تھے کہ ان کے بدن پر ایک لنگی تھی اور دو موزے اور ایک عمامہ تھا اور وہ اپنی سواری کی نکیل لئے ہوئے پانی میں گھسے ہوتے تھے اور دونوں موزے نکال کر بغل میں دبا رکھے تھے اُنہوں نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین ابھی آپ سے لشکر اور شام کے سردار ملنے والے ہیں اور آپ اس حال میں ہیں تو عمرؓ نے کہا کہ ہم ایسی قوم ہیں کہ اللہ نے ہم کو اسلام سے عزت دی ہے تو ہم دوسری چیزوں سے عزت کی تلاش نہیں کریں گے۔ اور مروی ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ عمرؓ نے ایک مشکیزہ اپنے کندھے پر رکھا تو ان کے اصحاب نے اُن سے کہا کہ اے امیر المومنین کس بات نے ایسا کرنے پر آپ کو ابھارا؟ فرمایا کہ میرے نفس نے مجھے عُجب میں ڈالا میں نے ارادہ کیا کہ اس کو ذلیل کروں اور مروی ہے زید بن ثابت سے کہ میں نے عمرؓ کے بدن پر ایک مرقعہ (پیوندوں والی عبا) دیکھا جس پر سترہ پیوند تھے تو میں اپنے گھر روتا ہوا واپس ہوا۔ پھر لوٹ کر میں اپنے راستہ پر آیا تو دیکھتا ہوں کہ عمرؓ بن الخطاب ہیں اور ان کے کندھے پر مشکیزہ ہے اور وہ لوگوں کے درمیان میں ہیں۔ تو میں نے کہا اے امیر المؤمنین تو مجھ سے کہا کہ بولو مت میں تمہیں بتا دوں گا تو میں ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ وہ مشک انہوں نے ایک بڑھیا کے گھر میں ڈالی اور ہم دونوں ان کے مکان پر واپس آگئے پھر میں نے اس کے بارے میں گفتگو کی تو فرمایا کہ تمہارے جانے کے بعد میرے پاس روم کے ایلچی اور فارس کے ایلچی آئے تھے تو لوگوں نے کہا اے عمر اللہ نے تجھے ایسا معزز کر دیا کہ تیرے علم وفضل اور عدل پر لوگ متفق ہو گئے۔ تو جب لوگ میرے پاس سے نکلے تو میرے دل میں وہ بات گھسنے لگی جو انسان کے دل

فقمتُ ففعلتُ بنفسی ما فعلتُ۔ وعن محمد بن عمر المخزومی عن ابیہ قال نادی عمر بالصلوٰۃ جامعۃً فلما اجتمع الناس وکثروا صعد المنبر وحمد اللہ واثنی علیہ بما ہو اہلہ وصلّٰی علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ایّھا الناس لقد رأیتُنی ارعیٰ علیٰ خالاتٍ لی من بنی مخزوم فیقبضن لی القبضۃ من التمر والزبیب فاظلّ یومی وایّ یوم ثم نزل قال عبد الرحمٰن بن عوف یا امیر المومنین مازدتَ علی ان قمئتَ نفسکَ یعنی عِبتَ قال ویحک یا ابنَ عوف انی خلوت بنفسی فحدثتنی قالت انتَ امیرُ المومنین فمن ذا افضلُ منک فاردتُ ان اُعرّفہا نفسہا۔ وروی عنہ انہ قال فی انصرافہ من حجّتہ التی لم یحج بعدہا الحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللہ یُعطی من یشآء مایشآء لقد کنتُ بہذا الوادی یعنی ضجنان ارعیٰ ابلاً للخطّاب وکان فظًّا غلیظًا یُتعبنی اذا عملتُ ویضربنی اذا قصّرتُ وقد اصبحتُ وامسیتُ ولیس دون اللّٰہ احدٌ اخشاہ۔ وروی انہ قال یومًا علی المنبر یا معاشر المسلمین ماذا تقولون لو ملتُ برأسی الی الدنیا کذا ومیّل رأسہ

میں آگھستی ہے (یعنی عجُب) تو میں اُٹھا اور میں نے اپنے نفس کے ساتھ جو کرنا تھا وہ کیا۔ اور مروی ہے محمد بن عمر مخزومی سے، وہ اپنے باپ سے، کہا کہ عمرؓ نے ندا کی کہ نماز تیار ہے، جب لوگ جمع ہوئے اور بہت ہو گئے تو منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کی ان صفات کے ساتھ جن کا وہ اہل ہے اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر کہا اے لوگو میں نے اپنے کو دیکھا ہے (یعنی مجھ پر یہ حال گذرا ہے)، کہ میں اپنی خالاؤں کی جو بنی تمیم میں سے تھیں بکریاں چرایا کرتا تھا تو وہ ایک مٹھی کھجور اور کشمش مجھے دے دیتی تھیں تو میں اسی میں اپنا دن بسر کرتا تھا اور وہ کیا زمانہ تھا۔ پھر منبر سے اُترے تو عبد الرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ نے اس سے کچھ زیادہ نہ کیا کہ اپنے نفس کی تذلیل کی یعنی اس پر عیب لگایا فرمایا کہ تم پر تعجّب ہے اے ابن عوف، میں نے اپنے نفس سے خلوت کی تو اس نے مجھ سے گفتگو کی۔ کہا کہ تو امیر المومنین ہے تو کون ہے جو تجھ سے افضل ہے تو میں نے ارادہ کیا کہ اس کو شناخت کرادوں اسکی اپنی ذات کی۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے اس حج سے لوٹتے وقت کہا جس کے بعد کوئی حج نہیں کیا کہ ہر تعریف اللہ کے لئے ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں جس کو چاہتا ہے جو کچھ چاہتا ہے دیتا ہے واللہ میں اس وادی یعنی ضجنان میں خطّاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور وہ سخت مزاج تند خو تھے جب میں ان کا کام کرتا تو مجھے تکلیف پہنچاتے تھے اور جب کام میں کمی کرتا تو مجھے مارتے تھے، اور اب ایسی صبح و شام گزر رہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک دن منبر پر کہا اے مسلمانوں کے گروہو تم کیا کروگے اگر میں اپنا سر دنیا کی طرف جھکاؤں اس طرح اور اپنے سر کو جھکایا۔ تو ان کے سامنے

فقام الیہ رجل فاستل سیفہ و قال اجل کنا نقول بالسیف کذا و اشار الیٰ قطعہ فقال ایای تعنی بقولک قال نعم ایاک اعنی بقولی فنہرہ عمر ثلثا وہو ینہرہ عمر فقال عمر رحمک اللہ الحمد للہ الذی جعل فی رعیتی من اذا تعوجت قومنی۔ وعن محمد بن الزبیر عن الشیخ التفت ترقوتاہ من الکبر تخبرہ عن عمر استفتی فی مسئلۃ فقال اتبعونی حتی انتہیٰ الیٰ علی ابن ابی طالب فقال مرحبا یا امیر المؤمنین فذکر المسئلۃ فقال الا ارسلت الیّ فقال انا احق باتیانک۔ وروی ان عمر جاءہ برد من الیمن وکان من جید ما حمل الیہ فلم یدر لمن یعطیہ من الصحابۃ ان اعطاہ احدا غضب الآخر ورأی ان قد فضلہ علیہ فقال عند ذلک دلونی علی فتی من قریش نشأ نشاۃ حسنۃ فسموا لہ المسور ابن مخرمۃ فدفع الرداء الیہ فنظر الیہ سعد فقال ما ہذہ الرداء قال کسانیہ امیر المؤمنین فجاءہ معہ الی عمر فقال تکسونی ہذا الرداء وتکسو ابن اخی مسورا افضل منہ فقال لہ یا ابا اسحاق انی کرہت ان اعطیہ رجلا کبیرا فیغضب اصحابہ فاعطیتہ من نشأ

ایک شخص کھڑا ہوا اور اپنی تلوار کھینچ کر بولا کہ ہاں پھر ہم اپنی تلوار سے اس طرح کریں گے، اور اشارہ کیا گردن کاٹنے کا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کیا تو اپنے قول سے مجھے ہی مراد لے رہا ہے؟ اس لئے کہا کہ ہاں میں اپنے قول سے آپ ہی کو مراد لے رہا ہوں تو اس کو عمرؓ نے تین مرتبہ جھڑکا اور وہ بھی عمرؓ کو جھڑکتا رہا۔ پھر عمرؓ نے (اس کا امتحان لینے کے بعد) فرمایا اللہ تجھ پر رحمت کرے، اللہ کا شکر ہے کہ جس نے میری رعیت میں ایسے شخص کو رکھا کہ اگر میں ٹیڑھا ہو جاؤں تو وہ مجھے سیدھا کر دے۔ اور محمد بن الزبیر سے مروی ہے اور وہ ایک ایسے بوڑھے سے روایت کرتے تھے جس کی ہنسلیاں بڑھاپے سے نیچے جھکی ہوئی تھیں وہ خبر دے رہا تھا کہ عمر سے ایک مسئلہ میں لوگوں نے فتویٰ پوچھا تو عمرؓ نے کہا کہ میرے پیچھے چلو یہاں تک کہ پہنچے علیؓ بن ابی طالب کے پاس تو انھوں نے کہا مرحبا اے امیر المومنین، پھر مسئلہ کا ذکر کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلا لیا تو فرمایا کہ آپ کے پاس آنے کا حق میرا ہی ہے۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ کے پاس یمن سے ایک چادر آئی اور وہ اس سب مال سے عمدہ تھی جو اُن کے پاس بھیجا گیا تھا تو یہ نہ سمجھے کہ صحابہ میں سے یہ کس کو دوں اگر ایک کو دیں تو دوسرے کو رنج ہوگا اور وہ یہ خیال کرے گا کہ انھوں نے اُس کو مجھ پر فضیلت دی تو آپ نے اس موقع پر کہا کہ اے لوگو! مجھے قریش کے کسی ایسے جوان کو بتاؤ جس کا اُٹھان بہت اچھا ہو تو لوگوں نے اُن کے سامنے مِسوَرؓ بن مخرمہ کا نام لیا تو وہ چادر اس کو دے دی، پھر اسکی طرف سعد نے دیکھا اور کہا کہ یہ چادر کیسے آئی اس نے کہا کہ مجھے امیر المومنین نے اُڑھائی ہے تو اس کے ساتھ عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ تو مجھے یہ چادر اڑھاتا ہے اور میرے بھتیجے مِسوَرؓ کو اس سے عمدہ اڑھاتا ہے تو آپ نے سعد سے کہا کہ اے ابو اسحاق میں نے اسکو مکروہ خیال کیا کہ میں یہ کسی بڑے آدمی کو دوں پھر اس کے ہمسر ناراض ہوں تو میں نے یہ ایک جوان کو دے دی جس کا اٹھان بہت اچھا ہے۔ یہ وہم نہ کیا جائے کہ میں اسکو تم پر فضیلت دے رہا ہوں۔ تو سعد نے کہا کہ تو میں

ثناۃ حسنۃ لا یتوھمُ انی اُفضلہ علیکم قال سعدؓ فانی قد حلفت لاضربنّ بالرّداء الذی اعطیتنی رأسک فخضع لہ عمر رأسہ فقال لہ یا باسحاق ولیُرفِق الشیخ بالشیخ وعن اُسَید بن جابر قال کان عمر بن الخطاب اذا اَتیٰ علیہ امداد اہل الیمن یسأ لہم اَفیکم اُویس بن عامر حتیٰ اَتیٰ علےٰ اُویس بن عامر فقال انت اویس بن عامر قال نعم قال من مراد ثم من قرن قال نعم قال فکان بک بَرَصٌ فبَرأتَ منہ الّا موضع درہم قال نعم قال الکَ والدۃٌ قال نعم قال سمعتُ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یقول یأتی علیک اویس بن عامر مع امداد اہل الیمن من مراد ثم من قرنٍ کان بہ برصٌ فبَرأ منہ الّا موضع درہم لہ والدۃٌ ہو لہا برٌّ لو اقسم علے اللّٰہ لَاَبَرّہ فان استطعتَ ان یستغفر لک فافعل فاستغفر لی فاستغفر لہ فقال لہ عمر این تُریدُ قال الکوفۃَ قال الا اکتبُ لک عاملہا قال اکُون فی غُبرات الناس احبّ الیّ قال فلما کان من العام المُقبل حج رجلٌ من اشرافہم فوافق عمر فسألہ عن اُویس فقال ترکتُہ رثّ البیئۃ قلیل المتاع قال سمعتُ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وذکر الحدیثَ ثم قال فان استطعت اَن یستغفر لک فافعل فاتی اویسًا فقال استَغفِر لی فقال انت اَحدَثُ

نے حلف کر لیا ہے کہ میں اس چادر کو جو تو نے مجھے دی ہے ضرور تیرے سر پر ماروں گا تو عمرؓ نے سعد کے سامنے سر جھکا دیا اور ان سے کہا کہ اے ابو اسحٰق بوڑھے کو بوڑھے سے نرمی کرنا چاہیئے۔ اور اُسید بن جابر سے مروی ہے کہا کہ جب عمر بن الخطاب کے پاس یمن والوں کی کمک کی فوج آتی تو وہ اُن سے پوچھتے کہ کیا تم میں اُویس بن عامر ہے؟ یہاں تک کہ اُویس بن عامر ان سے ملے۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا اُویس بن عامر تم ہی ہو؟ کہا کہ ہاں! پوچھا کہ (قبیلہ) مراد پھر قرن میں سے؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کیا تم کو برص ہو گیا تھا پھر تم اس سے صحتیاب ہو گئے مگر بقدر درہم جگہ باقی رہ گئی؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کیا تمھاری والدہ زندہ ہیں؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ تیرے پاس اُویس بن عامر آئے گا اہل یمن کی کمک کی فوج کے ساتھ جو قبیلہ مراد پھر قرن میں کا ہو گا، اس کو برص ہو گیا ہو گا پھر وہ اچھا ہو گیا ہو گا بجز درہم کی برابر جگہ کے، اس کی والدہ زندہ ہو گی اور وہ اس کا خدمت گذار ہو گا۔ وہ اگر اللہ پر قسم کھالے تو اللہ اسکی قسم پوری کر دے۔ تو اگر تو اس سے اپنے لئے دعائے مغفرت کرا سکے تو کرا لینا۔ تو تم میرے لئے دعائے مغفرت کرو۔ تو اُویس نے ان کے لئے دعاء مغفرت کی۔ پھر ان سے عمرؓ نے کہا کہ اب کہاں کا ارادہ ہے کہا کوفہ کا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا میں تمھارے بارے میں وہاں کے عامل کو نہ لکھدوں۔ کہا کہ میں لوگوں کے عقب میں (پیچھے) رہوں یہ مجھے زیادہ پسند ہے (راوی نے) کہا کہ جب اگلا سال آیا تو ان کے اشراف میں سے ایک شخص حج کے لئے آیا پھر وہ عمرؓ سے ملا تو انہوں نے اس سے اُویس کے بارے میں دریافت کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں نے اُس کو خستہ ہیئت میں چھوڑا اس کے پاس سامان بہت کم تھا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا اور پوری حدیث بیان کی پھر فرمایا کہ اگر تم اس سے دعاء مغفرت کرا سکو تو کرا لینا۔ پھر وہ شخص اُویس کے پاس پہنچا اور کہا کہ میرے لئے دعاء مغفرت کیجئے تو کہا کہ تو (دعا کی) صلاحیت والے سفر سے نیا آیا ہوا ہے (میں تیرے لئے کیا دعاء کروں) اس نے

عہد بسفر صالح قال استغفرلی قال انت احدث عہد بسفر صالح قال فاستغفرلی قال لقیت عمر قال نعم فاستغفرلہ ففطن لہ الناس فانطلق علے وجہہ ابوعمر خرج عمر من المسجد معہ الجارود فاذا بامرأۃ برزۃ علی الطریق فسلم علیہا عمر فردت علیہ السلام فقالت ہیہا یاعمر عہدتک وانت تسمی عمیرا فی السوق عکاظ فلم یذہب الایام واللیالی حتی سمیت عمر ثم لم تذہب الایام حتی سمیت امیرالمؤمنین فاتق اللہ فی الرعیۃ واعلم انہ من خاف الوعید قرب علیہ البعید ومن خاف الموت خشی الفوت فقال الجارود قد اکثرت ایتہا المرأۃ علے امیرالمؤمنین فقال عمر دعہا اما تعرفہا ھذہ خولۃ بنت حکیم التی سمع اللہ قولہا من فوق سبع سموات فعمر واللہ تعالیٰ احق ان یسمع لہا۔ المحب الطبری عن زید الایامی قال کتب ابوعبیدۃ ابن الجراح و معاذ بن جبل الی عمر بن الخطاب اَمَّا بعد فانا عہدناک وشان نفسک لک مہم فاصبحت الیوم وقد ولیت امر ھذہ الامۃ احمرہا واسودہا یجلس بین یدیک الشریف والوضیع والصدیق والعدو ولکل حصتہ من العدل فانظر کیف انت عند ذالک یاعمر وانا نحذرک ماحذرت الامم قبلک نحذرک یوما تعنو فیہ الوجوہ وتوجل فیہ القلوب وتنقطع

کہا کہ آپ میرے لئے دعاء مغفرت کر دیجئے تو (پھر وہی) کہا کہ تو صالح سفر سے قریب زمانہ کا آیا ہوا ہے اس نے کہا آپ مغفرت کی دعا کریں کہا کہ کیا تو عمرؓ سے ملا ہے اس نے کہا کہ ہاں تو اس کے لئے دعاء مغفرت کر دی اس کے بعد لوگ ان کو سمجھ گئے تو وہ روپوش ہو گئے۔ ابوعمر، عمرؓ مسجد سے نکلے اور ان کے ساتھ جارود تھے تو ایک بڑی عمر کی پردہ نہ کرنے والی عورت راستہ میں اچانک سامنے آگئی عمرؓ نے اس کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ پھر بولی ہوں! اے عمر مجھے تیرا وہ زمانہ یاد ہے جب بازار عکاظ میں تجھے عمیر کہا جاتا تھا۔ پھر زیادہ دن اور رات نہ گذرے کہ تیرا نام عمر لیا جانے لگا پھر زیادہ ایام نہیں گذرے کہ تجھے امیرالمومنین کہا جانے لگا تو رعیت کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہنا اور جان لے کہ جس نے (خدا کی) وعید سے خوف کھایا اس پر بعید قریب ہو جائے گا (یعنی برسوں کا کام دنوں میں ہو جائے گا) اور جو موت سے ڈرے گا وہ (کام کے) فوت ہونے سے ڈرے گا تو جارود نے کہا کہ اے عورت تو امیرالمومنین سے (خطاب میں) بہت آگے بڑھ گئی تو عمرؓ نے کہا کہ اسے چھوڑ دو تم اس کو نہیں پہچانتے ہو یہ خولہ بنت حکیم ہے جس کے قول کو اللہ نے سات آسمانوں کے اوپر سے سُنا تو عمرؓ واللہ اس کا زیادہ سزاوار ہے کہ اسکی بات کو بغور سُنے۔ محب طبری، زید الایامی سے کہا کہ ابوعبیدہؓ بن الجراح اور معاذ بن جبل نے عمرؓ بن الخطاب کو یہ خط لکھا:۔

اَمَّا بعد حقیقت یہ ہے کہ ہم نے آپ سے عہد کیا ہے اور آپ کے نفس کی شان آپ کے لئے بڑی اہمیت رکھنے والی ہے آج آپ والی بنائے گئے ہیں اس امت کے سرخ رنگ والے اور سیاہ رنگ والے سب کے امور پر آپکے سامنے سب ہی بیٹھیں گے شریف بھی اور کم رتبہ بھی، دوست بھی اور دشمن بھی اور عدل میں ہر ایک کا حصہ ہے تو اے عمر اس پر نظر رکھو کہ اس وقت تمہاری کیا کیفیت رہتی ہے اور ہم تم کو اس چیز سے ڈراتے ہیں جس سے آپ سے پہلے بہت امتیں ڈرائی گئیں اور ہم تم کو اس دن سے ڈراتے ہیں جس دن چہرے جھک جائیں گے اور جس دن قلوب خوفزدہ ہونگے اور جس دن حجتیں منقطع ہو

فيه الحج لعزة ملك قاهر هم له داخرون
ينتظرون قضاءه ويخشون عقابه وانه كان
يذكر لنا انه سيأتي على الناس زمان يكونون
اخوان العلانية فيه اعداء السريرة وانا
نعوذ بالله عزوجل ان ينزل كتابنا منك
سوى المنزل الذي نزل من قلوبنا وانما
كتبنا بالذي كتبنا به اليك نصيحةً لك
والسلام فكتب اليهما عمر اما بعد فانه
قد اتاني كتابكما تذكران انكما عهدتماني و
شأن نفسي اليَّ مهمٌّ وما يدريكما وكتبتما الي
اني وليت امر هذه الامة احمرها واسودها
يجلس بين يدي الشريف والوضيع و
العدو والصديق ولكلٍّ حصته من العدل فانه
لا حول ولا قوة عند عمر الا بالله عزوجل
وكتبتما تحذرانی ما حذرت الامم من
قبلي وانما هو اختلاف الليل والنهار وآجال
الناس يبليان كل جديد ويقربان كل
بعيد ويأتيان بكل موعود حتى يصير الناس
الى منازلهم من الجنة والنار فيجزي
الله كل نفس ما كسبت ان الله سريع الحساب
وكتبتما انه كان يذكر لكما سيأتي
على الناس زمان يكونون فيه اخوان العلانية
اعداء السريرة ولستم اولئك وليس هذا الزمان

جائیں گی ایسے بادشاہ کے غلبہ کی وجہ سے جو اُن سب پر قہر و رعب طاری کرنے والا ہوگا وہ سب اس کے سامنے ذلیل ہونگے اس کے فیصلہ کا انتظار کرتے ہونگے اور اس کے عذاب سے خائف ہونگے اور ہم سے ذکر کیا جاتا تھا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں ظاہر کے بھائی باطن کے دشمن ہونگے اور ہم اللہ عزوجل سے پناہ چاہتے ہیں کہ ہمارا خط آپ کی جانب سے اس (جذبۂ محبت و خیر خواہی) کے سوا جو ہمارے دلوں پر نازل ہوا کسی دوسرے محمل پر نازل ہو جائے ہم نے یہ جو کچھ آپ کو لکھ کر بھیجا یہ سب آپ کی خیر خواہی کی بناء پر ہے۔ تو ان کو عمرؓ نے یہ لکھ کر بھیجا: **اما بعد** حال یہ ہے کہ تم دونوں کا مکتوب میرے پاس پہنچا تم نے مجھے لکھا کہ تم دونوں نے مجھ سے عہد کیا اور میرے نفس کی شان میرے لئے اہمیت والی ہے، تو اسکی تمہیں کیا خبر ہے۔ اور تم نے مجھے لکھا کہ میں والی بنایا گیا ہوں اس امت کے امر کا اس میں کے سرخ رنگ والوں کا بھی اور سیاہ رنگ والوں کا بھی اور میرے سامنے شریف بھی بیٹھیں گے اور کم رتبہ بھی اور دشمن بھی اور دوست بھی اور ہر ایک کا عدل میں حصّہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عمرؓ کے نزدیک کوئی بازگشت نہیں اور نہ قوت بجز اللہ عزوجل کے اور تم نے لکھا اور مجھے خوف دلایا اس چیز سے جس سے اُن اُمتوں کو خوف دلایا گیا جو مجھ سے پہلے گذریں اور یہ امر (مانند) رات اور دن کے آنے جانے کے اور لوگوں کی اجل مقررہ کے ہے جو ہر نئے کو پرانا اور ہر بعید کو قریب کر دیتے ہیں اور ہر موعود کو (یعنی جس کا وعدہ دیا گیا) لے آتے ہیں یہانتک کہ لوگ اپنی منزل کو پہنچ جائیں جنت اور دوزخ میں تو اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کے کئے ہوتے کا بدلہ دے گا بے شبہہ اللہ تعالیٰ سرعت سے حساب لینے والا ہے۔ اور تم نے لکھا کہ تم سے ذکر کیا جاتا تھا کہ عنقریب لوگوں پر وہ زمانہ آئے گا جس میں ظاہر کے بھائی باطن کے دشمن ہونگے اور وہ تم نہیں ہو اور نہ یہ زمانہ وہ زمانہ ہے۔ وہ زمانہ وہ ہے جس میں رغبت اور ڈر کا ظہور ہوگا یعنی بعض لوگوں کی طرف رغبت اپنے دنیاوی مصالح کے

ذلک انما ذلک اذا ظہرت الرغبۃ والرہبۃ
فکان رغبۃ الناس بعضہم الٰی بعض فی اصلاح
دُنیاہم وکان رہبۃ الناس بعضہم من بعضہم فی
اصلاح دنیاہم وکتبتما الیَّ تعیذانی باللّٰہ
ان ینزل کتابکما منی سوی المنزل الذی نزل
من قلوبکما وانما کتبتما الیَّ نصیحۃً وانی
قد صدقتکما فتعاہدانی منکما بکتاب فانہ لاغنیٰ
عنکما۔ابوبکر عن یحیی بن عیسٰی عن الاعمش عن
ابراہیم عن ہمام عن حذیفۃ قالَ دخلتُ علی عمرؓ
ہو قاعدٌ علی جِذعٍ فی دارہ وہو یُحدّث نفسہ
فدنوتُ منہ فقلتُ ماالذی اہمّک یاامیرالمومنین
فقال ہٰکذا بیدہ واشار بہا قال قلتُ
ماالذی یہمّک واللّٰہِ تعالی لو رآینا منک امرًا
نُنکرہ لقوّمناکَ قال اللّٰہ الذی لاالٰہ الا ہو
لو رآیتم منّی امرًا تنکرونہ لقومتمونی قلتُ
اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ہو لو رآینا منک امرًا
ننکرہ لقوّمناک قال ففرح بذٰلک فرحًا
شدیدًا وقال الحمد للّٰہ الذی جعل فیکم
اَصحابَ محمدٍ من الذی اذا رآی منّی امرًا
ینکرہ قوّمنی۔ابوالقاسم القشیری قسم عمر بن
الخطاب رضی اللّٰہ عنہ الحُلَلَ بین الصحابۃ من
غنیمۃ فبعث الیٰ معاذٍ حلۃً ثمینۃً فباعہا
واشتری ستۃ اَعبدٍ واعتقہم فبلغ عمرَ ذٰلک و

لئے ہوگی اور بعض کو بعض کا خوف دنیاوی مصالح کی بناء پر ہوگا اور تم نے مجھے لکھا کہ تم مجھے اللہ کی پناہ میں دے رہے ہو اس بات سے کہ میں تمھارے خط کو کسی ایسے محمل پر اُتاروں (یعنی سمجھوں) جو اس محمل کے خلاف ہو جو تمھارے دلوں سے نازل ہوا اور جو تم نے مجھے لکھا ہے وہ ازراہِ خیرخواہی لکھا ہے اور میں نے تمھاری تصدیق کی ہے اور تم اپنی جانب سے تحریر کے ذریعے میری نگہداشت کرتے ہو بلاشبہ میں تم سے مستغنی نہیں ہوں۔ ابوبکر یحیٰی بن عیسٰی سے وہ اعمش سے وہ ابراہیم سے وہ ہمام سے وہ حذیفہ سے، کہا کہ میں عمرؓ کے پاس پہنچا اور وہ اپنے مکان میں کھجور کے تنہ پر بیٹھے ہوئے اپنے نفس سے باتیں کر رہے تھے تو میں ان سے قریب ہوا پھر میں نے کہا کہ آپ کو کس چیز نے متفکر کیا ہے اے امیرالمومنین تو اپنے ہاتھ سے ہٰکذا کہا اور اس سے اشارہ کیا۔ کہا کہ میں نے پھر کہا کہ آپ کو کیا فکر ہو رہا ہے واللہ اگر ہم نے آپ سے کوئی ایسا امر دیکھا جس کو ہم منکر سمجھیں گے تو آپ کو سیدھا کریں گے تو آپ نے کہا کہ اللہ (کی قسم) جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر تم نے میری طرف سے کوئی ایسا امر دیکھا جس کو تم بُرا سمجھتے ہو گے تو کیا مجھے ضرور سیدھا کردو گے؟ تو میں نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ہم آپ سے کوئی ایسی بات دیکھیں گے جس کو ہم بُرا سمجھتے ہوں گے تو ہم آپ کو ضرور سیدھا کریں گے۔ کہا کہ پھر عمرؓ اس سے نہایت خوش ہوتے اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے تم اصحاب محمد میں ایسے شخص کو قائم رکھا کہ جب وہ مجھ سے کوئی ایسا امر دیکھے جس کو وہ بُرا سمجھے تو وہ مجھے سیدھا کردے۔ ابوالقاسم القشیری، عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جوڑے تقسیم کئے صحابہؓ کے درمیان جو غنیمت میں آتے تھے تو معاذ کے پاس ایک بیش قیمت جوڑا بھیجا تھا۔ معاذ نے اس کو بیچ کر چھ غلام خریدے اور ان کو آزاد کردیا تھا تو یہ خبر عمرؓ کو پہنچ گئی تھی اور وہ اس کے بعد جوڑے تقسیم کرنے لگے تو انہوں نے ان کے پاس گھٹیا جوڑا بھیجا تو معاذ ان پر بگڑ گئے تو عمرؓ نے کہا

كان يقسم الحلل بعده فبعث اليه حُلّةً دونها فعاتبه معاذ فقال عمر لانك بعثت الاول فقال معاذًا وما عليك ادفع اليّ نصيبي وقد حلفت لاضربنّ بها رأسك فقال عمر ها رأسي بين يديك وقد يرفق الشيخ بالشيخ۔ ومن تواضعه احالة القرآن والعلم على جماعةٍ وقوله لولا فلانٌ لهلك عمر لجماعةٍ۔ الحاكم عن موسٰے بن علي بن رباح اللخمي عن ابيه ان عمر بن الخطاب رضي الله عنه خطب الناس فقال من اراد ان يسأل عن القرآن فليأت أبيّ بن كعب ومن اراد ان يسأل عن الحلال والحرام فليأت معاذ بن جبل ومن اراد ان يسأل عن المال فليأتني فان الله تعالٰے جعلني خازنًا وزاد في رواية من اراد ان يسأل عن الفرائض فليأت زيد بن ثابت۔ روي ان عمر امر برجم حامل فقال معاذ ان يكن لك عليها سبيلٌ فلا سبيل لك على ما في بطنها فرجع عن حكمه وقال لولا معاذ لهلك عمر۔ وروي ان عمر امر برجم امرأةٍ فقال عليٌّ اما سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول ان القلم رُفع عن ثلثةٍ عن المجنون حتى يفيق وعن الصبيّ حتى يحتلم

اس لئے (گھٹیا جوڑا بھیجا) کہ تم نے پہلا بیچ دیا تھا تو معاذ نے کہا کہ تجھے اس پر اعتراض کا کیا حق ہے تو میرا حصّہ مجھے دے (میں جو چاہوں کروں) اور میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس کو تیرے سر پر ماروں گا۔ تو عمر رض نے کہا کہ یہ میرا سر تیرے سامنے ہے اور بوڑھا تو بوڑھے کے ساتھ نرمی کیا کرتا ہے۔ اور اُن کی **تواضع** میں سے ہے قرآن اور علم کا حوالہ دینا ایک جماعت پر اور ان کا قول کہ اگر فلاں نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہوجاتا بہت سوں کے حق میں۔ حاکم، موسٰی ابن علی بن رباح اللخمی سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور کہا کہ جو قرآن کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اُبیّ ابن کعب کے پاس جائے اور جو شخص حلال اور حرام کے بارے میں سوال کرنا چاہے اس کو معاذ بن جبل کے پاس جانا چاہئے اور جو مال کا سوال کرنا چاہے اس کو میرے پاس آنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خازن بنایا ہے۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جو فرائض کے بارے میں سوال کرنا چاہے اس کو زید بن ثابت کے پاس جانا چاہئے۔ مروی ہے کہ عمر رض نے ایک حاملہ کو رجم کرنے کا حکم دیا تو معاذ نے کہا کہ اگر تم کو اس عورت پر اختیار ہے تو جو اس کے پیٹ میں ہے اس پر تو آپ کو اختیار نہیں پہنچتا تو عمر رض نے اپنے حکم سے رجوع کرلیا　　اور فرمایا اگر معاذ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہوجاتا۔ اور مروی ہے کہ عمر رض نے ایک عورت کو سنگسار کرنے کا حکم دیا تو علی رض نے کہا کہ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قلم (یعنی اجرائے حکم) تین سے اٹھا دیا گیا ہے، مجنون سے یہانتک کہ ہوش میں آجائے اور لڑکے سے یہاں تک کہ بالغ ہوجائے اور سونے والے سے یہانتک کہ جاگ جائے تو عمر رض نے کہا بیشک پھر کیا بات ہے؟ علی رض نے کہا کہ یہ عورت بنی فلاں کی مجنونہ ہے۔ تو عمر رض نے کہا کہ اگر علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہوجاتا۔ اور روایت کیا گیا کہ عمر رض کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے عمدًا قتل کیا تھا تو

وعن النائم حتے یستیقظ قال بلی فما ذلک قال انہا مجنونۃ بنی فلان فقال لولا علی لہلک عمر وروی ان عمر اتے برجل قد قتل عمدًا فامر بقتلہ فعفا بعض اولیاء المقتول فامر بقتلہ فقال عبداللہ بن مسعود کانت النفس لہم جمیعًا فلما عفا ھذا احیی النفس قال عمر فما تری قال اری ان تجعل الدیۃ علیہ فی مالہ وترفع عنہ حصۃ الذی عفی قال عمر وانا اری ذلک وقال لابن مسعود فی بعض القضایا کنیف ملیٔ علمًا ورجع الی قول معاذ لیس بین الاب وابنہ قصاص والے قول زید بن ثابت فی قصۃ قتل عبادۃ بن الصامت نبطیًا اتقتل اخاک فی عوض عبدک فرجع الی غیر ذلک من صور لا تحصے حتے قال یومًا الا لا تغالوا فی مہور النساء فقالت امرأۃ انأخذ بقولک ام بقول اللہ تعالے وتبارک وآتیتم احداہن قنطارًا فلا تاخذوا منہ شیئًا فنزل عمر من المنبر وقال کل الناس اعلم من عمر حتے العجائز ومن ذلک ترک لذۃ العیش مع قدرتہ وعرض الناس علیہ ذلک مما یدل قطعًا علے ان نفسہ لا تنقاد للشہوات والزہد زہدان زہد

عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ پھر مقتول کے بعض اولیاء نے اس کو معاف کر دیا۔ پھر عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو عبداللہؓ بن مسعود نے کہا کہ یہ نفس ان سب اولیائے مقتول کا تھا۔ جب اس نے معاف کیا تو اس نفس کو زندگی دیدی۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تمہاری کیا رائے ہے؟ کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ دیت اس (معاف کرنے والے) پر ڈالیں کردہ اپنے مال میں سے دے اور اس کا وہ حصہ جو اس نے معاف کیا اس میں سے کم کر دیں۔ عمرؓ نے کہا کہ میں بھی یہی رائے رکھتا ہوں، اور بعض فیصلوں کے پیش نظر عمرؓ نے ابن مسعودؓ کے حق میں کہا کہ علم سے بھرا ہوا ایک تھیلا ہے۔ اور عمرؓ نے معاذ کے قول کی طرف رجوع کیا کہ باپ اور بیٹے کے درمیان قصاص نہیں ہے۔ اور زیدؓ بن ثابت کے قول کی طرف رجوع کیا عبادہؓ بن الصامت کے ایک نبطی غلام کو قتل کرنے کے قصہ میں کہ انہوں نے کہا تھا کہ کیا تم اپنے بھائی کو قتل کرتے ہو اپنے ایک غلام کے بدلے میں تو انہوں نے رجوع کر لیا۔ اور بہت سی ایسی صورتیں پیش آئی ہیں جن کا جمع کرنا دشوار ہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے ایک دن کہا عورتوں کے مہروں کے بارے میں کہ تم مہر اتنے بڑھا چڑھا کر نہ لیا کرو تو ایک عورت نے کہا کہ کیا ہم تیرے قول کو اختیار کریں یا اللہ تبارک وتعالے کے قول وَآتَیْتُمْ اِحْدٰھُنَّ الخ کو یعنی "ان عورتوں میں سے کسی کو اگر تم مال کا ایک ڈھیر دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو"۔ تو عمرؓ منبر سے اتر آئے اور کہا کہ سب لوگ عمرؓ سے زیادہ عالم ہیں یہانتک کہ بوڑھی عورتیں بھی۔ اور اسی کے آثار میں سے ہے ان کا عیش کی لذت کو ترک کر دینا اس پر قدرت کے باوجود اور لوگوں کا اس کو آپ کے سامنے رکھنا جو اس بات پر قطعی دلالت کرتا ہے کہ ان کا نفس شہوات کا مطیع نہیں تھا۔ اور سمجھ لیا جائے کہ زہد، دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک زہد وہ ہوتا ہے جو نور یقین پر متقدم ہوتا ہے

يتقدم على نور اليقين ليكونَ تمهيدًا له ومُعيناً على حصوله وزهدٌ يُنتجه نور اليقين بمنزلة العاشق لا يجد طعم الطعام والمتفكر جدًّا لا يجدُ في كثير من المطاعم والملابس لذتها ولهذه النكتة بسطنا حكايات الزهد في الفصلين جميعًا- المحب الطبري عن عطية بن فرقد انه دخل على عمر وهو يكرم كعكًا[عہ] شاميًا ويتفوّق لبنًا حازرًا فقلتُ يا امير المومنين لو امرتَ ان يُصنعَ لكَ طعامٌ أليَنُ من هذا فقال يا ابن فرقد اترى احدًا من العرب أقدر على ذالك منّي فقلتُ ماأجدُ اقدر على ذلك منكَ يا امير المومنين فقال عمر سمعتُ الله عيّرَ أقوامًا فقال أذهبتم طيّباتكم في حياتكم الدّنيا واستمتعتم بها شرح الكَدْم العضّ والتفوّق الشُرب شيئًا فشيئًا من فوّقتَ الفصيل اذا سقيتَهٗ فواقًا فواقًا والفواقُ قدرما بين حلبتين والحازرُ بالحاء المهملة اللبن الحامض وعن عمر انه كان يقول لو شئتُ لدعوتُ بصلاءٍ وصِناب وصَلائق وكَراكِرَ واَسْنِمةٍ واَفْلاذٍ كثيرةٍ من لطائفِ اللذات ثم قالَ ولكنّي لا ادعوبها و لا اقصد قصدها لئلا اكون

تاکہ اس کے لئے تمہید بن جائے اور اس (نور یقین) کے حصول میں میں مُعین ہو۔ اور دوسرا زہد وہ ہے جو نتیجہ ہو نور یقین کا۔ بمنزلہ عاشق کے جو کھانے کا مزا محسوس نہیں کرتا اور بمنزلہ اس سخت متفکر کے جو جو کھانوں اور ملبوسات کے لطف کا احساس نہیں کرتا۔ اور ہم نے دونوں فصلوں میں جسقدر زہد کی حکایات لکھی ہیں وہ اسی نکتہ پر مبنی ہیں۔ محب طبری، عطیہ بن فرقد سے کہ وہ عمرؓ کے پاس پہنچے اور وہ کاک[عہ] شامی چبا رہے تھے اور اس پر کھٹے دودھ کا ایک ایک گھونٹ پی رہے تھے تو میں نے کہا اے امیر المومنین اگر آپ حکم دے دیتے کہ آپ کے لئے اس سے نرم کھانا تیار کر لیا جاتے (تو بہتر ہوتا) تو فرمایا کہ اے ابن فرقد کیا تو عرب میں سے کسی کو اس پر مجھ سے زیادہ صاحب قدرت دیکھتا ہے؟ میں نے کہا اے امیر المومنین میں تو اس پر آپ سے زیادہ کسی کو قادر نہیں پاتا، تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے سُنا کہ اس نے اقوام پر عیب لگایا ہے فرمایا اذہبتم طیّباتکم الخ یعنی تم اپنی پسندیدہ چیزیں اپنی دنیاوی زندگی میں لے چکے اور اس سے فائدہ اٹھا چکے ہو۔ شرح: الکدم بمعنی العضّ ہے یعنی چبانا۔ اور التفوّق کے معنی ہیں تھوڑا تھوڑا پینا ماخوذ ہے فوّقت الفصیل سے (فصیل اونٹ کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو اپنی ماں سے جدا کر دیا جاتے) جب کہ تم نے اس کو فواقاً فواقاً پلایا ہو فواق کے معنی ہیں دو دفعہ دودھ دوہنے کا درمیانی وقفہ۔ اور الحازر حاء مہملہ کے ساتھ کھٹے دودھ کو کہتے ہیں۔ اور مروی ہے عمرؓ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں چاہتا تو بھنا ہوا گوشت اور رائی اور چپاتیاں اور سینہ کا گوشت اور کوہان کا گوشت اور بہت پارچے عمدہ لذیذ قسم کے طلب کر لیتا لیکن میں ان کو نہیں منگاتا اور انکی طرف التفات بھی نہیں کرتا تاکہ میں

عہ کعک ایک قسم کی خشک روٹی۔

من المتنعمين شرح الصلاء بالكسر والمد الشواء والصناب الخردل المعمول بالزيت وهو صباغ يؤتدم به والصلائق الرقائق واحدتها صليقة وقيل هي الحملان المشوية من صلقت الشاة اذا شويتها ويروى بالسين المهملة وهو كل ما سُلق من البقول وغيرها والكراكر جمع كركرة وهي الثفنة التي في زور البعير وهي احدى الثفنات الخمس والافلاذ جمع فلذ وهي القطعة وكانه اراد قطعا من انواع شتى وعنه انه كان يقول والله ما يمنعنا ان نأمر بصغار المعز فتسمط لنا ونأمر بلباب الحنطة فيخبز لنا ونأمر بالزبيب فينبذ لنا فنأكل هذا ونشرب هذا الا انا نستبقي طيباتنا لانا سمعنا الله تعالى يقول يذكر اقواما اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا وعنه انه اشتهى سمكا طريا فاخذ يرفا راحلته فسار ليلتين مقبلا وليلتين مدبرا واشترى مكتلا فجاء به وقام يرفا الى الراحلة يغسلها من العرق فنظرها عمر فقال اعذبت بهيمة من البهائم في شهوة عمر والله لا يذوق عمر ذلك وروى انه كان يداوم على اكل التمر ولا يداوم على اكل اللحم

میں نعمتوں کا استعمال کرنے والوں میں نہ داخل ہو جاؤں۔ شرح: الصلاء صاد کے زیر اور مد کے ساتھ بمعنے الشواء (یعنی گوشت بریان) اور الصناب اس رائی کو کہتے ہیں جس کو زیت کے ساتھ ملا کر بنا لیا جاتا ہے اور وہ ایک اچار ہے جس کو سالن بنایا جاتا ہے، اور الصلائق بمعنے الرقائق (چپاتیاں)، اس کا واحد صلیقہ ہے اور کہا گیا کہ بکری کے بچہ کا بھنا ہوا گوشت یہ ماخوذ ہے صلقت الشاۃ سے جب کہ تم نے اس کو بھون لیا ہو اور ایک روایت میں ہے سین مہملہ کے ساتھ (السلائق) اور وہ سبزیوں کی بھنی ہوئی چیزوں کو کہتے ہیں، اور کراکر جمع ہے کرکرہ کی جو اس ثفنہ ؏ (گول ابھار) کو کہتے ہیں جو اونٹ کے وسط سینہ میں ہوتا ہے جو کہ پانچ ثفنات میں سے ایک ہے اور افلاذ جمع ہے فلذ کی بمعنی قطعہ یعنی پارچہ، گویا انہوں نے مراد لیا مختلف قسموں کے پارچوں کا۔ اور آں سے مروی ہے کہ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ ہم کو کوئی مانع نہیں اس سے کہ ہم حکم دیں بھیڑ کے بچوں کے بارے میں کہ ان کو ہمارے لئے بھونا جاتے (کھال سمیت اس طرح کہ گرم پانی سے بال اکھیڑ دیئے جائیں) اور گیہوں کی گری (بنجی روا) کے بارے میں ہم حکم دیں کہ ہمارے لئے اسکی روٹی پکائی جاتے اور زبیب (منقٰی) کے بارے میں حکم دیں کہ اس کو بھگو کر ہمارے لئے شربت بنایا جاتے۔ پھر ہم وہ کھائیں اور یہ پئیں مگر ہم اپنی مرغوبات کو باقی رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے جو وہ فرماتا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ الخ (ترجمہ لکھا جا چکا ہے) اور اُن سے روایت ہے کہ ان کو تازہ مچھلی کی خواہش ہوئی تو (ان کے غلام) یرفا نے اپنی سواری کا اونٹ پکڑا اور دو رات سفر میں بسر کر دیں جاتے ہوئے اور دو رات واپس آتے ہوتے اور ایک تھیلا (مچھلیوں کا) خرید کر لایا۔ پھر یرفا اٹھ کر سواری کے پاس پہنچا اور اس کو پسینہ زیادہ بہنے کی وجہ سے دھونے لگا۔ اس کو عمر رض نے دیکھ لیا تو کہا کہ کیا تو نے چوپایوں میں سے ایک چوپایہ کو عمر کی خواہش پوری کرنے کے لئے عذاب دیا واللہ عمر اس کو چکھے گا بھی

؏ ثا مثلثہ کے پیش اور فا کے زیر کے ساتھ وہ گول نشان جو اونٹ کے سینہ پر ہوتا ہے جس کو بیٹھتے وقت وہ زمین پر رکھتا ہے اور نیز ہاتھ اور پاؤں کا ہر وہ نشان اونٹ اور بکری کا جو زمین سے لگتا ہے اس کو ثفنہ کہتے ہیں۔ ۱۲

ويقول اياكم واللحم فان له ضراوة كضراوة الخمر اى ان له عادة نزاعة اليه كعادة الخمر تقول فيه ضرى بالكسر يضرى ضرًا وضراوة وضراوة اذا اعتاده. وعن حفصة قالت دخل على عمر فقدمت اليه مرقة باردة وصببت عليها زيتا فقال ادامان في اناء واحد لااذوقه ابدا حتى القى الله. وعن ابن عمر قال دخل امير المومنين عمر ونحن على مائدة فاوسعت له عن صدر المجلس فقال بسم الله الرحمن الرحيم ثم ضرب بيده فى لقمة فلقمها ثم ثنى باخرى ثم قال انى لاجد طعم دسم غير دسم اللحم فقال عبد الله يا امير المومنين انى خرجت الى السوق اطلب السمين لاشتريه فوجدته غاليا فاشتريت بدرهم من المهزول وجعلت عليه بدرهم سمنا فقال عمر ما اجتمعا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الا اكل احدهما وتصدق بالآخر فقال عبد الله يا امير المومنين فلن يجتمعا عندى ابدا الا فعلت ذلك. وعن قتادة قال كان عمر بن الخطاب يلبس وهو امير المومنين جبة من صوف مرقعة بعضها من ادم ويطوف فى الاسواق على عاتقه الدرة يؤدب الناس بها ويمر بالنكث والنوى

نہیں۔ اور مروی ہے کہ وہ کھجور کھانے پر مداومت کرتے تھے اور گوشت کھانے پر مداومت نہیں کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ گوشت کھانے سے بچا کہ اسکی بھی ایسی لت پڑ جاتی ہے جیسی شراب کی۔ یعنی ایسی عادت جو طبیعت کو اسکی طرف کھینچتی رہتی ہے مثل شراب کی عادت کے تم کہتے ہو کہ فیہ ضَرِیَ زیر کے ساتھ اور یہ ضرًا وضراوۃ وضرًا جب کہ کوئی خوگر ہوجاتے۔ اور مروی ہے حفصہؓ سے کہا کہ میرے پاس عمرؓ آتے میں نے ان کے سامنے ٹھنڈا شوربہ پیش کیا اور اس کے اوپر زیت ڈالدیا تو فرمایا کہ دو سالن ایک برتن میں؟ میں اسکو کبھی چکھونگا بھی نہیں یہاں تک کہ اللہ سے جاملوں۔ اور مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ امیر المومنین عمر تشریف لاتے اور ہم دسترخوان پر تھے تو میں نے صدر مجلس میں ان کے لئے جگہ نکالی۔ تو کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر اپنا ہاتھ ایک لقمہ پر مارا پھر اس کو نگلا پھر دوسرے لقمہ کو کھاکر فرمایا کہ میں ایسی چکنائی کی خوشبو محسوس کررہا ہوں جو گوشت کی چکنائی سے مختلف ہے، تو عبد اللہ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں بازار کی طرف گیا اور میں نے فربہ گوشت تلاش کیا تاکہ اس کو خریدوں تو میں نے اس کو مہنگا پایا تو میں نے ایک درہم کا دُبلا (روکھا) گوشت خرید لیا اور اس میں ایک درہم کا گھی خرید کر شامل کردیا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مگر آپ نے اُن میں سے ایک کو کھایا ہے اور دوسرے کو صدقہ کردیا تو عبد اللہ نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے پاس بھی وہ دونوں ہرگز جمع نہیں ہونگے مگر یہ کہ میں بھی انکے ساتھ یہی کروں گا۔ اور مروی ہے قتادہ سے کہ عمر بن الخطاب جب کہ امیر المومنین تھے تو صوف کا جُبہ پہنا کرتے تھے جس میں پیوند لگے ہوتے تھے جن میں سے بعض چمڑے کے تھے اور بازاروں میں گھومتے اور ان کے کندھے پر دِرّہ ہوتا جس سے لوگوں کی تادیب کرتے اور گذرتے ہوتے گرے پڑے دھاگے (سوتی یا اونی) اور کھجور کی گٹھلیاں چنتے جاتے اور ان کو لوگوں کے گھروں میں ڈال دیتے کہ وہ اس سے نفع اٹھائیں

فيلتقطه ويلقيه في منازل الناس ليستقوا
به شرح النكث الغزل المنقوض من الاخبية
والاكسية ليغزل ثانية وعن انس
قال لقد رأيت بين كتفي عمر اربع رقاع
في قميص له وعن الحسن قال خطب عمر
الناس وهو خليفة وعليه ازار فيه
اثنا عشرة رقعة وعن عامر بن ربيعة
قال خرج عمر حاجا من المدينة الى
مكة الى ان رجع فما ضرب فسطاطا و
لا خباء كان يلقي الكساء والنطع على
الشجر ويستظل تحتها وعن عمر انه كان
يقول والله ما نعبأ بلذات العيش ولكنا
نستبقي طيباتنا لآخرتنا وكان رضي الله
عنه ياكل خبز الشعير ويأتدم بالزيت و
يلبس المرقوع ويخدم نفسه وعن الاحنف
ابن قيس قال اخرجنا عمر في سرية الى
العراق ففتح الله علينا العراق وبلد فارس
واصبنا فيها من بياض فارس وخراسان
فحملناه معنا واكتسينا منها فلما قدمنا
على عمر اعرض عنا بوجهه وجعل لا يكلمنا
فاشتد ذلك علينا فشكونا الى عبدالله
ابن عمر فقال ان عمر زاهد في الدنيا
وقد رأى عليكم لباسا لم يلبسه رسول الله

شرح النکث کتا ہوا سوت جو خیموں سے اور چادروں سے جھاڑ دیا گیا
ہو تاکہ دوبارہ کات لیا جاتے اور مروی ہے انس رض سے کہا کہ میں نے عمر رض
کے کرتہ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان چار پیوند دیکھے ۔ اور مروی ہے
حسن سے، کہا کہ عمر رض نے لوگوں کو خطبہ دیا جب کہ وہ امیر تھے اور
ان کے بدن پر جو لنگی تھی اس میں بارہ پیوند تھے ۔ اور مروی ہے
عامر بن ربیعہ سے، کہا کہ عمر سفر حج کے لئے مدینہ سے مکہ کی
طرف نکلے اور پھر واپس آتے (اس آمد و رفت میں) نہ انھوں
نے کوئی خیمہ کھڑا کیا اور نہ ڈیرہ، بس چادر اور چمڑے کا دسترخوان
درخت پر ڈال دیتے تھے اور اسی کے نیچے سایہ لے لیتے
تھے ۔ اور مروی ہے عمر سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ واللہ ہم
لذات عیش کی پرواہ نہیں کرتے بس ہم تو اپنی مرغوبات کو
اپنی آخرت کے لئے باقی رکھنا چاہتے ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ
جو کی روٹی کھاتے اور زیت کو سالن بنا لیتے اور پیوند لگے ہوئے
کپڑے پہنتے اور اپنی خدمت خود کرتے تھے ۔ اور مروی ہے
احنف بن قیس سے، کہا کہ ہم کو عمر رض نے ایک سریہ کے ساتھ
عراق کی طرف روانہ کیا تو اللہ نے ہم کو عراق اور فارس کے شہر
فتح کرا دیئے اور ہم کو فارس اور خراسان کی دولت ہاتھ لگی
تو ہم اسکو بار کر کے اپنے ساتھ لاتے اور اس میں سے ہم
نے لباس پہنے تو جب ہم عمر رض کے پاس پہنچے تو انہوں نے ہم سے اپنا منہ
پھیر لیا اور ہم سے بات نہیں کرتے تھے تو یہ بات ہم کو شاق
گذری ۔ ہم نے اسکی شکایت عبداللہ بن عمر رض سے کی تو انہوں نے
کہا کہ عمر رض دنیا سے کنارہ کش ہیں اور انھوں نے تم پر ایسا لباس
دیکھا جس کو نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہنا

صلے اللہ علیہ وسلم ولا الخلیفۃ من بعدہ فأتینا منازلنا فنزعنا ماکان علینا و اَتیناہ فی البزّۃ التی یعہدہا منّا فقامَ فسلّم علینا علےٰ رجل رجل و اعتنق رجلاً رجلاً حتےٰ کانہ لم یرنا فقدمنا الیہ الغنائم فقسّمہا بیننا بالسوّیۃ فعرض بالغنائم شئیٌ من انواع الخبیص من اصفر واحمر فذاقہ عمر فوجدہ طیّب الطعم طیّب الریح فاقبل علینا بوجہہ و قال یا معشر المہاجرین والانصار لیقتلنّ منکم الابنُ اباہ والاخُ اخاہ علےٰ ھٰذا الطعام ثم اَمر بہ فحُمِلَ الےٰ اولادِ من قُتل من المسلمین بین یدی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم من المہاجرین والانصار ثم ان عمر قامَ وانصرف ولم یاخذ لنفسہ شیئاً وروی ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجتمعوا فی المسجد زہاء خمسین رجلاً من المہاجرین فقالوا اما ترونَ الےٰ زہد ھٰذا الرجل و الےٰ جبّتہ وقد فتح اللہ علےٰ یدیہ دیار کسریٰ و قیصر وطرفی الشرقِ والغربِ ووفود العرب و العجم یاتونہ فیرونَ علیہ ھٰذہ الجُبّۃ قد رُقّعہا اثنا عشرۃَ رقعۃً فلو سألتموہ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم اَن یُغیّرَ ھذہ الجُبّۃ بثوبٍ لیّن فیُہابُ منظرہ ولیغدیٰ علیہ

اور نہ ان کے بعد ان کے خلیفہ نے تو ہم اپنے مکانوں پر آئے اور ہم نے جو لباس ہمارے بدن پر تھا اس کو اُتارا اور ان کے پاس اسی پوشش میں آئے جس میں وہ ہمیشہ ہم سے ملتے رہے تھے۔ اب وہ کھڑے ہوتے اور ہم کو سلام کیا ہر ہر شخص کو اور گلے ملے ہر ہر شخص سے یہاں تک کہ گویا انہوں نے پہلے ہمیں دیکھا ہی نہ تھا پھر ہم ان کے پاس مالِ غنیمت لیکر آئے تو اس کو ہم پر برابر برابر تقسیم کر دیا۔ پھر غنیمت کے اموال میں سے ایک چیز ان کے سامنے پیش کی گئی جو حلوے (مٹھائی) کی اقسام میں سے تھی بعض زرد رنگ کی اور بعض سُرخ۔ تو عمرؓ نے اسکو چکھا تو بہت خوش ذائقہ اور خوشبودار پایا تو ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے مہاجرین و انصار کی جماعت والو ضرور ایسا ہوگا کہ تم میں سے بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو اس کھانے پر قتل کرے گا۔ پھر اس مٹھائی کے بارے میں حکم دیا گیا تو وہ اُٹھا کر بھیجدی گئی مسلمانوں کے بچوں کے پاس جو ان مہاجرین و انصار کی اولاد تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل ہو چکے تھے۔ پھر عمرؓ اُٹھ کر چلے گئے اور اپنے لئے کوئی چیز نہیں لی۔ اور مروی ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے پچاس کے قریب مسجد میں جمع ہوئے اور انھوں نے (آپس میں) کہا کہ کیا تم اس شخص کے زہد کی طرف دیکھتے ہو اور اس کے جُبّہ کی طرف حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں پر کسرٰے اور قیصر کے شہر اور شرق و غرب (کے ملک) فتح کرا دیئے اور عرب و عجم کے وفود اس کے پاس آتے ہیں اور اس کے بدن پر یہ جُبّہ دیکھتے ہیں جس میں بارہ پیوند لگا رکھے ہیں تو اگر اے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم ان سے درخواست کرو کہ وہ اس جُبّہ کو ایسے کپڑے سے بدل دیں جو نرم (یعنی بہترین) ہو تو اُن کا منظر پُر شوکت ہو جائے اور صبح کو ان کے سامنے کھانے کے بڑے طشت رکھے جائیں

بجفنۃ من الطعام و یُراح بجفنۃ یأکلہا من حضرہ من المہاجرین و الانصار فقال القوم باجمعہم لیس لہٰذا القول الّا علیّ بن ابی طالب فانہ صہرہ فکلّموہ فقال لستُ بفاعلٍ ذالک ولکن علیکم بازواج النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم فانہنّ اُمہات المومنین یجترئن علیہ قال الاحنف بن قیس فسألوا عائشۃَ وحفصۃ وکانتا مجتمعتین فقالت عائشۃُ اسألہ عن ذٰلک وقالت حفصۃُ ماأراہ یفعل وسیتبینُ لکِ فدخلتَا علیہ فقرّبہما وادناہما فقالت عائشۃ اَتأذنُ لی اَنْ اُکلِّمک قال کلّمی یااُمَّ المومنین فقالت ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم قد مضٰی الیٰ جنۃ ربہ ورضوانہ لم یرد الدنیا ولم تُردہ وکذٰلک مضٰی ابوبکر علیٰ اَثرہٖ وقد فتح اللّٰہ علیک کنوز کسرٰی وقیصر ودیارہما وحُمِلَ الیکَ اموالہما وذُلِّلَ لک طرف المشرقِ والمغربِ ونرجوا من اللّٰہ تعالیٰ المزیدَ ورُسُل العجم یأتونکَ ووفود العرب ویردون الیک وعلیک ھٰذہ الجبّۃ قد رقعتہا اثنتے عشرۃَ رقعۃً فلو غیّرتہا بثوبٍ الین یُہابُ فیہ منظرک ویُغدٰی علیک بجفنۃ من طعامٍ ویُراحَ علیک باُخرٰی تأکل انتَ ومن حضرک من المہاجرین والانصار فبکی عمر عند ذٰلک بکاءً شدیدًا ثم قال انشد

اور شام کو بھی بڑے طشت رکھے جائیں جن میں سے مہاجرین و انصار میں سے جو لوگ ان کے پاس حاضر ہوں کھائیں۔ پھر سب کے سب اس پر متفق ہوئے کہ ان سے یہ گفتگو کرنے کے لئے علی بن ابی طالب کے سوا اور کوئی موزوں نہیں کہ وہ ان کے خسر ہیں تو لوگوں نے ان سے گفتگو کی تو انہوں نے کہا کہ میں یہ کام کرنے والا نہیں ہوں مگر تمھیں ازواج نبی صلّے اللہ علیہ وسلم کو اس کے لئے تجویز کرنا چاہیئے کہ وہ امہات المومنین ہیں وہ ان پر جرأت کر جائیں گی احنف بن قیس نے بیان کیا کہ پھر ان لوگوں نے عائشہ رض اور حفصہ رض سے سوال کیا اور وہ دونوں جمع تھیں تو عائشہ رض نے کہا کہ میں ان سے اس کا سوال کروں گی اور حفصہ رض نے (عائشہ سے) کہا کہ میں نہیں سمجھتی کہ وہ یہ بات مانیں گے اور تجھ پر عنقریب واضح ہو جائے گا۔ پھر یہ دونوں ان کے پاس پہنچیں تو انکی تعظیم کی اور ان کو اپنے قریب بٹھایا تو عائشہ رض نے کہا کہ کیا آپ مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے گفتگو کروں تو فرمایا کہ کہئے اے ام المومنین تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کی جنت اور رضوان کی طرف چلے گئے اور انہوں نے دنیا کا ارادہ نہیں کیا اور نہ دنیا نے ان کا۔ اور اسی طرح ابوبکر ان کے پیچھے پیچھے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوپر کسریٰ اور قیصر کے خزانوں کو اور اُن کے شہروں کو مفتوح کر دیا ہے اور دونوں کے اموال آپ کے پاس بھیجے اور مشرق و مغرب کے ملکوں کو آپ کے آگے جھکا دیا اور اللہ تعالیٰ سے ہم کو اس میں اضافہ کی امید ہے اب حال یہ ہے کہ آپ کے پاس عجم کے سُفراء اور عرب کے وفود آتے ہیں اور آپ کے بدن پر یہ جُبّہ ہے جس میں آپنے بارہ پیوند لگا رکھے ہیں تو اگر آپ اس کو بدل دیں ایسے کپڑے کے ساتھ جو زیادہ نرم (بڑھیا) ہو جس سے آپ کا منظر بارعب بن جائے اور صبح کو آپ کے سامنے کھانے کے طشت رکھے جائیں اور پھر شام کے کھانے کے لئے اور

سالتک باللہ ہل تعلمین ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شبع من خبز بر عشرۃ ایام او
خمسۃ او ثلثۃ او جمع بین عشاء و غداء حتی
لحق باللہ قالت لا قال انشدک باللہ ہل تعلمین
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قرب الیہ
طعام علی مائدۃ فی ارتفاع شبر من الارض
الا کان یامر بالطعام فیوضع علی الارض و یامر
بالمائدۃ فترفع قالت نعم اللہم ثم قال لہما
انتما زوجتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
امہات المومنین ولکما علی المومنین حق و علی
خاصۃ اتیتمانی ولکن ترغبانی فی الدنیا وانی
لاعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبس
جبۃ من الصوف فربما حکت جلدہ من خشونتہا
اتعلمان ذلک قالتا نعم قال فہل تعلمان ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرقد علی
عباءۃ علی طاق واحد وکان لہ مسح فی بیتک
یا عائشۃ یکون بالنہار بساطا و باللیل فراشا ینام
علیہ ویری اثر الحصیر فی جنبہ الا یا حفصۃ انت
حدثتنی انک ثنیت المسح لہ لیلۃ فوجد
لینہا فرقد علیہ فلم یستیقظ الا باذان
بلال فقال لک یا حفصۃ ماذا صنعت ثنیت
المہاد حتی ذہب بی النوم الی الصباح مالی
وللدنیا و مالی شغلتمونی بلین الفراش اما تعلمین

رکھے جائیں، آپ بھی کھاتے ہوں، اور مہاجرین و انصار میں سے جو آپ کے پاس حاضر ہوں وہ بھی۔ تو یہ بات سُن کر عمرؓ شدت کے ساتھ روئیے۔ پھر فرمایا کہ میں تم سے اللہ کے واسطے سے سوال کرتا ہوں کیا تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیہوں کی روٹی شکم سیر ہو کر کھائی ہے، دس دن یا پانچ دن یا تین دن، یا شام کے کھانے اور صبح کے کھانے کے درمیان جمع کیا ہے عہ یہاں تک کہ اللہ سے مل گئے، عائشہؓ نے کہا کہ نہیں۔ عہ پھر فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب کھانا دسترخوان پر اس طرح رکھا گیا کہ زمین سے ایک بالشت اونچا ہو گیا تو آپ کھانے کے بارے میں حکم دیا کرتے تھے تو وہ زمین پر رکھا جاتا تھا اور اس دسترخوان کے بارے میں حکم دیا کرتے تھے تو وہ اٹھا دیا جاتا تھا۔ کہا ہاں واللہ پھر دونوں سے کہا، تم دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں ہو اور مومنین کی مائیں ہو اور تمہارا تمام مومنین پر حق ہے اور مجھ پر خصوصیت کے ساتھ ہے تم دونوں میرے پاس آئی ہو لیکن مجھے رغبت دلا رہی ہو دنیا کے بارے میں اور میں بخوبی جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کھردری) اُون کا جُبّہ پہنا جس کی کھردراہٹ سے بسا اوقات آپ کی جلد چھل گئی۔ کیا تم دونوں یہ بات جانتی ہو؟ دونوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ کیا تم دونوں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک اکہری عباء میں سویا کرتے تھے اور ان کے پاس ایک کملی تھی تیرے گھر میں اے عائشہ جو دن میں بیٹھنے کا فرش ہوتا تھا وہی رات میں بستر ہوتا تھا کہ اسی پر سو جاتے تھے اور بوریے کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے جاتے تھے۔ دیکھ اے حفصہ تو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ تو نے رات ان کے لئے کمبل کو دوہرا کر دیا تھا تو اس کی نرمی سے آرام محسوس کیا پھر اس پر سو گئے اور نہیں جاگے مگر بلال کی اذان پر تو تجھ سے فرمایا تھا کہ اے حفصہ یہ تو نے کیا کیا بچھونے کو دوہرا کر دیا یہاں تک کہ مجھ پر صبح تک نیند غالب آگئی۔ مجھے دنیاوی عیش سے کیا غرض اور مجھے کیا ہو گیا کہ مجھے تم نے غافل کر دیا فرش کی نرمی کے ساتھ، کیا تم نہیں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی

عہ یعنی اگر آپ نے شام کو کھایا تو صبح کو بھی کھایا، یا صبح کو کھایا تھا تو پھر شام کو بھی کھایا ہو۔ جمع کے یہی معنے ہیں ۱۲ مترجم عہ یہ جمع بین العشاء والغداء کی نفی ہے یعنی کبھی جمع نہیں کیا اس کا تعلق ہل تعلمین سے نہیں ہے ۱۲ مترجم

انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان مغفورًا لہ ماتقدم من ذنبہ وماتأخر ولم یزل جائعًا ساہرًا راکعًا ساجدًا باکیًا متضرعًا آناء اللیل والنہار الی ان قبضہ اللہ تعالٰی الی رحمتہ ورضوانہ لا اٰکل عمر ولا البس لینًا فلہ اسوۃ بصاحبیہ ولا جمع بین ادمین الا الماء والزیت ولا اٰکل لحمًا الّا فی کل شہر فخرجنا من عندہ فاخبرنا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یزل کذٰلک حتی لحق باللہ عزّوجلّ

الفصل الثالث

فی جنس آخر من مقامات الیقین وہو المشار الیہ بقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما کان قبلکم من الامم محدّثون فان کان من امتی احدٌ فعمر وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم انّ اللہ جعل الحقّ علی لسان عمر وقول علیؓ کنّا نری ونحن متوافرون ان السکینۃ تنطق علی لسان عمر وحقیقۃ ہذا الجنس انقیاد القوۃ العاقلۃ لنور الیقین واضمحلالہا تحت صولۃ الیقین وتشبہہا بالملأ الاعلی وقد تواترت الاخبار بثبوتہا لعمر تواترًا معنویًا فمن اجلّ ہذہ المقامات موافقۃ رأیہ الوحی مما قد فہم باجتہادہ شیئًا فنزل القرآن وجاء الحدیث موافقًا لما فہم وقد اشتہر ذٰلک عنہ واثبت ذٰلک ہو لنفسہ وکان یعتقد ذٰلک من نفسہ ویشکر اللہ تعالٰی علی ذٰلک ویجب

اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہوچکے تھے اس کے باوجود آپ ہمیشہ بھوکے رہے بیدار رہے اور رکوع کرنے والے سجدہ کرنیوالے، رونے والے اللہ کے سامنے عاجزی کرنے والے رہے رات اور دن کے اوقات میں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وفات دے کر اپنی رحمت اور رضوان میں داخل کر دیا۔ عمر نرم کھانے نہیں کھاتے گا اور نرم لباس نہیں پہنے گا۔ اس کے سامنے اس کے دونوں رفیقوں کا اسوۂ حسنہ موجود ہے اور نہ دو سالن (ایک دسترخوان پر) جمع کرے گا بجز پانی اور زیت کے اور نہ گوشت کھاتے گا مگر ہر مہینہ میں (ایک مرتبہ) تو ہم ان کے پاس سے چلے آتے اور ہم نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اسکی اطلاع کر دی تو وہ ہمیشہ ایسے ہی رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجلّ سے جا ملے

فصل ثالث مقاماتِ یقین میں سے دوسری جنس کے بیان میں اور یہ وہی ہے جس کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جو امتیں تم سے پہلے ہوئی ہیں ان میں محدث لوگ ہوا کرتے تھے تو اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو عمر کی زبان پر قائم کر دیا اور علی رضہ کے قول میں کہ ہم دیکھتے تھے حالانکہ ہم بہت تھے کہ سکینہ عمر رضہ کی زبان پر بولتا ہے (اس کی شرح پہلے گذر چکی ہے) اور اس جنس کی حقیقت ہے قوتِ عاقلہ کا نور یقین کے زیر حکم آجانا اور یقین کے غلبہ کے ماتحت اُس (قوتِ عاقلہ) کا مضمحل ہو جانا اور اس کا ملأ اعلیٰ کے مشابہ ہو جانا۔ اور عمر رضہ کے لئے اس کے ثبوت میں اخبار متواترہ بتواترِ معنوی موجود ہیں۔ تو ان مقامات میں سے بہت بڑا مقام ہے ان کی رائے کا وحی کے موافق پڑنا، ان امور میں سے اپنے اجتہاد سے انہوں نے ایک چیز کو سمجھا پھر قرآن نازل ہوا اور حدیث آئی جو کچھ انہوں نے سمجھا تھا اس کے موافق اور ان کے متعلق یہ بات مشہور ہو گئی اور انہوں نے خود بھی اپنے لئے اس کو ثابت کیا اور اپنے نفس کے بارے میں وہ اس کا اعتقاد رکھتے تھے اور اس پر اللہ تعالیٰ

التنبیہ ہہنا علی نکتۃ انہ لا یلزم فی الموافقۃ ان ینزل القرآن و یرد الحدیث علی وفق رأیہ لفظاً بلفظ و حرفاً بحرف ولکن اللازم ان یفہم عمر باجتہادہ شیئاً و یثبت القرآن والسنۃ اصل ذلک فان افاد فائدۃ زائدۃ لم یکن ادرکہا عمر لم یقدح ذلک فی موافقتہ بیان ذلک ان عمر کان یطلب من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یحجب نساءہ فلا یأذن لہن ان یخرجن الی البراز و نحوہ فنزل الحجاب و لم یمنعہن من الخروج الی البراز واعلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم لفظاً او دلالۃ ان الاصل المرضی حجبہن علی ما قال ولکن دفع الحرج اصل فی الشرع و فی منعہن حرج فہذا الاصل الذی افادہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یفہمہ عمر و لا یقدح ذلک فی کون مسئلۃ الحجاب من الموافقات البخاری عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کن یخرجن باللیل اذا تبرزن الی المناصع وہی صعید افیح فکان عمر یقول للنبی صلی اللہ علیہ وسلم احجب نساءک فلم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل فخرجت سودۃ بنت زمعۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ من لیالی عشاءً وکانت

کا شکر کرتے تھے۔ اور یہاں ایک **نکتہ** پر متنبہ کردینا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ موافقت کے بارے میں یہ لازم نہیں کہ قرآن نازل ہو اور حدیث وارد ہو ان کی رائے کے موافق لفظ بلفظ اور حرف بحرف لیکن جو بات لازم ہے وہ یہ ہے کہ عمرؓ اپنے اجتہاد سے ایسی چیز کو سمجھ لیں جس کی اصل کو قرآن وسنت ثابت کردے تو اگر قرآن وسنت کسی ایسے فائدہ زائدہ کا افادہ کریں جس کا ادراک عمرؓ نے نہ کیا تو یہ بات ان کی موافقت کو مجروح کرنے والی نہ ہو گی۔ توضیح اسکی یہ ہے کہ عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کرتے رہتے تھے کہ وہ اپنی بیبیوں کو پردہ کرائیں اور آپ ان کو یہ اجازت نہ دیں کہ وہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکلیں تو پردے کا حکم نازل ہوگیا اور ان کو قضائے حاجت کے لئے نکلنے سے آپؐ نے منع نہیں کیا اور بتادیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کے ساتھ یا دلالت سے کہ اصل پسندیدہ ان کا پردہ کرنا ہے اس کے مطابق جو انہوں نے کہا۔ لیکن رفع حرج بھی شریعت میں اصل ہے اور ان کو مطلقاً روک دینے میں حرج واقع ہوتا (جو اس اصل کے خلاف ہے) تو یہ اصل جس کا افادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو عمرؓ نہیں سمجھے۔ اور یہ بات مسئلہ حجاب کو ان کی موافقات میں سے ہونے میں حارج نہیں ہے۔ بخاری، عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے رات میں مناصع کی طرف نکلا کرتی تھیں اور وہ ایک کشادہ زمین تھی اور عمرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ اپنی عورتوں کو پردہ کرائیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا نہیں کر رہے تھے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سودہ بنت زمعہ راتوں میں سے ایک رات میں عشاء کے وقت نکلیں اور وہ ایک دراز قد عورت تھیں تو ان کو عمر رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ ہم نے تجھے پہچان لیا اے سودہ۔ اس بات کی حرص کرتے ہوئے کہ پردہ کا حکم نازل ہو جائے

امرأۃ طویلۃ فناداہا عمر انا قد عرفناک یا سودۃ
حرصًا علی ان ینزل الحجاب فانزل
اللہ الحجاب وفی روایۃ لہ عن عائشۃ رضی اللہ
عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قد اُذِنَ
اَنْ تخرُجن فی حاجتکن یعنی البراز مسلم عن
ابن عمر قال عمر وافقتُ ربی فی ثلٰث مقام ابراہیم
وفی الحجاب وفی اُساری بدرٍ البخاری ومسلم
عن انس بن مالک قال عمر وافقتُ ربی فی
ثلٰثٍ او وافقنی فی ثلٰث قلتُ یا رسول اللہ
لو اتخذتَ من مقام ابراہیم مصلّٰی فانزل اللہ
واتخذوا من مقام ابراہیم مصلّٰی قلتُ یدخل
علیک البرُّ والفاجرُ فلو حجبتَ اُمّہات المومنینَ
فانزلتْ آیۃ الحجاب وبلغنی شیئٌ من معاتبۃ
اُمّہاتُ المومنین فقلتُ لتکففنّ عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم او لیُبدلنّہ اللہ ازواجًا
خیرًا منکن حتی انتہیتُ الی بعض امہات المومنین
فقالت یا عمر اما فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما یعظ نساءہ حتی تعظہن انت فکففتُ فانزل
اللہ عسیٰ ربُّہ ان طلقکنّ ان یُبدلہ ازواجًا خیرًا
منکنّ مسلم عن ابن عباس ان عمر حدثہ
قال لما اعتزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نساءہ وکان قد وجد علیہن فی مشربۃ من خزانۃ
قال عمر فدخلتُ المسجد فاذا الناس ینکتون بالحصا

تو اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم نازل کر دیا اور بخاری کی ایک
روایت میں ہے ، عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ تم
حاجت کے لئے نکلو یعنی پاخانے کے لئے۔ مسلم ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے فرمایا میری
رائے موافق نکلی میرے رب کے منشا سے تین امور میں مقام ابراہیم (کو
مصلّٰی بنانے) کے بارے میں اور پردے کے بارے میں اور بدر
کے قیدیوں کے بارے میں۔ بخاری اور مسلم انس بن مالک سے
کہ کہا عمرؓ نے کہ میں موافق رہا اپنے رب کے تین باتوں میں یا موافقت
کی مجھ سے (میرے رب نے) تین باتوں میں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا
اچھا ہوتا کہ آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیدیتے تو اللہ
تعالیٰ نے نازل کی وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى ، میں نے کہا
کہ آپ کے پاس اچھے بھی آتے ہیں اور برے بھی کیا اچھا ہو کہ آپ
اپنی بیبیوں کو پردہ کرائیں تو آیت حجاب نازل کی گئی اور امہات المومنین
کی خفگی کی کچھ خبر پہنچی تو میں نے کہا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم (کے ساتھ ایسی حرکات) سے باز آجانا چاہیئے ورنہ اللہ تعالیٰ
ضرور ان کو ایسی ازواج بدلے میں دیدے گا جو تم سے اچھی ہوں گی
یہاں تک کہ میں بعض امہات المومنین کے پاس پہنچا (اور ان سے
مذکورہ بالا کلمات کہے) تو اس نے کہا کہ اے عمر کیا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میں یہ قوت نہیں ہے کہ وہ اپنی عورتوں کو نصیحت
کریں یہاں تک کہ نصیحت کرنے آئے ہیں آپ۔ تو میں رک گیا۔ پھر
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی عَسٰی رَبُّهٗ الخ (۶۶ : ۵) اگر پیغمبر تم عورتوں
کو طلاق دیدیں تو ان کا پروردگار بہت جلد تمہارے بدلے ان کو تم سے اچھی بیبیاں
دیدیگا۔ مسلم ابن عباس سے کہ عمرؓ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی

ویقولون طلّق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم
نسآءہ فقلتُ لاُعلمنّ ہذا الیومَ وذٰلک قبل
ان یُؤمر نبی اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بالحجاب فدخلتُ
علی عآئشۃ بنت ابی بکر یا ابنۃ ابی بکر بلغ من امرک ان تؤذی
رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم قالت مالی و مالکَ
یا ابن الخطاب علیک بعیبتکَ فاتیتُ حفصۃَ بنت
عمر فقلت یا حفصۃُ واللہ لقد علمتِ ان رسول اللہ
صلّے اللہ علیہ وسلم لایحبّک ولولا انا لطلقکِ
قال فبکَتْ اشدّ بکآءٍ قال فقلتُ لہا این
رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم قالت ہو فی
خزانتہ قال فذہبت فاذا انا برباح غلام رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعدًا علی اُسکفّۃ الغرفۃ
مُدلیاً رجلیہ علی نقیر یعنے جذعًا منقورًا
قلتُ یارباح استأذِن لی علے رسول اللہ صلّی
اللہ علیہ وسلم فنظر رباح الے الغُرفۃ ثم نظر
اِلیّ فسکتَ قال فرفعتُ صوتی فقلتُ
استأذِن یا رباحُ علے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فانی اظنّ انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ
وسلم یظنُّ انّے انما جئتُ من اَجل حفصۃ
واللہ لئن اَمرنے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ
وسلم ان اضربَ عنقہا لضربتُ عنقہا قال فنظر
رباح الے الغُرفۃ ونظر اِلیّ ثم قال ہٰکذا
یعنی اشار بیدہٖ ان ادخُل فدخلتُ فاذا ہو

اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور ان سے آپ ناراض ہو گئے تھے تو ایک بالاخانہ میں جو آپ کے خزانہ میں سے (یعنی کوٹھا) تھا ان سے علیحدہ رہنے لگے عمرؓ نے کہا کہ پھر (ایک دن) میں مسجد میں داخل ہوا دیکھتا کیا ہوں کہ لوگ کنکریاں کرید رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں نے کہا کہ میں آج ہی ان کا حال معلوم کرونگا اور یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پردے کا حکم دیتے جانے سے پہلے کا ہے تو میں عائشہ بنت ابی بکر کے پاس پہنچا اور میں نے کہا اے ابوبکر کی بیٹی اب تو اس حد تک پہنچ گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے لگی۔ عائشہ نے کہا کہ اے ابن الخطاب تیرا مجھ سے کیا واسطہ تو اپنی گٹھڑی (یعنی بیٹی) سے کہہ تو میں حفصہ بنت عمر کے پاس پہنچا تو میں نے کہا اے حفصہ تو یقیناً جانتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے محبت نہیں کرتے اور اگر میں نہ ہوتا تو وہ تجھے طلاق دیدیتے۔ کہا کہ وہ (یہ سُنکر) شدّت کے ساتھ رو پڑی۔ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔ حفصہ نے کہا کہ وہ اپنے خزانہ میں ہیں۔ کہا کہ پھر میں گیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رباح کو دیکھا کہ وہ بالاخانہ کی چوکھٹ پر اپنے پاؤں لٹکائے بیٹھا تھا ایک لکڑی کی سیڑھی پر یعنی ایک گدّے[عہ] پر جو کھدا ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ اے رباح میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت لے تو اس نے بالاخانہ کی طرف دیکھا اور خاموش رہا۔ کہا کہ پھر میں نے اپنی آواز بلند کی اور کہا کہ اے رباح میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کی اجازت لے۔ میں یہ گمان کر رہا ہوں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم یہ خیال کر رہے ہیں کہ میں حفصہ کی وجہ سے آیا ہوں واللہ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیں کہ میں اسکی گردن ماردوں تو میں ضرور اس کی گردن ماردوں گا۔ کہا کہ پھر رباح نے بالاخانہ کی طرف دیکھا اور میری طرف دیکھا۔ پھر ایسے کیا یعنی اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ داخل ہو جاؤ تو داخل ہوا۔ دیکھتا ہوں کہ آپ بوریے پر چت لیٹے ہیں اور آپ کے بدن پر صرف لنگی ہے۔ پھر آپ بیٹھے

[عہ] یعنی ایک موٹی لکڑی کو کھود کر اس میں سیڑھیوں کی طرح کے طبقات اوپر تلے بنے ہوتے تھے جس سے سیڑھی کا کام لیا جاتا تھا۔ ۱۲

مضطجع علی حصیر وعلیه ازارٌ فجلس واذا الحصیرُ قد اثر فی جنبه وقلّبتُ عینی فی الخزانة فاذا لیس فیه شیئٌ من الدنیا غیر قبضتین من شعیرٍ وقبضةٍ من قَرَظٍ نحو الصاعین واذا افیقٌ معلّق او افیقانِ فابتدرتْ عینایَ فقال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلم ما یُبکیکَ یا ابن الخطاب فقلتُ یارسول اللّٰہ مالی لا ابکی وانت صفوةُ اللّٰہ ورسولُه وخیرتُه من خلقه وهٰذه الاعاجم کسرے وقیصر فی الثمار والانهار وانتَ هٰکذا فقال یا ابن الخطاب اما ترضٰی ان تکون لنا الآخرةُ ولهم الدنیا قلتُ بلٰی یارسول اللّٰہ فاحمدُ اللّٰہ قلّ ما تکلمتُ فی شیئٍ الّا انزل اللّٰہ تصدیق قولی من السماء قال قلتُ یارسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلم ان کنتَ طلقتَ نساءَک فان اللّٰہ عزوجل معک وجبرئیل وانا ابوبکر وصالح المؤمنین فانزل اللّٰہ عزوجل وان تظاهرا علیه فانّ اللّٰہ هو مولٰه وجبریلُ وصالح المومنین الآیة قال فما اخبرتُ ذٰلک نبی اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلم الّا وانا اعرفُ الغضبَ فی وجهه حتی رأیت وجهه یتهلّلُ وکبّرَ فرایتُ ثغره وکان من احسن الناس ثغرًا فقال انّی لم اُطلّقهنّ قلتُ یانبی اللّٰہ قد اشاعوا انک قد طلقتَ نساءک فاُخبرهم انک لم تطلقهنّ قال ان شئتَ فعلتَ

اور میری نظر پڑی تو دیکھا کہ آپ کے پہلو پر بوریے کے نشان پڑے ہوئے ہیں اور میں نے اپنی آنکھ خزانہ کی طرف گھمائی تو دیکھا کہ اس میں دنیا کی کوئی چیز نہیں ہے بجز دو مٹھی جو کے اور ایک گڈی قرظ^عسہ^ کی تھی دو صاع کے قریب اور دیکھتا ہوں کہ بغیر دباغت دی ہوئی ایک کھال لٹکی ہوئی ہے یا دو کھالیں تو میرے آنسو بہنے لگے۔ تو رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا بات تم کو رُلا رہی ہے؟ تو میں نے کہا یا رسول اللّٰہ میں کیسے نہ روؤں حالانکہ آپ اللہ کے خاص بندے ہیں اور اس کے رسول اور اس کے پسندیدہ اسکی تمام مخلوق میں سے اور یہ عجمی کسریٰ اور قیصر پھلوں اور نہروں میں اور آپ اس طرح پر تو فرمایا کہ اے ابن الخطاب کیا تو اس پر راضی نہیں ہوتا ہے کہ ہمارے لئے آخرت ہو اور ان کے لئے دنیا۔ میں نے کہا بیشک یا رسول اللّٰہ، تو میں اللّٰہ کا شکر کرتا ہوں ایسا کم ہوا ہے کہ میں نے کسی چیز میں کلام کیا اور اللّٰہ تعالیٰ نے میرے قول کی تصدیق آسمان سے نازل نہ کردی ہو۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللّٰہ اگر آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دیدی ہے تو اللّٰہ عزوجل آپ کے ساتھ ہے اور جبرئیل اور میں اور ابوبکر اور مومنین کے نیک لوگ۔ تو اللّٰہ عزوجل نے نازل کی وَاِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ (۶۶:۴) اور اگر تم پیغمبر کے مقابلہ میں کارروائیاں کرو گی تو (یاد رکھو) پیغمبر کا رفیق اللّٰہ ہے اور جبرئیل ہے اور نیک مسلمان ہیں الخ'' کہا کہ میں نے اس بات کی خبر نبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کو نہیں دی مگر حال یہ تھا کہ (پہلے) میں آپ کے چہرے میں غصہ کو پہچان رہا تھا یہاں تک کہ (اس کلام کے بعد) میں نے آپ کے چہرے کو دیکھا (خوش ہوتے ہوئے) کہ چمک رہا ہے اور آپ تکبیر کہہ رہے ہیں پھر میں نے دیکھا آپ کے سامنے کے دانتوں کو اور آپ کے سامنے کے دانت سب لوگوں سے زیادہ حسین

عسہ قرظ ایک درخت ہے جس کے پتوں سے چمڑے کی دباغت کرتے ہیں ۱۲ مترجم

فقمت علی باب المسجد فقلت الا ان رسول
الله صلی الله علیه وسلم لم یطلق نساءه فانزل
الله فی الذی کان من شانی وشانه واذا
جاءهم امر من الامن او الخوف اذاعوا به
ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر
منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم قال عمر فانا
الذی استنبطته منهم احمد بن حنبل عن ابن مسعود
قد فضل الناس عمر باربع بذکره الاساری
یوم بدر امر بقتلهم فانزل الله تعالی لولا کتاب
من الله سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم و
بذکره الحجاب امر نساء رسول الله صلی الله علیه
وسلم ان یحتجبن فقالت له زینب وانک
لتغار علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل
فی بیوتنا فانزل الله تعالی واذا سالتموهن
متاعا فاسالوهن من وراء حجاب وبدعوة
النبی صلی الله علیه وسلم اللهم اید
الاسلام بعمر وبرایه فی ابی بکر کان اول الناس
بایعه المحب الطبری عن طلحة بن مصرف
قال قال عمر یا رسول الله الیس هذا مقام
ابراهیم ابینا قال بلی قال عمر فلو اتخذته
مصلی فانزل الله تعالی واتخذوا من مقام
ابراهیم مصلی مسلم واحمد بن حنبل عن ابن
عباس عن عمر قال لما کان یوم بدر قال رسول

تھے پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے انکو طلاق نہیں دی۔ میں نے کہا اے نبی اللہ
لوگوں نے یہ مشہور کر دیا کہ آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دے دی تو میں ان کو
خبر دیئے دیتا ہوں کہ آپ نے ان کو طلاق نہیں دی فرمایا اگر تم چاہو تو ایسا کرلو پھر میں
مسجد کے دروازے پر کھڑا ہوا اور میں نے کہا کہ اے لوگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی تو اللہ تعالیٰ نے میرے وصف اور ان کے وصف میں
جو واقعہ ہوا تھا یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ الخ (۴: ۸۳) اور
جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہنچتی ہے خواہ امن ہو یا خوف تو اس کو مشہور کر دیتے
ہیں اور اگر یہ لوگ اس کو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے حوالہ
پر رکھتے تو اس کو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں سے اسکی تحقیق کر لیا کرتے
ہیں کہا عمرؓ نے تو جس نے ان میں سے اسکی تحقیق کی تھی وہ میں ہوں۔ احمد بن حنبل ابن
مسعود سے اللہ تعالیٰ نے عمر کو سب لوگوں پر فضیلت دی چار مواقع میں ان کے ذکر سے
جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں کہ انہوں نے رائے دی تھی ان کو قتل کرنے کی تو اللہ
تعالیٰ نے نازل فرمایا لَوْلَا كِتٰبٌ الخ (۸: ۶۸) اگر خدا کا ایک نوشتہ مقدر نہ
ہو چکا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی
اور ان کے ذکر کرنے سے پردے کے بارے میں کہ انہوں نے تجویز کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بیویوں کے لئے کہ وہ پردہ کریں تو ان سے زینب نے کہا تھا اور تو اے ابن
الخطاب ہم پر غیرت کر رہا ہے حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں نازل ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ
نے یہ آیت نازل فرمائی وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ الخ (۳۳: ۵۳) اور جب تم ان سے کوئی
چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے کہ
اسلام کو مدد پہنچایئے عمر کے ذریعہ سے اور انکی رائے سے ابوبکر کے بارے میں
کہ انکی خلافت کے محرک عمرؓ ہوتے تھے اور وہ پہلے شخص تھے جس نے ان سے بیعت
کی تھی۔ محب طبری طلحہ بن مصرف سے، کہا کہ عمر نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ مقام
ہمارے باپ ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ نہیں ہے فرمایا کیوں نہیں عمر نے

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ماترون فی ہٰؤلاء الأسارٰی فقال ابوبکر یارسول اللہ بنو العم وبنو العشیرۃ والاخوان غیر انا ناخذ منہم الفداءَ فیکون لنا قوۃٌ علی المشرکین وعسی اللہ ان یہدیہم الی الاسلام ویکونون لنا عضدًا قال فما ترٰی یا ابن الخطاب قلتُ یارسولَ اللہ ما أرٰی الذی رآی ابوبکر ولکن ہٰؤلاء ائمۃ الکفر وصنادیدہم فتقربہم فیضربُ اعناقہم قال فہوٰی رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم ما قالَ ابوبکر ولم یہوَ ما قلتُ واخذ منہم الفداءَ فلما اصبحتُ غدوتُ علی رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم فاذا ہو وابوبکر قاعدان یبکیانِ قلتُ یا نبی اللہ اخبرنی من ایّ شیٔ تبکی انتَ وصاحبُک فان وجدت بکاءً بکیتُ والّا تباکیتُ لبکائکما فقال قد عُرض علیَّ عذابُکم اَدنٰی من ھٰذہِ الشجرۃ لشجرۃ قریبۃ حینئذٍ فانزل اللہ تعالیٰ ماکان لِلنبیّ ان یکونَ لہ اَسرٰی حتّٰی یُثخنَ فی الارض تریدونَ عرضَ الدُّنیا واللہ یُرید الاٰخرۃَ احمدبن حنبل عن انس بن مالک قال استشارَ النبی صلّے اللہ علیہ وسلم الناسَ فی الاساری یوم بدرٍ فقال ان اللہ قد اَمکنکمُ منہم فقام عمر بن

کہا کہ اس کو تو آپ نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا وَاتَّخِذُوا الخ (٢: ١٢٥) اور مقام ابراہیم کو (کبھی کبھی) نماز پڑھنے کی جگہ بنا لیا کرو"۔ مسلم اور احمد بن حنبل، ابن عباس سے وہ عمرؓ سے، کہا کہ جب غزوۂ بدر ہوا تھا تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہؓ سے) سے فرمایا کہ ان اسیروں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو ابوبکرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ یہ چچا کے بیٹے اور رشتہ دار اور بھائی ہیں (میری رائے کچھ نہیں) بجز اس کے کہ ہم ان سے فدیہ لے لیں وہ ہمارے لئے مشرکین کے مقابلہ میں قوت کا باعث ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کی طرف ہدایت فرمادیگا اور یہ لوگ ہمارے بازو بنیں گے آپ نے فرمایا کہ اے ابن خطاب تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا یارسول اللہ میری وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکر کی ہے۔ یہ لوگ ائمۃ کفر اور مشرکین کے سرغنہ ہیں آپ ان کے حق میں یہ تجویز کریں کہ ان کی گردنیں ماردی جائیں کہا کہ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم مائل ہوگئے اس رائے کی طرف جو کہ ابوبکر نے عرض کی تھی اور جو کچھ میں نے عرض کیا اس کو پسند نہیں فرمایا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ جب صبح ہوگئی تو میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا۔ دیکھتا ہوں کہ آپ اور ابوبکر دونوں بیٹھے ہوتے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا یارسول اللہ آپ مجھے بتائیے کہ کیوں رو رہے ہیں آپ اور آپ کے رفیق تاکہ اگر مجھے رونا آتے تو میں بھی روؤں ورنہ آپ دونوں کے رونے کے ساتھ رونے کی کوشش کروں تو فرمایا کہ مجھ پر تمہارا عذاب پیش کیا گیا اس درخت سے بھی زیادہ قریب سے اس وقت ایک قریب کے درخت کی طرف اشارہ کیا تھا۔ تو اللہ تعالےٰ نے نازل فرمایا مَا کَانَ لِلنَّبِيِّ الخ (٨: ٦٧) نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیتے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار) کی خونریزی نہ کرلیں تم دنیا کا مال اسباب چاہتے ہو"۔ احمد بن حنبل، انس بن مالک سے، کہا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ کیا بدر کے قیدیوں کے بارے میں، فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تم کو ان پر قابو دے دیا ہے تو عمر بن الخطاب کھڑے ہوتے اور کہا یارسول اللہ ان کی گردنیں مار دیجئے تو ان سے نبی صلّی اللہ

الخطاب فقال یارسول اللہ اضرب اعناقہم فاعرض عنہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم عاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یاایھا الناس ان اللہ قد امکنکم منہم و انماہم اخوانکم بالامس فقام عمر فقال یارسول اللہ اضرب اعناقہم فاعرض عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم عاد النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال للناس مثل ذٰلک فقام ابو بکر الصدیق فقال یارسول اللہ نرٰی ان تعفو عنہم وان تقبل الفداء منہم قال فذہب عن وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کان من الغم فعفا عنہم وقبل منہم الفداء فانزل اللہ تعالٰی لولا کتٰب من اللہ سبق الآیۃ البخاری ومسلم عن ابن عمر قال لما مات عبد اللہ بن ابی بن سلولؔ جاء ابنہ عبد اللہ الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فسألہ ان یعطیہ قمیصہ یکفنہ فیہ وسألہ ان یصلے علیہ فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیصلے علیہ فقام عمر فاخذ ثوب النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقال اتصلے علیہ وقد نہاک اللہ ان تصلے علیہ فقال انما خیرنی فقال استغفر لہم او لا تستغفر لہم ان تستغفر لہم

علیہ وسلم نے اعراض کیا۔ پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سوال لوٹایا اور فرمایا اے لوگو اللہ تعالٰی نے تم کو ان پر قابو دے دیا ہے اور یہ وہی ہیں جو کل تمہارے بھائی تھے۔ پھر عمرؓ کھڑے ہوئے اور کہا یارسول اللہ ان کی گردنیں مار دیجئے پھر ان سے اعراض کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال لوٹایا اور لوگوں سے اسی طرح فرمایا تو ابو بکر صدیق کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ ان کو معاف کردیں اور ان سے فدیہ قبول کرلیں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر جو رنج کے آثار تھے وہ جاتے رہے تو آپ نے ان کو معاف کردیا اور ان سے فدیہ قبول کرلیا تو اللہ تعالے نے نازل فرمایا لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ الخ (۸: ۶۸) اگر خدا تعالٰی کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا۔ بخاری اور مسلم، ابن عمر سے، کہا کہ جب عبد اللہ بن ابی بن سلولؔ مرا تو اس کا بیٹا عبد اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے آپ سے سوال کیا کہ آپ اس کو اپنا کرتہ عطا فرمادیں جس میں وہ اس کو کفنا دیں اور سوال کیا کہ آپ اس پر نماز پڑھیں تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس پر نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو عمر اٹھے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑا اور کہا کہ آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالٰی نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے تو مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ الخ (۹: ۸۰) آپ خواہ ان (منافقین) کے لئے استغفار کریں اگر آپ ان کے لئے ستر بار بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ تعالٰی ان کو نہ بخشے گا" اور میں استغفار کو ستر سے بڑھا دوں گا۔

عہ سلول عبد اللہ کی ماں کا نام ہے دادا کا نہیں ۱۲

سبعين مرة فلن يغفر الله لهم و سأزيده سے السبعين قال انه منافق فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فانزل الله عزوجل ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره البخاری عن ابن عباس عن عمر انه قال لما مات عبدالله بن ابی بن سلول دعی له رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصلی عليه فلما قام رسول الله صلى الله عليه وسلم وثبت عليه فقلت يا رسول الله اتصلی على ابن ابی وقد قال يوم كذا كذا و كذا اعدد عليه قوله فتبسم رسول الله صلى الله عليه وسلم و قال اخر عنی يا عمر فلما اكثرت عليه قال اما انی خيرت لو اعلم انی اذا زدت على السبعين يغفر له لزدت عليها قال فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم انصرف فلم يمكث الا يسيرا حتی نزلت الآيتان من براءة من قوله ولا تصل على احد منهم مات ابدا و لا تقم على قبره الے وهم فاسقون قال فعجبت بعد من جرأتی على رسول الله صلى الله عليه وسلم يومئذ المحب الطبری عن انس بن مالک قال عمر وافقت ربی فی اربع قلت يا رسول الله لو اتخذت على نساءک حجابا فانه يدخل عليک البر و الفاجر

عمرؓ نے کہا کہ یہ تو منافق ہے۔ پھر اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو اللہ عزوجل نے نازل کیا وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى الخ (۹: ۸۴) اور ان میں کوئی مر جائے تو اس (کے جنازہ) پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہوجیئے"۔ بخاری، ابن عباس سے وہ عمر سے کہ انہوں نے کہا کہ جب عبداللہ بن ابی بن سلول مرا تو اسکی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بلائے گئے تاکہ اس پر نماز پڑھیں۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو میں آپ کے سامنے کو دپڑا اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ابن ابی پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن یہ کہا تھا اور یہ کہا تھا اور یہ کہا تھا۔ میں آپ کے سامنے شمار کر رہا تھا اسکی باتوں کو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ اے عمر میرا پیچھا چھوڑ پھر جب میں آپ کے سامنے بہت کچھ کہہ چکا تو آپ نے فرمایا آگاہ ہو کہ مجھے اختیار دیا گیا ہے تو میں مختار ہوں اگر میں یہ سمجھوں کہ اگر میں نے ستر مرتبہ سے زیادہ (استغفار) کر دیا تو اسکی مغفرت ہوجائیگی تو میں زیادہ کردوں گا کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور واپس ہوتے اس کے بعد کچھ ہی دیر ہوتی تھی یہاں تک کہ سورۃ براۃ کی دو آیتیں نازل ہوئیں اس قول سے وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ سے وَهُمْ فٰسِقُوْنَ تک (یعنی) اور ان میں کوئی مر جاتے تو اس (کے جنازے) پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن) کے لئے اسکی قبر پر کھڑے ہوجیئے (کیونکہ) انہوں نے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ حالت کفر ہی میں مرے ہیں"۔ کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی اس جرأت سے جو اس دن واقع ہوئی تھی تعجب[ع] ہوا۔ محب طبری، انس بن مالک سے کہ کہا عمرؓ نے کہ چار باتوں میں اپنے رب کے ساتھ میں نے موافقت کی۔ میں نے

ع نور یقین کے تسلط نے عمرؓ کو مغلوب کر کے وہ جرأت پیدا کر دی تھی جس پر آپ نے اظہار تعجب کیا ۱۲ مترجم

فانزل اللہ تعالیٰ واذا سالتموہن متاعًا فاسالوہن من ورآء حجاب وقلت لازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم لتنتہین او لیبدلن اللہ ازواجًا خیرًا منکن ونزل ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ من طین الیٰ قولہٖ ثم انشأناہ خلقًا آخر فقلت فتبارک اللہ احسن الخالقین فی روایۃ فقال صلی اللہ علیہ وسلم تزید فی القرآن یا عمر فنزل جبرئیل بہا وقال انہا تمام الآیۃ المحب الطبری عن رجل من الانصار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استشار عمر فی امر عائشۃ حین قال لہا اہل الافک ما قالوا فقال یا رسول اللہ من زوجکہا فقال اللہ تعالیٰ قال افتظن ان ربک دلس علیک فیہا سبحانک ہذا بہتان عظیم فانزل اللہ علی وفق ما قال عمر المحب الطبری عن علی انطلق عمر الی الیہود فقال انی انشدکم باللہ الذی انزل التوراۃ علی موسیٰ ہل تجدون وصف محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی کتابکم قالوا نعم قال فما یمنعکم من اتباعہ قالوا ان اللہ لم یبعث رسولاً الا کان لہ من الملائکۃ کفیل وان جبرئیل ہو الذی تکفل محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم وہو الذی یأتیہ وہو عدونا من الملائکۃ ومیکائیل سلمنا فلو کان ہو الذی یأتیہ اتبعناہ قال فانی اشہد انہ ما کان میکائیل

کہا یا رسول اللہ آپ تو مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ قرار دیدیں[1]۔ اور میں نے کہا یا رسول اللہ آپ تو اپنی بیبیوں کا پردہ کرائیں کیونکہ آپ کے پاس اچھے بُرے سب ہی آتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ الخ (۳۳: ۵۳) اور جب تم ان سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگا کرو"۔ اور میں نے ازواج نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم کو باز آجانا چاہیئے ورنہ اللہ تعالیٰ ایسی بیبیاں بدل دے گا جو تم سے اچھی ہوں گی[2] اور یہ آیت نازل ہوتی وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ سے خَلْقًا اٰخَرَ تک (۲۳: ۱۲) اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصہ (یعنی غذا) سے بنایا۔ پھر ہم نے اس کو نطفہ سے بنایا جو کہ (ایک مدت معینہ تک) ایک محفوظ مقام (یعنی رحم) میں رہا پھر ہم نے اس نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنایا پھر ہم نے اس خون کے لوتھڑے کو (گوشت کی) بوٹی بنا دیا پھر ہم نے اس بوٹی (کے بعض اجزاء) کو ہڈیاں بنا دیا پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھا دیا۔ پھر ہم نے (اس میں روح ڈال کر) اس کو ایک دوسری ہی طرح کی مخلوق بنا دیا"۔ تو میں نے کہا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ (تو کیسی بڑی شان ہے اللہ کی جو تمام صناعوں سے بڑھ کر ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر تو قرآن میں اضافہ کر رہا ہے پھر جبرئیل اس کو لیکر نازل ہوئے اور کہا کہ آیت کا آخر حصہ یہ ہے۔ محب طبری، انصار میں کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ کے بارے میں عمرؓ سے مشورہ طلب کیا جب کہ ان کے حق میں تہمت لگانے والوں نے بکواس کی تھی جو کی تھی تو عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ اس کو آپ کی زوجہ کس نے بنایا؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا تو پھر کیا آپ یہ گمان کر سکتے ہیں کہ آپکے ربنے اس کے بارے میں دھوکے کی بات کی۔ یا اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ایسا کلام جو قول عمر کے موافق تھا۔ محب طبری، علی رضؓ سے کہ عمرؓ یہود کے پاس پہنچے اور کہا کہ میں تم کو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے موسیٰ پر توریت کو نازل کیا کہ کیا تم لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اپنی کتاب میں پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! عمرؓ نے کہا کہ پھر ان کے اتباع سے کیا چیز تم کو روک رہی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو مبعوث نہیں کیا مگر فرشتوں میں سے کسی کو اس کا کفیل (مددگار) بنایا ہے اور جبرئیل وہ فرشتہ ہے جو کفیل بنا ہے محمد صلی اللہ علیہ

[1] تو یہ آیت نازل ہوئی واتخذوا من مقام ابراھیم مُصَلًّی ۱۲ [2] تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی عَسٰی رَبُّهٗۤ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗۤ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ ۱۲

لیُعادیَ سِلْم جبریئل وما کان جبریئلُ لیُسالِمَ
عدوَّ میکائیل قال فمرَّ نبیُّ اللہ صلّے اللہ
علیہ وسلّم فقالوا ھذا صاحبک یا ابن الخطاب
فقام الیہ وقد اُنزِلَ علیہ قُل مَنْ کان عدوًّا لجبریلَ
الے قولہ عَدُوٌّ لِلکافِرِینَ المحب الطبری وھو
فی جامع الترمذی وغیرہ ان عمر کان حریصًا
علی تحریم الخمر فکان یقول اللّٰھم بیّن لنا فے
الخمر وانّھا تُذھِبُ المالَ والعقلَ فنزل قولہ
تعالی یَسْأَلُونَکَ عن الخمرِ والمیسرِ الآیۃ فدعا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمر فتلاہا
علیہ فلم یَرَ فیھا بیانًا فقال اللّٰھم بیّن لنا فے
الخمر بیانًا شافیاً فنزل یا ایّھا الّذین اٰمنوا
لَا تَقْرَبُوا الصّلوٰۃ وانتم سُکارٰی الآیہ فدعا
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمر فتلاہا
علیہ فلم یَرَ فیھا بیانًا ثم قال اللّٰھم بین لنا فی
الخمر بیانًا شافیاً فنزل یا اَیُّھا الذین اٰمنوا
اِنَّما الخمر والمَیْسِرُ الآیۃ فدعا رسول اللہ
صلّی اللہ علیہ وسلم عمر فتلاہا علیہ
فقال عمر عند ذٰلک انتھینا یا ربّ انتھینا
المحب الطبری عن ابن عباس ان رسول
اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم اَرسَلَ غلامًا
من الانصار اِلی عمر بن الخطاب وقت
الظھر لیدعوہ فدخل فرأی عمر علے حالۃ

وسلم کا اور یہی ہے وہ جو کہ ان کے پاس آیا کرتا ہے اور وہ فرشتوں میں سے ہمارا دشمن ہے اور میکائیل ہمارا خیر خواہ ہے تو اگر یہ ان کے پاس آنے والا ہوتا تو ہم ان کا اتباع کر لیتے۔ عمرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میکائیل ایسا نہیں ہے کہ دشمنی کرے جبریئل کے پسندیدہ لوگوں سے اور جبریل ایسا نہیں کہ سلامتی چاہے میکائیل کے دشمنوں کی کہا کہ پھر نبی صلّی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گذرے تو انہوں نے کہا کہ یہ ہیں تمہارے صاحب اے ابن الخطاب تو عمرؓ آپ کے پاس پہنچے اور آپ کے اوپر یہ آیت نازل ہو چکی تھی قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ سے عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ ؁ تک (۲: ۹۷: ۹۸) محب طبری، اور یہ جامع ترمذی وغیرہ میں بھی ہے کہ عمرؓ بہت خواہشمند تھے شراب کے حرام کئے جانے کے تو یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ شراب کے بارے میں ہم پر واضح حکم کر دیجئے اور یہ مال کو بھی برباد کرتی ہے اور عقل کو بھی تو نازل ہوا اللہ تعالیٰ کا ارشاد یَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ الآیۃ (۲: ۲۱۹) لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کو (بعضے) فائدے بھی ہیں اور گناہ کی باتیں ان فائدوں سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں الخ" تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور ان کے سامنے اسکی تلاوت کی تو انہوں نے اس میں صراحت نہ دیکھی تو کہا کہ یا اللہ خمر کے متعلق ہمارے لئے شافی صریح حکم بیان کر دیجئے پھر یہ آیت نازل ہوئی یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ الخ (۴: ۴۳) اے ایمان والو تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں نہ جاؤ کہ تم نشے میں ہو الخ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو بلایا اور ان کے سامنے آیت کی تلاوت کی تو انہوں نے اس میں صریح حکم نہ دیکھ کر پھر دعا کی کہ یا اللہ ہمارے لئے خمر کے متعلق شافی صریح حکم بیان کر دیجئے پھر نازل ہوا یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ الخ (۵: ۹) اے ایمان والو بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں اور شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو تاکہ تم کو فلاح ہو" تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بلایا اور ان کے سامنے اسکی تلاوت کی تو عمرؓ نے اس موقع پر کہا کہ ہم (شراب سے) باز آئے اے پروردگار ہم باز آئے۔

کرہ عمر رؤیتہ علیہا فقال یارسولَ اللہ ودِدتُ لو اَنَّ اللہ امرنا ونہانا فی حالِ الاستیذانِ فنزلت یَاَیُّہَا الَّذِین اٰمَنُوْا لِیَسْتَاذِنْکُمُ الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ الآیۃ المحب الطبری لما نزل قولہٗ تعالیٰ ثُلَّۃٌ من الاوّلین وقلیلٌ مِنَ الآخِرِیْنَ بکے عمر وقال یارسولَ اللہ وقلیل من الآخرین اٰمنّا برسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صدّقناہ ومن ینجو منّا قلیل فانزل اللہ تعالیٰ ثُلَّۃٌ مِنَ الاوّلِیْنَ وثُلَّۃٌ مِنَ الآخِرِیْنَ فدعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمر فقال لقد انزل اللہُ فیما قلتَ فجعل ثُلّۃً من الاوّلین وثُلّۃً من الآخِرِیْنَ المحب الطبری عن طارق بن شہاب قال جاءَ رجلٌ یہودی الٰی عمر بن الخطاب فقال ارایتَ قولَہٗ تعالیٰ سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِنْ رَبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ والارضُ فاین النار فقال لاصحاب محمدٍ صلے اللہ علیہ وسلم اَجِیْبُوْہ فلم یکن عندہم منہا شیئٌ فقال عمر اَرَاَیْتَ النہارَ اذا جاءَ اَلَیْسَ یملأُ السمٰوٰتِ والارضَ قال بلٰی

محب طبری ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے ایک غلام کو ظہر کے وقت بھیجا عمر بن الخطاب کے پاس تاکہ ان کو بلا لاتے تو وہ اندر پہنچ گیا اور اس نے عمر کو ایسی حالت میں دیکھا کہ عمر کو اس کا اس حالت میں دیکھنا ناگوار ہوا! تو آپ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو آنے کی اجازت طلب کرنے کے کچھ امر اور نہی فرمادے تو نازل ہوئی یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاذِنْکُمُ الخ (۲۴: ۵۸) اے ایمان والو (تمہارے پاس آنے کے لئے) مملوکوں کو اور تم میں جو حدِ بلوغ کو نہیں پہنچے انکو تین وقتوں میں اجازت لینا چاہیئے الخ۔ المحب طبری، جب اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا ثُلَّۃٌ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَقَلِیْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (۵۶: ۱۳: ۱۴) "ان کا ایک بڑا گروہ تو اگلے لوگوں میں سے ہوگا اور تھوڑے پچھلے لوگوں میں سے ہونگے" تو عمرؓ روتے اور کہا یارسول اللہ اور آخرین میں سے تھوڑے سے؟ ہم اللہ کے رسولؐ پر ایمان لاتے (صلے اللہ علیہ وسلم) اور انکی ہم نے تصدیق کی اور جو ہم میں سے نجات پائیں وہ قلیل ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔ ثُلَّۃٌ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَثُلَّۃٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ (۵۶: ۳۹: ۴۰) "(اصحاب الیمین) کا ایک بڑا گروہ اگلے لوگوں میں کا ہوگا اور ایک بڑا گروہ پچھلے لوگوں میں کا ہوگا" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بلایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اُس بات کے بارے میں جو تم نے کہی تھی نازل فرمادیا ہے تو اس نے ایک بڑا گروہ اولین میں سے اور ایک بڑا گروہ آخرین میں سے مقرر کردیا۔ محب طبری طارق بن شہاب سے، کہا کہ ایک یہودی شخص عمر بن الخطاب کے پاس آیا اور بولا کیا آپ نے دیکھا اللہ تعالیٰ کا قول وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ الخ (۳: ۱۳۳) "اور دوڑو طرف مغفرت کے جو تمہارے پروردگار کی جانب سے ہو اور طرف جنت کے جسکی وسعت ایسی ہے جیسے سب آسمان و زمین" تو نار کہاں ہے (جب کہ تمام آسمان و زمین جنت کے عرض میں آگئے) تو عمرؓ نے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس کو جواب دو تو ان کے پاس اس کے بارے میں کچھ نہ تھا۔ع تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تو نے دن کو دیکھا ہے کہ جب وہ آجاتا ہے تو کیا آسمانوں اور زمین

ع لیعنی کوئی روایت موجود نہ تھی اور صحابہ کی عادت تھی کہ اپنے قیاسات عقلیہ بیان کرنے سے ایسے امور میں بچتے تھے اور صحابہؓ کو مخاطب کرنے سے حضرت عمرؓ کا منشا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی روایت ہو تو بیان کرے ۱۲ مترجم

قال فاین اللیلُ قال حیثُ شاءَ اللہ عزوجل قال عمر فالنارُ حیث شاءَ اللہُ عزوجل قال قال الیہودی والذی نفسُکَ بیدِہ یاامیرالمومنین انہا لفی کتاب اللہِ المُنَزَّلِ کما قلتَ روی ان کعب الاحبار قال یومًا عند عمر وَیلٌ لمِلِک الارض من مَلِک السمآء فقال عمر الّا مَن حاسَبَ نفسہ فقال کعبٌ والذی نفسی بیدہ انہا لَتَا بِعتُہا فی کتاب اللہ عزوجل التورٰۃ فخرّ عمر ساجدًا للہِ تعالیٰ المحبّ الطبری عن ابن عمر انہ قال مااختلفَ اصحابُ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی شیٍٔ دقالوا وقال عمر الّا نزل القرآنُ بما قال عمر وعن علیؓ ان عمر لیقول القولَ فینزِلُ القرآنُ بتصدیقہٖ وعنہ کنا نرٰی ان فی القرآن کلامًا من کلامہٖ ورأیًا من رأیہٖ **ومن ذلک** قولہ فی الأذانِ اَوَلَا تبعثونَ رجُلًا یُنادِیْ بالاذانِ فاستقرَّ الامرُ علٰے ذلکَ بعد رؤیا عبد اللہ بن زید واصلُ القصّۃِ فی الصحیحین وغیرہما وَاخرج محمد بن اسحٰق واحمد والوداؤد والترمذے والدارمے فے حدیث عبد اللہ بن زید فسمع عُمرُ ذٰلک یعنی

کو نہیں بھر لیتا اس نے کہا کہ بیشک ۔ کہا کہ پھر رات کہاں ہوتی ہے ۔ اس نے کہا جہاں اللہ عزوجل چاہتا ہے ۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر نار بھی وہیں ہے جہاں اللہ عزوجل نے چاہا[عہ] ۔ کہا کہ اس پر یہودی نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں آپ کا نفس ہے کہ یہ بات اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب (توریت) میں اسی طرح ہے جیسے آپ نے کہا ۔ مروی ہے کہ ایک دن کعب احبار نے عمر رضؓ کے سامنے کہا کہ زمین کے بادشاہ کے لئے خرابی ہوگی آسمان کے بادشاہ کی طرف سے ۔ تو عمر رضؓ نے کہا بجز اس کے جو اپنے نفس سے محاسبہ کرے ۔ تو کعب نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسکی تائید کرنیوالی آیات اللہ عزوجل کی کتاب توریت میں موجود ہیں تو عمر اللہ کے لئے سجدے میں گر گئے ۔ محبّ طبری ابن عمرؓ سے کہ انہوں نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں مختلف الرائی نہیں ہوتے کہ انہوں نے ایک بات کہی اور عمر رضؓ نے کچھ اور کہا مگر قرآن نازل ہوا اس بات کے موافق جو عمر رضؓ نے کہی ۔ اور مروی ہے علی رضؓ سے کہ عمر رضؓ جو بات کہتے قرآن اسکی تصدیق میں نازل ہو جاتا ۔ اور ان ہی سے مروی ہے کہ ہم دیکھا کرتے تھے کہ قرآن میں موجود ہے ان کے کلام کے مطابق کلام اور ان کی رائے کے مطابق رائے ۔ اور اسی قسم میں سے ہے ان کا قول اذان کے بارے میں کہ کیوں نہیں بھیج دیتے کسی شخص کو جو اذان کو بلند آواز سے کہہ دے تو اسی پر بات قرار پکڑ گئی عبد اللہ بن زید کے خواب کے بعد اور اصل قصّہ صحیحین اور دیگر کتب میں موجود ہے اور اخذ کیا محمد بن اسحٰق اور ابوداؤد اور ترمذی اور دارمی نے عبد اللہ بن زید کی حدیث میں کہ پھر عمرؓ نے اس کو یعنی اذان کو سُنا اور وہ اپنے گھر میں تھے تو اپنی چادر کھینچتے

عہ خلاصہ جواب یہ ہے کہ یہ محاورے کا کلام ہے کہ دن کو دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ سب آسمان و زمین روشنی سے بھر گئے حالانکہ جب کرۂ ارض کے ایک حصّہ میں دن ہوتا ہے تو دوسرے میں رات ہوتی ہے اسی طرح جنت کے عرض کو سماوات و ارض کے عرض سے تشبیہ ایک محاورے کا کلام ہے رقبہ اور پیمائش مقصود نہیں ہے ۔ یہودی نے بھی تصدیق کر دی کہ اللہ کی نازل کردہ کتاب یعنی توریت میں بھی اسی تشبیہ کو استعمال کیا گیا ہے ۔ ۱۲ مترجم

الاذان وهو في بيته فخرج يجر رداءه وهو
يقول والذي بعثك بالحق لقد رأيت مثل
الذي رأى قال صلى الله عليه وسلم فلله
الحمد المحب الطبري عن عبد الرحمن بن ابي
عمرة الانصاري قال حدثني ابي قال كنا مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة غزاها
فاصاب الناس مخمصة فاستأذن الناس
رسول الله صلى الله عليه وسلم في نحر بعض
ظهورهم فهمّ رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان يأذن لهم فقال عمر بن الخطاب ارأيت
يارسول الله صلى الله عليه وسلم ان نحرنا
ظهرنا ثم لقينا عدونا غدا ونحن جياع
رجال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
فما ترى يا عمر قال ارى ان تدعو الناس
ببقايا ازوادهم ثم تدعو فيها بالبركة فان
الله عزوجل سيبلغنا بدعوتك ان شاء الله
تعالى قال فكانما كان على رسول الله صلى الله
عليه وسلم غطاء فكشف قال فدعا بثوب
فامر به فبسط ثم دعى بالناس ببقايا ازوادهم
قال فجاءوا بما كان عندهم قال فمن الناس
من جاء بالجفنة من الطعام او الحثية
ومنهم من جاء بمثل البيضة قال فامر به
رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضع

ہوئے نکلے اور وہ یہ کہہ رہے تھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ
بھیجا ہے میں نے اسی کی مانند خواب دیکھا جو اس نے (یعنی عبداللہ بن زید نے)
دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا فللہ الحمد (اللہ کا شکر
ہے) محب طبری، عبدالرحمن بن ابی عمرۃ الانصاری سے کہا کہ مجھ سے بیان
کیا میرے باپ نے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ
میں تھے جس میں آپ تشریف لے گئے تھے تو لوگ بھوک میں مبتلا ہو گئے اس
پر لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی اپنے بعض
اونٹوں کے ذبح کرنے کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا کہ ان
کو اجازت دے دیں تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ
نے اس کا بھی خیال فرمایا کہ اگر ہم نے اپنی سواریوں کو ذبح کر لیا پھر ہم اپنے
دشمنوں سے کل اس حال میں مقابلہ کریں گے کہ ہم بھوکے اور پیدل ہوں گے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ——— پھر تمہاری
کیا رائے ہے اے عمر۔ کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ان کے
بچے ہوئے زادِ راہ سمیت طلب کیجئے پھر اس میں آپ دعائے برکت
کیجئے تو یقیناً اللہ عزوجل آپ کی دعا سے ہم کو طعام عطا کر دے
گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ کہا کہ ایسا ہو گیا کہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے سامنے ایک پردہ پڑا ہوا تھا جو اٹھا دیا گیا۔ کہا کہ پھر آپ نے
ایک کپڑا منگایا جو آپ کے حکم سے بچھا دیا گیا۔ پھر لوگوں کو ان کے بچے
ہوئے زادِ راہ کے ساتھ بلوایا کہا کہ پھر جو کچھ لوگوں کے پاس موجود
تھا لے کر آ گئے۔ کہا کہ لوگوں میں بعض ایسے تھے جو کھانے کا بڑا پیالہ
لے کر آئے یا ایک دو ہتڑ لائے اور ان میں سے بعض انڈے کے برابر
لے کر آئے۔ کہا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے حکم دیا تو وہ اس کپڑے پر رکھ دیئے گئے۔ پھر آپ نے

علی ذلک الثوب ثم دعا فیہ بالبرکۃ ثم تکلم بما شاء اللہ عزوجل ثم نادی فی الجیش ثم امرہم فاکلوا واطعموا وملأوا آنیتہم ومزاودہم ثم دعا برکوۃ فوضعت بین یدیہ ثم دعا بشیٔ من ماء فصبّ فیہا ثم مجّ فیہا وتکلم بما شاء اللہ ان یتکلم بہ وادخل کفیہ فیہا فاقسم باللہ لقد رأیت اصابع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یتفجر منہا ینابیع الماء ثم امر الناس فشربوا وملأوا قربہم واداواتہم قال ثم ضحک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتی بدت نواجذہ ثم قال اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ لا یلقی اللہ بہما احدٌ الا دخل الجنۃ

المحب الطبری عن ابی موسیٰ قال اتیتُ النبی صلے اللہ علیہ وسلم ومعی نفرٌ من قومی فقال ابشروا وبشّروا من وراءکم انہ من اشہد ان لا الہ الا اللہ صادقاً بہا دخل الجنۃ فخرجنا من عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم نبشّر الناس فاستقبلنا عمر بن الخطاب فرجع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر یا رسول اللہ اذاً یتّکل الناس فسکت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

اس میں برکت کی دعا کی اور تکلم فرمایا اس کلام سے جو اللہ عزوجل نے چاہا۔ پھر لشکر میں اعلان کر دیا (سب لوگ جمع ہو گئے) تو انہوں نے کھایا اور کھلایا اور اپنے برتنوں کو اور اپنے توشہ دانوں کو بھر لیا۔ پھر آپ نے ایک رکوہ (چمڑے کا چھوٹا ڈول) منگایا جو آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ پھر آپ نے تھوڑا سا پانی منگایا۔ وہ اس میں ڈال دیا گیا پھر آپ نے اس میں کلی کی اور جن کلمات کے ساتھ اللہ نے چاہا آپ نے تکلم کیا اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اس میں داخل کر دیا تو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کو دیکھا کہ ان سے پانی کے چشمے بہہ رہے تھے پھر آپ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے پیا اور اپنی مشکیں اور برتن بھر لئے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یہاں تک کہ آپ کے دانت کھل گئے پھر کہا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ (میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ نہیں ملے گا ان دونوں (شہادتوں) کو لے کر اللہ تعالےٰ سے کوئی شخص مگر وہ جنت میں داخل ہوگا۔

محب طبری ابو موسیٰ سے کہا کہ میں آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور میرے ساتھ کچھ لوگ میری قوم کے بھی تھے تو فرمایا کہ تم کو بشارت ہو اور ان کو بشارت دے دو جو تمہارے پیچھے ہیں کہ جس نے یہ شہادت دی کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اس حال میں کہ اس میں صادق ہو (یعنی صدق دل سے شہادت دینے والا ہو) تو وہ جنت میں داخل ہوگا تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکلے لوگوں کو یہ بشارت دے رہے تھے تو ہمارے آڑے آگئے عمر بن الخطاب پھر لوٹے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو عمر رض نے کہا یا رسول اللہ اس صورت میں لوگ اتنے ہی پر اعتماد کر بیٹھیں گے (اور اعمال خیر چھوڑ دیں گے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

مسلم عن ابی ہریرۃ قال اتیتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی حائطٍ فاَعطانی نعلَیہ فقال اذہب بنعلَیَّ ہاتین فمن لقیتَہ من وراء الحائط یشہد ان لا الٰہ الّا اللہ مُستیقناً بہا قلبُہ فبَشِّرہ بالجنۃ فکان اوّل من لقیتُ عمر بن الخطاب فقال ما ہاتان النعلان یا ابا ہریرۃ فقلتُ ہاتانِ نعلا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم بعثنی بہما من لقیَنی یشہد ان لا الٰہ الا اللہ مستیقناً بہا قلبہ بشّرتہ بالجنۃ فضرب بین ثدیَیَّ فخَرَرتُ لاستی فقال ارجع یا ابا ہریرۃ فرجعتُ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاَجہشتُ بالبکاء ورکبنی عمر واذا ہو علے اثری فقلتُ لقیتُ عمر واخبرتہ بالذی بعثتَنی بہ فضربَ بین ثدیَیَّ ضربۃً خَرَرتُ لاستی وقال ارجع فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا عمر ما حملک علی ما صنعتَ فقال یا رسول اللہ اَبعثتَ ابا ہریرۃ بنعلیک من لقی یشہد ان لا الٰہ الا اللہ مُستیقناً بہا قلبُہ بشّرتہ بالجنۃ قالَ نعم قال فلا تفعل فانی اخافُ ان یتّکِلَ الناسُ علیہا فخَلِّہم یعملونَ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخلّہم ابوداؤد عن ابی رِمثۃَ قال صلّیتُ مع النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقد کان معہ

ہوگئے۔ مسلم نے ابوہریرہ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچے باغ میں پہنچا تو مجھے آپ نے اپنی دونوں جوتیاں دیں اور فرمایا کہ میری یہ دونوں جوتیاں لے جا اور باغ سے باہر جس سے تو ملے جو کہ یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس حال میں کہ اس شہادت پر اس کا قلب یقین رکھنے والا ہو اس کو جنّت کی بشارت دیدے۔ تو پہلا شخص جو مجھ سے ملا وہ عمر بن الخطاب تھے تو انہوں نے کہا کہ یہ جوتیاں کیوں لے رکھی ہیں اے ابوہریرہ! میں نے کہا کہ یہ دونوں جوتیاں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی ہیں یہ مجھے دے کر آپ نے بھیجا ہے کہ جو شخص مجھ سے ایسا ملے جو یہ شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا قلب اس پر یقین رکھتا ہو تو میں اس کو جنّت کی بشارت دیدوں گا تو انہوں نے میری چھاتی کے درمیان مارا کہ میں پیچھے جا پڑا اور کہا کہ واپس ہو لے ابوہریرہ۔ تو میں لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور میں نے رونے کا قصد کیا اور عمر مجھ پر سوار ہوتے (یعنی تعاقب کیا) دیکھتا ہوں کہ میرے پیچھے آ رہے ہیں تو میں نے کہا کہ میں عمر سے ملا اور جس پیغام کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا میں نے اس کو خبر کردی تو اس نے میری چھاتی پر مارا[عہ] کہ میں پیچھے جا پڑا اور کہا کہ لوٹ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کس بات نے تم کو اس حرکت پر ابھارا جو تم نے کی؟ تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ نے ہی ابوہریرہ کو اپنی نعلین دے کر بھیجا تھا کہ جو شخص ملے اور یہ شہادت دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر اُس کا قلب یقین رکھتا ہو تو اس کو جنّت کی بشارت دے دے فرمایا کہ ہاں تو عمر نے کہا کہ ایسا نہ کیجئے کیونکہ مجھے یہ ڈر ہے کہ لوگ اسی پر تکیہ کر بیٹھیں گے تو ان کو چھوڑ دیجئے کہ عمل کرتے رہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا اسی حال پر رہنے دو۔ ابوداؤد ابو رمثہ سے، کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز

عہ عمر کا یہ فعل بناء بر غلبۂ حال تھا جو مذکورہ بالا نور یقین کے استیلاء سے پیش آیا تھا یہی سبب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مواخذہ نہ فرمایا ممکن ہے کہ ابوہریرہ سے معافی مانگ لی ہو جس کا ذکر راوی نے نہیں کیا ۱۲ مترجم

رجل قد شهد التكبيرة الاولى من الصلوٰة فصلّى رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم سلم فقام الرجل الذی ادرک معه التكبيرة الاولى يشفع فوثب عمر اليه فاخذ منكبيه فهزّه ثم قال اجلس فانه لم يهلک اهل الكتاب الا انه لم يكن بين صلوٰتهم فصلٌ فرفع النبی صلی الله علیه وسلم بصره وقال اصاب الله بک یا ابن الخطاب

الفصل الرابع

فی مکاشفات امیر المومنین عمر بن الخطاب وفراساته وما رأی المسلمون فیه من المرایا الصالحة ومعظم ہذا الفصل داخلٌ فی جنس انقیاد القوة العاقلة لنور الیقین لکنا افردناه لعظم خطره وما الحقنا به غیره المحب الطبری عن عمرو بن الحارث قال بینما عمر یخطب یوم الجمعة اذ ترک الخطبة ونادی یا ساریة الجبل مرتین او ثلثا ثم اقبل علی خطبته فقال ناسٌ من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم انه لمجنونٌ ترک خطبته ونادی یا ساریة الجبل فدخل علیه عبدالرحمن بن عوف وکان ینبسط علیه فقال یا امیر المومنین تجعلُ للناس علیک مقالاً بینما انت فی خطبتک اذ نادیتَ

پڑھی اور آپ کے ساتھ ایک شخص تھا جو نماز کی تکبیر اولیٰ میں موجود تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی پھر سلام پھیرا۔ پھر وہ شخص کھڑا ہوا جس نے آپ کے ساتھ تکبیر اولیٰ کو پایا تھا اور دوگانہ شروع کر دیا تو عمرؓ کود کر اس پر جا پہنچے اور اس کے کندھے پکڑ کر اس کو ہلایا اور کہا کہ بیٹھ۔ درحقیقت اہل کتاب نہیں ہلاک ہوتے مگر اس وجہ سے کہ ان کی نمازوں کے بیچ میں فصل عہ نہیں تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر اٹھائی اور فرمایا اللہ نے تم کو حق پر پہنچا دیا ہے اے ابن خطاب

فصل رابع

امیر المومنین عمر بن الخطاب کے مکاشفات اور ان کی ایمانی بصیرتوں کے بیان میں اور ان اچھے خوابوں کے بیان میں جو مسلمانوں نے ان کے بارے میں دیکھے اور اس فصل کا بڑا حصہ قوت عاقلہ کے نور یقین کی مطیع ہونے کی جنس میں داخل ہے لیکن ہم نے ان کو مستقلاً الگ رکھا ہے اس کے مہتم بالشان ہونے کی وجہ سے ، اور اس کے ساتھ دوسری نوع کے حالات کو نہیں ملایا۔ محب طبری، عمرو بن الحارث سے، کہا اس درمیان میں کہ عمرؓ یوم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک انہوں نے خطبہ کو ترک کر دیا اور پکارا "یا ساریۃ الجبل"، (اے ساریہ پہاڑ) دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔ پھر اپنے خطبہ کی طرف متوجہ ہو گئے تو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگوں نے کہا کہ وہ مجنون ہیں کہ اپنا خطبہ چھوڑ دیا اور پکارنے لگے یا ساریۃ الجبل پھر عبدالرحمٰن بن عوف ان کے پاس پہنچے اور وہ ان سے بے تکلفی کی باتیں کرتے تھے انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ لوگوں کے لئے اپنے اوپر نکتہ چینیوں کا موقع نکالتے ہیں۔ اپنے خطبہ میں جو آپنے ندا کی

عہ فصل نہ کرنے کی وجہ ریاکاری تھی اور عبادتِ ریا موجب ہلاکت ہے اسی مادۂ ریا کو قطع کرنے کے لئے عمرؓ نے اس کو بٹھا دیا ۱۲

اشتیاق احمد

یاساریۃ الجبلَ ای شیئٍ ھٰذا قال واللہ
ما ملکتُ ذٰلک حینَ رأیت ساریۃ واصحابہٗ
یقاتلون عندَ جبلٍ ویُؤتَون منہ من بین
ایدیہم ومن خلفہم فلم املک ان قلتُ
یاساریۃ الجبل لیلحقوا بالجبل فلم تمضِ
الایام حتی جآء رسولُ ساریۃ بکتابہ ان القوم
لقونا یوم الجمعۃ فقاتلناہم من حین صلینا
الصبحَ الی ان حضرت الجمعۃُ وذرّ حاجبُ
الشمس فسمعنا صوتَ منادٍ ینادی الجبلَ مرتین
فلحِقنا بالجبل فلم نزل قاہرین لعدونا
حتی ہزمہم اللہ تعالٰی ویُروی ان مصر
لما فتحت الی اہلہا عمرو بن العاص وقالوا
لہ ان ھٰذا النیل یحتاج فی کل سنۃ
الی جاریۃ بکرٍ من احسن الجواری فنلقیہا فیہ
والا فلا تجری وتخرب البلاد وتقحط فبعث
عمرو الی امیرالمومنین عمر یخبرہ بالخبر فبعث
الیہ عمر الاسلام یجبّ ما قبلہ ثم بعث الیہ
بطاقۃ فیہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الی
نیل مصر من عبد اللہ عمر بن الخطاب اما بعدُ
فان کنتَ تجری بنفسک فلا حاجۃ بنا الیک
وان کنتَ تجری باللہ فاجرِ علی اسم اللہ وامرہ

یاساریۃ الجبل یہ کیا چیز تھی؟ عمرؓ نے کہا کہ واللہ میں قابو سے باہر ہوگیا جب میں نے دیکھا ساریہ اور اس کے ساتھیوں کو کہ وہ قتال کر رہے ہیں پہاڑ کے قریب اور وہ گھیر لئے جائیں گے اس دشمن کی طرف سے آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی تو میں بے قابو ہوگیا اس بات کے کہنے پر کہ یاساریۃ الجبل تاکہ وہ پہاڑ سے ملحق ہو جائیں (تاکہ دشمن چاروں طرف سے نہ گھیر سکے) تو کچھ دن نہ گذرے تھے کہ ساریہ کا بھیجا ہوا قاصد اُن کا خط لے کر آیا کہ قوم نے ہم پر جمعہ کے دن حملہ کیا تو ہم نے ان سے صبح کے وقت سے قتال شروع کیا یہاں تک کہ جمعہ کا وقت آگیا اور سورج ڈھلنے لگا تو ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جس نے دو مرتبہ الجبل عـــہ پکارا تو ہم پہاڑ سے ملحق ہوگئے پھر ہم برابر اپنے دشمن پر غالب ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھگا دیا۔ اور مروی ہے کہ جب مصر فتح ہوگیا تو اہل مصر عمرو بن العاص کے پاس آئے ان سے کہا کہ یہ دریائے نیل ہر سال ایک ایسی کنواری لڑکی کا طلب گار ہوتا ہے جو سب سے خوبصورت ہو پھر وہ اس میں ڈال دی جاتی ہے۔ ورنہ وہ جاری نہیں ہوتا لہ اور ملک برباد ہو جاتا ہے اور قحط پڑ جاتا ہے تو عمرو نے امیرالمومنین عمرؓ کو قاصد بھیجا جو ان کو اس واقعہ سے مطلع کرے۔ تو عمرؓ نے اُن کو یہ جواب بھیجا کہ اسلام اپنے سے پہلی رسوم کو قطع کرتا ہے اور ان کے پاس ایک پرچہ بھیجا جس میں یہ لکھا تھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نیلِ مصر کی طرف اللہ کے بندے عمر بن الخطاب کی جانب سے اَمَّا بَعْدُ اگر تو جاری ہوتا تھا اپنے اختیار سے تو ہمیں تیری کوئی حاجت نہیں اور اگر تو جاری ہوتا ہے اللہ کی قدرت سے تو جاری ہو اللہ کے نام سے"

عـــہ اس واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تین کرامتیں ہیں ایک تو قتال کا مشاہدہ، دوسری مدینہ سے بمراحل بعیدہ آواز کو پہنچا دینا، تیسری ایسی مناسب تدبیر کی رہنمائی کرنا جس سے یہ مجاہدین ظفریاب ہوگئے ۱۲ مترجم لہ یعنی اس میں طغیانی نہیں آتی جس پر یہاں کی زراعت کا دار و مدار ہے۔

ان یلقیہا فی النیل فجرای فی تلک السنۃ ستۃ عشر ذراعًا فزاد علی کل سنۃ ستۃ اذرع و فی روایۃ فلما القی کتابہ فی النیل جرای و لم یعد یقف وعن خوات بن جبیر قال اصاب الناس قحط شدید علی عہد عمر فامرہم بالخروج الی الاستسقاء فصلّے بہم رکعتین وخالف بین طرفی ردائہ فجعل الیمین علی الیسار والیسار علی الیمین ثم بسط یدیہ وقال اللّٰہمّ انا نستغفرک ونستعینک فما یدح حتی مطروا فبینما ہم کذلک اذ قدم الاعراب فاتوا عمر فقالوا یا امیر المومنین بینما نحن فی بوادینا فی یوم کذا فی ساعۃ کذا اذ ظلّتنا غمامۃ فسمعنا فیہا صوتاً وہو یقول اتاک الغوث اباحفص اتاک الغوث اباحفص ویروی انہ عسّ لیلۃ من اللیالی فاتے علیٰ امرأۃ وہی تقول لابنتہا قومی وامذقی اللبن بالماء فقالت لا تفعلی فان امیر المومنین نہیٰ عن ذٰلک قالت ومن این یدری قالت فان لم یعلم ہو فان ربّ امیر المومنین یریٰ ذٰلک فلما اصبح عمر قال لابنہ اذہب الے مکان کذا وکذا فان ہناک صبیۃ فان لم تکن مشغولۃ فتزوّج بہا لعل اللّٰہ یرزقک منہا نسمۃ مبارکۃ فتزوّج عاصم بتلک البنتۃ فولدت لہ امّ عاصم

اور عمرو کو حکم دیا کہ اس کو نیل میں ڈال دو (چنانچہ بتعمیل حکم ڈالا گیا) تو اس سال وہ سولہ گز اوپر چڑھ گیا پھر ہر سال میں بڑھتے بڑھتے چھ گز اور بڑھ گیا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جب وہ مکتوب نیل میں ڈالا گیا تو نیل جاری ہو گیا اور پھر اعادہ نہیں کیا (سابق حال کی طرف) کہ ٹھہر جائے۔ اور مروی ہے خوات بن جُبَیر سے کہ لوگ عمر رضؓ کے زمانہ میں شدید قحط میں مبتلا ہوتے تو آپ نے ان کو حکم دیا استسقاء کے لئے نکلنے کا پھر انہوں نے اُن کو دو رکعت نماز پڑھائی اور اپنی چادر کی دونوں جانبوں کو مختلف کیا یعنی دائیں کو بائیں طرف اور بائیں کو دائیں طرف کیا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور دعا کی کہ یا اللہ ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ سے مدد مانگتے ہیں تو دیر نہیں لگی کہ لوگوں پر مینہ برسنے لگا۔ ابھی لوگ اسی میں تھے یعنی بارش ہو رہی تھی کہ دیہاتی لوگ آکر عمر رضؓ سے ملے اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین جب کہ فلاں دن اور فلاں ساعت میں ہم اپنے جنگل میں تھے کہ ہم پر ایک بدلی چھا گئی پھر اس میں سے ہم کو ایک آواز مسموع ہوئی کہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ آگیا ہے تیرے پاس فریادرس (یعنی برسنے والا بادل) اے ابوحفص، آگیا ہے تیرے پاس فریادرس اے ابوحفص۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک رات میں گشت کیا تو ایک عورت پر ان کا گذر ہوا جو کہ اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ اُٹھ اور دودھ میں پانی ملائے تو لڑکی نے کہا کہ ایسا نہ کر کیونکہ امیر المومنین نے اس بات سے منع کیا ہے تو اس نے کہا کہ یہاں کون ہے جو اس کو بتائیگا۔ لڑکی نے کہا کہ اگر وہ نہیں جانتا تو امیر المومنین کا رب تو اس کو جانے گا۔ پھر جب صبح ہو گئی تو عمر رضؓ نے اپنے بیٹے عاصم سے فرمایا کہ فلاں مکان پر جو ایسا اور ایسا ہے جا، وہاں ایک لڑکی ہے (اس کا حال معلوم کر) اگر وہ منکوحہ نہ ہو تو تُو اس سے نکاح کر لے اُمید ہے کہ اُس سے تجھ کو اللہ تعالیٰ مبارک اولاد عطا فرما دے تو عاصم نے اس لڑکی سے نکاح کر لیا تو اُس سے اُمّ عاصم بنت عاصم بن عمر پیدا ہوئی، پھر اس سے نکاح

بنت عاصم بن عمر فتزوجہا عبد العزیز
ابن مروان فولدت لہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ
علیہ ولما دخل ابو مسلم الخولانی المدینۃ من
الیمن وکان الاسود بن قیس الذی ادعی
النبوۃ بالیمن عرض علیہ ان یشہد انہ
رسول اللہ فابیٰ فقال اتشہد ان محمدا
رسول اللہ قال نعم فامر بتاجیج نار عظیمۃ
فالقی فیہا ابو مسلم فلم تضرہ فامر بنفیہ
من بلادہ فقدم المدینۃ فلما دخل من
باب المسجد قال عمر ہذا صاحبکم الذی زعم
الاسود الکذاب انہ یحرقہ فنجاہ اللہ منہا
ولم یکن القوم ولا عمر سمعوا قصتہ و
لا رأوہ ثم قام الیہ واعتنقہ وقال
الست عبد اللہ بن ثوب قال بلی فبکی عمر
ثم قال الحمد للہ الذی لم یمتنی حتی
ارانی فی امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شبیہا بابراہیم الخلیل علیہ السلام و
روی عن عمر انہ ابصر اعرابیا نازلا من جبل
فقال ہذا رجل مصاب بولدہ وقد نظم
فیہ شعرا لو شاء لاسمعکم ثم قال
یا اعرابی من این اقبلت فقال من
اعلی ہذا الجبل قال وما صنعت فیہ
قال اودعتہ ودیعۃ قال وما ودیعتک

کیا عبد العزیز بن مروان نے جس سے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا
ہوئے۔ اور جب ابو مسلم خولانی یمن سے مدینہ میں داخل ہوتے اور (ان کو یہ
واقعہ پیش آیا تھا) کہ اسود بن قیس نے جس نے کہ یمن میں نبوت کا دعویٰ
کیا تھا ان کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ وہ اس بات کی شہادت دیں
کہ وہ اللہ کا رسول ہے تو انہوں نے انکار کر دیا۔ پھر اس نے کہا کہ کیا تو یہ
گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! تو
اس نے بہت بڑی آگ دہکانے کا حکم دیا پھر ابو مسلم کو اس میں
ڈال دیا گیا تو آگ نے ان کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا۔ پھر اس نے ان کو
اپنے شہروں سے نکال دینے کا حکم دیا۔ پھر (چند سال کے بعد) یہ مدینہ آئے
جب مسجد کے دروازے میں آئے تو عمرؓ نے (اصحابؓ سے) کہا کہ یہ ہیں وہ
تمہارے صاحب جن کے بارے میں اسود کذاب نے یہ گمان کیا تھا کہ وہ ان
کو پھونک دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے نجات دی اور قوم نے اور عمر
نے کسی سے، نہ ان کی سرگذشت کو سنا تھا اور نہ ان کو دیکھا تھا۔ پھر اٹھ کر ان
کے پاس پہنچے اور ان سے معانقہ کیا اور ان سے کہا کہ کیا تو عبد اللہ بن ثوب
نہیں ہے ابو مسلم نے کہا بیشک۔ پھر عمرؓ روئے اور کہا اللہ کا شکر ہے جس نے
مجھے موت نہیں دی یہاں تک کہ مجھے دکھا دیا امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
میں ایسا شخص جو مشابہ ہے ابراہیم خلیل علیہ السلام کے۔ اور مروی ہے عمرؓ
کے بارے میں کہ انہوں نے نظر ڈالی ایک اعرابی پر جو پہاڑ سے اتر رہا تھا تو
(ساتھ والوں سے) فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے جو مصیبت میں پڑا ہے اپنے بچے کی
وجہ سے اور اس کے بارے میں کچھ اشعار بھی منظوم کئے ہیں اگر اس نے چاہا
تو میں تم کو سنواؤنگا۔ پھر (جب وہ قریب آگیا) تو آپ نے فرمایا کہ اے اعرابی
کہاں سے آرہے ہو تو اس نے کہا اس پہاڑی کی چوٹی سے۔ آپ نے کہا کہ وہاں
تم نے کیا کیا؟ اس نے کہا کہ ایک امانت اس کو سپرد کی ہے۔ فرمایا کہ آخر وہ تمہاری

قال بُنَيٌّ لي هلك فدفنته فيه، قال فاسمعنا مرثيتك فيه قال وما يدريك يا امير المومنين فوالله ما تفوهت بذلك وانما حدثت به نفسي ثم انشد هذه نظم

يا غائباً ما يؤوب من سفره
عاجله موته على صغره
يا قرة العين كنت لي انساً
في طول ليلي نعم وفي قصره
ما تقع العين حيثما وقعت
في الحي مني الا على اثره
شربت كاساً ابوك شاربه
لا بد منه له على كبره
يشربها والانام كلهم
من كان في بدوه وفي حضره
والحمد لله لا شريك له
في حكمه كان ذاك في قدره
قدر موتاً على العباد فما
يقدر خلق يزيد في عمره

قال فبكى عمر حتى بل لحيته ثم قال صدقت يا اعرابي وعن ابن عباس قال تنفس عمر ذات يوم تنفساً ظننت ان نفسه خرجت فقلت والله ما اخرج هذا منك الا هم قال هم والله هم

امانت کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا ایک بچہ تھا جو ہلاک ہو گیا تو میں نے اس کو اس میں دفن کیا۔ فرمایا کہ اس کے بارے میں اپنا مرثیہ ہم کو سناؤ اس نے کہا کہ آپ کو کیسے خبر ہو گئی اے امیر المومنین۔ واللہ ابھی تک میں اسکو زبان پر بھی نہیں لایا اور صرف دل ہی سے باتیں کی ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے: نظم

اے ایسے غائب ہونے والے جو اپنے سفر سے واپس نہیں لوٹے گا، اس کی موت جلدی کر گئی اس کے بچپن ہی میں۔
اے میری آنکھ کی ٹھنڈک تو میری دل بستگی تھا، میری لمبی رات میں ہاں اور چھوٹی رات میں بھی۔
نہیں نگاہ پڑتی کسی چیز پر اپنے قبیلہ میں جس جگہ بھی پڑتی ہے بجز تیری نشانیوں کے۔
تو نے ایسا پیالہ پیا ہے جس کو تیرا باپ بھی پینے والا ہے اس کے بغیر اسکے لئے کوئی چارہ کار نہیں بڑھاپے کی حالت میں۔
وہ اس کو پئیں گا اور سب ہی لوگ پئیں گے خواہ کوئی اپنے میدان میں میں ہو یا اپنے شہر میں۔
اور شکر ہے اللہ کا جس کے حکم میں کوئی شریک نہیں اس کی قدر میں یہی تھا۔
اسی نے موت کو بندوں پر مقدر کیا تو مخلوق میں سے کوئی اس پر قادر نہیں کہ اپنی عمر میں اضافہ کرے۔

کہا کہ پھر عمرؓ رونے لگے یہاں تک کہ ان کی ڈاڑھی تر ہو گئی۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا اے اعرابی۔ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک دن عمرؓ نے اتنے زور سے سانس لیا کہ میں نے گمان کیا کہ ان کی جان نکل گئی تو میں نے کہا واللہ آپ کے اندر سے یہ سانس کسی بڑے غم نے نکالا ہے فرمایا کہ غم؟ واللہ شدید غم! حقیقت یہ ہے کہ اس امر کے لئے کوئی رکھنے کی

شدیدٌ ان ھذا الامر لم اجد لہ موضعاً یعنی الخلافۃ فذکرتُ لہ علیاً وطلحۃ والزبیر و عثمان و سعداً وعبد الرحمٰن بن عوف فذکر فی کل واحد منھم معارضاً وکان مما ذکر فی عثمان انہ کلفٌ باقاربہٖ قال لو استعملتہ استعمل بنی امیۃ اجمعین وحمل بنی ابی معیط علیٰ رقاب الناس واللّٰہ لو فعلتُ لفعلَ فاللّٰہ لو فعل ذٰلک لسارت الیہ العربُ حتی تقتلہ واللّٰہ لو فعلتُ لفعلَ واللّٰہ لو فعل لفعلوا وروی انّ عمر رضی اللّٰہ عنہ کتب الی سعد بن ابی وقاص وھو بالقادسیۃ یقول لہ وجّہ نضلۃ ابن معاویۃ الانصاری الی حُلوان العراق لیغیروا علی ضواحیھا فبعث سعدٌ نضلۃ فی ثلٰث مائۃ فارس فخرجوا حتی اتوا حلوانَ العراق فاغاروا علی ضواحیھا واصابوا غنیمۃ وسبیاً فاقبلوا یسوقونھا حتی ارھقھم العصر وکادت الشمسُ تغرب فالجأ نضلۃ السبیَ والغنیمۃ الی سفح جبل ثم قام فاذن فقال اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر فاذا مجیبٌ من الجبل یجیبہ کبّرتَ کبیراً یا نضلۃ ثم قال اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ قال کلمۃ الاخلاص یا نضلۃ ثم قال

جگہ میں نہیں پاتا۔ وہ اس امر سے، خلافت مراد لے رہے تھے تو میں نے ان سے علی اور طلحہ اور زبیر اور عثمان اور سعد اور عبد الرحمٰن بن عوف کا ذکر کیا۔ پھر اُنہوں نے مجھ سے ہر ایک کے بارے میں خلافت کے معارض باتوں کا ذکر کیا اور عثمانؓ کے بارے میں جن باتوں کا مجھ سے ذکر کیا تھا اُن میں سے ایک یہ تھی کہ وہ اپنے اقارب سے بہت محبت رکھنے والا ہے۔ کہا کہ اگر میں نے اس کو خلیفہ بنایا تو وہ تمام بنو اُمیہ کو عہدیدار بنا دے گا اور ابو معیط کے بیٹوں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دے گا۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور ایسا کرے گا پھر بخدا جب وہ ایسا کرے گا تو عرب کے لوگ اس کی طرف چل پڑیں گے یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیں گے۔ خدا کی قسم اگر میں نے ایسا کیا تو وہ یہ ضرور کرے گا اور خدا کی قسم جب وہ یہ کرے گا تو اہل عرب ضرور یہی کریں گے۔

اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کو جب کہ وہ قادسیہ میں تھے لکھا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری کو حلوان عراق کی طرف روانہ کر دو تاکہ وہ اس کے نواحی (یعنی اطراف کے شہروں) پر چھاپے مارے تو سعد نے نضلہ کو تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ لوگ نکل کر حلوان عراق میں پہنچ گئے اور انہوں نے نواحی علاقوں پر چھاپے مارے اور اموالِ غنیمت اور بہت سے قیدی قبضہ میں آئے پھر ان کو ہنکاتے ہوتے یہ لوگ آرہے تھے یہاں تک کہ عصر کا وقت تنگ ہو گیا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا تو نضلہ نے قیدیوں کو اور اموالِ غنیمت کو پہاڑ کے ایک کنارے پر محفوظ کیا۔ پھر کھڑے ہو کر اذان دی اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو اچانک ایک جواب دینے والا پہاڑ میں سے ان کو جواب دینے لگا، تو نے بہت بڑے کی بڑائی بیان کی اے نضلہ۔ پھر انہوں نے کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ تو کہا کہ یہ اخلاص کا کلمہ ہے اے نضلہ

اشہد ان محمداً رسول اللہ قال ہو الذی
بشّرنا بہ عیسیٰ بن مریم علی رأس اُمتہ
تقوم الساعۃ فقال حیّ علی الصلوٰۃ فقال
طوبیٰ لمن مشیٰ الیہا وواظب علیہا قال
حیّ علی الفلاح قال أفلح من اجاب قال
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ قال اخلصت
کلمۃ الاخلاص کلّہ یا نضلۃ حرّم اللہ بہا
جسدک علی النار فلما فرغ من اذانہ قاموا
فقالوا من انت یرحمک اللہ أملک انت
ام من الجن او طائفۃ من عباد اللہ قد
اسمعتنا صوتک فأرنا صورتک فان
الوفد وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ووفد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال
فانفلق الجبل عن ہامۃ کالرحا ابیض الرأس
واللحیۃ علیہ طمران من صوف قال السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقالوا وعلیک
السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ من انت
یرحمک اللہ قال زریب بن برثملا وصیّ
العبد الصالح عیسیٰ بن مریم أسکننی
ہذا الجبل ودعالی بطول البقاء الی حین
نزولہ من السماء فاقرؤا عمر منی السلام
وقولوا یا عمر سدّد وقارب فقد دنا الامر

پھر انہوں نے کہا اشہد ان محمداً رسول اللہ تو کہا کہ یہ وہی ہے جس کی
بشارت مجھے عیسیٰ بن مریم نے دی تھی، اسی کی امت عہ کے سر پر قیامت
قائم ہوگی۔ پھر انہوں نے کہا حیّ علی الصلوٰۃ تو کہا کہ خوشخبری ہے اس کے
لئے جو اس کی طرف چلا اور اس پر مداومت کی۔ پھر نضلہ نے کہا حیّ علی
الفلاح تو کہا کہ جس نے قبول کیا وہ فلاح یاب ہوا۔ پھر انہوں نے کہا
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ تو کہا کہ تو نے پورے اخلاص کے کلمے کو خالص
کر دیا اے نضلہ اس کی برکت سے اللہ نے تیرے جسم کو آگ پر حرام کر
دیا۔ پھر جب اذان سے فراغت ہوگئی تو لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ تو
کون ہے اللہ تجھ پر رحم کرے کیا تو فرشتہ ہے یا کوئی جن ہے یا اللہ کے
گھومنے پھرنے والے بندوں میں سے ہے تو نے ہمیں اپنی آواز سنا دی تو
ہمیں اپنی صورت بھی دکھا دے کہ یہ جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت
ہے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے کہا کہ پھر پہاڑ پھٹا اور
اس میں سے ایک کھوپڑی نمودار ہوئی جو چکی کی مانند تھی سر اور ڈاڑھی کے
بال سفید تھے اس کے بدن پر صوف کی دو پرانی چادریں تھیں انہوں نے کہا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، لوگوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں کہا زریب بن برثملا عبد
صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی، انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا اور
میرے لئے اپنے آسمان سے نازل ہونے تک درازئ عمر کی دعا کی تو عمرؓ
کو میرا سلام پہنچا دو اور ان سے کہو کہ اے عمر میانہ روی اختیار
کر اور اللہ کا قرب طلب کرتا رہ کیونکہ امر (قیامت) قریب ہے
اور ان کو خبر دے دو ان نشانیوں کی جن کی میں تم کو خبر دیتا ہوں
اے عمر جب یہ خصلتیں امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

عہ یعنی امت دعوت، امت اجابت مراد نہیں کیونکہ جب قیامت آئے گی تو دنیا میں کوئی مسلمان زندہ نہ ہوگا ۱۲ مترجم

وأخبروه بهذه الخصال التي أخبركم بها يا عمر إذا ظهرت هذه الخصال في أمة محمد صلى الله عليه وسلم فالهرب الهرب إذا استغنى الرجال بالرجال والنساء بالنساء وانتسبوا إلى غير مناسبهم وانتموا إلى غير مواليهم ولم يرحم كبيرهم صغيرهم ولم يوقر صغيرهم كبيرهم وترك المعروف فلم يؤمر به وترك المنكر فلم ينه عنه وتعلم عالمهم العلم ليجلب به الدنانير والدراهم وكان المطر قيظاً والولد غيظاً وطولوا المنارات وفضضوا المصاحف وزخرفوا المساجد وأظهروا الرشا وشيدوا البنا واتبعوا الهوى وباعوا الدين بالدنيا وقطعت الأرحام ويبيع الحكم وأكلوا الربوا فصار الغنى عزاً وخرج الرجل من بيته فقام إليه من هو خير منه فسلموا عليه وركب النساء السروج ثم غاب عنهم فلم يروه فكتب نضلة بذلك إلى سعد وكتب سعد بذلك إلى عمر فكتب إليه عمر سر أنت ومن معك من المهاجرين والأنصار حتى تنزلوا بهذا الجبل فإن لقيته فأقرأه مني السلام فخرج سعد في أربعة آلاف من المهاجرين والأنصار حتى نزلوا ذلك الجبل ومكث أربعين يوماً ينادي بالصلوة فلا يجدون جواباً

میں ظاہر ہو جائیں تو بھاگو اور دور ہو جاؤ (یعنی زوال شروع ہو جائے گا اصلاح کی امید نہ کرو) جب مستغنی ہو جائیں مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں سے اور اپنے نسب کو منسوب کریں ان اسلاف کی طرف جو ان سے غیر ہوں اور (غلام) اپنے مالکوں کے سوا دوسروں کو اپنا مالک بتائیں اور ان میں کا بڑا چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ان کے چھوٹے اپنے بڑوں کی عزت نہ کریں اور نیک کام چھوڑ دیتے جائیں یعنی ان کا حکم نہ کیا جائے اور بُرے کام کو چھوڑ دیا جائے یعنی اس سے منع نہ کیا جائے، اور امت کے عالم علم کو اس لئے سیکھیں کہ ان کے ذریعہ سے درہم اور دینار کمائیں ۔ اور بارش شدید حرارت (کی طرح)، بن جائے (یعنی پیداوار میں بجائے منفعت کے نقصان ہونے لگے) اور بیٹا (باپ کے لئے راحت کے بجائے) غم و غصہ (کا سبب) بن جائے اور اور مناروں کو لمبے (نمائشی) بنانے لگیں اور مصاحف پر چاندی کے کام کرنے لگیں اور مساجد پر سونے سے گلکاریاں کرنے لگیں اور کھلم کھلا رشوتیں لینے لگیں اور مکانوں کو مضبوط بنانے لگیں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کرنے لگیں اور دین کو دنیا کے بدلے میں بیچنے لگیں اور تعلقاتِ قرابت توڑے جانے لگیں اور فیصلے بیچے جانے لگیں اور سود کھانے لگیں۔ اور دولت مندی عزت (کا معیار) بن جائے اور ایک شخص اپنے گھر سے نکلے پھر جو اس سے قوی ہو وہ اس پر قبضہ کر لے اور لوگ (یعنی با اختیار حکام بھی) اسی کے سپرد رکھیں اور عورتیں (گھوڑوں کے) زین پر سوار ہونے لگیں" پھر وہ غائب ہو گئے اور لوگوں کو نظر نہ آئے تو نضلہ نے سعد کو یہ قصہ لکھا اور سعدؓ نے عمرؓ کو لکھا۔ تو عمرؓ نے سعد کو لکھا کہ تم اور جو تمھارے ساتھ مہاجرین و انصار ہیں تم سب اس کے پہاڑ کے پاس پہنچ کر پڑاؤ کرو۔ پھر اگر تم ان سے ملو تو اُن کو میرا سلام پہنچا دینا۔ تو سعد چار ہزار مہاجرین و انصار کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ اس پہاڑ کے پاس پڑاؤ ڈال دیا اور چالیس دن ٹھہرے، نماز کے وقت اذان دیا کرتے تھے مگر نہ ان صاحبوں نے جواب پایا اور نہ خطاب سُنا۔ اور

ولا یسمعون خطابًا ورُوی ان عمر بعث جُندًا
الی مدائن کسریٰ وأمَّر علیہم سعد بن ابی
وقاص وجعل قائدَ الجیش خالدَ بن الولید
فلما بلغوا شطّ الدجلۃ ولم یجدوا سفینۃً
تقدّم سعدٌ وخالدٌ فقالا یا بحرُ انک تجری
بامر اللہ فبحرمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وبعدلِ عمر خلیفۃ اللہ الاّ خلّیتَنا والعُبُور
فعبر الجیشُ بخیلہٖ وجمالہٖ ورجالہٖ الی
المدائن ولم تبتلّ حوافرہا وروی انہ
قال یومًا وقد انتبہ من نومہٖ وہو
یمسح عینیہ من تریٰ الّذی یکون من
وُلدِ عمر یسیرُ بسیرۃ عمر یُرَدِّدُہا مرارًا
واشار بذلک الی عمر بن عبد العزیز
وہو ابن ابنۃ عاصم وروی انہ قال
لرجل من العرب ما اسمک قال جمرۃ
قال ابنُ من قال ابن شہاب قال وممّن
قال من الحُرَقۃ قال این مسکنک قال
الحرّۃ قال فبایہا قال لظیٰ قال عمر
اَدرِک اہلک فقد احترقوا فسارع
الرجلُ فوجدہم کما قال عمر وعن علی رضی
اللہ عنہ انہ رأی فی منامہ کانہ صلّی الصبح
خلفَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واستند
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی المحراب

مروی ہے عمرؓ نے ایک لشکر بھیجا مدائن کسریٰ کی طرف اور ان پر امیر بنایا
سعدؓ بن ابی وقاص کو اور لشکر کا جرنیل بنایا خالد بن ولید کو جب یہ لوگ دجلہ
کے کنارے پر پہنچے اور کوئی کشتی ان کو دستیاب نہ ہوئی تو سعد اور خالد
آگے بڑھے اور انہوں نے کہا اے دریا تو اللہ کے حکم سے جاری ہوتا ہے
تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت اور خلیفۃ اللہ عمر کے عدل کے
طفیل سے تو ہمارے اور عبور کے درمیان رکاوٹ نہ بننا تو تمام لشکر اپنے
گھوڑوں اور اونٹوں اور پورے سامان سمیت مدائن کی طرف عبور کر گیا
اور سواریوں کے کھر بھی تر نہ ہوئے۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ایک
دن فرمایا جب کہ وہ بیدار ہوکر اپنی آنکھیں مل رہے تھے کیا تو اسکو
دیکھ رہا ہے جو عمر کی اولاد میں سے ہوگا جو عمرؓ کی سیرت پر چلے گا (یہ
خطاب خود اپنے نفس سے تھا) اس کلام کو بار بار دہرا رہے تھے۔ اور اس
سے آپ نے اشارہ کیا عمر بن عبد العزیز کی طرف اور وہ عاصم
کی بیٹی کے بیٹے تھے (یعنی آپ کے بیٹے کے نواسے) اور مروی ہے
کہ انہوں نے عرب کے ایک شخص سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے؟ اس
نے کہا جمرۃ۔ (جس کے معنی ہیں چنگاری) آپ نے کہا کس کا بیٹا؟ تو
اس نے کہا کہ شہاب کا بیٹا (شہاب کے معنی ہیں انگارہ) پوچھا کہ
اور کس خاندان سے؟ اس نے کہا کہ حُرقہ سے (اس کے معنی ہیں گرمی)
فرمایا کہ تیرا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا حرّہ میں (یہ مدینہ کی ایک بیرونی
بستی کا نام تھا۔ مادۂ حرارت یہاں بھی موجود تھا) پھر فرمایا حرّہ کے
کس مقام میں؟ اس نے کہا لظیٰ (اس کے معنی ہیں شعلہ والی آگ) تو عمرؓ
نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کے پاس پہنچ جا کہ وہ جل چکے ہیں۔ یہ سنکر وہ شخص
دوڑا تو ان کو اسی حال میں پایا جیسا کہ عمرؓ نے کہا۔ (اور مروی ہے علی رضی اللہ
عنہ سے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ گویا انہوں نے صبح کی نماز نبی صلی اللہ

فجاءت جاریۃ بطبق من رطب فوضع بین یدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ منہا رطبۃ وقال یا علی تاکل ہذہ الرطبۃ فقلت نعم یا رسول اللہ فمدّ یدہ جعلہا فی فمی ثم اخذ اخری وقال لی مثل ذلک فقلت نعم فجعلہا فی فمی فانتبہت وفی قلبی شوق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحلاوۃ الرطب فی فمی فتوضأت وذہبت الی المسجد فصلیت خلف عمر واستند الی المحراب فاردت ان اتکلم بالرؤیا فمن قبل ان اتکلم جاءت امرأۃ ووقفت علی باب المسجد ومعہا طبق رطب فوضع بین یدی عمر فاخذ رطبۃ وقال تاکل ہذہ یا علی قلت نعم فجعلہا فی فمی ثم اخذ اخری وقال لی مثل ذلک فقلت نعم ثم فرق علی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمنۃ ویسرۃ وکنت اشتہی منہ زیادۃ فقال یا اخی لو زادک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلتک لزدناک فعجبت وقلت قد اطلعہ اللہ علی ما رأیت البارحۃ فنظر الیّ وقال یا علی المومن ینظر بنور الدین فقلت صدقت یا امیر المومنین ہکذا رأیتہ وکذا وجدت طعمہ ولذتہ من یدک کما

علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محراب سے کمر لگا کر بیٹھ گئے، پھر ایک لڑکی کھجوروں کا ایک طباق لے کر آئی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا تو آپ نے اس میں سے ایک کھجور اٹھائی اور فرمایا کہ اے علی یہ کھجور کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ تو آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کو میرے منہ میں رکھ دیا۔ پھر دوسری کھجور لی اور اسی طرح پوچھا تو میں نے ہاں کہا تو آپ نے اس کو بھی میرے منہ میں رکھ دیا اس کے بعد میں جاگ گیا اور میرے دل میں اشتیاق تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور میرے منہ میں کھجور کی مٹھاس تھی تو میں نے وضو کیا اور مسجد کی طرف گیا اور عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور عمرؓ محراب سے کمر لگا کر بیٹھ گئے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ان سے وہ خواب بیان کروں تو پہلے اس سے کہ میں کچھ کلام کروں ایک عورت آئی اور مسجد کے دروازے پر ٹھہر گئی۔ اس کے پاس کھجوروں کا ایک طباق تھا جو کہ عمرؓ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ تو انہوں نے ایک کھجور اٹھائی اور کہا کہ اے علی یہ کھاؤ گے؟ میں نے کہا ہاں! تو اس کو میرے منہ میں ڈال دیا۔ پھر دوسری کھجور ہاتھ میں لے کر پہلے کی طرح مجھ سے پوچھا میں نے ہاں کہا (وہ بھی کھلادی) پھر ان کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو دائیں اور بائیں موجود تھے تقسیم کر دیا لیکن میں ان سے یہ خواہش رکھتا تھا کہ وہ اور دیں تو فرمایا کہ میرے بھائی اگر آپ کی اس رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو (اس سے) زیادہ دیا ہوتا تو ہم بھی زیادہ دیدیتے تو میں نے تعجب کیا اور خیال کیا کہ جو کچھ میں نے گذشتہ رات دیکھا تھا اللہ نے ان کو اس پر مطلع کر دیا تو میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے علی مومن دین کے نور سے دیکھتا ہے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین آپ نے سچ کہا میں نے ایسا ہی دیکھا تھا اور ایسا ہی طعام اور اس کی لذت میں نے آپ کے ہاتھ سے پائی جیسی کہ میں نے رسول اللہ

وجدتُ طعمہ ولذتہ من ید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعن علی قال کنا نقولُ ان مَلَکاً ینطق علی لسان عمر وعن ابن عمر انہ کان اذا ذکر عمرُ قال للہِ تِلادُ عمر فقلَ ما رأیتہ یُحرّک شفتیہ لشیٔ قطُّ الاَّ کان وعنہ قال ما سمعتُ عمر یقول لشیٔ قط انی لَاَظنُّہٗ کذا الاَّ کان کما یظن بینما عمر جالسٌ اذ مَرَّ بہ رجل جمیل فقال لقد اخطاَ ظنّی او اَنَّ ہذا علے دینہ فی الجاہلیۃ او لقد کانَ کا ہنہم علیّ بالرجل فدُعِیَ لہ فقالَ عمر لقد اخطاَ ظنّی او انک علے دینک فی الجاہلیۃ او لقد کنتَ کاہنہم فقال ما رأیتُ کالیوم یُستَقبَلُ بہ رجلٌ مسلم فقال اعزم علیک الاَّ ما اَخبرتنی قال کنتُ کاہنہم فی الجاہلیۃ قال فما اعجب ما جاءتک بہ جنّیتک قال بینما انا یومًا فی السوق اذ جاءَ تنی اَعرفُ فیہا الفَزَع فقالت ؎ اَلم تَرَ الجنَّ وابلاسَہا ٭ ویأسَہا من بعدِ اینا سِہا ٭ ولُحُقِہا بالقِلاصِ اَحلاسِہا ٭

قال عمر صدق بینا انا نائمٌ عند آلہتہم

صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے پائی تھی) اور مروی ہے علی رضؓ سے فرمایا کہ ہم کہا کرتے تھے کہ ایک فرشتہ عمر کی زبان پر بولا کرتا ہے۔ اور ابن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ جب وہ عمر کا ذکر کرتے تو کہا کرتے کہ اللہ کی طرف سے تھی تربیت عمر کی میں نے جب کبھی کسی بات کے بارے میں اُن کو لب ہلاتے دیکھا تو اسی طرح واقع ہوتی۔ اور ابن عمر رضؓ سے ایک روایت یوں ہے کہ میں نے جب کبھی عمر کو یہ کہتے سُنا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس طرح ہوگا تو ہمیشہ وہی ہوا جو انہوں نے گمان کیا۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے سامنے ایک صاحب جمال شخص کا گذر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرا ظن (یعنی وجدان) یقیناً ناقابلِ اعتماد ہے (اگر دو باتوں میں سے ایک بات نہ ثابت ہو) یا تو یہ اپنے اسی دین پر ہے جس پر بزمانۂ جاہلیت تھا، یا یہ ان کا کاہن تھا۔ میرے پاس اس شخص کو لایا جائے تو اس کو بلایا گیا اس سے عمر رضؓ نے فرمایا کہ میرا ظن (یعنی وجدان) یقیناً غلط (یعنی ناقابل اعتماد) ہوگا اگر یہ بات نہ ہو کہ یا تو اپنے جاہلیت والے مذہب پر قائم ہے اور یا بزمانۂ جاہلیت ان کا کاہن تھا تو اس شخص نے کہا کہ میں نے (آج تک) نہیں دیکھا کہ کسی مسلمان شخص کا ایسے (دل آزار) کلام سے استقبال کیا جاتے تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ میں تجھے حکم دیتا ہوں تجھے مجھ پر حال ظاہر کرنا ہی ہوگا تو اس نے کہا کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں ان کا کاہن تھا۔ عمر رضؓ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ عجیب بات کیا تھی جو تیرا (مسخر) جن تیرے پاس لایا ہو اس نے کہا کہ میں ایک دن بازار میں تھا، کہ وہ میرے پاس آیا میں اس میں گھبراہٹ محسوس کر رہا تھا اور اس نے کہا ؎ اَلَم تَرَ الجنَّ الخ (ترجمہ) کیا تجھے جنّ[عہ] کی اور اس کے ناامید ہونے کی خبر نہیں، اور اس کے گھبرانے

عہ جنّ سے مراد ابلیس ہے جسکو ناامیدی ہوگئی عالم انسانی کو شرک و گمراہی میں مبتلا رکھنے سے اور اس میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی جنات کو آسمان سے روک دیئے جانے اور شہاب ثاقب کے حملوں سے اور وحی الٰہی کے اللہ کے رسول پر نازل ہونے کو دیکھ لینے کے بعد۔ اونٹوں پر پالان باندھنا کنایہ ہے بھاگنے کے لئے آمادہ ہونے سے۔ یہ مراد نہیں کہ جنات اونٹوں پر سوار ہو کر بھاگنا چاہتے ہیں ۱۲۰ مترجم

اذ اتی رجل بعجل فذبحہ فصرخ بہ صارخ لم اسمع صارخا قط اشد صوتا منہ یقول یا جلیح امرٌ نجیح رجلٌ فصیح یقول لا الٰہ الا اللہ فوثب القوم قلت لا ابرح حتی اعلم ما وراء ہذا ثم نادی یا جلیح امر نجیح رجلٌ فصیح یقول لا الٰہ الا اللہ فقمت فما نشبنا ان قیل ھذا نبیٌ و عن عبداللہ بن مسلمۃ قال دخلنا علی عمر معشرٌ وفد مذحج وکنتُ من اقربہم منہ مجلسا فجلس عمر ینظر الی الاشتر ویُصوِّبُ فیہ نظرہ ثم قال لی ا منکم ہذا فقلتُ نعم قال قاتلہ اللہ وکفی اللہ امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شرہ واللہ انی لاحسبُ منہ للمسلمین یوما عصیبا قال فکان ذلک منہ بعد عشرین سنۃ وفی روایۃ عند غیرہ ان عمر کان فی المسجد ومعہ ناسٌ اذ مرّ رجل فقیل لہ اتعرفُ ہذا فقال قد بلغنی ان رجلا آتاہ اللہ عز وجل ینذرہ الغیب بظہور النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسمہ سواد بن قارب وانی لم ارہ وان کان حیا فہو ہذا ولہ فی قومہ شرف وموضعٌ فدعا الرجل فقال لہ عمر انت سواد

اس کے دیکھنے کے بعد۔ اور سواری کے اونٹوں پر ان کے پالان کسنے کی (خبر نہیں) عمرؓ نے فرمایا ٹھیک ہے (مجھے بھی یہ پیش آیا تھا) اس دوران میں کہ میں ان کے بتوں کے قریب سو رہا تھا، کہ ایک شخص (چڑھاوے کا) ایک بچھڑا لے کر آیا اور اس نے اس کو ذبح کیا تو ایک چیخنے والا اتنے زور سے چیخا کہ میں نے اتنی سخت آواز کے ساتھ کسی چیخنے والے کو نہیں سنا وہ یہ کہہ رہا تھا اے جلیح ایک نجات دلانے والی بات ہے (اس کو سن) ایک صاف صاف بیان کرنے والا شخص یہ کہہ رہا ہے لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) تو لوگ اچھل پڑے۔ میں نے سوچا کہ میں اس کا پس منظر معلوم کئے بغیر نہ رہوں گا۔ پھر اس نے آواز لگائی اے جلیح ایک نجات دلانے والی بات ہے ایک صاف صاف بیان کرنے والا شخص یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو میں اٹھ کھڑا ہوا اس کے بعد زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ کہا گیا کہ یہ نبی ہے اور عبداللہ بن مسلمہ سے مروی ہے کہا کہ قبیلہ مذحج کے وفد کی جماعت میں ہم عمرؓ کے پاس پہنچے اور میں دوسرے لوگوں کی بہ نسبت ان سے قریب تر تھا تو عمرؓ بیٹھے ہوئے دیکھنے لگے اشتر کی طرف اور اپنی نظر کو اس پر جمارہے تھے پھر مجھ سے کہا کہ کیا یہ شخص تم میں سے ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں؟ فرمایا کہ خدا اس کو ہلاک کرے اور خدا امتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے شر سے بچائے۔ خدا کی قسم کہ میں سمجھ رہا ہوں اس مصیبت ناک دن کو جو اسکی طرف سے مسلمانوں پر آئے گا۔ کہا (عبداللہ نے) کہ اسکی طرف سے یہ دن مسلمانوں پر بیس سال بعد آیا (عثمانؓ کو قتل کرنے کے سلسلہ میں) اور ایک روایت میں جو ابن عمر کے سوا دوسروں سے مروی ہے اس طرح ہے کہ عمر مسجد میں تھے اور ان کے ساتھ کچھ لوگ موجود تھے کہ ایک شخص آنکلا تو ان سے کہا گیا کہ کیا آپ اس کو پہچانتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص ایسا ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اللہ عزوجل نے غیب سے خبر پہنچائی اس کا نام سواد بن قارب ہے اور میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ اگر وہ زندہ ہے

ابن قارب الذی آتاک اللہ تنظر الغیب
بظہور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لک
فی قومک شرفٌ و منزلۃٌ فقال نعم
یا امیر المومنین فقال فانت علی ماکنتَ علیہ
من کہانتک فغضب الرجل غضباً شدیداً
و قال یا امیر المومنین واللہ ما استقبلنی
بہذہ احدٌ منذ اسلمتُ قال عمر سبحان اللہ
ماکنا علیہ من الشرک اعظم مما کنتَ علیہ
من کہانتک اخبرنی عما کان یأتیک بہ
رئیُّک بظہور النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال نعم یا امیر المومنین بینا انا ذات
لیلۃ بین النائم والیقظان اذ اتانی رَئِیِّی
فضربنی برجلہ و قال قم یا سواد بن قارب
وافہم ان کنتَ تفہم واعقل ان کنت
تعقلُ قد بُعث رسولٌ من لؤی بن غالب
یدعو الی اللہ والی عبادتہ ثم انشأ یقول
ے عجبتُ للجنّ وتجساسہا ۔ وشدّہا
العیس باحلاسہا ۔ تہوی الی مکۃ تبغی
الہدی ۔ ما خیر الجن کانجاسہا ۔ فارحل
الی الصفوۃ من ہاشم ۔ واسمُ بعینیک
الی رأسہا ۔ ثم اتانی فی لیلۃ
ثانیۃ وثالثۃ یقول لی مثل قولہ الاول و
وینشد فی ابیاتا فوقع فی نفسی حبُّ الاسلام

تو وہ یہی ہے اور وہ اپنی قوم میں بزرگ مرتبہ اور مقام پر ہے۔ پھر کسی نے اس کو بلایا تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ کیا سواد بن قارب تو ہی ہے تجھ ہی کو اللہ تعالیٰ نے یہ بات عطا فرمائی تھی کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے متعلق غیب کی خبر کو ظاہر کر رہا تھا اور اپنی قوم میں تو بزرگ مرتبہ اور خاص مقام رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں اے امیر المومنین۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تو جس کہانت پر پہلے تھا اب بھی ہے؟ تو وہ شخص سخت غصہ میں بھر گیا اور بولا کہ اے امیر المومنین واللہ میرے مقابل اگر جب سے اسلام لایا ہوں کسی نے ایسی بات نہیں کی۔ عمر نے فرمایا سبحان اللہ جس حالت یعنی شرک پر ہم تھے وہ تو اس سے کہیں زیادہ بڑی تھی جس پر کہ تو تھا یعنی کہانت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بارے میں تیرا مسخر جن جو خبر لاتا تھا اس کو مجھ سے بیان کر۔ تو اس نے کہا بہت اچھا اے امیر المومنین۔ ایک رات جب کہ میں نیند اور بیداری کی درمیانی حالت میں تھا اچانک میرے پاس میرا جنی آیا اور اس نے میرے ایک ٹھوکر ماری اور کہا اے سواد بن قارب اٹھ اور سمجھ اگر تو سمجھ رکھتا ہے اور عقل سے غور کر اگر تو عقل رکھتا ہے۔ لوی بن غالب کی اولاد میں رسول مبعوث ہو چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف دعوت دے رہا ہے۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھے ے عجبتُ للجن الخ (ترجمہ) مجھے تعجب ہوا جنّ پر اور اس کے کھوج لگانے پر، اور اونٹوں پر اُس کے پالان باندھ لینے یعنی بھاگنے کی تیاری کرنے پر۔ (قوم جن) مکہ کی طرف ہدایت کی جستجو کرتی ہوئی جھک پڑی ہے۔ جنوں کے اچھے افراد اُن کے گندے افراد کی طرح نہیں ہیں۔ تو بھی بنی ہاشم میں سے اس برگزیدہ شخص کی طرف کوچ کر اور اپنی دونوں آنکھوں کو اس کے سر کی طرف اٹھا (یعنی اس کی زیارت کا شرف حاصل کر) پھر وہ میرے پاس دوسری اور تیسری رات میں آیا اور پہلے کی طرح ان راتوں میں کلام

وغبتُ فيه فلما أصبحت شددتُ على راحلتي
فركبتها وانطلقتُ متوجهاً الى مكة
فأُخبرتُ ان النبي صلى الله عليه وسلم
قد هاجر الى المدينة فقدمت المدينة
فسألتُ عن النبي صلى الله عليه وسلم
فقيل لي في المسجد فاتيت المسجد فعقلتُ
ناقتي فقال لي أُدْنُ فلم يزل يُدنيني حتى
قمتُ بين يديه فقال هاتِ فقصصتُ عليه القصة
فاسلمتُ ففرح النبي صلى الله عليه وسلم
بمقالتي واصحابه حتى رُئي الفرح في
وجوههم قال فوثب اليه عمر والتزمه قال
لقد كنتُ أُحبُّ ان اسمع هذا الحديث
منك فأخبرني عن رَئيك هل يأتيك اليوم
قال اما منذ قرأتُ القرآن فلم يأتني و
نعم العوض كتابُ الله ابو عمر قصّ جالس
ابن سعد الطائي رؤياه على عمر فرأى كأنّ
الشمس والقمر يقتتلان ومع كل واحدٍ
منهما كواكبُ فقال عمر مع ايهما كنت قال
مع القمر قال لا تلي لي عملاً ابداً اذ كنتَ
مع الآية الممحوّة فقتل وهو مع معاوية
بصفين ابو عمر عن سعيد بن المسيب ان
زيد بن خارجة توفي زمن عثمان بن
عفان فسجّي بثوب ثم انهم سمعوا جلجلة

کرتا اور اشعار سنتا رہا تو میرے نفس میں اسلام کی محبت پیدا ہوگی اور
میں اسکی طرف راغب ہوگیا۔ پھر جب صبح ہوگئی تو میں نے اپنی سواری پر سامان
سفر باندھا اور سوار ہوگیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ پھر مجھے خبر دی گئی کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت کرچکے ہیں تو میں مدینہ پہنچ گیا۔ اور نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگوں سے دریافت کیا تو مجھ سے
کہا گیا کہ آپ مسجد میں ہیں تو میں مسجد پہنچا۔ اور اپنی اونٹنی کو باندھا (اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگیا) تو مجھ سے آپ نے
فرمایا کہ قریب آجاؤ۔ اور برابر آپ مجھے اپنے قریب بلاتے رہے یہاں تک
کہ میں آپ کے سامنے قریب آکھڑا ہوا پھر فرمایا کہ اب کہو تو میں نے
اپنا پورا قصہ آپ کو سنایا پھر اسلام لے آیا تو میرے کلام سے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے اور آپ کے اصحاب بھی یہاں تک کہ فرحت ان
کے چہروں پر دیکھی گئی (راوی نے کہا کہ) پھر عمرؓ دوڑ کر اس کو لپٹ گئے فرمایا
کہ میں درحقیقت یہ چاہتا تھا کہ اس قصہ کو تیری زبان سے سنوں اچھا اب
اپنے اس جن کا حال بتاؤ کیا وہ تمہارے پاس آج بھی آتا ہے کہا کہ جب سے
میں نے قرآن کو پڑھنا شروع کیا وہ میرے پاس نہیں آتا اور سب سے
بہتر بدلہ اللہ کی کتاب ہے۔ ابو عمر۔ جالس بن سعد الطائی نے عمرؓ سے اپنے
خواب کا قصہ بیان کیا اس نے دیکھا تھا کہ گویا سورج اور چاند آپس میں
قتال کر رہے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ بہت سے ستارے
ہیں تو عمر نے کہا کہ تو ان دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا۔ اس نے کہا کہ
چاند کے ساتھ تو عمرؓ نے کہ اب تو کبھی میری طرف سے عامل نہ بنے گا
کیونکہ تو مٹائی ہوئی نشانی کے ساتھ تھا چنانچہ یہ شخص جنگ صفین میں
معاویہ کا ساتھ دیتے ہوئے قتل ہوا۔ ابو عمر سعید بن المسیب سے کہ زید بن
خارجہ (انصاری) کا عثمان بن عفانؓ کے زمانہ میں انتقال ہوا اور ان کو

عہ صفحہ ہذا کا حاشیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

فی صدرہ ثم تکلم فقال احمد احمد فی الکتاب الاوّل صدّق صدق ابوبکر الصدیق الضعیف فی نفسہ القوی فی امر اللہ فی الکتاب الاوّل صدّق صدق عمر بن الخطاب القوی الامین فی الکتاب الاوّل صدق صدق عثمان بن عفان علی منہاجہم مضت اربعٌ و بقیت سنتان اتت الفتنۃ واکل الشدید الضعیف وقامت الساعۃ و سیأتیکم خبر بیر اریس ثم ہلک رجلٌ من بنی خطم فسُجّی بثوب فسمعوا جلجلۃ فی صدرہ ثم تکلم فقال ان اخا بنی الحارث بن الخزرج صدق صدق ابو عمر ذُکر لعمر امرأۃ توفیت بالبیداء فجعل الناس یمرّون علیہا ولا یدفنونہا حتی مرّ علیہا کلیب فدفنہا فقال عمر انی لارجو للکلیب بہذا خیراً زاد البیہقی فاصیب

کفن پہنایا گیا اس کے بعد لوگوں نے اس کے سینہ سے اول ایک جھنجھناہٹ سُنی پھر وہ بولنے لگے تو انہوں نے کہا کہ احمد، احمد ہے پہلی کتاب (یعنی انجیل) میں، سچا ہے، سچا ہے ابوبکر صدیق جو اپنے نفس میں ضعیف ہے اور قوی ہے اللہ کے کام میں (اسکی یہ صفت مذکور رہی ہے) پہلی کتاب (یعنی انجیل) میں۔ سچا ہے سچا ہے عمر بن الخطاب جو کہ قوی امین ہے (اسکی یہ صفت مذکور رہی ہے) پہلی کتاب (انجیل) میں۔ سچا ہے سچا ہے عثمان بن عفان جو اُن ہی کے طریقہ پر ہے چار سال گذر گئے اور دو باقی رہ گئے کہ فتنہ آئے گا اور طاقتور کمزور کو کھا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی اور عنقریب تمہارے پاس بیر اریس (اریس کے کنویں) کی خبر پہنچے گی اور بیر اریس کیا ہے پھر بنی خطم میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا اور کفن پہنا دیا گیا تو لوگوں نے اس کے سینہ سے جھنجھناہٹ محسوس کی پھر اس نے کلام کیا اور کہا کہ بنی الحارث بن الخزرج کا بھائی سچا ہے سچا ہے ابو عمر۔ عمر رض سے ایک عورت کا ذکر کیا گیا جو بیداء میں (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام مراد ہے) مرگئی تھی لوگ اس پر سے گذر رہے تھے اور دفن نہیں کر رہے تھے یہاں تک کہ اس پر کُلیب کا گذر ہوا اور انہوں نے اس کو دفن کیا (یہ قصہ سُن کر) عمر رض نے فرمایا کہ اس (نیک عمل) کی وجہ سے بیشک میں کُلیب کے لئے خیر کی اُمید کرتا ہوں بیہقی نے اس پر یہ اضافہ کیا کہ پھر

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) عہ تم کو آیت محوّہ (مٹائی ہوئی نشانی اس بنا پر فرمایا کہ سورۃ اسراء میں یہ ارشاد ہے وجعلنا الیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ الخ (۱۲:۱۷) اور ہم نے رات کو اور دن کو دو نشانیاں بنایا سو رات کی نشانی کو (مٹا دیا یعنی) دھندلا بنایا اور دن کی نشانی کو ہم نے روشن بنایا الخ۔ چاند چونکہ آیت الیل یعنی رات کی نشانی میں سے ہے جو مٹائی جاتی ہے اس لئے اس کو آیت محوّہ فرمایا۔ اور اسکو معزول اس لئے کر دیا کہ خواب درحقیقت آئینہ دار ہوتا ہے خواب دیکھنے والے کی جبلّی صفات کا، ایک صاحب بصیرت معبر خواب کو سُنکر خواب دیکھنے والے کا مزاج اور اس کی افتادِ طبع کا اندازہ کر سکتا ہے۔ عمر رض نے خواب سُنکر جالس کی افتادِ طبع کا اندازہ کر لیا کہ یہ شخص عقل کی روشنی نہیں رکھتا، حق کا ساتھ دینے والا نہیں اور حق پرست اور فہیم لوگوں کو ہی منصب عمالت پر رکھتے تھے اس لئے اس کو معزول کر دیا ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ عہ اس کنویں میں حضرت عثمان رض کی انگلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی نکل کر گر گئی تھی جو نہ مل سکی اس کے بعد سے زوال شروع ہو گیا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ۔

حین اُصیب عمرؓ۔ ابوعمر النعمان بن مقرن قدم
المدینۃ من عند سعدؓ بفتح القادسیۃ و ورد
علی عمر اجتماع اہل اصبہان وہمدان
والری وآذربیجان ونہاوند فاقلقہ و
شاور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال لہ علی بن ابی طالب ابعث الی اہل
الکوفۃ فیسیر ثلثاہم و یبقی ثلثہم علی
ذراریہم والعث الی اہل البصرۃ قال فمن
استعمل علیہم اشر علی فقال انت افضلنا
رأیا واعلمنا فقال لاستعملن علیہم رجلا یکون
لہا فخرج الی المسجد فوجد النعمان بن مقرن
یصلی فسرحہ وامرہ وکتب الی اہل الکوفۃ
بذلک وقد روی انہ قال ان قتل نعمان
فحذیفۃ وان قتل حذیفۃ فجریر ففتح اللہ
علیہ اصبہان فلما اتی نہاوند کان اول
صریع واخذ الرایۃ حذیفۃ ففتح اللہ علیہم
فلما جاء نعیہ خرج عمر ینعاہ الی الناس
علی المنبر ووضع یدہ علی رأسہ یبکی۔ ابوعمر
کان ربیعۃ بن خلف قد رأی رؤیا فقصہا
علی عمر قال رأیت کأنی فی واد معشب

کُلَیب کو بھی اسی وقت مجروح کیا گیا جب عمرؓ مجروح کئے گئے تھے۔ ابوعمرؒ
سعد کے پاس سے فتح قادسیہ کی خبر لے کر نعمان بن مقرن مدینہ پہنچے اور
اسی وقت عمرؓ کے پاس اہل اصفہان اور ہمدان اور رَے اور آذربائیجان
اور نہاوند کے اجتماع کی اطلاع پہنچی جس نے آپ کو پریشان کر
دیا آپ نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو علیؓ بن
ابی طالب نے کہا کہ اہل کوفہ کے پاس حکم بھیجئے کہ ان میں کے دو تہائی
روانہ ہو جائیں اور ایک تہائی بچوں کی حفاظت کے لئے ٹھہریں۔ اور (ایسا
ہی حکم) اہل بصرہ کے پاس بھیجئے۔ عمرؓ نے کہا کہ مجھے یہ مشورہ بھی دو کہ ان
پر کس کو امیر بناؤں؟ تو علیؓ نے کہا کہ رائے کے اعتبار سے آپ ہم سے بڑھے
ہوئے اور سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسے
شخص کو جو اس امارت کا اہل ہو امیر بنانے کی پوری کوشش کروں گا تو آپ
نکل کر مسجد کی طرف گئے اور نعمان بن مقرن کو نماز پڑھتے ہوئے پایا پھر آپ نے
ان ہی کو روانہ کیا اور امیر بنایا اور اہل کوفہ کو وہی حکم (جس کی رائے علی نے دی
تھی) بھیجا۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے یہ فرمادیا تھا کہ اگر نعمان بن مقرن قتل ہو جائے
تو حذیفہ امیر ہیں اور اگر حذیفہ قتل ہو جائیں تو جریر امیر ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے
نعمان کے ہاتھ پر اصفہان فتح کرادیا، جب وہ نہاوند پہنچے (اور جنگ شروع ہوئی)
تو سب سے پہلے وہی مارے گئے اور جھنڈا حذیفہ نے سنبھال لیا اور اللہ نے مسلمانوں کو
فتح دی۔ پھر جب نعمان بن مقرن کی موت کی خبر پہنچی تو عمرؓ نکل کر مسجد پہنچے اور منبر پر
بیٹھ کر لوگوں کو اسکی موت کی خبر اس طرح دے رہے تھے کہ اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر
روتے جاتے تھے۔ ابوعمرؒ ربیعہ بن اُمیہ بن خلف نے ایک خواب دیکھا اور

ف۵ اس زمانہ میں سعدؓ بن ابی وقاص کو عساکر کی امارت سے معزول کر کے آپ مدینہ بلا چکے تھے، اسی کو سن کر یزدجرد نے اصفہان و ہمدان و رَے وغیرہ کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر تیار کر کے اہل اسلام پر حملہ کی تیاری کر لی تھی۔ اس لئے اب بجائے سعد کے نعمان بن مقرن کو امیرِ لشکر بنایا ۱۲ اشتیاق احمد

ثم خرجتُ منہ الی وادٍ مُجدِبٍ ثم انتبہتُ وانا فی الوادی المجدب فقال عمر تؤمن ثم تکفر ثم تموتُ وانت کافرٌ فقال ما رأیت شیئاً فقال عمر قُضِیَ لک کما قُضِیَ لصاحبی یوسف قالا ما رأینا شیئاً فقال یوسف قُضِیَ الامرُ الذی فیہ تستفتیانِ ثم انہ شرب خمراً فضربہ عمر الحدَّ ونفاہ الی خیبر فلحق بارض الروم فتنصّر ابو عمر عن عوف بن مالک الاشجعی انہ رأی فی المنام کانّ الناس جمعوا فاذا فیہم رجلٌ فرعھم فہو فوقہم ثلث اذرع قال فقلتُ من ہذا قالوا عمر قلتُ لِمَ قالوا لانّ فیہ ثلث خصالٍ لانہ لا یخافُ فی اللہِ لومۃ لائم وانہ خلیفۃٌ مستخلفٌ وشہید مستشہد قال فاتی ابا بکر فقصّہا علیہ فارسلَ الی عمر فدعاہ لیبشّرہ قال فجاء عمر فقال لی ابو بکر اقصص رؤیاک قال فلما بلغتُ خلیفۃ مستخلفٌ زبرنی عمر وکہرنی وقال اسکت تقولُ ہذا وابو بکر حیٌّ فلما کان بعد وولِیَ عمر مررتُ بالشام وہو علی المنبر قال فدعانی وقال اقصص رؤیاک فقصصتُہا فلما قلتُ انہ لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم قال انّی لارجو ان یجعلنی اللہ

اور اس کو عمرؓ سے بیان کیا، کہا کہ میں ایک ایسی وادی میں ہوں، جو سرسبز ہے۔ پھر میں اس سے نکل کر ایسی وادی میں پہنچ گیا جو قحط زدہ (خشک) ہے پھر میں بیدار ہوگیا اس حال میں کہ اس خشک وادی میں تھا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے گا اور تیری موت کفر کی حالت میں ہی آئے گی تو اس نے کہا کہ میں نے تو (فرضی خیال کا ذکر کیا تھا) کچھ بھی خواب نہ دیکھا تھا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تیرے لئے مقدر ہو چکا عہ جیسا کہ یوسف کے دو ساتھی قیدیوں کے بارے میں مقدر ہو چکا تھا۔ انہوں نے بھی کہا تھا کہ ہم نے کچھ نہیں دیکھا تھا تو یوسف نے فرمایا تھا قُضِیَ الْاَمْرُ الخ (۱۲: ۴۱) جس بارے میں تم پوچھتے تھے اور اسی طرح مقدر ہو چکا" پھر (یہ واقعہ پیش آیا کہ) اس نے شراب پی تو اس پر عمرؓ نے حد لگائی اور اس کو خیبر کی طرف جلا وطن کر دیا۔ یہ سرزمین روم میں پہنچ کر عیسائی ہوگیا۔ ابو عمر عوف بن مالک الاشجعی سے اس نے خواب میں دیکھا کہ گویا لوگ جمع ہوتے اچانک ان میں ایک شخص ان سب سے اونچا ہوا تو وہ ان سے تین ہاتھ بلند ہوگیا کہا کہ اس کے بعد میں نے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب ہے۔ میں نے کہا کہ کیا سبب ہے (کہ تین ہاتھ اونچا ہوگیا) لوگوں نے کہا کہ اس لئے کہ اس میں تین خوبیاں ہیں کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اور یہ کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانیوالا ہے اور شہید ہے شہادت طلب کرنیوالا ہے کہا کہ پھر انہوں نے ابوبکرؓ کے پاس جاکر ان سے یہ خواب بیان کیا تو انہوں نے عمرؓ کو بلایا اور عوف بن مالک کو بلایا تاکہ وہ ان کو یہ بشارت سنائیں۔ کہا کہ پھر عمرؓ آگئے اور مجھ سے ابوبکرؓ نے کہا کہ اپنا خواب بیان کر۔ کہا کہ جب میں اس بات پر پہنچا کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانیوالا ہے تو عمرؓ نے مجھے جھڑکا اور روکا اور کہا کہ چپ ہو، تو یہ کہتا ہے حالانکہ ابوبکرؓ زندہ ہیں پھر جب بعد کا زمانہ آیا اور عمرؓ خلیفہ بنائے جا چکے اور میرا گذر شام میں ہوا اور عمرؓ منبر پر تھے تو انہوں نے مجھے بلایا اور کہا کہ اپنا وہ خواب بیان کر تو میں نے سنانا

عہ اس سے واضح ہو رہا ہے کہ قلب کے بہت سے واردات بھی بیداری کے خواب ہوتے ہیں اور انکی تعبیر بھی رؤیا کے خواب کی طرح دی جاسکتی ہے ۱۲
اشتیاق احمد عفی عنہ

منهم فلما قلت خليفة مستخلف قال
قد استخلفني الله فسله ان يعينني على ما
ولاني فلما ان ذكرت شهيد مستشهد
قال انّى لى بالشهادة وانا بين اظهركم
تغزون ولا اغزو ثم قال بلى يأتي الله بها
ان شاء يأتي الله بها ان شاء ابو عمر
عن عرفجة الاشجعي قال صلى الله عليه وسلم
الفجر ثم جلس فقال وُزِنَ اصحابي الليلة وُزِنَ
ابو بكر فوزن ثم وُزِن عمر فوزن ثم وُزِنَ
عثمان فخفّ وهو رجل صالح مالك عن
يحيىٰ بن سعيد بن المسيب انه سمعه يقول
لما صدر عمر بن الخطاب من منى اناخ
بالابطح ثم كوّم كومة ثم طرح عليها رداءه
واستلقى ثم مدّ يديه الى السماء فقال
اللهم كبرت سني وضعفت قوتي وانتشرت
رعيتي فاقبضني اليك غير مضيع ولا مفرط
ثم قدم المدينة في عقب ذي الحجة
فخطب الناس ثم قال ايها الناس قد
سنّت لكم السنن وفرضت لكم الفرائض
وتركتم على الواضحة الا ان تضلوا بالناس
يمينا وشمالا وضرب باحدى يديه على
الاخرى ثم قال اياكم ان تهلكوا عن آية

شروع کیا جب میں نے کہا کہ وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنیوالے سے نہیں ڈرتا تو کہا کہ بیشک میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ان لوگوں میں سے بنا دیگا پھر جب میں نے کہا کہ وہ خلیفہ ہے خلیفہ بنایا جانے والا ہے۔ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خلیفہ بنا دیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ اس کام میں میری مدد کرے جس کو میری ذمہ داری میں دیا ہے پھر جب میں نے شہید اور شہادت کرنیوالا بیان کیا تو فرمایا کہ میرے لئے شہادت کا موقع کہاں ہے میں تمہارے پیچھے رہتا ہوں تم لوگ جہاد کرتے ہو اور میں جہاد نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ چاہے تو شہادت کا موقع لے آئے، اللہ چاہے تو شہادت کا موقع لے آئے۔ ابو عمر، عرفجہ اشجعی سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھی پھر بیٹھے اور فرمایا کہ آج رات میرے اصحاب کو تولا گیا۔ ابو بکر کو تولا گیا تو وہ بھاری نکلے، پھر عمر کو تولا گیا تو وہ بھاری نکلے۔ پھر عثمان کو تولا گیا تو وہ ہلکے نکلے اور وہ نیک مرد ہے۔ مالک، یحییٰ بن سعید المسیب سے کہ انہوں نے اُن سے سُنا کہ وہ کہتے تھے کہ جب عمر بن الخطاب منیٰ سے واپس ہوئے تو انہوں نے اپنے اونٹ کو ابطح میں بٹھایا پھر ریگ کا ایک تودہ جمع کیا اور اس کے اوپر اپنی چادر بچھائی اور لیٹ گئے۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر دعا کی یا اللہ میری عمر زیادہ ہوگئی اور میری قوت ضعیف ہوگئی اور میری رعیت پھیل گئی تو آپ مجھے اس حال میں موت دیجئے کہ میں ضائع شدہ ہوں اور نہ نقصان[ع] کردہ پھر ذی الحجہ کے آخر میں مدینہ میں تشریف لائے اور لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو تم پر سنتیں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے) واضح کئے جا چکے اور تم پر فرائض مقرر کئے جا چکے ہیں اور تم کو صاف سیدھے راستہ پر چھوڑا گیا ہے الا یہ کہ تم خود لوگوں کو بھٹکانے لگو (سیدھی راہ چھوڑ کر) دائیں اور بائیں طرف اور آپ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا۔ پھر فرمایا کہ خبردار تم ہلاک نہ ہو جانا آیت رجم (کے انکار) سے کوئی کہنے والا یہ کہنے

ع یعنی میں ضعف قوت سے اس حد تک نہ پہنچ سکوں کہ فرائض خلافت کو ضائع کر بیٹھوں یا ان میں کوتاہی کرنے لگوں۔ اس حال کے آنے سے پہلے ہی مجھے دنیا سے اٹھا لیجئے۔ ۱۲

الرجم ان یقول قائل انا لا نجد حدین فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا والذی نفسی بیدہ لولا ان یقول الناس زاد عمر بن الخطاب فی کتاب اللہ لکتبتہا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتۃ فانا قد قرأناہا قال یحیی بن سعید فقال سعید بن المسیب فلما انسلخ ذوالحجۃ حتی قتل عمر بن الخطاب رحمہ اللہ تعالٰی

مسلم عن معدان بن ابی طلحۃ ان عمر بن الخطاب خطب یوم الجمعۃ فذکر نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وذکر ابا بکر قال انی رأیت کان دیکا نقرنی ثلاث نقرات وانی لا اراہ الا حضور اجلی وان اقواما یأمروننی ان استخلف وان اللہ عزوجل لم یکن لیضیع دینہ ولا خلافتہ ولا الذی بعث بہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فان عجل لی امر فالخلافۃ شوری بین ہؤلاء الستۃ الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو عنہم راض فانی قد علمت ان اقواما

لگے کہ ہم کتاب اللہ میں دو حدعہ نہیں پاتے۔ تو سمجھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی کیا ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ کہیں گے کہ عمر نے کتاب میں اضافہ کر دیا تو میں ضرور لکھ دیتا اس آیت کو اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا (بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب زنا کریں تو ان دونوں کو سنگسار کر دو) کیونکہ ہم نے اس کی قراءت کی ہے یحیٰی بن سعید نے کہا کہ پھر سعید بن المسیب نے کہا کہ ذی الحجہ ختم نہ ہونے پایا کہ عمر بن الخطاب قتل کر دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے۔

مسلم، معدان بن ابی طلحہ سے کہ عمر رض بن الخطاب نے یوم جمعہ کا خطبہ دیا جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا اور ابو بکر رض کا ذکر کیا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک مرغ نے میرے تین ٹھونگیں ماریں اور میں اس کی تعبیر اپنی موت کے قریب ہونے کے سوا اور کچھ نہیں سمجھتا اور بہت قوموں کے لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ میں کسی کو خلیفہ متعین کر دوں اور اللہ عزوجل ایسا نہیں ہے کہ اپنے دین کو اور اپنی خلافت کو ضائع کر دے اور نہ اس چیز کو (ضائع ہونے دے گا) جس کے ساتھ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا ہے تو اگر مجھ پر حکم الٰہی جلدی نافذ کر دیا جاتے (یعنی موت جلد آجاتے) تو خلافت ان چھ حضرات کے مشورے سے طے کی جائے جو ایسے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے وفات کے وقت تک خوش رہےعہ۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس امر (نصب خلافت) میں فتنہ انگیزی کرنے لگیں گے (یعنی منافقین) میں نے اسلام پر اُن کو اپنے اس ہاتھ سے پیٹا ہے (میں

عہ یعنی جلد لا موجود ہے آیت الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منہما (۲:۲۴) میں اور رجم کہیں نہیں ہے ۱۲　عہ عام لوگوں کی بجائے صرف چھ اصحاب کو متعین کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ لوگوں کی طبائع کا میلان فساد کی طرف زیادہ ہے ۱۲

يطعنون في هذا الامر انا ضربتهم بيدي
هذه على الاسلام فان فعلوا ذلك فاولئك
اعداء الله الكفرة الضلال الحديث ابوعمر
اصاب الناس قحط في زمن عمر فجاء رجل
الى قبر النبي صلى الله عليه وسلم فقال
يارسول الله استسق لامتك فانهم
قد هلكوا قال فاتاه رسول الله صلى الله
عليه وسلم في المنام فقال ائت عمر فمره
ان يستسقي للناس فانهم سيسقون
وقل له عليك بالكيس الكيس فاتى الرجل
عمر فاخبره فبكى عمر وقال يارب ما آلو الا
ما عجزت عنه ابوعمر مسعود بن اسود البلوي
استاذن عمر في الغزو الى افريقية
فقال عمر افريقية غادرة و مغدور بها
ابوعمر في قصة ضرب عمر قدامة بن مظعون
حد الشرب فغاضب عمر قدامة و هجره فحج
عمر و قدامة معه مغاضبا له فلما قفلا من
حجهما ونزل عمر بالسقيا نام فلما استيقظ
من نومه فقال عجلوا علي بقدامة فوالله
لقد اتاني آت في منامي فقال سالم
قدامة فانه اخوك فعجلوا علي به فلما اتوه
ابى ان ياتي فامر به عمر ان ابى ان يجروه

ان کو پہچانتا ہوں) پھر بھی اگر انہوں نے وہی (فتنہ انگیزی) کی تو تم ہوشیار رہنا) یہ لوگ اللہ کے دشمن اور کافر و گمراہ ہیں (اگرچہ بظاہر مسلمان بنے ہوتے ہیں) آخر حدیث تک ۔ ابوعمر ، عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں لوگوں پر قحط آپڑا تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ یارسول اللہ اپنی امت کے لئے بارش کی دعا کیجئے کہ لوگ ہلاک ہوگئے ۔ کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خواب میں آکر یہ فرمایا کہ عمرؓ کے پاس جاؤ اور اس کو یہ امر کر کہ وہ لوگوں کے لئے بارش کی دعا کرے تو ان پر بارش نازل کی جائے گی اور اس سے یہ بھی کہہ دینا کہ تجھ کو لازم ہے عاقل (کو منتخب کرنا) پھر وہ شخص عمرؓ کے پاس پہنچا اور ان کو اطلاع دی تو عمرؓ رونے لگے اور بولے کہ اے پروردگار میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا مگر جس بات سے عاجز ہو جاؤں ابوعمر ، مسعود بن اسود البلوی سے کہ افریقی ملکوں کی طرف جہاد کرنے کے لئے عمرؓ سے اجازت طلب کی تو عمرؓ نے فرمایا کہ (یہ یاد رکھو کہ) افریقی ملک دھوکہ دینے والے اور دھوکہ کھانے والے ہیں ، ابوعمر ، شراب پینے کی حد کے سلسلہ میں قدامہ بن مظعون کو عمرؓ کے مارنے اور ان کا عمرؓ سے قطع تعلق کرنے کا قصہ نقل کرتے ہوتے لکھتے ہیں کہ پھر عمرؓ نے حج کیا اور قدامہ بھی ان کے ہمراہ ہی تھے ان سے ناراضگی کے ساتھ جب کہ دونوں حج کرکے واپس ہوتے اور عمرؓ سقیا[1] میں اترے تو سوگئے پھر جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرمایا کہ قدامہ کو جلد لاؤ ، کیونکہ بخدا میرے پاس خواب میں ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ قدامہ سے صلح کرو وہ تمہارا بھائی ہے تو جلد اس کو میرے پاس لاؤ تو جب لوگ قدامہ کے پاس پہنچے تو انہوں

[1] سقیا ایک مقام کا نام ہے ۔

الیہ فکلمہ عمر واستغفر لہ فکان ذلک اوّل
صلحہا ابو عمر سماک بن مخرمۃ وسماک بن
عبد العیسی وسماک بن خرشۃ الانصاری
قدم ہؤلآء الثلثۃ علی عمر فی وفود اہل
الکوفۃ بالاخماس فاستنسبہم فانتسبوا لہ
سماکٌ وسماکٌ وسماکٌ فقال بارک اللہ فیکم
اللّٰہم اسمک بہم الاسلام واَیّد بہم
فہؤلآء الثلثۃ اول من وَلِیَ مسالحَ من
ارض ہمدان وارض الدیلم ابو عمر اُسر سہیلُ
بن عمرو یوم بدر کافراً وکان خطیبَ قریش
فقال عمر یارسولَ اللہ انتزع ثنیتہ فلا
یقومُ علیک خطیباً ابداً فقال دعہ فعسیٰ
اَن یقوم مقاماً تحمدہ فلما ماج الناس
بمکۃ عند وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وارتدّ من ارتدّ من العرب قام
سہیل بن عمرو خطیباً فقال واللہ انی
اَعلمُ ان ہذا الدین سیمتدّ امتداد الشمس
فی طلوعہا الی غروبہا فلا یغرنّکم
ہذا من انفسکم یعنی ابا سفیانَ فانہ
لیعلم من ہذا الامر ما اعلمُ ولکنہ
قد جثم علی صدرہ حسدُ بنی ہاشم واَتی
فی خطبتہ بمثل ماجآء بہ ابو بکر الصدیق

نے آنے سے انکار کر دیا۔ پھر ان کے بارے میں عمر رضؓ نے حکم دیا کہ اگر
اس نے انکار کر دیا ہے تو کھینچ کر لاؤ۔ جب وہ آ گئے تو عمر رضؓ نے ان سے
گفتگو کی اور ان کے لئے دعائے مغفرت کی۔ یہ پہلا موقع تھا دونوں کی
صلح کا ابو عمر، سماک بن مخرمہ اور سماک بن عبد العیلی اور سماک بن خرشہ
انصاری یہ تینوں اہل کوفہ کی چھاؤنی کے وفود میں شامل ہو کر عمر رضؓ کے پاس
آئے تو انہوں نے ان کا نسب دریافت کیا تو لوگوں نے آپ کو ان کا نسب
بتایا کہ یہ سماک بن فلاں ہے اور یہ سماک بن فلاں ہے اور یہ سماک بن فلاں ہے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
تم میں برکت کرے۔ اے اللہ ان کے ذریعہ سے اسلام کو اونچا کر اور ان کی مدد
کرنا۔ تو یہ تینوں سماک وہ پہلے شخص ہیں جو سرزمین ہمدان و سرزمین دیلم میں
سرحدی مورچوں عہ کے نگہبان مقرر کئے گئے تھے۔ ابو عمر، سہیل بن عمرو یوم بدر
میں کافر ہونے کی حالت میں قید ہوا اور یہ شخص قریش کا خطیب تھا۔ تو
عمر رضؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ اس کے سامنے کے دانت کھینچ لیجئے تاکہ یہ آپ
کے مقابلہ پر خطیب بن کر کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ تو فرمایا کہ اس کو چھوڑ امید
ہے کہ یہ ایسے مقام پر کھڑا ہو گا کہ تو اس کی تعریف کرے گا۔ پھر جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت مکہ میں لوگ مضطرب ہوئے اور
عرب میں سے جن لوگوں کو مرتد ہونا تھا وہ مرتد ہو گئے تو سہیل بن عمرو
خطیب کی حیثیت سے کھڑا ہوا اور اس نے بیان کیا کہ خدا کی قسم میں جانتا
ہوں کہ یہ دین عنقریب پھیلے گا سورج کی روشنی کی طرح طلوع سے
غروب تک تو تم کو دھوکہ میں نہ ڈالے یہ شخص جو تمہارے آپس میں سے
ہے وہ ابو سفیان کو مراد لے رہا تھا۔ اور اس امر کے بارے میں یہ علم وہ بھی
رکھتا ہے جو میں رکھتا ہوں لیکن بات یہ ہے کہ اس کے سینہ پر بنی ہاشم کا
حسد جم گیا ہے اور وہ اپنے خطبہ میں وہ مضامین لایا جو ابو بکر صدیق

عہ مسالح جمع ہے مسلحہ کی یعنی وہ لوگ جو مورچہ یا ناکے پر رہ کر دشمن کی خبر رکھتے ہیں اور دشمن کے آتے ہی اپنے لوگوں کو مطلع کرتے ہیں تاکہ وہ فوراً مسلح ہو کر مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں ۱۲ لغات الحدیث۔

بالمدینۃ فکان ذلک معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر ابو عمر جاء الحارث بن ہشام و سہیل بن عمرو الی عمر فجلسا وہو بینہما فجعل المہاجرون الاولون یاتون عمر فیقول ہہنا یا سہیل ہہنا یا حارث ینحیہما فجعل الانصار یاتون فینحیہما عنہ کذلک حتی صارا فی آخر الناس فلما خرجا من عند عمر قال الحارث لسہیل الم تر ما صنع بنا فقال لہ سہیل انہ الرجل لا لوم علیہ ینبغی ان نرجع باللوم علی انفسنا دعی القوم فاسرعوا و دعینا فابطانا فلما قام الناس من عند عمر اتیاہ فقالا لہ یا امیر المومنین قد رأینا ما فعلت بنا الیوم و علمنا انا اتینا من قبل انفسنا فہل من شیء نستدرک بہ ما فاتنا من الفضل فقال لا اعلمہ الا ہذا الوجہ واشار لہما الی ثغر الروم فخرجا الی الشام فماتا بہا فلم یبق من ولد سہیل الا ابنۃ لہ ترکہا بالمدینۃ فاختۃ بنت عتبۃ بن سہیل فقدم بہا علی عمر فزوجہا من عبد الرحمن بن الحارث بن ہشام وقال زوجوا الشرید الشریدۃ ففعلوا فنشر اللہ

مدینہ میں لاتے تھے۔ تو یہ تھے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے معنی ابو عمر، حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو حضرت عمرؓ کے پاس آکر بیٹھے اور وہ ان دونوں کے درمیان تھے پھر مہاجرین اوّل نے عمرؓ کے پاس آنا شروع کیا تو عمرؓ کہتے رہے کہ یہاں بیٹھ اے سہیل اور یہاں بیٹھ اے حارث، ان دونوں کو ہٹاتے رہے۔ پھر انصار نے آنا شروع کیا تو پھر ان دونوں کو اپنے سے دور ہٹایا اسی طرح سے۔ یہانتک کہ یہ دونوں لوگوں کے آخر میں پہنچ گئے۔ پھر جب یہ دونوں عمرؓ کے پاس سے نکلے تو حارث نے سہیل سے کہا کہ کیا تو نے دیکھا کہ عمرؓ نے ہمارے ساتھ کیا کیا تو اس سے سہیل نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے کہ اس کو ملامت نہیں کی جا سکتی مناسب یہ ہے کہ ہم خود اپنے نفسوں کو ملامت کریں۔ قوم کو دعوت دی گئی تو انہوں نے (قبول کرنے میں) سرعت کی اور ہم کو دعوت دی گئی تو ہم نے دیر کردی۔ پھر جب کہ سب لوگ عمرؓ کے پاس سے اٹھ گئے تو یہ دونوں ان کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اے امیر المومنین جو کچھ آپ نے آج ہمارے ساتھ کیا ہم نے اس پر غور کیا اور سمجھ لیا کہ یہ (ذلت) ہم خود ہی اپنے اوپر لاتے ہیں تو کیا کوئی ایسی چیز (یعنی تدبیر) ہے کہ جس سے ہم پھر اپنی فضیلت میں سے وہ حصہ پا سکیں جس کو ہم کھو چکے ہیں تو فرمایا کہ میں اس کو نہیں جانتا بجز اس صورت کے اور ان کے سامنے روم کی سرحد کی طرف اشارہ کیا تو وہ دونوں شام کی طرف نکل گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ تو سہیل کی اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہا بجز اس کی ایک لڑکی فاختہ بنت عتبہ بن سہیل کے، اس کو عمرؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام سے اسکا نکاح کردیا اور فرمایا کہ شرید عہ کو شریدہ کے ساتھ

عہ ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں جو روٹی کو شوربے میں چور کر بنایا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ما احب الی من الثرید وبارک اللہ لامتی فی الثرد والثرید" یعنی ثرید سے زیادہ پسند مجھے کوئی کھانا نہیں ہے اللہ میری امت کو اس میں برکت دے حضرت عمرؓ کا ان کو شرید اور شریدہ کہنا برکت کے لئے تھا، چنانچہ اس کا ظہور ہوگیا۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

منہا عدداً کثیراً فی الصواعق اخرج ابن
عساکر عن طارق بن شہاب قال ان کان
الرجل لیحدث عمر بالحدیث فیکذبہ الکذبۃ
فیقول احبس ہذہ ثم یحدث بالحدیث
فیقول لہ احبس ہذہ فیقول لہ کلما حدثتک
حق الا ما امرتنی ان احبسہ واخرج
ایضاً عن الحسین قال ان کان احد یعرف
الکذب اذا حدث بہ انہ کذب فہو عمر
ابن الخطاب واخرج البیہقی فی الدلائل
عن ابی ہدبۃ الحمصی قال اخبر عمر ان اہل
العراق قد حصبوا امیرہم فخرج غضبان
فصلی فسہا فی صلوتہ فلما سلم قال
اللہم انہم قد لبسوا علی فالبس علیہم
وعجل علیہم بالغلام الثقفی یحکم فیہم
بحکم الجاہلیۃ لا یقبل من محسنہم و
لا یتجاوز عن مسیئہم قال ابن لہیعۃ
وما ولد الحجاج یومئذ وانکشف فخذہ
فرأی بہ اہل نجران علامۃ سوداء فقالوا
ہذا الذی نجد فی کتابنا انہ یخرجنا من
ارضنا وقال لہ کعب الاحبار انا لنجدک
فی کتاب اللہ علی باب من ابواب جہنم
تمنع الناس ان یقعوا فیہا فاذا مات
لم یزالوا یقتحمون فیہا الی یوم القیامۃ

بیاہ دو۔ ان کا نکاح ہوا تو اللہ تعالٰی نے ان دونوں سے بہت اولاد پھیلائی
صواعق میں ہے کہ ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کیا ہے کہ
ایک شخص عمرؓ سے کوئی حدیث بیان کرتا اور اس میں کوئی جھوٹ شامل
کر دیتا تو آپ فرماتے کہ اس کو بند کر (یعنی یہ نہ کہہ) پھر وہ کوئی حدیث
بیان کرتا (اور کوئی غلط بات بڑھا دیتا) تو آپ اس سے فرماتے کہ اس کو
بند کر۔ پھر وہ شخص آپ سے کہتا کہ جو کچھ میں نے آپ سے حدیث بیان
کی تھی وہ سب صحیح تھی سوائے اس حصہ کے جس پر آپ نے مجھے حکم
دیا کہ اس کو بند کر اور ایسی روایت حسین سے اخذ کی ہے کہ انہوں نے
کہا کہ اگر کوئی ایسا تھا کہ جھوٹ کو پہچان جاتے جب بھی اس کے سامنے
بیان کیا جاتے تو وہ عمر بن الخطاب تھے۔ اور بیہقی نے دلائل میں روایت
کیا ابو ہدبہ حمصی سے کہا کہ عمرؓ کو خبر پہنچی کہ اہل عراق نے ان کے امیر
پر ڈھیلے پھینکے ہیں تو آپ غصہ میں نکلے پھر نماز پڑھی مگر نماز میں آپ
سے سہو ہو گیا پھر آپ نے سلام پھیرا تو دعا کی کہ یا اللہ ان لوگوں
(اہل عراق) نے مجھے شبہہ میں ڈالا آپ ان کو پریشان کیجئے اور جلد
ان پر ثقفی غلام کو مسلط کیجئے جو ان پر جاہلیت کی حکومت کی طرح حکومت
کرے اچھا کام کرنے والوں کا کام قبول نہ کرے اور برا کام کرنیوالے
کو معاف نہ کرے۔ ابن لہیعہ نے کہا کہ اس دن تک حجاج پیدا نہیں
ہوا تھا۔ اور ایک مرتبہ آپ کی ران کھل گئی تو اس پر نجران والوں نے ایک
سیاہ نشان دیکھا تو کہا کہ یہ وہ علامت ہے جس کو ہم اپنی کتاب میں پاتے
ہیں کہ وہ ہم کو ہماری سرزمین سے نکالے گا۔ اور ان سے کعب احبار نے کہا
کہ ہم آپ (کے ذکر) کو کتاب اللہ (توریت) میں پاتے ہیں کہ جہنم کے دروازوں
میں سے آپ ایک دروازے پر لوگوں کو روک رہے ہونگے اس میں گرنے
سے۔ پھر جب وہ مر جاتے گا (یعنی آپ) تو قیامت کے دن تک لوگ

فی کتاب طبقات الشافعیۃ للشیخ عبدالوہاب السبکی نقلاً عن امام الحرمین فی کتابہ الشامل ان الارض زُلزِلت فی زمن عمر رضی اللہ عنہ، فحمد اللہَ و اَثنیٰ علیہ والارضُ ترجّ ثم ضربہا بالدِّرۃ وقال اُقرّی الم اَعدِل علیک فاستقرَت من وقتہا وفیہ ایضاً ان ناراً کانت تخرج من کہفٍ فی جبل فتحرق ما اَصابتْ فخرجت فی زمن عمر فامرَ ابا موسیٰ اوتمیماً الداری اَن یُدخلہا الکہفَ فجعل یَدُ ثُہا بردائہ حتیٰ اَدخلَہا فی الکہف فلم تخرج بعدُ وفیہ ایضاً انہ عرض جیشاً یبعثہ الی الشام فعُرِضت طائفۃٌ فاعرض عنہم ثم عُرِضت فاَعرَضَ عنہم ثم عرضت ثالثاً فاعرض عنہم فتبیّن بالآخرۃ انہ کانَ فیہم قاتلُ عثمانَ او قاتلُ علیّ در کشف المحجوب مذکوراست کہ عجمی بمدینہ آمد و قصدِ عمر کرد گفتند امیر المومنین درخرابہا خفتہ باشد رفت و اورا یافت برخاک خفتہ و دِرّہ زیر سر نہادہ با خود گفت اینہمہ فتنہ اندر جہان ازین است کشتنِ این بنزدیک من سخت آسان است شمشیر بکشید دو شیر پدید آمدند وقصدِ وی کردند وی فریاد برآورد عمر بیدار شد قصہ با وی گفت و اسلام

اس میں گھستے رہیں گے۔ کتاب طبقات الشافعیہ مصنفہ شیخ عبدالوہاب سبکی میں امام الحرمین کی کتاب الشامل سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار زمین میں زلزلہ آیا تو آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور زمین ہل رہی تھی پھر اس پر دِرّہ مارا اور فرمایا کہ قرار پکڑ! کیا میں تجھ پر عدل نہیں کر رہا ہوں تو وہ اُسی وقت ٹھہر گئی۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ پہاڑ کے ایک غار سے ایک آگ نکلتی تھی جو کہ جس شے پر پڑتی تھی اُس کو پھونک دیتی تھی۔ یہ آگ نکلی عمرؓ کے زمانہ میں تو انہوں نے حکم دیا ابوموسیٰ یا تمیم داری کو کہ وہ اس کو اس غار میں داخل کریں تو انہوں نے اپنی چادر سے اس کو ہٹانا شروع کیا یہاں تک کہ اس کو غار میں داخل کر دیا پھر اس کے بعد وہ کبھی نہیں نکلی۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ ان کے سامنے ایک لشکر پیش کیا گیا جس کو شام بھیج رہے تھے۔ اس میں سے ایک جماعت آپ کے سامنے پیش کی گئی تو آپ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ پھر پیش کی گئی تو پھر منہ پھیر لیا۔ پھر تیسری مرتبہ پیش کیا گیا تو پھر منہ پھیر لیا۔ آخر میں یہ بات ظاہر ہو گئی کہ ان میں عثمانؓ یا علیؓ کا قاتل تھا۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ ایک عجمی مدینہ میں آیا اور اس نے حضرت عمرؓ کا قصد کیا لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین کسی ویرانہ میں سو رہے ہونگے۔ وہ گیا اور اس نے آپ کو اس حال میں پایا کہ آپ دِرّہ سر کے نیچے رکھے ہوئے خاک پر سو رہے ہیں۔ اس نے اپنے دل میں کہا کہ دنیا میں یہ تمام فتنہ اسی شخص سے ہے اس کو مار ڈالنا میرے نزدیک بہت آسان ہے۔ اس نے تلوار کھینچی۔ فوراً دو شیر ظاہر ہو گئے اور اس کی طرف بڑھے۔ اس نے شور مچانا شروع کیا۔ عمرؓ جاگ گئے۔ تو اس نے ان سے قصہ بیان کیا اور اسلام لے آیا۔ اور شواہد النبوت میں مذکور ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے بہت دور کے شہروں میں سے ایک شہر پر لشکر بھیجا۔ ایک دن مدینہ میں بلند آواز سے

آورده اند در شواہد النبوۃ مذکور است کہ عمر ابن الخطاب جیشی بیکی از بلادِ بعیده فرستاده بود روزی در مدینہ آواز برداشت کہ یا لبّیکاه و ہیچکس ندانست کہ آن چیست تا آنوقت کہ آن جیش بمدینہ مراجعت نمود و صاحب جیش فتحہا کہ خدا تعالی توفیق آن داده بود تعداد میکرد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ گفت اینہا را بگذار حالِ آن مرد کہ وی را بزجر در آب فرستادی چہ شد گفت واللہ یا امیر المومنین کہ من بوی شری نخواستم بآبی رسیدیم کہ غور آن را نمیدانستیم تا از آنجا بگذریم وی را برہنہ ساختیم و در آب فرستادیم ہوا خنک بود در دے سرایت کرد فریاد برداشت کہ واعمراه واعمراه و بعد ازان از شدتِ سرما ہلاک شد چون مردمان آنرا شنیدند دانستند کہ لبّیک وی در جوابِ ندای آن مظلوم بوده است بعد ازان صاحب جیش را گفت کہ اگر نہ آن بودی کہ بعد از من دستورے بماندی ہر آئینہ گردنِ ترا بزدمی بر دو دیت وے را باہلِ وی برسان و چنان مکن کہ دیگر ترا بہ بینم پس گفت کشتن مسلمانے پیش من بزرگتر است

یالبّیکاہ یالبّیکاہ کہنے لگے۔ اور کوئی نہ سمجھا کہ یہ کیا ہے۔ یہانتک کہ وہ لشکر لوٹ کر مدینہ میں آیا اور امیر لشکر جس قدر فتوحات کی اللہ تعالیٰ نے توفیق دی شمار کر رہا تھا۔ امیر المومنین عمرؓ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑ۔ یہ بتا اس شخص کا حال کیا ہوا جس کو تو نے جھڑک کر پانی میں بھیجا تھا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اے امیر المومنین میں نے اس شخص کے ساتھ کسی برائی کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ ہم ایسے پانی میں پہنچے جس کی گہرائی نہیں جانتے تھے کہ اس پر سے عبور کریں۔ ہم نے اس کو برہنہ کرکے پانی میں بھیجا۔ ہوا ٹھنڈی تھی جس نے اس میں اثر کیا تو اس نے فریاد بلند کی کہ " واعمراه واعمراه " اور اس کے بعد سردی کی شدت سے ہلاک ہو گیا۔ جب لوگوں نے یہ قصہ سنا تو سمجھے کہ وہ آپ کی لبّیک اس مظلوم کی ندا کے جواب میں تھی۔ اس کے بعد آپ نے اس امیر لشکر سے فرمایا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ میرے بعد یہ ایک ضابطہ بن جائے گا تو میں تیری گردن مار دیتا۔ اب تو اس کی دیت (یعنی خونبہا) اس کے وارثوں کو پہنچا اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرنا کہ پھر میں ایسی چیز دیکھوں۔ پھر فرمایا کہ ایک مسلمان کا مار ڈالنا میرے نزدیک بہت بڑا ہے بہت سے (دشمنوں) کی ہلاکت سے اور شواہد النبوت میں یہ بھی مذکور ہے کہ ان پر مصیبت کے دن لوگوں نے یہ ابیات سنے اور کہنے والے کو نہیں دیکھا ؎ لیبکِ علی الاسلام الخ (ترجمہ) جو شخص رونے والا ہو اس کو چاہئے کہ اسلام پر روئے کیونکہ درحقیقت اہل اسلام ہلاکت میں جا گرے حالانکہ ابھی زمانہ پرانا بھی نہ ہوا تھا۔ اور دنیا نے پشت پھیر لی اور اسکی خیر نے پشت پھیر لی اور اس سے رنج اور تکلیف اٹھائی اس شخص نے جو اللہ کے وعدوں پر ایمان لانے والا تھا۔

از ہلاک بسیاری و نیز در شواہد النبوۃ مذکور است کہ در روز مصیبت وی این ابیات شنیدند و گوینده را ندیدند

شعر لِیَبْکِ علی الاسلام من کان باکیا ٭ فقد اَوْ شکوا ہلکیٰ وما قَدُمَ العَہد ٭ وادبرت الدُّنیا واَدْبَرَ خیرہا ٭ وقد مَلّہا من کان یُؤمن بالوَعدِ ٭

الفصل الخامس

فیما انطلق اللہ بہ امیر المومنین عمرؓ من دقائق مقامات السلوک وشرح الصوفیۃ کلامہ ذٰلک فی کتبہم الاخلاص فی العمل الحفاظ من حدیث یحییٰ بن سعید عن محمد بن ابراہیم التیمی عن علقمۃ بن وقاص اللیثی قال سمعتُ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی المنبر یقول سمعتُ رسول اللہ علیہ وسلم یقول اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ واِنّما لِکُلِّ امْرِءٍ مانَوٰی فمن کانت ہجرتہ الی اللہِ ورسولہٖ فہجرتُہٗ الی اللہ ورسولہٖ ومن کانت ہجرتُہٗ الی دُنیا یُصیبہا او امرأۃٍ یَتَزَوَّجُہا فہجرتہ الی ما ہاجَرَ الیہ قال بعض العلماء ہذا الحدیث ربع العلم مالک عن یحییٰ بن سعید الی عمر بن الخطاب کان یقول کَرَمُ المؤمنِ تقواہ ودینُہٗ حَسَبُہٗ ومُروّتُہٗ خُلُقُہٗ والجرأۃُ والجُبنُ غَرائِزُ یضعہا اللہ حیثُ یشآء فالجبان یَفِرُّ عن اَبیہ واُمہ والجری یُقاتل عمن لایَؤُبُ بہٖ الی رَحْلِہٖ والجرأۃ

پانچویں فصل

مقاماتِ سلوک کے دقائق (باریکیاں) جن کو اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین عمرؓ کی زبان سے بیان کرایا اور صوفیہ کا آپؓ کے اس کلام کی شرح اپنی کتابوں میں کرنا۔

اخلاص عمل میں۔ حفاظِ حدیث میں سے یحییٰ بن سعید روایت کرتے ہیں محمد بن ابراہیم التیمی سے وہ علقمہ بن وقاص لیثی سے کہا کہ میں نے سُنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جو منبر پر فرما رہے تھے کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ فرماتے تھے کہ اعمال نیتوں ہی سے ہیں اور ہر شخص کے لئے وہی اجر ہوگا جس کی اس نے نیت کی تو وہ شخص جس کی (نیت) ہجرت ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تو اُس کی ہجرت اللہ کی اور اس کے رسول کی طرف ہے اور جس کی ہجرت ہوئی دنیا کی طرف کہ وہ اس کو مل جائے یا کسی عورت کی طرف کہ اس سے نکاح کرلے تو اسکی ہجرت اُسی چیز کی طرف ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔ بعض علماء کا قول ہے کہ یہ حدیث دین کا چوتھائی حصہ ہے۔ مالک رحؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ مومن کا کرم (بزرگی) اس کا تقویٰ ہے اور اس کا دین اس کا حَسَب ہے اور اس کی مُروّت اس کا خُلق ہے۔ اور جرأت و نامردی طبعی و اصلی صفات ہیں جن کو اللہ چاہتا ہے رکھ دیتا ہے تو نامرد اپنے باپ اور ماں کو چھوڑ بھاگتا ہے اور جری شخص ایسے شخص کی طرف سے قتال کرتا ہے جو اس کے ساتھ اس کے گھر بھی واپس نہیں آتا (وہیں سے رخصت ہوجاتا ہے) عہ اور قتل ایک

عہ یعنی جسطرح دنیا میں موت کے لئے کوئی سبب بیماری وغیرہ پیش آتا ہے ایسا ہی ایک سبب قتل بھی ہے تو اس سے بھاگنا عبث ہے ۱۲

وَالقتلُ حَتْفٌ مِنَ الحتوفِ والشہید من احتَسَبَ نفسَہ علی اللّٰہِ۔ احمد بن حنبل عن ابی العجفاء سمعتُ عمر یقول اَلَا لاتُغَالُوا صَدَاقَ النسآءِ فذکر الحدیث بطولہ الیٰ ان قال واُخریٰ تقولونہا لمن قُتِلَ فی مَغازیکم او مات قُتِلَ فلانٌ شہیداً ولعلّہ ان یکون قد اَوقَرَ عَجُزَ دابّتِہٖ او دَفَّ راحلتِہٖ ذہباً او وَرِقاً یلتمس التجارۃ لاتقولوا ذٰلکم ولٰکن قولوا کما قالَ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قُتِلَ او مات فی سبیلِ اللّٰہ فہو فی الجنۃ۔ احمد بن حنبل عن ابی فراس قال خطب عمر بن الخطاب فقال یا اَیُّہا النّاس اَلَا اِنّا اِنما کُنّا نَعرِفُکم اِذ بینَ ظَہرَانَینَا النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم واذ ینزل الوحیُ واذ یُنَبِّئُنَا اللّٰہ من اخبارِکم اَلَا وان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد انطلقَ وقد انقطع الوحیُ وانما نَعرِفُکُم بما نقول لکم من اَظہرَ منکم خیراً ظَننَّا بہ خیراً واَحبَبناہ علیہ ومن اَظہرَ لنا شرّاً ظننّا بہ شرّاً واَبغَضناہُ علیہ سرائرُکم بینَکُم وبین ربّکم اَلَا انہ قد اَتٰی عَلَیَّ حینٌ وانا احسبُ اَنَّ من قرأَ القرآنَ یرید اللّٰہ وما عندَہ فقد خُیِّلَ اِلَیَّ باٰخرۃ ان رجالاً قد قرأوہ یریدون بہ ما عندَ الناس

موت ہے موتوں میں سے اور شہید وہ ہے جس نے اپنے نفس کو اللہ (کے کام پر) ثواب کی طلب کے لئے لگایا ہو۔ احمد بن حنبل، ابو العجفاء سے، خبردار عورتوں کے مہر بیش قیمت نہ بناؤ اس حدیث کو اس کی تفصیل کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے فرمایا اور دوسری بات جس کو تم کہتے ہو ہر اُس شخص کے حق میں جو تمہارے جہادوں میں قتل ہوا یا مرا کہ فلاں قتل ہوا شہید ہو کر حالانکہ احتمال ہے کہ اس نے اپنے سواری کے جانور کی پیٹھ یا اس کی ایک جانب کو سونے یا چاندی سے لادا ہو کہ مالِ تجارت تلاش کرے تو تم یہ نہ کہو (کہ فلاں شہید ہوا) لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کہو جو آپ نے فرمایا کہ جو شخص قتل ہو جائے یا مر جائے اللہ کی راہ میں وہ جنت میں داخل ہوگا۔ احمد بن حنبل ابو فراس سے، کہا کہ عمر بن الخطاب نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو سُن لو حقیقت یہ ہے کہ ہم تم کو اسی وقت پہچانتے تھے جب کہ ہمارے درمیان نبی صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور جب کہ وحی نازل ہو رہی تھی اور جب کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تمہارے احوال سے خبردار کر رہا تھا، سمجھ لو اب حال یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور وحی منقطع ہو گئی اب تو ہم تم کو صرف اسی ذریعہ سے پہچانتے ہیں جو ہم تم سے کہتے ہیں کہ جس نے تم میں سے خیر کو ظاہر کیا ہم نے اس کے اچھا ہونے کا گمان کر لیا اور اس بناء پر اُس سے محبت کرنے لگے اور جس نے ہمارے لئے شر کا اظہار کیا ہم نے اس کے بُرا ہونے کا گمان کر لیا اور اس کو بُرا سمجھنے لگے دلوں میں چھپی ہوئی باتیں تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہیں۔ سمجھ لو کہ مجھ پر ایسا وقت آیا ہے کہ میں یہ گمان رکھتا تھا کہ جو قرآن پڑھتا ہے وہ صرف اللہ (ہی کی عبادت) کا ارادہ رکھتا ہے اور ان نعمتوں کا جو اُسکے

فَاَرِیْدُوا اللّٰہَ بقراءتکم و اَرِیدوہ باعمالکم۔ ابو طالب قال عمر بن الخطاب افضلُ الاعمالِ اداءُ ما افترض اللّٰہ عزوجل والورع عما نَہَی اللّٰہ تعالٰی عنہ وصدقُ النیۃ فیما عند اللّٰہ عزوجلّ۔ ابو طالب عن سعد بن ابی بردۃ عن کتاب عمر بن الخطاب الی ابی موسٰی الاشعری انہ من خلصَتْ نیّتہ کفاہ اللّٰہ تعالٰی ما بینہ وبینَ الناس ومن تزیَّنَ للناس بما یعلم اللّٰہ تعالٰی فیہ غیرَ ذٰلک شانہ اللّٰہ عزوجل فما ظنک۔ ابو طالب عن عمر انہ قال لقد خشینا ان یُدخِلَنا خوف الریآء فی تسعۃ اعشارِ الرِّیآء فسّرہ ابو طالب قال یعنی بذٰلک انہ ترک کثیرا من الاعمالِ خشیۃً دخول الریاء وذٰلک دخولٌ فی الریاء بترکِ الاَعمال من اَجلِ الریاء۔ **المراقبۃ** مسلم فی حدیث جبریل عن عمر اَنّ السائل قال ما الاحسان فقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الاحسان ان تعبُدَ اللّٰہ کانّک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔ **الاستقامۃ** ابو طالب کان عمر اذا تلا قولہ تعالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا یقول قد قالہا ناس ثم رجعوا فمن استقام علٰی امر اللّٰہ فی السرِّ والعلانیۃ والعسرِ والیسرِ ولم یخف فی اللّٰہ

پاس ہیں۔ اب مجھے آخر میں یہ متخیل (یعنی مکشوف) ہوا ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ اس سے ارادہ رکھتے ہیں اس (متاع دنیا) کا جو لوگوں کے پاس ہے۔ سو تم لوگ اپنی قرأتِ قرآن سے اللہ (کی رضا) کا ارادہ (یعنی نیت) کرو اور یہی نیت اپنے اعمال میں رکھو۔ ابو طالبؒ، فرمایا عمر بن الخطاب نے کہ سب اعمال سے افضل ہے اس عمل کا ادا کرنا جس کو اللہ نے فرض کیا ہے اور پرہیز رکھنا ہر اس چیز سے جس سے اللہ نے منع کیا ہے اور صدقِ نیت اس چیز کے بارے میں جو اللہ عزوجل کے پاس ہے۔ ابو طالبؒ، سعد بن ابی بردہ سے اور عمر بن الخطاب کے ایک خط سے جو انہوں نے ابو موسٰی اشعریؓ کو لکھا تھا کہ درحقیقت جس نے اپنی نیت خالص کر لی تو اللہ ہر اس امر کے لئے جو اس کے اور لوگوں کے درمیان ہوگا کافی ہو جاتے گا اور جس نے اپنے کو مزین کیا لوگوں کے لئے ایسے عمل کے ساتھ کہ اللہ جانتا ہے اس میں اس (اخلاص) کے خلاف کو تو اللہ عزوجل اس کو بھلا دے گا اب تیرا گمان کیا ہے۔ ابو طالبؒ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم ڈرتے ہیں اس سے کہ ریار کا خوف ہم کو ریا کے دس حصوں میں سے نو میں نہ داخل کر دے ابو طالبؒ نے اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ بندے نے ترک کیا بہت سے اعمال کو ریا میں داخل ہونے کے خوف سے اور یہ بھی ریا میں داخل ہونا ہے (اس راہ سے کہ لوگ دیکھ لیں کہ اس شخص نے) ریا کی وجہ سے اعمال کا ترک کیا۔ **مراقبہ**: مسلم، جبرئیل والی حدیث میں، عمرؓ سے کہ سائل نے کہا کہ احسان کیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اس کو دیکھتا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھتا تو وہ تجھے دیکھتا ہے **استقامت**: ابو طالبؒ، عمرؓ جب اس آیت کی تلاوت کیا کرتے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا (۴۱: ۳۰) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) مستقیم رہے الخ تو فرماتے کہ "بیشک لوگوں نے کہا پھر پلٹ گئے"، تو جو شخص اللہ کے حکم پر جما رہا پوشیدہ اور علانیہ اور تنگی میں اور

لومۃ لائم وقال مرۃً استقاموا واللہ لربہم ولم یروغوا روغان الثعالب۔ **الصبر** الغزالی وجد فی رسالۃ عمر رضی اللہ عنہ الی ابی موسیٰ الاشعری علیک بالصبر واعلم ان الصبر صبران احدہما افضل من الآخر الصبر فی المصائب حسنٌ وافضل منہ الصبر عما حرم اللہ تعالیٰ واعلم ان الصبر ملاک الایمان وذٰلک لان التقویٰ افضل البر والتقویٰ بالصبر الغزالی کان عمر رضی اللہ عنہ یقول نعم العدلان ونعمت العلاوۃ للصابرین یعنی بالعدلین الصلاۃ والرحمۃ وبالعلاوۃ الہدی اشار الیٰ قولہ تعالیٰ اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔ **الشکر** ابو عمر روی عن عمر انہ قال فی انصرافہ من حجتہ التی لم یحج بعدہا الحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ یعطی من یشآء مایشآء لقد کنت بہذا الوادی یعنی ضجنان ارعیٰ ابلاً للخطاب وکان فظًّا غلیظًا یتعبنی اذا عملت ویضربنی اذا قصرت وقد اصبحت وامسیت ولیس بینی وبین اللہ احد اخشاہ ثم تمثل ؎

خوشحالی میں اور اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرا۔" اور ایک مرتبہ فرمایا "جمے رہے واللہ اپنے رب کے ساتھ اور انہوں نے لومڑیوں جیسی حیلہ بازی نہ کی"۔ **صبر**۔ غزالی، عمر رضؓ کے ایک مراسلہ میں جو ابوموسیٰ اشعری کے نام تھا یہ پایا گیا۔" اور جان لو کہ دو قسم کے صبر ہوتے ہیں۔ ان میں کا ایک دوسرے سے افضل ہے۔ صبر مصائب میں عمدہ ہے اور اس سے افضل وہ صبر ہے جو اس چیز پر ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اور سمجھ لو کہ صبر ایمان کا بڑا جزء ہے اور یہ اس لئے کہ تقوٰی سب سے بڑھ کر بھلائی ہے اور تقوٰی حاصل ہوتا ہے صبر سے"۔ غزالی، عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صابرین کے لئے دونوں گٹھڑیاں (جو سواری کے دونوں طرف ہوتی ہیں) اور بیچ والی گٹھڑی بہت اچھی ہیں۔ آپ "عدلین[ع]" سے صلوٰۃ اور رحمت کو مراد لیتے تھے اور "علاوہ" سے ہدایٰ کو (بمعنے وصول بمقصود) اشارہ فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ الخ (۲ : ۱۵۷) ایسے ہی لوگوں پر خاص خاص عنایتیں ہیں اپنے رب کی اور مہربانی اور وہی ہیں سیدھی راہ پر"۔ **شکر**، ابو عمر، مروی ہے عمرؓ سے کہ انہوں نے اپنے اس حج سے لوٹتے ہوتے جس کے بعد کوئی حج نہیں کیا فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے وہ جس کو چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے۔ میں اس وادی یعنی ضجنان میں خطاب کے اونٹ چرایا کرتا تھا اور خطاب بہت تند خو سخت مزاج شخص تھے مجھے تھکا ڈالتے تھے جب میں کام کرتا تھا اور جب میں کمی کرتا تھا تو مارا کرتے تھے اور اب صبح وشام ایسی گذر رہی ہے کہ میرے اور اللہ کے درمیان کوئی ایسا نہیں جس سے میں ڈرتا ہوں، پھر یہ اشعار تمثیلاً پڑھے ؎ لاشئ مما تری تبقی الخ

[ع] جانور کے دونوں طرف جو گٹھڑیاں یا گونیں لٹکائی جاتی ہیں ان کو عدلین کہتے ہیں اس مناسبت سے کہ وہ ہم وزن ہوتی ہیں۔ اور جو گٹھڑی بیچ میں رکھ دی جاتی ہے اس کو "علاوہ" کہا جاتا ہے۔ ہماری زبان میں جو لفظ علاوہ مستعمل ہے وہ یہیں سے آیا ہے۔ کہتے ہیں "علاوہ بریں یہ بات ہے"۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

1 لاشیٔ مما تری تبقی بشاشتہ
یبقی الالٰہ ویودی المال و الولد

2 لم تغن عن ہرمز یوما خزائنہ
والخلد قد حاولت عاد فما خلدوا

3 ولا سلیمان اذ تجری الریاح لہ
والانس والجن فیما بینہا برد

4 این الملوک التی کانت بعزتہا
من کل اوب الیہا وافد یفد

5 حوض ہنالک مورود بلا کذب
لا بد من وردہ یوما کما وردوا

الغزالی قال عمر ما ابتلیت ببلاء الا کان للہ علی فیہا اربع نعم اذ لم تکن فی دینی و اذ لم تکن اعظم منہا و اذ لم اکن احرم الرضیٰ فیہا و اذ ارجو الثواب علیہا۔ **الخوف من عذاب الآخرۃ** ابو عمر روینا عن عمر انہ قال حین احتضر و راسہ فی حجر ابنہ عبد اللہ شعر ظلوم لنفسی غیر انی مسلم ⁂ اصلی الصلوۃ کلہا و اصوم ⁂ البخاری عن المسور ابن مخرمۃ رضی اللہ عنہما قال لما طعن عمر رضی اللہ عنہ جعل یالم فقال لہ ابن عباس رضی اللہ عنہما و کانہ یجزعہ یا امیر المومنین ولا کل ذلک لقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحسنت صحبتہ ثم فارقتہ و

(ترجمہ) جتنی چیزیں تو دیکھتا ہے اُن میں کوئی ایسی نہیں جس کی کھلاوٹ باقی رہنے والی ہو، وہی معبود باقی رہتا ہے اور مال و اولاد سب ہلاک ہونے والے ہیں

موت کے دن ہرمز کے خزانے اس کے کام نہ آسکے۔ اور خلد کا عاد نے قصد کیا تھا تو یہ لوگ نہ رہ سکے۔

اور نہ سلیمان باقی رہے جب کہ ان کے زیر فرمان ہوائیں چلتی تھیں اور تمام انسان اور جنات اس ہوا کے درمیان حاضر ہوتے تھے۔

کہاں ہیں وہ بادشاہ جن کی عزت کی وجہ سے ہر جانب سے ان کے پاس آنے والے آتے رہتے تھے۔

(موت) کا ایک حوض ہے وہاں ہر ایک بلا تخلف اتارا گیا، کسی دن اُس پر ہر ایک کو اُترنا پڑے گا جس طرح وہ لوگ اُترے ہیں۔

غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ میں کسی بلا میں مبتلا نہیں کیا گیا مگر یہ کہ اس میں مجھے اللہ کی چار نعمتیں ملیں، یہ کہ (۱) وہ بلا میرے دین میں واقع نہیں ہوتی اور (۲) جب کہ اس سے بڑی کوئی بلا نہیں آئی اور (۳) جب کہ میں اس میں رضا سے محروم نہیں کیا گیا۔ اور (۴) جب کہ اس پر ثواب کی اُمید کرتا ہوں۔ **خوف عذاب آخرت کا**۔ ابو عمر، عمرؓ کے متعلق ہم سے روایت کیا گیا کہ جب قبض روح ہو رہا تھا اور ان کا سر ان کے بیٹے عبد اللہ کی گود میں تھا تو فرمایا شعر ظلوم لنفسی الخ اپنے نفس پر بہت ظلم کرنے والا ہوں بجز اس کے کہ مسلمان ہوں سب نمازیں پڑھتا ہوں اور روزے رکھتا رہا۔ بخاری مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے، کہا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ کو مجروح کیا گیا تو انہوں نے رنج کرنا شروع کیا تو اُن سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اور وہ گویا ان کو تسلی دے رہے تھے کہ اے امیر المومنین یہ سب (حسب واقعہ) نہیں بیشک آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان کا حق صحبت خوب ادا کیا۔ پھر آپ اُن

هو عنك راضٍ ثم صحبت ابا بكر رضي الله عنه
فاحسنت صحبته ثم فارقت وهو عنك راضٍ
ثم صحبت صحبتهم فاحسنت صحبتهم ولئن
فارقتهم لتفارقنهم وهم عنك راضون فقال
اما ما ذكرت من صحبة رسول الله صلى
الله عليه وسلم ورضاه فان ذلك من
منّ الله منّ به عليّ واما ما ذكرت من صحبة
ابي بكر ورضاه فانما ذلك من منّ الله منّ
به عليّ واما ما ترى من جزعي فهو من اجلك
ومن اجل اصحابك والله لو ان لي طلاع
الارض ذهبا لافتديت به من عذاب الله
عز وجل قبل ان اراه. الغزالي لما قرأ
عمر اذا الشمس كورت فانتهى الى قوله
واذا الصحف نشرت خرّ مغشيا عليه. الغزالي
مرّ عمر يوما بدار انسان وهو يصلي ويقرأ
سورة الطور فوقف يستمع فلما بلغ قوله
ان عذاب ربك لواقع نزل عن حماره
واستند الى حائط فمكث زمانا ورجع
الى منزله فمرض شهرا يعودونه الناس
ولا يدرون ما مرضه. **الخوف من العقوبة
في الدنيا** احمد بن حنبل عن فروخ
مولى عثمان ان عمر وهو يومئذ امير المؤمنين
خرج الى المسجد فرأى طعاما منثورا

سے جدا ہوتے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ صحبت میں
رہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اور آپ نے ان کی صحبت کا حق خوب ادا کیا
پھر آپ ان سے جدا ہوتے اس حال میں کہ وہ آپ سے خوش تھے پھر آپ ہم
صحبت رہے دیگر اصحاب کے اور آپ نے حق صحبت خوب ادا کیا اور اگر آپ
اُن سے جدا ہوتے تو یقیناً ایسی حالت میں جدا ہونگے کہ سب آپ سے خوش
ہونگے تو آپ نے فرمایا کہ وہ بات جو تم نے ذکر کی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
صحبت اور آپ کی خوشنودی کی تو یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے جو اُس
نے مجھ پر کئے ہیں اور رہی ابوبکر کی صحبت اور ان کی رضا کی بات تو وہ بھی اللہ
تعالیٰ کے احسانات میں سے ہے جو اُس نے مجھ پر کئے ہیں۔ اور رہی وہ گھبراہٹ
جو تم دیکھ رہے ہو وہ تمہاری اور تمہارے اصحاب کی وجہ سے ہے۔ واللہ اگر میرے
پاس اتنا سونا ہوتا جس سے زمین بھر جاتی تو میں اللہ عزوجل کے عذاب سے
بچنے کے لئے پہلے اس سے کہ وہ مجھے دکھایا جاتے فدیہ دے دیتا۔ غزالی
جب عمرؓ نے اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ کی قرأت شروع کی اور اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ
پر پہنچے تو بے ہوش ہو کر گر گئے۔ غزالی، ایک مرتبہ عمرؓ کا گذر ایک شخص کے
مکان پر ہوا جو نماز پڑھ رہا تھا اور اس میں سورۃ طور کی قرأت کر رہا تھا تو
آپ ٹھہر کر کان لگا کر سننے لگے۔ جب وہ شخص اس آیت پر پہنچا اِنَّ
عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ تو آپ اپنے گدھے سے نیچے اُتر آتے اور دیوار
کے سہارے بہت دیر تک کھڑے رہے اور مکان پر اس حالت
میں واپس آتے کہ بیمار ہو گئے۔ ایک ماہ تک لوگ عیادت کے لئے آتے
رہے اور یہ نہ سمجھے کہ آپ کو کیا مرض ہے۔ **خوف دنیا میں سزا
دی جانے سے**۔ احمد بن حنبل، فروخ مولے عثمان سے مروی ہے کہ عمرؓ
مسجد کی طرف نکلے اور وہ اس زمانہ میں امیر المومنین تھے تو انہوں نے
بکھرا ہوا غلہ دیکھا، پوچھا کہ یہ غلہ کیسا ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہ غلہ ہمارے پاس

فقال ما هذا الطعام قالوا طعام جُلِبَ الينا قال بارك الله فيه وفي من جلبه قيل يا امير المؤمنين فانه قد احتُكِر قال ومن احتكره قالوا فرّوخ مولى عثمان وفلانٌ مولى عمر فارسل اليهما فدعا بهما فقال ما حملكما على احتكار طعام المسلمين قال يا امير المؤمنين نشتري باموالنا ونبيع فقال عمر سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مَن احتكر على المسلمين طعامهم ضربه الله عز وجل بالافلاس او بجذام فقال فرّوخ عند ذلك يا امير المؤمنين اُعاهِدُ الله واُعاهدك ان لا اَعودَ في الطعام اَبدًا واما مولى عمر فقال انما نشتري باموالنا ونبيع قال ابو يحيى فلقد رأيتُ مولى عمر مجذومًا

الخوف من الطبع الغزالي قال عمر رضي الله عنه الطابع متعلق بقائمة العرش فاذا انتهكت الحرمات واستحلّت المحارم ارسل الله الطابع فطبع على القلوب بما فيها

الهيبة من الله عز وجل الغزالي اخذ عمر يومًا تبنة من الارض قال يا ليتني كنتُ هذه التبنة يا ليتني لم تلدني اُمي.

الجمع بين الرجاء والخوف الغزالي قال عمر لو نودي ليدخل النار كل الناس

لایا گیا ہے، فرمایا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے اور اس کو بھی جو اسے لے جاتے۔ کہا گیا اے امیر المومنین یہ غلہ روکا گیا ہے، فرمایا اس کو کس نے محبوس کیا لوگوں نے کہا کہ فرّوخ مولیٰ عثمان اور فلاں مولیٰ عمر نے۔ تو ان دونوں کے پاس کسی کو بھیج کر بلوایا۔ پھر ان سے فرمایا کس چیز نے تمہیں مسلمانوں کے اناج کو محبوس کرنے پر اُبھارا ہے۔ دونوں نے کہا اے امیر المومنین ہم اپنے اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جو مسلمانوں پر ان کے اناج کو روکے گا اللہ عزوجل اس پر افلاس ڈال دے گا یا جذام (یعنی مرض کوڑھ) یہ سُنکر فرّوخ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں اللہ سے عہد کرتا ہوں اور آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اناج کے بارے میں کبھی میں (احتکار) نہ کروں گا۔ رہا مولیٰ عمر تو اس نے کہا کہ ہم تو اپنے ہی اموال سے خریدتے اور بیچتے ہیں۔ ابو یحییٰ نے کہا کہ واللہ میں نے مولائے عمر کو کوڑھی دیکھا ہے۔

خوف مہر لگنے سے۔ غزالیؔ، عمرؓ نے فرمایا کہ مُہر لگانے والا فرشتہ عرش کے پائے سے لپٹا ہوا ہے تو جب اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کا ارتکاب کیا جائے گا اور حرام کو حلال قرار دیا جائے گا تو اللہ تعالےٰ مہر لگانے والے فرشتے کو بھیج دے گا جو قلوب پر اس (گمراہی) سمیت جو اس میں ہے مہر لگا دے گا۔ (کہ وہ کبھی نہ نکل سکے)۔

اللہ عزوجل سے ہیبت۔ غزالیؔ، عمرؓ نے ایک دن زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں یہ تنکا ہوتا کہ میری ماں مجھے نہ جنتی۔

امید اور خوف کو جمع کرنا۔ غزالیؔ، عمرؓ نے فرمایا کہ اگر ندا کی جاتے کہ سب لوگ نار میں داخل کئے جائیں گے بجز ایک آدمی کے تو میں یہ اُمید کروں گا کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا اور اگر ندا کی جائے کہ سب لوگ جنت میں داخل کئے جائیں گے بجز ایک شخص

إلا رجلا واحدا لرجوت ان اکون انا ذلک الرجل ولو دی لیدخل الجنۃ کل الناس الا رجلا واحدا لخشیت ان اکون انا ذلک الرجل۔

کے تو مجھے اندیشہ ہوگا کہ وہ ایک شخص میں ہوں گا۔

علامۃ الخوف من اللہ عزوجل الغزالی قال عمرؓ من خاف اللہ لم یشف غیظہ ومن اتقی اللہ لم یصنع ما یرید ولولا یوم القیامۃ لکان غیر ماترون۔ **العبودۃ من غیر خوف ولا رجاء** ابو طالب قال عمر رحم اللہ صہیبا لولم یخف اللہ لم یعصہ قال ابوطالب یعنی ترک المعاصی للمحبۃ لا لخوف ولا لرجاء **فوائد الزہد** الغزالی قال عمر الزہادۃ فی الدنیا راحۃ القلب والجسد۔ **الآفات المتولدۃ من جمع المال** ابوطالب مر عمر ببیت عال فقال ابت الدراہم الا ان تخرج رؤسہا۔ **المحاسبۃ** الغزالی قال عمر حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا وزنوہا قبل ان توزنوا وتاہبوا للعرض الاکبر الغزالی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری حاسب نفسک فی الرخاء علی حساب الشدۃ الغزالی قال عمر لکعب الاحبار کیف تجدنا فی کتاب اللہ تعالیٰ قال ویل لدیان الارض من دیان السماء فعلاہ بالدرۃ وقال الا من حاسب نفسہ فقال کعب واللہ

اللہ عزوجل سے خوف کی پہچان۔ غزالی، عمرؓ نے فرمایا کہ جو اللہ سے ڈریگا وہ اس کے غصہ (دلانیوالی بات) کے قریب بھی نہ آئیگا اور جو اللہ سے تقویٰ اختیار کرے گا وہ ایسا نہ ہوگا کہ جو چاہے کرڈالے اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو کچھ تم دیکھتے ہو اس سے بدلا ہوا حال ہوتا۔ **فرمانبرداری بغیر خوف اور امید کے**: ابوطالب، عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صہیب پر رحمت کرے اگر وہ اللہ سے نہ ڈرتا تو پھر بھی) اسکی نافرمانی نہ کرتا۔ کہا ابوطالب نے کہ مراد یہ ہے کہ اس نے معاصی کو محبت کی وجہ سے چھوڑا نہ خوف کی وجہ سے اور نہ امید کی وجہ سے **زہد کے فوائد**۔ غزالی عمرؓ نے فرمایا کہ دنیا میں کمی کرنا قلب اور جسم کی راحت ہے **مال کے جمع کرنے سے پیدا ہونے والی آفتیں**۔ عمرؓ کا گذر ایک ایسے گھر پر ہوا جو اونچا تھا تو فرمایا کہ دراہم باز نہیں آتے مگر وہ اپنے رؤس (یعنی اغنیاء کو دریاست سے) نکال کے ہی رہتے ہیں۔ **محاسبہ**۔ غزالی، کہا عمرؓ نے اپنے نفسوں سے خود محاسبہ (جانچ پڑتال) کرو قبل اس کے تم سے محاسبہ کیا جائے اور اُن کو خود وزن کرو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے۔ اور سب سے بڑی پیشی کے لئے تیاری کر لو۔ غزالی، عمرؓ نے لکھا ابوموسیٰ اشعریؓ کو کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرو آسانی کے وقت میں سختی کے حساب پر پہنچنے سے پہلے، غزالی، عمرؓ نے کعب احبار سے کہا کہ تم ہمارا حال اللہ کی کتاب توریت میں کیسے پاتے ہو؟ تو کعب نے کہا کہ سختی پہنچے گی زمین کے حاکم کو آسمان کے حاکم کی طرف سے تو انہوں نے کعب پر درّہ اٹھایا اور فرمایا بجز اس کے جو اپنے نفس سے محاسبہ کرے۔ تو کعب نے کہا واللہ اے امیر المومنین وہ بات

یا امیر المومنین انها ایلے جنبها فی التوراية
وما بینهما حرف الا من حاسب نفسه۔ رؤیۃ
التقصیر فی العمل۔ البخاری عن ابی بردة
عن عامر ابن ابی موسٰی قال قال لی عبد الله
بن عمر هل تدری ما قال ابی لابیک
قال قلت لا قال فان ابی قال لابیک
ابی موسٰی هل یسرک ان اسلامنا
مع رسول الله صلے الله علیه وسلم وهجرتنا
معه وشهادتنا معه وعملنا کله معه برد
علینا وان کل عمل عملناه بعده نجونا منه
کفافا رأسا برأس فقال ابوک لا ابی لا والله
جاهدنا بعد رسول الله صلی الله علیه وسلم
وصلینا وصمنا وعملنا خیرا کثیرا واسلم علی
ایدینا بشر کثیر وانا لنرجوا ذلک قال ابی
ولکنی والذی نفس عمر بیده لوددت ان
ذلک برد لنا وان کل شئ عملناه بعده
نجونا منه کفافا رأسا برأس فقلت ان اباک
والله کان خیرا من ابی۔ **التوکل**۔ احمد بن
حنبل عن ابی تمیم الجیشانی سمع عمر یقول
سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم
یقول لو انکم توکلون علی الله حق توکله
لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو اخماصا
وتروح بطانا۔ **التسبب بالاسباب مع**

توریت کی ایک جانب میں ہے اور ان دونوں کے درمیان یہی لکھا ہے مگر
جو اپنے نفس سے محاسبہ کرے۔ **عمل میں کوتاہی پر نظر رکھنا**۔ بخاری
ابو بردہ سے وہ عامر بن ابی موسٰی سے، کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عمر نے
کہا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ میرے باپ نے تمہارے باپ سے کیا کہا تھا۔
میں نے کہا کہ نہیں۔ کہا کہ میرے باپ نے (یعنی عمر رضنے) تمہارے باپ
ابو موسٰی سے کہا کہ کیا تم اس سے خوش ہو کہ ہمارا اسلام لانا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ہماری ہجرت آپ کے ساتھ اور ہمارا
(مشاہد میں) حاضر رہنا آپ کے ساتھ اور ہمارے پورے عمل جو آپ کے
ساتھ کئے وہ ہم پر ثابت وقائم رہیں (جن پر حق تعالیٰ آخرت میں اپنے
فضل سے ہم کو اجر دے) اور جس قدر بھی اعمال ہم نے آپ کے بعد کئے
(ان کے اچھے اور برے اعمال کا توازن ایسا ہو جائے کہ) ہم اس سے
نجات پاجائیں (ہمارے اچھے اعمال) بقدر ضرورت (برے اعمال کے مقابلہ
پر) برابر سرابر ہو جائیں۔ تو تیرے باپ نے میرے باپ سے کہا کہ نہیں
واللہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر بڑے جہاد کئے اور نمازیں
پڑھیں اور روزے رکھے اور ہم نے بہت سے نیک عمل کئے اور بہت سے
انسان ہمارے ہاتھوں پر ایمان لائے اور ہم اس پر یقیناً اللہ کے اجر کے
امیدوار ہیں۔ تو میرے باپ نے کہا، لیکن میں تو قسم ہے اس ذات کی جس
کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ (اعمال) جو
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کئے تھے ہمارے لئے ثابت و
قائم رہیں اور جو کچھ عمل ہم نے بعد میں کئے ہم اس میں برابر سرابر چھوٹ
جائیں میں نے کہا خدا کی قسم تمہارا باپ میرے باپ سے بہتر تھا۔ **توکل**۔ احمد
بن حنبل ابو تمیم جیشانی سے کہ انہوں نے عمرؓ سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اگر تم اللہ پر توکل کرو جو اس پر

اثبات التوکل مالک فی قصۃ سرغ حین استقرّ رأی عمر علی الرجوع من الشام من اجل الوباء قال ابو عبیدۃ افرارًا من قدر اللہ فقال عمر لو غیرک قالہا یا ابا عبیدۃ نعم نفرّ من قدر اللہ الی قدر اللہ رأیت لو کانت لک ابلٌ فہبطتَ وادیًا لہ عُدوتان احدٰہما مُخصِبَۃٌ والاُخریٰ جدبۃٌ الیس ان رعیتَ الخصبۃ رعیتَہا بقدر اللہ وان رعیتَ الجدبۃ رعیتَہا بقدر اللہ۔ **لا ردّ و لا کدّ** احمد بن حنبل عن ابن عمر قال سمعتُ عمرؓ یقول کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یُعطینی العطاءَ فاقول اَعطِہ اَفقرَ الیہ منّی حتی اَعطانی مرّۃً مالًا فقلتُ اعطہ افقر الیہ منی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم خُذہ فتموّلہ و تصدّق بہ فما جاءک من ہذا المال و انتَ غیرُ مُشرِفٍ ولا سائلٍ فخذہ و مالا فلا تُتبِعہ نفسَک **نفی الارادۃ** ابو طالب رُوینا عن عُمر بن الخطاب انہ قال لا اُبالی علی ایّ حالٍ اصبحتُ من شدّۃ ورخاء **فضل الاخوۃ فی اللہ** عزوجل - ابو طالب عن عمر و ابنہ دخل لفظ احدہما فی الآخر لو انّ عبدًا صفّ بین قدمیہ عند الرکن والمقام یعبد اللہ عزّوجلّ عمرہ یصوم نہارہ ویقوم لیلہ ثم لقی اللہ عزّوجلّ ولیس فی قلبہ موالاۃ لاولیاءٓ

توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق عطا کرے جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں **اسباب کی جستجو توکل کے باوجود۔** مالک، سرغ عـہ کے قصہ میں جب کہ عمرؓ کی رائے بوجہ وباء کے ٹھہر گئی کہ شام سے واپس ہو جانا چاہئے تو ابو عبیدہؓ نے کہا کہ کیا اللہ کی تقدیر سے فرار کر کے واپس ہوتے ہو۔ تو عمرؓ نے کہا اے ابو عبیدہ اچھا ہوتا کہ یہ بات تمہارے سوا کوئی اور کہتا۔ ہاں ہم بھاگتے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ کی تقدیر کی طرف۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی میں اُترے ہو جو درہ کوہ سے دو حصوں میں منقسم ہے ان میں سے ایک سرسبز ہے اور دوسرا بے آب و گیاہ۔ تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر تم نے اپنے اونٹوں کو سرسبز وادی میں چرایا تو اللہ کی تقدیر کے مطابق چرایا اور اگر بے آب و گیاہ وادی میں چرایا تو بھی اللہ کی تقدیر کے مطابق چرایا **بغیر ردّ و کد** (نہ لوٹانا اور نہ پیچھے پڑنا) احمد بن حنبل، ابن عمر سے۔ کہا کہ میں نے عمرؓ سے سنا کہتے تھے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وظیفہ عطا فرماتے تھے، میں کہتا تھا کہ جو شخص اس کا حاجت مند مجھ سے زیادہ ہو اس کو دیدیجئے۔ یہاں تک کہ (ایک مرتبہ) آپ نے مجھے مال دیا تو میں نے (حسب عادت) کہا کہ جو مجھ سے زیادہ حاجت مند ہو اس کو دیدیجئے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے لو اور اپنا مال بنا کر اس کو صدقہ کر دو۔ (یہ ہونا چاہئے) کہ جو ایسا مال تمہارے پاس آئے جس کے نہ تم منتظر تھے اور نہ سائل تو اس کو لے لو اور جو نہ ملے اپنے نفس کو اس کے پیچھے نہ لگاؤ۔ **ارادے کی نفی۔** ابو طالبؒ ہم کو روایت پہنچی عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے کہا کہ میں پرواہ نہیں کرتا کہ کس حال میں مجھ پر صبح آئی تکلیف میں یا راحت میں **فضیلت اللہ عزوجل کے لئے بھائی بننے کی۔** ابو طالب، عمرؓ اور ابن عمرؓ سے دونوں میں سے ہر ایک کے لفظ ملتے جلتے ہیں کہ اگر کسی بندے نے رکن اور مقام کے درمیان قدم جما دیئے اور تمام عمر اللہ عزوجل کی عبادت گزارا دن میں روزے رکھتا رہا اور رات میں اللہ کی عبادت کرتا رہا اور اس کے قلب میں اللہ

عـہ سرغ وادی تبوک میں ایک گاؤں کا نام ہے مدینہ منورہ سے تیرہ منزل، لفظی معنے خوشہ انگور ۱۲

اللہ عزوجلّ ولامُعاداۃ لِاَعدائہ لما نفعہ ذٰلک
شیئًا۔ ابوطالب عن عمرؓ احدھم لیشیب فی
الاسلام ولم یُوالِ فی اللہ ولیاً ولم یُعادِ فیہ عدوًّا
وذٰلک نقصٌ کبیر۔ ابوطالب قال عمر بن الخطاب
ما اُعطی عبدٌ بعد الاسلام خیرًا من اَخٍ صالحٍ
ابوطالب قال عمر اذا رأی احدکم وُدًّا اخیہ
فلیتمسّک بہ فقلّ ما یُصیب بذٰلک **ترک التفوق**
علی الاخوان ابوطالب اتت بردٌ من الیمن
الی عمر بن الخطاب فقسّمہا بین اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُردًا بُردًا ثم صعد المنبر
یوم جمعۃٍ فخطب الناس فی حُلّۃٍ منہا والحُلّۃ
عند العرب ثوبانِ من جنسٍ واحدٍ وکان ذٰلک
من احسن زیّہم فقال الا اسمعوا ثم وعظ
الناس فقام سلمانؓ فقال واللہ لا نسمع
واللہ لا نسمع قال وما ذٰلک قال انک
اعطیتنا ثوبًا ثوبًا ورُحتَ فی حلۃٍ فقد
تفضّلتَ علینا بالدنیا فتبسّم ثم قال عجلتَ
یا ابا عبد اللہ رحمک اللہ انی کنتُ غسلتُ
ثوبی الخَلَق فاستعرتُ بُردَ عبد اللہ بن عمر
فلبستُہ مع بردی فقال سلمانؓ الآن نسمع

استکشافُ عیوبہ من اخوانہ

ابوطالب روی ان عمر خطب الناس فقال انشد
اللہ عبدًا علم فیّ عیبًا الّا اخبرنی بہ فقام

عزوجل کے اولیاء سے محبت نہیں اور نہ اللہ کے دشمنوں سے عداوت تو وہ عبادت اس
کو کچھ نفع نہ دے گی۔ ابوطالب، عمرؓ سے کہ ان میں ایک شخص اسلام میں بوڑھا ہو جائے اور
اللہ کی محبت کی بناء پر کسی کو اپنا دوست نہ بنائے اور نہ (اللہ کے) دشمنوں سے دشمنی
کا سا برتاؤ کرے تو یہ بڑا نقص ہوگا۔ ابوطالب، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ کسی بندے
کو اسلام کے بعد صالح بھائی سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں دی گئی۔ ابوطالب، عمرؓ
نے کہا کہ جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی محبت کو دیکھے (یعنی اظہارِ محبت کو) تو
چاہئے کہ اس کو سنبھالے رکھے کبھی وہ اس (سنبھالے رکھنے سے) مصیب ہو ہی جائے
گا (کہ یہ تیر نشانہ پر بیٹھ کر واقعی محبت پیدا کر دے گا) **بھائیوں پر بڑائی
جتانے کا ترک**۔ ابوطالب، یمن سے عمرؓ بن الخطاب کے پاس چادریں آئیں
تو انھوں نے اس کو اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تقسیم کر دیا ایک ایک
چادر۔ پھر آپ جمعہ کے دن منبر پر چڑھے ان میں کا ایک جوڑا پہن کر لوگوں کو خطبہ دیا اور
جوڑا عرب کے نزدیک ایک جنس کے دو کپڑوں کو کہتے ہیں اور یہ ان کے بہت
اچھے لباس میں سے تھا۔ تو آپ نے (خطبہ شروع کرتے ہوئے) فرمایا۔ خبردار! سنو،
پھر لوگوں کو وعظ کہنے کے لئے تیار ہوئے تو سلمانؓ اٹھے اور بولے واللہ نہیں سُنیں
گے، واللہ نہیں سُنیں گے۔ عمرؓ نے فرمایا آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہا کہ تم نے ہم کو
ایک ایک کپڑا دیا اور خود ایک جوڑا پہنے ہوئے ہو تو دنیا میں تم ہم سے بڑھے
ہوئے ہو (دنیاداری میں جو خود بڑھا ہوا ہو اس کو دوسروں کو نصیحت کرنے کا
کیا حق ہے) تو عمر مسکرائے اور فرمایا کہ تم جلدی کر گئے ہو اے ابوعبداللہ! اللہ
تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔ میں نے اپنے پرانے کپڑے دھوئے تھے تو عبداللہ بن
عمر سے اس کی چادر مانگ کر اپنی چادر کے ساتھ شامل کر لی۔ تو سلمان نے کہا کہ اب
سُنیں گے۔ **اپنے بھائیوں سے اپنے عیب کھلوانا**۔ ابوطالب،
مروی ہے کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں اس اللہ کے بندے
کو جو مجھ میں کسی عیب کو جانتا ہو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ وہ اس سے باخبر کر دے

شابٌ فقال فيك عيبانِ اثنانِ فقال و ما هما
رحمك الله قال تُذَيِّل بين بُرْدَيْنِ و تجمع
بين الإدامين قال فما ذيّل بين بردين و ما
جَمَعَ بين اداميْنِ حتى لَقِيَ الله عزوجل **قبول**
قول الناصح وان شدّد ابوعمر قسم
عمر المال الذي بعث اليه ابوموسٰی و كان
الفَ الفِ درهم و فَضَلَتْ منه فضيلةٌ فاختلفوا
عليه حيث يَضَعُها فقام خطيبا فحمد الله و
اَثنىٰ عليه فقال يا ايها الناسُ قد بقيتْ
لكم فضلةٌ بعدَ حقوقِ الناس فما تقولون فيها
فقام صَعْصَعَةُ بن صوحان و هو غلام شابٌّ
فقال يا اميرَالمومنين انما يُشاوِرُ الناسُ فيما
لم يُنْزِل اللهُ فيه قرآناً و اما ما اَنزل الله به
القرآنَ و وَضَعَه مَوَاضِعَه فَضَعْهُ في مواضِعِهِ
التي وضع الله فيها فقال صدقتَ انتَ مِنّي
و انا منك۔السہروردی قال عمر في مجلس فيه
المهاجرونَ و الانصارُ ارأيتم لو ترخّصتُ في
بعض الامورِ ما ذا كنتم فاعلين فسكتوا فقال
ذٰلك مرتين او ثلٰثاً لو ترخّصتُ لكم في بعض
الامورِ ما ذا كنتم فاعلين قال بشرُ بن سعدٍ
لو فعلتَ ذٰلك لقوّمناك تقويمَ القدح فقال
عمر انتم اذاً انتم۔**الملاطفة مع الاخوان**
الغزالی لقی ابوعبيدة عمر بن الخطاب فصافحه

تو ایک جوان کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ آپ میں دو عیب ہیں۔ آپ نے کہا اللہ تجھ پر رحمت کرے وہ کیا ہیں؟ اُس نے کہا کہ آپ دونوں چادروں (یعنی لنگی اور چادر) کے پلّوں کو سامنے کی جانب لٹکاتے ہیں اور دو سالن (ایک دسترخوان پر ایک ساتھ) جمع کرتے ہیں۔ (راوی نے کہا کہ پھر آپ نے کبھی چادروں کے پلّے نہیں لٹکائے اور نہ دو سالن جمع کئے یہاں تک کہ اللہ عزوجل سے جا ملے۔

ناصح کا قول مان لینا اگرچہ سختی کرے۔ ابو عمر، ابوموسیٰ رضؓ نے جو مال بھیجا تھا اس کو عمر رضؓ نے تقسیم کیا اور وہ دس لاکھ درہم تھے اور اس میں سے تھوڑا سا بچ گیا تھا۔ اس کے بارے میں آپ کے سامنے (اہل مشورہ) مختلف الرائے ہوئے کہ اس کو کس مد میں خرچ کیا جائے تو عمر رضؓ نے کھڑے ہو کر تقریر شروع کی اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ اے لوگو کچھ مال لوگوں کے حقوق ادا کرنے کے بعد بچ گیا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو صعصعہ بن صوحان اُٹھا اور وہ اس وقت ایک نوجوان لڑکا تھا اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! لوگوں سے مشورہ اُسی بات میں کیا جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کوئی آیت نازل نہ فرمائی ہو لیکن وہ چیز جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کر دیا اور اس کے مواضع متعین کر دیئے تو بس آپ اس کو اُن مواضع میں رکھ دیجئے جن پر اللہ تعالیٰ نے اُس کو رکھا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا تو مجھ سے (قریب تر) ہے اور میں تجھ سے۔ سُہروردی، عمر رضؓ نے ایک مجلس میں کہا جس میں مہاجرین و انصار موجود تھے بتاؤ اگر میں بعض امورِ دین میں ڈھیلا ہو جاؤں تو تم کیا کرو گے تو ہم خاموش رہے۔ پھر آپ نے ایسا ہی دو یا تین مرتبہ فرمایا کہ اگر میں بعض امور میں ڈھیلا ہو جاؤں تو تم کیا کرو گے تو بشر بن سعد نے کہا کہ ہم آپ کو سیدھا کر دیں گے جس طرح تیر کو سیدھا کرتے ہیں۔ تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم اس وقت تم ہو گے (یعنی لا یخافون فی اللہ الخ کی شان کے مطابق)

بھائیوں کے ساتھ مہربانی۔ غزالی، ابوعبیدہ نے عمرؓ بن الخطاب

وقبل یده وانتحبا یبکیان-السهروردی ان عمر سابق زبیرا فسبقه الزبیر فقال سبقتک ورب الکعبة ثم سابقه مرة اخری فسبقه عمر فقال سبقتک ورب الکعبة-**ترک المجاورة عند خوف الفتنة** الغزالی کتب عمر الی عماله مروا الاقارب ان یتزاوروا ولا یتجاوروا **حفظ انفاس المشایخ** ابو طالب والغزالی کتب عمر الی امراء الاجناد احفظوا الیما تسمعون من المطیعین فانهم یتجلی لهم امور صادقة

حب النبی صلی الله علیه وسلم-المحب الطبری عن عبد الله بن هشام قال کنا عند النبی صلی الله علیه وسلم وهو آخذ بید عمر بن الخطاب فقال له عمر یا رسول الله انت احب الی من کل شیء الا نفسی فقال النبی صلی الله علیه وسلم والذی نفسی بیده لا تکون مؤمنا حتی اکون احب الیک من نفسک فقال له عمر فانه الآن والله لانت احب الی من نفسی فقال النبی صلی الله علیه وسلم الآن یا عمر **حفظ الله المؤمن اذا صدقت نیته** ابو بکر عن عاصم بن عمر قال کان عمر یقول یحفظ الله المؤمن کان عاصم بن ثابت بن الافلح نذر ان لا یمس مشرکا ولا یمسه

سے ملاقات کی تو اُن سے عمرؓ نے مصافحہ کیا اور ان کا ہاتھ چوما اور دونوں آواز کے ساتھ رونے لگے۔ سہروردی، مروی ہے کہ عمرؓ نے دوڑ لگائی زبیر کے ساتھ تو زبیر ان سے آگے نکل گئے۔ انہوں نے کہا ربِّ کعبہ کی قسم میں تم سے جیت گیا۔ پھر دوسری مرتبہ دوڑ لگائی تو عمرؓ اُن سے آگے نکل گئے تو آپ انھوں نے کہا ربِّ کعبہ کی قسم میں تم سے جیت گیا۔ **ترکِ ہمسائگی فتنہ سے خوف کے وقت**، غزالی، عمرؓ نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ اقارب کو حکم دو کہ ایک دوسرے سے ملتے رہیں اور ایک دوسرے کے پڑوسی نہ بنیں۔ **حرمتِ مشائخ کا تحفظ**۔ ابو طالب اور غزالی، عمرؓ نے لشکروں کے امراء کو لکھا کہ اللہ کے فرماں بردار بندوں سے جو کچھ سنتے ہو اس کو محفوظ رکھو کہ یہ لوگ ہیں جن پر سچے امور منکشف ہوتے ہیں۔

محبتِ رسول صلے اللہ علیہ وسلم، محب طبری عبد اللہ بن ہشام سے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ عمر بن الخطاب کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے تو عمرؓ نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میری جان کے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میرا نفس ہے تو مؤمن نہیں ہوگا یہاں تک کہ میں تیرے نزدیک تیری جان سے زیادہ محبوب ہو جاؤں۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا اب حال یہ ہو گیا ہے کہ خدا کی قسم البتہ آپ مجھ کو میری جان سے زیادہ محبوب ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب اے عمر (تیرا ایمان کامل ہو گیا)۔ **اللہ کا مؤمن کو محفوظ رکھنا** جب کہ اس کی نیت صادق ہو۔ ابو بکر عاصم بن عمرؓ سے کہ عمرؓ فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن کی حفاظت کرتا ہے، عاصم ابن ثابت بن الافلح نے نذر کی تھی کہ وہ کسی مشرک کو نہ چھوئیں گے اور نہ اُن کو کوئی مشرک چھوئے گا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی وفات کے بعد بھی اُن کی حفاظت کی جس طرح وہ اپنی زندگی میں اس سے رکے رہتے۔ ع۵

ع۵ صفحہ ہذا کا حاشیہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ ہو

مشرکٌ فمنعہ اللّٰہُ بعدَ وفاتِہٖ کما امتنع منہم فی حیٰوتہٖ۔ **الصدق فی الاحوال و الکذب فیہا** ابو بکر عن حجیر بن ربیعۃ قال قال عمر ان الفجورَ ہٰکذا وغطّی رأسَہ الٰی حاجبَیْہِ اَلَا ان البرَّ ہٰکذا وکشفَ رأسَہ معناہ ان الحال الصادقۃ لایزال کلَّ حین یتزاید آثارُہا والحال الکاذبۃ کل حین یتناقص آثارہا **تفاوت مراتب الاعمال بحسب تفاوتِ الاحوال** احمدَ بن حنبل عن فضالۃ بن عبید یقول سمعت عمر بن الخطاب انہ سمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول الشہدآء ثلٰثۃ رجلٌ مؤمنٌ جَیّدُ الایمان لقِیَ العدوَّ فصَدَّقَ اللّٰہَ عز وجل حتےٰ قُتِلَ فذٰلک الذی یَرْفَعُ الیہ الناسُ اعناقَہم یومَ القیامۃ و رفع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأسَہ حتی وقعت قلنسوتُہ او قلنسوۃُ عمر ورجل مؤمن

احوال میں صدق اور کذب کا بیان۔ ابو بکر، حجیر بن ربیعہ سے، انہوں نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ فجور (یعنی بدکرداری) ایسی ہوتی ہے اور آپ نے اپنے سر کو دونوں بھؤوں تک[عہ] ڈھک دیا۔ یاد رکھو کہ بر (یعنی نیکی) ایسی ہوتی ہے اور آپ نے اپنا سر کھول دیا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ حال صادقہ ایسا ہوتا ہے کہ اس کے آثار ہر وقت بڑھنے کی طرف مائل ہوتے ہیں اور جو حال کاذب ہوتا ہے اُس کے آثار ہر وقت کمی کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ **مراتب اعمال کا تفاوت**، تفاوتِ احوال کے مطابق ہوتا ہے۔ احمدَ بن حنبل، فضالہ بن عُبَید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا، اُنہوں نے سُنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم سے، فرماتے تھے کہ شہداء تین ہیں۔ ایک[۱] مرد مومن مضبوط ایمان والا ہے جو دشمن کے مقابل ہوا اور اُس نے اللّٰہ عز وجل کی تصدیق کی یہاں تک کہ قتل ہوگیا تو یہ ایسا شخص ہوگا کہ قیامت کے دن لوگ اپنی گردنیں اُوپر اُٹھاکر اس کو دیکھیں گے اور رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم نے اپنا سر اتنا اُوپر اُٹھایا کہ آپ کی ٹوپی گر گئی یا عمرؓ کی ٹوپی گری (رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم کے سر اُٹھانے کی کیفیت دکھانے کے وقت) اور ایک[۲]

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) عہ یہ عاصم بن ثابت انصاری نانا ہیں عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللّٰہ عنہم کے۔ بدریین میں سے تھے۔ مشرکین غزوۂ رجیع میں ان کا سر کاٹ کر لے جانا چاہتے تھے اللّٰہ تعالیٰ نے ان کے جسم کی حفاظت کے لئے شہد کی مکھیوں کو متعین فرمادیا تھا جنہوں نے ان کو قریب بھی نہ آنے دیا۔ عہ بظاہر اس سے اشارہ ہے کہ بدی کا کام حسبِ ارشاد "ماحاک فی صدرک" سینہ میں خلش پیدا کرتا ہے اس لئے انسان اس کو چھپ چھپاکر کرتا ہے۔ سر کھولنے سے اشارہ اس طرف ہے کہ نیک کام میں ضمیر آزاد ہوتا ہے اس کو چھپانے کی طرف میلان نہیں ہوتا۔ صدقِ حال کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس حال کا منشا صاحبِ حال کے نفس میں ایک ملکہ راسخہ ہے جس سے بغیر نفس کو مجبور کرنے کے اس حال کا ظہور ہوتا ہے۔ جو معنے ابو بکر کے قول میں مذکور ہیں وہ اسی پر متفرع ہیں۔ واللّٰہ اعلم ۱۲

اشتیاق احمد عفا اللّٰہ عنہ

جیدُ الایمان لقی العدوَّ فکانما یضرب ظہرہ بشوک الطلح اتاہ سہمٌ غرب فقتلہ ہو فی الدرجۃ الثانیۃ ورجلٌ مومن خلطَ عملاً صالحًا وآخر سیّئًا لقی العدوَّ فصدّق اللہَ عزّوجل حتی قُتل فذلک فی الدرجۃ الثالثۃ **لبس المرقع** مالک عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس رأیتُ عمر وہو یومئذٍ امیر المؤمنین و قد رقّع بین کتفیہ برقعٍ ثلٰثٍ لبّدَ بعضھا فوقَ بعض۔ در کشف المحجوب مذکور است از عمر می آرند کہ گفت بہترین جامہا آن بود کہ مؤنت او سبک تر باشد۔ **الشفقۃ علی خلق اللہ** ابو اللیث روی الشعبی عن عمر انہ قال ان اللہ تعالٰی لا یَرحمُ علی مَن لا یَرحمُ ولا یغفرُ لمن لا یغفر ولا یتوبُ علی مَن لا یتوب۔ **الوجد** تقدم ان عمر مرّ بدار انسان وہو یُصلی و یقرأُ سورۃ الطور فوقف یستمع الحدیث **الغلبۃ** وہی قسمان غلبۃ وجدان معنیً و غلبۃ داعیۃ الٰہیۃ۔ ابو عمر قال عمر لاخیہ زید یوم اُحد خذ درعی قال انی ارید من الشہادۃ ما ترید فترکاہا جمیعًا الکلاباذی غلب علی عمر رضی اللہ عنہ حمیّۃ الاسلام حین اعترض علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمّا ان اراد ان یُصالحَ المشرکین عام الحدیبیۃ فوثب

وہ مردِ مومن ہے جس کا ایمان بھی مضبوط ہے وہ دشمن کے مقابل اس حال میں ہوا کہ گویا بیری کے کانٹوں پر کمر رگڑ رہا ہے (یعنی بکراہت مقابلہ پر آیا) اچانک ایک تیر کسی کا پھینکا ہوا اُس کے آ لگا۔ یہ دوسرے درجہ میں ہے۔ اور ایک مومن شخص ایسا ہے کہ جس نے نیک اعمال کے ساتھ کچھ بُرے اعمال بھی مخلوط کر رکھے ہیں وہ دشمن کے مقابل ہوا اور اس نے اللہ عزوجل کی تصدیق کی (یعنی اللہ اکبر یا لا الٰہ الا اللہ کہتا رہا) یہاں تک کہ قتل ہوگیا تو یہ تیسرے درجہ میں ہے۔ **مرقع** (پیوندوں لگا کپڑا) **پہننا**۔ مالک، اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت کرتے ہیں، وہ انس سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو جب کہ وہ امیر المومنین تھے اس حال میں دیکھا کہ انہوں نے اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان تین پیوند لگا رکھے تھے ان میں سے بعض کو بعض پر چڑھا رکھا تھا۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ بہترین کپڑا وہ ہے جس کا بار سب سے زیادہ ہلکا ہو (یعنی کم سے کم قیمت کا) **خلق اللہ پر شفقت**۔ ابو اللیث، شعبی نے عمرؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو (دوسروں پر) رحم نہیں کرتا اور ایسے شخص کو نہیں بخشتا جو دوسروں کو نہیں بخشتا اور اس شخص کی توبہ نہیں قبول کرتا جو دوسروں کی توبہ نہیں قبول کرتا۔ **وجد**۔ گذر چکا ہے کہ عمرؓ کا ایک شخص کے مکان پر گذر ہوا اور وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورۂ طور کی قرأت کر رہا تھا تو آپ ٹھہر گئے اور اس کی قرأت سُننے لگے۔ **غلبہ** اور یہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک وجدانِ معنے کا غلبہ اور دوسرا داعیۂ الٰہیہ کا غلبہ۔ ابو عمر، جنگِ اُحد کے وقت عمرؓ نے اپنے بھائی زید سے کہا کہ یہ میری زرہ پہن لو۔ زیدؓ نے کہا کہ میں بھی شہادت کا ارادہ رکھتا ہوں جیسا تم ارادہ رکھتے ہو تو اس کو دونوں ہی نے چھوڑ دیا۔ کلاباذی۔ عمر رضی اللہ عنہ پر حمیتِ اسلام

حتی اتی ابوبکر رضی اللہ عنہ قال الیس برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بلے قال اَلَسْنَا بالمسلمین قال بلے قال الیسوا بالمشرکینَ قال بلے قال فعلی مَا نُعْطِی الدنیّۃَ فی دیننا فقال ابوبکر اِلْزَمْ غَرْزَہ فانی اشھدُ انہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال عمر انا اشھد انہ رسول اللہ ثم غلب علیہ مایجدُ حتی اَتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لہ مثل ما قال لابی بکر و اجابَہ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم کما اجابَہ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ حتی قال انا عبداللہ ورسولہ لن اُخالِفَ امرہ ولن یُضَیِّعَنی قال وکان عمر یقول فما زلتُ اصوم و اتصدق و اُعْتِق و اُصلّی من الذی صنعتُ یومئذٍ مخافۃ کلامی الذی تکلّمتُ بہ حتی رجوتُ ان یکون خیرا و کاعتراضہ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم حین صلّی علی عبداللہ بن اُبیّ قال عمر فتحوّلتُ حتی قمتُ فی صدرہ وقلتُ یا رسول اللہَ اتُصلّی علے ہذا وقد قال یوم کذا کذا وکذا یَعُدُّ ایامَہ حتے قال تاَخَّرْ عنی یا عمر انی خُیّرتُ فاخترتُ وصلے علیہ فعجبتُ لی و جرأتی علے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم **السماع** ابوعمر عن خوات بن جبیر خرجنا حُجّاجًا مع عمر بن الخطاب فسِرنا فے رکب فیھم ابوعبیدۃ بن الجراح وعبدالرحمٰن

غالب آگئی تھی جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کیا تھا جب کہ آنحضرتؐ نے حدیبیہ کے سال میں مشرکین کے ساتھ مصالحت کا ارادہ کیا تھا تو یہ دوڑ پڑے تھے یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ کیا وہ اللہ کے رسول نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ابوبکرؓ نے کہا کہ کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا وہ مشرکین نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ کہا کہ پھر ہم اپنے دین پر کیوں دھبہ آنے دیں تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اے عمرؓ اُن کی رکاب پکڑے رکھ، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر اُن پر وجدان کا غلبہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچے اور آپ سے بھی وہی گفتگو کی جو ابوبکر سے کی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ویسے ہی جواب دیئے جیسے ابوبکرؓ نے دیئے تھے ان پر اللہ کی رحمت، یہاں تک آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اس کے حکم کے خلاف ہرگز نہ کروں گا اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ کہا اور عمرؓ فرمایا کرتے کہ میں پھر برابر روزے رکھتا رہا اور صدقہ دیتا رہا اور غلام آزاد کرتا اور نوافل پڑھتا رہا اس حرکت کی وجہ سے جو میں اس دن کر گذرا تھا اور اس گفتگو کے خوف سے جو میں نے آپ سے کی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے اللہ سے خیر کی اُمید بندھ گئی۔ اور جیسا کہ انہوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیا تھا جب کہ آپ نے عبداللہ بن اُبی کے جنازے کی نماز پڑھی تھی۔ عمرؓ کہا کہ میں گھوم کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کے سامنے جا کھڑا ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا کہا تھا اور ایسا کہا تھا۔ آپ کو اس کے ایام گنوا رہا تھا، یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اے عمر میرے سامنے سے ہٹ جا مجھے اختیار دیا گیا تو میں نے اختیار کیا اور آپؐ نے اس پر نماز

ابن عوف فقالَ القوم غَنِّنا من شعر ضرار فقال عمر دعوا اباعبدِ الله فليُغَنِّ من بُنيّاتِ فؤادِہ یعنی من شعرِہ قال فما زلتُ اُغنّیهم حتی کان السحر فقال عمر ارفع لسانک فقد اَسْحَرْنا۔ در روضۃ الاحباب مذکورست کہ ز جابر بن عبداللہ کہ امیرالمومنین عمر شبی گذر کرد بخیمہ ازانجا صدائے حزین می آمد ؎ علیٰ محمد صلوٰۃ الابرار ٭ صلّی علیہِ المصطفَوْنَ الاخیار ٭ قد کنتُ قوّاماً بُکَارَ الاَسْحَار ٭ یالیتَ شعری والمنایا اطوار ٭ هل تجمعنّی وحبیّ الدار۔ گریہ بر امیرالمومنین غلبہ کرد بآواز بلند بگریست و مکرر از گوینده آنرا طلب کرد و مکرر رقت نمود بازگفت عمر را دراین ابیات درج نما گفت "وعمر فاغفر لہ یاغفار" ٭

الفصل السادس فی تثقیف

امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رعیتہ علی منوال تربیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُمّتہَ قال اللہ تبارک وتعالیٰ ویزکّیهم ویعلّمهم الکتابَ والحکمۃَ وهذا التثقیف یکون تارۃً امراً بالواجب اوالمندوب ونهیاً عن الحرام او المکروہِ وتارۃ ارشاداً الی تهذیب الباطن من الرذائل وتحلیتہ بالفضائل وتارۃً بتاثیر مجرد الصحبۃ ویکون تارۃً خطاباً للحاضرین و تارۃً کتاباً للغائبین وقد اقتفیٰ النبی صلی اللہ

پڑھی۔ مجھے اپنے اُوپر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی جرأت پر تعجب ہے۔ **سماع**۔ ابوعمر، خوات بن جُبَیر سے۔ کہاکہ ہم لوگ جہاد کے لئے عمر بن الخطاب کے ساتھ نکلے، ایک قافلہ میں ہم نے سفر کیا جس میں ابوعبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ تو قوم نے مجھ سے کہا کہ کچھ اشعار ضرار کے گاکر سُنا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ابوعبداللہ کو (آزاد) چھوڑ دو تاکہ وہ جو کچھ اُنھیں اپنے دل کی ہیں اُن کو گائے یعنی اپنے ہی اشعار سُنائے۔ کہا کہ پھر میں برابر اُن کے سامنے گاتا رہا۔ یہاں تک کہ سحر ہوگئی تو عمرؓ نے کہا کہ اپنی زبان کو روک لے۔ اب ہم پر صبح آگئی۔ روضۃ الاحباب میں جابر بن عبداللہ کی روایت سے مذکور ہے کہ ایک رات امیر المؤمنین عمر کا گذر ایک خیمہ پر ہوا۔ اس میں سے ایک غمگین آواز آرہی تھی ؎ علیٰ محمد الخ (ترجمہ) محمد پر نیک لوگوں کی طرف سے رحمتیں نازل ہوں۔ سب برگزیدہ صالحین نے ان پر درود بھیجا۔ میں (نوافل کے لئے) صبح سویرے کے اوقات میں بہت کھڑا ہونے والا رہا ہوں۔ کاش میں جان لیتا (کہ وہ عبادت مقبول ہوئی) حالانکہ نیتیں مختلف طریقوں کی ہوتی ہیں۔ کیا دارِ (آخرت) میں مجھے اپنے محبوب سے ملنا نصیب ہوگا؟ یہ سُن کر امیر المومنین پر گریہ غالب آگیا آپ بلند آواز سے رونے لگے اور کہنے والے سے دوبارہ کہنے کی خواہش کی اور پھر روئے پھر فرمایا کہ عمر کا نام بھی ان ابیات میں شامل کر۔ تو اُس نے کہا وعُمَرَ الخ یعنی اور عمر کو بھی۔ تو اس کی مغفرت کر دیجئے اے غفار۔

یہ چھٹی فصل

امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اپنی رعیت کو اسی طریقہ کے ساتھ صحیح راہ پر چلنے کی تربیت دینے کے بیان میں جس طریقہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمّت کی تربیت فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ویزکّیهم الخ (ترجمہ) اور وہ رسول ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور یہ تثقیف (یعنی ٹھیک راہ پر چلانا) کبھی ہوتا ہے واجب یا مستحب کا حکم کرنے اور حرام اور مکروہ سے منع کرنے کے ذریعہ سے اور کبھی ہوتا ہے باطن کو بُری صفات

علیہ وسلم بتہذیب عمر بن الخطاب کثیراً
فمن ذلک قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
حین راجعَ العباسَ بن عبد المطلب فی
اخذِ الصدقاتِ مراجعۃً شدیدۃً اما شعرت
یاابن الخطاب ان عمّ الرجلِ صنوُ ابیہ **ومن
ذلک** مارویٰ الدارمی عن جابر ان عمر
ابن الخطاب رضی اللہ عنہ اتی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بنسخۃٍ من التوراۃ فقال یا رسولَ اللہ
ہذہ نسخۃٌ من التوراۃ فسکتَ فجعل یقرأُ ووجہ
یتغیر فقال ابوبکرؓ ثکلتک الثواکلُ ماتریٰ مابوجہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
فقال اعوذُ باللہ من غضب اللہ وغضبِ رسولہٖ رضینا
باللہِ رباً وبالاسلام دیناً وبمحمد نبیاً فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسیٰ
فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتُم عن سواءِ السبیل ولوکان
موسیٰ حیاً وادرک نبوتی لاتبعنی البخاری عن ابی الدرداءِ
رضی اللہ عنہ قال کنتُ جالساً عند النبی صلی اللہ علیہ
علیہ وسلم اذ اقبل ابوبکر رضی اللہ عنہ آخذاً
بطرفِ ثوبہٖ حتی ابدیٰ عن رکبتیہ فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما صاحبکم
فقد غامر فسلّم وقال انی کان بینی وبین
ابن الخطاب شیئٌ فاسرعتُ الیہ ثم ندمتُ
فسألتہ ان یغفرلی فابیٰ علیّ فاقبلتُ الیک

سے بچانے اور فضائل سے مرصع کرنے کی طرف رہنمائی کرنے سے اور کبھی صرف صحبت کی تاثیر سے اور کبھی حاضرین کے خطاب کے ذریعہ سے اور کبھی غائبین کو لکھنے کے ذریعہ سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب کی تہذیب نفس کے لئے زیادہ توجہ فرمائی ہے۔ **تو اسی بنا پر ہے** نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد (عمرؓ سے) جبکہ صدقات لینے کے بارے میں عمرؓ نے عباسؓ بن عبد المطلب سے سخت کلامی کے ساتھ کہا سنی کی تھی کہ اے ابن الخطاب کیا تم کو اس بات کا احساس نہیں کہ کسی شخص کا چچا اس کے باپ کی شاخ (یعنی مرتبہ میں) ہوتا ہے **اور اسی بنا پر ہے** وہ قصہ جس کو دارمی نے روایت کیا ہے جابر سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس توریت کا ایک نسخہ لائے اور کہا یا رسول اللہ یہ توریت کا ایک نسخہ ہے تو آپ خاموش ہو گئے۔ پھر انہوں نے پڑھنا شروع کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہوا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ تجھے رونے والی عورتیں روئیں تو نہیں دیکھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کیا کیفیت ہے۔ تو عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اللہ کے رسول کے غضب سے۔ ہم اللہ سے راضی ہیں اپنا پروردگار قرار دے کر اور اسلام سے اپنا دین قرار دے کر اور محمد سے اپنا نبی قرار دے کر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے کہ اگر تم پر موسیٰ ظاہر ہو جائیں پھر تم ان کا اتباع کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو تو تم سیدھے راستے سے ہٹ جاؤ گے اور اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور میری نبوت کو پاتے تو وہ میرا اتباع کرتے۔ بخاری، ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے۔ کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کے پلے پکڑے ہوئے آئے یہاں تک کہ ان

فقال يغفر الله لك يا ابا بكر ثلثا ثم ان عمر
ندم فاتى منزل ابى بكر فسأل اثم ابو بكر
قالوا لا فاتى النبى صلى الله عليه وسلم فسلم فجعل
وجه النبى صلى الله عليه وسلم يتمعر حتى اشفق
ابو بكر فجثى على ركبتيه فقال يا رسول الله
والله انا كنت اظلم مرتين فقال النبى صلى
الله عليه وسلم ان الله بعثنى اليكم فقلتم كذبت
وقال ابو بكر صدقت وواسانى بنفسه وماله
فهل انتم تاركون لى صاحبى مرتين فما اوذى
بعدها-البخارى عن ابن ابى مليكة قال كاد
الخيران يهلكان ابو بكر وعمر رفعا اصواتهما
عند النبى صلى الله عليه وسلم حين قدم عليه
ركب بنى تميم فاشار احدهما بالاقرع بن
حابس اخى بنى مجاشع واشار الآخر برجل
آخر قال نافع لا احفظ اسمه فقال ابو بكر
لعمر ما اردت الا خلافى قال ما اردت
خلافك فارتفعت اصواتهما فى ذلك
فانزل الله يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا
اصواتكم الآية قال ابن الزبير فما كان عمر
يسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد
هذه الآية حتى يستفهمه ولم يذكر ذلك عن
ابيه يعنى ابا بكر - الشهر دردى باسناده عن
ابى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم

کے دونوں گھٹنوں کا کچھ حصہ ظاہر ہو رہا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے رفیق کا کسی سے جھگڑا ہو گیا۔ پھر (ابو بکرؓ نے آکر) سلام کیا اور کہا کہ میرے اور ابن الخطاب کے درمیان کچھ بات ہو گئی تھی۔ تو میں جلد اس کی طرف پہنچا پھر ندامت کا اظہار کیا اور اس سے سوال کیا کہ وہ مجھے معاف کر دے تو اس نے مجھ سے انکار کر دیا۔ پھر میں آپ کی طرف آگیا ہوں۔ تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا اللہ تجھے معاف کرے اے ابو بکر۔ پھر (یہ ہوا کہ) عمرؓ نادم ہو کر ابو بکرؓ کے مکان پر پہنچے اور پوچھا کہ کیا ابو بکر موجود ہیں تو گھر والوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور سلام کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تمتمانے لگا، یہاں تک کہ ابو بکر گھبرا گئے اور انہوں نے اپنے دونوں گھٹنوں کو ٹیکتے ہوئے (اُبھر کر) کہا دو مرتبہ کہ یا اللہ زیادتی کرنے والا تو میں ہی تھا، تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تمہاری طرف مبعوث کیا تو تم سب نے کہا کہ تو جھوٹا ہے لیکن ابو بکر نے کہا کہ تو سچا ہے اور اپنی جان سے اور مال سے میرا ساتھ دیا تو کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو (ستانا) نہ چھوڑو گے دو مرتبہ فرمایا۔ پھر اس کے بعد وہ کبھی نہیں ستائے گئے۔ بخاری، ابن ابی ملیکہ سے کہا کہ قریب ہو گیا تھا کہ دونوں مجسم خیر ہلاک ہو جائیں یعنی ابو بکر و عمر کہ دونوں نے اپنی آوازیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اونچی کر لی تھیں جس وقت کہ آپ کے پاس بنی تمیم کا ایک قافلہ پہنچا۔ تو ان دونوں میں سے ایک نے (ان کے ساتھ امیر بنا کر بھیجنے کے لئے) اشارہ کیا بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کی طرف اور دوسرے نے اشارہ کیا ایک اور شخص کی طرف۔ نافع نے کہا کہ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہا۔ تو ابو بکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ تم نے صرف میری مخالفت کرنے کا ارادہ کیا ہے عمرؓ نے کہا کہ میں نے تمہارے خلاف کا ارادہ نہیں کیا۔ اس بارے میں دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۴۹: ۲) اے ایمان والو تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند نہ کیا کرو الخ کہا ابن زبیر نے کہ پھر عمر

اُتی بطعام وهو بمرّ الظهران فقال لابی بکر
وعمر کُلا فقالا انا صائمان فقال ارحلوا
لصاحبیکم اعملوا لصاحبیکم اُدنوا فکلا
یعنی انکما ضعفتما بالصوم عن الخدمة فاحتجتما الی
من یخدمکما فکلا واخدما انفسکما **ومن ذلک**
تمییز النبی صلے اللہ علیہ وسلم لہ بین الغلبتین و
تعریفہ ایاہ الفرق بینهما حتے حذق فی التمییز
و صار محدثاً کاملاً وقد تقدم بعض ذلک
و تثقیفہ رضی اللہ عنہ رعیتہ متواتر المعنی مسلم
عن ابی ھریرة قال بینما عمر بن الخطاب
یخطب الناس یوم جمعة اذ دخل عثمان بن
عفانُ فعرّض بہ عمر فقال ما بالُ رجالٍ یتأخرون
بعدَ النداء فقال عثمانُ یا امیرَ المومنین ما زدتُ
حین سمعتُ النداءَ ان توضأتُ ثم اقبلتُ
فقال عمر والوضوءَ ایضاً الم تسمعوا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقولُ اذا جاء احدُکم الی
الجمعةِ فلیغتسل ابو بکر عن عمرو بن میمون
الاودی ان عمر بن الخطاب لما حُضِرَ قال ادعوا
لی علیاً وطلحةَ والزبیرَ وعثمان وعبد الرحمٰن بن
عوف وسعداً قال فلم یکلم احداً منهم الا علیاً
وعثمانَ فقال یا علیّ لعلّ ھؤلاء القوم یعرفون

بعد اس آیت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی ہلکی آواز سے بات کرتے تھے
کہ ان سے آپ کو پھر پلٹ کر پوچھنے کی نوبت آجاتی تھی۔ اور انہوں نے اس بات کا ذکر اپنے
باپ (یعنی نانا) ابو بکر کے بارے میں نہیں کیا۔ سہروردی، اپنی اسناد کے ساتھ ابوہریرہ
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہ آپ مر الظہران
میں تھے کھانا لایا گیا تو آپ نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے فرمایا کہ کھاؤ۔ تو دونوں نے کہا کہ ہم روزے
سے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے اپنے ساتھی کے فائدے کے لئے سفر کرو
اور اپنے اپنے ساتھی (کی تقویت) کے لئے کام کرو۔ قریب آؤ اور کھاؤ۔ آپ یہ مراد
لے رہے تھے کہ تم دونوں روزے کی وجہ سے خدمت سے ضعیف ہو رہے ہو اور
تم دونوں ایسے آدمی کے حاجت مند ہو گئے ہو جو تمہاری خدمت کرے تو تم دونوں کھاؤ
اور اپنے اپنے نفس کی خدمت کرو (تاکہ اس میں چستی پیدا ہو جائے) **اور اسی**
بنا پر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں[عہ] غلبۂ حال کے وقت اُن کو (منشأ الٰہی کا)
متمیز کرانا اور ان کو دونوں حال میں آپ کا فرق کی شناخت کرا دینا۔ یہاں تک کہ
آپ تمیز میں حاذق (تجربہ کار) ہو گئے اور محدَّث کامل بن گئے۔ اور ایسے بعض
واقعات پہلے آچکے ہیں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی تثقیف (یعنی سیدھا کرنا) اپنی رعیت
کو متواتر المعنے ہے۔ مسلم، ابوہریرہؓ سے، کہا اس دوران میں کہ عمرؓ جمعہ کے دن
لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ عثمانؓ بن عفان داخل ہوئے تو عمرؓ نے ان کی جانب
تعریض کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ اذان کے بعد آنے میں دیر کرتے ہیں
تو عثمانؓ نے کہا کہ اے امیر المومنین میں نے تو اذان سننے کے بعد کوئی کام نہیں کیا
بس وضو کیا اور آ گیا۔ تو عمرؓ نے کہا اور صرف وضو ہی؟ کیا تم نے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا جو فرماتے تھے کہ جب تم میں سے کوئی جمعہ کی طرف آئے
تو چاہئے کہ غسل کرے۔ ابو بکر، عمرو بن میمون اودی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے

عہ دونوں غلبہ حال سے مراد ایک وہ غلبہ حال ہے جو صلح حدیبیہ کے وقت آپ پر طاری ہوا تھا۔ دوسرا وہ جو عبد اللہ بن ابی منافق کے جنازے
کی نماز کے وقت پیش آیا تھا جن پر عمرؓ نے خود بھی اپنی جرأت پر حیرت کی ہے۔ یہ واقعات مذکور ہو چکے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

۹/۲

لک قرابتک وما آتاک اللہ من العلم والفقہ
فاتق اللہ وان ولیت ہذا الامر فلا ترفعن بنی
فلان علی رقاب الناس وقال لعثمان یا عثمان
ان ہؤلاء القوم لعلہم یعرفون لک صہرک
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنک و
شرفک فان انت ولیت ہذا الامر فاتق اللہ
ولا ترفع بنی فلان علی رقاب الناس
فقال ادعوا لی صہیبا فقال صل بالناس ثلثا
ولیجتمع ہؤلاء الرہط فلیخلوا فان اجمعوا علی
رجل فاضربوا رأس من خالفہم. احمد بن حنبل
عن الزہری عن ربیعۃ بن دراج ان علی بن
ابی طالب سبح بعد العصر رکعتین فی طریق
مکۃ فرآہ عمر فتغیظ علیہ ثم قال اما واللہ
لقد علمت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نہی عنہا. ابوبکر عن اسلم باسناد صحیح
علی شرط الشیخین انہ حین بویع لابی بکر
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان علی و
الزبیر یدخلان علی فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا ویرتجعون فی امرہم
فلما بلغ ذلک عمر بن الخطاب خرج حتی
دخل علی فاطمۃ فقال یا بنت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم واللہ ما من الخلق احب الینا
من ابیک وما من احد احب الینا بعد ابیک

بوقت وفات فرمایا کہ میرے پاس بلا کر لاؤ علی کو اور طلحہ اور زبیر کو اور عثمان کو اور عبدالرحمن بن عوف اور سعد کو۔ کہا کہ پھر ان میں سے کسی نے گفتگو نہ کی بجز علی اور عثمان کے۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ اے علی غالباً یہ سب لوگ پہچانتے ہیں آپ کی قرابت کو اور اس علم اور دین کی سمجھ کو جو اللہ نے آپ کو دی ہے تو اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم اس امر (خلافت) کے ذمہ دار بنا دیئے جاؤ تو بنی فلاں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔ اور عثمانؓ سے فرمایا کہ اے عثمان امید ہے کہ یہ لوگ تم کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری دامادی کے تعلق کو اور تمہاری عمر کو اور تمہارے شرف کو پہچانیں گے تو اگر تم اس امر کے (یعنی خلافت) کے ذمہ دار بنا دیئے گئے تو اللہ سے ڈرنا اور بنی فلاں کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس صہیب کو بلا کر لاؤ (جب وہ آگئے) تو فرمایا کہ تین دن تم لوگوں کو نماز پڑھانا اور چاہئے کہ یہ جماعت اکٹھی ہو کر تخلیہ میں فیصلہ پر غور کریں پھر اگر کسی ایک شخص پر متفق ہو جائیں تو جو ان کی مخالفت کرے اس کی گردن مار دینا۔ احمد بن حنبل، زہری سے وہ ربیعہ بن دراج سے کہ علیؓ بن ابی طالب نے بعد عصر دو رکعت نوافل مکہ کے راستہ میں پڑھیں۔ اس کو عمر رضؓ نے دیکھا تو وہ علی رضؓ پر ناراض ہوئے پھر فرمایا خبردار واللہ میں جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع کیا ہے۔ ابوبکر، اسلم سے روایت کرتے ہیں باسناد صحیح شیخین کی شرط پر کہ یہ واقعہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر سے بیعت کر لی گئی اور علی اور زبیر فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر جا کر ان سے مشورہ کیا کرتے تھے اور اپنے امر (بیعت) کے بارے میں تبادلۂ آرا کرتے۔ جب اس اجتماع کی اطلاع عمر بن الخطاب کو پہنچی تو وہ نکل کر فاطمہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی خدا کی قسم مخلوق میں سے کوئی ہم کو تمہارے باپ سے زیادہ پیارا نہیں تھا اور تمہارے باپ کے بعد اب ہمیں

منک وَایم اللہ ما ذٰلک بمانعی اِن اجتمع
ہٰؤلاء النفر عندک اَن آمُر بھم ان یُحَرَّقَ علیھم
البیتُ قال فلما خرج عمر جاؤھا فقالت تعلمون
ان عمر قد جاءنی وقد حلف باللہ لئن عُدتم
لیُحرِّقنّ علیکم البیتَ وایم اللہ لیَمضِیَنّ لما
حلف علیہ فانصرفوا راشدین فَرُوا رأیکم و
لاترجعوا الیّ فانصرفوا عنہا فلم یرجعوا الیہا حتی
بایعوا لابی بکر۔ مالک عن اسلم مولی عمر انّ
عمر بن الخطاب رأی علی طلحۃ بن عبید اللہ
ثوبًا مصبوغًا وھو مُحرِمٌ فقال عمر ما ھذا الثوب
المصبوغ یا طلحۃ فقال طلحۃ یا امیر المومنین انما ھو
مَدَرٌ فقال عمر انکم ایہا الرھط ائمۃٌ یقتدی بکم
الناس فلو ان رجلا جاہلا رأی ھذا الثوبَ لقال
ان طلحۃ بن عبید اللہ قد کان یلبس الثیابَ
المُصبّغۃَ فی الاحرام فلا تلبسوا ایہا الرھط
شیئًا من ھذہ الثیاب المصبّغۃ۔ احمد بن حنبل
عن جابر بن عبداللہ قال سمعتُ عمرَ بن الخطاب
یقول لطلحۃ بن عبید اللہ مالی اراک قد شعِثتَ
واغبرتَ منذ توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لعلک ساءک یا طلحۃُ امارۃُ ابنِ عمک
قال معاذ اللہ انی لَاَجدرکم ان لا افعل ذٰلک
انی سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول انی لَاَعلم کلمۃً لایقولہا رجل عند حضرۃ

تم سے زیادہ پیارا کوئی نہیں اور خدا کی قسم اگر یہ جماعت (بنوہاشم) آکر
تمھارے پاس جمع ہوئی تو یہ بات (یعنی آپ کا پیارا ہونا) مجھے اس بات
سے نہ روک سکے گی کہ میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرلوں کہ ان کے اوپر اس
گھر کو جلا دیا جائے کہا کہ جب عمرؓ نکلے تو یہ لوگ فاطمہؓ کے پاس پہنچے تو انہوں
نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عمر میرے پاس آیا اور اُس نے خدا کی قسم کھائی ہے کہ
اگر تم پھر جمع ہوئے تو وہ ضرور تمھارے اُوپر اس گھر کو جلادے گا اور خدا کی
قسم جس چیز پر وہ قسم کھا گیا ہے اُس کو وہ ضرور کر گذرے گا تو عافیت کے
ساتھ لوٹ جاؤ اور جو رائے مشورہ کرتے ہو کئے جاؤ مگر میرے پاس لوٹ کر نہ
آؤ تو یہ سب اُن کے پاس سے واپس ہوگئے اور پھر لوٹ کر اُن کے پاس نہیں
آئے یہاں تک کہ انہوں نے ابوبکرؓ سے بیعت کرلی۔ مالکؒ، اسلم مولیٰ عمرؓ
سے کہ عمر بن الخطاب نے طلحہ بن عبید اللہ کے بدن پر رنگا ہوا کپڑا دیکھا
جب کہ وہ مُحرِم تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے طلحہ (بحالت احرام) یہ رنگا ہوا کپڑا
کیسا ہے تو طلحہ نے کہا اے امیر المومنین یہ تو مٹی سے رنگا ہوا ہے (اس میں کیا
حرج ہے) تو عمرؓ نے کہا اے جماعت صحابہ تم ایسے ائمہ ہو کہ لوگ تمھاری
اقتداء کرتے ہیں تو اگر کسی جاہل نے اس کپڑے کو دیکھا تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ
طلحہ بن عبید اللہ احرام کی حالت میں (زعفران) سے رنگے ہوئے کپڑے
پہنتے تھے۔ تو اے جماعت صحابہ ان رنگے کپڑوں کو نہ پہنو۔ احمد بن حنبل، جابر بن
عبداللہ سے کہ میں نے عمر بن الخطاب سے سنا جو طلحہ بن عُبیداللہ سے کہہ رہے تھے کہ کیا بات ہے کہ
میں تم کو اس حال میں دیکھتا ہوں کہ تمھارے بال بکھرے رہتے ہیں اور چہرہ غبار آلود رہتا ہے جب
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ شاید تمھارے چچا کے
بیٹے کی امارت تم کو ناگوار ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ معاذ اللہ میں تم سب سے
زیادہ شایاں ہوں کہ ایسا نہ کروں (یعنی حسد) (پریشانی میں فکر اس بات
کا ہے کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے

الموت الا وجد روحہ بہا روحًا حین یخرج من جسدہ وکانت لہ نورًا یوم القیامۃ فلم اسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنہا ولم یخبرنی بہا فذلک الذی دخلنی قال عمر فانا اعلمہا قال فللہ الحمد فما ہی قال ہی الکلمۃ التی قالہا لعمہ لا الہ الا اللہ قال طلحۃ صدقت۔ مالک عن عبد اللہ بن عباس فی قصۃ سرغ فنادی عمر بن الخطاب انی مصبح علی ظہر فاصبحوا علیہ فقال ابو عبیدۃ افرارًا من قدر اللہ فقال لو غیرک قالہا یا ابا عبیدۃ نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ ارایت لو کانت لک ابل فہبطت وادیا لہ عدوتان احدہما مخصبۃ والاخری جدبۃ الیس ان رعیت الخصبۃ رعیتہا بقدر اللہ وان رعیت بالجدبۃ رعیتہا بقدر اللہ مالک کتب ابو عبیدۃ بن الجراح الی عمر یذکر لہ جموعا من الروم وما یتخوف من امرہم فکتب الیہ عمر اما بعد فانہ مہما ینزل من عبد مومن من منزل شدۃ یجعل اللہ بعدہ فرجا وانہ لن یغلب عسر یسرین ان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ یَاۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا

کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں جس کو کوئی شخص بھی اگر موت کے آجانے کے وقت کہہ لے گا تو اس کی وجہ سے اُس کی روح راحت پائے گی جب کہ اُس کے جسم سے نکلے گی اور وہ اس کے لئے ایک نور ہوگا قیامت کے دن پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا اور آپ نے بھی خود مجھے اس کی خبر نہیں دی۔ تو یہ وہ غم ہے جو مجھ میں داخل ہوگیا۔ عمرؓ نے کہا تو (آپ غم نہ کریں) میں اس کو جانتا ہوں۔ طلحہ نے کہا اللہ کا شکر ہے تو بتایئے وہ کیا ہے؟ عمرؓ نے کہا وہ وہی کلمہ ہے جس کو آپؐ اپنے چچا (ابو طالب) سے کہہ رہے تھے یعنی لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ طلحہ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ مالکؒ عبد اللہ بن عباس سے سرغ[عہ] کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ پھر اعلان کر دیا عمرؓ بن الخطاب نے کہ میں صبح کو (مدینہ واپس ہونے کے لئے) سوار ہو جاؤں گا تم سب اپنی سواری پر صبح ہی سوار ہو جانا۔ تو ابو عبیدہ نے کہا کہ اللہ کی تقدیر سے فرار کو آپ نے اختیار کر لیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا ہوتا کہ یہ بات کوئی دوسرا کہتا اے ابو عبیدہ ہاں ہم بھاگ رہے ہیں اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف کیا تم نے غور کیا کہ اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی میں اُترو جس کی دو جانبیں ہیں اُن میں سے ایک تو سرسبز ہو اور دوسری خشک کم آب وگیاہ تو کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ نے اُن کو سرسبز زمین میں چرایا تو اُن کو اللہ کی تقدیر کے ساتھ چرایا اور اگر خشک زمین میں چرایا تو (پھر بھی) اللہ کی تقدیر کے ساتھ چرایا۔ مالکؒ ابو عبیدہ بن الجراح نے عمرؓ کو خط لکھا جس میں رومی افواج کی یلغار کا ذکر کیا اور ان کے بارے میں جو خطرات سامنے تھے، تو عمرؓ نے اُن کو لکھا امّا بعد یہ یقینی بات ہے کہ جب بھی بندہ کسی سخت منزل میں پھنس جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بعد کشادگی کی راہ پیدا فرما دیتا

عہ سرغ ایک مقام کا نام ہے۔ یہاں آپ کو اطلاع ملی تھی کہ شام میں طاعون پھیل رہا ہے تو آپ نے وہاں جانے کا ارادہ فسخ کر دیا اس پر حضرت ابو عبیدہ معترض ہوئے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ه المحب الطبری
عن عروۃ بن ردیم اللخمی قال کتب عمر بن
الخطاب الی ابی عبیدۃ بن الجراح
کتاباً یقرأہ علی الناس بالجابیۃ اما بعد
فانہ لایقیم امر اللہ فی الناس الا حَصِیفُ
العُقدۃ بعیدُ الغِرّۃ و لایَطّلعُ الناسُ منہ
علی عورۃٍ ولایَحْنَقُ فے الحق علٰے جِرّۃٍ و
لایخاف فی اللہ لومۃ لائم والسلام و فے
روایۃ ولایُحَابِی فی الحق علی قرابۃ مکانَ
ولایحنق فی الحق علے جرۃ شرح حصیف
العُقدۃ ای مستحکمہا و استحصفَ الشیءَ
استحکمَ والحصیف الرجل المستحکم العقل
وکنّی بذلک عمر عن الاشتدادِ فی دینِ اللہ
وقوۃِ الایمان و الغِرّۃ الاعتماد المحب الطبری
کتب عمر بن الخطاب الی ابی عبیدۃ بن
الجراح اما بعد فانی کتبتُ الیک کتاباً
لم آلُکَ ونفسی فیہ خیراً اِلزم خمسَ خصالٍ
یَسلَمُ لک دینک وتحظ بافضل حظّک
اذا حضرک الخصمانِ فعلیک بالبیناتِ
العُدُولِ والایمانِ القاطعۃِ ثم اَدْنِ الضعیفَ
حتی ینبسطَ لسانُہ ویجتریٔ قلبُہ وتعاھدِ الغریبَ
فانہ اذا طال حبسُہ ترک حاجتہ وانصرفَ
الی اھلہ وانما الذی اَبْطَلَ حقہ من لم یَرفَعْ

ہے اور یہ یقینی ہے کہ ہرگز ایک عسر (تنگی) دو یُسر (آسانی) پر غالب نہیں آسکتی۔
(فانّ مع العسر یسرًا الخ کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔
یاایھا الذین اٰمنوا اصبروا الخ (۳: ۲۰۰) اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ
میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پورے کامیاب
ہو" محب طبری، عروہ بن ردیم لخمی سے۔ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو عبیدہ
کو خط لکھا کہ اس کو جابیہ میں لوگوں کو پڑھ کر سنائیں اما بعد اللہ کے امر کو لوگوں
میں قائم کرنے والا صرف ایسا ہی شخص ہوگا جو کہ پختہ عقل اور پختہ تدبیر والا ہو جو
اعتماد سے دور رہنے والا ہو (یعنی غافل نہ ہو) اور لوگ اس کے کسی عیب پر مطلع
نہ ہوں اور جو رعیت پر غصہ نہ کرے اظہار حق پر اور اللہ کے بارے میں کسی
ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے والسلام اور ایک روایت میں
ولایحنق فی الحق علے جرّۃ کے بجائے ولایحابی فی الحق علے قرابۃ
ہے (یعنی بنا بر قرابت حق (کے فیصلہ یا اظہار) میں کوتاہی نہ کرے)
شرح "حصیف العقدہ" یعنی مستحکم گرہ۔ استحصف الشیٔ یعنی استحکم۔
اور حصیف ایسے شخص کو کہتے ہیں جو پختہ عقل والا ہو۔ اور عمرؓ نے اس سے
اللہ کے دین میں سخت ہونا اور ایمان کی قوت کی طرف کنایہ کیا ہے اور
غرّہ کے معنے ہیں اعتماد۔ محب طبری، عمرؓ بن الخطاب نے ابو عبیدہ
بن الجراح کو لکھا اما بعد میں نے تمہارے پاس بھیجنے کے لئے ایک خط
لکھا ہے جس میں تمہارے اور اپنے نفس کے لئے خیر میں میں نے کوتاہی
نہیں کی۔ پانچ خصلتیں اختیار کرو تو تمہارا دین سلامت رہے گا اور تمہارے
حصہ میں افضل اجر قائم کیا جائے گا۔ جب تمہارے سامنے مدعی اور مدعا علیہ
حاضر ہوں تو تمہارے لئے ضروری ہے گواہیاں سُننا عدول لوگوں کی اور قطعی
(یعنی کھلے ہوئے معنے والی) قسمیں۔ پھر کمزور کو اپنے قریب کرو یہاں تک کہ اس کی زبان
پھیل جائے اور اس کے قلب میں جرأت پیدا ہو جائے اور غریب (کی جلد

بہ راساً واحرص على الصلح ما لم يتبين لك
القضاءُ والسلام عليك ابو بكر عن عبيد الله بن عبد الله
بن عمر باع عبد الرحمن بن عوف جارية له كان يقعُ
عليها قبل ان يستبرئها فظهر بها حملٌ عند
الذي اشتراها فخاصم الى عمر فقال عمر كنت
تقعُ عليها قال نعم قال فبعتها قبل ان تستبرئها
قال نعم قال ما كنتَ لذلك بخليق فدعا القافة
فنظر داله فالحقوه به احمد بن حنبل عن عباية
بن رفاعة قال بلغ عمر ان سعداً لما بنى القصر
قال انقطع الصويتُ فبعث اليه محمد بن مسلمة
فلما قدم اخرج زندة واورى ناره وابتاع
حطبا بدرهم وقيل لسعدٍ ان رجلاً فعل كذا وكذا
فقال ذاك محمد بن مسلمة فخرج اليه فحلف
بالله ما قاله فقال نؤدي عنك الذي تقولُ
ونفعلُ ما امرنا به فاحرق الباب ثم اقبل
يعرضُ عليه ان يزوده فأبى فخرج فقدم
على عمر فهجر اليه فسار ذهابه ورجوعه تسع عشرة
فقال لولا حسن الظن بك لرأينا انك لم تؤدِ
عنا قال بلى ارسل يقرأُ السلامَ ويعتذرُ
ويحلف بالله ما قاله قال فهل زودك شيئاً
قال لا قال فما منعك ان تزودني انتَ
قال اني كرهتُ ان آمر لك فيكونُ لك
البارد ويكون لي الحارُّ وحولي اهلُ المدينة

حاجت روائی) کا خیال رکھو (دیر تک کھڑا نہ رکھو) کہ جب اس کا حبس طویل
ہوجائے گا تو وہ اپنی حاجت کو چھوڑ کر اپنے گھر والوں کے پاس چلاجائے گا۔
اور (اس صورت میں) یقیناً اس کے حق کو باطل کرنے والا صرف وہی شخص
(یعنی حاکم) قرار دیا جائے گا جس نے اس کی طرف سر اُوپر نہ کیا۔ اور جب
تک تمہارے اوپر فیصلہ بالکل عیاں نہ ہوجائے (فریقین میں) صلح تک حریص رہو
بس السلام علیک۔ ابوبکر، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر سے کہ عبد الرحمن بن عوف
نے ایک کنیز کو جس سے جماع کرتے رہے تھے فروخت کردیا قبل اس کے کہ اس
کا استبراء کریں (یعنی یہ معلوم کریں کہ حمل تو نہیں ہے) پھر خریدار کے پاس
پہنچ کر اس کا حمل ظاہر ہوگیا تو انہوں نے عمرؓ کے سامنے دعوای پیش کیا۔ تو
عمرؓ نے (عبد الرحمن بن عوف) سے کہا کہ کیا تم اس سے جماع کرتے تھے؟ تو
انہوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ تم نے اس کو استبراء سے پہلے ہی فروخت کردیا؟
کہا کہ ہاں! عمرؓ نے کہا کہ تم ایسے خُلق کے لئے سزاوار نہیں تھے۔ پھر پہچاننے
والے لوگوں کو بلایا تو انہوں نے اُس بچے کو عبد الرحمن کو دلوایا۔ احمد بن حنبل،
عبایہ بن رفاعہ سے کہا کہ عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ سعد نے جب محل بنوایا تو یہ کہا کہ اب
حقیر آوازیں بند ہوگئیں تو عمرؓ نے ان کی طرف محمد بن مسلمہ کو بھیجا۔ جب وہ پہنچے
تو انہوں نے چقماق نکالا اور اس سے آگ کو جھاڑا اور ایک درہم کا ایندھن
خریدا (اور اس کو روشن کرکے اس سے محل کا دروازہ پھونکنے لگے) اور سعد سے
کہا گیا کہ ایک شخص نے ایسا اور ایسا کیا ، تو انہوں نے کہا کہ وہ محمد بن مسلمہ
ہے اور نکل کر ان کے پاس آئے (بات چیت کے بعد) انہوں نے حلف کیا کہ
یہ بات میں نے نہیں کہی تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ تمہاری یہ بات جو تم کہتے ہو ہم
پہنچادیں گے اور جس کام کا ہمیں حکم دیا گیا اس کو ہم انجام دیں گے تو انہوں
نے دروازہ پھونک دیا۔ پھر محمد بن مسلمہ سعد کے پاس اس لئے آئے کہ وہ
ان کو زادِ راہ دیں تو انہوں نے انکار کردیا۔ پھر وہ نکلے اور عمرؓ کے پاس

قد قتلهم الجوع و قد سمعتُ رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول لَا يَشْبَعُ الرجلُ دونَ جاره
المحب الطبری عن سفيانَ بن عيينة ان سعد
بن ابی وقاص كتب الى عمر وهو على الكوفة
يستاذنه فی بناء منزل يسكنه فكتب اليه ابْنِ
ما يسترك من الشمس ويُكِنُّك من الغيث
الدارمی عن سليمان بن حنظلة قال اتينا اُبَیَّ
بن كعب لنتحدث اليه فلما قام قُمْنَا و نحن
نمشی خلفه فرهقنا عمر فتبعه فضربه عمر بالدرة
قال فاتقاه بذراعيه فقال يا امير المؤمنين
ما تصنع قال اَوَ ما ترٰى فتنةٌ للمتبوع مذلة
للتابع الدارمی عن محمد بن سيرين قال
قال عمر لابن مسعود اَلَمْ اُنْبَأْ او اُنْبِئْتُ انك
تُفتی ولستَ بامير وَلِّ حارَّها من تولّٰى قارَّها
الدارمی عن تميم الداری قال تطاول الناسُ
فی البناء فی زمن عمر فقال عمر يا معشر العرب
الارضَ الارضَ انه لا اسلامَ الّا بجماعةٍ و
لا جماعةَ الّا بامارة ولا امارةَ الّا بطاعةٍ
فمن سوّده قومه على الفقه كان حيوةً له ولهم
ومن سوّده قومه على غير فقهٍ كان هلاكا له و
لهم۔ الحاكم عن عبد الله بن مسعود قال لما
قُبض النبی صلى الله عليه وسلم واستخلفوا
ابا بكر رضی الله عنهما وكان رسول الله صلى

آئے اور ان سے جلد جاملے تو اُنیس دن لگے ان کے (مدینہ سے کوفہ کو) جانے اور
واپس آنے میں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تیرے ساتھ حسن ظن نہ ہوتا تو ہم یہ رائے قائم
کرتے کہ تو نے ہمارا کام انجام نہیں دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ بیشک سعد نے آپ کو سلام
کہا اور وہ عذر کرتے اور اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ اُنہوں نے وہ بات نہیں کہی
ہے پھر عمرؓ نے اُن سے پوچھا کہ کیا سعد نے تم کو زادِ راہ بھی دیا۔ اُنہوں نے کہا کہ نہیں
محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مجھے زادِ راہ دینے سے خود آپ کے لئے کیا بات مانع ہوئی۔
عمرؓ نے کہا مجھے یہ ناپسند ہوا کہ میں تمھارے لئے کچھ دینے کا حکم دوں جو تمھارے
لئے موجب راحت بنے اور میرے لئے موجب تکلیف جبکہ میرے گرد تمام
اہلِ مدینہ ہیں جن کو بھوک نے مار ڈالا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ کوئی اپنے پڑوسی کو (بھوکا) چھوڑ کر خود پیٹ بھر کر نہ
کھائے۔ محب طبری، سفیان بن عیینہ سے کہ سعد بن ابی وقاص نے عمرؓ کی طرف خط
بھیجا جس میں اُن سے اجازت طلب کر رہے تھے ایک مکان بنانے کی جس میں
سکونت کریں تو ان کو جواب میں لکھا کہ ایسا بنالو جو تمھیں دھوپ سے بچالے
اور بارش سے محفوظ رکھے۔ دارمی، سلیمان بن حنظلہ سے۔ کہا کہ ہم اُبی بن کعب
کے پاس آئے تاکہ ان سے باتیں کریں تو جب وہ اُٹھے تو ہم بھی اُٹھ گئے اور ہم ان
کے پیچھے چل رہے تھے۔ پھر ہم نے پایا عمرؓ کو تو اُبی بن کعب ان کے پیچھے چلنے لگے
تو عمرؓ نے ان کے دِرّہ مارا اُنھوں نے اُس کو اپنے بازوؤں پر روکا اور کہا کہ اے
امیر المومنین کیا کر رہے ہو؟ تو کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا کہ یہ (پیچھے پیچھے چلنا) فتنہ
ہے متبوع (آگے چلنے والے) کے لئے اور ذلت میں ڈالنے والا ہے پیچھے چلنے
والے کے لئے۔ دارمی، محمد بن سیرین سے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا ابن مسعودؓ سے
کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی یا (یوں فرمایا کہ) مجھے خبر دی گئی کہ تو فتویٰ دیتا ہے
حالانکہ تو امیر نہیں ہے۔ اس کی گرمی (یعنی تکلیف) کو اُسی پر چھوڑ جو اس کی ٹھنڈک
سے متمتع ہے۔ دارمی، تمیم داری سے کہا کہ لوگ عمرؓ کے زمانہ میں اُونچے مکانات

الله علیہ وسلم بعث معاذاً الی الیمن فاستعمل
ابوبکر عمر رضی الله عنہما علی الموسم فلقی
معاذاً بمکۃ ومعہ رقیق فقال عمر ما ہؤلاء فقال
ہؤلاء اُہدُوالی وہؤلاء لابی بکر فقال لہ عمر
انی اُری لک ان تأتی بہم ابابکر فقال فلقیہ
من الغد فقال یا ابن الخطاب لقد رأیتنی البارحۃ
وانا انزو الی النار وانت آخذ بحجزتی و
ما اُرانی الا مطیعک قال فأتی بہم ابابکر فقال
ہؤلاء اُہدُوالی وہؤلاء لک قال فانا قد سلمنا
لک ہدیتک فخرج معاذ الی الصلوۃ فاذا
ہم یصلّون خلفہ فقال معاذ لمن تصلّون قالوا
للہ عزوجل قال فانتم لہ فاعتقہم۔ ابوحنیفۃ عن
حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج یہودیۃ بالمدائن
فکتب الیہ عمر بن الخطاب رضی الله عنہ ان خل
سبیلہا فکتب الیہ احرام ہی یا امیر المومنین
فکتب الیہ اعزم علیک ان لا تضع کتابی حتی
تخلی سبیلہا فانی اخاف ان یقتدی بک
المسلمون فیختاروا نساء اہل الذمۃ لجمالہن
وکفی بذلک فتنۃ لنساء المسلمین ابوبکر عن
سعید بن ابی بردۃ قال کتب عمر الی ابی موسی
امابعد فان اسعد الرعاۃ من سعدت بہ
رعیتہ وان اشقی الرعاۃ عند الله من شقیت
بہ رعیتہ وایاک ان ترتع فیرتع عمالک

بنانے لگے تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے گروہ عرب زمین کو (یاد رکھو) زمین کو جس
میں ضرور دفن ہونا ہے) یقینی بات ہے کہ اسلام نہیں ہے مگر جماعت کے ساتھ اور
جماعت نہیں ہے مگر امارت کے ساتھ اور امارت نہیں ہے مگر طاعت کے ساتھ تو جس
شخص کو اس کی قوم نے خوب سمجھ کر سردار بنایا تو یہ فعل اُس کے لئے بھی زندگی ہوگا
اور قوم کے افراد کے لئے بھی اور جس کو اسکی قوم نے بغیر سمجھے بوجھے سردار بنالیا تو
یہ فعل اس کے لئے بھی ہلاکت ہوگا اور اُن کے لئے بھی۔ (الغرض سرداری کی شرائطیہ
ہیں۔ اُونچے مکانات سے سرداری نہیں ملتی) حاکم، عبداللہ بن مسعود سے۔ کہا کہ
جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنالیا اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تھا۔ پھر ابوبکرؓ نے عمر رضی اللہ
عنہ کو امیر حج بناکر بھیجا تو مکہ میں ان کی ملاقات معاذ سے ہوئی اور ان کے ساتھ چند
غلام تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کون ہیں تو معاذ نے کہا کہ یہ وہ ہیں جو مجھے ہدیۃً دیئے گئے
ہیں اور یہ ابوبکر کے لئے ہیں۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ میں تمہارے لئے یہ مناسب
سمجھتا ہوں کہ تم ان سب کو ابوبکر کے پاس لے جاؤ۔ کہا کہ پھر ان سے معاذ اگلے دن
ملے اور اُنہوں نے کہا کہ اے ابن الخطاب میں نے رات خواب میں اپنے کو دیکھا
کہ میں آگ میں کودنا چاہتا ہوں اور تم میرا نیفہ پکڑے ہوئے ہو اور میں اپنے کو تمہارا
مطیع دیکھ رہا ہوں۔ کہا کہ پھر معاذ نے سب غلاموں کو ابوبکرؓ کے پاس لاکر کہا کہ یہ
تو وہ ہیں جو ہدیۃً مجھے دیئے گئے اور یہ آپ کے لئے ہیں۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ تمہارے
ہدیہ کو ہم تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ پھر معاذ نکلے نماز کے لئے اچانک دیکھا کہ وہ
(غلام) بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں تو معاذ نے کہا کہ کس کے لئے نماز پڑھ رہے
ہو۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ عزوجل کے لئے۔ معاذ نے کہا تو تم اسی کے لئے ہو اور ان
کو آزاد کر دیا۔ ابوحنیفہ، حذیفہ بن الیمان سے کہ انہوں نے مدائن میں ایک یہودی
عورت سے نکاح کر لیا تو ان کو عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ اس کو آزاد کر دو۔ اس پر
حذیفہ نے ان کو لکھا کہ اے امیر المومنین کیا وہ حرام ہے تو انہوں نے ان کو لکھا

فیکون مثلک عند اللہ مثل البھیمۃ نظرت الیٰ خضرۃ من الارض فرتعت فیھا تبتغی بذلک السمن وانما حتفھا فی سمنھا والسلام علیک ابوبکر عن سفیان قال کتب عمر الیٰ ابی موسیٰ انک لن تنال الآخرۃ بشئ افضل من الزھد فی الدنیا الدار قطنی ان عمر بن الخطاب کتب الیٰ ابی موسیٰ الاشعری اما بعد فان القضاء فریضۃ محکمۃ وسنۃ متبعۃ فافھم اذا اُدلی الیک بحجۃ وانفذ الحق اذا وضح فانہ لاینفع تکلم بحق لا نفاذ لہ آس بین الناس فی وجھک ومجلسک وعدلک حتی لاییأس الضعیف من عدلک ولایطمع الشریف فی حیفک البینۃ علیٰ من ادعیٰ والیمین علیٰ من انکر والصلح جائز بین المسلمین الا صلحاً احل حراماً او حرم حلالاً لایمنعک قضاءٌ قضیتہ بالامس فراجعت فیہ نفسک وھدیت فیہ لرشدک ان تراجع الحق فان الحق قدیم ومراجعۃ الحق خیر من التمادی فی الباطل الفھم الفھم فیما یختلج فی صدرک مما لم یبلغک فی الکتاب والسنۃ واعرف الامثال والاشباہ ثم قس الامور عند ذلک فاعمد الیٰ احبھا الی اللہ عزوجل واشبھھا بالحق فیما ترٰی واجعل لمن ادعی بینۃ امداً ینتھی الیہ

کریں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم میرا خط ہاتھ سے نہ رکھو یہاں تک کہ اس کو آزاد کردو۔ کیونکہ مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ مسلمان تمھاری پیروی کریں گے اور ذمیوں کی عورتوں کو ان کے جمال کی وجہ سے پسند کریں گے اور مسلمان عورتوں کے مبتلائے فتنہ ہونے کے لئے یہ کافی ہے۔ ابوبکر، سعید بن ابی بُردہ سے۔ کہا کہ عمرؓ نے ابوموسیٰؓ کو خط لکھا اَمّا بعد تمام راعیوں (امراء، والیانِ ملک) سے زیادہ صاحب سعادت راعی وہ ہے جس کی وجہ سے اُس کی رعیت صاحب سعادت بن جائے اور سب سے شقی (بدبخت) راعی (حاکم) وہ ہے جس کی وجہ سے اس کی رعایا شقی (بدبخت) ہو جائے۔ اور خبردار بچو (بہائم کی طرح) چرتے رہنے سے کہ پھر تمھارے عُمّال بھی چرنے لگیں، پھر تمھاری مثل اللہ کے نزدیک اس چوپایہ کی مثل ہو جائے گی جس نے کسی زمین کی سبزی کو دیکھا تو اس میں چرنے لگا، وہ اس کے ذریعہ سے فربہ ہونا چاہتا ہے حالانکہ اس کی موت اس کی فربہی میں ہی ہے۔ والسلام علیک۔ ابوبکر، سفیان سے۔ کہا کہ عمرؓ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ تم آخرت کو کسی ایسی شے کے ذریعہ سے کبھی حاصل نہیں کرسکتے جو افضل ہو دنیا میں زہد کرنے سے۔ دار قطنی، یہ کہ عمر بن الخطابؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا امّا بعد یقیناً قضاء ایک محکم فریضہ ہے اور ایسی سنت ہے جس کا اتباع کیا جاتا ہے تو خوب سمجھ سے کام لو جب تمھارے سامنے کوئی دلیل پیش کی جائے۔ اور حق کو نافذ کرو جب وہ واضح ہو جائے کیونکہ ایسی حق بات کو زبان سے بول دینا نافع نہیں ہوتا جس کا نفاذ نہ ہو۔ لوگوں کے درمیان اپنے سامنے اور اپنی مجلس میں اور اپنے انصاف میں برابری قائم رکھو یہاں تک کہ کمزور شخص تمھارے عدل سے مایوس نہ ہو اور کوئی معزز شخص تم سے رعایت کی طمع نہ کرے۔ گواہ لانا مدعی پر لازم ہے اور قسم اُس کے اُوپر ہے جو منکر ہو۔ اور مسلمانوں کے درمیان صلح جائز ہے بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کر دے۔ تم کو ایسا فیصلہ حق کی طرف مراجعت سے مانع نہ ہونا چاہئے جو تم نے آج شام کو کیا۔ پھر تم نے اپنے دل میں غور کیا اور اس کے بارے میں اب تم پر حق عیاں کر دیا گیا کیوں کہ

فان احضر بینتہ اخذت لہ بحقہ والا وجہت
القضاء علیہ فان ذلک اجلی للعمی وابلغ فی
العذر والمسلمون عدول بعضہم علی بعض الا
مجلودا فی حد او مجربا فی شہادۃ زور
او ظنینا فی ولاء او وراثۃ ان اللہ تولی
منکم السرائر ودرأ عنکم بالبینات وایاک
والقلق والضجر والتاذی بالناس والتنکر
للخصوم فی مواطن الحق التی یوجب اللہ
تعالی بہا الاجر ویحسن بہا الذخر فانہ
من تصلح نیتہ فیما بینہ وبین اللہ تعالی
ولو علی نفسہ یکفیہ اللہ ما بینہ وبین الناس
ومن تزین للناس بما یعلم اللہ تعالی منہ
غیر ذلک یشینہ اللہ فما ظنک بثواب اللہ
عزوجل وعاجل رزقہ وخزائن رحمتہ و
السلام علیک وروی انہ کتب الی ابی موسی
الاشعری اما بعد فان للناس نفرۃ عن
سلطانہم فاعوذ باللہ ان تدرکنی وایاک
عمیاء مجہولۃ وضغائن محمولۃ واہواء
متبعۃ ودنیا مؤثرۃ اقم الحدود واجلس
للمظالم ولو ساعۃ من نہار واذا عرض لک
امران احدہما للہ والآخر للدنیا فابدأ
بعمل الآخرۃ فان الدنیا تفنی والآخرۃ
تبقی وکن من مال اللہ عزوجل علی حذر

(بہر حال) حق مقدم ہے اور حق کی طرف مراجعت بہتر ہے باطل میں زمانہ گذارنے سے۔ سمجھ سے کام لو سمجھ سے کام لو ایسی بات کے بارے میں جو تمہارے سینہ میں خلش پیدا کر رہی ہو جس کے بارے میں کتاب و سنت کی کوئی رہنمائی تمہارے پاس نہیں پہنچی اور (ایسی صورت میں) اس بات کے مماثل اور مشابہ مسائل کو پہچانو اور ایسے امور کو ان پر قیاس کر لو۔ ان میں سے جو اللہ تعالیٰ کی زیادہ پسندیدہ بات معلوم ہو اس کو اختیار کر لو اور وہ جو تمہاری رائے میں حق سے زیادہ قریب ہو۔ اور جو شخص شہادت لانے کا دعویٰ کرے اس کے لئے ایک انتہائی مدت متعین کر دو، پھر اگر وہ شہادت پیش کر دے تو وہ اپنا حق (جس کا دعویدار ہے) لے گا ورنہ فیصلہ اس کے خلاف جائے گا۔ یہ اصول اندھیرے کو روشن کرنے والا اور مواخذے سے (تم کو) بہت بچانے والا ہو گا۔ اور تمام مسلمان ایک دوسرے کے مقابلہ میں مقبول الشہادت ہیں بجز ایسے شخص کے جس کے (حد میں) کوڑے مارے گئے ہیں یا جھوٹی شہادت میں سزا یافتہ ہو یا ولایت یا وراثت کے بارے میں محلِ تہمت میں ہو۔ تم میں سے کسی کے باطن میں جو چھپی ہوئی باتیں ہیں وہ اللہ کے حوالے۔ (عقوباتِ دنیوی) بینات کے پیش کرنے پر اللہ نے تم سے ہٹا دی ہیں۔ اور خبردار لوگوں کو پریشانی اور دل تنگی اور اذیت دینے سے بچو اور حق کے مواقع میں جن پر حق تعالیٰ اجر واجب کر دیتا ہے اور اس کے ذریعہ سے ذخیرۂ آخرت بہتر کر دیتا ہے جھگڑنے والوں (یعنی مدعی و مدعا علیہ) کو مرعوب کرنے سے بچو (کہ اپنے کو شاندار بنا کر بیٹھو) حقیقت یہ ہے کہ جس کی نیت اس کے اور اللہ کے درمیان درست ہوتی ہے چاہے اپنے نفس پر ذلت ڈالنی پڑے اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان (کے معاملہ میں) خود کافی ہو جاتا ہے اور جس نے لوگوں کے (دکھاوے) کے لئے اپنے کو سجایا ایسے امر کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اس کے خلاف (اصلی) حالت کو تو اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کر دے گا تو اللہ تعالےٰ کے اجر آخرت اور

واخِفِ الفُسّاق واجعلهم يدًا يدًا ورجلًا رجلًا واذا كانت بين القبائل ثائرة يا لفلان يا لفلان فانما تلك نجوى الشيطان فاضربهم بالسيف حتى يفيئوا الى امر الله ويكون دعوتهم الى الله والى الاسلام وقد بلغني ان ضَبَّةَ تدعوا يا لضَبَّة واني والله اعلم ان ضَبَّة ما ساق الله بها خيرًا قطّ ولا منع بها من سوءٍ قطّ فاذا جاءك كتابي هذا فانهكهم ضربًا وعقوبةً حتى تفرّقوا ان لم يفقهوا والصق بغيلان ابن خرشة من بينهم وعُدْ مرضى المسلمين واشهد جنائزهم وافتح لهم بابك وباشر امورهم بنفسك فانما انت رجلٌ منهم غير ان الله قد جعلك اثقلهم حملًا وقد بلغني انه فشا لك ولاهل بيتك هيئةٌ في لباسك ومطعمك ومركبك ليس للمسلمين مثلها واياك يا عبد الله بن قيس ان تكون بمنزلة البهيمة التي مرّت بوادٍ خصب فلم يكن لها همّةٌ الا السمن وانما حتفها من السمن لغيرها واعلم ان للعامل مردًّا الى الله فاذا زاغ العامل زاغت رعيّته وان اشقى الناس من شقيت

اور اس کی طرف سے جلد ملنے والے اور اس کے خزائن رحمت کے بارے میں تمھارا کیا ظن ہے۔ والسلام علیک۔ اور مروی ہے کہ انہوں نے ابوموسٰی اشعری کو لکھا اما بعد لوگوں کو مسلط ہو جانے والے سے نفرت ہوتی ہے تو میں اللہ تعالٰی سے پناہ مانگتا ہوں کہ تم مجھے اور اپنے کو ایسی حالت میں پاؤ جس سے نکلنے کی کوئی راہ سمجھ میں نہ آئے اور کینے اُبھرے ہوئے ہوں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا جا رہا ہو اور دین کو پیچھے ہٹا دیا گیا ہو حدود قائم کرتے رہو اور فریادیں سُننے کے لئے بیٹھا کرو اگرچہ دن کی ایک گھڑی ہی کے لئے بیٹھنا ہو اور جب تمھارے سامنے دو امر پیش کئے جائیں جن میں سے ایک اللہ کے لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو آخرت کے عمل سے کام شروع کرو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت باقی رہنے والی ہے اور اللہ عز وجل کے مال میں ہمیشہ محتاط رہو اور فاسقوں کو خائف رکھو اور ان کو ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں بنا دو (یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو) اور جب قبائل کے درمیان کسی فتنہ انگیز کو یا لفلان یا لفلان کہتے ہوئے پاؤ (یعنی فلاں کی مدد کے لئے پہنچو) تو ایسے لوگوں پر تلوار چلاؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کے مطیع بنیں اور ان کی دعوت اللہ کی اور اسلام کی طرف ہونے لگے اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ضَبَّہ (قبیلہ) ضَبَّہ کو دعوت دے رہا ہے اور میں واللہ یہ بات جانتا ہوں کہ اللہ تعالٰی نے ضَبَّہ کے ذریعہ کبھی خیر کی طرف نہیں چلایا اور نہ کبھی اس کے ذریعہ برائی سے روکا تو جب تمھارے پاس میرا یہ خط پہنچ جائے تو اگر یہ لوگ نہ سمجھیں تو اُن کو خوب مارنے اور سزا دینے میں منہمک ہو جانا یہاں تک کہ یہ لوگ متفرق ہو جائیں اور غیلان بن خرشہ کو ان ہی کے ساتھ شامل کر دو اور مسلمانوں کے بیماروں کی مزاج پُرسی کرو اور ان کے جنازوں پر حاضر ہوا کرو اور اُن کے لئے اپنے دروازے کو کھلا رکھو اور اُن کے اُمور میں بذاتِ خود شرکت کیا کرو کیونکہ تم بھی ان ہی میں کے ایک شخص ہو (تم میں اور اُن میں کوئی فرق نہیں) بجز اس کے کہ تم کو اللہ نے زیادہ بوجھ اُٹھانے والا بنایا۔ اور مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تمھاری اور تمھارے گھر والوں کی لباس اور کھانے میں اور سواری میں ایک خاص ہیئت کھلے طور قائم ہو گئی ہے جیسی کہ عام مسلمانوں میں کسی کی نہیں۔ لے عبداللہ بن قیس اس سے

بہ نفسہٗ و رعیتہ والسلام ابوبکر عن الضحاک قال کتب عمر بن الخطاب الی ابی موسیٰ الاشعری اما بعدُ فان القوۃَ فی العمل ان لاتؤخروا عملَ الیوم لِغَدٍ فانکم اذا فعلتم ذٰلک تدارکتْ علیکم الاعمال فلم تدروا ایّہا تأخذونَ فَاَضَعْتُمْ فاذا خُیّرتم بین امرین احدُہما للدنیا والآخر للآخرۃ فاختاروا امرَ الآخرۃِ علی امرالدنیا فان الدنیا تَفْنٰی وان الآخرۃَ تبقٰی کونوا من اللّٰہِ علی وَجَلٍ و تعلّموا کتابَ اللّٰہ فانہ ینابیعُ العِلم و ربیعُ القلوبِ استکتب ابوموسٰی الاشعری نصرانیاً فکتب الیہ عمر اَعْزِلہ و استَعْمِل حنیفاً فکتب الیہ ابوموسٰی ان من غنائہ و خَیْرِہٖ کیتَ و کیتَ فکتب الیہ عمر لیس لنا اَن نأتمنہم و قد خوّنہم اللّٰہ ولا اَنْ نرفعَہم وقد وَضَعہم اللّٰہُ ولا اَنْ نستفصحہم فی الدین وقد وَتَرہم الاسلامُ ولا ان نُعِزَّہم وقد اُمِرْنا بِاَنْ یُعْطُوا الجزیۃَ عَنْ یَدٍ وَّہُمْ صَاغِرُوْنَ فکتب ابوموسٰی ان البَلَدَ لا تَصْلُحُ اِلَّا بہ فکتبَ الیہ عمر ماتَ النصرانی والسلام وکتب الی معاویۃ ایاک والاحتجابَ دونَ الناسِ

بیچ کر تو اس چوپائے کے مانند بن جائے جو کسی سرسبز وادی میں گذرے اور اس کا فربہی کے سوا کوئی مقصد نہ رہے اور اس فربہی سے جو اس نے حاصل کی دوسرے مستفید ہوں اور سمجھ لو کہ عامل کو اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔ تو جب عامل میں کجی پیدا ہو جائے گی تو اس کی رعیت میں بھی کجی آجائے گی اور سب سے زیادہ بدبخت وہ ہے کہ جس کی وجہ سے اُس کا نفس اور اس کی رعیت سب بدبخت ہو جائیں والسلام۔ ابوبکر، ضحاک سے۔ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا اما بعد عمل میں قوت اس سے آتی ہے کہ تم آج کا کام کل پر مؤخر نہ کرو کیوں کہ تم نے اگر ایسا کیا تو تمہارے اوپر کاموں کا انبار لگ جائے گا پھر تم نہیں سمجھو گے کہ ان میں سے کس کو ہاتھ میں پکڑو آخر کار چھوڑ دو گے۔ پھر دیا در کھو کہ جب تم کو اختیار دیا جائے ایسے دو کاموں میں جن میں کا ایک دنیا کے لئے ہو اور دوسرا آخرت کے لئے تو امر آخرت کو امر دنیا پر ترجیح دو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ اللہ سے خائف رہو اور کتاب اللہ سے علم حاصل کرو کہ وہ علم کے سرچشمے ہیں اور دلوں کی بہار ہے۔ ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک نصرانی کو اپنا کاتب بنایا تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ اس کو معزول کر دو اور حنیف سے کام لو تو اُن کو ابوموسیٰ نے لکھا کہ اُس کی کارگذاری اور خوبی ایسی اور ایسی ہے تو اُن کو عمرؓ نے لکھا کہ ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم اُن کو امین بنائیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خائن کہا ہے اور نہ یہ کہ اُن کو بلند مرتبہ بنائیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو پست کیا ہے اور نہ یہ کہ ان کو دین میں اپنا مصاحب بنائیں حالانکہ اسلام نے اُن کو جُدا کر دیا ہے اور نہ یہ کہ اُن کو معزز بنائیں جب کہ ہم کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے ذلیل ہو کر جزیہ دیں پھر ابوموسیٰ نے لکھا کہ شہری امور کی بہتری بغیر اس کے نہ ہو گی تو اُن کو عمرؓ نے لکھا کہ نصرانی مرگیا۔[عہ] والسلام۔ اور معاویہ کو لکھا کہ اس سے بچ کر لوگوں کے آگے پردہ چھوڑو اور ضعیف کے قریب رہو اور اس کو اپنے قریب کرو۔

عہ غالباً "لو مات النصرانی" میں سے لفظ "لو" ترک ہو گیا یعنی اگر نصرانی مر گیا تو کیا شہری امور سرانجام نہیں پائیں گے؟ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

وادنُ الضعیفَ وادْنِہٖ حتی یبسط لسانہ و یجْرِئَ قلبُہ وتعہّد الغریبَ فانہ اذا طال حَبْسُہ و ضاقَ اُذنُہ وضعف قلبُہ و ترک حقہ وکتبَ الی سعد بن ابی وقاص یاسعد سعد بنی اہیب ان اللّٰہَ اذا احبَّ عبدًا حَبَّبَہٗ الی خلقِہٖ فاعتبر منزلتک من اللّٰہ منزلتَک من الناس واعلم اَنَّ مالکَ عند اللّٰہ مثل ما للّٰہ عندک وسَأل رجلاً من شیٔ فقال اللّٰہ اعلم فقال قدشَقِینا اِن کُنّا لانعلم ان اللّٰہ اَعْلم اذا سُئِل احدکم عمّا لایعلم فلیقل لااَدْرِی ودخل عمر علی ابنہ عبد اللّٰہ فوجد عندہ لحمًا عَبِیْطًا معلّقًا فقال ما ہذا اللحمُ قال اشتہیتُ فاشتریتُ فقال اوکلما اشتہیتَ شیئا اکلتَہ کفی بالمرءِ شَرَہًا ان یأکل کلَّ ما اشتہاہ مَرَّ عمر رضی اللّٰہ عنہ علی مزبلۃٍ فتأذّی بریحہا اصحابُہ فقال ہذہ دنیاکم التی تحرِصون علیہا ومن کلامہ للاحنف یااحنف من کَثُرَ ضحکُہ قلّت ہیبتُہ ومن مَزَحَ استُخِفَّ بہ ومن اکثر من شیٔ عُرِفَ بہ ومن کثر کلامہ کثر سَقَطُہ ومن کثر سَقَطُہ قلّ حیاؤہ ومن قلّ حیاؤہ قلّ

یہاں تک کہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے دل میں جرأت پیدا ہو جائے اور غریب کا خیال رکھو کہ جب اس کو بہت دیر رُکنا پڑے گا تو اس کی سماعت تنگ اور قلب ضعیف ہو جائے گا اور وہ اپنے حق کو ہی چھوڑ جائے گا اور آپ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا لے سعد ابن اُہیب کے سعد (نیک بخت)، بیشک اللہ تعالےٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اس کو اپنی خلق کا محبوب بنا دیتا ہے تو لوگوں میں اپنی منزلت سے اللہ کے نزدیک اپنی منزلت کا اندازہ کر لو اور سمجھ لو کہ جو کچھ تمھارے لئے اللہ کے پاس ہے وہ مثل اسی کے ہے جو تمھارے پاس اللہ کے واسطے ہے۔ اور ایک شخص سے آپ نے کوئی بات پوچھی۔ اس نے کہا اللہ اعلم تو آپ نے فرمایا کہ بڑے بد بخت ہوں گے اگر ہم یہ بات نہ جانتے ہوں کہ اللہ سب سے زیادہ جانتا ہے۔ جب تم میں سے کسی سے ایسی بات پوچھی جائے جس کو وہ نہ جانتا ہو تو اس کو یہ کہنا چاہیئے کہ میں نہیں جانتا۔ اور عمرؓ اپنے بیٹے عبد اللہ کے گھر میں پہنچے تو ان کے پاس تازہ گوشت لٹکا ہوا پایا تو فرمایا کہ یہ گوشت کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے خواہش ہوئی تو خرید لایا تو فرمایا کہ کیا جب بھی کسی شے کی خواہش ہوگی اُس کو کھائے گا؟ آدمی کے حریص بننے کے لئے یہ کافی ہے کہ ہر اُس چیز کو کھانے لگے جس کی اس کو خواہش ہو جائے۔ عمرؓ کا گذر ایک کوڑے پر ہوا تو آپ کے ساتھیوں کو اُس کی بدبُو سے تکلیف ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ یہ ہے تمھاری دنیا جس پر تم حرص کیا کرتے ہو۔ اور آپ کے کلام میں سے ایک یہ ہے جو احنف سے فرمایا کہ اے احنف جس کی ہنسی بڑھ جائے گی اس کی ہیبت گھٹ جائے گی۔ اور جو مزاح کرتا رہے گا وہ اس کی وجہ سے بے وقعت ہو جائے گا اور جو کسی شے میں زیادتی کرے گا اُسی (کام) کے ساتھ مشہور ہو جائے

ورعہ ومن قل ورعہ مات قلبہ وقال
لابنہ عبد اللہ یا بنیّ اتق اللہ یقک
واقرض اللہ یجزک واشکرہ یزدک
واعلم انہ لا مال لمن لا رفق لہ ولا جدید
لمن لا خلق لہ ولا عمل لمن لا نیۃ
لہ وکتب عمر رضی اللہ عنہ الی عمرو بن
العاص وہو عاملہ علی مصر اما بعد
فقد بلغنی انہ قد ظہر لک مال من ابل
وغنم وخدم وغلمان ولم یکن لک
قبلہ مال ولا ذلک من رزقک
فانی لک ہذا ولقد کان لی من
السابقین الاولین من ہو خیر منک
ولکنی استعملتک لغنائک فاذا
کان عملک لک وعلینا لم نؤثرک
علی انفسنا فاکتب الیّ من این مالک
وعجل والسلام فکتب الیہ عمرو بن
العاص قرأت کتاب امیر المومنین
ولقد صدق فاما ماذکرہ من مالی
فانی قدمت بلدۃ الاسعار فیہا
رخیصۃ الغزو فیہا کثیرۃ فجعلت
فضول ما حصل لی من ذلک فیما ذکرہ
امیر المومنین واللہ یا امیر المومنین
لو کانت خیانتک لنا حلالا ما خناک

گا اور جس کا کلام کثیر ہوگا اس کی گراوٹ بھی کثیر ہوگی اور جس کی گراوٹ کثیر ہوگی اس کی حیا کم ہوجائے گی اور جس کی حیا کم ہوجائے گی اس کی احتیاط کم ہوجائے گی اور جس کی احتیاط کم ہو جائے گی اس کا قلب مرجائے گا۔ اور آپ نے اپنے بیٹے عبد اللہ سے کہا کہ اے بیٹے اللہ (کی ناراضگی) سے بچاؤ کرو وہ تجھے بچاتا رہے گا اور اللہ کو قرض دے وہ تیرے لئے کافی ہوگا اور اس کا شکر کرو وہ تجھے بہت دے گا اور جان لے کہ اس کے پاس کوئی مال نہیں جس کے پاس نرمی نہیں اور نیا نہیں ہوگا اس کے لئے جس کے پاس پرانا نہ ہوگا اور اس کا کوئی عمل نہیں جس کے پاس نیت نہیں۔ اور عمر رض نے لکھا عمرو بن العاص کو جب کہ وہ مصر میں اُن کے عامل تھے اما بعد مجھے یہ خبر پہنچی کہ تمہارے پاس مال بہت سے اونٹ اور بکریاں اور خدام اور غلام عیاناً موجود ہیں اور اس سے پہلے تمہارے پاس کچھ مال نہیں تھا اور نہ یہ تمہارے وظیفہ سے ہوسکتا ہے۔ پھر یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا اور میرے پاس سابقین اولین میں سے ایسے لوگ موجود تھے جو تم سے افضل تھے لیکن میں نے تم کو عامل بنایا تھا تمہارے (مال کی طرف سے) بے پرواہ ہونے کی وجہ سے۔ تو جب تمہارا عمل اپنے ذاتی نفع کے لئے اور ہم کو نقصان دینے کے لئے ہو تو ہم کیوں تم کو اپنے نفوس (یعنی سابقین اولین) پر مقدم رکھیں تو مجھے اس کا جواب لکھو کہ مال کہاں سے آیا اور جلد جواب دو والسلام۔ تو ان کو عمرو بن العاص نے لکھا کہ میں نے امیر المومنین کا خط پڑھا اور درحقیقت اس میں صحیح لکھا ہے۔ میرے مال کا جو ذکر امیر المومنین نے کیا ہے وہ اس طرح جمع ہوا کہ میں ایسے شہر میں آیا ہوں جہاں بھاؤ سستے ہیں اور اس میں غزوات بہت ہوئے اور اس ذریعہ سے حاصل ہوکر (مصارف کے بعد) جو بچتا رہا وہ میں اس میں لگاتار رہا جس کا ذکر امیر المومنین نے کیا ہے۔ واللہ اے امیر المومنین اگر تمہارے ساتھ خیانت کرنا ہمارے لئے حلال بھی ہوتا تو پھر بھی ہم تمہارے

حیث ائتمنتنا فاقصر عنا عناءک
فان لنا احسابا اذا رجعنا الیہا اغنتنا
عن العمل لک و اما من کان عندک
لک من السابقین الاولین فہلا
استعملتہم فواللہ ما وقفت لک بابا
فکتب عمر اما بعد فانی لست من
تسطیرک و تشقیقک الکلام فی شئ
انکم معشر الامراء اکلتم الاموال و
اخلدتم الی الاعذار و انما تاکلون النار
وتورثون العار و قد وجہت الیک
محمد بن مسلمۃ لیشاطرک علی ما فی یدیک
والسلام فلما قدم علیہ محمد اتخذ لہ
طعاما و قدمہ الیہ فابی ان یاکل
فقال مالک لا تاکل طعامنا قال انک
عملت لی طعاما ہو تقدمۃ للشر
ولو کنت عملت لی طعام الضیف لاکلتہ
فابعد عنی طعامک و احضر لی مالک
فلما کان الغد احضرہ مالہ فجعل
محمد یاخذ شطرا و یعطی عمروا
شطرا فلما رأی عمرو ما حاز محمد
من المال قال یا محمد اقول قال
قل ما تشاء قال لعن اللہ یوما کنت
فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد رأیتہ

ساتھ خیانت نہ کرتے جب کہ آپ نے ہم کو امین بنایا۔ تو آپ ہم پر اپنی بے اعتمادی کو دور کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ایسے حسب (آبائی فضائل) ہیں کہ جب ہم ان کی طرف رجوع کرتے ہیں تو وہ ہمیں آپ کے عمل سے بے پرواہ کر دیتے ہیں (یعنی عزت و وجاہت کے لئے ہمارے خاندانی فضائل کافی ہیں آپ کا عامل بننے سے ہم معزز نہیں ہوئے) رہی یہ بات کہ آپ کے پاس سابقین اولین میں سے موجود تھے۔ تو آپ نے اُن کو کیوں نہ عامل بنایا، واللہ میں تو آپ کا دروازہ پکڑ کر نہیں کھڑا ہوا تھا۔ تو اُن کو عمرؓ نے لکھا امّا بعد میں کلام میں تمہاری سطر بندی اور شقیں نکالنے سے مطمئن نہیں ہوا۔ اے امراء کی جماعت تم لوگوں کے اموال کھاتے ہو اور میری طرف عذر پیش کرنے پر جھک جاتے ہو اور در حقیقت تم آگ کھا رہے ہو اور اپنے پیچھے عار چھوڑ رہے ہو اور میں تمہارے پاس محمد بن مسلمہ کو بھیجتا ہوں تاکہ وہ جو کچھ تمہارے قبضہ میں ہے اُس کا آدھا تم سے لے لے۔ تو جب اُن کے پاس محمد بن مسلمہ پہنچے تو انہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کرایا اور اُن کے سامنے پیش کیا تو محمد بن مسلمہ نے کھانے سے انکار کر دیا۔ عمرو بن العاص نے کہا کیا ہوا تم کو کہ تم ہمارا کھانا نہیں کھاتے؟ محمد نے کہا کہ تم نے میرے لئے (خاص) کھانا تیار کرایا جو مقدمہ ہے شر کا اور اگر تم میرے لئے (معمولی) مہمان کا کھانا تیار کرا لیتے تو میں اس کو کھا لیتا تو اپنا یہ کھانا میرے سامنے سے ہٹاؤ اور میرے سامنے اپنا مال حاضر کرو تو جب اگلا دن آیا تو عمرو نے ان کے سامنے اپنا مال حاضر کر دیا تو محمد بن مسلمہ نے آدھا اپنے قبضہ میں لینا اور آدھا عمرو کو دینا شروع کیا۔ تو جب عمرو نے اس مال کو دیکھا جو محمد بن مسلمہ نے چن لیا تھا تو کہا کہ اے محمد میں کچھ کہتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ کہئے جو کچھ آپ چاہیں۔ تو عمرو نے کہا کہ لعنت کرے اللہ اس دن پر جس دن میں ابن الخطاب کا والی بنا تھا واللہ میں نے اس کو دیکھا اور اس کے

ورأيت اباه وان على وكل واحد منهما
عباءة قطرانية مؤزرا بها
ماتبلغ انصاف ركبتيه وعلى عنق
كل واحد منهما حزمة من حطب و
وان العاص بن وائل لفي مزررات
الديباج فقال محمد ايها يا عمرو
فعمر والله خير منك وانا ابوك و
والوه ففي النار والله لولا ما دخلت
فيه من الاسلام لالفيت معتقلا
شاة يسرك غزرها ويسوءك بكؤها
قال صدقت فاكتم على قال افعل
احمد بن حنبل عن ابن عباس ذكر
لعمر بن الخطاب ان سمرة باع خمرا
قال قاتل الله سمرة ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال لعن الله
اليهود حرمت عليهم الشحوم فجملوها
فباعوها احمد بن حنبل عن عياض
الاشعري قال شهدت اليرموك
وعلينا خمسة امراء ابوعبيدة بن
الجراح ويزيد بن ابي سفيان وابن
وخالد بن الوليد وعياض وليس
عياض هذا بالذي حدث سماكا قال و
قال عمر اذا كان قتال فوليكم ابوعبيدة

باپ کو دیکھا اس حال میں کہ دونوں میں سے ہر ایک قطرانی چوغہ پہنے ہوئے
تھا اسی کو تہبند بنائے ہوئے تھے جو صرف گھٹنوں تک نیچا تھا اور دونوں
میں سے ہر ایک کی گردن پر لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا ہوا تھا اور عاص بن
وائل ریشمی سنہری گھنڈیوں کے لباس میں تھا۔ تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ بس
کرلے عمرو۔ واللہ عمر تجھ سے افضل ہے۔ رہا تمہارا باپ اور ان کا باپ
سو دونوں جہنم میں ہیں۔ واللہ اگر یہ بات نہ ہوتی جس میں تو داخل ہوگیا ہے
یعنی اسلام میں تو تیرے قبضہ میں ایک بکری باندھنے کی جگہ بھی نہ ہوتی کہ
اس کے خوب دودھ دینے سے تو خوش ہو اور کم دینے سے ناخوش
عمرؓ نے کہا کہ سچ کہہ رہے ہو۔ اچھا یہ بات پوشیدہ رکھنا۔ محمد نے
کہا کہ یہ کرلوں گا۔ احمد بن حنبل، ابن عباسؓ سے۔ عمرؓ بن الخطاب
سے ذکر کیا گیا کہ سمرۃ نے شراب کو فروخت کیا تو فرمایا کہ خدا ہلاک
کرے سمرہ کو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ نے لعنت کی یہود پر ان کے اوپر چربی کو حرام کیا گیا تو انہوں
نے اس کو پگھلایا پھر اس کو فروخت کیا۔ احمد بن حنبل عیاض اشعری
سے۔ کہا کہ میں معرکۂ یرموک میں حاضر تھا اور ہمارے اوپر پانچ امیر
تھے۔ ابو عبیدہ بن الجراح اور یزید بن ابی سفیان اور ابن حسنہ
اور خالد بن الولید اور عیاض اور یہ عیاض وہ نہیں جس نے سماک
سے یہ حدیث بیان کی۔ کہا کہ عمر نے یہ فرمایا کہ جب قتال ہونے لگے
تو تمہارا سب کا امیر ابو عبیدہ ہوگا۔ کہا کہ ہم نے عمر کو یہ لکھ کر
بھیجا کہ در حقیقت ہم پر موت منڈلا رہی ہے اور ہم نے ان سے
کمک طلب کی تو انہوں نے ہم کو لکھا کہ میرے پاس تمہارا خط پہنچا
تم مجھ سے مدد مانگ رہے ہو اور میں تمہاری رہنمائی کرتا ہوں
اس کی طرف جو بڑا غالب ہے نصرت کے اعتبار سے اور بڑی

قال فكتبنا اليه انه قد جاش الينا الموت
واستمددناه فكتب الينا انه قد جاءنی
كتابكم تستمدونی وانی ادلكم علی من
هو اعز نصرا واحضر جندا الله عزوجل
فاستنصروه فان محمدا صلی الله عليه
وسلم قد نُصر يوم بدر فی اقل من عدتكم
فاذا اتاكم كتابی هذا فقاتلوهم ولا تراجعونی
قال فقاتلناهم فهزمناهم وقتلناهم اربع
فراسخ الغزالی بلغ عمر ان يزيد بن
ابی سفيان يأكل الوان الطعام فقال عمر
لمولاه اذا علمت انه حضر عشاؤه فاعلمنی
فاعلمه فدخل فقرب عشاؤه فجاءه ثريد
بلحم فاكل معه عمر ثم قرب الشواء و
بسط يزيد يده وكف عمر يده وقال
الله الله يا يزيد بن ابی سفيان اطعام
بعد طعام اما والذی نفس عمر بيده ان
خالفتم عن سنتهم ليخالفن الله بكم
عن طريقهم ابوعمر قال عمر اذا دخل الشام
ورأى معاوية هذا كسرى العرب وكان
قد تلقاه معاوية فی موكب عظيم فلما
دنی منه قال له انت صاحب الموكب
العظيم قال نعم يا امير المؤمنين قال مع
ما بلغنی عنك من وقوف ذوی الحاجات

مدد دینے والا ہے لشکروں کو وہ اللہ عزوجل ہے تو اس سے مدد
طلب کرو چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی گئی یوم بدر
میں جب کہ وہ شمار میں تم سے کم تھے۔ تو جب میرا یہ خط تمہارے
پاس پہنچے تو ان سے قتال شروع کر دو اور مجھ سے اب مخاطب
نہ ہونا۔ کہا کہ پھر ہم نے ان سے قتال کیا اور ان کو بھگا دیا۔ اور چار
کوس تک قتل کرتے چلے گئے۔ غزالی۔ عمرؓ کو اطلاع پہنچی کہ
یزید بن ابی سفیان مختلف قسم کے کھانے کھاتے ہیں تو عمرؓ نے
ان کے غلام سے کہا کہ جب تجھے یہ معلوم ہو کہ رات کا کھانا ان
کے سامنے آرہا ہے تو مجھے خبر کر دینا۔ چنانچہ اس نے ان کو
خبر دی اور وہ پہنچ گئے اب رات کا کھانا سامنے لایا گیا پہلے ان
کے سامنے ثرید (حلیم) آیا گوشت کے ساتھ تو ان کے ساتھ عمرؓ نے
کھایا۔ پھر ان کے سامنے بھنا ہوا گوشت رکھا گیا۔ یزید نے اپنا
ہاتھ بڑھایا مگر عمرؓ نے اپنا ہاتھ روک لیا اور فرمایا اللہ اللہ
اے یزید بن ابی سفیان کیا طعام کے بعد طعام۔ یاد رکھو قسم ہے
اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر کی جان ہے اگر تم ان کی (یعنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین کی) سنت
کے خلاف کروگے تو اللہ تعالیٰ تم سے ضرور خلاف کرے گا اس
معاملہ کے جو ان سے تھا۔ ابو عمر۔ عمرؓ نے جب شام میں داخل
ہوئے اور معاویہ کو دیکھا تو کہا کہ یہ عرب کا کسریٰ ہے۔ اور وہ
عمرؓ سے شاندار جلوس کے ساتھ آکر ملے تھے تو جب معاویہ
ان سے قریب ہوئے تو فرمایا کہ تم بڑے شاندار جلوس کو ساتھ
رکھتے ہو۔ معاویہ نے کہا کہ ہاں اے امیر المومنین۔ فرمایا کہ اس
کے ساتھ ساتھ تمہارے بارے میں حاجت مندوں کے تمہارے

بابک قال منع ما یبلغک منی ذلک قال
ولِمَ تفعل ہذا قال نحن بارضٍ جواسیسُ
العدوّ بہا کثیر فیجبُ ان یظہر من
عزّ السلطان ما نرہبہم بہ فان امرتنی
فعلتُ وان نہیتنی انتہیتُ فقال عمر
یا معاویۃُ ما نسألک عن شیءٍ الا ترکتنی
فی مثل رَواجب الضرس ان کان حقاً
ما قلتَ انہ لرأیُ اریبٍ وان کانَ
باطلاً انہا لخدعۃُ ادیبٍ فقال فمرنی
یا امیر المؤمنین قال لا آمرک ولا انہاک
فقال عمروٌ یا امیرَ المؤمنین ما احسنَ
ما اَصدرَ الفتیٰ عما اوردتَہ فیہ قالَ
لحسنِ مصادرِہ وموارِدہ جشّمناہ
ما جشّمناہ المحب الطبری عن ابی عوانۃ
قال کتب عمر بن الخطاب الی عبداللہ
بن عمر اما بعد فانہ من اتقی اللہ وقاہ
ومن توکّل علیہ کفاہ ومن اقرضہ
جزاہ ومن شکرہ زادہ ولیکُن التقویٰ
عمادُ عملک وجلاءُ قلبک فانہ لا عمل
لمن لا نیّۃ لہ ولا مال لمن لا رِفق لہ
ولا جدیدَ لمن لا خلق لہ وروی انہ قال
فی خطبتہ یا معشرَ المہاجرین لا تکثروا
الدخولَ علی اہل الدنیا وارباب الامرۃ

دروازے پر کھڑے رہنے کی خبریں بھی مجھے ملتی ہیں۔ تو کہا کہ اس کے ساتھ جو اطلاع آپ کو میرے متعلق ملی وہ بھی درست ہے۔ عمرؓ نے کہا آخر تم ایسا کیوں کر رہے ہو تو معاویہ نے کہا کہ ہم ایسی سرزمین میں ہیں جہاں دشمن کے بہت جاسوس ہیں اس لئے ہم یہ بات پسند کرتے ہیں کہ سلطنت کی شوکت کا اس طرح اظہار کیا جائے جس سے ہم دشمنوں کو مرعوب رکھ سکیں۔ تو اگر آپ مجھے ایسا کرنے کی اجازت دیں تو کرتا ہوں اور اگر روکتے ہیں تو رک جاؤں گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے معاویہ میں تجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسی حالت میں ڈال دیتا ہے جیسے داڑھوں کی گھاٹیوں میں الجھا ہوا ریشہ۔ جو کچھ تو نے کہا اگر سچ ہے تو ایک ذی عقل کی رائے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو فصیح الکلام شخص کا دھوکہ ہے۔ پھر معاویہ نے کہا تو مجھے حکم دیجئے اے امیر المومنین۔ عمرؓ نے کہا کہ نہ میں حکم دوں گا اور نہ منع کروں گا۔ پھر عمرو بن العاص نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ جوان کس خوبی سے بچ نکلا اس (اعتراض) سے جس میں آپ نے اس کو زیر کر لیا تھا۔ عمرؓ نے کہا کہ اس کے اسی حسن سلیقہ اور برمحل جواب دینے کی وجہ سے ہم نے اسکو جس (ذمہ داری کا) مکلف بنانا تھا بنا دیا۔ محب طبری۔ ابوعوانہ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے عبداللہ بن عمر کو لکھا امّا بعد جو اللہ سے ڈر کر اس کی فرماں برداری کرتا ہے اللہ اُس کو (آفات سے) بچاتا ہے اور جس نے اُس پر توکل کیا اللہ اس کے لئے کافی ہوگیا اور جس نے اس کو قرض دیا وہ ضرور اس کو جزا دے گا اور جس نے اُس کا شکر کیا اُس نے نعمت بڑھادی اور چاہئے کہ تقویٰ تمہارے عمل کا ستون بنے اور تمہارے قلب کی جلاء بنا رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جس کے پاس نیّت نہیں اس کا کوئی عمل (خیر) نہیں اور جس کے پاس نرمی نہیں اُس کے پاس مال نہیں (کہ نرمی خود بڑی دولت اور مال ہے) اور جس کے

والولایۃ فانہ مسخطۃ للرب و ایاکم و البطنۃ فانہا مکسلۃ عن الصلوۃ مفسدۃ للجسد مورثۃ للسقم ان اللہ یبغض الحبر السمین ولکن علیکم بالقصد فی قوتکم فانہ ادنی من الاصلاح و ابعد من السرف و اقوی علی عبادۃ اللہ ولن یہلک عبد حتی یؤثر شہوتہ علی دینہ وقال تعلموا ان الطمع فقر وان الیاس غنی ومن ییأس من شیء استغنی عنہ والتؤدۃ فی کل شیء خیر الا ما کان من امر الآخرۃ وقال من اتقی اللہ لم یشف غیظہ ومن خاف اللہ لم یفعل ما یرید ولولا یوم القیمۃ لکان غیر ما ترون۔ وروی ان عمر خطب فقال اما بعد فانی اوصیکم بتقوی اللہ الذی یبقی ویفنی ما سواہ والذی بطاعتہ ینفع اولیاءہ وبمعصیتہ یضر اعداءہ انہ لیس لہالک ہلک عذر فی تعمد ضلالۃ حسبہا ہدی و لا ترک حق حسبہ ضلالۃ قد ثبتت الحجۃ و وضحت الطریقۃ و انقطع العذر و لا حجۃ علی اللہ عز و جل الا ان احق ما تعاہد بہ الراعی رعیتہ

پاس پُرانا نہ ہوگا نیا بھی نہ ہوگا۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے اپنے خطبہ میں فرمایا اے مہاجرین کی جماعت اہل دنیا و اصحاب حکومت و ولایت کے پاس زیادہ نہ جایا کرو کہ یہ بات اللہ کو ناراض کرنے والی ہے اور خبردار پیٹ بھرنے سے بچو یہ حرکت نماز سے سستی پیدا کرنے والی ہے اور جسم کو فاسد کرنے والی ہے امراض پیدا کرنے والی ہے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے کھا کھا کر موٹا ہو جانے والے عالم کو لیکن تمھیں اپنی خوراک میں میانہ روی اختیار کرنی چاہئے کہ یہ بات اصلاح سے قریب تر ہے اور فضول خرچی سے دور رکھنے والی ہے اور اللہ کی عبادت پر قوی رکھنے والی ہے اور کوئی بندہ ہرگز ہلاک نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش کو دین پر مقدم کر دے۔ اور فرمایا کہ جان لو کہ طمع محتاجی ہے اور (غیر اللہ سے) ناامید ہو جانا غنا ہے اور جو کسی سے ناامید ہو جاتا ہے اُس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اور تاخیر ہر شے میں بہتر ہے بجز ایسے کام کے جو آخرت کا ہو۔ اور فرمایا جو اللہ سے تقوٰی اختیار کرے گا وہ اس کے غصہ سے بے فکر نہ ہوگا اور جو اللہ سے خائف ہوگا وہ اپنے ہر ارادے کو عمل میں نہ لائے گا۔ اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو جو کچھ تم دیکھتے ہو اس سے بدلا ہوا حال ہوتا۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا امّا بعد میں تم کو اللہ کے ساتھ تقوے کی وصیت کرتا ہوں جو ہمیشہ رہنے والا ہے اور اس کے سوا سب فنا ہونے والے ہیں اور جو کہ اپنی فرمانبرداری سے اپنے اولیاء کو نفع پہنچاتا ہے اور اپنی نافرمانی سے اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچاتا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ کسی ہلاک ہونے والے کے لئے جو ہلاک ہوا ایسی گمراہی کے عمدًا مرتکب ہونے میں جس کو ہدایت گمان کر رہا ہو کوئی عذر قبول نہ ہوگا اور نہ کسی واجب کے ترک کرنے میں جس کو اس نے گمراہی خیال کر لیا ہو۔ حجت ثابت ہو چکی ہے اور طریقہ (راہِ عمل)

ان یتعاہدہم بالذی رشد تعالیٰ علیہم فی وظائف دینہم الذی ہداہم بہ وانما علینا اَن نامرکم بالذی اَمرکم اللّٰہُ بہ من طاعتہ و نَنہاکم عما نَہٰکم اللّٰہُ عنہ من معصیتہ و اَن نُقیمَ امراللہ فی قریبِ الناس وبعیدِہم ولا نبالی علیٰ مَن مالَ الحق لیتعلّم الجاہلُ و یَتّعِظَ المفرِّط ویقتدی المقتدِیْ وقدعلمتُ ان اَقوٰی ما یَتَمنّوْنَ فی انفسِہم ویقولون نحن نصلّی مع المصلّین ونُجاہِد مع المجاہدین الاَ انّ الایمان لیس بالتمنّی و لکنہ بالحقائِق مَن قام علی الفرائض و سدّد نیّتہ و اتقی اللّٰہَ فذلکم الناجی ومن زاد اجتہاداً وَجَدَ عند اللّٰہ مزیداً وانما المجاھدونَ الذینَ جاہدوا اہواءَہم والجہادُ اجتنابُ المحارِمِ اَلاَ اِنَّ الاَ مرجِدّ وقد یُقاتِلُ اقوامٌ لایُریدون اِلّا الاجرَ وانّ اللّٰہ یرضیٰ منکم بالیسیرِ و اَثابکم علی الیسیر الکثیرَ الوظائفَ الوظائفَ اَدُّوہا تؤدِّکم الی الجنۃ السنۃ السنۃ الزَموہا تُنجکُم من البدعۃ تعلّموا و

واضح ہو چکا ہے اور عُذر مُنقطع ہو چکا ہے اور اللہ عز وجل پر کوئی حجت (باقی) نہیں (رہی)، یاد رکھو ہر ایک راعی کو اپنی رعیت کے بارے میں سب سے زیادہ جس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ان کے اُن وظائف دین کی ادائیگی پر نظر رکھے جو اُن پر اللہ کا حق ہے جس کی جانب اللہ نے اُن کو ہدایت کی اور ہمارے اُوپر یہ بات ضروری ہے کہ ہم تم کو اس بات کا حکم دیں جس کا حکم اپنی طاعت کے بارے میں تم کو اللہ نے دیا ہے اور ان کاموں سے تم کو منع کریں جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو روکا ہے یعنی اس کی نافرمانی سے اور یہ کہ ہم اللہ کے حکم کو قائم کریں قریب کے لوگوں میں بھی اور دور رہنے والوں میں بھی اور کوئی رعایت نہ کریں ایسے شخص کی جو حق سے ہٹنے لگے تاکہ جو نہیں جانتا وہ جان جائے اور کوتاہیاں کرنے والا نصیحت پکڑے اور اتباع کرنے والا اتباع کرے اور میں جانتا ہوں سب سے زیادہ قوت کے ساتھ جو بات لوگوں کے دلوں میں جگہ پکڑے ہوئے ہے اور جس کو وہ کہتے بھی ہیں کہ ہم نماز پڑھنے والوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور مجاہدین کے ساتھ مل کر جہاد کرتے ہیں (نجات کے لئے یہ کافی ہے) یاد رکھو کہ ایمان تمنا قائم کر لینے سے (مثمر) نہیں بنتا، اُس کا مدار تو حقائق پر ہے۔ جو شخص فرائض پر قائم ہوا اور اس نے اپنی نیت کو بھی ٹھیک کر لیا اور اللہ سے تقویٰ اختیار کیا تو تم میں وہ نجات پانے والا ہے۔ اور جو کوشش میں بڑھے گا وہ اللہ کے پاس زیادہ (نعمتیں) پائے گا اور درحقیقت مجاہدین تو صرف وہی ہیں جنہوں نے اپنی خواہشوں سے جہاد (یعنی ان سے مقابلہ) کیا۔ اور جہاد ہے حرام چیزوں سے پرہیز کرنا یاد رکھو یہ بڑا کام ہے (جس کا اہتمام رکھنا چاہیئے) اور ایسی قومیں بھی جہاد کرنے والی ہیں جو اجر کے سوا کسی اور چیز کی نیت نہیں رکھتے۔ اور اللہ تعالیٰ تم سے تھوڑے

ولا تعجزوا فانه من عجز تكلف و
ان شرار الامور محدثاتها و ان
الاقتصاد في السنة خير من الاجتهاد
في الضلالة فافهموا ما توعظون به
فان الحريب من حرب دينه و
ان السعيد من وعظ بغيره وعليكم
بالسمع والطاعة فان الله قضى لهما
بالعزة واياكم والتفرق والمعصية
فان الله قضى لهما بالذلة اقول قولي
هذا واستغفر الله العظيم لي و
لكم - المحب الطبري عن سالم بن عبد الله
ابن عمر قال كان عمر اذا نهى الناس
عن امر دعا اهله فقال اني نهيت
الناس عن كذا وكذا وانما ينظر
الناس اليكم نظر الطير اللحم فان
وقعتم وقع الناس وان هبتم هاب
الناس وايم الله لا يقع احد منكم
في شيء نهيت الناس عنه الا
اضعفت له العقوبة لمكانه مني -
المحب الطبري عن المسور بن مخرمة
قال كنا نلزم عمر نتعلم منه الورع
الغزالي سأل عمر ان اخ كان آخاه
فخرج الى الشام فسأل عنه بعض

کام پر راضی ہو جاتے ہیں اور تھوڑے سے کام پر بڑا اجر عطا فرما دیتے ہیں۔ وظائف (یعنی عبادات کو اس کے اوقاتِ معینہ پر ادا کرنے) کی پابندی رکھو وظائف کی پابندی رکھو۔ ان کو ادا کرتے رہو وہ تم کو جنت میں پہنچائیں گے۔ سُنّت کی پابندی کرو سُنّت کی پابندی کرو اس کو لازم کر لو یہ تم کو بدعت سے بچائے گی (کتاب اللہ کو) سیکھو اور عاجز نہ ہو۔ کیونکہ جو (سیکھنے سے) عاجز رہے گا وہ (تفسیر میں) یا استخراج مسائل میں تکلف کرے گا (یعنی اپنی رائے سے تفسیر یا استخراج مسائل کریگا) اور بدترین کام وہ ہیں جو (دین میں اپنی طرف سے) پیدا کر لئے گئے ہوں۔ سُنّت پر میانہ روی بہتر ہے گمراہی میں جد وجہد کرنے سے۔ جو نصیحت تم کو کی جارہی ہے اُس کو سمجھو کیونکہ پرکھنے والا وہ ہے جس نے اپنے دین کو پرکھا اور سعید وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑے اور تم پر لازم ہے سُننا اور ماننا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں (صفات) کے لئے عزت کا فیصلہ کر دیا (قالوا سمعنا و اطعنا الخ کی طرف اشارہ ہے) اور خبردار متفرق اور نافرمان ہونے سے بچنا کہ ان دونوں (صفات) کے لئے اللہ تعالیٰ نے ذلت کا فیصلہ کر دیا (ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم کی طرف اشارہ ہے) میں یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے جو بڑی عظمت والا ہے اپنے اور تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں
محب طبری، سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ جب لوگوں کو کسی کام سے منع کیا کرتے تھے تو اپنے گھر والوں کو بلا کر فرماتے کہ میں نے لوگوں کو ایسی اور ایسی باتوں سے منع کیا ہے اور لوگ تمہاری طرف اس طرح دیکھتے ہیں جیسے پرندے گوشت کو دیکھتے ہیں تو اگر تم (بُرائی میں) گرے تو لوگ بھی گریں گے اور اگر تم ڈرے (بُرائی میں گرنے سے) تو لوگ بھی ڈریں گے۔ اور یقینی بات یہ ہے کہ میں نے جس چیز سے لوگوں کو روکا اور تم میں سے کوئی اس میں جا گرا تو اس کے خاص مقام کی بنا پر واللہ میں اُس کو دُگنی سزا دوں گا۔ محب طبری، مسور بن مخرمہ سے۔ کہا کہ ہم عمرؓ سے لگے رہتے تھے تا کہ اُن سے پرہیزگاری

من قدم عليه فقال ما فعل اخي فقال ذلك اخ الشيطان قال مه قال انه قارف الكبائر حتى وقع في الخمر فقال اذا اردت الخروج فاذني فكتب اليه عند خروجه بسم الله الرحمن الرحيم تنزيل الكتاب من الله العزيز العليم غافر الذنب وقابل التوب الآية ثم عاتبه تحت ذلك وعذله فلما قرأ الكتاب بكى وقال صدق الله ونصح عمر فتاب ورجع

الفصل السابع في بقاء سلسلة الصحبة الصوفية المبتدأة من النبي صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا بواسطة امير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه ولنذكر ههنا سلسلة اهل العراق فانهم اكثر المسلمين اعتناء بسلسلة الصحبة الصوفية ولنقدم ههنا نكتة لابد من استحضارها وهي ان الناس في زمن الصحابة والتابعين واتباعهم لم يكن ارتباط التلامذة بمشائخهم بالبيعة ولا بالخرقة انما كان ذلك بالصحبة وما كانوا يقتصرون على شيخ واحد ولا سلسلة واحدة بل كان كل واحد منهم يصحب مشائخ كثيرة ويرتبط

سیکھیں۔ عزآلی، عمرؓ نے اپنے ایک بھائی کا حال دریافت کیا جس کو بھائی بنا رکھا تھا اور وہ شام کی طرف چلا گیا تھا۔ تو بعض لوگوں سے جو اُن کے پاس آتے تھے اس کا حال پوچھا کہ میرے بھائی نے کیا (شغل اختیار) کیا تو اس نے کہا کہ وہ (آپ کا بھائی نہیں بلکہ) شیطان کا بھائی ہے۔ فرمایا کیا بات ہے اس نے کہا کہ وہ تو کبائر کا مرتکب ہوگیا یہاں تک کہ شراب میں بھی مبتلا ہے آپ نے فرمایا جب تمہارا یہاں سے جانے کا ارادہ ہو تو مجھے مطلع کر دینا تو جب وہ روانہ ہونے لگا تو اس کے نام یہ تحریر لکھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل الکتاب الخ (۴۰: ۱: ۲: ۳) یہ کتاب اُتاری گئی اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے گناہ کا بخشنے والا ہے توبہ کا قبول کرنے والا ہے سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اُسی کے پاس سب کو جانا ہے۔ پھر اس کے تحت اس پر عتاب کیا اور ملامت کی۔ تو جب اس نے وہ خط پڑھا تو رو دیا اور بولا کہ اللہ نے سچ فرمایا اور عمرؓ نے خیر خواہی کی۔ پھر توبہ کی اور (سابق حال کی طرف) لوٹ گیا۔

ساتویں فصل اصحاب صوفیہ کے سلسلہ کے باقی رہنے کے بیان میں جو شروع ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمارے آج کے دن تک بواسطہ امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ہم اس سلسلہ میں اہل عراق کے سلسلہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں کہ اصحاب صوفیہ کے سلسلہ میں ان کی طرف مسلمان بکثرت رجوع کر رہے ہیں۔ اور اس موقع پر پہلے ہم ایک نکتہ بیان کرتے ہیں جس کا دھیان بھی رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں شاگردوں کا ارتباط اپنے مشائخ کے ساتھ بیعت کے ساتھ نہیں ہوتا تھا اور نہ خرقہ کے ساتھ۔ یہ ارتباط صحبت سے ہوتا تھا اور اس زمانہ میں لوگ صرف ایک ہی شیخ اور ایک ہی سلسلہ پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ ہر ایک ان میں سے بہت سے مشائخ کی صحبت میں بیٹھتا تھا اور بہت سے سلسلوں کے ساتھ مرتبط

بسلاسلَ متعددةٍ فلا تكادُ سلاسلهم
ترتقي الى واحدٍ بعينه من الصحابة
الا ان يخصَّ سلسلةً بالاعتناء من جهة
اعترافهم بأثر صحبة واحدٍ منهم في نفوسهم
او شهرتهم بانهم اصحابُ فلانٍ بحيث
يصير ذلك كالسمة لهم او طولِ صحبتهم
مع واحدٍ منهم اخبرني شيخنا ابوطاهر
عن الشيخ حسن العجمي المكي قال سألتُ
شيخي شيخ عيسى المغربي فقلتُ له يكون
للطالب شيخٌ ياخذ منه فهل له ان يدخُلَ
على شيخٍ آخر قال الابُ واحدٌ والاعمام
شتّى واذا تمهدت هذه النكتةُ فاعلم
ان عبدَ الله بن مسعود من كبار الصحابة و
من بشّره النبيُّ صلى الله عليه وسلم
ببشاراتٍ عظيمة واستخلفه من امته بعدَه
في قراءة القرآن والفقه والموعظة
وكان من اكرم الصحابة بصحبة النبي صلى
الله عليه وسلم وخدمته وكان يُعرف في
الصحابة بصاحب السواد وصاحب السّواكِ
والمطهرة وشهد له رسولُ الله صلّى الله
عليه وسلم بالجنة فيما رواه ابن عبدالبر من
طريق سفيان الثوري في حديثِ العشرة
المبشرة وقال خذوا القرآنَ من اربعةٍ

ہوتا تھا۔ پھر یہ ان کے سلسلے اُوپر چڑھتے ہوئے صحابہ میں سے کسی معیّن صحابی تک پہنچ جاتے تھے الا یہ کہ ان میں سے کسی ایک صحابی کے ساتھ زیادہ رغبت پیدا ہو جائے لوگوں کے نفوس پر اس کے اثر صحبت کے اعتراف کی بناء پر یا اس شہرت کی بناء پر کہ یہ فلاں (بلند مرتبہ صحابی) کے اصحاب میں سے ہیں اور یہ بات اُن کی صفتِ ممیّزہ کی مانند ہو جائے، یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اُن کی دراز صحبت کی بناء پر۔ مجھ کو ہمارے شیخ ابوطاہر نے خبر دی شیخ حسن عجمی مکّی سے اُنہوں نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ شیخ عیسٰی مغربی سے سوال کیا۔ میں نے اُن سے کہا کہ طالب کے لئے ایک شیخ ہوتا ہے جس سے وہ (طریقۂ وصول الی اللہ) اخذ کرتا ہے، تو کیا اُس کو یہ اجازت ہے کہ وہ کسی دوسرے شیخ کی صحبت میں بھی جائے تو انہوں نے فرمایا کہ باپ ایک ہوتا ہے اور چچا بہت سے ہو سکتے ہیں اور جب یہ نکتہ واضح کیا جا چکا تو جان لو کہ عبداللہ بن مسعود بزرگانِ صحابہ میں سے ہیں اور وہ ہیں جن کو نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی بشارات دی ہیں اور اپنے بعد اُن کو اپنی اُمّت پر اپنا قائم مقام بنایا ہے قراءتِ قرآن اور فقہ اور وعظ کہنے میں اور وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور خدمت کی بناء پر بزرگترین صحابہ میں سے تھے اور صحابہ کے درمیان صاحب السواد (دیکھنے والے) اور صاحب السواک والمطہرہ (مسواک اور لوٹے والے) کے خطاب سے مشہور تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے جنّت کی شہادت دی اس روایت میں جس کو ابن عبدالبر نے سفیان ثوری کے واسطہ سے عشرہ مبشرہ کی حدیث میں ذکر کیا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ قرآن کو چار سے حاصل کرو ابن اُم عبد (یعنی ابن مسعود) سے، ان کے نام سے آپ نے ابتداء کی پھر دوسرے حضرات کا ذکر کیا اور آپ نے فرمایا کہ حجت قرار دو ابن اُم عبد کے عہد کو (یعنی جو شریعت

من ابن أم عبد فبدأ به ثم ذكر آخرين وقال تمسكوا بعهد ابن أم عبد وقال رضيت لكم ما رضيه ابن أم عبد وسخطت لكم ما سخط ابن أم عبد وقال له أنت من أهل هذه الآية لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا رواه الترمذي وشهد له حذيفة فيما روى أبو عمر عن عبد الرحمن بن يزيد قال قلنا لحذيفة أخبرنا برجل قريب السمت والهدي والدل من رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى نلزمه فقال ما أعلم أحداً أقرب سمتاً ولا هدياً ولا دلاً من رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يواريه جدار بيته من ابن أم عبد وشهد له عمر في كتابه إلى أهل الكوفة حيث كتب إليهم إني بعثت إليكم بعمار أميراً وعبد الله بن مسعود معلماً ووزيراً وهما من النجباء من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من أهل بدر فاقتدوا بهما واسمعوا من قولهما وقد آثرتكم بعبد الله على نفسي وقال عمر فيه كنيف ملئ علماً

کی باتیں وہ بتائیں) اور آپ نے فرمایا کہ تمھارے لئے جو بات ابن اُمِّ عبد پسند کرے میں بھی اس کو پسند کرتا ہوں اور جس بات کو تمھارے لئے ابن اُمِّ عبد ناپسند کرے میں بھی اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور اُن سے آپؐ نے فرمایا کہ تم اس آیت کے اہل ہو لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا الخ (۵:۹۳) ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو کھاتے پیتے ہوں جب کہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتے ہیں اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ان کے حق میں حُذیفہ نے شہادت دی اُس حدیث میں جس کو ابوعمر نے روایت کیا عبد الرحمٰن بن یزید سے۔ کہا کہ ہم نے حُذیفہ سے سوال کیا کہ ہم کو کسی ایسے شخص کی خبر دیجئے جو وضع قطع اور چال ڈھال وشکل وشمائل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہو تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کسی ایسے شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضع قطع وچال ڈھال اور شکل وشمائل میں آپؐ کے گھر کی دیواروں کے اپنے اندر آپؐ کو چھپا لینے تک ابن اُمِّ عبد سے قریب ہو۔ اور اُن کے حق میں عمرؓ نے اپنے اُس خط میں شہادت دی جو انہوں نے اہل کوفہ کے نام لکھا تھا کہ میں نے تمھارے پاس عمّار کو امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے اور وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگان اصحابِ بدر میں سے ہیں تو تم اُن دونوں کی اقتداء کرو اور ان دونوں کی باتیں سنو اور میں نے اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے عبد اللہ بن مسعود کو بھیج کر۔ اور عمرؓ نے ان کے بارے میں کہا کہ وہ علم سے بھرا ہوا تھیلا ہے۔ ان کے علاوہ ان کے اتنے مناقب ہیں

الی غیر ذلک من مناقب لا تحصی وہو مع ذلک صحب امیر المومنین عمر بن الخطاب وشہد بتأثیر صحبتہ فی نفسہ ابو عمر قال ابن مسعود لو وُضِعَ علم احیاء العرب فی کفۃِ میزانٍ و وُضِعَ علم عمر فی کفۃ لرَجَحَ علمُ عمر ولقد کانوا یرونَ انہ ذہبَ بتسعۃِ اعشار العلم ولمجلسٌ کنتُ اجلسہ من عمر اوثقُ فی نفسی من عمل سنۃٍ وہو القائلُ لو سلکَ الناسُ وادیاً و سلک عمر شعبًا لسلکتُ شعبَ عمر ابو عمر لما ماتَ عتبۃُ بن مسعود بکیٰ علیہ اخوہ عبداللہ فقیل لہ اتبکی فقال نعم اخی فی النسب وصاحبی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واحبّ الناس الیّ الا ماکان من عمر بن الخطاب ولعبد اللہ ابن مسعود اصحابٌ یُعرفون باصحاب عبد اللہ بن مسعود لیس لہم سِمَۃٌ الا ہذا اصحبوہ طویلاً وَاَجلّوہ جمیلاً واَثنوا علیہ جزیلاً منہم علقمۃُ بن قیس والاسودُ بن یزید النخعی وعمرو بن میمون الاودی وربیع بن خیثم

کہ ان کا احصاء نہیں کیا جاسکتا۔ اور عبد اللہ بن مسعود ان مناقب کے باوجود امیر المومنین عمر بن الخطاب کی صحبت میں رہے اور اپنے نفس میں ان کی صحبت کی تاثیر کی شہادت دیتے رہے ابو عمر، کہا ابن مسعودؓ نے کہ اگر عرب کے تمام قبیلوں کا علم ترازو کے ایک پلے میں رکھا جائے اور عمرؓ کا علم دوسرے پلے میں رکھا جائے تو عمرؓ کا علم بھاری نکلے گا۔ اور اصحابؓ یہ رائے رکھتے تھے کہ عمر دس میں سے نو حصہ علم ساتھ لے گئے اور (ابن مسعود کا قول ہے کہ) عمر کی ایک مجلس تھی جس میں کہ میں بیٹھتا رہا جو میرے نفس میں ایک سال کے عمل سے زیادہ وثوق (استقامت) پیدا کرنے والی تھی اور وہی اس قول کے قائل ہیں کہ اگر سب لوگ کسی وادی میں چلیں اور عمر کسی اور گھاٹی میں سے جائیں تو میں عمر کی گھاٹی سے چلوں گا۔ ابو عمر، جب عتبہ بن مسعود کا انتقال ہوا تو ان پر ان کے بھائی عبد اللہ بن مسعودؓ روئے تو ان سے کہا گیا کہ کیا تم روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہاں وہ نسب میں میرا بھائی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں میرا ساتھی تھا اور لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھا بجز اس محبت کے جو عمر بن الخطاب سے تھی۔ اور عبد اللہ بن مسعود کے کچھ اصحاب ہیں جو عبد اللہ بن مسعود کے اصحاب کے نام سے مشہور ہیں ان کے لئے بجز اس کے اور کوئی ممیّز خطاب نہیں وہ زمانہ دراز تک ان کے ہم صحبت رہے اور خوبی کے ساتھ ان کی بڑائی کا اظہار کرتے اور ان کی عظمت شان کی تعریف کرتے رہے۔ ان میں سے علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید النخعی اور عمرو بن میمون اودی اور ربیع بن خیثم تھے۔ اور ان حضرات کے بھی اصحاب تھے جو مشہور و معروف تھے ان کا بھی بجز اصحاب عبد اللہ کے کوئی ممیّز خطاب نہ تھا۔ ان

وہٰؤلاء اصحابٌ یعرفون لیس لہم سمۃ الا اصحابُ عبداللّٰہ منہم ابراہیم النخعی وابو اسحٰق السّبیعی والاعمش ومنصورٌ صَحِبَہم سفیانُ الثوری طویلاً واخذ عنہم جزیلاً وکذٰلک فضیل بن عیاض وصَحِبَ سفیانَ الثوری جماعۃٌ منہم داؤدِ بن نصر الطائی وابراہیم بن ادہم البلخی صحب داؤد الطائیَّ معروفٌ صحبہ السّری السقطی صحبہ جنید البغدادی وسلسلتہ اشہر من ان یحتاج الی بیان ولنذکر بعض ماتیسر لنا من زُہدیات عبداللّٰہ واصحابہ وسیرتہ وسِیَرہم وکراماتہم اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ حِکَم عبداللّٰہ ومواعظَہ منہا ہذہ التی نذکرہا بحسب المرء من العلم ان یخافَ اللّٰہَ وبحسبہ من الجہل ان یُعجِب بعملہ وقال من اراد الآخرۃَ اَضَرَّ بالدنیا ومن اراد الدنیا اَضَرَّ بالآخرۃ یاقوم فاَضِرّوا بالفانی للباقی۔ وقال من استطاع منکم ان یجعل کنزَہ فی السماء حیث لا یأکلہ السوسُ ولا ینالہ السَّرَقُ

میں سے ابراہیم نخعی اور ابو اسحٰق سَبیعی اور اعمش اور منصور تھے جن کی صحبت میں سفیان ثوری طویل عرصہ تک رہے اور اُن سے بڑا حصہ حاصل کیا اور یہی حال فضیل بن عیاض کا تھا۔ اور سفیان ثوری کی صحبت میں ایک جماعت رہی اُن میں سے داؤد بن نصر طائی تھے اور ابراہیم بن آدہم البلخی۔ داؤد طائی کی صحبت میں معروف کرخی، اور ان کی صحبت میں رہے سری سقطی اور ان کی صحبت میں رہے جنید بغدادی اور اُن کا سلسلہ اتنا مشہور ہے کہ بیان کی حاجت نہیں۔ اور اب ہم بیان کرنا چاہتے ہیں عبداللّٰہ بن مسعودؓ اور ان کے اصحاب کی بعض زہد کی باتیں اور ان کی سیرت اور حالات وکرامات جو ہم کو دستیاب ہوئیں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن مسعود کے حکم ومواعظ کی روایات نقل کی ہیں اُن میں سے بعض کو ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔

زہدیات عبداللّٰہ بن مسعودؓ

انسان کو اتنا علم کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہے اور اتنا جہل (جاہل کہلانے کے لئے) کافی ہے کہ وہ اپنے عمل پر اِترانے لگے اور فرمایا کہ جو آخرت کا ارادہ کرے گا وہ دنیا کو نقصان پہنچائے گا اور جو دنیا کا ارادہ کرے گا وہ آخرت کو نقصان پہنچائے گا۔ اے قوم تم ہمیشہ رہنے والی چیز کے لئے فنا ہونے والی چیز کو نقصان پہنچا دو۔ اور فرمایا کہ جو شخص تم میں یہ استطاعت رکھتا ہو کہ اپنا خزانہ آسمان میں محفوظ کر دے جہاں نہ اُس کو کیڑا کھا سکے اور نہ وہاں چوری پہنچ سکے تو چاہئے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ آدمی کا دل اپنے خزانہ میں لگا رہتا ہے۔ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا میں تجھ کو اللہ سے تقوے کی

عہ یعنی دنیا سے متنفر کرنے والے ارشادات اور اعمال ۱۲

فلیفعل فان قلبَ الرجل مع کنزہ اوصٰی ابنہٗ عبدالرحمٰن فقال اوصیک بتقوی اللہ ولیسعکَ بیتُک واَملِکْ علیکَ لسانکَ و ابکِ علی خطیئتِک و قال لوددتُ انی اعلم ان اللہ غفرلی ذنباً من ذنوبی وانی لا اُبالی ایَّ ولدِ آدمَ ولدنی وقال ان الجنۃ حفَّت بالمکارہ و ان النارَ حُفّت بالشہوات فمن اطلع واَقَعَ ماوراءَہ و قال مثل المُحقَّراتِ منَ الاعمالِ مثل قومٍ نزلوا منزلاً لیس بہ حَطَبٌ و معہم لحم فلم یزالوا یلقُطُونَ حتی یَجمَعُوا ما اَنضَجُوا بہ لحمَہم وقال لا تُعجَبُوا بحمدِ الناس ولا بذمّہم فان الرجل یُعجبک الیومَ ویسوءُکَ غداً ویسوءُک الیومَ ویُعجبک غداً و ان العبادَ یُغیّرونَ واللہُ یغفر الذنوبَ یومَ القیامۃ و اللہ ارحمُ لعبادہ یومَ تأتیہ من اُمٍّ واحدٍ فرَشَتْ لہ فی اَرضٍ قِیٍّ ثم قامت تلتمسُ فراشَہ بیدہا فانکانت لَدغۃٌ کانت بہا وان کانت شوکۃٌ کانت بہا وقال وددتُ انی من الدنیا فرد کالغادِی الرائح وقال کفے

وصیّت کرتا ہوں اور چاہیئے کہ اپنے گھر کے اندر ہی رہو (یعنی اہلِ دنیا سے مجالست کے لئے کہیں نہ جاؤ) اور اپنی زبان پر قابو رکھو اور اپنی خطاؤں پر رویا کرو۔ اور فرمایا کہ مجھے یہ پسند ہے کہ میں یہ جان لوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے گناہوں میں سے ایک گناہ کو بخش دیا اور میں اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ میں آدم کے کس بیٹے کی اولاد ہوں[ع۵] اور فرمایا کہ جنّت پر پردے ڈال دیئے گئے نفس پر بھاری گذرنے والی چیزوں کے اور دوزخ پر پردے ڈال دیئے گئے ہیں نفسانی خواہشوں کے تو جو شخص جس پردہ میں جھانکے گا اُس کے پیچھے کی چیز میں جا پڑے گا۔ اور فرمایا کہ اعمال میں سے چھوٹے چھوٹے عملوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک قوم (سفر میں) کسی منزل پر اُتری جہاں ایندھن نہیں اور اُن کے پاس گوشت موجود ہے تو چھوٹے تنکے ہی جمع کرنا شروع کردیں گے کہ اُن سے اپنا گوشت پکا لیں۔ اور فرمایا کہ لوگوں کے مدح کرنے سے اثر نہ قبول کرو اور نہ بُرائیاں کرنے سے، کیونکہ ایک شخص آج تمھیں پسند کرتا ہے دراں حالیکہ وہی کل تمھیں بُرا سمجھنے لگتا ہے اور آج تمھیں بُرا سمجھتا ہے اور کل وہی تمھیں پسند کرنے لگتا ہے اور بندے (اپنی رائے) بدلتے رہتے ہیں۔ اور اللہ قیامت کے دن گناہوں کو معاف کردے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر جب وہ اس کی طرف رجوع ہوتے ہیں کسی شخص کی ماں سے بھی زیادہ مہربان ہے جو اس کے لئے سایہ دار زمین پر بچھونا بچھاتی ہے پھر کھڑی ہوکر اس پر ہاتھ پھیر کر دیکھتی ہے کہ اگر کوئی کاٹنے والا جانور ہو تو اس کے کاٹے اور اگر کوئی کانٹا ہو تو اس کے چُبھے۔ اور فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ دنیا سے صرف ایسا تعلق رکھوں جیسا صبح کے سفر کرنے والے سوار کا یا شام کو سفر کرنے والے کا عارضی

ع۵ بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامی [illegible]

بخشیتہ اللہ علماً وکفیٰ بالاغترار بہ جہلاً
وقال والذی لا الٰہ غیرہ ما اصبح عند
آل عبد اللہ شئ یرجون ان یعطیہم
اللہ بہ خیراً او یدفع عنہم سوء ا الا ان
اللہ قد علم ان عبد اللہ لا یشرک بہ شیئاً
وقال والذی لا الٰہ غیرہ ما یضر عبداً یصبح
علی الاسلام ویمسی علیہ ماذا اصابہ فی
الدنیا فرحن اصحاب ابن مسعود البرد
فجعل الرجل یستحی ان یجئ فی الثوب
الدون او الکساء الدون فاصبح ابو
عبد الرحمن فی عباءۃ ثم اصبح فیہا ثم اصبح فی الیوم
الثالث فیہا وقال انی لا اخاف علیکم
فی الخطاء ولکنی اخاف علیکم فی العمد
انی لا اخاف علیکم ان تستقلوا اعمالکم
ولکنی اخاف علیکم ان تستکثروہا و
قال دعوا الحکاکات فانہا الاثم وقال
المؤمن یری ذنبہ کانہ صخرۃ یخاف
ان تقع علیہ والمنافق یری ذنبہ کذباب
وقع علی انفہ فطار فذہب وقال قولوا
خیراً تعرفوا بہ واعملوا بہ تکونوا من
اہلہ ولا تکونوا عجلاً مذاییع بذراً وقال
لو وقفت بین الجنۃ والنار فقیل لی
نخیرک من ایہما تکون احب الیک

جائے قیام سے) ہوتا ہے اور فرمایا کہ اللہ کے خوف (کا پایا جانا ثبوت) علم کے لئے کافی ہے اور اس سے دھوکے میں رہنا جہل کے لئے۔ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کسی صبح کو عبد اللہ کی اولاد کے پاس کوئی ایسی چیز (یعنی درہم، دینار وغیرہ) نہیں ہوئی جس سے وہ یہ اُمید کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے ان کو کوئی خیر (یعنی رزق وغیرہ) عطا کرے گا یا کسی تکلیف کو دور کرے گا (یعنی ہمیشہ اللہ ہی کی ذات پر توکل رہا ہے) بجز اس کے کہ اللہ جانتا ہے کہ عبد اللہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا (یعنی درہم و دینار کو حاجت روا نہیں سمجھتا)۔ اور فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ایسے بندے کو جس کی صبح وشام اسلام پر آئے کوئی دنیاوی مصیبت مضرّت نہ پہنچائے گی۔ ابن مسعود کے اصحاب نے چادر اوڑھنا ضروری بنا لیا تھا تو ہر شخص اس سے شرمانے لگا کہ صرف نیچے کے کپڑے میں آئے یا (راوی نے یہ کہا کہ) نیچے کے جوڑے میں آئے تو ابو عبد الرحمٰن (یعنی عبد اللہ بن مسعودؓ) صبح کو صرف عباء پہن کر آئے، پھر دوسری صبح کو صرف عباء میں آئے پھر تیسرے دن بھی اسی میں آئے۔ اور فرمایا کہ مجھے تم پر اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ تم خطاء میں مبتلا ہو جاؤ لیکن تمہارے حق میں قصداً مرتکب ہونے سے ڈرتا ہوں مجھے تم پر اس بات کا خوف نہیں کہ تم اپنے اعمال میں کمی کی طرف رغبت کرنے لگو لیکن مجھے ڈر اس بات کا ہے کہ تم اسکو بہت نہ سمجھنے لگو۔ فرمایا خلش پیدا کرنے والوں (یعنی وساوس) کو چھوڑو کہ وہ گناہ ہیں (ان بعض الظن اثم) اور فرمایا کہ مومن اپنے گناہ کو ایسا دیکھتا ہے کہ گویا وہ پتھر کی چٹان ہے جس کے سر پر آپڑنے کا ڈر لگ رہا ہو اور منافق اپنے گناہ کو مثل مکھی کے سمجھتا ہے جو اس کی ناک پر آ بیٹھے پھر اُڑے اور چل دے۔ اور فرمایا کہ تم خیر کہو، خیر سے پہچانے جاؤ گے اور خیر پر عمل کرو، اہل خیر میں سے ہو گے اور جلد باز برائی کی اشاعت کرنے والے بھانڈا پھوڑ نہ بنو۔ اور فرمایا کہ اگر

او نکون رماداً لأخترت ان اکون رماداً وقال لا تفترقوا فتهلکوا وقال وددت انی صولحت علی تسع سیئات وحسنۃ وقال المؤمن مألف ولا خیر فیمن لا یألف و لا یؤلف وقال ان اللہ یعطی الدنیا من یحب ومن لا یحب ولا یعطی الایمان الا من یحب فاذا احب اللہ عبداً اعطاہ الایمان وقال یعرض الناس یوم القیامۃ علی ثلثۃ دواوین دیوان فیہ الحسنات ودیوان فیہ النعیم ودیوان فیہ السیئات فیقابل بدیوان الحسنات دیوان النعیم فیستفرغ النعیم الحسنات وتبقی السیئات مشیتھا الی اللہ تعالیٰ ان شاء اللہ عذب وان شاء غفر وقال تعلموا تعلموا فاذا علمتم تعملوا وقال لا یشبہ الزی الزی حتی تشبہ القلوب القلوب وقال ان من رأس التواضع ان ترضیٰ بالدون من شرف المجلس وان تبدأ بالسلام من لقیت وقال انتم اکثر صیاماً واکثر صلوٰۃ واکثر جہاداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہم کانوا خیراً منکم قالوا لم یا ابا عبد الرحمن قال کانوا ازہد فی

مجھے جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے پھر مجھ سے کہا جائے کہ ہم تجھے اختیار دیتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جو تجھے پسند ہو اس میں بھیجا جائے یا راکھ بنا دیا جائے تو میں اس کو اختیار کروں گا کہ راکھ ہو جاؤں اور فرماتے کہ عبادت میں کوشش سے رکومت کہ ہلاک ہو جاؤ گے اور فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ مجھ سے مصالحت کر لی جائے نو برائیوں اور ایک حسنہ پر اور فرمایا کہ مومن اُلفت کا ظرف ہے اُس میں کوئی خیر نہیں جو اُلفت نہ کرے اور نہ کوئی اس سے اُلفت کرے۔ اور فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ دنیا اس کو بھی دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اُس کو بھی جس سے محبت نہیں کرتا اور ایمان نہیں دیتا مگر اس شخص کو جس سے محبت کرتا ہے تو جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے اس کو ایمان عطا کر دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگ تین دفاتر اعمال پر پیش کئے جائیں گے۔ ایک دفتر ہوگا جس میں نیکیاں ہوں گی اور ایک دفتر دنیوی آسائش کا ہوگا اور ایک دفتر ہوگا جس میں بدیاں ہوں گی۔ پھر نیکیوں کے دفتر کا مقابلہ دنیوی آسائشوں کے دفتر سے کیا جائے گا تو دنیوی آسائشیں نیکیوں کا دفتر خالی کر دیں گی اور بدیاں باقی رہ جائیں گی ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کی طرف راجع ہوگا اگر اللہ تعالیٰ چاہے عذاب دے چاہے مغفرت کر دے اور فرمایا کہ علم حاصل کرو جب علم حاصل ہوگا تو عمل کرو گے اور فرمایا کہ ایک ہیئت دوسری ہیئت کے مشابہ نہیں ہوتی تو قلوب قلوب کے مشابہ کیسے ہوں۔ اور فرمایا کہ تواضع کا اوّل سرا یہ ہے کہ مجلس کے صدر مقام سے نیچے کی جگہ پر راضی ہو اور جس سے ملے اسلام کی ابتداء خود کرے اور فرمایا کہ تم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہ نسبت زیادہ روزے رکھنے والے اور زیادہ نماز پڑھنے والے اور زیادہ جہاد کرنے والے ہو لیکن وہ تم سے افضل تھے۔ لوگوں نے کہا اے ابو عبد الرحمن اس کی کیا وجہ تو فرمایا کہ وہ دنیا سے بہت کنارہ کش اور آخرت کی طرف بہت راغب تھے۔ اور

الدنیا و ارغب فی الآخرۃ وقال
انما ہذہ القلوب اوعیۃ فاشغلوہا
بالقرآن ولا تشغلوہا بغیرہ وکان
یقول فی خطبتہ ان اصدق الحدیث
کلام اللہ و اوثق العری کلمۃ التقوی
وخیر الملل ملۃ ابراہیم واحسن القصص
ہذا القرآن واحسن السنن سنۃ
محمد واشرف الحدیث ذکر اللہ
وخیر الامور عزائمہا وشر الامور محدثاتہا
واحسن الہدی ہدی الانبیاء و
اشرف الموت قتل الشہداء واعمی
الضلالۃ الضلالۃ بعد الہدی وخیر العلم
ما نفع وخیر الہدی ما اتبع وشر العمی
عمی القلب والید العلیا خیر من
الید السفلی وما قل وکفی خیر مما
کثر و الہی ونفس تنجیہا خیر من امارۃ
لا تحصیہا وشر العزلۃ عند حضرۃ الموت
وشر الندامۃ ندامۃ یوم القیامۃ ومن
الناس من لا یاتی الصلوۃ الا
دبریا ومن الناس من لا یذکر اللہ
الا مہاجرا واعظم الخطایا اللسان
الکذوب وخیر الغنی غنی النفس وخیر
الزاد التقوی وراس الحکمۃ مخافۃ اللہ

فرمایا کہ یہ قلوب ظروف ہیں ان کو صرف قرآن سے بھرو دوسری چیزوں میں
مشغول نہ کرو۔ اور اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہ سب سے زیادہ سچی
بات اللہ کا کلام ہے اور سب سے زیادہ مضبوط کنڈا کلمۂ تقوٰی ہے اور
تمام ملتوں سے افضل ملت ابراہیم ہے اور تمام قصوں سے زیادہ حسین
یہ قرآن ہے اور تمام سنتوں سے حسین تر سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہے۔ اور سب باتوں سے اشرف اللہ کا ذکر ہے اور بہترین کام عزائم
کے کام ہیں (رخصتوں کے نہیں) اور بدترین کام (دین میں اپنی طرف
سے) بنائے ہوئے کام ہیں۔ اور بہترین وضع انبیاء کی وضع ہے اور سب
سے زیادہ اشرف موت شہداء کا قتل ہونا ہے اور سب سے بدترین
گمراہی وہ گمراہی ہے جو ہدایت کے بعد ہو اور بہترین علم وہ ہے جو نفع
دے اور اچھی وضع وہ ہے جس کا اتباع کیا جائے اور بدتر اندھا
پن دل کا اندھا ہونا ہے اور اوپر والا (سخی کا) ہاتھ نیچے والے (سائل
کے) ہاتھ سے بہتر ہے اور جو (مال) تھوڑا ہو اور کافی ہو بہتر ہے اس
سے جو بہت ہو اور اپنے ساتھ لگالے اور ایک نفس جس کو تو (ہلاکت
سے) نجات دلائے اس امارت سے بہتر ہے جس پر تو قابو نہ پاسکے
اور بری تنہائی موت کی موجودگی کے وقت کی ہے اور بدترین
شرمندگی یوم قیامت کی شرمندگی ہے اور لوگوں میں بعض ایسا
شخص بھی ہوتا ہے جو نماز کے لئے نہیں آتا مگر دیر کرکے اور
لوگوں میں سے بعض ایسا بھی ہوتا ہے جو اللہ کی یاد نہیں کرتا مگر
(دل کو دوسرے شغل میں) چھوڑتے ہوئے۔ تمام خطاؤں سے بڑی
خطا بہت جھوٹ بولنے والی زبان ہے۔ اور بہترین غنٰی نفس کا غنٰی
ہے۔ اور بہترین توشہ تقوٰی ہے اور سب سے بڑی دانشوری
اللہ سے ڈرنا ہے اور دل میں سب سے بہتر جو چیز ڈالی گئی وہ یقین ہے

وخير ما أُلقي في القلب اليقين والريب
من الكفر والنوح من عمل الجاهلية
والغلول من حرّ جهنم والكنز كيٌّ
من النار والشعر مزامير ابليس والخمر
جماع الاثم والنساء حبائل الشيطان
والشباب شعبة من الجنون و
شر المكاسب كسب الربا وشر المآكل
اكل مال اليتيم والسعيد من وعظ
بغيره والشقي من شقي في بطن امه
وانما يكفي احدكم ما قنعت به نفسه
وانما تصير الى موضع اربع ذرع و
الامر بآخره واملك العمل به خواتمه
وشر الرؤيا رؤيا الكذب وكل ما هو آت
قريب وسباب المؤمن فسوق
وقتاله كفر واكل لحمه من معاصي الله
وحرمة ماله كحرمة دمه ومن قال
على الله يكذبه ومن يستغفر يغفر الله
له ومن يعف يعف الله عنه ومن
يكظم الغيظ يأجره الله ومن يصبر على
الرزايا يعقبه الله ومن يعرف البلاء
يصبر عليه ومن لا يعرفه ينكره ومن يستكبر
يضعه الله ومن يتبع السمعة يسمع الله
به ومن ينوي الدنيا تعجزه ومن يطع

اور بے یقینی کفر کے متعلقات میں سے ہے اور نوحہ کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے، اور خیانت جہنم کی آگ میں سے ہے اور کنز (دفینہ) آگ کا داغ ہے اور شعر شیطان کے باجے گاجوں میں سے ہے اور شراب گناہوں کو جمع کرنے والی چیز ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور شباب جنون کا ایک شعبہ ہے اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے اور بدترین کھانا مال یتیم کا کھانا ہے اور اہل سعادت وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر خود نصیحت پکڑے اور اہل شقاوت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت ہوگیا اور تم میں سے ہر ایک کے لئے اتنا ہی کافی ہے جس پر اس کا نفس قناعت کرلے۔ اور لازمی ہے کہ تم کو چار ہاتھ کی جگہ (یعنی قبر) میں پہنچنا ہے اور اصل معاملہ آخرت سے متعلق ہے۔ اور مدار عمل کے اچھے بُرے انجام کا خاتمہ پر ہے اور بدترین خواب جھوٹا خواب ہے اور جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے، اور مومن کو گالی دینا گناہ کی بات ہے اور اس سے قتال کفر ہے اور اس کا گوشت کھانا (یعنی غیبت کرنا) اللہ کی نافرمانیوں میں سے ہے اور اُس کے مال کی حُرمت اُس کے خون کی حُرمت کی مانند ہے اور جو اللہ پر جھوٹ کہے گا اللہ اس کی تکذیب کرے گا۔ اور جو بچنا چاہے گا (حرام سے اور سوال سے) اللہ اس کو بچا لے گا۔ اور جو غصہ کو پی جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو اجر دے گا۔ اور جو مصائب پر صبر کرے گا اُس کا بدل اللہ اس کو دے گا۔ اور جو بلاء (یعنی آزمائش) کو پہچان لے گا اُس پر صبر کرے گا اور جو اُس کو نہیں پہچانے گا اُس کو گوارا نہ کرے گا۔ اور جو تکبر کرے گا اللہ اس کو ذلیل کرے گا۔ اور جو دوسروں کے عیوب لوگوں کو سُنانے کے پیچھے پڑے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب دوسروں کو

الشیطان یعصی اللہ ومن یعصی اللہ یُعذِّبہ
وقال اتقوا اللہ حق تقاتہ وحق تقاتہ
ان یُطاع فلا یُعصٰی وان یُذکر فلا یُنسٰی
وان یشکر فلا یُکفر وایتاء المال علی حبہ
ان تؤتیہ وانت صحیح شحیح تأمل العیش
وتخاف الفقر وفضل صلوٰۃ اللیل علی
صلوٰۃ النہار کفضل صدقۃ السر علی
صدقۃ العلانیۃ وقال لا تنفع الصلوٰۃ
الا من اطاعہا ثم قرأ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی
عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ
اَکْبَرُ فقال عبداللہ ذکر اللہ العبدَ
اکبر من ذکر العبد لربہ وقال کفٰی
بالمرء من الشقاء والخیبۃ ان یبیت و
قد بال الشیطان فی اذنہ فیصبح
ولم یذکر اللہ وقال ما اصبح الیوم احدٌ
من الناس الا وہو ضیفٌ وما لہ
عاریۃٌ فالضیف مرتحل والعاریۃ مؤداۃٌ
وقال موسَّعٌ علیہ فی الدنیا موسع علیہ
فی الآخرۃ مقتورٌ علیہ فی الدنیا مقتورٌ
علیہ فی الآخرۃ مستریحٌ ومستراحٌ منہ
وقال التوبۃ النصوح ان یتوب ثم لا یعود
وقال انی لامقت الرجل ان اراہ
فارغا لیس فیہ شیئٌ من عمل الدنیا

سنوائے گا۔ اور جو دنیا کی نیت کرے گا دنیا اس کو عاجز کرے گی اور جو شیطان کی اطاعت کرے گا اللہ کی نافرمانی کرے گا اور جو اللہ کی نافرمانی کرے گا اللہ اس کو عذاب دے گا اور فرمایا کہ اللہ سے ڈرو جتنا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اس سے ڈرنے کا حق یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اور اس کو یاد کیا جائے کبھی نہ بھلایا جائے اور اس کا شکر کیا جائے اور کبھی ناشکری نہ کی جائے اور ایتاء المال علی حبہ (یعنی اسکی محبت کے باوجود مال دینا)، یہ ہے کہ تو اس حال میں دے کہ صحت مند ہے، مال کا لالچ بھی رکھتا ہے خوش گزران کی امید رکھتا ہے اور محتاجی سے خائف بھی ہے اور رات کی نماز کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہے جیسی چھپا کر صدقہ دینے کی فضیلت اعلانیہ صدقہ دینے پر ہے اور فرمایا کہ نماز نہیں نفع دیتی مگر اس کو جو نماز کی اطاعت کرے پھر پڑھا اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی الخ (۲۹ : ۴۵) "بیشک نماز اپنی وضع کے اعتبار سے بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے" پھر عبداللہ نے کہا کہ یاد کرنا اللہ کا بندے کو بہت بڑا ہے بندے کے اپنے رب کو یاد کرنے سے۔ اور فرمایا کہ ایک شخص کے بدبخت اور محروم بننے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ رات کو سوتا رہے اس حال میں کہ شیطان نے اس کے کان میں پیشاب کر دیا ہو پھر وہ صبح کو اٹھے اور اللہ کا ذکر نہ کرے۔ اور فرمایا کہ لوگوں میں سے ہر شخص کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس پر جب صبح آتی ہے تو وہ مہمان ہوتا ہے اور اس کا مال مانگی ہوئی چیز ہوتی ہے۔ پھر مہمان کوچ کرنے والا ہوگا اور مانگی ہوئی چیز مالک کو واپس دی ہوئی ہو جائے گی۔ اور فرمایا کہ جو شخص دنیا میں لوگوں کو وسعت دینے والا ہوگا اس پر آخرت میں توسع کیا جائے گا اور جو شخص دنیا میں لوگوں پر تنگی کرنے والا ہوگا اس پر آخرت میں تنگی کی جائے گی۔ (دنیا میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک وہ مومن ہے جو دنیا سے گذر کر رنج وتعب سے) راحت حاصل کرنیوالا ہے اور (دوسرا وہ فاجر شخص ہے جس

ولا عمل الآخرة ابو بكر عن مسروق قال أُتِيَ
عبد الله بشراب فقال أعطه علقمة قال
اني صائم ثم قال أعطه الاسود فقال اني
صائم حتى مرّ بكلهم ثم أخذه فشربه ثم
تلا هذه الآية يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ
فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ابو بكر عن ابي
يعلىٰ قال كان الربيع بن خيثم اذا مرّ
بالمجلس يقول قولوا خيرًا وافعلوا خيرًا
ودوموا على صالحة ولا تقسُ قلوبكم
ولا يتطاول عليكم الأمد ولا تكونوا كالذين
قالوا سمعنا وهم لا يسمعون - ابو بكر عن ابي
يعلىٰ قال كان الربيع اذا قيل له كيف
اصبحتَ يقول اصبحنا ضعفاءَ مذنبين
نأكل ارزاقنا وننتظر آجالنا - ابو بكر
عن ابي يعلىٰ عن ربيع قال أُحِبُّ مناشدة
العبد ربّه يقول ربِّ قضيتَ على
نفسك الرحمة قضيتَ على نفسك كذا
وما رأيتُ أحدًا يقول ربِّ قد أدّيتُ
ما عليَّ وأدِّ ما عليك - ابو بكر عن بكر بن
ماعز قال قال الربيع بن خيثم يا بكر أخزن
عليك لسانك الا من مالك ولا عليك
فاني اتّهمتُ الناس على ديني أطع الله
فيما علمتَ وما استوثر به عليك فكله الى

کی موت سے) دوسرے اس سے راحت پائیں۔ اور فرمایا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ توبہ کرکے پھر کبھی اس کام کی طرف نہ لوٹے اور فرمایا کہ میں اس شخص کو برا سمجھتا ہوں جس کو فارغ دیکھتا، دیکھتا ہوں کہ نہ وہ دنیا کے کام میں ہو نہ دین کے کام میں

ابو بکر مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کے سامنے شربت پیش کیا گیا تو فرمایا کہ یہ علقمہ کو دو۔ علقمہ نے کہا کہ میں روزے سے ہوں۔ پھر کہا کہ اسود کو دو تو انہوں نے بھی کہا کہ میں روزے سے ہوں، یہاں تک کہ وہ تمام اصحاب کے پاس پہنچا۔ پھر آپ نے اس کو لے لیا اور پیا، پھر یہ آیت پڑھی یَخَافُوْنَ یَوْمًا (النور ۲۴: ۳۷) "وہ ایسے دن (کی دار وگیر) سے ڈرتے رہتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی"۔

ربیع بن خیثم

ابو بکر، ابو یعلیٰ سے۔ کہا کہ ربیع بن خیثم کا جب کسی مجلس پر گذر ہوتا تو کہتے کہ نیک کلمہ بولو اور نیک کام کرو اور اعمال صالحہ پر مداومت رکھو اور ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل سخت ہو جائیں اور تم پر زمانہ دراز بھی نہ گذرنے پائے اور ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جنہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ ابو بکر، ابو یعلیٰ سے۔ کہا کہ جب ربیع سے کہا جاتا کہ کیونکر صبح گذاری تو کہتے کہ ہم نے اس حال میں صبح کی کہ ہم ضعفاء ہیں گنہگار ہیں اپنا رزق (مقدر) کھا رہے ہیں اور اپنی اپنی موت کا انتظار کر رہے ہیں، ابو بکر، ابو یعلیٰ سے وہ ربیع سے کہا کہ میں بندے کی لمبی دعاء کو اپنے رب سے پسند کرتا ہوں جو کہتا ہے کہ اے پروردگار آپ نے اپنی ذات پہ رحمت کو لازم کر لیا آپ نے اپنی ذات پر فلاں بات کو لازم کر لیا اور میں نے کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں دیکھا کہ اے پروردگار جو حق مجھ پر تھا وہ میں نے ادا کر دیا اور جو (حق میرا) آپ پر ہے وہ آپ ادا کریں۔ ابو بکر، بکر بن ماعز سے کہا کہ ربیع بن خیثم نے فرمایا کہ اے بکر اپنی زبان کو محفوظ رکھ مگر اس بات سے جو تیرے لئے نافع اور تجھ پر اس سے کوئی مواخذہ نہ ہو کہ میں تو لوگوں کو اپنے دین کے حق میں متہم قرار دے چکا ہوں۔ تو اپنے علم

عالمہ لا نا علیکم فی العمد اخوف منی علیکم
فی الخطاء ما خیرکم الیوم بخیرہ ولکنہ خیر
من آخر شر منہ ما تتبعون الخیر
کل اتباعہ ولا تفرون من الشر حق
فرارہ ما کل ما انزل اللہ علی محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ادرکتم ولا کل
ما تقرؤن تدرون ابو بکر عن ابن سیرین
عن الربیع بن خیثم قال اقلوا الکلام
الا بتسع تسبیح وتہلیل وتکبیر وتحمید
وسؤالک الخیر وتعوذک من الشر و
امرک بالمعروف ونہیک عن المنکر
وقراءۃ القرآن ابو بکر عن الشعبی قال
ما جلس الربیع بن خیثم فی مجلس منذ تأزر
بازارہ قال اخاف علیکم ان یظلم رجل
فلا انصرہ او یفتری رجل علی رجل
فاکلف علیہ الشہادۃ ولا اغض
البصر ولا اہدی السبیل او یقع
الحامل فلا احمل علیہ ابو بکر عن سعید
بن جبیر عن مسروق قال ما من الدنیا
شیء آسی علیہ الا السجود للہ ابو بکر
عن الاعمش عن مسروق قال ان المرء
لحقیق ان تکون لہ مجالس یخلو فیہا
یذکر فیہا ذنوبہ فیستغفر منہا

کی حد تک اللہ کی فرماں برداری کرتا رہ اور جس چیز پر تجھ سے طلب ایثار کیا جائے (یعنی پوچھا جائے)، تو اس کو اس کے عالم کے سپرد کر دے درحقیقت میں تمھارے بارے میں عمداً خطا میں مبتلا ہونے سے زیادہ خائف رہتا ہوں جو تمھارا حال ایسا ہے کہ اس سے ہم تمھیں خبردار کرتے ہیں (کہ یہ نامناسب ہے) مگر یہی بعد میں آنے والے شر سے زیادہ بہتر ہے۔ تم خیر کا کامل طور پر اتباع نہیں کرتے اور جس طرح شر سے فرار ہونے کا حق ہے اس کے مطابق نہیں بھاگ رہے ہو، جو کچھ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا اس کے کل کا تم نے ادراک نہیں کیا اور نہ جس کو تم پڑھ چکے ہو اس کا مکمل ادراک کر چکے ہو۔ ابو بکر، ابن سیرین سے وہ ربیع بن خیثم سے، فرمایا کہ کلام میں کمی کرو بجز نو کلاموں کے یعنی تسبیح (سبحان اللہ کہنا)، وتہلیل (لا الہ الا اللہ کہنا)، وتکبیر (اللہ اکبر کہنا) وتحمید (الحمد للہ کہنا)، اور تمھارا (اللہ تعالیٰ سے) خیر کا سوال کرنا اور شر سے پناہ مانگنا اور تمھارا نیک کام کا امر کرنا اور برے کام سے منع کرنا۔ اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ ابو بکر، شعبی سے کہا کہ جب سے ربیع بن خیثم نے ازار (تہبند) باندھا (یعنی اصلاح وتبلیغ حق پر مستعد ہوئے) جب کسی مجلس میں بیٹھے تو یہ فرمایا کہ مجھے تم سے یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کوئی شخص ظلم کرے پھر میں اس کی مدد نہ کرنے لگوں یا ایک شخص دوسرے پر بہتان لگائے تو مجھے اس پر گواہی دینے کے لئے مجبور کیا جائے اور میں نگاہ نیچی نہ کروں اور میں (بھٹکے ہوئے کو) راہ نہ بتاؤں یا کوئی بوجھ اٹھانے والا گر پڑے تو میں اس کو سہارا نہ دوں۔

مسروقؒ

ابو بکر، سعید بن جبیر سے وہ مسروق سے، فرمایا کہ دنیا میں کوئی ایسی شے نہیں جس (کے ضائع ہونے) پر مجھے رنج ہو بجز اللہ کے لئے سجدے کے۔ ابو بکر، اعمش سے وہ مسروق سے، کہا کہ سب سے زیادہ حسن ظن میں میں اس وقت ہوتا ہوں (یعنی یہ گمان کر لیتا ہوں کہ اللہ کی خاص رحمت مجھ پر متوجہ ہے) جس وقت خادم یہ کہتا ہے کہ گھر میں گیہوں

ابو بکر عن الاعمش عن مسروق قال ان احسن ما اکون ظناً حین یقول الخادم لیس فی البیت قفیزٌ من قمح و لا درہمٌ ابو بکر عن ابی الضحاک عن مسروق قال اقرب مایکون العبدُ الی اللّٰہ وہو ساجدٌ ابو بکر عن ہلال بن یساف قال قال مسروق من سرہ ان یعلم علمَ الاوّلینَ والآخرین و علم الدنیا والآخرۃ فلیقرأ سورۃَ الواقعۃ ابو بکر عن عامر ان رجلا کان یجلس الی مسروق یعرفُ وجہہ ولایسمی اسمَہ قال فشیّعہ قال فکان فی آخر من وَدّعہ فقال انک قریع القرّاء وسیدہم وان زینک لہم زینٌ وشینک لہم شینٌ فلا تحدث نفسک بفقرٍ ولا طول عمر ابو بکر عن مسلم عن مسروق قال بحسب المرء من الجہل ان یعجب بعلمہ وبحسبہ من العلم ان یخشی اللّٰہ ابو بکر عن مسلم عن مسروق قال کان الرجل بالبادیۃ لہ کلبٌ وحمارٌ ودیکٌ قال فالدیک یوقظہم للصلوۃ والحمار ینتقلون علیہ الماءَ وینتفعون بہ ویحمل لہم خباءَہم

کا کوئی قفیز[5] نہیں اور نہ درہم موجود ہے۔ ابو بکر، ابو ضحاک سے وہ مسروق سے۔ فرمایا کہ بندہ اپنے اللّٰہ سے نزدیک تر اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے۔ ابو بکر، ہلال بن یساف سے۔ کہا کہ مسروق نے فرمایا کہ جس کو اس بات کی رغبت ہو کہ وہ علم اوّلین و آخرین کو جان لے اور علم دنیا و آخرت کو تو اُس کو چاہئے کہ سورۂ واقعہ پڑھے۔ ابو بکر، عامر سے کہ ایک شخص مسروق کی مجلس میں آیا کرتا تھا (راوی یعنی عامر) اُس کی صورت کو تو پہچانتے تھے مگر نام نہیں بتا سکتے تھے۔ یہ شخص مسروق کا اتباع کرتے تھے۔ جب وہ آخر میں ان سے رخصت ہونے لگے تو فرمایا کہ تم قُراء کے رئیس اور اُن کے سردار ہو اور درحقیقت تمھارا باوقار رہنا اُن کے لئے وقار ہے اور تمھاری بے عزّتی میں سب قُراء کی بے عزّتی ہے تو تم اپنے نفس کو کبھی فقر اور طولِ عمر کے اندیشہ میں نہ ڈالنا (کہ امراء و اہل زر کی خوشامد میں مبتلا ہونے لگو)۔ ابو بکر، مسلم سے، وہ مسروق سے کہا کہ ایک شخص پر جہل کے اطلاق کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے علم کی وجہ سے عُجب میں مبتلا ہو اور اس پر علم کے اطلاق کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اللّٰہ سے ڈرتا ہو (اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا)۔ ابو بکر، مسلم سے وہ مسروق سے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس جو بیابان میں رہتا تھا ایک کتّا تھا اور ایک گدھا اور ایک مرغ فرمایا کہ مرغ تو اُن لوگوں کو نماز کے لئے جگایا کرتا تھا اور گدھے پر یہ اپنا پانی لایا کرتے اور اس سے منتفع ہوتے اور وہ اُن کا خیمہ پُشت پر اُٹھاتا اور کُتّا ان کی چوکسی کرتا تو ایک لومڑی آئی اور مرغ کو پکڑ لے گئی تو سب گھر والے مرغ کے ضائع ہونے سے رنجیدہ

[5] قفیز ایک پیمانہ کا نام ہے جو آٹھ مکوک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک ڈیڑھ صاع کے برابر ہوتا ہے اور صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا۔ یہاں قفیز سے مراد ایک مقدار قلیل ہے مطلقاً ۱۲ مترجم

والكلب يحرسهم فجاء ثعلب فاخذ الديك فحزنوا لذهاب الديك وكان الرجل صالحاً فقال عسى ان يكون خيراً قال فمكثوا ماشاء الله ثم جاء ذئب فشق بطن الحمار فقتله فحزنوا لذهاب الحمار فقال الرجل الصالح عسى ان يكون خيراً ثم مكثوا بعد ذلك ماشاء الله ثم اصيب الكلب فقال الرجل الصالح عسى ان يكون خيراً فلما اصبحوا نظروا فاذا هو سبى من حولهم وبقواهم قال فانما اخذوا اولئك بما كان عندهم من الصوت والجلبة ولم يكن عند اولئك شئ يجلب قد ذهب كلبهم وحمارهم وديكهم۔ ابوبكر عن حصين قال اتينا مرة نسأل عنه فقالوا مرة الطيب فاذا هو في علية له قد تعبد فيه ثنتي عشرة سنة۔ ابوبكر عن الاعمش عن عمارة بالاسود قال ماكان الا راهبا من الرهبان۔ ابوبكر عن الشعبي قال سئل عن الاسود فقال كان صواماً حجاجاً قواماً۔ ابوبكر عن ابي السفر عن مرة قال كان علقمة من الربانيين۔ ابوبكر عن ابي معمر قال دخلنا على عمرو بن

ہوئے اور وہ شخص صالح تھا اس نے کہا کہ امید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہو گی اس قصہ کے بعد جتنا زمانہ اللہ نے چاہا ان لوگوں نے گذارا پھر ایک بھیڑیا آیا اور اس نے گدھے کا پیٹ پھاڑ کر اُس کو مار ڈالا تو سب لوگ گدھے کے ضائع ہونے سے غمگین ہوئے۔ پھر اس مرد صالح نے کہا کہ اُمید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہو گی۔ پھر اس کے بعد جتنا زمانہ اللہ نے چاہا ان لوگوں نے گذارا۔ پھر کتے پر کوئی افتاد آپڑی تو اس مرد صالح نے پھر یہی کہا کہ اُمید ہے کہ اس میں کوئی خیر ہو گی۔ پھر صبح ہو گئی تو دیکھتے کیا ہیں کہ جتنے دوسرے لوگ ان کے گرد رہتے تھے وہ سب پکڑ لئے گئے اور صرف یہی لوگ بچے رہے۔ کہا کہ وہ لوگ صرف اسی بناء پر پکڑے گئے کہ ان میں آوازیں موجود تھیں اور کشش کے اسباب' اور اِن لوگوں کے پاس کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی تھی جو ان کو کھینچتی ،اُن کا کتا اور گدھا اور مُرغ (جن کی آوازیں سُن کر حملہ آور اُن پر حملہ کرتے) وہ پہلے ہی جا چکے تھے۔

مُرّہ ابوبکر حُصین سے کہا کہ ہم مُرّہ کے پاس پہنچے۔ ہم نے لوگوں سے ان کا حال دریافت کیا تو لوگوں نے مُرّۃ الطیب کہا۔ دیکھا تو وہ اپنے بالاخانہ میں تھے جس میں بارہ برس عبادت کرتے رہے۔

اسوَد ابوبکر، اعمش سے وہ عمارہ سے اسود کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ وہ (اسود) ایک راہب تھے راہبوں میں سے۔ ابوبکر، شعبی سے۔ کہا کہ شعبی سے اسود کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ وہ بہت روزے رکھنے والے اور بہت حج کرنے والے اور بہت نماز پڑھنے والے تھے۔

علقمہ ابوبکر، ابوالسفر سے وہ مُرّہ سے کہا کہ علقمہ ربانیین (اللہ والوں) میں سے تھے۔ ابوبکر، ابو معمر سے کہا کہ ہم عمرو بن شرحبیل کے یہاں

شرحبیل فقال انطلقوا بنا الی اشبہ الناس سمتاً وھدیاً بعبداللہ فدخلنا علی علقمۃ - ابوبکر عن ابی اسحٰق عن عمرو بن میمون قال کان یقال بادروا بالعمل اربعاً بالحیٰوۃ قبل الممات وبالصحۃ قبل السقم وبالفراغ قبل الشغل ولم احفظ الرابعۃ ابوبکر عن ابی اسحٰق قال حج عمرو بن میمون ستین من بین حجۃ وعمرۃ ابوبکر عن ابی افلح قال کان عمرو اذا لقی الرجل من اخوانہ قال رزق اللہ البارحۃ من الصلوٰۃ کذا ورزق اللہ البارحۃ من الخیر کذا وکذا الذہبی قال الاعمش کنت عند ابراہیم وھو یقرأ فی المصحف فاستأذن رجل فغطی المصحف وقال لایظن انی اقرأ فیہ کل ساعۃ الذہبی عن ہنیدۃ امرأۃ ابراہیم النخعی ان ابراہیم کان یصوم یوماً ویفطر یوماً وجاء من غیر وجہ عن ابراہیم انہ کان لایتکلم الا ان یسأل الذہبی عن الاعمش کان ابراہیم یتوقی الشہرۃ ولایجلس الی اسطوانۃ الذہبی عن عیسٰی بن یونس لم نر نحن ولا القرن الذین کانوا قبلنا مثل الاعمش

پہنچے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اس شخص کے پاس لے چلو جو وضع قطع میں سب لوگوں سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہے عبداللہ سے (تو ہم علقمہ کے پاس پہنچے

عمرو بن میمونؒ

ابوبکر۔ ابواسحٰق سے وہ عمرو بن میمون سے کہا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ چار حالتوں میں عمل کرنے میں جلدی کرو زندگی میں موت سے پہلے اور تندرستی میں بیمار ہونے سے پہلے *اور چوتھی بات مجھے یاد نہیں رہی ابوبکر، ابواسحٰق سے کہا کہ عمرو بن میمون کے حج وعمروں کی تعداد ساٹھ کے لگ بھگ ہے۔ ابوبکر، ابوافلح سے کہا کہ جب عمرو بن میمون اپنے بھائیوں میں سے کسی شخص سے مل کر بات کرتے تو یوں کہتے کہ آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی اور ایسی نمازیں عطا فرمائیں اور آج رات اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی اور ایسی خیر عطا فرمائی۔

ابراہیم نخعی رح

ذہبی، کہا اعمش نے کہ میں ابراہیم کے پاس تھا اور وہ قرآنِ مجید کی تلاوت کر رہے تھے اور ایک شخص نے آنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے قرآن مجید کو چھپا دیا اور کہا کہ وہ یہ گمان نہ کرنے لگے کہ میں ہر وقت تلاوت کرتا رہتا ہوں۔ ذہبی ابراہیم نخعی کی زوجہ ہُنَیدہ سے کہ ابراہیم ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔ اور ایک سے زیادہ لوگوں سے مروی ہے کہ ابراہیم کلام نہیں کرتے تھے بجز اس صورت کے کہ اُن سے پوچھا جائے۔ ذہبی، اعمش سے، کہا کہ ابراہیم شہرت سے بچا کرتے تھے اور کسی ستون سے لگ کر نہیں بیٹھتے تھے۔

اعمش رح

ذہبی، عیسٰی بن یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے اور اُس دور کے لوگوں نے جو ہم سے پہلے ہو چکے ہیں اعمش کا مثل نہیں دیکھا اور میں نے دولت مندوں اور بادشاہوں کو کسی کے سامنے

* اور (وا لعلم) میں مشغول ہونے سے پہلے

وما رأيتُ الاغنياءَ والسلاطينَ عند احدٍ
احقر منهم عنده مع فقرِه وحاجتِه وقال
يحيى القطان كان من النُسّاك وكان علّامةَ
الاسلام وقال وكيع كان الاعمش قريبًا
من سبعين سنةً لم تفته التكبيرةُ
الاولى اختلفتُ اليه قريبًا من سنتين
ما رأيته يقضي ركعةً وقال الحريبي مات
الاعمشُ يومَ ماتَ وما خلّفَ احدًا اعبدَ
منه وكان صاحب سنّةٍ الذهبي قال
عبد الرحمن بن مهدي ربما كنّا نكونُ عند
سفيان فكانه واقف للحساب فلا يجترئُ
احدٌ ان يسأله فيعرضُ بذكر الحديث
فاذا جاء الحديث ذهب ذلك الخشوعُ
فانما هو حدثنا حدثنا وما عاشرتُ رجلاً
ارقّ منه كنتُ ارمُقه في الليل ينهضُ
مرعوبًا ينادي النار النار شغلني ذكرُ النار
عن النوم والشهوات وقال الوليد بن
مسلم اخبرني عطاء الخفاف قال ما لقيتُ
سفيانَ الا باكيًا فقلتُ ما شأنك وقال
اخاف ان اكونَ في ام الكتاب شقيًّا
وقال علي بن فضيل العياض رأيتُ
الثوريَّ ساجدًا حولَ البيت فطُفتُ
سبعةَ اسابيع قبل ان يرفعَ رأسه

اتنا حقیر نہیں دیکھا جتنا ان کے سامنے دیکھا باوجود اُن کے فقر اور حاجت کے۔ اور کہا یحییٰ القطان نے کہ **اعمش بڑے عبادت گذار** اور اسلام کے بڑے عالموں میں سے تھے۔ اور وکیع نے بیان کیا کہ ستر برس تک، اعمش کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ میں اُن کے پاس قریب دو برس تک آتا جاتا رہا ہوں میں نے اُن کو کبھی نہیں دیکھا کہ وہ (مسبوق ہو کر) کسی رکعت کی قضا پڑھ رہے ہوں۔ حریبی کا قول ہے کہ جس دن اعمش کا انتقال ہوا تو ایسا ہوا کہ انہوں نے دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں چھوڑا جو ان سے زیادہ عبادت گذار ہو اور وہ صاحب سنت تھے۔

سفیان ثوریؒ

عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا کہ بسا اوقات ہم سفیان ثوریؒ کے ساتھ ہوتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ حساب کے لئے کھڑے ہیں تو کوئی ان سے پوچھنے کی کی ہمت نہیں کرتا تھا پھر حدیث کا ذکر پیش کر دیا جاتا تھا تو جب حدیث آجاتی تو وہ خشوع چلا جاتا بس پھر وہی حدیث ہوتی جس کی ہم روایت کرتے اور میں کسی شخص کے ساتھ نہیں رہا جو اُن سے زیادہ رقیق القلب ہو۔ میں ان کو رات میں دیکھا کرتا تھا کہ خوف زدہ اُٹھا کرتے اور پکارا کرتے النار النار۔ مجھے نار کی یاد نے نیند اور شہوات سب بھلا دیئے۔ اور کہا ولید بن مسلم نے کہ مجھے خبر دی عطاء خفاف نے کہا کہ میں جب بھی سفیان سے ملا اُن کو روتا ہوا پایا تو میں نے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے فرمایا کہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اُم الکتاب میں شقی لکھا ہوا ہوں۔ اور علی بن فضیل عیاض نے بیان کیا کہ میں نے بیت اللہ کے آگے ثوری کو سجدے میں پڑے ہوئے دیکھا تو طواف کے سات پھیرے اُن کے سجدے سے اُٹھنے سے پہلے پورے کر لئے۔

فضیل بن عیاضؒ

ابن الاثیر، فضیل بن عیاض اُونچے طبقے

ابن الاثیر فضیل بن عیاض من ذوی الطبقات العالیۃ واولی القیم الغالیۃ روی عن منصور عطاء بن السائب والاعمش شیخ الاسلام گفت قدس سرہ کہ فضیل بن عیاض گفت من اللہ را بدوستی پرستم کہ نشکیبم کہ نہ پرستم الذہبی سئل داؤد الطائی عن مسئلۃ فقال الیس المحارب اذا اراد ان یلتقی الحرب یجمع لہ آلتہ فاذا افنی عمرہ فی جمع الآلۃ فمتی یحارب ان العلم آلۃ العمل فاذا افنی عمرہ فیہ فمتی یعمل شیخ الاسلام گفت معروف از اجلۂ مشائخ قدیم است بورع و زہد و فتوت معروف با داؤد طائی صحبت کردہ بود ابو القاسم قشیری ابو الحسن السری السقطی خال الجنید و استاذہ وکان تلمیذ معروف الکرخی کان اوحد زمانہ فی الورع والاحوال السنیۃ وعلوم التوحید ابو القاسم القشیری ان السری السقطی کان یکون فی السوق و ہو من اصحاب معروف الکرخی فجاءہ معروف یوما ومعہ صبی فقال اکس

اور بلند ہمت بزرگوں میں سے تھے۔ منصور اور عطاء بن السائب اور اعمش سے آپ نے روایت کی۔ شیخ الاسلام[۵] قدس سرہ نے فرمایا کہ فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ میں نے حق تعالیٰ کی پرستش بربناء محبت اس طرح کی کہ بغیر پرستش صبر نہ آیا۔

داؤد طائیؒ

ذہبی، داؤد طائیؒ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک لڑنے والا شخص جب جنگ کا ارادہ کرے گا تو اس کے لئے ہتھیار جمع کرے گا، مگر جب وہ شخص آلات جنگ کے جمع کرنے میں ہی اپنی عمر ختم کردے گا تو وہ کب لڑے گا۔ بیشک علم آلہ ہے عمل کا تو جب ایک شخص نے اپنی عمر کو اسی میں فنا کر دیا تو کس وقت عمل کرے گا۔

معروف کرخیؒ

شیخ الاسلامؒ نے کہا کہ معروف مشائخ قدیم میں کے جلیل الشان بزرگ تھے، پرہیزگاری اور زہد و جوانمردی میں معروف تھے۔ داؤد طائیؒ کی صحبت میں رہے تھے

ابو الحسن سری سقطیؒ

ابو القاسم القشیری، ابو الحسن سری سقطیؒ جُنیدؒ کے ماموں اور استاد تھے اور معروف کرخی کے شاگرد تھے پرہیزگاری اور بلند احوال اور علوم توحید میں یگانۂ روزگار تھے۔ ابو القاسم قشیری، سرّی سقطی (کا ابتدائی حال یہ تھا کہ وہ تاجر تھے) بازار میں رہتے تھے اور وہ معروف کرخی کے اصحاب میں سے تھے۔ ایک دن اُن کے پاس معروف پہنچے اور ان کے ساتھ ایک یتیم تھا۔ سری نے فرمایا کہ اس کو کپڑے

۵ شیخ الاسلام سے مراد ہیں شیخ ابو اسمٰعیل عبد اللہ انصاری ہروی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان اقوال کا ماخذ مولانا جامی رحؒ کی کتاب "نفحات الانس" ہے اور اس میں جہاں مطلقاً "شیخ الاسلام" لکھا ہے اُس سے اُن ہی کو مراد لیا ہے۔ مولانا جامی رحؒ نے ابتداء کتاب میں خود اپنی اس اصطلاح کا ذکر کر دیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

هذا اليتيم قال السريُّ فكسوته ففرح به
معروف وقال بَغَّضَ اللهُ اليك الدنيا
وأراحك فيما انت فيه فقمتُ من
الحانوت وليس شئ ابغض اليَّ
من الدنيا وكلّ ما انا فيه من بركات دُعاء
معروف شیخ الاسلام گفت که ابراهیم
بن ادهم از اهل بلخ است از ابناء ملوک
امیرزاده بود بنوجوانی توبه کرد وقتی
بصید برون رفته بود هاتفی وے را آواز
داد گفت ابراهیم نه این کار را ترا آفریده اند
وی را از غفلت یقظه پدید آمد ودست در
طریقت نیکو زد در زهد وورع وتوکل و
سیاحت بمکه رفت آنجا باسفیان ثوری
وفضیل بن عیاض وابویوسف غسولی
صحبت کرد وقال الفقیر عفی عنه و
لما انقرض کبارُ اصحاب عبدالله بن مسعود
قام الحسن البصریُّ بهذا الشان وکان
له اصحابٌ یقال لهم اصحاب حسن البصری
الذهبی کانت ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها
تبعث اُمَّ الحسن فی حاجتہ فیبکی
فتسلّیہ ثدیہا واخرجتہ الی عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ فدعاہ فقال اللهم فقهه فی
الدین وحببه الی الناس وقال بلال

پہنا۔ سری کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کپڑے پہنا دیئے۔ اس سے معروف خوش ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا سے متنفر کردے اور اس شغل سے تجھے جُدا کردے جس میں تو لگا ہوا ہے۔ بس فوراً میں دکان سے اُٹھ گیا اور دنیا سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک کوئی چیز نہیں تھی۔ اب جو کچھ بھی میرا شغل ہے جس میں لگا رہتا ہوں یہ سب معروف کی دعاء کی برکتوں میں سے ہے۔

ابراہیم بن ادہمؒ

شیخ الاسلام ؒ نے کہا کہ ابراہیم بن ادہم اہل بلخ میں سے ہیں شاہزادوں میں سے امیرزادے تھے نوجوانی میں توبہ کی۔ ایک مرتبہ شکار کے لئے باہر نکلے تھے۔ ایک ہاتف نے ان کو آواز دی کہا کہ اے ابراہیم تجھے اس کام کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے۔ اس سے ان کی غفلت دور ہوکر بیداری پیدا ہوگئی۔ آپ نے طریقت میں زہد وورع وتوکل کو خوبی کے ساتھ مضبوط پکڑ لیا۔ سفر کرتے ہوئے مکہ پہنچے وہاں سفیان ثوری اور فضیل بن عیاض اور ابویوسف غسولی کی صحبت میں رہے۔

حسن بصریؒ

فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ جب عبداللہ بن مسعود کے اصحاب کبار کا دور ختم ہوا تو اسی شان کے ساتھ حسن بصری کھڑے ہوئے اور اُن کے بھی اصحاب تھے جن کو اصحاب حسن بصری کہا جاتا تھا۔ ذہبی، (ام المؤمنین) اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا حسن کی والدہ کو کسی کام کے لئے بھیجتیں تو یہ روتے تو اپنی پستان اُن کے منہ میں دے دیا کرتی تھیں اور ایک دن انہوں نے اُن کو عمرؓ کے پاس بھیجا تو انہوں نے دعاء کی کہ یا اللہ اس کو دین میں فقیہ کردے اور اُس کو لوگوں کا محبوب بنادے۔ اور بلال بن ابی بُردہ نے کہا کہ خدا کی قسم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ میں نے اس شیخ یعنی حسن سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ اور حمید بن ہلال نے کہا کہ ہم سے ابوقتادہ نے کہا کہ اس شیخ کا اکرام کرو کہ میں نے اس سے

بن ابی بُردہ واللہ ما رأیت احداً اشبہ
باصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم
من ہذا الشیخ یعنی الحسن وقال حمید بن
ہلال قال لنا ابو قتادۃ اکرموا ہذا الشیخ
فما رأیت احداً اشبہ رأیاً بعمر منہ یعنی
الحسن۔ الذہبی قال مطر کان ابو الشعثاء
رجلٌ من اہل البصرۃ فلما ظہر الحسن جاء
رجلٌ کانما کان فی الآخرۃ فہو یخبر
عما رأی وعاین وقال اصبغ بن زید سمعتُ
العوامَ بن حوشب قال ما اشبہ الحسنُ الاّ
نبیٌ اقام فی قومہ ستین عاما یدعوہم الی اللہ
وقال مجالدٌ عن الشعبی قال ما رأیت الذی
کان اسودَ من الحسن الذہبی قال حوشب
سمعتُ الحسنَ یقولُ واللہِ یا ابن آدم
لئن قرأت القرآن ثم آمنت بہ لیطولنّ
فی الدنیا حزنک ولیشتدّن فی الدنیا
خوفک ولیکثرنّ فی الدنیا بکاؤک وقال
جعفر بن سلیمان حدثنا ابراہیمُ بن عیسیٰ
الیشکری قال ما رأیتُ احداً اطولَ حزناً
من الحسن ما رأیتہ قطّ الاّ حسبتہٗ حدیثَ
عہدٍ بمصیبۃٍ الذہبی قال حفص بن غیاث
سمعتُ الاعمشَ یقول مازال الحسن
یعی الحکمۃَ حتی نطقَ بہا وکان
اذا ذکر عند ابی جعفر محمد بن علے
قال ذاک یُشبہ کلامہ کلامَ الانبیاء و

زیادہ عمرؓ کی رائے سے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا یعنی حسن سے زیادہ۔ ذہبی، مطر نے
کہا کہ ابو الشعثاء اہل بصرہ میں کا ایک شخص تھا پھر جب حسن ظاہر ہوئے
تو ایسا معلوم ہوا کہ گویا عالمِ آخرت سے ایک شخص آیا اور اُن
چیزوں کی خبر دے رہا ہے جن کو خود دیکھ چکا اور معائنہ کر چکا
ہے۔ اور کہا اصبغ بن زید نے کہ میں نے عوام بن حوشب سے
سُنا۔ کہا کہ حسن کا حال نبی کے حال سے مشابہ تھا اپنی قوم میں
مقیم رہ کر ساٹھ برس تک لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے
رہے۔ اور مجالد نے شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے ایسا
شخص نہیں دیکھا جو حسنؒ سے بڑھا ہوا اہل سیادت ہو۔ ذہبیؒ،
حوشب نے کہا کہ میں نے حسن سے سُنا فرماتے تھے کہ خدا کی قسم
اے ابنِ آدم اگر تو نے قرآن کو پڑھا پھر اس پر ایمان لایا تو ضرور
دنیا میں تیرا غم طویل ہو جائے گا اور یقیناً دنیا میں تیرا خوف
سخت ہو جائے گا اور ضرور دنیا میں تو بکثرت رویا کرے گا
اور جعفر بن سلیمان نے کہا کہ ہم سے بیان کیا ابراہیم بن
عیسیٰ الیشکری نے کہا کہ میں نے کسی کو حسنؒ سے زیادہ طویل
حزن والا نہیں دیکھا۔ میں نے ان کو جب بھی دیکھا تو یہی
سمجھا کہ ان پر کوئی مصیبت حال میں ہی آپڑی ہے۔ ذہبی، حفص
بن غیاث نے کہا کہ میں نے اعمش سے سُنا کہتے تھے کہ حسن
ہمیشہ حکمت کو ذہن میں محفوظ کر لیتے تھے یہاں تک کہ اُس
کو بیان کر دیں اور ایسے تھے کہ جب ابو جعفر محمد بن علی (یعنی
امام محمد باقر) کے سامنے اُن کا ذکر کیا جاتا تو وہ یہ کہتے
کہ یہ شخص ایسا ہے کہ اس کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے
اور کہا جعفر بن سلیمان نے کہ ہم سے بیان کیا ہشام نے کہ میں
نے سنا حسن سے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہہ رہے تھے کہ کسی
نے درہم کو عزیز نہیں رکھا مگر اللہ نے اس کو رسوا کیا ہے

قال جعفر بن سليمان حدثنا هشام سمعت الحسن يحلف بالله ما أعزّ احد الدرهم الا اذلّه الله الذهبي ومسلم عن قتادة والله ما حدثنا الحسن عن بدري مشافهة الذهبي كان الحسن يدلّس فيقول عن فلان ولم يسمع عنه ابوعمر في ترجمة عبد الله بن مغفل كان من اصحاب الشجرة ثم تحوّل عنها الى البصرة اروى الناس عنه الحسن وقال الحسن كان عبد الله بن مغفل احد العشرة الذين بعثهم عمر الينا يفقّهون الناس وكان من نقباء اصحابه الذهبي عن الحسن عن عبد الله بن مغفل قال اني لمن من يرفع اغصان الشجرة عن وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يخطب الذهبي قال الحسن ونظر الى ايوب هذا سيد الفتيان و قال مرة ايوب سيد شباب اهل البصرة وقال شعبة حدثنا ايوب وكان سيد الفقهاء ما رأيت مثله ومثل يونس وابن عون وقال سعيد بن عامر عن سلام كان ايوب السختياني يقوم الليل ويخفي ذلك فاذا كان عند الصبح رفع صوته كانه قام تلك الساعة وقال ابن عون لما مات ابن سيرين قلنا من لنا فقال ايوب وعن عبد الواحد بن زيد قال كنت مع ايوب السختياني على حراء فعطشت عطشا كثيرا حتى رأى ذلك

ذہبی و مسلم، قتادہ سے۔ واللہ ہم سے حسن نے کسی بدری سے کوئی روایت مشافہہ کی بیان نہیں کی۔ ذہبی حسن (روایت میں) تدلیس کر دیتے تھے یعنی کہتے تھے کہ عن فلان حالانکہ اس سے نہ سُنا ہوتا۔ ابوعمر، عبداللہ بن مغفل کے ترجمہ میں کہ یہ اصحاب شجرہ میں سے تھے پھر وہاں سے بصرہ چلے گئے۔ سب سے زیادہ ان سے روایت کرنے والے حسن ہیں۔ اور کہا حسن نے کہ عبداللہ بن مغفل اُن دس میں کے ایک ہیں جن کو عمرؓ نے ہمارے پاس بھیجا تھا جو لوگوں کو دین سکھاتے تھے اور عبداللہ بن مغفل اپنے ساتھیوں میں سب سے اشرف تھے۔ ذہبی، حسن سے، وہ عبداللہ بن مغفل سے انہوں نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو درخت کی شاخیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کے سامنے سے اُٹھا رہے تھے جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے۔

ایوب سختیانیؒ

ذہبی کہا حسن نے ایوب کی طرف دیکھتے ہوئے کہ یہ جوانوں کا سردار ہے۔ اور ایک مرتبہ یہ فرمایا کہ ایوب جوانان اہل بصرہ کا سردار ہے اور شعبہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا ایوب نے اور وہ فقہاء کے سردار تھے۔ میں نے اُن کا مثل اور یونس اور ابن عون کا مثل نہیں دیکھا۔ اور کہا سعید بن عامر نے مروی ہے سلام سے کہ ایوب سختیانی رات میں نوافل پڑھتے رہتے تھے اور اس کو چھپاتے تھے تو جب صبح کا وقت قریب ہوتا تھا تو اپنی آواز اونچی کر لیتے تھے گویا کہ وہ اسی وقت اُٹھے ہیں۔ اور کہا ابن عون نے کہ جب ابن سیرین کا انتقال ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہمارے لئے (راہ نما) کون ہوگا۔ تو لوگوں نے کہا کہ ایوب۔ اور مروی ہے عبدالواحد بن زید سے کہ میں حِرا پر ایوب سختیانی کے ساتھ تھا کہ مجھے سخت پیاس لگنے لگی یہاں تک کہ انہوں نے اس کا اثر میرے

في وجهي فقال مابك قلتُ العطش قد حقّت
على نفسي قال تُنشر عليّ قلتُ نعم فاستحلفني
فحلفتُ ان لا اُخبر عنه مادام حيًا فغمز برجله
على حراء فينبع الماءُ وشربتُ حتى رويتُ
وحملتُ معي من الماء - الذهبي عن ايوب
السختياني وهو من شيوخ سفيان قال
مالقيتُ كوفيًا اُفضله على سفيان - الذهبي حبيب
بن محمد بن العجمي كان رجلاً تاجرًا يُعير الدراهم
فمرّ ذات يوم بصبيان يلعبونَ فقال
بعضهم قد جآء آكل الربوا فنكس رأسه و
قال يارب قد افشيت امري الى الصبيان
فرجع فلبس درعته من شعر وغلّ يده
ووضع ماله بين يديه وجعل يقول يا ربّ
اني اشتري نفسي منك بهذا المال فاعتقني
فلما اصبح تصدّق بالمال كله واخذ في
العبادة فلم يُرَ الاّ صائمًا او قائمًا او
ذاكرًا فمرّ ذات يوم باولئك الصبيان
فقال بعضهم لبعض اسكتوا فقد جاء حبيبٌ
العابد فبكى وقال كلٌّ من عندك فبلغ
من فضله انه كان يُقال مستجابُ الدعاء واتاه
الحسن هاربًا من الحجاج فقال يا ابا محمد
احفظني الشرطُ على اثري فقال استحييتُ
لك يا ابا سعيد ليس بينك وبين ربك من
الثقة ما تدعو فيسترك ادخل البيت فدخل
ودخل الشرطُ على اثره فلم يروه فذكروا

چہرے پر دیکھا تو فرمایا کہ کیا حال پیش آگیا۔ میں نے کہا کہ میرے نفس پر پیاس مسلّط ہوگئی۔ کہا کہ میرا حال مخفی رکھوگے ؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ پھر مجھ سے قسم کھلوائی، میں نے قسم کھائی کہ جب تک آپ زندہ رہیں گے میں کسی سے نہ کہوں گا۔ تو پہاڑ کی طرف اپنے پاؤں سے اشارہ کیا تو اس سے پانی بہنے لگا اور میں نے سیر ہو کر پیا اور کچھ پانی اپنے ساتھ لے لیا۔ ذہبی، ایوب سختیانی سے اور وہ سفیان کے شیوخ میں سے ہیں فرمایا کہ مجھے کوئی ایسا کوفی نہیں ملا جس کو سفیان پر فضیلت دوں۔

حبیب رح بن محمد بن العجمی

یہ ایک تاجر شخص تھے جو دراہم کا تبادلہ کیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کا گذر بچوں پر ہوا جو کھیل رہے تھے تو ان میں سے بعض نے کہا کہ سود خوار آگیا تو انہوں نے اپنا سر جھکایا اور کہا کہ یا اللہ آپ نے میرا کام بچوں پر بھی فاش کر دیا پھر لوٹے اور ایک کمبل کا کرتہ پہنا اور اپنے ہاتھ کو زنجیر سے باندھا اور اپنے مال کو سامنے رکھا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اے پروردگار میں اپنے نفس کو اس مال کے بدلے میں آپ سے خریدنا چاہتا ہوں تو آپ مجھے آزاد کر دیجئے (جہنم سے) جب صبح ہوئی تو تمام مال صدقہ کر دیا اور عبادت کو اختیار کر لیا تو جب بھی دیکھے جاتے تو روزے سے دیکھے جاتے یا نماز میں کھڑے ہوئے یا ذکر کرتے ہوئے۔ پھر ایک دن اُنھیں بچوں کی طرف آپ کا گذر ہوا تو ان میں سے بعض نے دوسرے بچوں سے کہا کہ چپ ہو جاؤ حبیب عابد آرہے ہیں تو آپ رو پڑے اور کہا کہ (یا اللہ) یہ سب آپ ہی کی طرف سے ہے۔ پھر ان کی فضیلت یہاں تک بڑھی کہ آپ کو مستجاب الدعاء کہا جاتا تھا اور حسن ان کے پاس پہنچے حجاج بن یوسف سے بھاگ کر اور کہا کہ اے ابو محمد میری حفاظت کیجئے سپاہی میرے پیچھے آرہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ اے ابو سعید آپ کے حال سے مجھے شرم آتی ہے۔ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان ایسا مضبوط تعلق نہیں ہے کہ تم اس کو پکارو تو وہ تم کو چھپالے۔ جاؤ گھر میں داخل ہو جاؤ تو وہ داخل ہو گئے اور سپاہی بھی ان کے پیچھے پیچھے داخل ہوئے مگر

ذلك للحجاج فقال بلى قد كان فى بيته و
ولكن الله طمس على اعينكم وقال المعتمر
من ابيه قال مارأيت احدا قط اعبد
من الحسن ومارأيت اصدق يقينا من
حبيب ابى محمد وقال ضمرة بن اليسر
بن يحيى كان حبيب يرى بالبصرة يوم التروية
وبعرفة عشية عرفة وروى ان حبيبا
دعا على رجل فسقط ميتا قال الفقير عفى عنه
كان الناس بعد الحسن واصحابه يصحبون
اصحاب عبدالله ويصحبون اصحاب الحسن
ياخذون عن الفريقين كليهما الى ان قام الجنيد
واقرانه فاحكموا السلسلة الصوفية بالصحبة
والخرقة وكان فيهم المرقعات والسماع
والكلام على الناس والاشارات والاشراقات
ومذاهبهم مبسوطة فى قوت القلوب وغيره
ونشأ من امير المومنين عمر بن الخطاب
سلاسل اخرى انقرضت بعد زمان منها
ان عبدالله بن عمر صحب النبى صلى الله
عليه وسلم وصحب بعده اباه وانتفع به
وثقفه ابوه كما احب صحبه سالم ابنه
ونافع مولاه صحب سالما الزهرى وحنظلة
وصحب نافعا مالك وعبيدالله وجماعة
ومنها اسلم مولى عمر صحب عمر بن الخطاب
طويلا صحبه ابنه زيد بن اسلم وهذه اقوال
ابن عمر نقلناها من مصنف ابى بكر ابو بكر

انہوں نے ان کو نہ دیکھا۔ تو انہوں نے اس کا ذکر حجاج سے کیا تو اس نے کہا کہ وہ یقیناً اپنے گھر میں تھا لیکن اللہ نے تمہاری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور معتمر نے اپنے باپ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے کبھی حسن سے زیادہ عبادت کرنے والا اور ابو محمد حبیب سے زیادہ صادق یقین والا کسی کو نہیں دیکھا۔ اور ضمرہ بن یسر بن یحییٰ نے کہا کہ حبیب یوم الترویہ (یعنی آٹھ ذی الحجہ) میں بصرہ میں دیکھے جاتے تھے اور عرفہ کی شام کو کوہِ عرفات پر۔ اور مروی ہے کہ حبیب نے ایک شخص کو بد دعا دی تو وہ اسی وقت مرکر گر پڑا۔ فقیر عفی عنہ کہتا ہے کہ حسن اور ان کے اصحاب کے بعد لوگوں نے اصحاب عبداللہ کی صحبت اختیار کی اور اصحاب حسن کے ہم صحبت بھی رہے دونوں فریقوں سے طریقت کو اخذ کرتے رہے یہاں تک کہ جُنید اور اُن کے ہم عصر اُٹھے اور اُنہوں نے سلسلۂ صوفیہ کو استوار کیا صحبت اور خرقہ کے ساتھ اور ان میں مرقعات (یعنی پیوندوں سے سلے ہوئے جُبّے) مروج ہوئے اور سماع اور لوگوں (کے مقامات) پر کلام اور اشارات واشراقات (انوار باطن کے حصول کے طریقے) کا رواج ہوا۔ اور ان کے مذاہب قوت القلوب وغیرہ میں مفصل مذکور ہیں۔ اور امیر المومنین عمر بن الخطاب سے دوسرے سلسلے بھی چلے تھے جو کچھ زمانہ کے بعد منقطع ہوگئے۔ اُن میں سے ایک یہ تھا کہ عبداللہ بن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ کے بعد اپنے باپ کی صحبت میں رہے اور ان سے منتفع ہوئے اور اُن کے باپ نے اپنی پسند کے مطابق اُن کی تربیت ظاہر و باطن کی۔ اُن کے ہم صحبت رہے اُن کے بیٹے سالم اور اُن کے آزاد کردہ نافع۔ اور سالم کے ہم صحبت رہے زہری اور حنظلہ۔ اور نافع کی صحبت میں رہے مالک اور عبید اللہ اور ایک جماعت اور اُن (سلسلوں) میں سے ایک یہ ہے کہ اسلم مولیٰ عمر، حضرت عمرؓ بن الخطاب کی صحبت میں عرصۂ دراز تک رہے اور اُن کی صحبت میں رہے ان کے بیٹے زید بن اسلم۔

عن ابن عمر قال لا یصیب احد من الدنیا الا
نقص من درجاتہ عند اللہ وان کان
علیہ کریما وقال لا یکون رجل من اہل العلم
حتی لا یحسد من فوقہ ولا یحقر من دونہ
ولا یبتغی بعلمہ ثمنا وقال لا یبلغ عبد
حقیقۃ الایمان حتی یعد الناس حمقی
فی دینہ وقال یستقبل المؤمن عند خروجہ
من قبرہ احسن صورۃ راٰہا قط فیقول لہا
من انت فتقول لہ انا التی کنت معک
فی الدنیا لا افارقک حتی ادخلک الجنۃ
وقال ما وضعت لبنۃ علی لبنۃ ولا غرست
نخلۃ منذ قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وقال لحمران لا تلقین اللہ بذمۃ
لا وفاء بہا فانہ لیس یوم القیامۃ دینار
ولا درہم انما یجازی الناس باعمالہم
وکان یقول انی القیت اصحابی علی امر
وانی ان خالفتہم خشیت ان لا الحق
بہم ہذہ سیر ابن عمر نقلناہا من مصنف
ابی بکر۔ ابو بکر عن جابر قال ما منا احد ادرک
الدنیا الا مال بہا ومالت بہ غیر عبد اللہ
ابن عمر کان ابن عمر اذ راٰہ احد ظن ان بہ شیئا
من تتبعہ آثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان ابن عمر یکرہ ان یصلی الی امیال
صنعہا مروان من حجارۃ عن نافع قال
کان ابن عمر یعمل فی خاصۃ نفسہ بالشئی

اقوال ابن عمر رض

اور یہ ابن عمر کے اقوال ہیں جن کو ہم نے مصنّف ابی بکر سے نقل کیا۔ ابوبکر، ابن عمر سے۔ فرمایا کہ کوئی دنیا کی کوئی شے حاصل نہیں کرتا مگر کمی پیدا ہوجاتی ہے اس کے درجات میں جو اللہ کے نزدیک ہوتے ہیں اگرچہ وہ شخص اللہ کے یہاں بزرگتر ہو۔ اور فرمایا کہ کوئی شخص اہل علم میں سے نہیں ہوگا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہوگا کہ اپنے سے بلند مرتبے والوں پر حسد نہ کرے اور اپنے سے کم مرتبہ والوں کو حقیر نہ سمجھے اور اپنے علم کی قیمت لینے کی جستجو نہ کرے۔ اور فرمایا کہ کوئی ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچے گا جب تک وہ لوگوں کو اپنے دین (کو عالی مرتبہ سمجھے) کے بارے میں بے وقوف نہ سمجھ لے۔ اور فرمایا کہ مؤمن کے قبر سے نکلنے کے وقت اُن تمام صورتوں سے جو اس نے کبھی نہ دیکھیں زیادہ حسین صورت اس کا استقبال کرے گی تو وہ اس سے کہے گا کہ تو کون ہے؟ وہ اُس سے کہے گی کہ میں وہ ہوں جو تیرے ساتھ دنیا میں رہا کرتی اب میں تجھ سے جدا نہ ہونگی یہاں تک کہ تجھے جنت میں داخل کردوں۔ اور فرمایا کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی میں نے نہ اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ کوئی درخت لگایا (یعنی نہ مکان بنایا نہ باغ لگایا) اور حمران سے فرمایا کہ اللہ سے ایسی ذمہ داری کو لیکر ہرگز نہ ملنا جس کو پورا نہ کیا ہو کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے دن نہ دینار ہونگے اور نہ درہم اپنے "اعمال" سے لوگ دوسروں کے حقوق کا بھگتان کریں گے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے اصحاب کو ایک امر پر (یعنی حال پر) پایا اور میں نے اگر ان کے خلاف کیا تو میں ڈرتا ہوں کہ ان سے نہ مل سکوں۔

سیر ابن عمر رض

اور یہ ابن عمر رض کے خصائل ہیں جن کو ہم نے مصنّف ابی بکر سے نقل کیا ہے۔ ابوبکر، جابر سے۔ کہا کہ ہم میں کوئی ایسا نہیں جس نے دنیا کو پایا مگر وہ اس کی طرف جھک گیا اور دنیا اس کی طرف جھک گئی بجز عبداللہ بن عمر کے۔ ابن عمر رض کا یہ حال تھا کہ جب اُن کو کوئی دیکھتا تو سمجھ لیتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار کی جستجو کرنے کی ایک لگن ہے۔ ابن عمر رض ان پتھر کے نشانہائے راہ کی جانب نماز پڑھنے سے کراہت کرتے تھے جن کو مروان نے بنایا تھا۔ مروی ہے

لا یُقتل بہ فی الناس وکان فی طریق مکۃ
یقول برأس راحلتہ یُثنیہا ویقول لعلّ خُفًّا
یقع علی یعنی خف راحلۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
دخل ابن عمر فی اُناس من اصحابہ
علی عبداللہ بن عامر بن کریز وہو مریض
فقالوا لہ ابشر فانک قد حفرت الحیاض
بعرفات یشرع فیہا حاج بیت اللہ و
حفرت الآبار بالفلوات قال وذکروا خصالاً
من خصال الخیر قال فقالوا انا لنرجو لک خیرا
ان شاء اللہ تعالی وابن عمر جالس لا یتکلم
فلما ابطأ علیہ بالکلام قال یا ابا عبدالرحمن
ما تقول فقال اذا طابت المکسبۃ زکت النفقۃ
وسترد فتعلم ومر ابن عمر فی خربۃ ومعہ
رجل فقال اہتف فہتف فلم یجبہ ابن عمر
ثم قال لہ اہتف فاجابہ ابن عمر ذہبوا
وبقیت اعمالہم الذہبی قال ابن المسیب
کان عبداللہ اشبہ ولد عمر بہ وکان سالم
بن عبداللہ اشبہ ولد عبداللہ بہ الذہبی
عن میمون بن مہران قال دخلت علی ابن عمر
فقومت کل شئ فی بیتہ فما وجدتہ
یسوی مائۃ درہم ودخلت بعدہ علی سالم
فوجدتہ علی مثل حالہ الذہبی دخل سالم علی
سلیمان بن عبدالملک علیہ ثیاب غلیظۃ رثۃ
فاقعدہ معہ علی سریرہ فقال رجل لعمر بن
عبدالعزیز ما استطاع خالک ان یلبس

نافع سے کہا کہ ابن عمر اپنے نفس کے ساتھ جو خاص معاملہ کرتے تھے وہ عام لوگوں کے ساتھ نہیں کرتے تھے اور مکہ کے راستہ میں اپنے سواری کے اونٹ کے سر کی طرف اشارہ کرتے اور اس کی تعریف کرتے ہوئے کہتے کہ غالباً قدم قدم کے اوپر واقع ہو رہا ہے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے اونٹ کے قدم کے اوپر۔ ابن عمرؓ اپنے اصحاب کے ساتھ عبداللہ بن عامر بن کریز کے پاس پہنچے جب کہ وہ بیمار تھے تو لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو مطمئن رہنا چاہئے آپ نے عرفات میں کئی حوض کھودے ہیں جن پر پانی کے لئے بیت اللہ کا حج کرنے والے آتے ہیں اور آپ نے بیابانوں میں کنوئیں کھودے ہیں کہا اور (اسی طرح کی) چند نیک خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم تمہارے حق میں انشاء اللہ تعالیٰ خیر (یعنی مغفرت) کی اُمید کرتے ہیں ابن عمرؓ بیٹھے ہوئے تھے وہ گفتگو نہیں کر رہے تھے۔ جب اُن کے بارے میں بات دیر تک ہو چکی تو (عبداللہ بن عامر نے) کہا کہ اے ابو عبدالرحمن تم کیا کہتے ہو تو فرمایا کہ جب مواقع کسب عمدہ ہوتے ہیں تو نفقہ بڑھ جاتا ہے اور تم عنقریب پہنچنے والے ہو تو جان لوگے۔ اور ابن عمر کا گذر ایک ویرانہ میں ہوا اور اُن کے ساتھ ایک شخص تھا تو اُس سے فرمایا کہ پکار (ان اہل قبور کو) تو اس نے پکارا (اُس پکار پر) ابن عمر نے اُس کو جواب نہ دیا۔ پھر اس سے کہا کہ پکار (اس نے پکارا) پھر اس کو ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ سب چلے گئے مگر اُن کے اعمال باقی رہ گئے۔

سالم بن عبداللہ بن عمرؓ

ذہبی۔ ابن المسیب نے کہا کہ عبداللہ عمر کی اولاد میں سب سے زیادہ اُن سے مشابہ تھے اور سالم بن عبداللہ تمام اولاد سے زیادہ عبداللہ سے مشابہ تھے۔

ذہبی، میمون بن مہران سے۔ کہا کہ میں عبداللہ بن عمر کے گھر پہنچا اور جس قدر چیزیں اُن کے گھر میں موجود تھیں اُن کی قیمت کا میں نے اندازہ کیا تو یہ اتنا نہ پایا جو ایک سو درہم کے برابر ہو جاتا اور اُن کے بعد میں سالم کے گھر پہنچا تو میں نے اُن کو عبداللہ کے حال پر پایا۔ ذہبی، سالم پہنچے سلیمان ابن عبدالملک کے پاس اور ان کے بدن پر موٹے پرانے کپڑے تھے تو سلیمان نے اُن کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ پھر ایک شخص نے عمر بن

ثیاباً فاخرۃ یدخل فیہا علی امیر المؤمنین قال وعلی المتکلم ثیاب لہا قیمۃ فقال لہ عمر ما رأیت ثیابہ وضعتہ وما رأیت ثیابک ہذہ رفعتک الی مکانہ قال احمد واسحق اصح الاسانید الزھری عن سالم عن ابیہ الذہبی قال ابو حازم لعبد الرحمن بن زید بن اسلم لقد رأینا فی مجلس ابیک اربعین حبرًا فقیہاً ادنی خصلتہ منا التواسی بما فی ایدینا وکان ابو حازم یقول اللہم انی انظر الی زید فاذکر بالنظر الیہ القوۃ علی عبادتک کان زید یقول ابن آدم اتق اللہ یحبک الناس والا کرہوا قال ابو حازم انظر کل عمل کرہت الموت من اجلہ فاترکہ ثم لا یضرک متی مت وقال یسیر الدنیا یشغلک عن کثیرۃ الآخرۃ وقال شیئان اذا عملت بہما اصبت خیر الدنیا والآخرۃ تحمل ما تکرہ اذا احبہ اللہ وتترک ما تحب اذا کرہہ اللہ وھذا آخر ما اردنا ایرادہ فی ہذا الفصل وبتمامہ تمت مقامات امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین اما بعد فہذہ کلمات امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ فی سیاسۃ الملک وتدبیر المنازل ومعرفۃ

عبدالعزیز نے کہا کہ تمہارے ماموں سے یہ نہ ہو سکا کہ وہ لباس فاخرہ پہن کر امیرالمومنین سے ملنے آتے اور اس کہنے والے کے بدن پر قیمتی کپڑے تھے تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ ان کے کپڑوں نے ان کو (ان کے مقام سے) گرایا ہو اور میں نے تیرے کپڑوں کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے تجھے ان کے مقام پر پہنچایا ہو۔ کہا احمد اور اسحق نے کہ تمام سندوں سے زیادہ صحیح سند ہے "الزہری عن سالم عن ابیہ"

زید بن اسلم

ذہبی، کہا ابو حازم نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے کہ ہم نے تمہارے باپ کی مجلس میں چالیس بڑے علماء فقہاء کو دیکھا۔ ہماری ادنیٰ خصلت یہ تھی کہ ہمارے ہاتھوں میں جو مال آجاتا ہر ایک دوسرے کی اس سے خبر گیری کرتا تھا۔ اور ابو حازم کہا کرتے تھے کہ یا اللہ جب میں زید کی طرف دیکھتا ہوں تو ان کی طرف نظر کرنے سے تیری عبادت پر قوت کو یاد کرتا ہوں (یعنی اپنے نفس میں عبادت کی ہمت پاتا ہوں) اور زید فرمایا کرتے کہ اے ابن آدم اللہ سے ڈرتا رہ تو تجھ سے لوگ محبت کریں گے ورنہ نفرت کریں گے۔

ابو حازم

ابو حازم کا قول ہے کہ غور کرو وہ کونسا عمل ہے کہ جس کی وجہ سے تو موت سے ڈرتا ہے پھر اس کو ترک کر دے اس کے بعد تجھے وہ نقصان نہ پہنچائے گا کسی وقت بھی تو مر جائے (مطلب یہ ہے کہ سچی توبہ کے بعد بداعمال سابقہ کی مضرت ختم ہو جاتی ہے) اور فرمایا کہ دنیا کا تھوڑا سا حصہ تم کو آخرت کے بڑے حصہ سے غافل کر دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ جب تو ان پر عمل پیرا ہو جائے گا تو دنیا و آخرت کی بھلائی پر پہنچ جائے گا، تو بات کو برداشت کرے جو تجھ پر گراں گذرے جب کہ اللہ تعالیٰ اس کو پسند کرتا ہے اور تو اس بات کو چھوڑ دے جو تجھ کو پسند ہو جب کہ اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند کرتا ہے۔ اور یہ اس مضمون کا آخر حصہ ہے جس کو ہم نے اس فصل میں لانے کا ارادہ کیا تھا اور اس کے پورا ہونے پر امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامات پورے ہو گئے۔ اور پہلے اور پیچھے اور ظاہر اور باطن سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور رحمت خاصہ نازل فرمائے

الأخلاق أحببنا ان لا يخلو كتابنا عنها و ان كانت يسيرةً بالنسبة الى ما نقل عنه في هذه الابواب البخاري وابو بكر واللفظ لابي بكر قال عمر حين طُعن اوصي الخليفةَ من بعدي بتقوى الله والمهاجرين الاولين ان يعرف لهم حقهم ويعرف لهم حرمتهم واوصيه باهل الامصار خيرًا فانهم ردأ الاسلام وغيظ العدو وجباة الاموال ان لا يؤخذ منهم فيئهم الا عن رضا منهم واوصيه بالانصار خيرًا الذين تبوؤا الدار والايمان ان يقبل من محسنهم ويتجاوز عن مسيئهم واوصيه بالاعراب خيرًا فانهم اصل العرب ومادة الاسلام ان يؤخذ من حواشي اموالهم فترد على فقرائهم واوصيه بذمة الله وذمة رسوله ان يوفي لهم بعهدهم وان لا يكلفوا الا طاقتهم ابو بكر عن جارية بن قدامة السعدي قال حججت العام الذي اصيب فيه عمر قال اني رأيت ان ديكا نقرني نقرتين او ثلثا ثم لم تكن الا جمعة او نحوها حتى اصيب قال فاذن لاصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم اذن لاهل الشام ثم اذن لاهل العراق فكنا آخر من دخل عليه وبطنه معصوب ببرد اسود والدماء تسيل كلما دخل قوم بكوا واثنوا عليه فقلنا له اوصنا وما سأله الوصية احد غيرنا فقال عليكم بكتاب الله

اللہ تعالیٰ اپنی سب سے بہتر مخلوق پر حضرت محمدؐ اور اُن کی اولاد اور ان کے تمام اصحاب پر۔

امّا بعدُ ملک کے نظم حکومت اور گھریلو زندگی کی اصلاح اور معرفت اخلاق کے بارے میں امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کے یہ ملفوظات ہیں ہم نے یہ بہتر خیال کیا کہ ہماری کتاب ان سے خالی نہ رہے اگرچہ بہ نسبت اُس کے جو اس باب میں اُن سے منقول ہیں کم ہوں۔ **بخاری وابوبکر** اور روایت کے الفاظ ابوبکر کے ہیں کہ جب عمرؓ زخمی کر دیئے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں اپنے بعد میں ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے بارے میں کہ اس سے ڈرتا رہے اور مہاجرین اوّلین کے بارے میں کہ جو اُن کا حق ہے اس کو پہچانے اور اُن کی حرمت کا لحاظ رکھے اور میں ان کو وصیت کرتا ہوں کہ دوسرے شہر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے کیونکہ وہ لوگ اسلام کے مددگار اور دشمنوں کو غصہ دلوانے (یعنی اُن کی مرعوبیت کا سبب کیونکہ ان کی شرکت سے مسلمانوں کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے) اور آمدنی کا ذریعہ ہیں (اچھا برتاؤ) یہ کہ اُن سے جو محاصل لئے جائیں وہ اُن کی رضامندی کے بغیر نہ لئے جائیں۔ اور میں اُس کو وصیت کرتا ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی جو اس دارالاسلام (یعنی مدینہ) میں ایمان کے ساتھ (مہاجرین کے آنے سے قبل سے) رہتے سہتے ہیں (نیک برتاؤ یہ) کہ اُن کے اچھے کردار والوں کی عزت افزائی کی جائے اور بُرے کردار والوں سے چشم پوشی کی جائے۔ اور میں اس کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کیونکہ وہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اور اسلام کا مادّہ ہیں کہ اُن کے (ضروریات معیشت سے) زوائد اموال میں سے اُن سے لیا جائے پھر اُن ہی میں کے حاجت مندوں پر لوٹا دیا جائے۔ اور میں اس کو وصیت کرتا ہوں اللہ کی ذمہ داری اور اُس کے رسول کی ذمہ داری کو (ذمّی لوگوں کے حق میں) پورا کرنے کے لئے کہ جو عہد اُن سے کیا گیا اس کو پورا کریں اور اُن کو اُن کی برداشت سے زیادہ کا مکلف نہ بنایا جائے۔ **ابوبکر** جاریہ بن قدامۃ السعدی سے، بیان کیا کہ میں نے اس سال حج کیا تھا جس میں عمر پر زخم پڑا تھا۔ بیان کیا کہ پھر عمر نے تقریر کی کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک مُرغ نے میرے دو یا تین ٹھونگیں ماریں۔ پھر ایک جمعہ یا اس کے قریب نہیں گذرا تھا کہ مجھ پر یہ چوٹ پڑی، بیان کیا کہ پھر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے کی اجازت دی، پھر اہل مدینہ کو اجازت دی

فانکم لن تضلوا ما اتبعتموہ و
اوصیکم بالمہاجرین فانّ الناس لایکثرون
و یقلّون و اوصیکم بالانصار فانہم
شعب الایمان الذی لجأ الیہ واوصیکم
بالاعراب فانہا اصلکم و مادتکم و
اوصیکم بذمتکم فانہا ذمۃ نبیکم و رزق
عیالکم قوموا عنّی فمازادنا علی ہؤلاء
الکلمات ابوبکر عن المسور بن مخرمۃ
قال سمعت عمر وانّ احدی اصابعہ
فی جرحہ ہذہ او ہذہ وہو یقول یا معشر
القریش انی لا اخاف الناس علیکم
انما اخافکم علے الناس انی قد ترکت
فیکم ثنتین لن تبرحوا بخیر مالزمتموھما
العدل فی الحکم والعدل فی القسم
وانی قد ترکتکم علی مثل مخرفۃ النعم
الّا ان یتعوج قوم فیعوّج بہم
ابوبکر عن حسن بن محمد قال عمر
لعثمان اتق اللہ وان ولیت شیئاً
من امور الناس فلا تحمل بنی ابی
معیط علی رقاب الناس وقال لعلی
اتق اللہ وان ولیت شیئاً من
امور الناس فلا تحمل بنی ہاشم علی
رقاب الناس وقد روی فی وصیتہ
لخلیفۃ من بعدہ روایات شتی
اشبعہا فیما اری ماوجدت فی

پھر اہل عراق کو اجازت دی، تو ہم ان لوگوں میں جو آپ کے پاس آئے سب سے بعد کے تھے اور آپ کا پیٹ سیاہ چادر سے بندھا ہوا تھا اور خون جاری تھا جب قوم کے لوگ آتے تو روتے اور ان کی مدح کرتے۔ پھر ہم نے ان سے عرض کیا کہ ہم کو وصیت کیجئے، اور کسی نے ہمارے سوا اُن سے وصیت کا سوال نہیں کیا تھا، تو فرمایا کہ تم پر کتاب اللہ کو پکڑنا ضروری ہے جب تک تم اس کا اتباع کرتے رہوگے ہرگز نہیں بھٹکوگے اور میں تم کو مہاجرین کے ساتھ حسن معاملہ کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ لوگ زیادتی اور کمی کرتے رہتے ہیں۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی کیونکہ وہ ایمان کی پناہ گاہ تھے جس نے اس کی پناہ لی تھی اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کی کیونکہ وہ تمھاری اصل اور تمھارا مادہ ہیں اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں ذمیوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کہ وہ تمھارے نبی کی ذمہ داری میں ہیں اور تمھارے کنبہ کا رزق ہیں (کہ اُن سے حاصل شدہ جزیہ تم پر تقسیم ہوتا ہے) میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ پس ان کلمات سے زیادہ نہ فرمایا۔ ابوبکر مسور بن مخرمہ سے۔ کہا کہ میں نے عمرؓ سے اس حال میں سُنا کہ وہ اپنی انگلیوں میں سے ایک کو اپنے زخم پر رکھے ہوئے تھے، یہ یا یہ (انگلی۔ راوی نے اشارہ کیا) اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ اے گروہ قریش مجھے لوگوں سے تمھارے بارے میں خوف نہیں (کہ وہ تمھیں ستائیں) مجھے تو تم سے خوف ہے لوگ کے بارے میں (کہ تم عوام کو ستانے لگو) میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں تم خیر سے ہرگز نہیں ہٹوگے جب تک ان دونوں پر جمے رہوگے، عدل حکم میں اور عدل تقسیم (اموال) میں۔ اور میں نے تم کو ایسی راہ پر چھوڑا ہے جو مثل اس گوہر کے ہے جو اونٹوں کے قدموں کے نشان سے بن جاتی ہے مگر یہ کہ قوم وہ راہ چھوڑ کر چلے تو اُن کو بھٹکنے دیا جائے گا۔ ابوبکر حسن بن محمد سے، عمرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم لوگوں کے امور میں سے کسی شے کے والی بنا دیئے جاؤ تو ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا اور علیؓ سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اگر تم لوگوں کے امور میں سے کسی شے کے والی بنا دیئے جاؤ تو بنی ہاشم کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کر دینا۔ اور اپنے بعد کے خلیفہ کے لئے آپ کی وصیتوں کے بارے میں مختلف روایات

بعض كتب التاريخ أوصى عمر رضي الله
تعالى عنه حين طعنه ابو لؤلؤة
من استخلفه على المسلمين بعده من
اهل الشورى فقال أوصيك بتقوى الله
لا شريك له وأوصيك بالمهاجرين
الاولين خيرا ان تعرف لهم سابقتهم
وأوصيك بالانصار خيرا اقبل من
محسنهم وتجاوز عن مسيئهم و
أوصيك باهل الامصار خيرا فانهم
ردأ العدو وجباة الفيء لا تحمل
فيئهم الى غيرهم الا عن فضل منهم
وأوصيك باهل البادية خيرا فانهم
أصل العرب ومادة الاسلام
ان تؤخذ من حواشي اموالهم
فيردّ على فقرائهم وأوصيك
باهل الذمة خيرا ان تقاتل من
ورائهم ولا تكلفهم فوق طاقتهم
اذا أدّوا ما عليهم للمسلمين طوعا
او عن يد وهم صاغرون وأوصيك
بتقوى الله وشدة الحذر منه
ومخافة مقتته ان يطلع منك على
ريبة وأوصيك ان تخشى الله
في الناس ولا تخشى الناس في الله
وأوصيك بالعدل في الرعية و
التفرغ لحوائجهم ولا تغتر

ہیں۔ میرے خیال میں سب سے زیادہ سیری پیدا کرنے والی ان میں سے وہ روایات ہیں جو میں نے بعض کتب تاریخ میں پائی ہیں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل شوریٰ میں سے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو یہ وصیت کی جب کہ ابولؤلؤ نے اُن کو زخم پہنچایا۔ فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے جس کا کوئی شریک نہیں ڈرتے رہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ مہاجرین اولین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور ان کی خدمات سابقہ کا حق پہچانو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں انصار کے ساتھ نیک برتاؤ کی۔ اُن میں کے اچھے کام کرنے والوں کی خدمت کی قدر کرو اور اُن میں کے بُرے کردار والوں سے چشم پوشی کرو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دوسرے شہر والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کی کہ وہ دشمنوں کو غصہ دلانے والے اور آمدنی کا ذریعہ ہیں۔ اُن سے جو آمدنی ہو وہ اُن کے غیر پر صرف نہ کی جائے مگر جب کہ ان سے بچی ہوئی ہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں دیہات والوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کی کہ وہ لوگ عرب کی جڑ ہیں اور اسلام کا مادہ ہیں، اُن کے زائد اموال میں سے لیا جائے اور ان کے حاجت مندوں پر لوٹا دیا جائے۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ذمیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے کہ تم ان کے پیچھے (یعنی ان کی حفاظت کے لئے) قتال کرو اور اُن کی طاقت سے زیادہ اُن کو تکلیف نہ دو جب کہ وہ مسلمانوں کے اُس حق کو اپنے ہاتھ سے ادا کر رہے ہوں جو اُن پر مقرر ہے اطاعت کے ساتھ فرمانبردار ہو کر اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے تقویٰ کرنے اور اس کی ناراضی سے شدت کے ساتھ پرہیز رکھنے اور اس کی برہمی سے خائف رہنے کی۔ ایسا نہ ہو کہ تمہاری طرف سے بُرائی پر مطلع ہو۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم لوگوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ کے بارے میں لوگوں سے نہ ڈرو اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ رعیت میں عدل قائم کرو اور ان کی حاجات پوری کرنے کے لئے وقت نکالو اور اُن کی حدود میں دھوکہ نہ کرو اور فقیر کے مقابلہ پر غنی کی اعانت نہ کرو۔ بیشک اس عمل میں اللہ کے حکم سے

ثغورہم ولا تُعینَ غنیہم علی فقیرہم
فان فی ذٰلک باذن اللہ سلامۃٌ
لقلبک وحطًّا لذنوبک وخیرًا فی
عاقبۃ امرک واُوصیک ان تشدّد فی
امر اللہ وفی حدودہ والزجرِ عن معاصیہ
علی قریب الناس وبعیدہم ولا تأخذک
الرأفۃ والرحمۃ فی احدٍ منہم حتی
تنتہک منہ مثل جرمہ واجعل الناس
عندک سواءً لاتبالی علی من وجب
الحقُّ ولا تأخذک فی اللہ لومۃ
لائمٍ وایاک والأثرۃ والمحابات فیما
ولاک اللہ ممّا افاء اللہ علی المسلمین
فتجور فتظلم وتحرّم نفسک من ذٰلک
ما قد وسعہ اللہ علیک فانک فی منزلٍ
من منازل الدنیا وانت الی الآخرۃ
جدُّ قریبٍ فان صدقت فی دنیاک
عفۃً وعدلاً فیما بُسط لک اقترفتَ
برضوانًا وایمانًا وان غلبک الہوی
اقترفتَ فیہ سُخط اللہ ومقتہ
واُوصیک ان لاترخّص لنفسک و
لا لغیرک فی ظلم اہل الذمۃ واعلم انی
قد اوصیتک وخصصتک ونصحتُ
لک ابتغی بذلک وجہ اللہ والدار
الآخرۃ ودللتک الی ماکنتُ دالًّا
علیہ نفسی فان عملتَ بالذی وعظتک

تمہارے قلب کے لئے سلامتی اور تمہارے گناہوں کے لئے ازالہ اور تمہارے انجام کے لئے خیر ہے اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ کے امر اور اس کی حدود میں سختی کرو اور اس کی نافرمانی پر قریب کے لوگوں اور بعید کے لوگوں کو سب کو ڈانٹ ڈپٹ کرو اور اُن میں سے کسی پر لطف و مرحمت تم کو اس بات سے باز نہ رکھے یہاں تک کہ تم اُس کو اس کے جُرم کے مناسب سزا دو۔ اور اپنے روبرو سب لوگوں کو ایک درجہ میں رکھو اور اس کی پرواہ مت کرو کہ جس پر حق واجب ہے وہ کون (یعنی کس مرتبہ کا) ہے۔ اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تم کو روک نہ سکے۔ اور تم کو لازم ہے کہ غیر مستحق لوگوں کو ترجیح دینے اور حقوق میں کمی کرنے سے بچو مسلمانوں کے ان اموالِ غنیمت میں جن کا ذمہ دار اللہ نے تم کو بنا دیا ہے کہیں تم حد سے گذر جاؤ اور ظلم کرنے لگو اور اس کی وجہ سے تم اپنے نفس پر حرام کر لو اُس (نعمتِ آخرت) کو جس کو اللہ نے تم پر وسیع کیا تھا۔ کیونکہ تم دنیا کے مقامات میں سے ایک مقام میں ہو اور تم آخرت کی طرف بہت قریب ہو تو (جو دولت) تمہارے سامنے پھیلا دی گئی ہے اگر تم اپنی دنیا میں عفت اور عدل کے ساتھ صادق رہوگے تو اللہ کی رضا اور ایمان کے ثمرات حاصل کر لوگے اور اگر تم پر نفسانی خواہش غالب آگئی تو تم اللہ کے غصہ اور اس کی ناراضی کو حاصل کروگے۔ اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم اہلِ ذمہ پر ظلم کے لئے نہ اپنے نفس کو اجازت دینا اور نہ کسی دوسرے کو۔ اور سمجھ لو کہ میں نے تم کو وصیت کی اور تم کو مخصوص کیا اور تمہاری خیر خواہی کی میری غرض اس سے اللہ کی رضا اور دارِ آخرت ہے، میں نے تم کو وہ رہنمائی کی جو اپنے نفس کو کرتا رہا ہوں تو جو نصیحتیں میں نے تم کو کی ہیں اگر تم نے اُن پر عمل کیا اور ان سب باتوں پر ٹھہر گئے جن کا میں نے تم کو امر کیا ہے تو تم نے بڑا حصہ اور بھرپور کامیابی حاصل کر لی اور اگر تم نے اس کو قبول نہ کیا اور نہ عمل کیا اور نہ چھوڑا ایسی بڑی

وانتهيت الى الذي امرتك به اخذت
منه نصيبا وافرا وحظا وافيا و
ان لم تقبل ذلك ولم تعمل ولم تترك
معاظم الامور عند الذي يرضى الله به
سبحانه عنك يكن ذلك بك انتقاصا ويكن
رأيك فيه مدخولا فالاهواء مشتركة
ورأس الخطيئة ابليس الداعي الى كل
هلكة قد اضل القرون السابقة
قبلك واوردهم النار ولبئس الثمن
ان يكون حظ امرء من دنياه موالاة عدو
الله الداعي الى معاصيه اركب الحق و
خض اليه الغمرات وكن واعظا لنفسك
وانشدك لما ترحمت الى جماعة المسلمين
واجللت كبيرهم ورحمت صغيرهم و
قربت عالمهم ولا تضربهم فيه سواء
ولا تستاثر عليهم لفئ فتغضبهم و
لا تحرمهم عطاياهم عند محلها فتفقرهم
ولا تجمرهم في البعوث فتقطع نسلهم و
لا تجعل الاموال دولة بين الاغنياء
منهم ولا تغلق بابك دونهم فيأكل
قويهم ضعيفهم هذه وصيتي اياك و
اشهد الله عليك واقرأ عليك السلام
والله على كل شيء شهيد المحب الطبري
كتب عمر الى ابي عبيدة بن الجراح
اما بعد فانه لا يقيم امر الله في الناس

برائیوں کو جس کی وجہ سے اللہ سبحانہ تم سے راضی ہوتا تو یہ امر تمہارے لئے مرتبہ میں کمی کا سبب ہوگا اور تمہاری رائے اس میں عیب دار ہوگی (شیطان کے دخل سے) نفسانی خواہشیں (سب کی یعنی تمہاری اور گذشتہ زمانے کے گمراہ لوگوں کی) یکساں ہیں حال یہ ہے کہ گناہوں کا اصل منبع ابلیس عہ ہے جو ہر مقام ہلاکت کی طرف دعوت دیتا رہتا ہے وہ تم سے پہلے گذرے ہوئے لوگوں کو گمراہ کر چکا ہے اور ان کو جہنم میں داخل کر چکا ہے۔ اور یقیناً یہ بہت برا اجر ہوگا کہ دنیا میں سے جو حصہ میں آئے وہ موالات (یعنی محبت و اطاعت) ہو اللہ کے دشمن کی جو اس کی نافرمانیوں کی طرف دعوت دیتا رہتا ہے۔ حق پر قائم رہو اور سختیوں کے مواقع میں اسی کی جستجو کرو اور اپنے نفس کو نصیحت کرتے رہو اور میں تم کو تاکید کرتا ہوں جب تم جماعت مسلمین پر شفقت کرو اور ان کے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر مہربانی کرو اور ان میں کے عالم کو مقرب بناؤ تو ان سب کو تقرب میں برابر نہ کر دینا اور تقسیم اموال میں ان کی حق تلفی نہ کرنا جس سے ان کو ناراض کر دو اور تقسیم کے موقع پر ان کو ان کے وظائف سے محروم نہ کرنا جس سے ان کو نادار بنا دو۔ اور لوگوں کو لشکروں میں بند کر کے نہ رکھ چھوڑنا جس سے تم ان کی نسل منقطع کر ڈالو۔ اور اموال کو اغنیاء میں دائر سائر نہ کر چھوڑنا اور لوگوں پر دروازہ بند کر کے نہ بیٹھ جانا کہ طاقت ور کمزور کو کھا جائے (اور وہ اپنی فریاد نہ پیش کر سکے) یہ تمہارے لئے میری وصیت ہے اور میں تم پر اللہ کو گواہ قرار دیتا ہوں اور تم کو سلام کہتا ہوں اور اللہ ہر چیز سے خوب واقف ہے۔ **محب طبری**۔ عمرؓ نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کو لکھا **امابعد** اللہ کے امر کو لوگوں میں وہی شخص قائم کرے گا جو پختہ عقل پختہ تدبیر والا ہو، غافل نہ ہو اور لوگوں کو اس کے کسی مخفی عیب کی اطلاع نہ ہو اور حق (بات) میں لوگوں پر برہم نہ ہو اور اللہ

عہ مقصد یہ ہے کہ جو ابلیس پچھلے لوگوں کے دلوں میں وساوس ڈالتا تھا وہی ابلیس تمہارے دلوں میں ڈالے گا اس لئے یکسانیت ہونی چاہئے ۱۲

الاّ حصیف العقدۃ بعید الغرۃ لا یطلع الناس منہ علی عورۃ ولا یحنق فی الحق علی جرۃ ولا یخاف فی اللہ لومۃ لائم المحب الطبری کتب عمر الی ابی عبیدۃ اما بعد فانی کتبت الیک کتابا لم آلک ونفسی فیہ خیرًا الزم خمس خصال یسلم لک دینک و تحظ بافضل حظک اذا حضرک الخصمان فعلیک بالبینات العدول والایمان القاطعۃ ثم ادن الضعیف حتی ینبسط لسانہ ویجترئ قلبہ وتعاہد الغریب فانہ اذا طال حبسہ ترک حاجتہ وانصرف الی اہلہ وانما الذی ابطل حقہ من لم یرفع بہ راسا واحرص علی الصلح مالم یتبین لک القضاء والسلام علیک وروی ان عمر کتب الی ابی موسیٰ الاشعری اما بعد فان للناس نفرۃ عن سلطانہم فاعوذ باللہ ان تدرکنی وایاک عمیاء مجہولۃ و ضغائن محمولۃ واہواء متبعۃ ودنیا مؤثرۃ اقم الحدود واجلس للمظالم ولو ساعۃ من نہار واذا عرض لک امران احدہما للہ والآخر للدنیا فابدأ بعمل الآخرۃ فان الدنیا تفنی والآخرۃ تبقی وکن من مال اللہ عزوجل علی حذر واخف الفساق واجعلہم یدا یدا ورجلا رجلا

کے حکم کی تعمیل میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے۔

محب طبری عمرؓ نے ابو عبیدہ کو لکھا **اما بعد** میں نے تم کو خط لکھا ہے جس میں خیر کے اعتبار سے نہ تمہارے لئے کوتاہی کی نہ اپنے لئے۔ پانچ خصلتوں کو لازم کرلو تمہارا دین تمہارے پاس محفوظ رہے گا اور تم کو افضل اجر عطا کیا جائے گا۔ جب تمہارے سامنے مدعی مدعا علیہ حاضر ہوجائیں تو تم کو لازم ہے کہ ایسے گواہ طلب کرو جو عدول ہوں اور ایسی قسمیں جو قطعی ہوں۔ پھر ضعیف کو اپنے نزدیک کرو تاکہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے دل میں جرأت پیدا ہوجائے اور پردیسی کی مراعات کرو کیونکہ (تمہارے التفات کے انتظار میں) جب اس کا پھنساؤ طویل ہوجائے گا تو وہ اپنی حاجت کو ترک کرکے اپنے گھر چلا جائے گا اور جس شخص نے اس کا حق تلف کیا وہ وہ ہوگا جس نے اس کی طرف سر نہ اٹھایا اور جب صحیح فیصلہ تم پر عیاں نہ ہو تو فریقین میں صلح کرا دینے پر حریص رہو۔ والسلام علیک۔ اور مروی ہے کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری رضؓ کو لکھا **اما بعد** یہ یقینی بات ہے کہ لوگوں کو اپنے اوپر مسلط ہوجانے والوں سے نفرت ہوتی ہے تو میں اس بات سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے اور تمہیں ایسی حالت پکڑ لے کہ اندھا دھند فیصلے کرنے لگیں اس حال میں کہ کینے اٹھے ہوئے ہوں اور نفسانی خواہشوں کا اتباع کیا جارہا ہو اور دین کو مؤخر کیا جارہا ہو۔ حدود کو قائم کرو اور روزانہ مظالم (کے فیصلے کے لئے) بیٹھو اگرچہ دن کی ایک گھڑی کے لئے بیٹھنا ہو۔ اور جب تمہارے سامنے ایسے دو امر پیش ہوں جن میں سے ایک اللہ کے لئے ہو اور دوسرا دنیا کے لئے تو آخرت کے عمل سے کام شروع کرو کیونکہ دنیا فنا ہونے والی اور آخرت باقی رہنے والی ہے۔ اور اللہ عزوجل کے مال میں محتاط رہو، اور فاسقوں سے ڈرتے رہو۔ اور ان کو مجتمع نہ ہونے دو، ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں جدا جدا کردو۔ اور جب کہ وہ قبائل کے درمیان فتنے اٹھاتے پھریں

وإذا كانت بين القبائل ثائرة يا لفلان
يا لفلان فانما تلك نجوى الشيطان
فاضربهم بالسيف حتى يفيئوا الى امر الله
ويكون دعواهم الى الله والى الاسلام
قوله واجعلهم يدًا يدًا ورجلاً رجلاً اي
فرقهم ولا تتركهم بحيث يتعاونون
عليك وكتب الى معاوية اياك
والاحتجاب دون الناس وأدن للضعيف
وأدنه حتى يبسط لسانه ويجترئ قلبه
وتعهد الغريب فانه اذا طال حبسه
ضاق صدره وضعف قلبه و
ترك حقه ابوبكر عن معاوية بن
قرة عن ابيه قال قال عمر ما استفاد
رجلٌ او قال عبدٌ بعد ايمان بالله
خيرًا من امرأة حسنة الخلق ودود
ولود وما استفاد رجلٌ بعد الكفر
بالله شرًا من امرأة سيئة الخلق
حديدة اللسان ثم قال ان منهن
غنمًا لا يحذى منه وان منهن غلًا
لا يفدى منه ابوبكر عن سمرة بن
جندب قال سمعت عمر بن الخطاب
يقول النساء ثلاثةٌ امرأة هينةٌ لينةٌ
عفيفةٌ مسلمة ودودٌ ولودٌ تعين
اهلها على الدهر ولا تعين الدهر
على اهلها وقلّ ما تجدها ثانية

کہ اے فلاں اور اے فلاں (ایسا اور ایسا کرو) تو یہ شیطان کی سرگوشیاں ہوں گی تو ان پر تلوار چلاؤ یہاں تک کہ وہ اللہ کے امر کے ماتحت آئیں اور ان کا رجوع اللہ کی طرف ہو جائے اور اسلام کی طرف۔ (شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کی تفسیر) اس قول کا کہ "ان کو ہاتھ ہاتھ اور پاؤں پاؤں کر دو" یہ مطلب ہے کہ ان کو متفرق کر دو اور چھوڑے مت رکھو کہ وہ تمہارے مقابلہ کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کرنے لگیں۔ اور آپؓ نے معاویہؓ کو لکھا کہ خبردار اپنے اور عام لوگوں کے درمیان پردے ڈال کر نہ بیٹھو۔ اور ضعیف کے قریب بیٹھو اور اس کو اپنے قریب بٹھالو تاکہ اس کی زبان کھل جائے اور قلب جری ہو جائے۔ اور پردیسی کا خیال رکھو کیونکہ جب اس کا پھنساؤ طویل ہو جائے گا تو اس کا سینہ تنگ اور قلب ضعیف ہو جائے گا اور وہ اپنا حق چھوڑ دیگا۔ ابوبکر معاویہ بن قرہ سے اور وہ اپنے باپ سے۔ کہا کہ فرمایا عمرؓ نے کہ کسی شخص نے (یا یوں فرمایا کہ) کسی بندے نے اللہ پر ایمان لانے کے بعد ایسی عورت سے زیادہ خیر نہیں کمائی جس کی اچھی عادت ہو، محبت کرنے والی ہو، بچے جننے والی ہو۔ اور کسی شخص نے اللہ سے کفر کے بعد ایسی عورت سے زیادہ شر نہیں کمایا جو بدخلق اور تیز زبان ہو۔ پھر فرمایا کہ عورتوں میں سے بعض ایسی غنیمت ہوتی ہیں کہ ان سے کسی نعمت کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا اور ان میں سے بعض گردن کا طوق ہوتی ہیں جن سے چھٹکارا حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ابوبکر سمرہ بن جندب سے، کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا فرماتے تھے کہ عورتیں تین قسم کی ہیں ہلکی پھلکی (یعنی شوہر پر اخراجات کا بوجھ نہ ڈالنے والی) نرم خو، پاکدامن مسلمہ، محبت شعار، بچے جننے والی، برا وقت آپڑنے پر شوہر کی مدد گار، نہ کہ شوہر کے حق میں برے وقت کی مدد گار بنے۔ اور ایسی عورتیں کم پاؤ گے۔ دوسری وہ عورت ہے جو پاک دامن، مسلمہ ہو اور ظرف اولاد ہو (خوب جنتی رہے) اس

امرأۃٌ عفیفۃٌ مسلمۃٌ وانما ہی وعاءٌ
للولد لیس عندہا غیرُ ذلک ثالثۃٌ
غلٌ قملٌ یجعلہا اللہُ فی عُنق من یشاءُ
لاینزعُہا غیرُہ۔ الرجالُ ثلثۃٌ
رجلٌ عفیفٌ مسلم عاقل یأتمرُ فی
الامورِ اذا اقبلت فاذا وقعت
خرج منہا برأیہ ورجلٌ عفیف مسلم
لہ رأیٌ فاذا وقع الامرُ اتی ذاالرأی
والمشورۃِ فشاورہ واستأمرہ ثم
نزلَ عندَ امرہ ورجلٌ جائرٌ بائرٌ
لایأتمرُ رُشدًا ولایُطیعُ مُرشدًا
ابوالليث عن مکحول ان عمر کتب
الی اہل الشام ان علّموا اولادَکم
السباحۃ والرِمایۃ والفروسیۃ و
مروہم بالاحتفاء بینَ الاغراض ابوالليث
عن عمر قال جاءت امرأۃٌ الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت
یارسولَ اللہ ماحقُّ الزوج علی المرأۃِ
فقال لاتمنعُہ نفسَہا وان کانت علی
ظہرِ قتبٍ ولاتصومُ یومًا الا باذنِہ
الا رمضانَ فان فعلت کان الاجرُ
لہ والوزرُ علیہا ولاتخرج الا باذنہ
فان خرجت لعنتہا ملائکۃُ الرحمۃ
وملائکۃ العذاب حتی ترجع ابوالليث
ذُکر فی الخبر انّ رجلاً جاء الی عمر

سے زیادہ اور کچھ نہ ہو۔ تیسری[۳] عورت گلے کی رسی جوؤں سے بھری ہوئی، اس کو اللہ تعالیٰ جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور نہ اس کے سوا اُس کو کوئی نہیں نکال سکتا۔ مرد تین قسم کے ہیں ایک[۱] مرد وہ ہے جو عفیف (حرام کاری سے بچنے والا) ہو، مسلم صاحب عقل ہو، جب امورِ مہمہ پیش آنے والے ہوں تو اپنی رائے سے مناسب حل تجویز کرلے اور جب وہ آپڑیں تو اُن سے عہدہ برآ ہو جائے۔ اور[۲] ایک مرد وہ ہے جو صاحب عفت ہو، مسلم ہو، کچھ رائے بھی رکھتا ہو تو جب کوئی امر واقع ہوجائے تو وہ صاحب رائے ومشورہ کے پاس آئے اور مشورہ کرے اور اس سے امر حاصل کرے پھر اس پر کاربند ہو جائے۔ اور[۳] تیسرا ایک مرد وہ ہے جو حد (اعتدال) سے گذرنے والا اور ظالم ہوتا ہے۔ نہ وہ کسی سے بھلائی کے لئے مشورہ کرتا ہے اور نہ صحیح راہ نمائی کرنے والے کی بات مانتا ہے۔ ابوالليث مکحول سے، کہ عمرؓ نے اہل شام کو لکھا کہ اپنے لڑکوں کو تیرنا سکھاؤ اور تیر اندازی اور گھوڑے کی سواری اور حکم دو اُن کو اطراف وجوانب کے درمیان چھپنے کا (اس کی بھی مشق کراؤ)۔ ابوالليث، کہا کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ یارسول اللہ بیوی پر شوہر کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ بیوی اپنے نفس کو اُس سے نہ روکے اگرچہ وہ اونٹ کی کاٹھی پر بیٹھی ہوئی ہو اور کسی دن روزہ نہ رکھے بغیر اس کی اجازت کے بجز رمضان کے پھر اگر عورت نے ایسا کیا تو اجر شوہر کے لئے ہوگا اور گناہ عورت پر ہوگا اور گھر سے بغیر اُس کی اجازت کے نہ نکلے۔ اور اگر (بغیر اجازت) نکلے گی تو اس پر ملائکۂ رحمت اور ملائکۂ عذاب لعنت کرتے رہیں گے جب تک وہ واپس آئے۔ ابوالليث، خبر میں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص عمرؓ کی طرف پہنچا جو اپنی بیوی کی شکایت اُن سے کرنا چاہتا تھا جب وہ عمرؓ کے دروازے پر پہنچا تو اُس نے اُن کی بیوی اُم کلثوم کی آواز سنی جو کہ اُن پر برس رہی تھیں تو اس نے سوچا کہ میں اُن سے شکایت کرنا چاہتا تھا حالانکہ

يشكو من زوجته فلما بلغ بابه سمع
امرأته ام كلثوم تطاولت عليه فقال
الرجل انى اريد ان اشكو اليه و
به من البلوىٰ مثل ما بى فرجع فدعاه
عمر فسأله فقال انى اريد ان اشكو اليك
زوجتى فلما سمعت من زوجتك ما سمعت
رجعت فقال انى اتجاوز عنها لحقوق
لها علىّ اولها انها ستر بينى و
بين النار فيسكن بها قلبى عن الحرام
والثانى انها خازنة لى اذا خرجت
من منزلى تكون حافظة لمالى و
الثالث انها قصارة لثيابى والرابع
انها ظئر لولدى والخامس انها خبازة
وطباخة لى فقال الرجل ان لى
مثل ذلك فاتجاوز عنها الغزالى
شهد عند عمر شاهد فقال ائتنى
بمن يعرفك فاتاه برجل فاثنى عليه
خيرا فقال عمر انت جاره الادنى
الذى تعرف مدخله ومخرجه فقال لا
فقال كنت رفيقه فى السفر الذى
يستدل به على مكارم الاخلاق قال
لا قال فعاملته بالدينار والدرهم الذى
يستبين به ورع الرجل قال لا قال
اظنك رأيته قائما فى المسجد
يهمهم بالقرآن يخفض رأسه طورا

خود اُن پر بھی ایسا ہی ابتلاء ہے جیسا کہ مجھ پر ہے۔ پھر وہ لوٹ گیا۔ تو عمرؓ نے اس کو بلایا اور اس سے پوچھا کہ کیسے آئے تھے؟ تو اس نے کہا کہ میں نے آپ سے اپنی بیوی کی شکایت کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ پھر جب میں نے آپ کی بیوی کی باتیں سُنیں تو میں لوٹ گیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں اُس سے اُس کے چند حقوق کی وجہ سے جو مجھ پر ہیں درگذر کرتا ہوں۔ پہلا حق یہ ہے کہ وہ میرے اور نارِ جہنم کے درمیان ایک پردہ ہے اُس کی وجہ سے میرا قلب حرام سے بچا رہتا ہے (یعنی حرام کے خطرے سے محفوظ رہتا ہے) دوسرا یہ کہ وہ میری خزانچی ہے، جب میں اپنے گھر سے نکلتا ہوں تو وہ میرے مال کی محافظ ہوتی ہے، تیسرا یہ کہ وہ میرے کپڑوں کی دھوبن ہے۔ چوتھا یہ کہ وہ میرے بچوں کی سواری ہے۔ پانچواں یہ کہ وہ میری نانبائی اور باورچن ہے۔ یہ سُن کر اُس نے کہا کہ تو مجھ پر بھی یہ سب حقوق ہیں اس لئے میں بھی اُس سے درگذر کرتا ہوں۔ غزالی،

عمرؓ کے پاس ایک گواہ حاضر ہوا۔ آپ نے اُس سے فرمایا کہ میرے پاس کوئی ایسا شخص لا جو کہ تجھے پہچانتا ہو، تو وہ ایک شخص کو لے آیا۔ اُس نے اُس گواہ کی تعریف کی۔ عمرؓ نے اس سے پوچھا کہ کیا تو اس کا قریب کا پڑوسی ہے کہ اس کی آمد و رفت کے احوال سے باخبر ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں! پھر فرمایا کہ کیا تو اس کے ساتھ رفیقِ سفر رہا ہے جس سے تو اس کے مکارمِ اخلاق پر مطلع ہوا؟ اس نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ پھر کیا اس کے ساتھ کبھی تو نے دینار اور درہم لینے دینے کا معاملہ کیا ہے جس سے کسی شخص کے تقوے کا اظہار رہتا ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں! فرمایا کہ میرا گمان یہ ہے کہ تو نے اُس کو مسجد میں کھڑا ہوا قرآن کو گنگناتے دیکھا ہے کہ کبھی یہ اپنا سر جھکاتا اور کبھی اُٹھاتا ہو؟ اُس نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ جا! تو اس کو نہیں پہچانتا۔ پھر اُس شخص (شاہد) سے فرمایا کہ میرے پاس کسی ایسے شخص کو لا جو تجھے پہچانتا ہو۔ اور آپ فرمایا کرتے کہ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرا غصہ کب فرو ہوتا ہے، اُس وقت جب میں

ويرفعه طورًا قال نعم قال فاذهب
فلست تعرفه قال للرجل فاتني
بمن يعرفك وكان يقول ليت شعري
متى أشفي غيظي حين أقدر فيقال
لي لو عفوت ام حين أعجز فيقال
لو صبرت ورأى أعرابيًا يصلي صلاة
خفيفة فلما قضاها قال اللهم زوجني
الحور العين فقال له لقد أسأت
النقد وأعظمت الخطبة وقيل له
كان الناس في الجاهلية يدعون على
من ظلمهم فيستجاب لهم ولسنا نرى
ذلك الآن قال لان ذلك كان الحاجز
بينهم وبين الظلم واما الآن فالساعة
موعدهم والساعة أدهى وأمر
ومن كلامه من عرض نفسه للتهم فلا يلومن
من أساء به الظن ومن كتم سره كانت
الخيرة بيده ضع امر اخيك على احسنه
حتى يأتيك منه ما يغلبك و
لا تظن بكلمة خرجت من اخيك المسلم
شرًا وانت تجد لها في الخير محملًا و
عليك باخوان الصدق وكثر اكتسابهم
فانهم زينة في الرخاء وعدة عند
البلاء ولا تتهاونن بالخلق فيهينك الله
ولا تعترض بما لا يعنيك واعتزل عدوك
وتحفظ من خليلك الا الامين فان الامين

(دشمن پر) قادر ہو جاؤں پھر مجھ سے کہا جائے کہ اگر آپ معاف کر دیں (تو بہتر ہو!) یا اس وقت جب میں اُس پر جلدی کرنا چاہتا ہوں اور مجھ سے کہا جائے کہ اگر آپ صبر کریں (تو بہتر ہو؟) اور آپ نے ایک دیہاتی کو دیکھا کہ اس نے ہلکی سی نماز پڑھی اور جب اس سے فارغ ہوا تو یہ دعا کی کہ اے اللہ حور عین سے میرا نکاح کر دیجئے۔ تو آپ نے اس سے فرمایا تو نے بُرا نقد پیش کیا اور بہت بڑا رشتہ بھیجا۔ اور آپ سے کہا گیا کہ زمانۂ جاہلیت میں جب لوگ اُس پر بد دعاء کرتے تھے جس نے اُن پر ظلم کیا ہو تو ان کی دُعاء فورًا قبول ہوتی تھی اور اب ہم یہ بات نہیں دیکھتے تو فرمایا اس لئے کہ یہی بات اُن کے اور ظلم کے درمیان روک بنی ہوئی تھی۔ رہا اب، (یعنی نظام سیاست کے ظہور کے بعد اس معاملہ کو ختم کر دیا گیا) تو اب سزا کا وقت ساعتِ قیامت پر موقوف کر دیا گیا اور وہ ساعت بڑی سخت اور ناگوار ہوگی، اور آپ کے ارشاد میں سے ہے کہ جس شخص نے اپنی ذات کو تہمتوں کے موقع پر پہنچا دیا تو وہ ہرگز اپنے پر بدگمانی کرنے والے کو ملامت نہ کرے اور جس نے اپنے راز کو پوشیدہ رکھا تو راز اس کے ہاتھ میں رہے گا۔ اور اپنے بھائی کی ہر چیز کو نیک گمان پر محمول کر دیہاں تک کہ تمہارے پاس کوئی ایسی اطلاع پہنچے جو تمہیں مجبور کر دے۔ اور کسی کلمہ کو جو تمہارے مسلمان بھائی سے صادر ہو شر کے اُوپر محمول نہ کر جب کہ تم اس کو خیر پر محمول کرنے کی گنجائش پاؤ۔ سچے مخلص احباب کی مراعات ضروری سمجھو اور ان کی جماعت بڑھاتے رہو کہ وہ (تمہاری مجلس کی) زینت ہوں گے فارغ البالی کے وقت اور بچاؤ ہوں گے مصیبت کے زمانہ میں اور خلق کو ہرگز حقیر نہ سمجھو۔ اگر ایسا کرو گے تو خدا تم کو حقیر کر دے گا۔ اور عہ ایسے کام میں دخل نہ دو جس میں تمہیں کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور اپنے دشمن سے کنارہ کش رہو اور دوست سے

عہ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دو آدمیوں کی باتوں میں خواہ مخواہ اپنا پاؤں نہ پھنساؤ جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے ۱۲۔

من الناس لایُعادلہ شئ ولا تصحب الفاجر فیعلمک من فجورہ ولا تفش الیہ سرک واستشر فی امرک اہل التقوی وکفیٰ بک عیباً ان یبدو لک من اخیک ما یخفیٰ علیک من نفسک وان تؤذی جلیسک بما تاتی مثلہ وقال ثلاث یُصفین لک الودَّ فی قلب اخیک ان تبدأ بالسلام اذا لقیتہ وان تدعوہ باحب اسمائہ الیہ وان تُوسّع لہ فی المجلس وقال اُحبّ ان یکون الرجل فی اہلہ کالصبی واذا اُصیح لہ کان رجلاً بینا عمر رضی اللہ تعالے عنہ ذات یوم اذ رأی شاباً یخطو بیدیہ ویقولُ انا ابن لبطحاء مکۃ کُدیُہا وکداؤہا فناداہ عمر فجاء فقال ان یکن لک دِین فلک کرمٌ وان یکن لک عقلٌ فلک مروّۃٌ وان یکن لک مالٌ فلک شرف والا فانت والحمارُ سواءٌ وقال یا معشر المہاجرین لاتکثروا الدخولَ علے اہل الدنیا وارباب الامرۃ والولایۃ فانہ مسخطۃ للرب وایاکم والبطنۃ فانہا مکسلۃٌ عن الصلوٰۃ مُفسِدۃٌ للجسد مورثۃٌ للسقم وَ انَّ اللہَ یُبغِضُ الحبرَ السَّمِیْنَ ولکن علیکم بالقصد فی قوتکم فانہ ادنٰے من الاصلاح وابعد من السرف واقوای علی عبادۃ اللہ ولن یہلک

بھی بچا ؤ رکھو مگر صاحب امانت (دوست) سے، حقیقت یہ ہے کہ لوگوں میں جو صاحب امانت ہو اس کے برابر کوئی شے نہیں ہوتی۔ بدکردار کے ہم صحبت نہ بنو کہ وہ تم کو بدکرداری سکھائے گا اور اس پر اپنا راز ظاہر نہ کرو۔ اپنے امر میں اہل تقویٰ سے مشورہ کرو۔ اور تیرے عیب کے لئے یہی بس ہے کہ تیرے بھائی کی کوئی ایسی بات تجھ پر ...... ظاہر ہو جائے جس کو وہ تجھ سے مخفی رکھنا چاہتا ہو اور یہ کہ تو اپنے ہم نشین کو ایسے امر (یعنی طعن وتشنیع) سے اذیت پہنچائے کہ اس جیسے کام تو خود بھی کرتا ہو۔ اور فرمایا کہ تین باتیں تمہارے بھائی کے دل میں تمہاری خالص محبت پیدا کر دیں گی۔ جب تم اس سے ملو تو سلام کی ابتداء تمہاری طرف سے ہونا۔ اور اس کے ناموں میں سے جو نام اس کو زیادہ پسند ہو اُسی سے اُس کو پکارنا اور مجلس میں اس کے لئے جگہ نکالنا۔ اور فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ ایک مرد اپنے اہل میں مثل بچے کے ہو اور جب اس کو (باہر سے) پکارا جائے تو مرد بن جائے (یعنی بیوی پر مردانہ رعب جلال کا اظہار نہ کرے) ایک دن عمرؓ نے ایک جوان کو دیکھا کہ وہ اپنے دونوں ہاتھ ہلاتے ہوئے فخر سے کہہ رہا تھا کہ میں لبطحاء مکہ کا بیٹا ہوں اس کی کُدائے[1] اور کداء کا (یہ مکہ کی پہاڑیوں کے نام ہیں) اس کو عمرؓ نے پکارا جب وہ آیا تو اس سے فرمایا کہ اگر تیرے پاس دین ہوگا تو بڑائی بھی ہوگی اور اگر تجھ میں عقل ہوگی تو فراخ حوصلگی بھی ہوگی اور اگر تیرے پاس مال ہوگا تو شرافت بھی ہوگی ورنہ تو اور گدھا دونوں برابر ہیں۔ اور آپ نے فرمایا کہ اے گروہ مہاجرین اہل دنیا اور صاحبانِ حکومت وولایت کے پاس زیادہ آنا جانا نہ رکھو کہ یہ بات پروردگار کو ناپسند ہے اور خبردار زیادہ کھا جانے سے بچنا کیونکہ اس سے نماز میں کسل پیدا ہوتا ہے اور اس سے جسم میں فساد پیدا ہوتا ہے اور بیماری پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ موٹے فربہ عالم کو پسند نہیں کرتا، مگر تمہارے لئے لازم ہے کہ اپنی غذا میں اعتدال کی رعایت رکھو کہ یہ بات صحتِ جسم سے قریب اور فضول خرچی سے بعید اور اللہ کی عبادت پر قوی بنانے والی ہے اور کوئی بندہ ہرگز ہلاک نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ دین پر نفس کی خواہشوں کو مقدم کرنے لگے۔ اور آپ

[1] کُدائے پیش اور الف مقصورہ کے ساتھ باب عمر کی جانب کی ثنیہ سفلے (نیچی پہاڑی گھاٹی) کا نام ہے اور کَدا فتحہ کاف و الف ممدودہ کے ساتھ اُس ثنیہ عُلیا کا نام ہے جو مقابر معلے کے

عبدٌ حتی یُؤثِرَ شہوتَہ علی دینِہ وقال
تعلموا انّ الطمعَ فقرٌ وانّ الیأسَ
غنی ومن یَیْئَس من شیٍٔ استغنیٰ
عنہ والتُّؤَدۃُ فی کل شیٍٔ خیرٌ
الا ما کانَ من امر الآخرۃ وقال
من اتقی اللہَ لم یشفِ غیظہ ومن
خافَ اللہَ لم یفعل ما یُرید ولولا یوم
القیامۃ لکان غیر ما ترونَ وقال انی
لاعلمُ اجوَدَ النّاسِ واحلمَ النّاس
اجودُہم من اعطی مَن حَرَمَہ واحلمُہم
من عفا عمّن ظلمہ وکتب الی سکان
الامصار امابعد فعلّموا اولادکم
العومَ والفروسیۃ ورَوُّوھم ما سارَ
من المثل وحَسَن من الشعر وقال
لاتزال العربُ اعزۃً ما نزعتْ
فی القوس ونزَتْ فی ظہور الخیل و
قال وھو یذکر النساءَ اکثِرُوا لہنّ
من قولِ لا فانّ نعم مفسدۃ یُغرِیہن
علی المسألۃ وقال ومابالُ احدکم
یُثنِی الوسادۃ عند امرأۃ مُغزِبۃ انّ
المرأۃ لحمٌ علی وضَمٍ الا ما ذُبّ عنہ
وقال مرۃً قد اعیانی اہلُ الکوفۃ
ان استعملتُ علیہم لیّناً استضعفوہ

نے فرمایا کہ جان لو کہ طمع (لالچ) محتاجگی ہے اور درحقیقت ناامیدی تونگری ہے اور جو شخص کسی شے سے مایوس ہو جاتا ہے وہ اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے عہ۔ اور ڈھیل دینا ہر شے میں بہتر ہے بجز اس امر کے جو آخرت سے متعلق ہو۔ اور فرمایا جو اللہ سے تقویٰ رکھنے والا ہو گا اس کا غصہ (اللہ کی نافرمانیوں پر) کبھی فرو نہ ہوگا اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ ہر دل پسند کام کو نہیں کر گذرے گا۔ اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو تم اس کے خلاف دیکھتے جو دیکھ رہے ہو۔ اور فرمایا کہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ سب سے بڑا سخی کون اور سب سے بڑا بُردبار کون ہے۔ سب سے بڑا سخی وہ ہے جو اُس کو دے جس نے اُس کو محروم رکھا ہو اور سب سے بڑا بردبار وہ ہے جس نے معاف کر دیا ہو اُس کو جس نے اس پر ظلم کیا ہو۔ اور شہروں کے باشندوں کو یہ ہدایات لکھیں۔ امّا بعد تم اپنے بیٹوں کو تیرنا اور گھوڑے پر سوار ہونا سکھاؤ اور ان کو مشہور کہاوتیں اور اچھے اشعار سناؤ۔ اور فرمایا کہ عرب باعزت رہے گا جب تک کمان کھینچتا رہے گا اور گھوڑوں کی پشت پر کودتا رہے گا۔ اور عورتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سے زیادہ تر "نہیں" کہتے رہو" کیونکہ "ہاں" موجب فساد ہے جو اُن میں فرمائشوں کی جرأت بڑھا دے گا۔ اور فرمایا کہ بعض لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ایسی عورت کے قریب تکیہ جھکا دیتا ہے جو اوپری ہوتی ہے بیشک عورت کُندے پر رکھا ہوا گوشت ہے مگر جس کو اس سے ہٹا دیا جائے۔ اور ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے اہل کوفہ نے پریشان کر دیا اگر میں ان پر کسی نرم مزاج شخص کو عامل بنا کر بھیجتا ہوں تو اس کو کمزور قرار دیتے ہیں اور اگر کسی سخت مزاج شخص کو عامل بناتا ہوں تو اس کی

عہ یہ قناعت اور توکل کی تعلیم ہے۔ درحقیقت کسی سے اُمید باندھنے کے بعد ہی بھیک کے لئے ہاتھ پھیلتا ہے اور جب اللہ کے سوا سب سے اُمید منقطع کر لی جائے تو قلب مستغنی ہو جائے گا اور ذلت سوال میں مبتلا نہ ہونا پڑے گا ۱۲

وان استعملتُ عليهم شديدًا شكوهُ
ولَوَدِدتُ انّي وجدتُ رجلاً قويًّا
امينًا استعمله عليهم فقال له رجل انا
ادلّك على الرجل القوي الامين قال
من هو قال عبد الله بن عمر قال قاتلك
الله والله ما اردتَ الله بها لا ها الله
لا استعمله عليها ولا على غيرها
وانت فقم فاخرج فمنذ الآن لا اسميك
الّا المنافق فقام الرجل فخرج وكتب
الى سعد بن ابي وقاص ان شاور طليحة
بن خويلد وعمرو بن معديكرب فانّ
كلّ صانع اعلم بصنعته ولا تولّهما من
امر المسلمين شيئًا وغضب عمر رضي
الله تعالى عنه على بعض عماله فكلم
امرأةً من نساء عمر في ان تسترضيه
له فكلمته فيه فغضب وقال وفيم انت
من هذا يا عدوة الله انما انت لعبة
نلعب بك ونغترّ بك ومن كلامه
اشكو الى الله جلد الخائن وعجز
الثقة قال عمرو بن ميمون رأيت عمر
ابن الخطاب قبل ان يصاب بايام
واقفًا على حذيفة بن اليمان وعثمان
ابن حنيف وهو يقول لهما اتخافان ان تكونا
حملتما الارض ما لا تطيقه فقالا لا
انما حملناها امرًا هي له مطيقة فاعاد

شکایتیں کرنے آتے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا شخص مل جائے جو قوی اور امین ہو تو اس کو ان پر عامل بنا دوں، اس پر ایک شخص نے آپ سے کہا کہ ایک قوی و امین شخص کی طرف میں آپ کو متوجہ کرتا ہوں۔ فرمایا وہ کون ہے؟ اُس نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر۔ فرمایا کہ خدا تجھے ہلاک کرے تیری نیت اس مشورے میں اللہ کے واسطے نہیں، نہیں واللہ میں اس کو ہرگز عامل نہ بناؤں گا کوفہ پر اور نہ کسی دوسری جگہ۔ اُٹھ اور جا اپنی راہ لے میں تجھے محض ایک منافق سمجھتا ہوں، تو وہ شخص اُٹھ کر چلا گیا۔ اور عمرؓ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ طلیحہ بن خُویلد اور عمرو بن معدیکرب سے مشورہ کر لیا کرو۔ ہر ایک صنّاع اپنی ہی صنعت سے بخوبی واقف ہوتا ہے اور مسلمانوں کے کسی امر پر اُن کو صاحب اختیار نہ بنانا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ اپنے بعض عمّال پر ناراض ہوگئے اُس نے عمر کی ایک بیوی سے بات کی کہ وہ اُن کو اُس سے راضی کرے، تو بیوی نے اُن سے گفتگو کی تو اُس سے ناراض ہوگئے اور کہا کہ اسے خدا کی دشمن تجھے اس بات سے کیا واسطہ، تو محض ایک کھلونا ہے ہم تجھ سے کھیل لیتے ہیں اور تم سے دھوکا بھی کھاتے ہیں۔ اور آپ کے ارشادات میں سے ہے میں اللہ سے شکایت کرتا ہوں خائن کی قوت اور ثقہ کے عجز کی۔ فرمایا عمرو بن میمون نے کہ میں نے عمر بن الخطاب کو اُفتاد واقع ہونے سے چند دن پہلے دیکھا کہ وہ حذیفہ بن الیمان اور عثمان بن حنیف کے سامنے کھڑے ہوئے ان سے یہ فرما رہے تھے کہ کیا تم کو اس بات کا اندیشہ ہے کہ تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈال دیا جس کو وہ برداشت نہیں کر رہی (یعنی محاصل سرکاری اتنے بڑھا کر لگائے ہوں جو کاشت کار پر بھاری گذرتے ہوں) تو اُن دونوں نے کہا نہیں! ہم نے زمین پر اتنے ہی امر (مالیہ) کا بوجھ ڈالا ہے جس کی وہ طاقت رکھتی ہے۔ پھر آپ نے دونوں

عليها القول انظرا ان تكونا حملتما الارض
مالا تطيقه فقالا لا فقال عمر ان عشت
لأدعن أرامل العراق لا تحتجن بعدي
ابداً الى رجل فما أتت عليه رابعة
حتى اصيب كان عمر اذا استعمل عاملا
كتب عليه كتاباً و اشهد عليه رهطاً
من المسلمين ان لا يركب برذوناً و
لا ياكل نقياً ولا يلبس رقيقاً و لا يغلق
بابه دون حاجات المسلمين ثم يقول اللهم
اشهد وقال عمر ايما عامل من عمالي
ظلم احداً ثم بلغتني مظلمته فلم أغيرها
فانا الذي ظلمته وقال لاحنف بن قيس
وقد قدم عليه فاحتبسه عنده حولاً يا احنف
اني قد خبرتك وبلوتك فرأيت علانيتك
حسنة واني ارجو ان تكون سريرتك
مثل علانيتك وان كنا نتحدث انه انما
يهلك هذه الامة كل منافق عليم كان عمر
رضي الله تعالى عنه جالسا في المسجد
فمر به رجل فقال ويل لك يا عمر
من النار فقال قربوه الي فدنا منه
فقال لم قلت ما قلت قال تستعمل
عمالك وتشترط عليهم ثم لا تنظر هل وفوا
لك بالشروط ام لا قال وما ذلك قال
عاملك على مصر اشترطت عليه
فترك ما امرته به وارتكب ما نهيته

سے کلام کا اعادہ کیا کہ تم دونوں غور کر لو کہ کہیں تم نے زمین پر اتنا بوجھ ڈال دیا ہو جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو تو دونوں نے پھر کہا کہ نہیں۔ پھر عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو میں عراق کے غریب محتاجوں کو ایسا بنادوں گا کہ میرے بعد وہ کبھی کسی کے پاس حاجت لے کر نہ جائیں اس کے بعد ان پر چوتھا سال نہیں آیا کہ مبتلائے حادثہ ہو گئے عمرؓ جب کسی کو عامل بناتے تھے تو اس پر ایک تحریر لکھتے تھے اور اس پر مسلمانوں کی ایک جماعت کو گواہ بناتے تھے کہ وہ گھوڑے پر سوار نہ ہو اور چھنا ہوا آٹا نہ کھائے اور نہ باریک کپڑا پہنے اور نہ مسلمانوں کی حاجات کو چھوڑ کر اپنے گھر کا دروازہ بند کرے۔ پھر کہتے یا اللہ آپ گواہ رہیئے اور عمرؓ نے فرمایا کہ میرے عاملوں میں سے کسی نے اگر کسی پر ظلم کیا پھر میرے پاس اس کی اطلاع پہنچی اور میں نے اس ظلم کو نہ ہٹایا تو میں ہی وہ شخص ہوں جس نے اس پر ظلم کیا۔ اور احنف بن قیس سے فرمایا اور یہ ان سے ملنے آئے تھے اور ان کو ایک سال تک اپنے پاس روکے رکھا تھا کہ اے احنف میں نے تیری نگرانی کی اور تجھ کو آزمایا تو میں نے تیرے ظاہر کو عمدہ پایا اور میں امید کرتا ہوں کہ تیرا باطن بھی مثل تیرے ظاہر کے ہوگا اگرچہ ہم سے یہ کہا جاتا تھا کہ اس امت کو ہر وہ منافق ہلاک کرے گا جو صاحب علم ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص کا گذر ہوا اور اس نے کہا کہ خرابی ہو گی آگ کی طرف سے تیرے لئے اے عمر! آپ نے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ وہ آپ کے قریب آگیا۔ تو آپ نے فرمایا جو کچھ تو نے کہا وہ کیوں کہا؟ اس نے کہا کہ تم اپنے عاملوں کا تقرر کرتے ہو اور ان پر شرط بھی عائد کرتے ہو پھر تم نہیں دیکھتے کہ انہوں نے تمہاری شرطوں کو پورا بھی کیا یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا بات ہوئی۔ اس نے کہا کہ مصر پر جو تمہارا عامل ہے اس پر تم نے شروط عائد کی تھیں مگر اس نے ان سب باتوں کو چھوڑ دیا جن کا تم نے اس کو امر کیا تھا اور ان سب کاموں کو کر رہا ہے جن

عنه ثم شرح له كثيرا من امره فارسل
عمر رجلين من الانصار فقال اذهبا اليه
فاسئلا فان كان كذب عليه فاعلماني
وان رأيتما ما يسوءكما فلا تملكاه من
امره شيئا حتى تأتيا به فذهبا فسألا عنه
فوجداه قد صدق عليه فجاءا الى بابه
فاستأذنا عليه فقال حاجبه انه ليس
عليه اليوم اذن قالا ليخرجن الينا او
لنحرقن عليه بابه وجاء احدهما بشعلة
من نار فدخل الآذن فاخبره فخرج اليهما
قالا انا رسولا عمر اليك لتأتيه قال ان
لنا حاجة تمهلاني لا تزود وقالا انه
عزم علينا ان لا نمهلك فاحتملاه فأتيا به
عمر فلما اتاه سلم عليه فلم يعرفه وقال
من انت وكان رجلا اسمر فلما
اصاب من ريف مصر ابيض وسمن
فقال عاملك على مصر انا فلان قال ويحك
ركبت ما نهيت عنه وتركت ما امرت به
والله لاعاقبنك عقوبة ابلغ اليك فيها
ايتوني بكساء من صوف وعصا وثلثمائة
شاة من غنم الصدقة فقال البس هذه
الدراعة فقد رأيت اباك فهذه خير
من دراعتك وخذ هذه العصا فهي خير من
عصا ابيك واذهب بهذه الشاء فارعها
في مكان كذا وذلك في يوم صائف و

سے تم نے اُس کو منع کیا تھا۔ پھر اُس نے اُس کی بہت سی باتوں کو مفصل بیان کیا۔ تو عمرؓ نے انصار میں کے دو آدمیوں کو روانہ کیا اور کہا کہ تم دونوں جاؤ اور تحقیق کرو تو اگر اس شخص نے اس پر جھوٹ باندھا تو مجھے مطلع کر دو۔ اور اگر تم ایسی بات دیکھو جو تمھیں بُری ثابت ہو تو تم اس کو کوئی کام کرنے کا موقع نہ دو یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لے آؤ۔ اس کے بعد یہ دونوں گئے اور اس کے حال کی تحقیق کی تو انہوں نے اس کو ایسا پایا کہ اس شخص کی تصدیق ہو گئی جس نے اس کا حال بیان کیا تھا۔ تو یہ دونوں اُس عامل کے دروازے پر پہنچے اور اس سے ملنے کی اجازت طلب کی۔ تو اس کے دربان نے کہا کہ آج کسی کو ملنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ اس کو ہمارے پاس آنا پڑے گا ورنہ ہم اُس کے اس دروازے کو پھونک دیں گے اور ان میں سے ایک شخص آگ کا شعلہ بھی لے آیا۔ پھر اجازت لینے والا اندر گیا اور اس کو خبر دی۔ وہ نکل کر اُن کے پاس آیا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہم تمھارے پاس عمرؓ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں تم کو اُن کے پاس چلنا ہوگا۔ اُس نے کہا کہ ہم کو کچھ حاجت ہے۔ کچھ مہلت دو تاکہ زادِ راہ تیار کر لوں۔ اُنہوں نے کہا کہ انہوں نے ہم کو حکم دیا ہے کہ ہم تم کو مہلت نہ دیں۔ اُس کے بعد اُنہوں نے اس کو سوار کیا اور عمرؓ کے پاس لے آئے جب اُن کے پاس آیا تو اُن کو سلام کیا تو انہوں نے اُس کو نہ پہچانا اور فرمایا کہ تو کون ہے (دراصل) یہ شخص گندمی رنگ کا تھا پھر جب مصر کے سبزہ زار میں پہنچا تو سفید رنگ کا موٹا تازہ ہو گیا۔ تو اس نے کہا کہ میں آپ کا عامل ہوں مصر پر میرا نام فلاں ہے تو فرمایا کہ تعجب ہے تجھ پر کہ تو ان چیزوں کا مرتکب ہوا جن سے میں نے تجھ کو منع کیا تھا اور ان چیزوں کو چھوڑ دیا جن کا میں نے تجھ کو حکم دیا تھا۔ واللہ میں تجھے ایسی سزا دوں گا جو کیفرِ کردار کو پہنچانے والی ہو۔ میرے پاس ایک اُون کا کپڑا اور ایک لاٹھی اور صدقہ کی بکریوں میں سے تین سو بکریاں لاؤ (جب یہ سب چیزیں حاضر کر دی گئیں تو عامل سے (جو عیاض بن غنم تھے) فرمایا کہ یہ کرتہ پہن۔ میں نے واللہ تیرے باپ کو دیکھا ہے کہ یہ کرتہ اس کے کرتہ سے اچھا ہے اور یہ عصا بہتر ہے اور یہ عصا تیرے باپ کے

لا تمنع السائلة من البانها شيئاً الا آل عمر فانی لا اعلم احداً من آل عمر اصاب من البان غنم الصدقة و لحومها شيئاً فلما ذهب ردّها وقال افهمت ما قلت فضرب بنفسه الارض وقال يا امير المؤمنين لا استطيع هذا فان شئت فاضرب عنقی قال فان رددتك فای رجل تكون قال والله لا يبلغك بعدها الا ما تحب فردّه فكان نعم الرجل وقال عمر رضی الله تعالىٰ عنه والله لانزعن فلاناً من القضاء حتى استعمل عوضه رجلاً اذا راٰه الفاجر فرقه خطب عمر رضی الله تعالىٰ عنه فی الليلة التی دفن فيها ابو بكر رضی الله تعالىٰ عنه فقال ان الله تعالىٰ نهج سبيله وكفانا به وله فلم يبق الا الدعاء و الاقتداء الحمد لله الذی ابتلانی بكم وابتلاكم بی و ابقانی بعد صاحبیّ واعوذ بالله ان أزلّ وأضلّ فأعادی له ولياً وأوالی له عدواً الا وانی و صاحبیّ كنفر ثلثة قفلوا من طيبة فاخذ احدهم مهلة الى داره و قراره فسلك ارضاً مضية متشابهة الاعلام فلم يزل عن الطريق ولم يحرم السبيل حتى اسلمه الى اهله ثم تلاه الآخر فسلك سبيله واتبع اثره فافضى اليه سالماً

عصا سے اچھا ہے اور ان بکریوں کو فلاں جگہ لے جا کر چرا۔ اور یہ خوب گرمی کے دن کا قصہ ہے۔ اور اُن کے دودھ کو کسی مانگنے والے سے نہ روکنا سوائے آلِ عمر کے کیونکہ میں آلِ عمر میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے صدقہ کی بکریوں کا گوشت یا دودھ استعمال کیا ہو۔ پھر جب کہ وہ چل دیا تو اس کو پھر واپس بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ میں نے کہا تو نے اُس کو سمجھ لیا؟ یہ سُن کر اس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا اور کہا کہ اے امیر المومنین مجھ میں اس کام کی طاقت نہیں تو اگر آپ چاہیں تو میری گردن مار دیں۔ فرمایا کہ اگر میں نے تجھے واپس کیا تو کیسا آدمی ہو کر رہے گا؟ اس نے کہا کہ واللہ اس کے بعد آپ کے پاس کوئی اطلاع نہ پہنچے گی بجز ایسی چیز کے جس کو آپ پسند کریں گے۔ تو اس کو پھر واپس کر دیا۔ اب وہ بہت اچھا شخص بن گیا۔ اور فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں عہدۂ قضا سے فلاں کو ضرور الگ کرونگا پھر اس کی بجائے ایسے شخص کو یہ کام سپرد کر دوں گا کہ جب کوئی سرکش اس کو دیکھے تو گھبرا جائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس رات میں خطبہ دیا جس رات ابوبکر رضی اللہ عنہ دفن کئے گئے،

فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے راستہ کو کشادہ کیا اور اس کو ہمارے لئے کافی بنا دیا۔ اب بجز دعاء اور پیروی کے کچھ باقی نہیں رہا سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے میری آزمائش تمہارے ذریعہ سے اور تمہاری آزمائش میرے ذریعہ سے کی اور میرے دونوں رفیقوں کے بعد مجھے باقی رکھا اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ لغزش کھاؤں اور گمراہ ہو جاؤں پھر اس کے دوست کے ساتھ دشمنی کروں اور اُس کے دشمن کا دوست بن جاؤں۔ سنو میں اور میرے دونوں ساتھی تین رفقائے سفر کی طرح تھے جو طیبہ (مدینہ) سے لوٹے ان میں سے ایک نے اپنے مکان اور قیام کے لئے کچھ مہلت لے لی اُس نے ایسی زمین پر راہ اختیار کی جو روشن تھی اور اُس کے راہ کی نشانیاں ایک دوسرے سے ملتی جلتی تھیں تو اُس نے صحیح راستہ سے لغزش نہیں کھائی اور راہ گم نہ کی یہاں تک کہ اُس کو اس کے اہل کے سپرد کر دیا۔ پھر اس کے پیچھے تیسرا رفیق آیا۔ تو اگر وہ اُن دونوں کی راہ پر چلا اور ان کے قدموں کے

ولقی صاحبہ ثم تلاہما الثالث فان سلک
سبیلہما واتبع اثرہما افضی الیہما
ولاقاہما وان زل یمینا وشمالا
لم یجامعہما ابدا الا وان العرب
جمل آنف وقد اعطیت خطامہ
الا وانی حاملہ علی المحجۃ ومستعین
باللہ علیہ الا وانی داع فامنوا
اللہم انی شحیح فسخنی اللہم انی
غلیظ فلینی اللہم انی ضعیف فقونی
اللہم اوجب لی بموالاتک وولایۃ اولیائک
بولایتک ومعونتک وابرئی من الآفات
بمعادات اعدائک فتوفنی من الابرار
ولا تحشرنی فی زمرۃ الاشقیاء اللہم
لا تکثر لی من الدنیا فاطغی ولا تقلل لی
فانسی فان ما قل وکفی خیر مما
کثر والہی وفد علی عمر رضی اللہ تعالی
عنہ قوم من اہل العراق منہم جریر بن
عبد اللہ فاتاہم بجفنۃ قد صنعت بخل
وزیت قال خذوا فاخذوا اخذا ضعیفا
فقال ما بالکم تقرمون قرم الشاۃ
الکسیرۃ اظنکم تریدون حلوا وحامضا
وحارا وباردا ثم قذفا فی البطون لو شئت
ان ادہمق لکم لفعلت ولکنا نستبقی
من دنیانا ما نجدہ فی آخرتنا ولو شئنا
ان نامر بصغار الضان فتسمط ولباب الخبز

نشانوں کا اتباع کرتا رہا تو ان دونوں کے پاس پہنچ جائے گا اور ان سے ملاقات کرلے گا اور اگر داہنے یا بائیں کو نکل جائے گا تو ان سے کبھی نہ مل سکے گا۔ سمجھ لو کہ عرب نازک ناک والے اونٹ کی مانند ہے جس کی نکیل مجھے دیدی گئی ہے اب میں اس کو ٹھیک راہ پر لے چلوں گا اور اس پر اللہ سے مدد کا خواستگار ہوں۔ اے لوگو اب میں دعا کرتا ہوں تم سب آمین کہو۔ یا اللہ میں بخیل ہوں مجھے سخی بنا دیجئے۔ یا اللہ میں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج بنا دیجئے۔ یا اللہ میں کمزور ہوں مجھے طاقتور بنا دیجئے۔ یا اللہ میرے ساتھ لازم کر دیجئے اپنی محبت اور اپنے دوستوں کی محبت جو آپ کی محبت اور آپ کی معونت کی وجہ سے ہو اور مجھ کو آپ کے دشمنوں کی عداوت کی وجہ سے آنے والی آفتوں سے بچا لیجئے۔ مجھے نیک لوگوں کے ساتھ وفات دیجئے اور میرا حشر اشقیاء کے گروہ میں نہ کیجئے۔ الٰہی مجھے اتنی زیادہ دنیا نہ دیجئے کہ میں سرکش ہو جاؤں اور نہ اتنی کم کر دیجئے کہ (فکر معاش سے) نسیان میں مبتلا ہو جاؤں۔ کیونکہ جو کم ہو اور کافی ہو جائے بہتر ہے اس سے کہ زیادہ ہو اور لہو و لعب میں مبتلا کر دے۔

عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل عراق میں کی ایک قوم کا وفد آیا، ان میں جریر بن عبد اللہ بھی تھے عمر ان کے پاس ایک کونڈے میں کھانا لے کر آئے جس میں سرکہ اور روغن زیت پڑا ہوا تھا۔ فرمایا کہ یہ لو۔ تو انہوں نے کچھ نیم دلی کے ساتھ لیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کیا ہو گیا تم شوقین ہو گئے بکری کے گوشت کے پارچوں کے میرا خیال ہے کہ تم ارادہ کرتے ہو کہ میٹھا اور کھٹا اور ٹھنڈا اور گرم آئے تو اس کو پیٹوں میں ڈالو۔ میں اگر چاہتا کہ خوشگوار نرم کھانا تمھارے لئے تیار کیا جائے تو ایسا کر لیتا۔ لیکن ہم باقی رکھ چھوڑنا چاہتے ہیں اپنی دنیا میں سے ایسی چیزوں کو جن کو ہم آخرت میں پائیں اور اگر ہم چاہتے کہ چھوٹی بھیڑوں کا گوشت بھون لیا جائے اور میدے کی چپاتیاں پکائی جائیں اور ہم حکم دیتے کہ منقے کا شربت بنا کر اس کو مشکیزوں میں بھر کر رکھ دیا جائے یہاں تک کہ

فیجز ونأمر بالزبیب فینبذ لنا فی الأسعان حتی اذا صار مثل عین الیعقوب اکلنا ہذا و شربنا ہذا لفعلت واللہ انی لا اعجز عن کراکر و اسنمۃ و سلائق وصنائب لکن اللہ تعالیٰ قال لقوم عیّرہم امراً فعلوہ اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا وانی نظرت فی ھذا الامر فجعلت ان اردت الدنیا اضررت بالآخرۃ وان اردت الآخرۃ اضررت بالدنیا واذا کان الامر ہکذا فاضروا بالفانیۃ۔ و من کلامہ الرجال ثلثۃ الکامل ودون الکامل ولاشیٔ فالکامل ذوالرأی یستشیر الناس فیأخذ آراء الرجال الی رأیہ و دون الکامل ذوالرأی یستبد بہ ولا یستشیر و الاشیٔ من لا رأی لہ ولا یستشیر والنساء ثلث امرأۃ تعین اہلہا علی الدہر ولا تعین الدہر علی اہلہا وقلّ ما تجدہا و امرأۃ وعاء للولد لیس فیہ غیرہ والثالثۃ غل قمل یجعلہا اللہ فی رقبۃ من یشاء و یفکہ اذا یشاء۔ لما اخرج عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحطیئۃ من حبسہ قال لہ ایاک والشعر قال لا اقدر علی ترکہ یا امیر المؤمنین مأکلۃ عیالی و نملۃ تدب علی لسانی قال فشبب باہلک وایاک وکل مدحۃ مجحفۃ

جب وہ چکور کی آنکھ کی مانند مصفّٰی ہو جائے تو ہم اس کھانے کو کھاتے اور اس مشروب کو پیتے تو میں یہ سب کر لیتا۔ واللہ میں کرکرے اور کوہان کے گوشت سے اور سبزی اور اچار سے عاجز نہیں ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک قوم سے فرمایا جن کو ایسے امر سے جس کے وہ مرتکب رہے عار دلاتے ہوئے کہ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا (یعنی اپنی دنیوی زندگی میں اپنی پسند کی چیزیں تم نے لے لی ہیں) اور میں نے اس امر پر غور کیا تو یہ نتیجہ نکلا کہ اگر میں نے دنیا کا ارادہ کیا تو آخرت کو نقصان پہنچاؤں گا اور اگر آخرت کا ارادہ کیا تو دنیا کو نقصان پہنچاؤں گا اور جب صورت حال یہ ہے تو فنا ہونے والی چیز کو نقصان پہنچا دو۔ اور آپؓ کے اقوال میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی تین قسم کے ہیں، کامل اور کامل سے کم مرتبہ اور لاشیٔ (بے کار)۔ کامل وہ ہے جو صاحب رائے ہو لوگوں سے مشورہ کرے پھر لوگوں کی رائے لے کر اپنی رائے قائم کرے اور کامل سے کم مرتبہ وہ ہے جو صاحب رائے ہو اور اپنی رائے پر جم کر کسی سے مشورہ نہ کرے۔ اور لاشیٔ وہ ہے کہ نہ خود صاحب رائے ہو اور نہ لوگوں سے مشورہ کرے۔ اور عورتیں تین قسم کی ہوتی ہیں، ایک وہ ہوتی ہیں جو حوادث زمانہ میں اپنے شوہر کی مددگار ہوتی ہیں، شوہر کے خلاف حوادث کی مددگار نہیں ہوتی اور ایسی کم ہی ہوتی ہیں، اور ایک عورت ایسی ہوتی ہے جو صرف بچوں کا ظرف ہے (یعنی بچے جنتی رہے) اور اس میں اور کوئی وصف نہ ہو۔ اور تیسری وہ ہے جو گردن کا طوق ہو جوؤں بھری، اللہ تعالیٰ اس کو جس کی گردن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے اور وہ جب چاہتا ہے اس سے نجات بخشتا ہے۔ اور جب عمر رضی اللہ عنہ نے حطیئہ کو (یہ ایک شاعر کا لقب تھا) قید سے رہا کیا تو اس سے کہا کہ خبردار شعر مت کہنا۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میں اس کو چھوڑنے پر قدرت نہیں رکھتا میرے کنبہ کے رزق کا ذریعہ یہی ہے اور شعر چیونٹی کی طرح میری زبان پر چلنے لگتا ہے۔ فرمایا کہ اچھا تو تشبیب (یعنی محبوبہ کے حسن اور اپنے عشق کی طرف کنایات) اپنی بیوی کے لئے کیا کرو۔ اور خبردار کوئی مدح مجحفہ (کھال

قال وما المجحفة قال يقول ان بنی فلان
خير من بنی فلان امدح ولا تفضل
احدا قال انت والله يا امير المؤمنين
اشعر منه قال ابن عباس قلت لعمر
يا امير المؤمنين انی فی خطبة فاشر
علی قال ومن خطبت قلت فلانة ابنة
فلان قال النسب كما تحب وكما قد علمت
ولكن فی اخلاق اهلها دقة لا تعدمك
ان تجدها فی ولدك قلت فلا حاجة لی
اذا فيها قال ابن عباس كنت عند
عمر رضی الله تعالی فنفس نفسا ظننت
ان اضلاعه قد انفرجت فقلت له
ما اخرج هذا النفس منك يا امير المؤمنين
الا هم شديد قال ای والله يا ابن
عباس انی فكرت فلم ادر فيمن اجعل
هذا الامر بعدی ثم قال لعلك ترى
صاحبك لها اهلا قلت وما يمنعه من
ذلك مع جهاده وسابقته وقرابته
وعلمه قال صدقت ولكنه امرؤ فيه
دعابة قلت فاين انت عن طلحة
قال ذو البأو باصبعه المقطوعة قلت
فعبد الرحمن قال رجل ضعيف لو صار
الامر اليه لوضع خاتمه فی يد امرأته
قلت فالزبير قال شكس لقس يلاطم
فی البقيع فی صاع من بر قلت

چھیلنے والی) نہ کرنا۔ اُس نے کہا کہ یہ مجحفہ کیا ہے۔ فرمایا کہ شاعر یہ کہتا ہے کہ بنی فلاں بہتر ہے بنی فلاں سے۔ مدح کر مگر کسی کو دوسرے پر فضیلت نہ دے۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین واللہ آپ مجھ سے بڑے شاعر ہیں۔ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المومنین میں ایک رشتہ کے خیال میں ہوں آپ مجھے مشورہ دیجئے۔ فرمایا کہ کس سے تجویز کیا؟ میں نے کہا کہ فلاں لڑکی سے جو فلاں کی بیٹی ہے۔ فرمایا کہ نسب تو ایسا ہی ہے جیسا تم پسند کرتے ہو اور جیسا کہ تم کو علم ہوا ہے، مگر اس کے گھر والوں کے اخلاق میں کمزوری ہے تم اس سے بچ نہ سکو گے کہ اس کا اثر اپنی اولاد میں بھی پاؤ گے میں نے کہا کہ پھر تو مجھے اسکی ضرورت نہیں۔ ابن عباس نے بیان کیا کہ میں عمرؓ کے ساتھ تھا، کہ انہوں نے ایسی طرح ایک سانس لیا کہ میں نے یہ گمان کیا کہ ان کی پسلیاں زخمی ہوگئی ہیں۔ تو میں نے اُن سے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کے اندر سے ایسے سانس کو کوئی چیز نہیں نکال سکتی بجز بڑے اہم فکر کے۔ فرمایا کہ ہاں واللہ اے ابن عباس میں نے بہت سوچا کہ اس امر (خلافت) کو اپنے بعد کس کے سپرد کروں مگر نہیں جان سکا۔ پھر کہا کہ شاید تو اپنے صاحب (یعنی علی رضی اللہ عنہ) کو اس کا اہل خیال کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ ان کے حق میں کونسی بات مانع ہے جب کہ وہ جہاد بھی کرتے رہے اور سابق بالاسلام بھی ہیں اور صاحب قرابت بھی اور صاحب علم بھی۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ لیکن وہ ایسا شخص ہے جس میں ظرافت ہے (اس سے لوگ مرعوب نہ ہونگے) میں نے کہا کہ پھر طلحہ کے بارے میں کیا خیال ہے تو کہا کہ وہ کچھ غرور والا شخص ہے اپنی کٹی ہوئی انگلی کے ساتھ عــہ۔ میں نے کہا کہ عبد الرحمٰن تو کہا کہ وہ کمزور شخص ہے اگر یہ امر اس کے پاس پہنچ گیا تو وہ تو خاتم (یعنی مہر خلافت) اپنی بیوی کے ہاتھ میں ڈال دے گا۔ میں نے کہا کہ پھر زبیر؟ فرمایا کہ وہ سخت گیر اور بخیل ہے۔ گیہوں کے ایک صاع کے پیچھے بقیع میں لوگوں کے تھپڑ مارتا پھرتا ہے۔ میں نے کہا کہ پھر سعد بن ابی وقاص۔ کہا کہ وہ تو بس اسلحہ اور سواری کا مرد ہے۔ میں نے کہا کہ پھر عثمان۔ تو تین مرتبہ آہ آہ

عــہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

فسعد بن ابی وقاص قال صاحب سلاح و مقنب قلت فعثمان قال اوّہ ثلاثا واللہ لئن ولیہا لیحملن بنی ابی معیط علی رقاب الناس ثم لتنہض الیہ العرب فتقتلہ ثم قال یا ابن عباس انہ لا یصلح لہذا الامر الا حصیف العقدۃ قلیل الغرۃ لا تاخذہ فی اللہ لومۃ لائم یکون شدیدا من غیر عنف لینا من غیر ضعف سخیا من غیر سرف ممسکا من غیر وکف قال ابن عباس فکانت واللہ ہی صفات عمر قال ثم اقبل علی بعد ان سکت ہنیہۃ وقال ان اللہ تعالی ولیہا ان یحملہم علی کتاب ربہم و سنۃ نبیہم بصاحبک اما انہم ان ولوہ امرہم حملہم علی المحجۃ البیضاء والصراط

کی اور کہا واللہ اگر اس کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ ابو معیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کر دے گا۔ پھر یقیناً عرب اس پر حملہ کرکے قتل کر دیں گے۔ پھر کہا اے ابن عباس اس امر کے لئے کوئی صالح (مناسب لائق) نہیں مگر پختہ عقل و تدبیر والا، کم اعتماد کرنے والا کسی ملامت کرنے والے کی ملامت اللہ کے بارے میں اُس کو باز نہ رکھ سکے، شدّت کرنے والا بغیر بدخو ہونے کے، نرمی کرنے والا ہو بغیر کمزوری کے، سخی ہو، فضول خرچ نہ ہو، مال روکنے والا ہو بغیر عیب (یعنی بُخل) کے۔ ابن عباس نے کہا کہ واللہ یہ سب عمر کی صفات تھیں۔ (ابن عباس نے) کہا، پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ولی اُس (خلافت) کا ہے اگر وہ لوگوں کو کتاب اللہ اور ان کے نبی کی سنت پر عمل کرنے پر اُبھارے۔ اگر لوگوں نے تیرے صاحب (یعنی علی رض) کو خلیفہ بنا لیا تو وہ لوگوں کو روشن راہ اور صراط مستقیم پر چلنے کے لئے اُبھارے گا۔

قتبہ بن حصین اور اقرع بن حابس ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور دونوں نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ ہمارے نزدیک

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ملاحظہ ہو) ع۵ اس میں اشارہ ہے ایک خاص عیب کی طرف جس کا ذکر اس روایت میں جو مقصد اوّل ج ۲ میں گذر چکی ہے وہاں حضرت طلحہ کے متعلق لفظ اکیسع بولا گیا ہے یعنی جلد بازی کے ساتھ غلط کام کرنے والا اور پھر پچھتانے والا۔ یہ لفظ ماخوذ ہے کسعی سے جو بنی الکسع کا ایک شخص تھا جو اس صفت میں ضرب المثل بن گیا تھا اس نے ایک کمان بنائی تھی جس کا امتحان رات میں گدھوں پر تیر چلا کر کیا۔ تیر گدھوں کے بدن سے گذرتے ہوئے پہاڑی پر پہنچ کر ٹکراتے تھے اور ان سے آگ جھڑتی تھی۔ آگ کو دیکھ کر یہ شخص یہ خیال کرتا رہا کہ نشانہ غلط رہا۔ تو اس نے جھنجھلا کر کمان توڑ دی اور اپنی انگلی بھی کاٹ دی جس سے کمان بنانے میں کام لیا تھا۔ کٹی ہوئی انگلی سے اشارہ اسی ضرب المثل کی طرف ہے۔ مطلب یہ ہے کہ طلحہ میں کچھ نخوت اور خود پسندی کے ساتھ یہ عیب بھی ہے کہ وہ جذباتی شخص ہے، غلط کام کرکے پھر پچھتانے والا اس لفظ کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی انگلی حقیقت میں کٹی ہوئی تھی۔ واضح رہے کہ یہ تنقیدات اگر روایۃً صحیح بھی ہوں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ہیں انہوں نے اپنے بلند موقف سے ان اکابر کو دیکھا اور ان میں پستی کا مشاہدہ کیا ہمیں اپنے موقف سے دیکھنا چاہیئے۔ اور ایسی باتوں سے ان جلیل القدر صحابہ کے بارے میں بدگمانی سے دور رہنا چاہیئے۔ طلحہ اور زبیر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حواری قرار دیا ہے اور ان کی مدح کی ہے اُن کے بارے میں حُسن ظن میں ایسی روایات کے پیش نظر کمی نہ آنے دیں۔

۱۲ مترجم

المستقیم جاء عتبة بن حصین والاقرع
بن حابس الى ابی بکر فقالا یا خلیفة رسول
الله صلی الله علیه وسلم ان عندنا ارضًا سبخة
لیس فیہا کلاء ولا منفعة ان رأیت ان تقطعناہا
لعلنا نحرثہا ونزرعہا ولعل الله ان ینفع
بہا بعد الیوم فقال ابوبکر لمن حولہ من الناس
ما ترون قالوا لا بأس نکتب لہما بہا کتابًا
واشہد فیہ شہودًا وعمر ما کان حاضرًا
فانطلقا الیہ لیشہد فی الکتاب فوجداہ
قائمًا یہنأ بعیرًا فقالا ان خلیفة رسول الله
صلی الله علیه وسلم کتب لنا ہذا الکتاب و
جئناک لتشہد علی ما فیہ افتقرأ ام نقرأہ
علیک قال اعلی الحال التی تریان
ان شئتما فاقرأہ وان شئتما فانتظرا
حتی افرغ قالا بل نقرأہ علیک فلما
سمع ما فیہ اخذہ منہما ثم تفل فیہ فمحاہ
فتذمرا وقالا لہ مقالة سیئة فقال
ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان
یتألفکما والاسلام یومئذ ذلیل و
ان الله تعالی اعز الاسلام فاذہبا
فاجہدا جہدکما لا ارعی الله علیکما
ان ارعیتما فجاءا الی ابی بکر وہما
یتذمران فقالا لہ واللہ ما ندری
انت امیر ام عمر فقال بل ہو لو کان
شاء وجاء عمر رضی الله تعالی عنه وہو

ایک شور زمین ہے نہ اس میں گھاس ہے اور نہ کوئی اور منفعت
اگر آپ کی رائے ہو تو ہم کو دے دیجئے شاید ہم اس میں کھیتی
کریں اور بوئیں ممکن ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد اللہ تعالے
اس سے نفع پہنچادے۔ تو ابو بکرؓ نے اُن لوگوں سے جو آپ
کے گرد موجود تھے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے۔ لوگوں نے کہا کہ
اس میں کوئی حرج نہیں تو ان کو ایک وثیقہ لکھ دیا اور جو لوگ موجود
تھے ان کی گواہی کرادی وہاں عمرؓ موجود نہیں تھے تو یہ دونوں اُن کے
پاس پہنچے تاکہ وثیقہ پر ان کی گواہی بھی کرالیں۔ اُنہوں نے عمرؓ کو اس
حال میں پایا کہ وہ کھڑے ہوئے اونٹ پر قطران (تیل جو خارش
والے اونٹ پر ملا جاتا ہے) مل رہے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ خلیفۂ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ وثیقہ لکھ کر دیا ہے اور ہم
اس لئے آئے ہیں کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے اس پر آپ گواہی کر دیں
کیا آپ خود پڑھیں گے یا ہم آپ کو پڑھ کر سنادیں۔ عمرؓ نے کہا کہ
کیا اس حال میں جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اگر تم چاہو تو تم پڑھ دو یا میں پڑھ لوں گا۔
اگر یہ چاہتے ہو تو میرے فارغ ہونے تک کا انتظار کرو۔ اُنہوں نے کہا
کہ ہم ہی پڑھ کر سُنا دیتے ہیں۔ جب عمرؓ نے جو کچھ اس میں تھا سُن
لیا تو ان سے لے لیا۔ اور اس پر تھوک کر اس کو مٹا دیا۔ تو وہ دونوں
برافروختہ ہوگئے اور عمرؓ کو بُرے کلمات کہے۔ عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے ساتھ مؤلفۃ القلوب کا معاملہ کرتے تھے اور
اسلام اس زمانہ میں کمزور تھا اور اب اللہ تعالی نے اسلام کو عزت (قوت)
عطا کردی ہے جاؤ اب تم جو چاہو کوشش کر لو۔ خدا تم پر مہربانی نہ کرے
اگر تم مہربانی چاہو۔ پھر یہ دونوں ابو بکرؓ کے پاس آئے اور بہت
برہم ہو رہے تھے اور اُن سے کہا کہ واللہ ہم نہیں سمجھے کہ تم امیر ہو یا عمر
تو انہوں نے کہا کہ اگر وہ چاہتے تو وہی ہوتے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ آئے
اور وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے یہاں تک کہ ابو بکرؓ کے پاس

مغضبٌ حتی وقف علی ابی بکر فقال
اخبرنی عن ہذہ الارض التی اقطعتہا
ہذین اہی لک خاصۃً ام بین المسلمین
عامۃً فقال بل بین المسلمین عامۃ
فقال فما حملک علی ان تخص بہا ہذین
دون جماعۃ المسلمین قال استشرت
الذین حولی فاشاروا بذلک فقال
افکل المسلمین اوسعتہم مشورۃً ورضیً
فقال ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ قد
کنت قلت لک انک اقوای علی ہذا
الامر منی لکنک غلبتنی وقال عمر
رضی اللہ عنہ فی خلافتہ لئن عشت
ان شاء اللہ لاسیرن فی الرعیۃ حولاً
فانی اعلم ان للناس حوائج تقتطع دونی
اما عمالہم فلا یرفعونہا الی واما ہم فلا
یصلون الی اسیر الی الشام فاقیم بہا
شہرین ثم اسیر الی الجزیرۃ فاقیم بہا
شہرین ثم اسیر الی الکوفۃ فاقیم بہا
شہرین ثم اسیر الی البصرۃ فاقیم بہا
شہرین واللہ لنعم الحول ہذا وقال
اسلم بعثنی عمر رضی اللہ تعالے عنہ بابل
من ابل الصدقۃ الی الحمی فوضعت
جہازی علی ناقۃ منہا کریمۃ فلما ان اردت
ان اصدرہا قال اعرضہا علی فعرضتہا
علیہ فرای متاعی علی ناقۃ حسناء فقال

کھڑے ہوئے اور کہا کہ مجھے بتائیے کہ یہ زمین جو آپ نے ان دونوں کے حق میں لکھ دی ہے کیا یہ آپ کی خاص ہے یا عام مسلمانوں کی چیز ہے ابوبکر رض نے کہا کہ عام مسلمانوں کی ہے۔ تو عمر رض نے کہا کہ کس بات نے آپ کو اس پر مجبور کیا کہ آپ جماعۃ المسلمین کو محروم کرکے اس کو ان دونوں کے لئے خاص کردیں۔ ابوبکر رض نے کہا کہ جو لوگ میرے گرد تھے اُن سے میں نے اس بارے میں مشورہ کر لیا تھا۔ عمر نے کہا کہ کیا پھر اس مشورہ اور رضامندی کو تمام مسلمانوں پر آپ نے پھیلا دیا۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تم سے کہہ دیا تھا کہ اس امر میں تم مجھ سے زیادہ قوت رکھتے ہو لیکن تم مجھ پر غالب آگئے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں فرمایا کہ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ تعالیٰ ضرور پوری رعیت میں ایک سال دورہ کروں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ لوگوں کی ضرورتیں میرے بغیر رکی ہوئی ہیں، رہے میرے عُمّال تو وہ ان کو میرے پاس نہیں پہنچاتے اور وہ صاحب حاجت خود میرے پاس نہیں پہنچتے میں شام پہنچوں گا تو وہاں دو مہینہ رکوں گا۔ پھر جزیرہ کی طرف جاؤں گا اور وہاں دو مہینہ ٹھہروں گا۔ پھر کوفہ جاؤں گا اور وہاں دو مہینہ ٹھہروں گا۔ پھر بصرہ کی طرف روانہ ہونگا اور وہاں دو مہینہ ٹھہروں گا۔ واللہ بہترین سال یہ ہوگا۔ اسلم نے بیان کیا کہ مجھے عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صدقہ کے اونٹ (پر سوار ہوکر سفر پر جانے کے لئے) چراگاہ بھیجا تو میں نے اپنا سامان ایک اچھی نسل کی اونٹنی پر رکھ دیا۔ تو جب میں نے اُس پر سوار ہوکر روانگی کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ اس ناقہ کو میرے سامنے پیش کر، میں نے پیش کر دیا۔ جب انہوں نے میرا سامان خوبصورت اونٹنی پر رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ تیری ماں مرے تو نے ایسی ناقہ پر ہاتھ مارا جو مسلمانوں کے ایک گھرانے کے لئے کافی ہو سکتی ہے۔ ابن لبون (وہ اونٹ جو دو سال کا ہوکر تیسرے سال میں پہنچا ہو) کیوں نہ لے لیا جو بہت پیشاب کرنے والا ہو۔

لَا اُمّ لَکَ عمدتَ الی ناقۃٍ تُغنی اہل بیت من المسلمین فہلّا ابنَ لبونٍ بوّالاً او ناقۃً شَصُوصًا وقیل لعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ہٰہنا رجلاً من الانبار نصرانیاً لہ بصرٌ بالدیوانِ لو اتخذتہ کاتباً فقال لقد اتخذتُ اذاً بطانۃً من دون المؤمنینَ۔ وقال وقد خطب الناسَ والذی بعث محمدًا بالحق لو ان جملاً ہلکَ ضیاعًا بشطِّ الفرات خشیتُ ان یسأل اللہُ عنہ آلَ الخطاب قال عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم یعنی بآل الخطاب نفسَہ مایعنی غیرہ وکتبَ الی ابی موسیٰ انہ لم یزل للناس وجوہٌ یرفعون حوائجہم من الامرِ فاکرم من قبلک من وجوہِ الناسِ وبحسب المسلم الضعیف من بین القوم ان یُنصِف فی الحکم وَ فی القسم اتی اعرابیٌّ عمرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ان ناقتی بہا نقباً و دَبَرًا فاحملنی فقال لہ واللہِ ما بِبَعیرک من نقَبٍ ولا دَبَرٍ فقال ؎ اَقسَمَ باللہِ ابو حفصٍ عمرٗ ما مَسَّہا من نقَبٍ ولا دَبَرٗ فاغفر لہ اللّٰہم انکان فجرٗ فقال عمر اللّٰہم اغفرلی ثم دعاہ فحملہ۔ جاء رجل الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکانت بینہما قرابۃٌ یسألہ فزبرہ

(یعنی جس سے غرباء کو دودھ کا فائدہ اس ناقہ کی طرح نہ پہنچے کیونکہ اس کے پاس مُوت کے سوا اور کچھ نہیں)، یا کوئی ایسی اونٹنی لے لیتا جو کم دودھ دینے والی ہوتی۔ اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یہاں انبار کا رہنے والا ایک نصرانی شخص ہے جس کو دفتر کے کاموں میں بہت بصیرت ہے۔ اُس کو تو آپ اپنا کاتب بنا لیجیے۔ فرمایا اگر میں ایسا کرتا تو مومنین کے سوا دوسروں کو بطانہ[ع] (اندرونی دوست) بنانے والا ہوتا۔ اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا اگر کوئی اونٹ صدقہ کا فرات کے کنارے پر بھی ضائع ہوکر ہلاک ہوجائے گا تو مجھے خوف ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں آلِ خطاب سے بازپرس کرے۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے کہا کہ "آلِ خطاب" سے عمر اپنی ذات کو مراد لے رہے ہیں اپنے سوا کسی اور کو مراد نہیں لے رہے۔ اور آپ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ ہر زمانہ میں کچھ آدمی عام لوگوں میں نمایاں رہے جن کے پاس لوگ اپنی حاجتیں لے کر جاتے رہے ہیں، تو تم سے پہلے جو لوگ ایسے ممتاز رہے ہیں اُن کی عزت کرو۔ اور ایک ضعیف مسلمان میں قوم کے درمیان اتنی بات تو ہونی چاہیئے کہ حکم میں اور تقسیم اموال میں انصاف کرے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دیہاتی آیا اور بولا کہ میری اونٹنی کے پاؤں میں زخم ہے اور کمر میں زخم ہے اس لئے مجھے کوئی اونٹ دے دیجئے تو آپ نے اس سے فرمایا کہ واللہ نہ تیرے اونٹ میں زخم ہے نہ کمر میں۔ تو اس نے کہا ؎ اقسم باللہ الخ (ترجمہ) ابوحفص عمر نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس (میری) اونٹنی کے نہ پاؤں میں زخم ہے نہ کمر میں تو یا اللہ اُس کو معاف کر دیجئے اگر اس نے جھوٹی قسم کھائی ہو۔ تو عمرؓ نے کہا کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے۔ پھر اس کو بلا کر اونٹ پر سوار کر دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص سوال لے کر آیا جو اُن کا رشتہ دار تھا تو آپ نے اس کو جھڑکا اور نکال دیا۔ تو اس کے بارے میں ان سے گفتگو کی گئی اور کہا گیا کہ اے امیر المومنین وہ آپ سے سوال کرتا ہے تو آپ

[ع] یہ تلمیح ہے اس آیت کی طرف یاایہا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃً من دونکم لا یالونکم خبالاً الخ (ترجمہ) اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت نہ بناؤ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے (آل عمران ۱۱۸، ۱۲۰)

واخرجه فكلم فيه وقيل يا امير المؤمنين
ليسألك فزبرته واخرجته قال
انه سألني من مال الله فما معذرتي
اذا لقيته ملكاً خائناً فلولا سألني من
مالي ثم بعث الف درهم من ماله
وكان يقول في عماله اللهم اني ابعثهم
ليأخذوا اموال المسلمين ولا ليضربوا
ابشارهم من ظلمه اميره فلا امرة
عليه دوني. بينا عمر رضي الله تعالى عنه
ذات ليلة يعس سمع صوت امرأة
من سطح وهي تنشد ے تطاول هذا
الليل وازور جانبه ÷ وليس الى
جنبي خليل الاعبه ÷ فوالله لولا
الله لاشئ غيره ÷ لزعزع من
هذا السرير جوانبه ÷ مخافة ربي و
الحياء يصدني ÷ واكرم بعلي
ان تنال مراكبه ÷ فقال عمر لا حول و
لا قوة الا بالله ماذا صنعت يا عمر
بنساء المدينة ثم جاء فضرب الباب
على حفصة ابنته فقالت ما جاء بك في
هذه الساعة قال اخبريني كم تصبر المرأة
المغيبة عن اهلها قالت اقصاه اربعة
اشهر فلما اصبح كتب الى امرائه
في جميع النواحي ان لا تجمر البعوث
وان لا يغيب رجل عن اهله اكثر

اس کو جھڑکتے اور نکال دیتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے اللہ کے مال میں سے مانگا تھا تو میرا کیا عذر رہتا جب میں اللہ سے بادشاہ خائن کی حالت میں ملتا۔ اس نے میرے مال میں سے کیوں نہ مانگا۔ پھر اپنے مال میں سے اس کو ایک ہزار درہم بھیج دیئے۔ اور اپنے عاملوں کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یا اللہ میں ان کو اس لئے بھیجتا ہوں کہ وہ مسلمانوں کے اموال کو وصول کریں، نہ اس لئے کہ لوگوں کے جسموں کو پیٹیں۔ جس پر اس کے امیر نے ظلم کیا تو اس پر اس امیر کی امارت نہیں رہے گی سوائے میرے (یعنی اب اس کو براہ راست مجھ سے کہنا چاہیئے) عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رات گشت لگانے کے دوران میں چھت کے اوپر سے ایک عورت کی آواز سنی اور وہ یہ اشعار پڑھ رہی تھی ے تطاول الخ (ترجمہ) یہ رات لمبی ہوگئی اور اندھیرا چھاگیا۔ اور میرے پہلو میں ایسا دوست نہیں ہے جس سے دل لگی کرلوں ÷ تو خدا کی قسم اگر خدا (موجود) نہ ہوتا اور کوئی شئے اس کے سوا (جو کہ ملاعبت سے مانع ہو موجود) نہیں ہے تو اس تخت کے تمام گوشے یقیناً لرزتے ہوئے ہوتے۔ اپنے رب کا خوف اور حیا مجھے روک رہی ہیں۔ اور (یہ بات بھی روکنے والی ہے کہ) اپنے میاں کا احترام کرتی ہوں، اس بات سے کہ اس کی سواری کے مقامات کسی اور کو دے دیئے جائیں"۔ تو عمر رضؓ نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ، اے عمر تو نے مدینہ کی عورتوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ پھر جاکر اپنی بیٹی حفصہ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا بات ایسے بے وقت آپ کو یہاں لائی۔ فرمایا کہ مجھے یہ بتادے کہ کتنے زمانہ تک ایسی عورت جس کا شوہر غائب ہو اپنے شوہر سے جدائی پر صبر کرسکتی ہے۔ حفصہ نے کہا کہ اس کی انتہا چار مہینے ہیں۔ پھر جب صبح ہوگئی تو عمر رضؓ نے تمام علاقوں کے امراء کے نام یہ حکم لکھ کر روانہ کیا کہ لشکروں کو محبوس نہ کیا جائے اور کوئی شخص اپنی بیوی سے چار مہینے سے زیادہ غائب نہ رہے۔ اور اسلم نے بیان کیا کہ عمر جب کہ ایک رات مدینہ میں گشت کررہے تھے میں ان کے ساتھ تھا کہ اچانک انہوں نے سنا کہ ایک

من اربعۃ اشہر - و روی اسلم
قال کنت مع عمر یعس بالمدینۃ
اذا سمع امرأۃ تقول لبنتہا قومی
یا بنیۃ الی ذلک اللبن فامذقیہ
فقالت او ما علمت ما کان من
عزمۃ امیرالمؤمنین بالامس قالت
وما ہو قالت انہ امر منادیا فنادی
ان لا یشاب اللبن بالماء قالت
فانک بموضع لا یراک امیرالمؤمنین
ولا منادی امیرالمؤمنین قالت ما کنت
لاطیعہ فی الملاء واعصیہ فی الخلاء
وعمر یسمع ذالک فقال یا اسلم
اعرف الباب ثم مضی فی عسسہ
فلما اصبح قال یا اسلم امض الی
الموضع فانظر من القائلۃ و من
المقول لہا ہی وہل لہا من بعل
قال اسلم فاتیت الموضع فنظرت
فاذا الجاریۃ ایم واذا بنت لہا
ولیس لہا رجل فاخبرتہ فجمع عمر
ولدہ فقال ہل تریدون ان تزوجوا
امرأۃ فازوجہ امرأۃ صالحۃ
فتاۃ ولو کان فی ابیکم حرکۃ الی
النساء لم یسبقہ احد الیہا فقال
عاصم ابنہ انا فبعث الی الجاریۃ
فزوجہا ابنہ عاصما فولدت لہ

عورت اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ بیٹی اٹھ اور جاکر دودھ میں پانی ملا دے، تو اُس نے کہا کہ کیا تم کو معلوم نہیں ہوا کہ امیرالمومنین نے کل کس حکم کی منادی کرائی تھی۔ اُس نے کہا کہ کیا حکم تھا۔ اُس نے کہا کہ اُن کے حکم سے منادی نے یہ آواز لگائی تھی کہ دودھ میں پانی نہ ملایا جائے۔ ماں نے کہا کہ تو ایسی جگہ ہے کہ تجھے نہ امیرالمومنین دیکھ رہا ہے اور نہ امیرالمومنین کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ میں تو ایسا نہ کروں گی کہ سامنے تو اُن کی اطاعت کروں اور تنہائی میں اُن کے حکم کے خلاف کروں۔ اور عمرؓ یہ گفت گو سن رہے تھے۔ تو فرمایا کہ اے اسلم دروازے کو اچھی طرح پہچان لے۔ پھر گشت میں آگے نکل گئے۔ پھر جب صبح ہوئی تو فرمایا اے اسلم اُس جگہ پہنچو اور پتہ لگاؤ کہ وہ کہنے والی کون تھی اور جس سے کہہ رہی تھی وہ کون ہے اور کیا اُس کے شوہر موجود ہے۔ اسلم کہتے ہیں کہ میں اُس جگہ پہنچا اور تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ لڑکی بیوہ ہے اور اس کی ایک بیٹی ہے اور دونوں کا کوئی مرد نہیں ہے۔ تو میں نے اس کی اطلاع عمرؓ کو دے دی۔ اُس کے بعد عمر نے اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ کیا تم کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتے ہو، تو میں اس کا نکاح ایسی نوجوان عورت سے کرادوں جو صالحہ ہے اور اگر تمھارے باپ میں عورتوں کی جانب میلان ہوتا تو اُس پر اس کی جانب کوئی اس سے پیش قدمی نہ کرسکتا۔ تو اُن کے بیٹے عاصم نے کہا کہ میں۔ تو آپ نے اُس لڑکی کے پاس پیغام بھیجدیا اور اس کا اپنے بیٹے عاصم سے نکاح کر دیا۔ تو اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کی کنیت اُمّ عاصم ہے اور یہی ماں ہے عمر بن عبدالعزیز بن مروان کی۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ نے حج کیا۔ جب وادی ضجنان میں آئے تو فرمایا کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو بہت عظمت والا ہے، جو کچھ چاہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عطا فرمادینے والا ہے۔ مجھے یاد آرہا ہے جب کہ میں خطاب کے اونٹ اس وادی میں چرایا کرتا تھا، ایک اونی

بنتاً ہی المکناۃ ام عاصم وہی ام عمر بن
عبد العزیز بن مروان - حج عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فلما کان بضجنان قال
لا الٰہ الا اللہ العظیم المعطی ماشاء لمن
یشاء اذکروانا ارعی ابل الخطاب
بہذا الوادی فی مدرعۃ صوف وکان فظاً
یتعبنی اذا عملت ویضربنی اذا قصرت
وقد امسیت الیوم ولیس بینی وبین
اللہ احد ثم تمثل ؎ لاشیٔ مما یُری
تبقی بشاشتہ ÷ یبقی الالٰہ ویودی المال
والولد ÷ لم تغن عن ہرمز یوماً خزائنہ ÷
والخلد قد حاولت عادٌ فما خلدوا ÷ و
لا سلیمان اذ تجری الریاح لہ ÷ والانس
والجن فیما بینہا یرد ÷ این الملوک التی
کانت منازلہا ÷ من کل اوب الیہا راکب
یفد ÷ حوض ہنالک مورود بلا کذب ÷
لابد من وردہ یوماً کما وردوا ÷ وتسمع
عمر منشداً ینشد قول طرفۃ ؎ فلولا ثلاث
ہن من عیشۃ الفتی ÷ وجدک لم احفل
متی قام عوّدی ÷ فمنہن سبقی العاذلات
بشربۃ ÷ کمیت متی ما یعل بالماء یزبد ÷
وکری اذا نادی المضاف مجنباً ÷ کسید
الغضا فی نبہتہ المتورد ÷ وتقصیر یوم
الدجن والدجن معجب ÷ ببہکنۃ تحت
الطراف المعمد ÷ فقال وانا لولا ثلاث

کرتے ہیں۔ اور وہ ایک سخت مزاج آدمی تھے مجھے اذیت میں ڈالے رکھتے تھے جب میں کام کرتا تھا اور مجھے مارا کرتے تھے جب میں کام میں کمی کرتا تھا اور آج میں اس حال میں ہوں کہ میرے اور اللہ کے مابین کوئی (حاکم) نہیں۔ پھر تمثیلاً یہ اشعار فرمائے ؎ لاشیٔ مما یُری الخ (ترجمہ) کوئی دیکھی جانے والی شے ایسی نہیں کہ اس کی خوشی اور تازگی باقی رہنے والی ہو۔ اللہ ہی ہمیشہ رہتا ہے اور مال و اولاد سب فنا ہو جاتے ہیں (موت کے) دن ہرمز (شاہ فارس) کے خزانے اس کو نہ بچا سکے۔ اور خلد (عاد کی جنت) نے اس سے منہ موڑ لیا، یہ لوگ باقی نہ رہے ٭ اور نہ سلیمان باقی رہے جن کے حکم سے ہوائیں چلتی تھیں، اور انسان اور جن ان ہواؤں کے درمیان اترتے تھے ٭ وہ بادشاہ کہاں گئے جن کے محلات ایسے تھے کہ ہر طرف سے ان کے پاس سواروں کے وفد آتے رہتے تھے ٭ وہاں (فنا کا) ایک حوض ہے جس پر بلا تکلف ہر ایک کو وارد ہونا ہے جس طرح گذرے ہوئے لوگ اس پر وارد ہو کر موت کے گھونٹ پیتے رہے ٭ اور عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ ایک شخص طرفہ کے یہ اشعار پڑھ رہا تھا ؎ فلولا ثلاث الخ (ترجمہ) اگر تین خصلتیں نہ ہوتیں جو کہ جوان کی (یعنی میری) زندگی سے لازم ہیں، قسم ہے تیرے نصیب کی میں ایسے وقت بھی نہیں چوکتا جب کہ (میں بیمار ہوتا ہوں اور) میری عیادت کرنے والے کھڑے ہوتے ہیں ٭ ان میں سے ایک خصلت میرا ملامت کرنے والوں پر سبقت کر جانا ہے ایسی شراب کے ایک گھونٹ کے لئے جس میں سیاہی آمیز سرخی ہو کہ جب اس میں پانی ملایا جائے تو ابل کر (صراحی سے) نکلنے لگے ٭ اور (دوسری خصلت) میرا پلٹ کر حملہ کر دینا ہے جب ایسا میدان جنگ ندا کرے جو (بہادروں کو) نامرد بنا دینے والا ہو، غضا کے بھیڑیے کی طرح کمال ہوشیاری اور سبک رفتاری کے ساتھ ٭ اور (تیسری خصلت) یوم ابر کو

هن من عيشة الفتى ؛ وجدك لم احفل
متى قام عودي ؛ أجاهد في سبيل الله و
أنا أضع وجهي في التراب لله وأنا
أجالس قوما يلتقطون طيب القول كما
يلتقط طيب الثمر۔ وروى عبد الله بن
بريدة قال كان عمر رضي الله تعالى عنه
ربما يأخذ بيد الصبي فيقول ادع لي
فانك لم تذنب بعد۔ وكان عمر رضي
الله تعالى عنه كثير المشاورة كان يشاور
في امور المسلمين حتى المرأة۔ قال عمر
رضي الله تعالى يوما والناس حوله والله
ما ادري اخليفة انا ام ملك فان كنت
ملكا فلقد ورطت في امر عظيم فقال له
قائل يا امير المؤمنين ان بينهما فرقا وانك
ان شاء الله لعلى خير قال كيف
قلت قال ان الخليفة لا يأخذ الا
حقا ولا يضعه الا في حق وانت بحمد الله
كذلك والملك يعسف الناس و
يأخذ مال هذا فيعطيه هذا فسكت عمر و
قال ارجو ان اكونه۔ وروى الحسن قال
كان رجل لا يزال يأخذ من لحيته
عمر شيئا فاخذ يوما من لحيته فقبض
على يده فاذا فيها شئ فقال ان الملق
من الكذب۔ انقطع شسع نعل عمر
فاسترجع وقال كل ماساءك فهو

کوتاہ شمار کرتا ہے جب کہ (جنگ کا غبار بلند ہونے سے) تاریکی بہت اچھی معلوم ہورہی ہو غلبۂ جنگ سے لمبے کھینچے ہوئے خیمہ کے نیچے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اور میں (کہتا ہوں) اگر تین خصلتیں نہ ہوتیں جو کہ جوان کی زندگی سے لازم ہیں، قسم ہے تیرے نصیب کی میں ان سے ایسے وقت بھی نہیں چوکتا جب میری عیادت کرنیوالے کھڑے ہوں، (ایک خصلت یہ کہ) میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں اور (دوسری یہ کہ) میں اللہ کے لئے اپنا چہرہ مٹی پر رکھ دوں اور (تیسری یہ کہ) میں ایسے لوگوں کا ہم مجلس رہوں جو پاکیزہ اقوال اس رغبت کے ساتھ چُنتے ہیں جس رغبت کے ساتھ عمدہ پھل چُنتے ہیں۔ اور عبداللہ بن بریدہ سے مروی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بسا اوقات کسی بچہ کا ہاتھ پکڑ لیتے اور کہتے کہ میرے لئے دعا کر کیونکہ تو نے ابھی تک گناہ نہیں کیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ بکثرت مشورے کرنے والے تھے، مسلمانوں کے امور میں مشورے کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی۔ ایک دن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کہ لوگ ان کے گرد موجود تھے کہ خدا کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ہوں۔ اگر میں بادشاہ ہوں تو میں بڑے خطرناک امر میں ڈال دیا گیا۔ تو ان سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اے امیر المومنین دونوں میں فرق ہے اور آپ انشاء اللہ خیر پر ہیں۔ فرمایا کہ یہ تم نے کیسے کہا؟ اس نے کہا کہ خلیفہ جو کچھ رعایا سے لیتا ہے حق کے ساتھ لیتا ہے اور اس کو حق ہی کے موقع میں خرچ کرتا ہے اور آپ خدا کا شکر ہے اس کے مطابق ہیں۔ اور بادشاہ لوگوں پر ظلم کرتا ہے۔ اس کا مال چھینتا ہے پھر اس کو (خلافِ حق) اس کو دے دیتا ہے۔ تو عمرؓ خاموش ہوگئے اور فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ ایسا بن جاؤں۔ اور حسن نے روایت کیا کہ ایک شخص تھا جو ہمیشہ عمر کی ڈاڑھی میں سے کچھ لیا کرتا تھا (یعنی صاف کرتا تھا)، تو اس نے ایک دن ان کی ڈاڑھی میں سے کچھ (تنکا یا ٹوٹا ہوا بال) لیا تو انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا، دیکھا تو اس میں کچھ تھا تو فرمایا کہ چاپلوسی کذب (کی جنس) میں سے ہے۔ عمرؓ

مصیبۃ۔ وقف اعرابی علی عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ فقال لہ ؎ یا ابنَ الخطاب جُزِیتَ
الجنّۃ ٭ اُکسُ بُنیّاتی و اُمّہُنَّہ ٭ اُقسِمُ باللہ
لتفعلنّہ ٭ فقال ان لم افعل یکون ماذا
قالَ ع اذاً اباحفص لَاَمضینّہ۔ قال
اذا مَضَیتَ یکون ماذا قال ؎ تکونُ
عن حالی لَتُسألنّہ ٭ یوم تکونُ الاُعطیاتُ
جُنّۃ ٭ والواقفُ المسئولُ بینہتنّہ ٭ اِمّا اِلیٰ
نارٍ وَاِمّا جنّۃ ٭ فبکیٰ عمر ثم قال لغلامہ
اعطہ قمیصی ہٰذا لذلک الیوم لالشعرہ
وَاللہِ ما املک ثوباً غیرہ۔ سمع عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ صوتَ بکاءٍ فی بیتٍ
فدخل وبیدہ الدِّرّۃ فمال علیہم
ضرباً حتی بلغ النائحۃ فضربہا حتی
سقط خمارُہا ثم قال لغلامہ اضرب
النائحۃ ویلکَ اضربہا فانہا نائحۃ
لاحرمۃ لہا انہا لاتبکی بشجوکم انہا
تُہریقُ دموعہا علیٰ اَخذِ دراہمکم انہا
تؤذی امواتکم فی قبورہم و احیاءکم فی
دُورہم انہا تنہیٰ عن الصبر وقد امراللہُ
بہ وتامُرُ بالجزع وقد نہی اللہُ عنہ۔ و
مِن کلامہ من اتّجر فی شیئٍ ثلاثَ
مراتٍ فلم یُصِبْ فیہ فلیتحوّل عنہ
الی غیرہ۔ قال عمر ان الحرف فی المعیشۃِ
اخوف عندی علیکم من العِیال انہ

کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے اِنَّا لِلّٰہِ الخ کہا اور فرمایا کہ جو بات
بھی تم کو بُری لگے وہ مصیبت ہے۔ ایک اعرابی نے عمر رضی اللہ عنہ
کے سامنے کھڑا ہوکر کہا ؎ یا ابن الخطاب الخ (ترجمہ) اے ابن خطاب
تجھے جزا میں جنت دی جائے گی۔ میری بیٹیوں اور ان کی ماں کو کپڑے
پہنا دے۔ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ ایسا ضرور کر۔ تو عمر رضی اللہ عنہ
نے کہا کہ اگر میں نے ایسا نہ کیا تو کیا ہوگا۔ تو اس نے کہا ع اِذاً الخ یعنی اس
صورت میں اے ابوحفص میں چلا جاؤں گا" تو آپ نے کہا کہ اس صورت
میں کہ تو چلا جائے گا تو کیا ہوگا۔ تو اس نے کہا ؎ تجھ سے میرے حال کے
بارے میں ضرور باز پرس ہوگی، جس دن عطیات (صدقات عذاب
سے بچاؤ کے لئے) ڈھال بنیں گے۔ وہ کھڑا ہوا مسئول (جس سے باز پرس
ہوگی) ضرور پریشان ہوگا۔ یا دوزخ کی طرف بھیجا جائے گا یا جنّت کی
طرف" یہ سُنکر عمرؓ رو پڑے۔ پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ یہ میری قمیص اس کو
دے دو، اُس دن کی باز پرس سے بچنے کی وجہ سے، اُس کے شعر کی وجہ سے نہیں
واللہ میں اس کے سوا اور کسی کپڑے کا مالک نہیں ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ
نے ایک گھر سے رونے کی آواز سُنی تو اُس میں داخل ہوگئے اور اُن کے ہاتھ
میں درّہ تھا اور گھر والوں پر درّے مارتے ہوئے نوحہ کرنے والی عورت
تک پہنچ گئے اور اُس کو پیٹنا شروع کردیا یہاں تک کہ اُس کی اوڑھنی
بھی گر گئی۔ پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ نوحہ کرنے والیوں کو مار، تیرا بُرا ہو
مار ان کو یہ تو نوحہ کرنے والی عورتیں ہیں، اِن کی کوئی حرمت نہیں۔ یہ تمہارے
غم کی وجہ سے نہیں روتیں، ان عورتوں کے آنسو تو صرف تم سے درہم وصول
کرنے کے لئے بہتے ہیں۔ یہ عورتیں تمہارے مُردوں کو اُن کی قبروں میں اذیت
پہنچا رہی ہیں اور تمہارے زندوں کو اُن کے گھروں میں۔ یہ صبر سے روک
رہی ہیں جس کا اللہ نے حکم دیا اور گریہ و بکا کا امر کر رہی ہیں حالانکہ اس سے
اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ اور آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ جو شخص
کسی چیز کی تجارت تین مرتبہ کرے اور اس میں اُس کو نفع نہ ہو تو اب

لا یبقی مع الفساد شئ و لا یقل مع
الاصلاح شئ وکان عمر یقول ادبوا الخیل
و انتضلوا و اقعدوا فی الشمس و
لا یجاورنکم الخنازیر و لا تقعدوا
علی مائدۃ یشرب علیہا الخمر و یرفع
علیہا الصلیب و ایاکم و اخلاق العجم
و لا یحل لمؤمن ان یدخل الحمام
الا مؤتزرا و لا لامرأۃ ان یدخل الحمام
الا من سقم و اذا وضعت المرأۃ خمارہا
فی غیر بیت زوجہا فقد ہتکت الستر
بینہا و بین اللہ تعالی - و کان یکرہ
ان یتزیا الرجال بزی النساء و
ان لا یزال الرجل مکتحلا مدہنا و
ان یحف لحیتہ و شاربہ کما یحف
المرأۃ - سمع عمر سائلا یقول من یعشی
السائل فقال عشوا سائلکم ثم جاء
الی دار ابل الصدقۃ یعشیہا فسمع
صوتہ مرۃ اخری فقال من ہذا السائل
الم آمرکم ان تعشوہ قالوا قد عشیناہ
فارسل الیہ عمر و اذا معہ جراب مملوء
خبزا قال فانک لست سائلا انما انت
تاجر تشتری لابلک فاخذ بطرف الجراب
فنبذہ بین یدی الابل - و نظر الی شاب
قد نکس رأسہ خشوعا فقال یا ہذا
ارفع رأسک فان الخشوع لا یزید

اس سے دوسری شے کی طرف رجوع کرے۔ عمرؓ کا قول ہے کہ روزی کے ذرائع کا تباہ ہوجانا میرے نزدیک تمہارے حق میں عزبت و فقر سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ فساد کے ہوتے ہوئے کوئی شے باقی نہیں رہتی اور اصلاح کے ساتھ کوئی شے کم نہیں ہوتی۔ اور عمرؓ فرمایا کرتے تھے گھوڑوں کو سدھاؤ اور تیراندازی کی مشق کرو اور دھوپ میں بیٹھو اور تمہارے پڑوس میں سؤر ہرگز نہ ہونے چاہئیں۔ اور ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھو جس پر شراب پی جارہی اور صلیب بلند کی جارہی ہو۔ اور خبردار عجم کی عادتوں سے بچو۔ اور کسی مؤمن کے لئے حلال نہیں کہ حمام میں داخل ہو مگر تہبند باندھ کر اور نہ کسی عورت کے لئے حلال ہے کہ حمام میں داخل ہو مگر بیماری کی وجہ سے، اور جب کسی عورت نے اپنی اوڑھنی (سربند) کو اتار کر رکھ دیا غیر شوہر کے گھر میں تو اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان کے حجاب کو (جو اس کو اللہ کے غضب سے بچانے والا تھا) توڑ دیا۔ اور آپؓ اس کو مکروہ رکھتے تھے کہ مرد عورتوں کی طرح بناؤ سنگار کریں اور یہ کہ مرد (زینت کے لئے) سرمہ لگاتے اور تیل چپڑتے رہیں اور یہ کہ اپنی ڈاڑھی اور مونچھوں کو چڑھائیں (مانگ نکالیں) جس طرح عورتیں مانگ نکالتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک سائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ کون رات کا کھانا سائل کو کھلائے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ سائل کو کھانا کھلادو پھر آپ صدقہ کے اونٹوں کے باڑہ کی طرف گئے تاکہ انہیں چارہ کھلائیں، تو وہاں آپ نے اسی سائل کی آواز پھر سنی، تو لوگوں سے فرمایا کہ یہ سائل کون ہے، کیا میں نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ اس کو کھانا کھلادو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو کھلادیا تھا، تو اس کے پاس عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا، دیکھتے ہیں کہ اس کے پاس ایک تھیلا ہے روٹیوں سے بھرا ہوا۔ عمرؓ نے اس سے فرمایا کہ تو سائل نہیں ہے تو محض ایک تاجر ہے اپنے اونٹوں کے لئے روٹی خریدتا پھرتا ہے پھر تھیلے کا ایک گوشہ پکڑ کر اونٹوں کے آگے الٹ دیا۔ آپ نے ایک جوان کو دیکھا اس نے عاجزی کے طور پر اپنا سر جھکا رکھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے شخص اپنا سر اٹھا۔ کیونکہ یہ (اظہار) خشوع

علی ما فی القلب فمن اظہر للخلق خشوعًا فوق ما فی قلبہ فانما اظہر نفاقًا۔ ومن کلامہ احبکم الینا مالم نرکم احسنکم اسمًا فاذا رأیناکم فاحبکم الینا احسنکم اخلاقًا فاذا بلوناکم فاحبکم الینا اعظمکم امانۃً و اصدقکم حدیثًا۔ وکان یقول لاتنظروا الی صلوۃ امرء ولا صیامہ ولکن انظروا الی عقلہ وصدقہ۔ ومن کلامہ ان العبد اذا تواضع للہ رفع اللہ حکمتہ وقال لہ انتعش نعشک اللہ فہو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم و اذا تکبر وعتٰی وہصہ اللہ الی الارض وقال اخسأ اخسأک اللہ فہو فی نفسہ عظیم وفی اعین الناس حقیر حتی یکون عندہم احقر من الخنزیر۔ وقال الانسان لایتعلم العلم لثلاث ولا یترکہ لثلاث لایتعلمہ لیماری بہ ولا لیباہی بہ ولا لیرائی بہ ولایترکہ حیاءً من طلبہ ولا زہادۃً فیہ ولا رضیً بالجہل بدلًا منہ۔ وقال تعلموا انسابکم تصلوا ارحامکم۔ وقال انی لا اخاف علیکم احد الرجلین مؤمنًا تبین ایمانہ وکافرًا قد تبین کفرہ ولکن اخاف علیکم منافقًا یتعوذ بالایمان ویعمل بغیرہ۔ ومن کلامہ ان الرجف من

جو کچھ قلب میں ہے اس پر کچھ اضافہ نہیں کرتا۔ جس شخص نے لوگوں کے سامنے اتنا خشوع ظاہر کیا جو اس کے قلب کے خشوع سے زیادہ ہے تو اس نے نفاق ہی کا اظہار کیا۔ اور آپ کا قول ہے تم میں سے جس کو ہم نے نہیں دیکھا ہمارے نزدیک زیادہ اچھا وہ ہوتا ہے جس کا نام اچھا ہوتا ہے پھر جب ہم نے تم کو دیکھ لیا تو ہم کو زیادہ اچھا وہ معلوم ہوتا ہے جس کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں۔ پھر جب ہم تم کو آزما بھی لیتے ہیں تو ہمارے نزدیک تم میں سب سے اچھا وہ ہوتا ہے جو تم میں امانت اور سچ بات کہنے میں سب سے بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ کسی شخص کی نماز اور روزوں پر نظر نہ کرو بلکہ نظر کرو اس کی عقل اور اس کے صدق پر۔ اور آپ کا ارشاد ہے کہ بندہ جب اللہ کے لئے سر جھکاتا ہے تو اللہ بلند کر دیتا ہے اس کی حکمت کو اور اس سے فرماتا ہے اٹھ تجھے اللہ نے بلند کر دیا ہے، تو وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوتا ہے (یعنی وہ اپنی ذات کو حقیر سمجھتا ہے) اور لوگوں کی نگاہوں میں بڑا ہوتا ہے۔ اور جب تکبر اور سرکشی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کو زمین پر دے مارتا ہے اور فرماتا ہے دُور ہو تجھے خدا نے ذلیل کر دیا ہے، تو وہ اپنے نفس میں عظمت والا ہوتا ہے (یعنی اپنے آپ کو بہت بڑا آدمی سمجھتا ہے) اور لوگوں کی نگاہوں میں حقیر ہو جاتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کے نزدیک سُوَر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ اور فرمایا کہ انسان علم کو نہ سیکھے تین باتوں کے لئے اور اُس کو ترک نہ کرے تین باتوں کے سبب، نہ سیکھے اس غرض سے کہ اس سے لوگوں سے بحث اور جھگڑے کرے اور نہ اس غرض سے کہ لوگوں پر بڑائی جتائے اور نہ لوگوں کو دکھانے کے لئے، اور نہ ترک کرے اُس کی طلب سے شرما کر اور نہ اس سے بے رغبتی کی بنا پر اور نہ اس کے بدلہ میں جہل پر راضی ہو کر۔ اور آپ نے فرمایا کہ اپنے نسبوں کا علم حاصل کرو اور صلہ رحمی کرو (یعنی رشتہ داری کا حق ادا کرو) اور فرمایا کہ مجھے تم پر دو قسم کے آدمیوں سے کوئی اندیشہ نہیں، ایسے مومن سے جس کا ایمان عیاں ہو اور ایسے کافر سے جس کا کفر عیاں ہو۔ لیکن مجھے اندیشہ

كثرة الزنا ان قحوط المطر من قضاة السوء وائمة الجور- وقال فى النساء استعينوا عليهن بالعرى فان احداهن اذا كثرت ثيابها وحسنت زينتها اعجبها الخروج- ومن كلامه ان الجبت السحر وان الطاغوت الشيطان وان الجبن والشجاعة غرائز تكون فى الرجال يقاتل الشجاع عمن لايعرف ويفر الجبان عن امه و ان كرم الرجل دينه وحسب الرجل خلقه وان كان فارسيا او نبطيا - و قال تفهموا العربية فانها تزيد فى العقل وتزيد فى المروة- و قال ما يمنعكم اذا رأيتم السفيه يخرق اعراض الناس ان تعربوا عليه قالوا نخاف لسانه قال ذلك ادنى ان لاتكونوا شهداء- ورای رجلا عظيم البطن فقال ماهذا فقال بركة من الله قال بل عذاب من الله- وقال اذ ارزقت مودة من اخيك فتشبث بها ما استطعت وقال لقوم يحصدون الزرع ان الله جعل ما اخطأت ايديكم رحمة لفقرائكم فلا تعودوا فيه - وقال ما ظهرت قط نعمة على احد الا وجدت له حاسدا ولو ان امرءا كان اقوم من قدح لوجدت له غامزا- وقال اياكم والمدح فانه الذبح- وقال لقبيصة بن ذويب

ایسے منافق سے ہے جو آڑ لے لیتا ہے ایمان کی اور عمل ایمان کے خلاف کرتا ہے اور آپ کا قول ہے کہ زلزلہ زنا کی کثرت سے اور بارش میں رکاوٹ بُرے قاضیوں اور ظالم حکام کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ انکی اتنی مدد کرو کہ برہنگی سے بچی رہیں کیونکہ اُن میں ایسی بھی ہیں کہ جب ان کے پاس زیادہ کپڑے ہو جائیں اور اُن کا سنگار اچھا ہو جائے تو اب اُن کو گھر سے نکلنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اور آن کا قول ہے کہ جبت سے مراد ہے سحر اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ اور جبن یعنی بزدلی اور شجاعت خلقی اور طبعی صفات ہیں جو لوگوں میں ہوتی ہیں۔ بہادر مرد ایسے شخص کی طرف سے لڑ جائے گا جس کو وہ پہچانتا بھی نہ ہوگا اور بزدل اپنی ماں کو بھی چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔ اور آدمی کی "بزرگی" اس کا دین ہے اور اُس کا "حسب" اس کا خُلق اگرچہ وہ فارسی ہو یا نبطی[عـ۵]۔ اور فرمایا کہ عربیت کو سمجھو، اس سے عقل بڑھے گی اور مروّت زیادہ ہو گی۔ اور آپ نے لوگوں سے کہا کہ کونسی چیز تم کو روکتی ہے جب کہ تم کسی بیوقوف کو دیکھو کہ وہ لوگوں کی آبرو ریزی کر رہا ہے کہ تم اس سے اُس کو روک دو۔ لوگوں نے کہا کہ ہم اُس کی زبان سے ڈرتے ہیں۔ فرمایا کہ ادنیٰ (نتیجہ) اس کا یہ ہے کہ تم گواہ نہ ہو[عـ۶]۔ عمر رض نے ایک بڑے پیٹ والے آدمی کو دیکھا تو کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ برکت ہے اللہ کی طرف سے۔ فرمایا نہیں بلکہ عذاب ہے اللہ کی طرف سے۔ اور آپ نے فرمایا کہ جب تجھے اپنے بھائی کی جانب سے دوستی عطا کر دی جائے تو جہاں تک تجھ سے ہو سکے اس کو نباہتا رہ۔ اور آپ نے کچھ لوگوں سے جو کھیتی کاٹ رہے تھے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس (بال) کو جس سے تمھارے ہاتھ خطا کر جاتے ہیں تمھارے فقراء کے لئے رحمت بنایا ہے (کہ وہ اُن کو جمع کر کے روزی کماتے ہیں) تو اُس کو نہ اٹھاؤ (پڑی رہنے دو) اور فرمایا کہ جب بھی کسی پر کسی نعمت کا ظہور ہوا تو اس پر کوئی حاسد ضرور پاؤ گے اور اگر کوئی شخص تیر سے بھی زیادہ سیدھا ہو گا تو تم اس کا بھی کوئی عیب جو ضرور پاؤ گے۔ اور فرمایا کہ مدح سے بچو کہ یہ ذبح

عـ۵ نبط۔ نون اور با کے زبر کے ساتھ عرب کی ایک قوم ہے جو فارس اور روم میں داخل ہو گئی۔ ان کی زبان خراب ہو گئی اور نسب فاسد ہو گیا۔ ۱۲ عـ۶ آئندہ صفحہ پہ

انت رجلٌ حدیث السِّن فصیحٌ و انہ یکون فی الرجل تسعۃُ اخلاقٍ حسنۃ وخلق واحد سَیّیٌٔ فتغلبُ الواحدُ التسعۃَ فتوقّ عَثَراتِ السیئاتِ۔ و قال بحسب امرءٍ من الغیّ ان یُوذِیَ جلیسہ او یتکلف مالا یعنیہ او یُعیبَ الناسَ بما یأتی مثلَہ ویظہرُ لہ منہم مایَخفیٰ علیہ من نفسہ۔ وقال احترسُوا من الناسِ بسوءِ الظن۔ و قال فی خطبۃٍ لہ لایعجبنکم من الرّجل طَنْطَنَتہ و لکن من اَدّی الامانۃَ وَکَفَّ عن اَعراضِ الناسِ فہو الرجل۔ وقال الراحۃُ فی مہاجرۃ خُلَطاءِ السُوءِ۔ وقال انَّ لومًا بالرجل ان یرفع یدیہ من الطعام قبل اَصحابہ۔ و اثنیٰ رجلٌ علے آخر عند عمرَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہ اَعَامَلتہٗ قال لاقال اَصحبتہ فی السفرِ قال لاَ قال فانتَ اذاً لقائل مالاتعلمُ۔ وقال لاَن اموتَ بین شُعبتی رحلی اَسعیٰ فی الارض ابتغی من فضل اللہ کفافَ وجہی اَحبُّ الیَّ من ان اموتَ غازیًا۔ وکان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قاعدًا والدّرۃ معہ والناسُ حولہ اذا اقبل الجارود العامریّ فقال رجل ہذا سیّد ربیعۃ فسمعہا

(کے برابر) ہے۔ اور آپ نے قبیصہ بن ذُوَیب سے فرمایا کہ تو ایک نوعمر شخص ہے، فصیح ہے، یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی شخص میں نو اخلاق حسنہ ہوتے ہیں اور ایک بُرا خُلق ہوتا ہے، اور وہ ایک نو پر غالب آجاتا ہے اس لئے بدکرداری کی لغزشوں سے بچتے رہنا۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کے بدتر ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے ہمنشین کو تکلیف پہنچائے یا بے فائدہ تکلفات میں مبتلا ہو یا لوگوں میں ایسے عیب نکالے کہ اس قسم کی باتوں کا خود بھی مرتکب ہو اور لوگوں کی ایسی برائیوں کو ظاہر کرے کہ جب وہ خود اس سے صادر ہوں تو چھپائے۔ اور فرمایا کہ لوگوں پر بدگمانی کرنے سے اپنے نفس کی نگہداشت رکھو۔ اور آپ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ تم کو کسی آدمی کی بڑی شہرت پر فریفتہ نہ ہو جانا چاہیئے، لیکن جو شخص امانت کو ادا کر دے اور لوگوں کی آبروریزی سے بچے، بس آدمی وہی ہے۔ اور فرمایا کہ راحت اسی میں ہے کہ بُرے ساتھیوں سے کنارہ کشی اختیار کرلے۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کے حق میں یہ بات قابلِ ملامت ہے کہ اپنے ہاتھ کھانے سے کھینچ لے اپنے ساتھیوں سے پہلے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کی تعریف کی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ کیا تو نے اُس سے کوئی معاملہ کیا ہے؟ اُس نے کہا نہیں۔ فرمایا تو کیا سفر میں اس کے ساتھ رہا؟ اُس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر تو تو ایسی بات کا قائل ہے جس کا تجھے علم نہیں۔ اور فرمایا کہ اگر میں اللہ کے فضل کی جستجو کے دوران میں اپنی ذات کے معاش کے لئے زمین میں سفر کرتا ہوا اپنی سواری کے دونوں کجاووں کے بیچ میں مرجاؤں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ جہاد کرتا ہوا مروں۔ اور عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے پاس دُرّہ بھی تھا اور لوگ آپ کے گرد و پیش جمع تھے کہ جارود عامری آگئے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ یہ ربیعہ کا سردار ہے۔ اس بات کو عمر نے سُنا اور اُن لوگوں نے بھی جو اُن کے گرد موجود تھے اور اس کلام کو جارود نے بھی سُنا تو جب جارود اُن کے قریب آئے تو آپ نے اُن کے دُرّہ مارا۔ تو جارود نے کہا کہ

عـه یعنی تمہاری شہادت ناقابلِ اعتبار [illegible] ہے کہ تم [illegible] اندیشہ ہے۔ ۱۲

عمر ومن حوله وسمعها الجارود فلما دنیٰ
منه خفقه بالدرة فقال مالی ولك
یا امیر المؤمنین قال ویلك لقد سمعتها
قال وسمعتها فمه قال خشیت ان تخالط
القوم وفی قلبك من هذا امر فاحببت
ان اطأطیٔ منك۔ وقال من احب
ان یصل الی المطلب فلیصل اخوان
ابیه من بعده۔ وقال ان اخوف
ما اخاف ان یقول المرء برأیه فمن
قال انی عالم فهو جاهل ومن قال انی
فی الجنة فهو فی النار۔ وخرج للحج
فسمع غناء راكب فقیل یا امیر المؤمنین
الا تنهیٰ عن الغناء وهو محرم فقال
دعوه فان الغناء زاد الراكب۔ وقال
یثغر الغلام لسبع ویحتلم لاربع
عشرة وینتهی طوله لاحدی و
عشرین ویكمل عقله لثمان وعشرین
ویصیر رجلاً كاملاً لاربعین۔ وكتب
الی ابی موسیٰ وهو بالبصرة بلغنی
انك تأذن للناس بالجم الغفیر
فاذا جاءك كتابی هذا تأذن لاهل الشرف
واهل القرآن والتقویٰ والدین
فاذا اخذوا مجالسهم فأذن للعامة
ولا تؤخر عمل الیوم لغد فتدارك
علیك الاعمال فتضیع وایاك واتباع

اے امیر المومنین مجھ سے آپ کی کیا خطا سرزد ہوئی؟ فرمایا تجھ پر افسوس ہے کیا تو نے اس بات کو سنا؟ انہوں نے کہا ہاں سنا تھا تو پھر کیا ہوا فرمایا کہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہوا کہ تو قوم میں مل کر بیٹھے اس حال میں کہ تیرے قلب میں اس امر (یعنی کبر) کا کچھ اثر ہو تو میں نے پسند کیا کہ اس کو تیرے دل سے نکال دوں۔ اور فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے مقاصد میں کامیاب ہو تو اس کو چاہیئے کہ اپنے باپ کے بعد اس کے بھائیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ اندیشہ ناک بات جس سے میں ڈرتا ہوں وہ یہ ہے کہ کوئی خود بینی میں مبتلا ہو۔ تو جو شخص یہ کہے کہ میں عالم ہوں تو وہ جاہل ہے اور جس نے یہ کہا کہ وہ جنتی ہے تو وہ دوزخی ہے۔ اور آپ سفرِ حج میں تھے تو ایک سوار کے گانے کی آواز سنی تو آپ سے کہا گیا کہ اے امیر المومنین آپ اس کو گانے سے نہیں روکتے؟ حالانکہ وہ محرم ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ چھوڑ دو اس کو کیونکہ گانا سوار کا زادِ راہ ہوتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا کہ لڑکا سات سال کا ہوکر نئے دانت نکالتا ہے اور چودہ سال کی عمر میں بالغ ہوجاتا ہے۔ اور اکیس سال کی عمر میں اس کا قد پورا ہوجاتا ہے۔ اور اس کی عقل اٹھائیس سال کی عمر میں پوری ہوتی ہے اور مردِ کامل چالیس سال میں ہوتا ہے۔ اور آپ نے ابو موسیٰ کو لکھا جب کہ وہ بصرہ میں عامل تھے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ آپ ایک بڑی جماعت کو (جس میں ہر قسم کے لوگ ملے جلے ہوتے ہیں) ایک مرتبہ ہی آنے کی اجازت دیدیتے ہیں۔ تو جب میرا یہ خط تم کو ملے اس وقت سے یہ معمول بناؤ کہ اول اجازت دو ان لوگوں کو جو صاحبِ شرافت اور اہلِ قرآن اور صاحبِ تقویٰ اور دیندار ہوں، جب وہ اپنی اپنی مناسب جگہ بیٹھ جائیں تو پھر عام لوگوں کو آنے کی اجازت دو اور آج کے کام کو کل پر مؤخر نہ کرو یہ نہ ہو کہ تمہارے ذمہ بہت سے کام جمع ہوجائیں پھر تم ان کو ضائع کرو۔ اور خبردار لوگوں کی خواہشوں کا اتباع نہ کرنا۔ کیونکہ لوگ اپنی اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوتے ہیں اور دنیا

الهوى فان للناس اهواءً متبعة
و دنيا مؤثرة و ضغائن محمولة و حاسب
نفسك في الرخاء قبل حساب الشدة
فانه من حاسب نفسه في الرخاء
قبل حساب الشدة كان مرجعه
الى الرضاء و الغبطة و من الهته حياته
و شغلته اهواءه عاد امره الى الندامة
و الحسرة - انه لا يقيم امر الله في الناس
الا حصيف العقدة بعيد الغرة
لا يحنق على حرة و لا يطلع الناس
منه على عورة و لا يخاف في الحق
لومة لائم - الزم اربع خصال يسلم
لك دينك و تحظ بافضل حظك
اذا حضر الخصمان فعليك بالبينات
العدول و الايمان القاطعة ثم ادن
الضعيف حتى ينبسط لسانه و يجترئ
قلبه و تعاهد الغريب فانه اذا طال
حبسه ترك حاجته و انصرف الى اهله و
احرص على الصلح ما لم يتبين لك القضاء
و السلام عليك - و كان رجل من الانصار
لا يزال يهدي لعمر فخذ جزور الى
ان جاء ذات يوم مع خصم له فجعل
في اثناء الكلام يقول يا امير المؤمنين
افصل القضاء بيني و بينه كما
يفصل فخذ الجزور - قال عمر فما زال

کو مقدم رکھے ہوئے اور کینے ابھرے ہوئے ہیں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو اس ڈھیل کے زمانہ میں شدت کے زمانہ کے حساب سے پہلے کیونکہ جس نے اس ڈھیل کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کر لیا شدت کے حساب سے پہلے اس کے لوٹنے کی جگہ رضاء اور رشک کا مقام ہوگا اور جس کو اس کی زندگی نے لہو و لعب میں مبتلا کر دیا اور اس کی خواہشوں نے مشغول کر لیا اس کا معاملہ ندامت اور حسرت کی طرف عائد ہوگا - اللہ کے احکام کو لوگوں میں ایسا ہی شخص قائم کر سکتا ہے جو پختہ کار غافل نہ ہونے والا ہو اور حمایت قرابت وغیرہ پر کینہ نہ رکھنے والا ہو اور لوگ اس کے چھپے ہوئے عیب پر مطلع نہ ہوں اور حق کے بارے میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرنے والا ہو - چار عادات کو اپنے اوپر لازم کر لو، تمھارا دین سلامت رہے گا اور تم کو بہترین اجر ملے گا - جب کہ مدعی مدعا علیہ حاضر ہوں تو تم پر ضروری ہے صاحب عدل لوگوں کی شہادت ماننا اور قطعی قسموں کا لینا - پھر ضعیف کو اپنے قریب کر لو تاکہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کا قلب جری ہو جائے اور پردیسی حاجتمند کا خیال رکھو کیونکہ جب (توجہ کے انتظار میں) وہ دیر تک محبوس رہے گا تو اپنی حاجت کو ترک کر دے گا اور اپنے اہل کی طرف چلا جائے گا اور جب تک تم پر فیصلہ عیاں نہ ہو طرفین میں مصالحت پر حریص رہو - والسلام علیک

انصار میں کا ایک شخص تھا جو برابر عمرؓ کے پاس بکری کی ایک ران ہدیۃً بھیجا کرتا تھا - یہاں تک کہ ایک دن وہ (عمرؓ کے پاس) اپنے ایک مخالف کے ساتھ آیا (ایک مقدمہ کے فیصلے کے لئے) اور دوران گفتگو میں اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ اے امیر المؤمنین میرے اور اس کے درمیان اس قضیہ کا فیصلہ اس طرح کر دیجئے جس طرح بکری کی ران جدا کی جاتی ہے - عمرؓ فرماتے ہیں کہ وہ اس جملہ کو بار بار کہتا رہا یہاں تک کہ مجھے اپنے نفس پر (بے قابو ہونے کا) اندیشہ ہو گیا - پھر میں نے اس کے خلاف فیصلہ کیا پھر اس کے بعد میں نے اس کا ہدیہ قبول نہ کیا اور نہ اور کسی کا - اور آپ نے اپنے

يُرَدُّوْهَا حتى خفتُ على نفسي فقضيتُ عليه ثم لم اَقبل له هديةً فيما بعدُ ولا لغيره وكتب الى عماله امابعد فاياكم و الهدايا فانها من الرشا - كان عمر يقول اكتبوا عن الزاهدين في الدنيا مايقولون فان الله عزوجل وكّل بهم ملائكةً واضعةً ايديهم على افواههم فلا يتكلمون الا بما هيّأه الله لهم - و روى ابوجعفر الطبري في تاريخه كان عمر يقول جَرِّدُوا القرآنَ ولا تُفَسِّرُوه واَقِلُّوا الرِّوايةَ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا شريكُكم - قلتُ معناهُ لاتكتبوا في المصحف غيرَ القرآن من تفسيره وشرح غريبه ولا ترووا من الحديث الا مااعتمدتم على صحته وقتَ التحمل ووقتَ الاداء ولا يوجد مثل ذلك الا قليلٌ فلا يُبالي الراوي بقلة روايته وليحذر رواية مالا يعتمد على صحته - قال ابوجعفر وكان اذا اراد عمر ان ينهى الناس عن شيءٍ جمع اهله فقال اني عسيتُ ان أنهى الناسَ عن كذا وان الناس ينظرون اليكم نظرَ الطير الى اللحم فاُقسم بالله لااَجدُ اَحدًا منكم يفعلُ الا اضعفتُ عليه العقوبةَ - قال ابوجعفر وكان عمر

عاملوں کو لکھا اما بعد خبردار ہدیے لینے سے بچو، کہ یہ ایک طرح کی رشوت ہیں، عمرؓ فرمایا کرتے کہ دنیا کو ترک کرنے والے زاہدوں سے جو کچھ سنو لکھ لیا کرو۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے اُن پر فرشتے مقرر کر دیئے ہیں جو ان کے منہ پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے ہوتے ہیں تو وہ کلام نہیں کرتے مگر وہی جو اللہ تعالیٰ اُن سے کہلواتا ہے۔ اور ابوجعفر طبری نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کو مجرّد رکھو اور اُس کی تفسیر نہ کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کرو اور میں (اس امر میں) تمہارا شریک ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ قرآن کے سوا اوراق پر اور کچھ اُس کی تفسیر اور اس کی کسی ایسی چیز کی جو عام فہم نہ ہو شرح نہ لکھو۔ اور حدیث میں سے صرف اُسی کی روایت کرو جس کی صحت پر تم کو بھروسہ ہو اُس کے حفظ کرنے کے وقت اور ادا کرنے کے وقت اور اس طرح کے لوگ کم ہی ہوتے ہیں تو راوی اپنی قلت روایت کی پرواہ نہ کرے اور چاہیئے کہ جس روایت کی صحت پر اعتماد نہ ہو اُس سے پرہیز کرے۔ ابوجعفر نے بیان کیا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو کسی بات سے روکنے کا ارادہ کرتے تو اپنے گھر والوں کو جمع کرکے فرماتے کہ میں عنقریب لوگوں کو اس بات سے منع کرنے والا ہوں اور لوگ تم کو ایسی گہری نظر سے دیکھتے ہیں جیسے پرندے گوشت کی طرف دیکھتے ہیں۔ تو خدا کی قسم اگر میں تم میں سے کسی کو ایسا کرتے ہوئے پاؤں گا تو دُگنی سزا دوں گا۔ کہا ابوجعفر نے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکوک و شبہات نکالنے والوں پر سخت ناراض ہوتے تھے اور حق اللہ کے بارے میں سختی کرنے والے تھے اُس کے نکلوا لینے تک اور نرمی اور سہولت پسند تھے اُس حق کے بارے میں جو اس پر لازم ہوتا تھا یہاں تک کہ وہ اس کو ادا کر دے اور ضعیف پر بہت رحم کرنے والے تھے۔ اور زید بن اسلم نے اپنے باپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ شدیدًا علی اہل الریب
وفی حق اللہ صلیبًا حتی یستخرجہ
ولیّنًا سہلاً فیما یلزمہ حتی یؤدیہ
وبالضعیف رحیمًا۔ وروی زید بن اسلم
عن ابیہ ان نفرًا من المسلمین
کلموا عبد الرحمٰن بن عوف فقالوا
کلّم لنا عمر بن الخطاب فقد واللہ
اخشانا حتی لانستطیع ان ندیم الیہ
ابصارنا فذکر عبد الرحمٰن لہ ذلک فقال
اوقد قالوا ذٰلک واللہ لقد لنتُ لہم
حتی تخوفتُ اللہ فی امرہم و
لقد تشددتُ علیہم حتی خفتُ اللہ
فی امرہم ولا انا واللہ اشد فرقًا
للہ منہم لی۔ وروی راشد بن سعد انّ
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُتیَ بمال
فجعل یقسم بین الناس فازدحموا
علیہ فاقبل سعد بن ابی وقاص
یزاحم الناس حتی خلص الیہ فعلاہ
بالدرۃ وقال انک اقبلت لاتہاب
سلطان اللہ فی الارض فاحببتُ
ان اعلمک ان سلطان اللہ لایہابک
وقالت الشفاء ابنۃ عبد اللہ ورأت
فتیانًا من النساک یقصدون فی
المشی ویتکلمون رویدًا ما ہؤلاء فقیل
نساک فقالت کان عمر بن الخطاب

سے روایت کیا کہ مسلمانوں میں سے چند لوگوں نے عبد الرحمٰن بن عوف
سے کہا کہ آپ عمر بن الخطاب سے ہمارے بارے میں گفتگو کیجئے
حقیقت یہ ہے کہ بخدا انہوں نے ہم کو اتنا خائف کر دیا ہے کہ ہم اُن کی
طرف دیر تک دیکھ بھی نہیں سکتے۔ تو عبد الرحمن نے اُن سے اِس بات
کا ذکر کیا، تو فرمایا کہ کیا واقعی انہوں نے ایسا کہا۔ واللہ میں ان کے
ساتھ نرمی کرتا رہا یہاں تک کہ میں اُن سے اس معاملہ میں اللہ
سے ڈرنے لگا، اور میں نے اُن پر سختی کی یہاں تک کہ میں اس معاملہ
میں اللہ سے ڈرنے لگا اور خدا کی قسم وہ مجھ سے اتنا نہیں ڈرتے
جتنا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور راشد بن سعد نے روایت کیا کہ عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس مال لایا گیا انہوں نے لوگوں کو تقسیم کرنا
شروع کیا تو اُن پر ہجوم ہو گیا۔ سعد بن ابی وقاص نے آکر لوگوں کو دھکیلا
یہاں تک کہ عمرؓ کے پاس پہنچ گئے۔ تو عمر نے اُن کے درہ مارا اور فرمایا
کہ تو اس طرح آیا کہ تو زمین پر اللہ کے سلطان سے نہیں ڈرا تو میں نے
چاہا کہ تجھے بتا دوں کہ اللہ کا سلطان تجھ سے نہیں ڈرتا۔ اور عبد اللہ
کی بیٹی شفا نے جب کہ اس نے زاہدوں میں کے بعض جوانوں
کو دیکھا کہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں اور آہستہ آہستہ بات
کرتے ہیں کہا کہ یہ کون ہیں تو کہا گیا کہ زاہد لوگ ہیں تو شفا نے کہا
کہ سچے زاہد تو بس عمر بن الخطاب تھے اور جب وہ بولتے تھے تو
سنواتے تھے (یعنی بلند آواز سے بولتے تھے) اور جب چلتے تو تیز چلتے
اور جب مارتے تو دردناک بنا دیتے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص
کی کسی چیز کے اٹھانے میں مدد کی، تو اس شخص نے اُن کو دعا دی اور کہا
کہ اے امیر المومنین تمہارے بیٹے تمہاری مدد کریں تو فرمایا کہ مجھے تو اللہ
تعالیٰ نے ان سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور اُن کا ارشاد ہے کہ عمل
کی قوت یہ ہے کہ تو آج کے کام کو کل پر مؤخر نہ کرے۔ اور امانت
یہ ہے کہ تیرا باطن تیرے ظاہر کے خلاف نہ ہو۔ اور تقویٰ نگہداشت

ہو النا سک حقاً وکان اذا تکلّمَ اسمعَ
واذا مشٰے اَسْرَعَ واذا ضرب اوجعَ
اَعَانَ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رجلاً
علی حمل شیٍٔ فدعا لہ الرجلُ وقال
اَعَانکَ بنوکَ یا امیرَ المؤمنین قالَ
بل اغنانی اللہ عنہم۔ ومن کلامہ القوۃُ
فی العمل ان لاتؤخر عَمَلَ الیوم لغدٍ۔ و
الامانۃُ ان لا یخالف سریرتُک علانیتَک
والتقوٰی بالتوقّی ومن یتق اللہَ یَقِہٖ
وقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنا نَعُدُّ
القرضَ بخلاً انما کانت المواساۃُ اَتٰی
رہطٌ الی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقالوا
یا امیر المؤمنین کثُرت العیالُ واشتدّتِ
المؤنۃُ فزِدنا فی اَعطیاتِنا فقال
فعلتموہا جمعتم بین الضرائر واتخذتم
الخدمَ من مال اللہ اَمَا لوددتُ
انی وایاکم فی سفینتین فی لُجّۃ البحر
تذہب بنا شرقاً وغرباً فلن نُعجز
الناسَ ان یؤتوا رجلاً منہم فان
استقام اتبعوہ وان جنفَ قتلوہ
فقال طلحۃ وما علیکَ لو قلتَ فان
اعوجّ عزلوہ فقال القتل ارہبُ
لمن بعدہ احذروا افتی قریش
فان کریمہا الذی لاینام الاّ علی الرضاء
ویضحک عند الغضب ویتناولُ مافوقہ

سے ہے (یعنی یہ کہ حدود و مقادیرِ معینۂ شرع کی نفس مخالفت نہ کرسکے)
اور جو اللہ (کے خلاف) سے ڈرتا ہے اللہ اُس کو بچا لیتا ہے۔ اور
عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم قرض دینے کو بخل میں
شمار کیا کرتے تھے۔ وہ غمخواری کا زمانہ تھا۔ ایک جماعت آئی
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین
کنبہ بڑھ گیا اور خرچ کا بوجھ بڑھ گیا اس لئے ہمارے وظائف میں اضافہ
کر دیجئے۔ تو فرمایا کہ تم نے خود ہی ایسا کیا تم نے تن آسانی کے سامان
جمع کئے، اور خدمت گار بنا لئے اللہ کے مال میں سے۔ سمجھ لو میں اس
کو پسند کرتا ہوں کہ (یہ معمول ہو)، گویا میں اور تم دو کشتیوں میں گہرے
دریا میں سفر کر رہے ہیں جو ہم کو مشرق اور مغرب کی طرف لے جارہا
ہے تو ہم لوگوں کو ہرگز اس بات سے نہ روکیں گے کہ وہ اپنے میں
سے کسی کو (امیر البحر بننے کے لئے) تجویز کرلیں پھر اگر وہ سیدھا رہے
تو سب اس کا اتباع کریں اور اگر ظلم کرے تو اُس کو قتل کردیں۔
تو طلحہ نے کہا کہ کیا حرج تھا اگر آپ یہ کہتے کہ اگر وہ ٹیڑھا ہوجائے
تو اس کو معزول کردیں۔ تو فرمایا کہ قتل بعد میں ہونے والے امیر کو زیادہ
محتاط رکھنے والا ہے۔ اور محتاط رہو قریش کے جوان سے کیونکہ قریش
میں کا بزرگ مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نہیں سوتا مگر خوش ہو کر (یعنی
خلافِ طبع امر پیش آجائے تو اُس کی نیند جاتی رہے گی) اور غصہ کے وقت
بھی ہنستا ہے اور (ایسا اقبال مند ہے کہ) اُس شئے کو جو کہ اس (کے اختیار)
سے اُوپر ہوگی اپنے نیچے سے حاصل کر لیتا ہے۔ (یعنی اللہ کی طرف سے اس
کو مل جاتی ہے)۔ اور احنف نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عمیر عمر رضی اللہ
عنہ کے پاس آئے اور وہ لوگوں کو قرض دیا کرتے تھے تو عمرؓ نے کہا
حِسْ (ارے) اور آن کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو انہوں
نے کہا کہ عبداللہ بن عمیر اور اُن کے باپ جنگ حُنین میں شہید
ہوگئے تھے تو عمرؓ نے فرمایا اے یرفا اس کو چھ سو دینار دیدے۔ تو ان کو

من تحتہ ۔ وروی الاحنف قال اتی عبداللہ بن عمیر الی عمر وھو یُقسِّم من الناس فقال عمر حِسٌّ واقبل علیہ فقال من انتَ فقال عبداللہ بن عمیر وکان ابوہ استشہد یوم حُنین فقال یا یرفا اَعطہ ستمأتہ دینارٍ فاعطاہ ستمأتہ فلم یقبلہا و رجع الی عمر فاخبرہ فقال یا یرفا اعطہ ستمأتہ وحُلّۃً فاعطاہ فلبس الحلۃ التی کساہ عمر ورمٰی ما کان علیہ فقال خذ ثیابک ھٰذہ فلتکن فی مَہنتہٖ اہلک وھٰذہ لزینتک ۔ وروی ایاس بن سلمہ عن ابیہ قال مر عمر فی السوق ومعہ الدرۃ فخفقنی خفقۃً فاصاب طرف ثوبی فقال امط عن الطریق فلما کان فی العام المقبل لقینی فقال یاسلمۃ اتُرید الحج قلت نعم فاخذ بیدی فانطلق بی الی منزلہ فاعطانی ستمأتہ درہم وقال استعن بہا علی حجک واعلم انہا بالخفقۃ التی خفقتک فقلت یا امیر المؤمنین ما ذکرتُہا قال وانا ما نسیتہا ۔ وخطب عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال ایہا الرعیۃ ان لنا علیکم حق النصیحۃ بالغیب و المعاونۃ علی الخیر انہ لیس من حلم

اس نے چھ سو دینار دیئے مگر اُنہوں نے قبول نہ کیا۔ یرفا نے آکر حضرت عمر کو اس کی خبر دی تو فرمایا کہ اے یرفا اس کو چھ سو اور ایک جوڑا دے تو اس نے دے دیا اور انہوں نے اس جوڑے کو پہن لیا جو عمرؓ نے ان کو عطا کیا تھا اور جو بدن پر تھا اس کو اتار کر پھینک دیا۔ تو عمرؓ نے ان سے کہا کہ اپنے کپڑے لے لے، چاہیئے کہ یہ تیرے گھر کے خادموں کے کام آئیں اور یہ (جو پہنے ہوئے ہو) تمہاری زینت رہیں۔ اور ایاس بن سلمہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے، کہا کہ عمرؓ بازار سے گذرے اور ان کے ساتھ درّہ بھی تھا تو ہلکے سے میرے ایک درّہ مارا جو کہ میرے کپڑے کی ایک جانب پر لگا اور فرمایا کہ راستہ سے ہٹ۔ پھر جب کہ آئندہ سال آیا تو مجھ سے ملے اور فرمایا کہ اے سلمہ کیا تو حج کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔ تو میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے مکان پر لے گئے پھر چھ سو درہم دیئے اور فرمایا کہ ان کو حج کے سلسلہ میں کام میں لا۔ اور جان لے کہ یہ اُس درّہ مارنے کا بدلا ہے جو میں نے تیرے مارا تھا۔ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین مجھے تو وہ یاد بھی نہیں۔ فرمایا کہ میں تو اُس کو نہیں بھولا۔ اور عمرؓ نے خطبہ میں فرمایا کہ اے رعایا کے لوگو! ہمارا تم پر یہ حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے خیر خواہ رہو اور نیک کام میں تعاون کرو۔ اور یہ واقعی بات ہے کہ اللہ کے نزدیک کوئی بُردباری امام کی بُردباری اور اُس کی نرمی سے زیادہ اچھی اور عام نفع والی نہیں ہے۔ اور کوئی جہل اللہ کے نزدیک امام کے جہل اور حمق سے زیادہ مبغوض اور عام طور سے نقصان دینے والا نہیں ہے۔ اے رعیت کے لوگو یقیناً جو شخص اپنے آگے والوں کو عافیت دیتا ہے اللہ تعالیٰ

احب الی اللہ ولا اعم نفعاً من حلم
امام ورفقہ ولیس من جھل ابغض
الی اللہ ولا اعم ضرراً من جھل امام
وخرقہ ایہا الرعیۃ انہ من یأخذ
بالعافیۃ بین ظہرانیہ یرزقہ اللہ العافیۃ
من فوقہ - وروی المغیرۃ بن سوید
قال خرجنا مع عمر فی حجۃ حجہا
فقرأ بنا فی الفجر الم ترکیف فعل ربک
باصحاب الفیل ولایلاف قریش فلما
فرغ رأی الناس یبادرون الی مسجد
ھناک فقال ما بالہم قالوا مسجد صلی فیہ النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فالناس یبادرون الیہ
فناداھم فقال ہکذا ہلک اہل الکتاب
قبلکم اتخذوا آثار انبیاءہم بیعًا
من عرضت لہ صلوۃ فی المسجد
فلیصل ومن لم یعرض لہ صلوۃ
فلیمض - واتی رجل من المسلمین الی عمر
فقال انا لما فتحنا المدائن اصبنا کتاباً
فیہ علم من علوم الفرس وکلام معجب
فدعا بالدرۃ فجعل یضربہ بہا ثم قرأ
نحن نقص علیک احسن القصص
ویقول ویلک اقصص احسن من
کتاب اللہ انما ہلک من کان قبلکم
لانہم اقبلوا علی کتب علمائہم و
اساقفتہم وترکوا التورٰتہ والانجیل

اوپر سے اس کو عافیت عطا فرماتا ہے۔ اور مغیرہ بن سوید نے
روایت کیا کہ ہم عمرؓ کے ایک حج میں جو انہوں نے کیا تھا
نکلے، تو انہوں نے ہم کو فجر کی نماز الم ترکیف الخ اور لایلاف
سے پڑھائی۔ پھر جب فارغ ہوئے اور لوگوں کو دیکھا کہ وہاں
کی ایک مسجد کی طرف جھپٹ رہے ہیں تو فرمایا کہ یہ کیا ہو رہا
ہے۔ لوگوں نے کہا کہ وہ اس مسجد کی طرف جھپٹ رہے ہیں جس
میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے، تو آپ
نے آواز دلواکر لوگوں کو بلایا اور فرمایا کہ تم سے پہلے اہل کتاب
اسی طرح ہلاک ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کے آثار
کو عبادت گاہ بنا لیا تھا، اس مسجد میں جس پر نماز کا وقت
آجائے وہ وہاں نماز پڑھے اور جس پر کسی نماز کا وقت نہ آئے
اس کو گذر جانا چاہئے۔ اور مسلمانوں میں سے ایک شخص عمرؓ کے
پاس آیا اور اس نے کہا کہ جب ہم نے مدائن فتح کیا تو ایک
کتاب ہمارے ہاتھ آئی جس میں بعض فارس کے علوم اور
عجیب کلام تھا تو آپ نے درّہ منگایا اور اس کو مارنا شروع
کیا پھر پڑھا نحن نقص علیک احسن القصص (یعنی ہم
تجھ کو سب سے زیادہ حسین قصہ سناتے ہیں (سورۂ یوسف)
اور کہہ رہے تھے کہ تجھ پر افسوس ہے کیا ایسے قصص بھی ہیں
جو کتاب اللہ سے زیادہ خوبی والے ہوں اور تم سے پہلے جو
لوگ ہوئے ہیں وہ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ وہ اپنے علماء اور
پادریوں کی کتابوں پر متوجہ ہوئے اور توریت و انجیل کو
چھوڑ بیٹھے یہاں تک کہ وہ کہنہ ہو گئیں اور ان دونوں میں جو علم
تھا وہ (دیمک کی خوراک ہو کر) جاتا رہا۔ ایک شخص نے عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے آکر کہا کہ اے امیر المؤمنین ہم صبیغ تمیمی سے ملے
تو اس نے ہم سے بعض حروف قرآن کی تفسیر کے بارے میں پوچھنا

حتى درسا و ذهب ما فيهما من العلم
وجاء رجل الى عمر رضي الله تعالى عنه
فقال ان صبيغا التميمي لقيناه يا امير
المؤمنين فجعل يسألنا عن تفسير حروف
من القرآن فقال اللهم امكني منه فبينا
عمر يوما جالس يغدي الناس اذ
جاءه الصبيغ وعليه ثياب وعمامة
فتقدم و اكل حتى اذا فرغ قال
يا امير المؤمنين ما معنى قوله تعالى
والذّٰريٰت ذروا فالحٰملٰت وقرا
قال ويحك انت هو فقام اليه فحسر
عن ذراعيه فلم يزل يجلده حتى
سقطت عمامته فاذا له ضفيرتان فقال
والذي نفس عمر بيده لو وجدتك محلوقا
لضربت رأسك ثم امر به فجعل في
بيت ثم كان يخرجه كل يوم فيضربه
مائة فاذا برأ اخرجه فضربه مائة
اخرى ثم حمله على قتب وسيره الى
البصرة وكتب الى ابي موسى يأمره
ان يحرم على الناس مجالسته و
ان يقوم في الناس خطيبا ثم يقول
ان صبيغا التميمي ابتغى العلم فاخطأه
فلم يزل وضيعا في قومه وعند
الناس حتى هلك وقد كان من قبل
سيد قومه وقال عمر على المنبر الا ان

شروع کر دیا تو آپ نے دُعا کی کہ یا اللہ مجھے اس پر قابو عطا فرما دیجئے۔
پھر ایسا ہوا کہ ایک دن عمر بیٹھے ہوئے لوگوں کو کھانا کھلا رہے
تھے کہ آپ کے پاس صُبیغ آگیا اور اُس پر کپڑوں کے ساتھ
عمامہ بھی تھا تو اس نے آگے بڑھ کر کھانا کھایا۔ پھر جب وہ فارغ
ہوگیا تو اُس نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد
کے کیا معنے ہیں وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا
فرمایا تجھ پر خرابی ہو تو وہی ہے۔ پھر اُس کی طرف بڑھے اور آستینیں
چڑھائیں اور برابر اُس کے کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ اس
کا عمامہ گر گیا تو اس کے بالوں کی دو لٹیں ظاہر ہوگئیں تو فرمایا کہ
قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے اگر میں تجھے
سر منڈایا پاتا تو تیرا سر اُڑا دیتا۔ اس کے بعد اُس کو قید خانہ میں
بند کرا دیا۔ پھر اس کو روزانہ نکالتے رہے اور اس کے ایک سو
کوڑے مارتے رہے۔ جب وہ اچھا ہو جاتا تو پھر اس کو نکالتے
اور ایک سو کوڑے اور مارتے پھر اس کو اونٹ کی کاٹھی پر سوار
کرکے بصرہ کی طرف روانہ کیا اور ابو موسیٰ کو یہ حکم لکھا کہ
لوگوں کو اس کے پاس نشست و برخاست سے ممانعت
کریں اور اس سے کہ وہ لوگوں میں تقریر کرنے کے لئے کھڑا
ہو۔ پھر فرمایا کرتے کہ صُبیغ تمیمی نے علم کو تلاش کیا مگر وہ
اس کے ہاتھ نہ آیا۔ اس کے بعد صبیغ اپنی قوم میں اور عام لوگوں
میں اسی طرح ذلیل رہا یہاں تک کہ ہلاک ہوگیا اور یہ اس سے
پہلے اپنی قوم کا سردار تھا۔ اور عمرؓ نے منبر پر فرمایا
کہ اپنی رائے سے فتوے دینے والے سنتوں کے دشمن ہیں
وہ احادیث کو یاد کرنے سے عاجز ہوئے تو انہوں نے
اپنی رائے سے فتوے دیئے تو گمراہ ہوگئے اور دوسروں
کو بھی گمراہ کیا۔ یاد رکھو ہمارے اوپر لازم ہے کہ ہم اقتدا

اصحاب الرأی اعداء السنن اعیتھم الاحادیث ان یحفظوھا فافتوا بآرائھم فضلوا واضلوا الا اِنّ لنا ان نقتدی ولا نبتدی و نتبع ولا نبتدع انہ ما ضل متمسک بالاثر - وروی اللیث بن سعد اُتی عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بفتیٰ امرد قد وجد قتیلا ملقیً علی وجہ الطریق فسأل عن امرہ واجتھد فلم یقف لہ علی خبر فشق علیہ فکان یدعو و یقول اللھم اظفرنی بقاتلہ حتی اذا کان رأس الحول او قریبا من ذلک وجد طفل مولود ملقی فی موضع ذلک القتیل فأتی بہ عمر فقال ظفرت بدم القتیل ان شاء اللہ فدفع الطفل الی امرأۃ وقال لھا قومی بشانہ وخذی منا نفقتہ وانظری من یأخذہ منک فاذا وجدت امرأۃ تقبلہ و تضمہ الی صدرھا فاعلمینی مکانھا فلما شب الصبی جاءت جاریۃ فقالت للمرأۃ ان سیدتی بعثتنی الیک لتبعثی الیھا بھذا الصبی فتراہ وتردہ الیک قالت نعم اذھبی بہ الیھا وانا معک فذھبت بالصبی حتی دخلت علی امرأۃ شابۃ فجعلت تقبلہ و تفدیہ وتضمہ الیھا فاذا ھی بنت شیخ من الانصار من اصحاب رسول

کریں اور ابتداء نہ کریں اور اتباع کریں - ابتداع (یعنی نئی بات اپنی طرف سے پیدا کرنا) نہ کریں۔ آثار سے دلیل پکڑنے والا گمراہ نہیں ہوتا۔ لیث بن سعد نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک بے ریش جوان کی لاش لائی گئی جو ایک راستہ کے سرے پر مقتول پڑا ہوا ملا۔ عمرؓ نے اس کے بارے میں تحقیق اور پوری تفتیش کی مگر کچھ پتہ نہ چلا۔ تو ان پر بہت شاق گذرا، تو دعاء کرتے رہے کہ یا اللہ مجھے اس کے قاتل پر غالب کردے، یہاں تک کہ جب ایک سال یا اس کے قریب گذرنے کو آیا تو ایک نومولود بچہ اسی مقتول کی جگہ پڑا ہوا ملا تو وہ عمرؓ کے پاس لایا گیا تو فرمایا کہ اب میں مقتول کے خون (کی تفتیش) میں کامیاب ہوگیا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ پھر آپ نے وہ بچہ ایک عورت کے سپرد کیا اور اس سے فرمایا کہ تو اس کا پورا خیال رکھ اور اس کا خرچ ہم سے لیتی رہ اور اس کا دھیان رکھ کہ اس کو کون تجھ سے لیتا ہے۔ جب تو کسی ایسی عورت کو پائے جو اس کو پیار کرے اور اپنے سینہ سے چمٹائے تو مجھے اس کا مکان بتا دینا۔ پھر جب وہ لڑکا بڑا ہوگیا تو ایک باندی اس عورت کے پاس آئی اور اس سے کہا کہ میری مالکہ نے مجھے تیرے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ تو اس کے پاس اس بچے کو بھیج دے۔ وہ اس کو دیکھ کر تیرے پاس اس کو واپس بھیج دے گی۔ اس نے کہا کہ ہاں اس کو اس کے پاس لے جا اور میں بھی تیرے ساتھ چلوں گی۔ تو وہ بچہ کو لے گئی اور ایک جوان عورت کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے اس بچہ کو پیار کرنا اور صدقے واری ہونا شروع کردیا اور اس کو اپنے سے چمٹانے لگی۔ معلوم ہوا کہ وہ انصار میں کے ایک شیخ کی بیٹی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں۔ عورت نے جاکر عمرؓ کو اس قصہ کی اطلاع کردی۔

الله صلی الله علیه وسلم فجاءت المرأة
فاخبرت عمر فاشتمل علی سیفه و
اقبل الی منزلها فوجد اباها متکئاً علی
الباب فقال له ما الذی تعلم من حال
ابنتک قال اعرف الناس بحق الله
وحق ابیها مع حسن صلوتها وصیامها
والقیام بدینها فقال عمر انی احببت
ان ادخل الیها فازیدها رغبةً فی
الخیر فدخل الشیخ ثم خرج فقال ادخل
یا امیر المؤمنین فدخل و امر ان یخرج
کلٌّ من فی الدار الا ایاها ثم سألها
عن الصبی فلجلجت فقال لتصدقنی ثم
انتضی السیف فقالت علی رسلک یا
امیر المؤمنین فوالله لاصدقنک انّ
عجوزاً کانت تدخل علیّ فاتخذتها اماً
وکانت تقوم فی امری بما تقوم به الوالدة
وانا لها بمنزلة البنت فمکثت کذلک
حیناً ثم قالت انه قد عرض لی سفرٌ ولی
بنتٌ اتخوّف علیها بعدی الضیعة
وانا احبّ ان اضمّها الیک حتی
ارجع من سفری ثم عمدت الی ابنٍ
لها امرد فهیأته و زینته کما تزین
المرأة و اتتنی به ولا اشک انه
جاریةٌ فکان یری منّی ما تری المرأة
فاغتفلنی یوماً وانا نائمةٌ فما شعرت

تو انہوں نے تلوار کمر سے باندھی اور اس جوان عورت کے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں پہنچ کر اُس کے باپ کو ڈیوڑھی پر تکیہ لگائے ہوئے پایا۔ اُس سے مل کر فرمایا کہ تم اپنی بیٹی کے حال میں سے کیا جانتے ہو؟ اُس نے کہا کہ وہ اللہ کے حق اور اپنے باپ کے حق کی سب سے زیادہ پہچاننے والی ہے۔ اچھی طرح نماز پڑھنا اور روزے رکھنا اور دین کی پوری پابندی کرنا مزید برآں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں تاکہ نیکی کی طرف اسکی رغبت میں اضافہ کروں۔ تو شیخ گھر میں داخل ہوئے اور باہر آکر بولے کہ اے امیر المومنین اندر تشریف لے جائیے۔ تو عمر گھر میں گئے اور آپ نے حکم دیا کہ گھر کے سب لوگ اس لڑکی کے سوا باہر چلے جائیں۔ پھر آپ نے اس سے اُس بچے کے بارے میں سوال کیا تو وہ گھبرا گئی۔ فرمایا کہ تجھے سچ سچ بتانا پڑے گا اور آپ نے تلوار کھینچ لی۔ اس نے کہا کہ اے امیر المومنین ٹھہریئے خدا کی قسم میں پورا حال سچ سچ آپ کو بتاتی ہوں۔ ایک بڑھیا تھی جو میرے پاس آیا کرتی تھی تو میں نے اس کو اپنی ماں بنالیا اور وہ بھی میری خدمت میں اسی طرح لگی رہی جس طرح ماں لگی رہتی ہے اور میں اُس کے لئے بیٹی کے مرتبہ میں تھی۔ ایک وقت تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ پھر ایک دن بڑھیا نے کہا کہ مجھے ایک سفر درپیش ہے اور میرے ایک بیٹی ہے، مجھے اپنے بعد اُس کے ضائع ہونے کا خوف ہے، میں یہ چاہتی ہوں کہ اپنے سفر سے واپس آنے تک اس کو تیرے پاس چھوڑ دوں۔ پھر اُس نے اپنے بیٹے کی جو امرد تھا (یعنی بغیر ڈاڑھی کا) تیاری کی اور اس کا بناؤ سنگار کیا جیسا کہ عورتیں سنگار کرتی ہیں اور اس کو میرے پاس لے آئی اور میں اس کے لڑکی ہونے میں کوئی شک نہیں کر رہی تھی۔ وہ میرے جسم کے ان اعضاء کو دیکھتا رہا جن کو عورتیں دیکھتی ہیں۔ ایک دن

بہ حتی علانی وخالطنی فهدرت یدی
الی شفرة کانت عندی فقتلته
ثم امرت به فالقی حیث رأیت
فاشتملت منه علی هذا الصبی
فلما وضعته القیته فی موضع ابیه
هذا واللہ خبیر علی ما اعلمتک فقال
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه صدقت
بارک اللہ فیک ثم اوصاها و
وعظها وخرج - وروی اسماعیل
بن خالد قال قیل لعثمان الا تکون
مثل عمر قال لا استطیع ان اکون مثل
لقمان الحکیم - ذکرت عائشة عمر فقالت
کان احوذیا نسیج وحده قد اعد للامور
اقرانها - جاء عبد اللہ بن سلام
بعد ان صلی الناس علی عمر
فقال ان کنتم سبقتمونی بالصلوة علیه
فلا تسبقونی بالثناء علیه ثم قال
نعم اخو الاسلام کنت یا عمر جوادا
بالحق بخیلا بالباطل ترضی حین الرضا و
تسخط حین السخط لم تکن مداحا و
لا معیابا طیب الطرف عفیف الطرف
وذکر ابو جعفر الطبری فی تاریخه
بعض خطب عمر فمنها خطبة خطب بها
حین ولی الخلافة وهی بعد حمد اللہ
والثناء علیه وعلی رسوله ایها الناس

اس نے مجھے غافل پایا جب کہ میں سو رہی تھی تو میں اس وقت بیدار
ہوئی جب کہ وہ میرے اوپر آچکا تھا اور اس نے مجھ سے جماع کیا۔
پھر میں نے چھرا سنبھالا جو میرے قریب تھا اور اس کو قتل کر دیا۔
میں نے اس کو جہاں آپ نے دیکھا پھنکوا دیا۔ اب مجھے اس بچے کا
حمل رہ چکا تھا۔ جب میں نے اس کو جنا تو میں نے اس کو بھی اس
کے باپ کی جگہ ڈال دیا اور اس واقعہ پر جو میں نے آپ کو بتایا
اللہ خبردار (گواہ) ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو نے سچ
کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھ کو برکت دے۔ پھر اس کو کچھ نصیحت اور
وعظ کہہ کر باہر نکل گئے۔ اور اسماعیل بن خالد نے روایت کیا،
کہا کہ عثمان رض سے کہا گیا کہ تم عمر رض کی مانند کیوں نہیں بنتے۔ تو انہوں
نے فرمایا مجھ میں لقمان حکیم جیسا بننے کی طاقت نہیں ہے۔ عائشہ
رضی اللہ عنہا نے عمر رض کا ذکر کیا اور کہا کہ وہ بڑے ذہین اور بے نظیر
تھے۔ اور انہوں نے ہر کام پر ایسوں کو متعین کیا جو ان کے مناسب
تھے۔ عبداللہ بن سلام ایسے وقت پہنچے جب کہ لوگ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ پر نماز پڑھ چکے تھے تو فرمایا کہ اگر تم ان پر نماز پڑھنے
میں مجھ پر سبقت کر گئے ہو تو ان کی تعریف کرنے میں مجھ سے
سبقت نہ کرو۔ پھر کہا اے عمر تم بہترین اسلام والے تھے، حق
کے ساتھ بہت بخشش کرنے والے اور باطل کے ساتھ بخل
کرنے والے، رضا کے موقع پر راضی ہوتے تھے اور غصہ کے
موقع پر غصہ کرتے تھے۔ نہ آپ کسی کی بہت مدح کرتے تھے
نہ برائیاں کرنے کے خوگر تھے۔ پاکیزہ ظرف والے اور پاک دامن
تھے۔ اور ابو جعفر طبری نے اپنی تاریخ میں عمر رض کے بعض خطبوں
کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے ایک وہ خطبہ ہے جو انہوں نے اس
وقت دیا تھا جب وہ خلیفہ بنائے گئے تھے اور وہ یہ ہے:۔
اللہ کی حمد اور اس کی تعریف اور اس کے رسول پر درود کے بعد

انی وُلیتُ علیکم ولولا رجائی ان اکون خیرکم و اقواکم علیکم و اشدکم استضلاعًا بما ینوب من مہم امورکم ما تولیتُ ذلک منکم و لکفی عمر فیہا مجری العطاء موافقۃُ الحساب بأخذ حقوقکم کیف آخذہا و وضعہا این أضعہا و بالسیر فیکم کیف اسیر فربی المستعانُ فان عمر لم یصبح یثق بقوۃ ولا حیلۃ ان لم یتدارکہ اللہ برحمتہ وعونہ ایہا الناس ان اللہ قد ولانی امرکم وقد علمتم أنفع مالکم و اسألُ اللہ ان یعیننی علیہ وان یحرسنی عندہ کما حرسنی عند غیرہ وان یلہمنی العدلَ فی قسمکم کالذی امر بہ فانی امرءٌ مسلم وعبدٌ ضعیف الا ما اعان اللہ ولن یغیر الذی وُلیتُ من خلافتکم من خلقی شیئًا ان شاء اللہ انما العظمۃ للہ ولیس للعباد منہا شیئ فلا یقولن احدکم ان عمر تغیر منذ ولی وانی اعقل الحق من نفسی واتقدم و أبین لکم امری فایما رجل کانت لہ حاجۃ او مظلمۃ او عتبٌ علینا فی خلق فلیؤذنی فانما انا رجلٌ منکم فعلیکم بتقوی اللہ فی سرکم و علانیتکم و حرماتکم

اے لوگو میں تم پر والی (خلیفہ) بنادیا گیا ہوں. اور اگر مجھے یہ امید نہ ہوتی کہ میں تم میں سب سے بہتر اور تم میں سب سے قوی اور تمہارے مہمات امور میں دشوار خبروں کا بوجھ اٹھانے میں سب سے زیادہ قوت برداشت رکھتا ہوں تو میں تمہاری جانب سے جو ذمہ داری مجھ پر پڑی ہے اس کو قبول نہ کرتا اور عمر کے لئے عطاء کے جاری کرنے کے سلسلہ میں تمہارے حقوق کے لینے کا مناسب حساب رکھنا کافی ہے، یعنی ان کو کیونکر وصول کروں اور اس کے خرچ کا حساب کہ کن مواقع میں اُس کو خرچ کروں اور تم میں گشت کیسے کیا جائے، تو میرا رب ہی وہ ہے جس سے مدد مانگی جائے کیونکہ عمر یہ صحیح نہیں سمجھتا کہ کسی قوت پر اور کسی حیلہ پر وثوق کرے اگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور مدد سے اُس کی دستگیری نہ کرے. اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہارے امر پر مجھے والی بنادیا ہے اور تم اپنے سب سے زیادہ نفع دینے والے مال کو جانتے ہو اور میں اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس پر میری مدد فرمائے اور یہ کہ میری نگہداشت کرے اپنے حضور میں جس طرح اپنے غیر کے سامنے میری نگہداشت فرمارہا ہے اور یہ کہ مجھ پر عدل کا الہام کرے تمہاری تقسیم اموال میں جو اُس کے دیئے ہوئے احکام کے مطابق ہو کیونکہ میں ایک معمولی مسلمان شخص ہوں اور بندۂ ضعیف ہوں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری اعانت فرمائے. اور یہ بات کہ میں تم پر خلیفہ بنا دیا گیا ہوں میرے اخلاق میں کوئی تغیر نہیں پیدا کرسکتی اگر اللہ چاہے گا. ہر بڑائی صرف اللہ ہی کے لئے ہے، بندے کا اس میں کوئی حصہ نہیں تو تم میں سے کوئی کبھی یہ خیال نہ کرے کہ عمر جب سے خلیفہ بنایا گیا بدل گیا ہے. اور میں خوب سمجھتا ہوں اس حق کو جو میری ذات سے متعلق ہے اور میں تمہارے سامنے ہوں اور اپنے معاملہ کو صاف صاف تم پر ظاہر کررہا ہوں، اس لئے (اعلان کرتا ہوں کہ) جس شخص کی کوئی حاجت یا ظلم کا بدلہ یا (ناحق) عتاب اخلاقی ہماری گردن پر ہو وہ آگے

وأعراضكم وأعطوا الحق من أنفسكم ولا يحمل بعضكم بعضاً على أن تحاكموا إليّ فإنه ليس بيني وبين أحد هوادة وأنا حبيب إليّ صلاحكم عزيز عليّ عنتكم وأنتم أناس عامتكم حضر في بلاد الله وأهل بلد لا زرع فيه ولا ضرع إلا ما جاء الله به إليه إن الله عز وجل قد وعدكم كرامة كبيرة وأنا مسئول عن أمانتي وما أنا فيه ومطلع على ما يحضرني بنفسي إن شاء الله لا أكله إلى أحد ولا أستطيع ما بعد منه إلا بأمناء وأهل النصح منكم للعامة ولست أحمل أمانتي إلى أحد سواهم إن شاء الله. وخطب عمر رضي الله تعالى عنه مرة أخرى فقال بعد حمد الله والصلاة على رسوله أيها الناس إن الطمع فقر وإن بعض اليأس غنى وإنكم تجمعون ما لا تأكلون وتأملون ما لا تدركون وأنتم مؤجلون في دار غرور وقد كنتم على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم تؤخذون بالوحي ومن أسر شيئاً أخذ بسريرته ومن أعلن شيئاً أخذ بعلانيته حسنة فأظهروا لنا حسن أخلاقكم والله أعلم بالسرائر فإنه من أظهر لنا قبيحاً وزعم أن سريرته حسنة لم نصدقه ومن أظهر لنا علانية حسنة ظننا واعلموا أن بعض الشح شعبة من النفاق فأنفقوا خيراً لأنفسكم ومن يوق شح

بڑھے اور اس کے بدلے میں) ضرور مجھے تکلیف پہنچائے کیونکہ میں تم ہی میں کا ایک شخص ہوں (فرشتہ نہیں ہوں) تم کو اللہ سے ڈرتے رہنا لازم ہے پوشیدہ حالت میں بھی اور علانیہ بھی اور ممنوعات میں بھی اور اپنی آبروؤں کے بارے میں اور اپنی جانوں پر سے دوسروں کے حقوق ادا کرو۔ اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کو اس پر نہ ابھارے کہ وہ (اپنے تنازعات میں) مجھے حَکَم نہ بنائیں، سمجھ لو کہ میرے اور کسی کے درمیان دوستی کا عہد نہیں، مجھے تو تمہارا بھلا محبوب ہے اور تمہارا تکلیف میں مبتلا ہونا مجھ پر گراں ہے۔ اور تم ایسے لوگ ہو کہ تمہارے عوام اللہ کے شہروں میں گھٹیا زندگی گذارتے ہیں اور ایسے شہروں کے رہنے والے ہو جس میں نہ زراعت ہے نہ (دودھ کے لئے) تھن بجز اس کے جو اللہ تعالیٰ (دوسری جگہ سے) یہاں لے آئے بیشک اللہ عزوجل نے بڑی بخشش کا تم سے وعدہ کیا ہے۔ اور میں اپنی امانت اور اس ذمہ داری کے بارے میں جو میرے سپرد ہے جواب دہ ہوں اور جو امور میرے سامنے کے ہیں انشاء اللہ ان کی میں بذاتِ خود نگرانی کرنے والا ہوں اُن کو میں دوسرے کے حوالے نہیں کرتا اور جو دور کے شہروں کے امور ہیں وہ میری استطاعت میں نہیں آتے مگر ان (عاملوں) کے واسطہ سے جو صاحب امانت اور رفاہِ عامہ کے اہل ہیں اور اپنی امانت کو ان کے سوا انشاء اللہ میں اور کسی کو نہ سپرد کروں گا۔ اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری مرتبہ ایک خطبہ دیا فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کے رسول پر درود کے بعد۔ اے لوگو! (یاد رکھو) طمع محتاجگی ہے اور بعض ناامیدی غنا ہوتی ہے (کیونکہ ملنے کی امید ہی انسان کو سوال کی ذلت میں مبتلا کرتی ہے) اور تم لوگ جمع کرتے ہو جس شے کو نہیں کھاتے (یعنی فالتو روپیہ) اور امیدیں باندھتے ہو نہ حاصل ہونے والی چیزوں کی اور اس دارِ غرور (دنیا) میں تم کو کچھ مہلت دی گئی ہے۔ اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حال میں تھے کہ تم پر گرفت بذریعہ وحی ہوتی تھی اور جس نے کوئی چیز چھپائی وہ اپنی چھپائی ہوئی شے پر ہی ماخوذ ہو گیا اور جس نے ظاہر طور پر کچھ کیا تو وہ ظاہر پر پکڑ لیا گیا تو اب تم ہمارے اپنے اچھے

نفسہ فأولئک ہم المفلحون ایہا الناس اطیبوا مثواکم واصلحوا امورکم واتقوا اللہ ربکم ولا تلبسوا نساءکم القباطی فانہ ان لم یشف فانہ یصف ایہا الناس انی واللہ لوددت ان انجو کفافا لا لی ولا علی وانی لارجو عمرت فیکم یسیرا او کثیرا ان اعمل فیکم بالحق ان شاء اللہ وان لا یبقی احد من المسلمین وان کان فی بیتہ الا اتاہ حقہ ونصیبہ من مال اللہ وان لم یعمل الیہ نفسہ ولم ینصب الیہ بدنہ فاصلحوا اموالکم التی رزقکم اللہ فقلیل فی رفق خیر من کثیر فی عنف واعلموا ان القتل حتف من الحتوف یصیب البر والفاجر والشہید من احتسب نفسہ واذا اراد احدکم بعیرا فلیعمد الی الطویل العظیم فلیضربہ بعصاہ فان وجدہ حدید الفؤاد فلیشترہ۔ وخطب عمر مرۃ اخری فقال ان اللہ سبحانہ وبحمدہ قد استوجب علیکم الشکر واتخذ علیکم الحجج فیما آتاکم من کرامۃ الدنیا والآخرۃ من غیر مسألۃ منکم ولا رغبۃ منکم فیہ الیہ فخلقکم تبارک وتعالی ولم تکونوا شیئا لنفسہ وعبادتہ وکان قادرا ان یجعلکم

اخلاق ظاہر کرو اور چھپی ہوئی باتوں کو اللہ بہتر جاننے والا ہے کیونکہ جس نے ہمارے سامنے قبیح فعل کا اظہار کیا اور دعویٰ کیا کہ اس کا باطن اچھا ہے تو ہم اس کی تصدیق نہیں کریں گے اور جس نے اپنے عمل کو ہمارے سامنے اچھا پیش کیا ہم اس کو اچھا گمان کریں گے۔ اور جان لو کہ بعض خسیس بخل نفاق کا شعبہ ہوتا ہے تو خرچ کیا کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جو شخص نفس کی حرص سے محفوظ رہا ایسے لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اے لوگو اپنے ٹھکانے کو صاف ستھرا رکھا کرو اور اپنے سب کاموں کی اصلاح کرو، اور اللہ کا جو تمہارا پروردگار ہے خوف دل میں قائم کرو۔ اور اپنی عورتوں کو قباطی (مصری ململ) نہ پہناؤ کیونکہ وہ اگرچہ چھپنی نہیں ہوتی مگر (نرم ہونے کی وجہ سے بدن کو چمٹ کر) بدن کی ہیئت کو عیاں کر دیتی ہے۔ اے لوگو خدا کی قسم میں یہ چاہتا ہوں کہ میں برابر سرابر نجات پا جاؤں نہ مجھے اجر ملے اور نہ مجھ پر کوئی مواخذہ ہو (یہی کافی ہے) اور میں تم میں کم زندہ رہوں یا دیر تک یہ ضرور امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تم میں حق پر عمل کرتا رہوں گا۔ اور یہ کہ مسلمانوں میں سے کوئی شخص باقی نہیں رہے گا مگر اس کا حق اور اس کا حصہ اللہ کے (عطا کئے ہوئے) مال میں سے اس کے پاس پہنچے گا چاہے وہ اپنے گھر میں ہو اور اگرچہ اس کے نفس نے اس پر اقدام نہ کیا ہو اور اس کے بدن کو (اس کے حصول کے لئے) کھڑا ہونا نہ پڑا ہو۔ پھر جو اموال تم کو اللہ نے دیئے میانہ روی سے صرف کرو، تھوڑا جو نرمی اور خوش خلقی کے ساتھ ہو اُس زیادہ سے بہتر ہے جس میں سختی اور کج خلقی ہو۔ اور جان لو کہ موت کے اسباب میں سے ایک سبب قتل بھی ہے موت اچھے کو بھی آتی ہے اور بُرے کو بھی اور شہید وہ ہے جو اپنے نفس کا احتساب کرتا رہے۔ اور جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدنے کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ لمبے اور بڑے کا قصد کرے چاہیئے کہ اس کے لاٹھی مار کر دیکھے تو اگر وہ مضبوط دل کا ثابت ہو تو اس کو خرید لے۔ اور عمر رضہ نے ایک اور مرتبہ یہ خطبہ دیا، فرمایا کہ بیشک اللہ سبحانہٗ وبحمدہ نے تم پر شکر کرنا واجب جانا ہے اور تمہارے اوپر حجتیں تجویز کر دی ہیں اُن چیزوں میں جو تم کو دنیا اور آخرت کی بزرگی میں سے عطا کر دی بغیر اس کے کہ تمہاری طرف سے کوئی سوال ہوا یا اس طرف اظہار رغبت تو اللہ تبارک تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا اور تم کچھ نہ تھے اپنی ذات اور اپنی عبادت کیلئے

لأهون خلقه عليه فجعل لكم عامّة خلقه
ولم يجعلكم لشيء غيره وسخر لكم ما
في السموات وما في الارض واسبغ
عليكم نعمه ظاهرة وباطنة وحملكم في
البر والبحر ورزقكم من الطيبات لعلكم
تشكرون ثم جعل لكم سمعا وبصرا و
من نعم الله عليكم نعم عمّت بها بني آدم
ومنها نعم اختصّ بها اهل دينكم
ثم صارت تلك النعم خواصّها في
دولتكم وزمانكم وطبقتكم وليس
من تلك النعم نعمة وصلت الى امرء
خاصّة الا لو قسمتم ما وصل اليه
منها بين الناس كلهم اتعبهم شكرها
وقد حمّلكم حقها الا بعون الله مع الايمان
بالله ورسوله فانتم مستخلفون في
الارض قاهرون لاهلها قد نصر الله دينكم
فلم تصبح امة مخالفة لدينكم الا امتان
امة مستعبدة للاسلام واهله يتجرون
لكم يستصفون معائشهم وكدائحهم و
رشح جباههم عليهم المؤنة ولكم المنفعة
وامة ينتظرون وقائع الله وسطواته
في كل يوم وليلة قد ملأ الله قلوبهم
رعبا فليس لهم معقل يلجاؤن اليه
ولا مهرب يتقون به قد دهمتهم جنود الله
ونزلت بساحتهم مع رفاغة العيش و

اور وہ اس بات پر قادر تھا کہ وہ تم کو (اپنی خدمت کی بجائے) اپنی اور کسی مخلوق کے کام کے لئے بنا دیتا جو اُس کے سامنے کمتر درجہ کی ہوتی پھر تم کو اپنی عام مخلوق کے مرتبہ میں رکھ دیتا مگر اللہ تعالیٰ نے تم کو اپنے سوا اور کسی چیز کے لئے نہیں بنایا اور تمھارے کام کے لئے لگا دیا اُن سب چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور تم پر اپنی ظاہری و باطنی نعمتوں کو پورا کر دیا اور تم کو میدانوں اور دریاؤں میں سوار کیا اور تم کو پاکیزہ چیزیں عطا فرمائیں تاکہ تم شکر کرو، پھر اُس نے تم کو سُننے اور دیکھنے کی قوتیں عطا فرمائیں۔ اور تم پر اللہ کی بعض نعمتیں تو ایسی ہیں جو تمام اولادِ آدم کو عام ہیں اور بعض نعمتیں ایسی ہیں جن سے تمھارے دین والوں کو خاص کیا گیا۔ پھر یہ خاص قسم کی نعمتیں تمہاری حکومت اور تمھارے زمانہ اور تمھارے طبقہ میں ہوئیں۔ اور ان نعمتوں میں سے وہ نعمت نہیں ہے جو خاص طور پر ایک شخص کو پہنچی یاد رکھو اگر اس نعمت میں سے جو اس کے پاس پہنچی ہے اگر تم اس کو سب لوگوں پر تقسیم کر دو تو وہ اس کے شکر سے عاجز ہو جائیں (وہ نعمت خلافت ہے) اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا مگر اللہ کی مدد سے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے ساتھ۔ تو تم زمین پر خلیفہ قرار دیئے گئے ہو اس کے باشندوں پر حکومت کرنے والے ہو۔ اللہ نے تمھارے دین کی مدد کی۔ اب تمھارے دین کی مخالف کوئی اُمت نہیں رہی بجز دو امتوں کے ایک وہ اُمت ہے جو اسلام کی حکم بردار ہے اور اس اُمت والے تجارت کرتے ہیں تمہارے لئے، حقیر درجہ کے وسائل معاش اور محنت مزدوری کرتے ہیں اور مشقت ان کی پیشانیوں سے پسینہ ٹپکاتی رہتی ہے اور اس کا نفع تم کو ہوتا ہے۔ اور ایک اُمت وہ ہے جو خدا کی طرف سے ہونے والے واقعات اور غلبات و فتوحات کا رات دن انتظار کرتی ہے کہ کب ان پر غلبہ پا لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو رعب سے بھر دیا، تو ان کے لئے کوئی ٹھکانا نہیں جس کی طرف پناہ لے لیں اور نہ کوئی بھاگنے کی جگہ ہے جس سے اپنا بچاؤ کر لیں، اللہ کے لشکر اچانک اُن پر اللہ کے حکم سے جا پہنچے اور ان کے چوک پر اُتر گئے اُونچے درجہ کی معیشت

استفاضة المال وتتابع البعوث وسد
الثغور باذن الله في العافية الجليلة
العاملة التي لم تكن الامة على احسن
منها منذ كان الاسلام والله المحمود
ومع الفتوح العظام في كل بلد فما
عسى ان يبلغ شكر الشاكرين وذكر الذاكرين
واجتهاد المجتهدين مع هذه النعم
التي لا يحصى عددها ولا يقدر قدرها
ولا يستطاع اداء حقها الا بعون الله
ورحمته ولطفه فنسأل الله الذي
ابلانا هذا ان يرزقنا العمل لطاعته
والمسارعة الى مرضاته واذكروا عباد الله
بلاء الله عندكم واستتموا نعم الله
عليكم وفي مجالسكم مثنى وفرادى
فان الله عزوجل قال لموسى عليه السلام
اخرج قومك من الظلمات الى النور
وذكرهم بايام الله قال لمحمد
صلى الله عليه وسلم واذكروا اذ انتم
قليل مستضعفون في الارض فلو كنتم
اذ كنتم مستضعفين محرومين خير الدنيا
على شعبة من الحق تؤمنون بها و
تستريحون اليها مع المعرفة بالله
وبدينه وترجون الخير فما بعد
الموت ذلك ولكنكم كنتم اشد
الناس معيشة واعظم الناس بالله

اور کثرتِ مال اور لشکروں کے پے درپے آنے اور سرحدوں کے استحکام کے ساتھ بڑے امن واطمینان عامہ کے ساتھ کہ اسلام کے ظہور تک اس سے بہتر کسی امت کو حاصل نہیں ہوا۔ اور اللہ ہی کی ذات مستوجب شکر ہے۔ اور ہر ملک میں بڑی بڑی فتوحات کے ساتھ (ہمیشہ) شکر کرنے والوں کا شکر اور ذکر کرنے والوں کا ذکر اور مجتہدین کا اجتہاد ان نعمتوں سے متعلق رہے گا جو بے شمار ہیں اور بے اندازہ۔ اور اس کا حق ادا کرنے کی قوت حاصل نہیں کی جا سکتی مگر اللہ کی مدد اور اسکی رحمت اور اس کے لطف سے۔ تو ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی طاعت پر عمل اور اسکی رضا کے کاموں کی طرف دوڑنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ کے بندو جو اللہ کے احسانات تم پر ہوئے ان کا مجالس میں ایک ایک دو دو مل کر ذکر کیا کرو اور اس سے نعمتوں میں زیادتی کی دعا کیا کرو۔ اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اَخْرِجْ قَوْمَكَ الخ (۵:۱۴) اپنی قوم کو (کفر کی) تاریکیوں سے (ایمان کی) روشنی کی طرف لاؤ اور ان کو اللہ تعالیٰ کے معاملات (نعمت اور نقمت یعنی عذاب کے) یاد دلاؤ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ (۸:۲۶) اور (اس حالت کو) یاد کرو جب کہ تم قلیل تھے اللہ کی زمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے"۔ تو کیسا اچھا ہوتا جب تم کمزور تھے تم دنیاوی اموال سے محروم رہتے ہوئے طریق حق پر رواں ہوتے، اللہ پر ایمان لاکر اور اللہ کی اور اس کے دین کی معرفت کے ساتھ اسی پر اکتفا کرتے اور خیر کی امید موت کے بعد کے لئے کرتے۔ یہ بہتر تھا لیکن تم لوگ عیش پسندی میں سب سے زیادہ سخت تھے، اور اللہ کے ساتھ جہالت میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ کیا اچھا ہوتا کہ اللہ کے ساتھ تمھاری یہ فرمانبرداری ایسی ہوتی کہ اس کے ساتھ دنیا میں تمھارا کوئی حصہ نہ ہوتا بجز اس کے کہ وہ تمھارا سہارا ہوتا تمھاری آخرت میں جس کی طرف تم کو عود کرنا اور لوٹ کر جانا ہے، اور تم اپنی بسر اوقات کی کوشش میں جس حال پر تم (پہلے) تھے تجری رہتے۔ اور اگر تم اللہ

جہالۃٌ فلو کانَ ھٰذا الذی استبلاکم
بہ لم یکن معہ حظٌّ فی دنیاکم غیر انہ ثقۃٌ
لکم فی آخرتکم التی الیہا المعادُ
والمنقلبُ وانتم من جُہدِ العیشۃ علی
ماکنتم علیہ اَجریاءِ و ان تشحّوا علی
اللّٰہ نصیبکم منہ غیر بلۃ تامّا انّہ قد جمع
لکم فضیلۃَ الدنیا وکرامۃَ الآخرۃ اولمن شاءَ
ان یجمع لہ ذٰلکَ منکم فاذکرکم اللّٰہَ
الحائلَ بینکم و بین قلوبکم الّا ما عرفتم
حقَّ اللّٰہِ فعملتم لہ ویسّرتم انفسکم
علی طاعتہ وجمعتم مع السرورِ بالنعم
خوفاً لزوالہا وانتقالہا ووجلاً
من تحویلہا فانہ لا شیئَ اسلبُ لنعمۃ
من کفرانہا وان الشکرَ اَمنٌ للعزّ ونماءٌ
للنعمۃ واستجلابٌ للزیادۃ وھٰذا
علی ما فی اَمرکم ونہیکم واجبٌ ان شاءَ
اللّٰہ۔ وروی ابو عبیدۃ معمر بن المثنّٰی
فی کتاب مقاتل الفرسان قال
کتب عمر الٰی سلیمان بن ربیعۃ
الباھلی او الی النعمان بن مقرن
ان فی جندک رجلین من العرب عمرو بنُ
معدیکرب وطلحۃ بن خویلد فاحضرہما
الناسَ واَدنِہما وشاوِرہما فی
الحربِ وابعثہما فی الطلائع و
لا تولّہما عملاً من اعمال المسلمین

پر طمع کروگے (کہ تم کو مقامات عالیہ ملیں) تو اس کی طرف سے تم
پر کوئی ابتلاء بھی واقع ہوگا۔ بیشک اُس نے تمہارے
لئے جمع کر رکھا ہے دنیا کی فضیلت اور آخرت کی بزرگی کو، تم
میں سے اس شخص کے لئے جو چاہے کہ اُس کے لئے یہ جمع کی جائیں۔
تو میں تم کو یاد دلاتا ہوں اللہ کو جو تمہارے اور تمہارے قلوب
کے درمیان حائل ہونے والا ہے مگر جب کہ تم پہچان لو اللہ کے
حق کو پھر تم اس کے لئے عمل کرو اور اپنے نفسوں کو اس کی
طاعت کا خوگر بنالو اور حال یہ ہے کہ تم نے سرور کے ساتھ
نعمتوں کو جمع کیا اور ان کے زوال و انتقال کے اندیشہ سے اور
اُس کی روگردانی کے خوف سے، تو جان لو کہ حقیقت یہ ہے کہ
کفرانِ نعمت سے زیادہ کوئی شے نعمت کو زیادہ سلب کرنے
والی نہیں۔ اور شکر عزت کو محفوظ رکھتا ہے اور نعمت کی
بڑھوتری اور اس پر زیادتی کو کھینچ لانے والا ہوتا ہے اور شکر
کی یہ صفت تمہارے امر و نہی کے معاملہ میں اگر اللہ تعالےٰ
چاہے تو واجب (یعنی واقع ہو کر رہتی) ہے۔ اور ابو عبیدہ معمر بن
المثنّٰی نے اپنی کتاب مقاتل الفرسان میں روایت کیا ہے کہ
عمرؓ نے سلیمان بن ربیعۃ الباہلی کو یا نعمان بن مقرن کو لکھا
کہ تمہارے لشکر میں عرب کے دو آدمی ہیں عمرو بن معدیکرب
اور طُلَیحہ بن خُوَیلد۔ ان دونوں کو لوگوں کے سامنے بلالیا کرو
اور ان کو اپنے قریب ترکھو اور لڑائی کے امور میں ان سے
مشورہ بھی کرتے رہو اور لشکر کے طلایوں میں بھی ان کو
بھیجتے رہو مگر مسلمانوں کے کاموں میں سے کوئی کام (سرداری)
ان کے سپرد نہ کرنا۔ جب جنگ موقوف ہو چکے تو اُن لوگوں کو
اُن کے حال پر چھوڑ دو جو مشاغل چاہیں کرتے رہیں۔ راوی
نے بیان کیا کہ عمرو بن معدیکرب مرتد ہوگیا تھا اور طُلَیحہ

فاذا وضعت الحرب اوزارہا فضعہما حیث وضعا انفسہما قال وکان عمرو ارتد وطلیحۃ تنبئ - و روی ابوعبیدۃ ایضاً فی ہذا الکتاب قال قدم عمرو بن معدیکرب والاجلح ابن وقاص الفہمی علی عمر فاتیاہ وبین یدیہ مال یوزن فقال متی قدمتما قالا یوم الخمیس قال فما حبسکما حتی قالا شغلنا المنزل یوم قدمنا ثم کانت الجمعۃ ثم غدونا علیک الیوم فلما فرغ من وزن المال نحاہ واقبل علیہما فقال ہیہ فقال عمرو بن معدیکرب یا امیرالمومنین ہذا الاجلح بن وقاص الشدید المرۃ البعید الغرۃ الوشیک الکرۃ واللہ مارأیت مثلہ من الرجال صارع ومصروع واللہ لکانہ لایموت فقال عمر للاجلح وعرف الغضب فی غضنۃ وجہہ ہیہ یا اجلح فقال الاجلح یا امیرالمومنین ترکت الناس خلفی صالحین کثیراً نسلہم دارۃ ارزاقہم خصباً بلادہم اجریاء علی عدوہم ماکلأ عدوہم عنہم فیمتع اللہ بک فما رأینا مثلک الا من سبقک فقال مامنعک ان تقول فی صاحبک مثل ماقال فیک قال مارأیت فی وجہک

نے نبوت کا دعوی کیا تھا (پھر تائب ہو کر اسلام میں داخل ہوئے تھے) ابوعبیدہ ہی نے اس کتاب میں یہ روایت بھی کی ہے کہ عمرو بن معدیکرب اور اجلح بن وقاص الفہمی عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو ان کے سامنے کچھ مال تھا جو تولا جا رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں کب آئے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ جمعرات کے دن۔ فرمایا کہ میرے پاس آنے سے کس چیز نے تمھیں روکا؟ تو انہوں نے کہا کہ جس دن آئے تو گھر (کے کاموں) نے روکا پھر جمعہ آ گیا، اس کے بعد ہم آج آپ کے پاس آئے۔ پھر جب عمرؓ مال کے وزن سے فارغ ہو گئے اور ان کی طرف متوجہ ہوئے تو فرمایا کہ ہاں کہئے۔ تو عمرو بن معدیکرب نے کہا کہ اے امیرالمومنین یہ اجلح بن وقاص ہے جو بڑے پتہ کا شخص ہے ناتجربہ کاری سے بعید (یعنی بڑا تجربہ کار) بڑا تیز حملہ کرنے والا۔ واللہ میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا جب کہ مرد پچھاڑ رہے ہوں اور پچھڑے پڑے ہوں (اس وقت ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) واللہ گویا کہ یہ شخص مرے گا ہی نہیں۔ پھر عمرؓ نے اجلح سے کہا کہ ہاں اے اجلح (تم کہو) اور اجلح نے عمرؓ کے چہرہ کی شکنوں سے غصہ کو پہچان لیا تھا تو اجلح نے کہا کہ اے امیرالمومنین میں نے اپنے پیچھے لوگوں کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ سب صالحین ہیں ان کی نسل بڑھ رہی ہے اُن پر اُن کے رزق برس رہے ہیں ان کے شہر سرسبز ہیں، اپنے دشمنوں پر جری ہیں، ان کے دشمن اُن سے مرعوب و عاجز ہیں، اللہ تعالی آپ کے ذریعہ سے بہت نفع پہنچا رہا ہے۔ تو ہم نے آپ جیسا (بابرکت) نہیں دیکھا بجز اس کے جو آپ سے پہلے ہو چکا ہے (یعنی ابوبکرؓ) تو عمرؓ نے فرمایا کہ تجھے کس چیز نے اپنے ساتھی کے بارے میں ایسی باتیں کرنے سے روکا جیسی اس نے تیرے بارے میں

قال لقد اصبتَ اَمَا اَنَّک لو قلتَ
فیہ مثلَ الذی قالَ فیکَ لَاَوْجَعْتُکُمَا
ضربًا وعقوبۃً فاذا ترکتُکَ لنفسِکَ فساترکُہ
لکَ واللہ لوددتُ لو سَلِمتُ لکم حالُکُم
ودامت علیکم امورُکم اَمَا انہ سیأتی
علیکَ یومٌ تعضُّہ وینہشُکَ وتَہِرُّہ
ویَہِرُّکَ ولستَ لہ یومئذٍ ولیس
لکَ فان لایکن بعہدِکم فما اقربَہ
منکم۔ لمَّا اُسِرَ الہرمزان صاحب الاہواز
وتُستَرُ وحُمِلَ الی عمرَ ومعہ رجالٌ
من المسلمین فیہم الاحنفُ بن قیس
وانسُ بن مالک فادخلوہ المدینۃَ فی
ہیئتہٖ وعلیہ تاجہُ المُذَہَّبُ وکسوتُہ
فوجدوا عمرَ نائمًا فی جانب المسجدِ
فجلسوا عندَہ ینتظرون انتباہہ فقال
الہرمزان واین عمر قالوا ہُوَ ذَا قال
فاین حَرَاسُہ وحُجَّابُہ قالوا لاحارسَ
لہ ولاحاجبَ قال فینبغی ان یکون نبیًّا
قالوا انَّہ یعمل عملَ الانبیاءِ واستیقظ
عمر فقال الہرمزان قالوا نعم قالَ لااُکلِّمہ
حتی لایبقیٰ من حِلیتہ شیٔ فرموا
بالحلیۃ والبسوہُ ثوبًا ضعیفا فقال
عمر یاہرمزانُ کیف وبالُ الغدرِ
وقدکان صلح المسلمینَ مرّۃً ثم نکثَ
فقال یاعمر انا وایاکم فی الجاہلیۃ

کہیں۔ اجلح نے کہا کہ اُس چیز نے جس کو میں نے آپ کے چہرے میں مشاہدہ کیا (یعنی غصہ) آپ نے فرمایا کہ تو ٹھیک سمجھا۔ سمجھ لے کہ اگر تو بھی اس کے بارے میں ایسی ہی باتیں کہتا جیسی یہ تیرے بارے میں کہہ رہا تھا تو میں تم دونوں کو مارتا اور سزا دیتا۔ اب جب کہ میں نے تجھے تیرے نفس (کی ہوشمندی) کی وجہ سے چھوڑ دیا تو اب اُس کو تیری وجہ سے چھوڑتا ہوں۔ واللہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارا حال بہتر ہو اور تمہارے امور ہمیشہ بہتر رہیں۔ یاد رکھو تم پر وہ دن بھی آنے والا ہے جس کو تم (دانتوں سے) کاٹو گے اور وہ تم کو کاٹے گا، اور تم اس پر بھونکو گے وہ تم پر بھونکے گا اور تو اُس دن اُس کے کام نہ آسکے گا اور وہ تیرے کام نہ آسکے گا۔ یہ بات اگر تمہارے اس عہد میں نہیں ہے تو قریب ترین عہد میں آنے والی ہے۔ جب ہرمزان والیٔ اہواز و تستر گرفتار کر کے عمر کے پاس لایا گیا اور اُس کے ساتھ بہت سے مسلمان تھے جن میں احنف ابن قیس اور انس ابن مالک بھی تھے۔ انہوں نے اس کو مدینہ میں اس کی ہیئتِ اصلی میں داخل کیا تھا۔ اس کے سر پر تاج اور اس کے لباس پر سونے کا کام تھا۔ تو ان لوگوں نے عمرؓ کو مسجد کے ایک گوشہ میں سویا ہوا پایا۔ تو یہ سب ان کے قریب بیٹھ کر اُن کے جاگنے کا انتظار کرنے لگے۔ ہرمزان نے لوگوں سے پوچھا کہ عمر کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ یہی ہیں۔ اُس نے کہا کہ تو اُن کے محافظ (باڈی گارڈ) کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کا نہ کوئی محافظ ہے اور نہ دربان۔ بولا کہ پھر تو ان کو نبی ہونا چاہئے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ کام انبیاء کے کاموں جیسے ہی کرتے ہیں۔ اور عمرؓ جاگ گئے تو فرمایا کہ یہ ہرمزان ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ میں اس سے بات نہ کروں گا یہاں تک کہ اُس کے اسبابِ زینت میں سے کوئی چیز باقی نہ چھوڑی جائے۔ تو لوگوں نے اس کا لباس اُتار دیا اور اس کو معمولی کپڑے پہنا دیئے۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ اے ہرمزان بد عہدی کا وبال کیا

كُنّا نغلبكم اذ لم يكن الله معكم ولا معنا فلما كان الله معكم غلبتمونا قال فما عذرك في انتقاضك مرة بعد أخرى قال أخاف إن قلت ان تقتلني وقال لا بأس عليك فأخبرني فاستسقى ماء فأخذه وجعلت يده ترعد قال مالك قال أخاف ان تقتلني وانا اشرب قال لا بأس عليك حتى تشربه فالقاه عن يده فقال يا هذا مالك أعيدوا عليه الماء ولا تجمعوا عليه بين القتل والعطش قال كيف تقتلني وقد أمنتني قال كذبت قال لم اكذب فقال انس صدق يا امير المؤمنين قال ويحك يا انس انا أؤمن قاتل مجزاة بن ثور والبراء بن مالك والله لتأتيني بالمخرج او لأعاقبنك قال انك قلت لا بأس عليك حتى تخبرني ولا بأس عليك حتى تشرب فقال له ناس من المسلمين مثل قول انس فاقبل على الهرمزان وقال تخدعني والله لا تخدعني إلا ان تسلم فأسلم ففرض له في ألفين وأنزله المدينة وبعث عمر عمير بن سعد الانصاري عاملاً على حمص فمكث حولاً لا يأتيه خبره ثم كتب اليه بعد الحول اذا أتاك

ہونا چاہیئے اور اس نے مسلمانوں سے ایک مرتبہ صلح کر لی تھی پھر عہد سے پھر گیا تھا تو اس نے کہا کہ اے عمرؓ ہم اور تم جاہلیت میں ایسا ہی کرتے تھے ہم تم پر غالب آجاتے تھے جب خدا نہ تمہارے ساتھ ہوتا تھا اور نہ ہمارے ساتھ۔ پھر جب کہ اللہ تمہارے ساتھ ہو گیا تو تم ہم پر غالب آگئے۔ عمرؓ نے کہا کہ تیرے پاس یکے بعد دیگرے عہد توڑنے کا کیا عذر ہے؟ اُس نے کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں نے کہا (بتایا) تو تم مجھ کو قتل کر ڈالو۔ عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں تو مجھے بتا۔ پھر اس نے پینے کے لئے پانی مانگا (جو اس کے پاس لایا گیا) تو اُس نے اُس کو لے لیا اور اُس کا ہاتھ کانپنے لگا۔ عمرؓ نے کہا کہ تجھے کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ کہیں آپ مجھے قتل نہ کر ڈالیں جب کہ میں پانی پیتا ہوا ہوں۔ عمرؓ نے کہا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو اس کو پی لے۔ یہ سُن کر اُس نے پانی کو اپنے ہاتھ سے گرادیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ارے تجھے کیا ہوا۔ اُس کو اور پانی دیدو اور اس پر قتل اور پیاس کو جمع نہ کرو۔ اُس نے کہا کہ آپ مجھے کیسے قتل کر سکتے ہیں جب کہ مجھے امن دے چکے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ تو جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ تو انسؓ نے کہا کہ امیر المومنین اس نے سچ کہا ہے۔ عمرؓ نے کہا تیرا بُرا ہو اے انس کیا میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک کے قاتل کو امن دے سکتا ہوں؟ واللہ تجھے اپنے کلام کا مخرج میرے سامنے پیش کرنا ہوگا (یعنی میری کس بات سے تو نے یہ نتیجہ نکالا) ورنہ میں تجھے سزا دوں گا انسؓ نے کہا آپ نے کہا تھا کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو مجھے بتائے اور یہ کہ تجھ پر کوئی اندیشہ نہیں یہاں تک کہ تو اُس کو پی لے۔ اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے بھی وہی کہا جو کہ انسؓ نے کہا تھا پھر ہرمزان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تو مجھے دھوکہ دیتا ہے۔ واللہ تیرا دھوکا نہیں چل سکتا بجز اس کے کہ تو اسلام لائے تو وہ اسلام لے آیا پھر اس کا وظیفہ دو ہزار درہم مقرر کر دیا اور اس کو مدینہ میں مقیم کیا۔ عمرؓ نے عمیر بن سعد انصاری کو حمص پر عامل بنا کر بھیجا۔ تو ایک سال گذر گیا

كتابي هذا فاقبل واحمل ما جبيت من
مال المسلمين فأخذ عمير جرابه وجعل
فيه زاده وقصعته وعلّق اداوته وأخذ
عنزته واقبل ماشياً من الحمص
حتى دخل المدينة وقد شحب لونه و
اغبرّ وجهه وطال شعره فدخل على عمر
فسلم فقال عمر ما شانك يا عمير قال
ماترى من شاني ألست تراني صحيح
البدن طاهر البدن معي الدنيا أجرّها
بقرنيها قال وما معك فظنّ عمر انه قد جاء
بمال قال معي جرابي اجعل فيه زادي
وقصعتي آكل فيها واغسل منها
رأسي وثيابي وإداوتي احمل فيها
وضوئي وشرابي وعنزتي أتوكّأ
عليها وأجاهد بها عدوّاً إن عرض لي
قال عمر افجئت ماشياً قال نعم
لم يكن لي دابة قال افما كان في رعيتك
أحد يتبرّع إليك بدابة تركبها
قال ما فعلوا ولا سألتهم ذلك قال
عمر بئس المسلمون خرجت من عندهم
قال عمير اتق الله ولا تقل إلا خيراً
قد نهاك الله عن الغيبة وقد رأيتهم
يصلّون قال عمر فما ذا صنعت في امارتك
قال وما سؤلك قال عمر سبحان الله
قال أما أني لولا أخشى أن أغمّك ما

نگران کے پاس سے کوئی خبر نہ پہنچی، پھر آپ نے اُن کو سال گذرنے کے بعد لکھا جب تمھارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو میرے پاس آؤ اور مسلمانوں کے مال میں سے جو تم نے وصول کیا ہے اپنے ساتھ لاؤ۔ تو عمیر نے اپنا تھیلا لیا اور اُس میں اپنا زادراہ رکھا اور ایک پیالہ لیا اور ایک پانی کے برتن کو لٹکایا اور نیزہ اُٹھایا اور حمص سے پیدل روانہ ہو گئے یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے اس حال میں کہ (شدتِ سفر سے) ان کا رنگ بدل گیا تھا اور چہرہ غبار آلود تھا اور بال بڑھ گئے تھے۔ اسی حال میں عمر رضؓ کے پاس پہنچے اور سلام کیا۔ عمر رضؓ نے کہا کہ تمھارا کیا حال ہے اے عمیر۔ کہا کہ جو کچھ میرا حال تم دیکھ رہے ہو۔ کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ صحیح البدن ہوں طاہر البدن ہوں دنیا میرے ساتھ ہے جس کو دونوں سینگوں سے (پکڑ کر) کھینچ رہا ہوں۔ عمر رضؓ نے فرمایا اور تمھارے ساتھ کیا ہے۔ عمر رضؓ نے گمان کیا تھا کہ وہ مال لائے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرے ساتھ میرا تھیلا ہے جس میں توشۂ سفر رکھتا ہوں اور ایک پیالہ ہے جس میں کھاتا ہوں اور اسی سے اپنا سر اور اپنے کپڑے دھوتا ہوں اور ایک برتن ہے جس میں وضو کا اور پینے کا پانی رکھتا ہوں اور ایک نیزا ہے جس سے کبھی سہارا لیتا ہوں اور اگر ضرورت پیش آجائے تو اُس سے دشمن پر جہاد بھی کر لیتا ہوں۔ عمر نے کہا کہ کیا تم پیدل آئے ہو؟ کہا ہاں میرے پاس کوئی چوپایہ نہیں تھا۔ عمر نے کہا کہ کیا تمھاری رعیت میں کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو تبرّع کے طور پر تمھیں ایک جانور دیدیتا جس پر تم سوار ہو جاتے۔ کہا اُنہوں نے خود ایسا نہیں کیا، اور میں نے اُن سے اُس کا سوال نہیں کیا۔ عمر رضؓ نے کہا کہ بُرے مسلمان ہیں جن کے پاس سے تم آئے ہو۔ عمیر رضؓ نے کہا کہ اللہ سے ڈرو اور خیر کے سوا کچھ نہ کہو۔ اللہ نے تم کو غیبت سے منع کیا ہے اور تم نے اُن کو دیکھا ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں۔ عمر رضؓ نے کہا کہ اپنی امارت میں تم کیا کرتے رہے ہو؟ کہا کہ یہ آپ کا کیا سوال ہے؟ عمر رضؓ نے کہا سبحان اللہ۔ کہا کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ میں (پھر) عامل بنادیا جاؤں

اخبرتک آتیت البلد فجمعت صلحاء
اهله فولیتهم جبایته ووضعه فی
مواضعه ولو اصابک منه شیٔ لاتیتک
قال انما جئت بشیٔ قال لا فقال
جددوا لعمیر عهدا قال ان ذلک
لشیٔ لا اعمله بعدک ولا لاحد
بعدک واللّٰه ماکدت اسلم بل لم اسلم
قلت لنصرانی معاهد اخزاک اللّٰه فهذا
ما عرضتنی له یا عمر ان اشقی ایامی یوم
صحبتک ثم استأذنه فی الانصراف فاذن
له و منزله بقبا بعیدا عن المدینة
فامهله عمر ایاما ثم بعث رجلا یقال له
الحارث فقال انطلق الی عمیر بن سعد
بهذه مائة دینار فان وجدت علیه اثرا
فاقبل بها وان رأیت حالا شدیدة
فادفع الیه هذه المائة فانطلق الحارث
فوجد عمیرا جالسا یفلی قمیصا له الی
جانب حائط فسلم علیه فقال عمیر
انزل رحمک اللّٰه فنزل فقال من این
جئت قال من المدینة قال کیف
ترکت امیر المؤمنین قال صالحا قال
کیف ترکت المسلمین قال صالحین
قال الیس عمر یقیم الحدود قال بلی
ضرب ابنا له علی فاحشة فمات من
ضربه فقال عمیر اللهم اعن عمر فانی

گا تو میں تمھیں نہ بتاتا ۔ میں شہر (حمص) میں پہنچا تو میں نے اہل شہر کے صلحاء کو جمع کیا اور ان کو مال کے جمع کرنے اور ان کو مناسب مواقع میں صرف کرنے کا ذمہ دار بنا دیا۔ اور اگر اس میں سے کچھ بچتا تو آپ کے پاس آجاتا۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا تم کچھ نہیں لائے ہو؟ کہا کہ نہیں۔ پھر عمرؓ نے (خادموں سے) کہا کہ عمیر کے لئے گھوارہ بنادو (تاکہ یہ آرام کرلے) عمیر نے کہا کہ بیشک یہ ایسی بات ہے (نفس کو بڑھانے والی) کہ میں اس کے بعد آپ کا عامل نہ بنوں گا اور نہ آپ کے بعد اور کسی کا۔ واللہ (ایسے احوال پیش آئے کہ) قریب ہو گیا کہ نہ بچ سکوں (امر ممنوع سے) بلکہ نہ بچ سکا (کیونکہ) میں نے (ایک مرتبہ) ایک نصرانی کو جو ذمی تھا اَخزاکَ اللّٰہ (خدا تجھے رسوا کرے) کہہ دیا تھا۔ تو یہ نتیجہ ہے اس (عہدہ کا) جو آپ نے مجھے پیش کیا تھا۔ اے عمر میرے ایام میں وہ میرا بدبختی کا دن تھا جب میں آپ کی صحبت میں آیا تھا۔ پھر عمر سے رخصت ہونے کی اجازت مانگی تو انہوں نے اجازت دے دی اور ان کا مکان مدینہ سے دور قبا میں تھا۔ پھر عمر چند روز ٹھہرے بعد ازاں ایک شخص کو بلایا جس کو حارث کہا جاتا تھا اور اس سے کہا کہ عمیر بن سعد کے پاس جاؤ، یہ ایک سو دینار لیتے جاؤ۔ اگر اس پر خستگی میں کمی دیکھو تو ان کو واپس لے آنا اور اگر سخت حال دیکھو تو یہ سو دینار اس کو دے دینا حارث وہاں پہنچے تو عمیر کو اس حال میں پایا کہ وہ باغ کی ایک جانب میں بیٹھے ہوئے اپنے کرتہ سے جوئیں نکال رہے تھے۔ حارث نے ان کو سلام کیا عمیر نے کہا کہ یہاں اُتر جائیے۔ اللہ آپ پر رحمت کرے، تو حارث اُتر گئے پھر پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ حارث نے کہا کہ مدینہ سے۔ کہا کہ امیر المؤمنین کو کیسا چھوڑا حارث نے کہا کہ بحالت صالح۔ کہا کہ مسلمانوں کو کیسا چھوڑا حارث نے کہا کہ سب صالحین ہیں کہا کہ کیا عمرؓ حدود کو قائم نہیں کرتے حارث نے کہا کیوں نہیں انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو جو بدکاری کا مرتکب ہوا تھا مارا کہ وہ ان کے مارنے سے مرگیا۔ تو عمیر نے کہا کہ "یا اللہ عمر کی مدد کر کیونکہ میں اس کو سخت آدمی سمجھتا ہوں، میں تیرے لئے اس سے محبت کرتا ہوں"۔ کہا کہ حارث کو تین دن اپنا مہمان رکھا اور (ان دونوں میں)

لا أعلمه إلا شديدا أجتثه لك قال فنزل به ثلثة ايام وليس لهم الا قرص من شعير كانوا يخصونه كل يوم به ويطوون حتى نالهم الجهد فقال لعمير انك قد أجعتنا ان رأيت ان تحول عنا فافعل فاخرج الحارث الدنانير فدفعها اليه وقال بعث بها امير المؤمنين فاستعن بها فصاح وقال ردها لا حاجة لي فيها فقالت المرأة خذها ثم ضعها في مواضعها فقال مالي شئ اجعلها فيه فشقت اسفل درعها فاعطته خرقة فشدها فيها ثم خرج فقسمها كلها بين ابناء الشهداء والفقراء فجاء الحارث الى عمر فاخبره فقال رحم الله عميرا ثم لم يلبث ان هلك فعظم مهلكه على عمر وخرج مع رهط من اصحابه ماشين الى بقيع الغرقد فقال لاصحابه ليتمن كل واحد منا امنية فكل واحد تمنى شيئا وانتهت الامنية الى عمر فقال وددت ان رجلا مثل عمير بن سعد استعين به على امور المسلمين۔ ومن كلام عمر رضي الله تعالى عنه اياكم وهذه المجازر فان لها ضراوة كضراوة الخمر۔ وقال اياكم والراحة فانها غفلة وقال السمن غفلة وقال لا تسكنوا نساءكم الغرف ولا تعلموهن الكتابة و

ان کے پاس جَو کی صرف ایک روٹی ہوتی تھی جس کو وہ روزانہ حارث کے لئے خاص کرتے رہے (یعنی تمام گھر والے روزانہ ایک روٹی بانٹ کر کھایا کرتے تھے، اب وہ مہمان کو دینے لگے) اور خود بھوکے رہتے رہے یہاں تک کہ ان پر ضعف ظاہر ہونے لگا۔ پھر ان سے عمیر نے کہا کہ تمہاری (مہمانی کی) وجہ سے ہم بھوکے رہنے لگے ہیں تو اگر تم ہمارے پاس سے جانا چاہو تو چلے جاؤ۔ پھر حارث نے وہ دینار نکال کر ان کو دیئے اور کہا کہ یہ آپ کے پاس امیر المومنین نے بھیجے ہیں ان کو اپنے کام میں لائیے۔ یہ سن کر انہوں نے چلا کر کہا کہ ان کو واپس کر دو مجھے ان کی حاجت نہیں۔ مگر ان کی بی بی نے کہا کے لو اور ان کو ان کے مناسب مواقع میں تقسیم کر دو۔ تو انہوں نے کہا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں جس میں ان کو رکھوں تو اس نے اپنے دوپٹے کے نیچے کا حصہ پھاڑ کر دے دیا تو انہوں نے وہ دینار اس میں باندھ لئے۔ پھر وہاں سے باہر آئے اور ان سب کو شہداء کے بیٹوں اور فقراء میں تقسیم کر دیا۔ حارث نے آکر تمام حالات حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کئے تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عمیر پر رحمت کرے۔ پھر زیادہ وقت نہیں گذرا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ تو عمرؓ پر اس خبر کا بڑا اثر ہوا اور وہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ نکل کر پیدل بقیع الغرقد کی طرف روانہ ہوئے۔ پھر انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا کہ ہم میں سے ہر ایک کے دل میں جو تمنا ہو چاہئے کہ اس کو بیان کرے اس پر ہر ایک نے اپنی اپنی تمنا کو بیان کیا۔ آخر میں عمرؓ نے اپنی تمنا کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی شخص عمیر بن سعد جیسا مل جائے جس سے میں مسلمانوں کے امور میں مدد حاصل کر دں۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات میں سے ہے کہ ان مذبحوں سے بچو (یعنی گوشت کم کھاؤ) کیونکہ اس کی بھی ایک لت ہے جیسی شراب کی لت ہوتی ہے اور فرمایا کہ راحت (طلبی) سے بچو کہ یہ غفلت ہے۔ اور فرمایا کہ "موٹا پا (اکثر) غفلت سے ہوتا ہے اور فرمایا کہ" اپنی عورتوں کی رہائش بالائی منزلوں پر نہ رکھو

استعینوا علیھن بالعُرٰی وعوّدوھن
قول لا فان نعم یُجرّیھن علی المسئلۃ
وقال اتبیّن عقل الناس فی کل شئ
حتی فی عِلّتہ فاذا رأیت یتوفّی علی
نفسہ الصبر علی شھوتہ وتحتمی من
مطعمہ ومشربہ عرفتُ ذٰلک فی عقلہ
وما سائلنی رجلٌ شیئاً قط الّا تبیّن
لی عقلہ فی ذٰلک۔ وقال ان للناس
حدوداً ومنازلَ فانزلوا کلّ رجل
منزلتہ وضعوا کل انسان فی حدّہ واحملوا
کل امرء یفعلہ علی قدرہ۔ وقال اعتبروا
عزیمۃ الرجل بحمیّتہ وعقلہ بمتاع بیتہ۔
قال ابو عثمان الجاحظ لانہ لیس من
العقل ان یکون فرشہ لبداً و
مرفقتہ طبریۃ۔ وقال من یئس
من شئ استغنیٰ عنہ وعزّ
المؤمن استغناؤہ عن الناس۔ و
قال لا یقوم بامر اللّٰہ الّا من لا یُصانع
ولا یُضارع ولا یتّبع المطامع۔ وقال
لا تضعفوا ھمتکم فانی لم ار شیئاً اقعد
رجلاً عن مکرمۃ من ضعف ھمتہ۔ و
وعظ رجلاً فقال لا یلھک الناس عن
نفسک فان الامر الیک یصل دونھم
ولا تقطع النھار سادراً فانہ محفوظ
علیک واذا اسأت فاحسن فانی

اور نہ اُن کو لکھنا سکھاؤ۔ اور ان کی تن پوشی اتنی کرتے رہو کہ ننگی نہ رہیں۔ اور ان کو لفظ "نہیں" سننے کا عادی بناؤ کیونکہ "ہاں" کا استعمال فرمائشوں پر جری بنا دیتا ہے۔" اور فرمایا کہ میں لوگوں کی عقل کو ہر چیز سے معلوم کر لیتا ہوں یہاں تک کہ کسی کی بیماری سے بھی تو جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے نفس کو پورے طور پر خواہش سے روک لیتا ہے اور کھانے پینے میں پرہیز رکھتا ہے تو میں اس کی عقل کا اندازہ کر لیتا ہوں۔ اور جب بھی مجھ سے کسی شخص نے کسی چیز کا سوال کیا تو مجھے اُس سے اُس کی عقل کا اندازہ ہو گیا۔ اور فرمایا کہ سب لوگوں کے لئے حدیں اور مقامات ہیں تو ہر شخص کو اس کے مقام میں اور ہر انسان کو اس کی حد میں رکھو (یعنی جس مرتبہ کا کوئی شخص ہو اس کے مناسب اس سے برتاؤ کرو) اور ہر شخص کو اس کی قدرت کے مطابق کام سپرد کرو۔ اور فرمایا کہ کسی شخص کی عالی ہمتی کا اعتبار اس کی حمیّت سے اور عقل کا اُس کے گھر کے سامان سے کر لو۔ ابو عثمان جاحظ نے کہا اس لئے کہ یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ اُس کا فرش تر بتر اور تکیہ طبریہ ہو (ایک خاص قسم کا طبرستان کا بنا ہوا) اور فرمایا کہ جو شخص کسی چیز سے نا اُمید ہو جائے گا تو اس سے مستغنی ہو جائے گا اور مؤمن کی عزت لوگوں سے استغناء سے ہوتی ہے۔ اور فرمایا کہ اللہ کے کام میں کمر بستہ کوئی نہ ہوگا بجز ایسے شخص کے جو نہ مصانعت کرے (یعنی کسی کے لئے کام اس ارادے سے نہ کرے کہ یہ میرے لئے ایسا ہی کرے گا) نہ کرے اور نہ مضارعت کرے (یعنی ایسا کام نہ کرے جو سود کے مشابہ ہو) اور طمع کے مقامات کا پیچھا نہ کرے۔ اور فرمایا کہ اپنی ہمت کو کمزور نہ کرو کیونکہ میں نے کوئی چیز کسی مرد کو بزرگی سے روکنے والی ضعفِ ہمت سے زیادہ نہیں دیکھی۔ اور ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ تجھے اپنے نفس سے غافل نہ کر دیں کیونکہ معاملہ (بعد موت کا) صرف تیری ذات پر پہنچے گا اُن سے ہٹ کر۔ اور دن کو بیکار باتوں میں نہ گذار کہ وہ (یعنی وقت وعمر) تیری (متاع) محفوظ ہے۔ اور جب تو (کسی کے ساتھ) بُرا کرے تو نیک سلوک بھی کر کیونکہ میں نے کوئی شے تیزی کے ساتھ پکڑنے والی اور سرعت کے ساتھ ادراک کرنے والی گذشتہ پرانی بُرائی کو حال کے حسنہ (یعنی

لم ار شيئاً اشد طلباً ولا اسرع
دراكاً من حسنة حديثة لذنب قديم
وقال احذر من فلتات الشباب وكلما
اورثك النبز واعلقك القلب فانه
ان يعظم بعده شانك يشتد على ذلك
ندمك وقال كل عمل كرهت من اجله
الموت فاتركه ثم لا يضرك متى مت
وقال اقلل من الدنيا تعش حراً واقلل
من الذنوب يهن عليك الموت وانظر
فى اى نصاب تضع ولدك فان العرق
دساس - وقال ترك الخطيئة اسهل
من معالجة التوبة وقال احذروا النعمة
حذركم المعصية وهى اخوفهما عليكم عندى
وقال احذروا عاقبة الفراغ فانه اجمع
لابواب المكروه من السكر - وقال
اجود الناس من جاد على من لا يرجو
ثوابه واحلمهم من عفا بعد القدرة
وابخلهم من بخل بالسلام واعجزهم
من عجز فى دعائه وقال رب نظرة زرعت
شهوة ورب شهوة اورثت
حزناً واثماً - وقال ثلاث خصال من
لم يكن فيه لم ينفعه الايمان حلم يرد به
جهل الجاهل وورع يحجزه عن المحارم
وخلق يداري به الناس - وذكر ابو عبيدة
معمر بن المثنى فى كتاب مقاتل الفرسان

ینک سلوک) سے زیادہ نہیں دیکھی اور فرمایا کہ جوانی کی لغزشوں سے بچو
اور جب تمھیں کوئی اچھا خطاب (مثلاً شیخ، مولانا، حضرت وغیرہ) حاصل
ہوجائے گا اور قلب تمہارا گلا دبائے گا (کہ کوئی ایسی بات منہ سے
نہ نکل جائے جس سے اس خطاب کی شان کو بٹہ لگے) تو اگر اس کے بعد
تمھاری شان بڑی ہوگئی تو یہ پچھلی لغزش تم کو سخت ندامت میں مبتلا
رکھے گی۔ اور فرمایا کہ ہر وہ کام جس کی وجہ سے تو موت کو برا سمجھنے لگے اس کو
چھوڑ پھر تیرے لئے مضر نہیں کہ کسی وقت بھی مرے۔ اور فرمایا کہ دنیا
میں کمی کر آزاد زندگی بسر کرے گا۔ گناہوں میں کمی کر تجھ پر موت آسان
ہوجائے گی۔ اور خیال رکھ کہ کس مرتبہ میں تو اپنی اولاد کو رکھ رہا ہے
(یعنی کس طبقہ کی عورت سے جماع کر رہا ہے) کیونکہ رگ کا اثر بہت گھسنے والا
ہوتا ہے (یعنی اس کے خاندانی خصائل تیری اولاد میں آئیں گے) اور فرمایا کہ
خطا کاری کا ترک آسان ہے توبہ کے ساتھ اس کا علاج کرنے سے۔ اور
فرمایا کہ نعمت (لذات دنیوی) سے بھی اس طرح پرہیز کرو جس طرح معصیت
سے پرہیز کرتے ہو اور میرے نزدیک تمھارے لئے یہ زیادہ خطرناک ہے
اور فرمایا کہ پرہیز کرو بے شغلی کے انجام سے کیونکہ یہ ان سب ابواب مکروہ
کی جامع ہے جو سکر (نشہ) سے کھلتے ہیں۔ اور فرمایا کہ سب سے زیادہ
سخی وہ ہے جو ایسے شخص پر سخاوت کرے جس سے فلاح کی امید نہ کرے
اور سب سے زیادہ بردبار وہ ہے جو قدرت پا لینے کے بعد معاف کر دے
اور سب سے زیادہ بخیل وہ ہے جو سلام میں بخل کرتا ہے۔ اور سب سے عاجز وہ ہے
جو دعاء میں بھی عاجز رہے۔ اور فرمایا کہ بسا اوقات ایک نظر شہوت کی تخم ریزی
کر دیتی ہے اور بسا اوقات شہوت دائمی رنج و غم دے جاتی ہے۔ اور فرمایا کہ
تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ نہیں ہیں اس کو ایمان نفع نہ دے گا۔
بردباری جس کے ذریعہ سے جاہل کے جہل کو لوٹا دیا جائے۔ اور پرہیزگاری جو اس
کو مواقع حرام سے روکتی رہے۔ اور اچھا خلق جس سے لوگوں کی دلجوئی کرتا رہے
اور ابو عبیدہ معمر بن المثنیٰ نے اپنی کتاب مقاتل الفرسان میں ذکر کیا کہ سعد

ان سعد بن ابی وقاص اوفد عمرو بن
معدیکرب بعد فتح القادسیۃ الی
عمر فسألہ عمر عن سعد کیف ترکتہ وکیف
رضی الناس عنہ فقال یا امیر المومنین
ھو لہم کالاب یجمع لہم جمع الذرۃ اعرابی
فی نمرتہ اسد فی تامورتہ نبطی فی
جبایتہ یقسم بالسویۃ ویعدل فی
القضیۃ وینفر فی السریۃ وکان سعد کتب
یثنی علی عمرو فقال عمر لکانما تقارضتما
الثناء کتب یثنی علیک وقدمت
یثنی علیہ فقال انا لم اثن الا بما رأیت
قال دع عنک سعدا واخبرنی عن
مذحج قومک قال فی کل فضل وخیر
قال ما قولک فی علۃ بن خالد قال اولئک
فوارس اعراضنا احشنا طلبا و
اقلنا ہربا قال فسعد العشیرۃ قال
اعظمنا خمیسا واکبرنا رئیسا واشدنا
شریسا قال فالحارث بن کعب قال
حسکۃ لا ترام قال فمراد قال الاتقیاء
البررۃ والمساعیر الفجرۃ الزمنا قرارا
وابعدنا آثارا قال فاخبرنی عن
الحرب قال مرۃ المذاق اذا قلصت
عن ساق من صبر فیھا عرف ومن
ضعف عنھا تلف وانھا لکما قال الشاعر
ع الحرب اول ما تکون فتیۃ ❁ کشعر

بن ابی وقاص نے فتح قادسیہ کے بعد عمرو بن معدیکرب کو عمر رضی اللہ
کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے اُس سے سعد کا حال دریافت
کیا کہ تو نے اس کو کیسا چھوڑا اور لوگ اُس سے کس قدر خوش
ہیں۔ تو عمرو نے کہا کہ اے امیر المومنین وہ لوگوں کے لئے باپ کی مانند
ہے، وہ لوگوں کے لئے چیونٹیوں کی طرح (اموال) جمع کرتا ہے۔
اعرابی ہے اپنی چادر میں، شیر ہے اپنی کچھار میں، نبطی ہے اموال کے جمع
کرنے میں، سب میں برابر تقسیم کرتا ہے، اور جھگڑے کا فیصلہ عدل سے کرتا
ہے، اور بذات خود لشکر میں پہنچتا ہے" اور سعد نے جو خط لکھا تھا اُس میں
عمرو کی تعریف کی تھی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں نے
ایک دوسرے کی مدح کا تبادلہ کیا ہے۔ سعد نے تیری تعریف لکھی ہے
اور تو نے آکر اس کی تعریف شروع کر دی تو عمرو نے کہا کہ میں نے صرف وہی
تعریف کی جس کو میں نے مشاہدہ کیا ہے فرمایا کہ سعد کی بات چھوڑ اور مجھ
سے اپنی قوم کے ہتھیار بند لوگوں کا حال بیان کر۔ عمرو نے کہا کہ ہر ایک میں
فضیلت اور خیر ہے۔ فرمایا کہ علۃ بن خالد کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے
عمرو نے کہا کہ وہ ہمارے نواحی کے شہسوار ہیں بڑی سرعت کے ساتھ
(دشمن کو) ڈھونڈھ نکالنے والے سب سے کم بھاگنے والے۔ فرمایا
سعد العشیرہ کا کیا حال ہے۔ عمرو نے کہا کہ وہ ہمارا سب سے بڑا لشکر
ہیں۔ اور سب سے بڑے رئیس اور تیز مزاج ہیں۔ فرمایا کہ حارث
بن کعب کے بارے میں کیا خیال ہے۔ کہا کہ وہ ایسا حسکہ ہے جس کا قصد
نہیں کیا جاتا۔ فرمایا اور بنی مراد؟ کہا کہ بڑے متقی، نیک کام کرنے والے
اور جنگ کی آگ بھڑکانے والے بڑے سرکش سب سے زیادہ فرار ہونے
والے اور ایسے کہ ان کا کھوج بھی نہ مل سکے۔ فرمایا کہ جنگ کے بارے
میں کیا خیال ہے۔ عمرو نے کہا کہ اُس کا مزا کڑوا ہے جب خوب ظاہر ہو
جاتی ہے تو جس نے صبر کیا نامور ہوا اور جس نے کمزوری دکھائی ضائع ہوا۔ اور وہ
یقیناً ایسی ہے جیسا کسی شاعر نے کہا ہے ع الحرب اول الخ (ترجمہ) جنگ

بزینتها لکل جهول ٭ حتیٰ اذا استعدت و شبّ ضرامها ٭ عادت عجوزًا غیر ذات حلیل ٭ شمطاء جزّت رأسها و تنکّرت ٭ مکروهةً للشمّ والتقبیل ٭ قال فاخبرنی عن السلاح قال سَلْ عما شئتَ منه قال الرمح قال اخوک وربما خانک قال النبل قال منایا تخطیٔ وتصیب قال الترس قال ذاک المجنّ وعلیه تدور الدوائر قال الدرع قال مثقلةٌ للراکب متعبةٌ للراجل وانها لحصنٌ حصین قال السیف قال هناک فارغب لامک الهبل قال بل امک قال بل امّی و الحمّٰی اضرعتنی لک۔ عرض سلیمانُ بن ربیعۃ الباهلی جنده بارمینیۃ فکان لایقبل من الخیل الّا عتیقًا فمرّ عمرو بن معدیکرب بفرسٍ غلیظٍ فردّه وقال هذه هجین قال عمروٌ انه لیس بهجینٍ ولکنه غلیظٌ فقال بل هو هجین فقال عمروٌ انّ الهجین لیعرف الهجین فکلمه الی عمر فکتب الیه اما بعدُ یا ابن معدیکرب فانک القائل لِامیرک ماقلتَ وانه بلغنی انّ عندک سیفًا تسمیه الصمصامۃ وانّ عندی سیفًا اُسمّیه مُصمّما واُقسم باللّٰه لئن وضعته بین اذنیک لایُقلع حتے یبلغ قحفک و کتب الی سلیمان بن ربیعۃ یلومه فی

سب سے پہلے ایک جوان عورت ہوتی ہے۔ ہر جاہل کو اپنے سنگار کے پیچھے دوڑاتی ہے ٭ یہاں تک کہ جب حد سے بڑھ جاتی ہے اور اس کا اشتعال شباب پر آجاتا ہے، تو ایسی بڑھیا بن جاتی ہے جس کا کوئی شوہر نہ ہو٭ سفید بالوں والی، بال کٹے ہوئے اور بد ہیئت، ایسی بدشکل جس کو سونگھنے اور بوسہ لینے سے گھن آئے۔" فرمایا کہ ہتھیاروں کے بارے میں کچھ کہو تو کہا کہ ان میں سے جس ہتھیار کے بارے میں چاہو سوال کر دیجئے فرمایا کہ نیزہ؟ تو کہا کہ وہ آپ کا بھائی ہے (یعنی بالکل سیدھا) اور لبا اوقات آپ سے خیانت بھی کر جاتا ہے (جب ٹیڑھا ہو جاتا ہے) فرمایا کہ تیر؟ تو کہا یہ ایک موت ہے کبھی خطا کر جاتی ہے کبھی آپکڑتی ہے۔ فرمایا ڈھال؟ کہا کہ یہ بچاؤ کا آلہ ہے اور اس پر مصائب پڑتے رہتے ہیں۔ فرمایا کہ زرہ؟ کہا کہ یہ بوجھل کر دینے والی ہے سوار کو، تھکا دینے والی پیدل کو اور وہ بیشک ایک مضبوط قلعہ ہے۔ فرمایا تلوار؟ کہا کہ یہاں تو اپنی ماں کے دل میں (بیٹے کی موت کا) جو درد پیدا ہوگا اس کا دھیان کرلے۔ عمرؓ نے کہا بلکہ تیری ماں کے، عمرو نے کہا (ٹھیک ہے) بلکہ میری ماں کے، اور بخار نے مجھے کمزور بھی کر دیا ہے تمہارے مقابلہ پر۔ (اب اسے تنبّہ ہوا کہ روانی کلام میں کیا کہہ گیا ہوں) سلیمان بن ربیعہ باہلی نے اپنے لشکر کا جو آرمینیہ میں تھا جائزہ لیا وہ گھوڑوں میں سے صرف اصیل گھوڑوں ہی کو قبول کر رہے تھے، تو عمرو بن معدیکرب ایسے گھوڑے کو لے کر آیا جو لدّھڑ تھا۔ انہوں نے اس کو رد کر دیا اور کہا کہ یہ ہجین[عہ] یعنی دوغلا ہے۔ عمرو نے کہا کہ یہ ہجین نہیں لیکن موٹا ہے۔ سلیمان نے کہا نہیں یہ ہجین ہے اس پر عمرو نے کہا کہ ہجین، ہجین کو ضرور پہچانتا ہے۔ انہوں نے اس کی اس بدزبانی کی اطلاع حضرت عمرؓ کو دی تو انہوں نے عمرو کو لکھا **اما بعد** اے ابن معدیکرب تو وہ شخص ہے جو اپنے امیر سے ایسی گفتگو کرتا ہے جو تو نے کی۔ اور مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ تیرے پاس ایک تلوار ہے جس کا نام تو نے صمصامہ رکھا ہے۔ اور میرے پاس ایک تلوار ہے جس کا نام میں نے مُصَمِّم رکھا ہے اور میں خدا کی قسم کھاتا

عہ ہجین، ہجین بمعنے دو رنگ والا یعنی باپ اصیل ہو اور ماں اصیل نہ ہو ۱۲

حلمہ عنہ و قال ابو جعفر محمد بن جریر الطبری فی تاریخہ روی عبد الرحمن بن ابی زید عمران بن سوادۃ اللیثی قال صلیتُ الصبح مع عمر فقرأ سبحان و سورۃً معہا ثم انصرف فقمتُ معہ فقال احاجۃٌ قلتُ حاجۃ قال فالحق فلحقتُ فلما دخل اذن فاذا ہو علی رمال سریر لیس فوقہ شئ فقلتُ نصیحۃٌ قال مرحباً بالناصح غدواً وعشیاً قلتُ عابت امتک او قال رعیتک اربعاً قال فوضع الدرۃ ثم ذقن علیہا ہکذا روی ابن قتیبۃ وقال ابو جعفر فوضع رأس درتہ فی ذقنہ ووضع اسفلہا علی فخذہ وقال ہات قال ذکروا انک حرمت المتعۃ فی اشہر الحج وزاد ابو جعفر وہی حلالٌ ولم یحرمہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا ابو بکر فقال اجل انکم اذا اعتمرتم فی اشہر حجکم رأیتموہا مجزیۃ من حجکم نفرغ حجکم وکانت قائبۃ قوب عامہا والحج بہاءٌ من بہاء اللہ و قد اصبتُ قال وذکروا انک حرمت متعۃ النساء وقد کانت رخصۃ من اللہ نستمتع بقبضۃ ونفارق عن ثلث قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احلہا فی زمان ضرورۃ ورجع الناس الی

ہوں کہ اگر میں نے اس کو تیرے دونوں کانوں کے درمیان رکھ دیا تو وہ تیری کھوپڑی کے اندر اترے بغیر نہ رکے گی" اور ایک خط سلیمان بن ربیعہ کو لکھا جس میں ان کو اس کی گستاخی کو برداشت کرنے پر ملامت کی۔ اور ابو جعفر محمد بن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا کہ عبد الرحمن بن ابی زید نے عمران بن سوادہ اللیثی سے روایت کیا کہ میں نے صبح کی نماز عمرؓ کے ساتھ پڑھی۔ انہوں نے سبحان کی قراءت کی اور اس کے ساتھ ایک اور سورت۔ پھر جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ فرمایا کیا کوئی کام ہے۔ میں نے کہا ہاں کام ہے۔ فرمایا تو ساتھ چلو۔ میں ہمراہ ہو لیا۔ پھر جب مکان میں داخل ہوئے تو (اندر آنے کی) اجازت دی۔ دیکھتا ہوں کہ وہ بانس سے بنی ہوئی چارپائی پر بیٹھے ہیں جس پر اور کوئی چیز بچھی ہوئی نہیں تھی۔ میں نے کہا کہ ایک نصیحت (خیر خواہی کی بات) ہے۔ فرمایا کہ صبح و شام ہر وقت ناصح کو مرحبا۔ میں نے کہا کہ آپ کے لوگ معترض ہیں (اور ایک روایت یوں ہے کہ) آپ کی رعیت معترض ہے چار باتوں میں تو آپ نے درّہ (کا ایک سرا) رکھا اور اس پر ٹھوڑی کو رکھا اس طرح پر۔ ابن قتیبہ نے اس ہیئت کو ظاہر کیا۔ اور ابو جعفر نے کہا کہ آپ نے اپنی ٹھوڑی میں درّہ کا سر لگا کر سہارا لیا اور اس کے نیچے کے حصہ کو اپنی ران پر رکھا اور کہا بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپؓ نے حج کے مہینوں میں متعہ (یعنی تمتع) کو حرام کر دیا۔ اور ابو جعفر نے یہ جملہ اور بڑھایا کہ حالانکہ وہ حلال ہے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام نہیں کیا اور نہ ابو بکرؓ نے۔ تو فرمایا کہ ہاں تم لوگ اگر حج کے مہینوں میں عمرہ کر دگے تو تم اپنے حج کی طرف سے اس کو کافی سمجھ لوگے تو تمہارا حج ختم ہو لیگا تو مکہ بقیہ پورے سال کے لئے اس طرح خالی رہے گا جیسے انڈے کا خول (سفیدی اور زردی سے خالی پڑا ہوا ہو) اور حج ایک رونق ہے اللہ کی قائم کردہ رونقوں میں سے اور میں نے یہ ٹھیک کیا ہے۔ کہا کہ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ آپ نے عورتوں کے متعہ کو بھی حرام کر دیا۔ حالانکہ اللہ کی طرف سے یہ ایک رخصت تھی کہ ہم ایک مٹھی بھر سے کام چلا لیتے اور تین (طلاق) سے جدا ہو جاتے تھے۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

السّنۃ ثم لم اعلم احدًا من المسلمین عادَ الیہا وَلا عمل بہا فالآنَ من شاء نکح بہا بقبضۃٍ و فارق عن ثلٰث بطلاقٍ وقد اصبتُ قال وذکروا انکَ اَعتقتَ الاَمۃَ ان وضعَتْ ذا بطنِہا بغیرِ عِتاقَۃِ سیّدِہا قالَ اَلحقتُ حُرمۃً بحرمۃٍ ما اردتُ الا الخیرَ واستغفرُ اللہ قال وشکوا منکَ عُنف السیاق وشدۃ النہر للرعیۃ قال فنزع الدِّرۃ ثم مسحہا حتّٰی اتی علٰی سُیورِہا قال وانا زمیلُ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی غزاۃ قرقرۃِ الکدر ولِمَ فواللّٰہِ انی لاُرتع فاُشبع واَسقی فاُرْوِی وانی لاَضرِبُ العَروضَ و اَزْجر العجولَ واَدِبُّ قدرِی واَسُوْق خطوتی و اَرُدّ اللَّفوْتَ و اَضُمُّ العَنودَ واُکثِر الزجر واُقِلّ الضربَ واَشہر بالعصا و اَدْفعُ بالیدِ ولولا ذلکَ لاَعذرتُ قال ابوجعفر فکان معاویۃ اذا حدّث بہذا الحدیث یقولُ کان واللہ عالما برعیّتہ قالَ لہ حذیفۃ اِنّکَ تستعینُ بالرَّجُل الذی ذی قوۃ ولبعضہم یرویہ بالرّجل الفاجر فقال استعملہٗ لِاَستعینَ بقوتہ ثم اکونُ علٰی قفائہٖ قال فرّقوا عن المنیّۃِ واجعلوا الرأسَ رأسین ولا تلثوا بدارِ مُعجِزۃٍ واَصْلِحوا مثاوِیکم واَخِیفوا الہوامَّ قبل

وسلم نے اُس کو زمانۂ ضرورت میں حلال کر دیا تھا اور اب لوگ وسعت کی طرف لوٹ گئے (یعنی مالدار ہو گئے) پھر میں مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ وہ اُس کی طرف لوٹا اور اس پر عمل کیا ہو۔ تو اب بھی جو شخص چاہے کسی عورت سے ایک مٹھی بھر سے نکاح کر لے اور تین طلاق سے جُدا ہو جائے اور میں نے ٹھیک کیا ہے۔ کہا اور لوگوں نے ذکر کیا کہ آپ نے لونڈی کو آزاد کر دیا اگر اس سے بچہ پیدا ہو بغیر اس کے آقا کے آزاد کئے۔ فرمایا کہ میں نے حرمت کو حرمت سے ملا دیا اور میں نے اس سے کوئی ارادہ نہیں کیا بجز خیر کے اور میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں۔ کہا اور لوگوں کو آپ سے شکایت ہے غصہ سے کام لینے اور لوگوں کو سختی سے جھڑکتے رہنے کی۔ کہا کہ اس پر انہوں نے دِرّہ کھینچ لیا اور اس پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے تسمہ تک لائے۔ کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی تھا غزوۂ قرقرۃ الکدر میں اور ایسا کیوں نہ ہو (میری مثال اونٹوں کے چرانے والے کی سی ہے) میں ان کو سبزی میں چراتا ہوں، ان کا پیٹ بھرتا ہوں اور ان کو پانی پلا کر چھکا دیتا ہوں اور میں بیشک مارتا ہوں ٹیڑھی رفتار کے لوگوں کو (جو اس اونٹ کی طرح ہوتے ہیں جو دائیں بائیں کو مڑتا ہے) اور جھڑکتا ہوں جلد بازوں کو اور اپنے اندازے پر ان کے پیچھے چلتا ہوں اور اپنے نشانوں پر ان کو ہنکاتا ہوں، اور لوگوں سے شریر کے شر کو روکتا ہوں (جو اس اونٹنی کی طرح ہوتے ہیں جو دودھ دوہنے والے کے کاٹنا چاہتی ہے) اور الگ چلنے والے کو جماعت سے ملاتا ہوں (جو قطار سے الگ ہو جانے والے اُونٹ کی طرح ہوتے ہیں) اور زیادہ جھڑکتا ہوں اور کم مارتا ہوں اور لاٹھی سے دھمکاتا ہوں اور ہاتھ سے ہٹاتا ہوں۔ اور اگر یہ نہ ہو تو میں معذور ہو جاؤں۔ ابوجعفر نے کہا کہ معاویہ جب ان باتوں کا تذکرہ کرتے تھے تو کہا کرتے تھے کہ عمر رضؓ واللہ اپنی رعیت کو خوب جاننے والے تھے۔ اُن سے حُذیفہ نے کہا کہ آپ ایسے شخص کو کام میں لگاتے (یعنی ترجیح دیتے) ہیں جو صاحب قوت ہو۔ اور بعضوں نے روایت کیا کہ مرد فاجر کو

ان تخیفکم واخشوشنوا وتمعددوا۔ وکتب الی خالد بن الولید انہ بلغنی انک دخلت حماماً بالشام وان من بہا من الاعاجم اعدوا لک دلوکاً عجن بخمر وانی اظنکم آل المغیرۃ ذرء النار۔ الدلوک ما تدلک بہ کالسحور والفطور ونحوہما و ذرء النار خلق النار۔ قال عام الرمادۃ لقد ہممت ان اجعل مع کل اہل بیت من المسلمین مثلہم فان الانسان لا یہلک علی نصف شبعہ فقال لہ رجل لو فعلت یا امیر المومنین ما کنت فیہا ابن ثاداء۔ قلت یرید ان الانسان اذا اقتصر علی نصف شبعہ لم یہلک جوعاً۔ ورأی جاریۃ متکمکۃ فسأل عنہا فقالوا امۃ آل فلان فضربہا بالدرۃ ضربات وقال یا لکعاء أتشبہین بالحرائر وسمع رجلاً یتعوذ من الفتن فقال عمر قل اللہم انی اعوذ بک من الضغاطۃ أتسأل ربک ان لا یرزقک مالاً و لا ولداً۔ قال اراد قول اللہ تعالیٰ انما اموالکم و اولادکم فتنۃ۔ و قال ما بال رجال لا یزال احدہم کاسراً وسادۃ عند امرأۃ مغزیۃ یتحدث الیہا و تحدث الیہ علیکم بالجنبۃ فانہا عفاف انما النساء لحم علی وضم الا ما ذب عنہ۔ قال ابن قتیبہ۔

تو فرمایا کہ میں اس کو کام میں لگاتا ہوں تاکہ اس کی قوت سے مدد لوں۔ پھر ان کے پیچھے میں خود بھی لگا رہتا ہوں۔ فرمایا کہ دشوار گذار مقامات کو حاصل کرنے کی طرف توجہ نہ کرو اور اپنے ٹھکانوں کی درستگی کرو اور گزندوں کو خائف کردو پہلے اس سے کہ وہ تمھیں خائف کردیں اور سخت (جفاکش) بنو اور چست رہو۔ اور خالد بن الولید کو لکھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ شام میں تم ایک حمام میں داخل ہوئے اور یہ کہ عجم کے جو لوگ اس میں تھے انہوں نے تمہارے لئے ایک خوشبودار اُبٹنا بنایا جو شراب سے گوندھا گیا۔ اور اے مغیرہ کے فرزندو میں گمان کرتا ہوں کہ تم آگ کی ذریت ہو۔ دَلوک وہ شے ہے جس کی بدن پر مالش کی جائے، جیسے سَحُور (بمعنے مایسحر بہ) اور فطور (بمعنے مایفطر بہ) اور اسی طرح دیگر الفاظ۔ اور ذرءُ النار یعنی خلق النار (یعنی ناری مخلوق) آپ نے عام الرماد میں فرمایا (ایک مشہور قحط کے سال کا نام) واللہ میرا رجحان یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے گھر والوں کے ساتھ اُتنے ہی (مبتلائے قحط) لوگوں کو شامل کردوں کیونکہ انسان آدھی خوراک کھانے سے ہلاک نہیں ہوتا۔ یہ سن کر ایک شخص نے اُن سے کہا کہ اے امیر المومنین اگر آپ ایسا حکم دیتے تو آپ کسی کنیز کے بیٹے ثابت نہ ہوتے (یعنی سب لوگ بخوشی تعمیل حکم کرتے) میں کہتا ہوں کہ آپ کی مراد یہ ہے کہ انسان اگر آدھی خوراک پر اکتفاء کرے تو بھوک سے نہ مرے گا۔ اور آپ نے ایک باندی کو منھ پر نقاب ڈالے ہوئے دیکھا تو لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ آلِ فلاں کی ایک جاریہ ہے۔ تو آپ نے اُس کے کئی دِرّے مارے اور فرمایا کہ اے بدذات تو آزاد عورتوں جیسی بنتی ہے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگ رہا تھا، تو عمرؓ نے فرمایا کہ یوں کہہ اللہم انی اعوذ بک الخ یعنی یا اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں تنگی سے" کیا تو اپنے رب سے یہ سوال کررہا ہے کہ وہ تجھ کو نہ مال دے اور نہ اولاد۔ (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد انما اموالکم و اولادکم فتنۃ کی طرف اشارہ کیا۔ اور آپ نے فرمایا کیا حال ہوگیا لوگوں کا کہ ان میں کا ایک شخص تکیہ لگائے ہوئے ایسی عورت کے پاس بیٹھا رہتا ہے جس کا شوہر جہاد میں گیا ہوا ہو۔

خطب عمرُ فقالَ اِنّ اَخوفَ ما اخافُ
عليكم ان يُؤخذ الرّجل المُسلم البَرئُ عندَ
اللّٰہ فيُدسَر كما يُدسَر الجزور يُشاطُ
لحمہ كما يُشاطُ لحمُ الجزور ويُقالُ عاصٍ
وليسَ بعاصٍ فقالَ علے كرّم اللّٰہُ وجہہ
وكيفَ ذاكَ ولمّا تشتدّ البليّۃُ وتظہر
الحميّۃ وتُسبىَ الذرّيّۃ وتدقّہم الفتنُ دقّ
الرّحاء ثفالہا - وفي حديثہ لا تنظروا
اِلے صلوۃ الرجل وصيامہ ولكن
من اذا حدّث صدقَ واذا ائتُمن اَدّى
واذا اشفےٰ ورع - وخطب النّاسَ فقالَ
ايّہا النّاس ليَنكح الرّجلُ منكم لُمتہ
من النساء ولتنكح المرأۃُ لُمتہا من الرجال
وفي حديثہ انہ استعملَ رجلاً علےٰ
اليمن فوفدَ عليہ وعليہ حُلّۃٌ مُشہرۃٌ
وہو مُرجّلٌ دہينٌ فقال اَہكذا بعثناك
ثم اَمرَ بالحلّۃ فنُزعت عنہ واُلبسَ
جُبّۃَ صُوفٍ ثم سَألَ عن ولايتہ فلم
يُذكرُ الا خيرًا فردّہٗ علے عملہ ثم
وفدَ اليہ بعدَ ذلك فاذا ہو
اشعثُ مُغبّرۃٌ عليہ اَطلاس فقال - و
لا كلّ ہذا اِنّ عاملنا ليسَ بالشعث
ولا العافي كلُوا واشربُوا وادّہنُوا انكم
لتعلمونَ الذي اكرہُ منْ امركم - وقال
تعلّموا السنّۃ والفرائضَ واللحنَ

وہ عورت سے باتیں کرے اور عورت اُس سے۔ تم کو پردے کا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ پاک دامنی ہے۔ عورتیں (ضعف کی وجہ سے) مثل اس پارۂ گوشت کے ہیں جو تختہ پر رکھا ہو (کہ جو خریدار چاہے اُس کو لے لے) مگر وہ جو تختہ سے ہٹایا جا چکا ہو (اب وہ تختہ پر رکھے ہوئے گوشت کے مانند نہیں رہا) ابن قتیبہ نے بیان کیا کہ عمر نے ایک خطبہ دیا۔ فرمایا کہ تمھاری نسبت جس بات کا مجھے سب سے زیادہ اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک مسلمان آدمی جو اللہ کے نزدیک بے گناہ ہو وہ اس طرح (قتل کے لئے) دھکیلا جائے جس طرح قربانی کا جانور ذبح یا نحر کے لئے دھکیلا جاتا ہے، اس کے گوشت کے ٹکڑے کئے جائیں جس طرح قربانی کے جانور کے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں اور کہا جائے کہ یہ عاصی (بدکردار) ہے حالانکہ وہ عاصی نہیں ہے تو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا اور یہ کیونکر ہوگا؟ (اس کا وقوع اس وقت ہوگا) جب کہ مصیبت سخت ہو جائے گی اور حمیّتِ جاہلیت ظاہر ہوگی اور بچے بھی قید کئے جائیں گے اور اُن کو فتنے اس طرح پیس ڈالیں گے جس طرح چکی اپنے غلّے کو پیس دیتی ہے۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ کسی شخص کی نماز اور روزوں کو نہ دیکھو لیکن اُس کو (اچھا سمجھو) کہ جب بات کرے تو سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو ادا کر دے اور جب (گناہ کے) کنارے پر آ جائے تو بچ نکلے۔ اور آپ نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اے لوگو! تم میں مردوں کو اُس عورت سے نکاح کرنا چاہیئے جس سے اُنس ہو اور عورتوں کو ایسے مرد سے نکاح کرنا چاہیئے جس سے اُنس ہو۔ اور اُن کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو یمن پر عامل بنایا۔ پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اس کے بدن پر ایک بڑھیا جوڑا تھا اور کنگھی کئے ہوئے، بالوں کو تیل لگائے ہوئے تھا تو عمرؓ نے دیکھ کر کہا کیا ہم نے تجھے ایسا ہی بھیجا تھا۔ پھر جوڑے کے بارے میں حکم دیا گیا تو وہ اس سے اُتارا گیا اور صوف کا جبّہ اُس کو پہنایا گیا۔ پھر اُس کی ولایت کے متعلق سوال کیا تو جو کچھ اُس نے ذکر کیا وہ خوب تھا۔ تو اس کو اُس کے عہدے پر واپس کر دیا اس کے بعد پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اُس کے بال بکھرے ہوئے غبار آلود، بدن پر پرانے میلے کپڑے۔ تو آپ نے فرمایا

کما تتعلمون القرآن و مرّ علی راع
فقال یا راعی علیک الظلف لا ترمض
فانک راع وکل راع مسئول۔ وفی
حدیثہ اِنَّ مِنَ الناس من یقاتل
ریاءً وسمعۃً ومنہم من یقاتل وہو
ینوی الدنیا ومنہم من الجمہ القتال
فلم یجد بدًا ومنہم من یقاتل صابرًا محتسبًا
اولئک ہم الشہداء۔ وفی حدیثہ انہ
ارسل الی ابی عبیدۃ رسولاً فقال لہ
حین رجع کیف رأیت ابا عبیدۃ
قال رأیت بللاً من عیش یقصر
من فوقہ ثم ارسل الیہ وقال للرسول
حین قدم کیف رأیتہ قال حفوفًا
قال رحم اللّٰہ ابا عبیدۃ بسطنا لہ
فبسط وقبضنا لہ فقبض۔ وفی حدیثہ
انہ رُئی فی المنام فسئل عن حالہ فقال
کاد ثلّ عرشی لولا انی صادفت ربی
رحیمًا۔ وفی حدیثہ انہ قال لابی مریم
الحنفی لانا اشد بغضًا لک من
الارض للدم قالوا کان عمر علیہ حفیظًا
لانہ کان قاتل زید بن الخطاب اخیہ فقال
أینقصنی ذلک من حقی شیئًا قال
لا قال فلا ضیر۔ وفی حدیثہ ان اللبن
یُشبّہ علیہ قال معناہ ان الطفل
ربما نزع بہ الشبہ الی الظئر من

اور نہ یہ سب ٹھیک ہے۔ ہمارا عامل نہ پراگندہ بال ہو اور نہ بدگوشت۔ کھاؤ اور پیو اور تیل ملو۔ تم یقیناً اس بات کو جانتے ہو جسے میں تمہارے لئے ناپسند کرتا ہوں۔ اور فرمایا کہ سُنّت کو سیکھو (یعنی علم حدیث کو) اور فرائض کو اور لغت کو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ اور آپ کا گذر ایک چرواہے پر ہوا تو فرمایا کہ اے چرواہے تجھے سخت زمین کو اختیار کرنا چاہیے ریگستانی زمین میں نہ چراؤ (کہ ریت کی گرمی سے پاؤں جلنے لگیں) تو ایک راعی ہے اور ہر راعی سے باز پرس ہو گی۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جو دکھاوے اور لوگوں کو سُنانے کے لئے قتال کرتے ہیں اور اُن میں سے بعض ایسے ہیں جو قتال کرتے ہیں اور وہ دنیا کی نیت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ قتال اُن کے گلے پڑ گیا کہ وہ اس پر مجبور ہو گئے اور بعض وہ ہیں جو قتال کرتے ہیں اس حال میں کہ صابر ہوتے ہیں طالب ثواب ہوتے ہیں۔ یہی لوگ شہداء ہیں۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ عمرؓ نے ابو عبیدہؓ کے پاس ایک قاصد بھیجا۔ جب وہ واپس ہوا تو اس سے پوچھا کہ ابو عبیدہ کو کیسا دیکھا۔ اُس نے کہا کہ میں نے خوب تری اور تازگی دیکھی جو بارش کے آخر تک رہتی ہے۔ پھر اُن کے پاس قاصد کو بھیجا اور جب وہ واپس آیا تو قاصد سے سوال کیا کہ کیسا دیکھا ابو عبیدہ کو۔ قاصد نے کہا کہ بہت تنگ دست۔ فرمایا کہ اللہ ابو عبیدہ پر رحم کرے۔ جب ہم اس پر فراخی کرتے ہیں فراخ دست ہو جاتا ہے اور جب ہم ہاتھ روکتے ہیں تنگدست ہو جاتا ہے۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ اُن کو خواب میں دیکھا گیا اور حال پوچھا گیا تو فرمایا کہ میرا تخت منہدم ہونے کے قریب تھا اگر میں اپنے رب کو رحیم نہ پاتا۔ اور اُن کی ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے بنو حنیفہ کے ابو مریم سے کہا کہ میں تجھ سے اس سے بھی زیادہ بغض رکھتا ہوں جسقدر زمین خون سے رکھتی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ عمر اس سے سخت کبیدہ اس لئے تھے کہ وہ اُن کے بھائی زید بن الخطاب کا قاتل تھا۔ تو اُس نے کہا کہ کیا یہ بغض میرے حق میں کچھ نقصان کرے گا؟ تو فرمایا کہ نہیں۔ اُس نے کہا کہ پھر کچھ حرج نہیں۔ اور اُن کی ایک حدیث میں یہ ارشاد ہے کہ دودھ مُشتبہ علیہ ہوتا ہے۔ کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ لڑکا

أجل لبنها فلا تسترضعوا الا من ترضون
اخلاقها وفي حديثه أغزوا والغزو
حلو خضر قبل ان يكون ثماما ثم يكون
رماما ثم يكون حطاما۔ وفي حديثه
عجبت لتاجر هجر و راكب البحر
وفي حديثه ان نائلا مولى عثمان قال
سافرت مع مولاي وعمر في حج
او عمرة فكان عمر و عثمان وابن عمر
لفا وكنت انا وابن الزبير في شببة
معنا لفا وكنا نتمازح ونترامى بالحنظل
فما يزيدنا عمر على ان يقول لنا كذاك
لاتذعروا علينا فقلنا لرباح بن المغترف
لو نصبت لنا نصب العرب فقال
مع عمر فقلنا افعل فان نهاك فانته
فلم يقل له عمر شيئا حتى اذا كان
في وجه السحر ناداه يا رباح ايها اكفف
فانها ساعة ذكر۔ وفي حديثه انه كتب
في الصدقة الى بعض عماله كتابا فيه
ولا تحبس الناس اولهم على آخرهم
فان الرجن للماشية عليها شديد
ولها مهلك واذا وقف الرجل عليك
غنمه فلا تعتم من غنمه ولا تأخذ
من ادناها وخذ الصدقة من اوسطها
واذا وجب على الرجل سن لم تجدها
في ابله لا تأخذ الا تلك السن من

بسا اوقات دودھ پلانے والی کی شباہت کو اس کے دودھ کے ذریعہ سے کھینچ لیتا ہے اس لئے مرضعہ نہ بناؤ مگر ایسی عورت کو جس کے اخلاق سے تم مطمئن ہو چکو۔ اور ان کی ایک حدیث میں ہے "جنگ کرو، جنگ خوشگوار سرسبز ہوتی ہے قبل اس کے کہ اس کا بیج ایک نرم و نازک گھاس کی طرح سر ابھارے پھر وہ پودا سخت ہو جاتا ہے اور پھر (آخر میں) سوکھ کر شکستہ ہو جاتا ہے"۔ ان کی ایک حدیث میں ہے فرمایا کہ مجھے تعجب ہوتا ہے تاجر ہجر[۵۱] اور راکب بحر پر۔ ایک حدیث میں ہے کہ عثمان رضی کے آزاد کردہ نائل نے بیان کیا کہ میں نے اپنے آقا (عثمانؓ) اور عمرؓ کے ساتھ حج کے سلسلہ میں سفر کیا۔ تو عمر اور عثمان اور ابن عمر تو ایک فریق بن گئے اور میں اور ابن زبیر اور چند نوجوان ساتھی دوسرا فریق بن گئے، پھر ہم ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کرتے تھے اور حنظل پھینک پھینک کر مارتے تھے۔ تو عمرؓ نے اس سے زیادہ نہیں کیا کہ ہم سے کہنے لگے کہ بس بس ہمارے اونٹ بدکنے لگیں گے۔ پھر ہم نے رباح بن المغترف سے کہا کہ اچھا ہوتا اگر تو ہمارے لئے عرب کی حُدی شروع کر دیتا تو اس نے کہا کہ عمر کی موجودگی میں؟ تو ہم نے کہا کہ تو شروع کر دے، اگر انہوں نے تجھے منع کیا تو رک جانا۔ تو وہ (گاتا رہا) اور عمر نے اس کو کچھ نہ کہا، یہاں تک کہ جب صبح ہونے کو آئی تو اس وقت اس کو پکار کر کہا او رباح! بس اب بند کر کیونکہ یہ وقت یادِ الٰہی کا ہے۔ اور ان کی ایک حدیث میں ہے کہ عمرؓ نے اپنے بعض عاملوں کو وصولِ صدقہ کے بارے میں خط لکھا جس میں تھا کہ لوگوں کو روکے نہ رکھنا کہ جو پہلے (سے آیا ہوا) ہے وہ اس کے ہمراہ رہے جو آخر میں آیا تھا اس وجہ سے کہ روک رکھنا جانوروں کا ان پر سخت اور مہلک ہوتا ہے (چرنے پھرنے میں وہ خوش رہتے ہیں) اور جب کوئی شخص تمہارے سامنے اپنی بکریاں کھڑی کرے تو عمدہ بکریوں میں سے نہ لو اور نہ ادنیٰ میں سے، صدقہ درمیانی مرتبہ میں سے لو اور جب کسی شخص پر ایسا اونٹ واجب ہو جو تم اس کے اونٹوں میں نہیں پاتے تو ان میں جو اس کے قریب تر ہو وہ لے لو یا اس کی مناسب قیمت لے لو اور خیال رکھو کہ دودھ دینے والے جانور اور گابھن اونٹنی دیکھو تو اس سے منہ پھیر لو کہ وہ اس کے کنبہ کی پشت پناہ ہیں۔ اور ایک حدیث میں

[۵۱] ہجر بحرین کی طرف ایک علاقہ ہے جہاں وبا بہت پھیلتی تھی ... ہوتا ہے، حضرت عمر اس سے گھبراتے تھے۔

شروی ابلہ او قیمتہ عدل وانظر
ذوات الدر والماخض فتنکب عنہا
فانہا ثمال حاضرتہم۔ وفی حدیثہ
یلتقط النوی من الطریق والنکث
فاذا مر بدار قوم القاہا فیہا وقال لیأکل
ہذا داجنتکم وانتفعوا بما فیہ۔ وفی
حدیثہ ثلاث من الفواقر جار مقامۃ
ان رأی حسنۃ دفنہا وان رأی سیئۃ اذاعہا
وامرأۃ ان دخلت علیہا لسنتک و
ان غبت عنہا لم تأمنہا وامام ان احسنت
لم یرض عنک وان اسأت قتلک۔ و
فی حدیثہ من حظ المرء نفاق ایمہ
وموضع خفہ۔ وفی حدیثہ ان العباس
ابن عبد المطلب سألہ عن الشعراء فقال
امرؤ القیس سابقہم خسف لہم عین الشعر
فافتقر عن معان عور اصح بصر۔ البغوی عن
ابی عثمان النہدی یقول اتانا کتاب عمر
بن الخطاب ونحن باذربیجان مع عتبۃ
بن فرقد اما بعد فاتزروا وارتدوا
وانتعلوا والقوا الخفاف والقوا السراویلات
وعلیکم بلباس ابیکم اسماعیل وایاکم و
التنعم وزی العجم وعلیکم بالشمس فانہا
حمام العرب وتمعددوا واخشوشنوا
واخشوشبوا واخلولقوا واعطوا الرکب
اسنتہا وانزوا نزوا وارموا

ہے کہ عمرؓ کھجور کی گٹھلیوں اور بالوں سے بٹے ہوئے رسی کے ٹکڑوں کو
راستہ سے اٹھاتے رہتے، پھر جب کسی غریب قوم کے گھر سے گذرتے
تو اس میں ڈال دیتے کہ یہ تمھارے گھرے ہوئے جانور کھالیں گے اور بچے
ہوئے (رسی کے) ٹکڑوں کو بھی کام میں لے آؤ۔ اور اُن کی ایک
حدیث میں ہے کہ تین چیزیں بڑی مصیبت ہیں ایسا پڑوسی کہ اگر
اچھی بات دیکھے تو اس کو چھپائے اور بُری بات دیکھے تو اس کو لوگوں
میں مشہور کرے۔ اور ایسی عورت کہ اگر تم اس کے پاس جاؤ تو بدزبانی
سے وہ تمھیں عاجز کردے اور اگر تم اس سے الگ رہو تو تم
اس پر مطمئن نہ رہو، اور ایسا حاکم کہ اگر تم عمدہ کام کرو
تو تم سے خوش نہ ہو اور اگر بُرا کام کرو تو تمھیں قتل کر ڈالے۔
اور ان کی ایک حدیث میں ہے کہ آدمی کی ایک خوش نصیبی یہ
بھی ہے کہ اس کی عزیز بے شوہر عورتوں کو لوگ بکثرت پیغام نکاح
دیں اور اس کے قدم رکھنے کی جگہ (یعنی اچھی بیوی) ہو اور اُن کی
ایک حدیث میں ہے کہ عباس بن عبد المطلب نے عمرؓ سے شعراء
کے بارے میں سوال کیا تو کہا کہ امرؤ القیس ان سب سے آگے نکل گیا،
اُسی نے شاعروں کے لئے شعر کا چشمہ کھودا اُسی نے باریک اور دقیق
مضامین و معانی کو کھولا۔ بغوی ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے
ہیں کہ ہمارے پاس عمر بن الخطاب کا خط پہنچا جب کہ ہم آذربیجان
میں عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے اما بعد لنگی باندھو اور چادر
اوڑھو اور جوتے پہنو اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف
رکھو اور اپنے باپ اسماعیلؑ کے لباس کی پابندی رکھو اور عیش پرستی
اور عجم کے حلیہ سے بچو۔ اور تم پر لازم ہے دھوپ کیونکہ وہ عرب کا
حمام ہے اور جفاکش رہو، اور موٹے کپڑے پہنو اور سخت بنو اور
مجتمع رہو اور سواری کے جانوروں کو خوب گھاس دانہ دو، اور
اُچھل کر سوار ہوا کرو اور نشانوں پر تیر اندازی کیا کرو۔ اور ایک

الاعراض وفی روایۃ وانزوا علی ظہور الخیل نزوا واستقبلوا بوجوہکم الشمس فانہا حمامات العرب قولہ تمعددوا قیل ہو من الغلظ یقال للغلام اذا شبّ وغلظ وقیل معناہ تشبّہوا بعیش معدّ وکانوا اہل غلظ وتقشف یقول کونوا مثلہم ودعوا التنعم وزیّ العجم واخشوشنوا اراد الخشونۃ فی الملبس والمطعم وقولہ واخشوشبوا بالباء فہو من الصلابۃ یقال اخشوشب الرجل اذا کان صلبا ویروی بالجیم من الجشب وہی الخشونۃ فی المطعم - ابوعمر فی قولہ تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس من سرّہ ان یکون من تلک الامم فلیؤد شرط اللہ فیہا - ابوعمر انما ننتسب الی معدّ وما بعد معدّ لا ندری ما ہو - ابوعمر حمل عمر بن الخطاب اسید بن حضیر من بنی عبد الاشہل حتی وضعہ بالبقیع وصلّی علیہ واوصیٰ الی عمر فنظر عمر فی وصیتہ فوجد علیہ اربعۃ آلاف دینار فباع نخلہ اربع سنین باربعۃ آلاف دینار وقضیٰ دینہ - ابوعمر کان لامیۃ بن الاسکر الجندعی ابنان ففرّا منہ فبکاہما باشعار لہ وکان شاعرا شریفا فی قومہ فردّہما عمر بن الخطاب

روایت میں یہ ہے کہ گھوڑوں کی پشت پر اُچھل کر بیٹھا کرو۔ اور اپنے چہرے سورج کی طرف رکھا کرو کیونکہ دھوپ عرب کا حمام ہوتی ہے اس قول میں تَمَعْدَدُوْا ہے، کہا گیا ہے کہ اس سے مراد طاقتور ہونا ہے۔ لڑکے کے حق میں جب وہ جوان اور قوی ہو جائے تو تمعدد بولتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ معد بن عدنان کی طرح زندگی گذارو۔ اور یہ لوگ طاقت اور قناعت والے تھے۔ فرماتے ہیں کہ ان جیسے بن جاؤ اور عیش پرستی اور عجم کا لباس چھوڑو۔ اور اخشوشنوا سے لباس اور کھانے میں خشونت (موٹا کھردرا ہونا) مراد ہے۔ اور اِخْشَوْشِبُوْا باء کے ساتھ مراد صلابت ہے۔ کہا جاتا ہے اِخْشَوْشَبَ الرَّجُل جب کہ صلب (سخت) ہو جائے۔ اور جیم کے ساتھ بھی روایت کیا جاتا ہے جشب سے جس کے معنے کھانے میں خشونت کے ہیں۔ ابوعمر، ارشادِ حق تعالیٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کے بارے میں (عمر کا قول ہے کہ) جس کو پسند ہو کہ وہ اس امت میں سے ہو اُس کو چاہئے کہ اس میں جو اللہ کی شرط ہے (یعنی امر بالمعروف و نہی عن المنکر) اس کو پورا کرے۔ ابوعمر، عمرؓ نے فرمایا کہ ہم معدّ کی طرف منسوب ہیں اور معدّ کے بعد کو ہم بُعدِ زمانہ کی وجہ سے نہیں جانتے۔ ابوعمر، عمرؓ نے اُسید بن حُضیر (کے جنازے) کو بنی عبد الاشہل میں سے اٹھایا اور بقیع میں لا کر رکھا اور اُن پر نماز پڑھی۔ انہوں نے عمرؓ کو ایک وصیت لکھی تھی۔ پھر انہوں نے اُن کی وصیت کو دیکھا تو اس میں اُن پر چار ہزار قرض ثابت ہوا۔ تو انہوں نے اُن کے باغ کی کھجوروں کو چار سال فروخت کیا چار ہزار میں اور اُن کا قرض ادا کر دیا۔ ابوعمر، اُمیہ بن الاسکر الجندعی کے دو بیٹے تھے دونوں اُس کے پاس سے بھاگ گئے۔ تو اُس نے اپنے اشعار میں ان پر گریہ وزاری کی۔ وہ شاعر تھا اور اپنی قوم میں سردار تھا، تو عمرؓ بن الخطاب نے دونوں کو اُس کے پاس لوٹایا اور

وَحَلَفَ عَلَيْهَا اَنْ لَا يُفَارِقَهُ اَبَدًا حَتّٰی يَمُوتَ۔ ابو عمر قال الشاعر فی جریر بن عبد اللّٰہ البجلی ؎ لَوْلَا جَرِيْرٌ هَلَكَتْ بَجِيْلَه ؏ نِعْمَ الْفَتٰی وَ بِئْسَتِ الْقَبِيْلَه ؏ فقال عمر مَا مُدِحَ مَنْ هُجِيَ قَوْمُهٗ۔ وکان عمر یقول جریر ابن عبد اللّٰہ یوسف هٰذه الامة۔ ابو عمر قدم جریر علی عمر من عند سعد بن ابی وقاص فقال کیف ترکت سعدًا فی ولایته فقال ترکته اکرم الناس مقدرةً واحسنهم معذرةً هو لهم کالام البرة یجمع لهم کما یجمع الذرة مع انه میمون الاثر مرزوق الظفر اشد الناس عند البأس و احب قریش الی الناس قال فاخبرنی عن حال الناس قال هم کسهام الجعبة منهم القائم الرائش ومنهم العصل الطائش وابن ابی وقاص یثقفها یغمز عصلها ویقیم میلها واللّٰہ اعلم بالسرائر یا عمر قال فاخبرنی عن اسلامهم قال یقیمون الصلوٰة لاوقاتها ویؤتون الطاعة ولاتها فقال عمر الحمد للّٰہ اذا کانت الصلوٰة اوتیت الزکوٰة واذا کانت الطاعة کانت الجماعة۔ ابو عمر مرّ عمر بحسان وهو ینشد الشعر فی مسجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم فقال اتنشد الشعر

ان سے اس بات پر حلف لیا کہ جب تک وہ زندہ ہے کبھی اس سے جُدا نہ ہونگے۔ ابو عمرؒ ایک شاعر نے جریر بن عبد اللہ بجلی کی مدح میں یہ شعر کہا ؎ لولا جریرٌ الخ (ترجمہ) اگر جریر نہ ہوتا تو بجیلہ ہلاک ہوجاتے۔ بہت اچھا جوان ہے اور بہت بُرا قبیلہ" تو عمر رض نے کہا جس نے اُس کی قوم کی ہجو کہی اُس کی مدح نہیں کی اور عمر فرمایا کرتے تھے کہ جریر بن عبد اللہ اس اُمت کا یوسف ہے۔ ابو عمرؒ، جریر حضرت عمر رض کے پاس سعد بن ابی وقاص کے پاس سے آئے تو آپ نے اُن سے پوچھا تم نے سعد بن ابی وقاص کو اس کی ولایت میں کیسا چھوڑا۔ تو انہوں نے کہا کہ میں نے اس کو اس حال میں چھوڑا کہ سب سے زیادہ کریم ہوتا ہے قدرت پالینے پر اور سب سے زیادہ اچھا ہے معذرت قبول کرنے میں۔ وہ مسلمانوں کے حق میں تربیت کرنے والی ماں کی طرح ہے، اس کے ساتھ مبارک قدم ہے اُس کو فتح بخشی گئی ہے، جنگ کے وقت سب سے زیادہ سخت ہے اور قریش میں سب سے زیادہ ہر دل عزیز ہے۔ عمر رض نے فرمایا کہ اب عام لوگوں کا حال بتائیے۔ جریر نے کہا کہ وہ سب ایک ترکش کے تیروں کی مانند ہیں۔ ان میں بعض بالکل سیدھے، صحیح نشانہ پر پہنچنے والے پر دار ہیں، اور بعض خمیدہ نشانے سے چوکنے والے ہیں اور ابن ابی وقاص ان سب کو جمع کرتے ہیں اور اُن کی کجی کو دُور کرتے اور بالکل سیدھا کر دیتے ہیں۔ اور اے عمر چھپے ہوئے احوال اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے، فرمایا کہ اچھا اب لوگوں کے اسلام کا حال بیان کیجئے۔ جریر نے کہا کہ سب لوگ نمازیں اُن کے اوقات میں پڑھتے ہیں اپنے حکام کی اطاعت کرتے ہیں، تو عمر رض نے کہا الحمد للہ، جب نماز ادا ہوتی رہے گی، زکوٰۃ دی جاتی رہے گی اور جب اطاعت بھی موجود ہوگی تو جماعت قائم رہے گی۔ ابو عمرؒ، عمر رض کا گذر حسان بن ثابت پر ہوا جب کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اشعار پڑھ

في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال له حسان قد كنت أنشد فيه
وفيه من هو خير منك - ابو عمر
حاطب بن ابي بلتعة نحر رقيقه ناقة
رجل من مزينة فقال عمر أراك
تجيعهم وأضعف عليه القيمة على جهة
الأدب والردع - ابو عمر قص حابس
بن سعد الطائي رؤياه على عمر فرأى
كأن الشمس والقمر يقتتلان ومع
كل واحدة منهما كواكب فقال عمر
مع أيهما كنت قال مع القمر قال
لا تلي لي عملا ابدا إذ كنت مع الآية
الممحوة فقتل وهو مع معاوية بصفين.
ابو عمر الحر بن قيس قدم عليه عمه
فقال للحر الا تدخلني على هذا الرجل
يعني عمر فقال اني اخاف ان تتكلم
بكلام لا ينبغي فقال لا افعل فادخله
على عمر فقال يا ابن الخطاب والله
لا تقسم بالعدل ولا تعطي الجزل
فغضب عمر غضبا شديدا حتى هم
ان يوقع به فقال الحر يا امير المؤمنين
ان الله تعالى يقول في كتابه خذ العفو
وأمر بالمعروف وأعرض عن الجاهلين
وان هذا من الجاهلين قال فخلى
سبيله عمر وكان وقافا عند كتاب الله

رہے تھے تو فرمایا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں اشعار پڑھ رہے ہو۔ تو ان سے حسان نے کہا کہ میں اس میں شعر پڑھ چکا ہوں جب کہ یہاں وہ موجود تھا جو تم سے افضل تھا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ابو عمر، حاطب بن ابی بلتعہ کے غلام نے مزینہ کے ایک شخص کا اونٹ ذبح کر لیا۔ تو عمر رض نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تو اُن کو دکھ پہنچا رہا ہے اور انہوں نے حاطب پر دوگنی قیمت قائم کی (بناء بر تادیب و تنبیہ۔ ابو عمر، حابس بن سعد الطائی نے اپنا خواب حضرت عمر رض سے بیان کیا۔ اُس نے یہ دیکھا تھا کہ گویا سورج اور چاند آپس میں لڑ رہے ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک کے ساتھ ستارے ہیں۔ تو عمر رض نے سوال کیا کہ تو دونوں میں سے کس کے ساتھ تھا۔ کہا کہ چاند کے ساتھ۔ فرمایا کہ اب تو میرا عامل کبھی نہیں بنے گا، کیونکہ تو مٹائی ہوئی (عہ) نشانی کے ساتھ تھا۔ یہ شخص جنگ صفین میں قتل ہوا معاویہ کے ساتھیوں میں سے تھا۔ ابو عمر، حر بن قیس کے پاس اُس کا چچا آیا۔ اُس نے حُر سے کہا کہ تو مجھے اُس شخص یعنی عمر سے نہیں ملائے گا۔ تو حُر نے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تو اُن کے سامنے نامناسب کلام کرے گا۔ تو اُس نے کہا کہ میں ایسا نہ کروں گا۔ تو وہ اس کو حضرت عمر کے پاس لے گیا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے کہا کہ اے ابن الخطاب واللہ تو عدل کے ساتھ تقسیم نہیں کرتا اور نہ مال کثیر دیتا ہے تو عمر رض کو اسقدر سخت غصہ آیا کہ انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اس پر حملہ کر دیں۔ تو حُر نے کہا کہ اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے خُذِ الْعَفْوَ الخ (۱۹۹/۷) "عفو اختیار کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے" اور یہ جاہلوں میں سے ہے، کہا (راوی نے) کہ آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور عمر کتاب اللہ کے سامنے بہت جھکنے والے تھے۔ ابو عمر، عمرو بن العاص نے حضرت عمر رض کو خط لکھا جس میں انہوں نے تین ہزار سواروں کی امداد مانگی تھی، تو عمر رض نے

عہ چاند کو آیت ممحوہ یعنی مٹی ہوئی نشانی اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعلنا اللیل والنہار آیتین فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار مبصرۃ الخ اور قمر آیات لیل۔

عزوجل۔ ابوعمر کتب عمرو بن العاص الی عمر یستمدہ بثلاثۃ آلاف فارس فامدہ بخارجۃ بن حذافۃ والزبیر بن العوام والمقداد بن الاسود۔ ابوعمر سأل عمر خبابًا عما لقی من المشرکین فقال یاامیر المومنین انظر الی ظہری فنظر فقال مارأیت کالیوم فقال خباب لقد اُوقدت لی نارٌ وسُحِبتُ فیہا فما اطفاہا الا ودکُ ظہری۔ ابوعمر قال خوات بن جبیر خرجنا مع عمر بن الخطاب فسرنا فی رکب فیہم ابوعبیدۃ بن الجراح وعبدالرحمٰن بن عوف فقال القوم غنّنا من شعر ضرار فقال عمر دعوا اباعبداللہ فلیغنّ من بنیّات فؤادہ یعنی من شعرہ قال فما زلت اُغنّیہم حتی کان السحر فقال عمر ارفع عنا لسانک فقد اسحرنا۔ ابوعمر استشہد زید بن الخطاب یوم الیمامۃ فحزن علیہ عمر حزنًا شدیدًا قال عمر ماہبّت الصبا الا وانا اجد منہا ریح زید وقال متمم بن نویرۃ لعمر لو انّ اخی ذہب علی ماذہب علیہ اخوک ماحزنت علیہ فقال عمر ما عزّانی احد باحسن مما عزّیتنی بہ وقال عمر لما نُعی علیہ اخوہ زید رحم اللہ اخی سبقنی الی الحسنیین اسلم

خارجہ بن حذافہ اور زبیر بن العوام اور مقداد بن الاسود کو بھیج دیا۔ عہ ابوعمر، عمر رضی اللہ عنہ نے خباب سے اُن مصائب کا حال پوچھا جو مشرکین کی طرف سے اُن کو پہنچے تھے تو انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین میری کمر دیکھ لیجئے۔ تو آپ نے دیکھی اور فرمایا کہ میں نے آج سے پہلے ایسا نہیں دیکھا۔ تو خباب نے کہا کہ میرے لئے آگ دہکائی گئی اور مجھے اُس پر لٹایا گیا اور آگ کو میری پیٹھ کی چربی کے سوا کسی چیز نے نہیں بجھایا۔ ابوعمر، خوات بن جبیر نے بیان کیا کہ ہم عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ سفر کے لئے نکلے اور ایسے قافلہ میں روانہ ہوئے جن میں ابوعبیدہ بن الجراح اور عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ہمیں ضرار کے اشعار گاکر سُنا تو عمر رضؓ نے کہا کہ ابوعبداللہ کو چھوڑ دو (یعنی ضرار کے اشعار کی پابندی سے) اس کو چاہیئے کہ اپنے دل کے خیالات یعنی اپنے اشعار گائے۔ کہا کہ پھر میں برابر لوگوں کے سامنے گاتا رہا یہاں تک کہ سحر ہوگئی تو عمر رضؓ نے کہا کہ بس اب اپنی زبان بند کر صبح ہوگئی ہے۔ ابوعمر جنگِ یمامہ میں زید بن الخطاب شہید ہوگئے اور اس پر عمر رضؓ کو شدید غم ہوا۔ آپ نے کہا جب صبا چلتی ہے تو میں زید کی خوشبو سونگھتا ہوں اس پر متمم بن نویرہ نے عمر رضؓ سے کہا کہ اگر میرے بھائی پر یہ حادثہ گذرتا جو تمہارے بھائی پر گذرا ہے تو میں اس پر غمگین نہ ہوتا۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ کسی نے مجھ سے اس سے اچھی تعزیت نہیں کی جیسی تم نے کی ہے۔ اور عمر رضؓ نے جب کہ ان کے بھائی زید کی موت کی خبر پہنچی کہا کہ اللہ تعالےٰ میرے بھائی پر رحمت کرے وہ مجھ سے سبقت لے گیا دو نیکیوں کے ذریعہ سے، مجھ سے پہلے اسلام لایا اور مجھ سے پہلے شہید ہوگیا۔ ابوعمر، ایک شاعر نے زبرقان کی ہجو اس شعر سے کی ؎ دَعِ المکارِمَ الخ (ترجمہ) بڑائیوں (کے حصول کا خیال) چھوڑ

عہ مطلب یہ ہے کہ ان میں سے ہر فرد ایک ہزار سوار کے برابر تھا اور عمرو ان کا حال بخوبی جانتے تھے ۱۲ اشتیاق احمد

قبلي واستشهد قبلي. ابو عمر هجا شاعر
الزبرقان بقوله ؎ دع المكارم لا ترحل
لبغيتها ÷ واقعد فانك انت الطاعم
الكاسي ÷ فشكاه الزبرقان الى عمر
فسأل عمر حسان بن ثابت عن قول هذا
فقضى انه هجوله وضعة منه فالقاه عمر
في المطمورة حتى شفع له عبد الرحمن
بن عوف والزبير فاطلقه بعد ان اخذ
عليه العهد واوعده ان لا يعود لهجاء
احد ابدا. ابو عمر قال عمر يوما للبيد
ابن ربيعة يا ابا عقيل انشدني شيئا
من شعرك فقال ما كنت لاقول شعرا
بعد ان علمني الله البقرة وآل
عمران فزاده عمر في عطائه خمس مائة
وكان الفين. ابو عمر قال مالك بلغني انه
ورد على رسول الله صلى الله عليه وسلم
كتاب فقال من يجيب عني فقال عبد الله
ابن الارقم انا فاجاب عنه واتى به اليه
فاعجبه وانفذه وكان عمر حاضرا فاعجبه
ذلك من عبد الله بن الارقم فلم يزل له
ذلك في نفسه يقول اصاب ما اراده
رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما ولي
عمر استعمله على بيت المال وكان عمر
يقول ما رأيت احدا اخشى لله من
عبد الله بن الارقم. وقال عمر له لو كان

اُن کی جستجو میں سفر نہ کر۔ اور بیٹھا رہ کیونکہ درحقیقت تو تو صرف کھانے والا اور پہننے والا ہے"۔ اس کی شکایت زبرقان نے عمرؓ سے کی، تو عمرؓ نے حسان بن ثابت سے اس قول کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ درحقیقت یہ اس کی ہجو اور آبروریزی ہے۔ تو عمرؓ نے اس کو تہ خانہ میں بند کر دیا۔ یہاں تک کہ اس کی سفارش عبد الرحمن بن عوف اور زبیرؓ نے کی تو آپ نے اس کو دھمکانے اور یہ عہد لینے کے بعد کہ وہ آئندہ کبھی کسی کی ہجو نہ کہے گا، رہا کر دیا۔ ابو عمر، عمرؓ نے ایک دن لبید بن ربیعہ سے کہا کہ اے ابو عقیل اپنے اشعار میں سے کوئی خاص چیز ہمیں سناؤ۔ تو لبید نے کہا کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے سورۂ بقرہ اور آل عمران سکھا دی ہیں میں شعر کہنے کے حال میں نہیں رہا۔ تو عمرؓ نے لبید کے وظیفہ میں پانچسو کا اضافہ کر دیا، پہلے وہ دو ہزار تھا۔ ابو عمر، مالک نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط آیا آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کا جواب کون دے گا؟ تو عبد اللہ بن الارقم نے کہا کہ میں پھر انہوں نے آپ کی طرف سے جواب لکھا اور آپ کے پاس لے کر آئے تو آپ نے اس کو پسند کیا اور اس کو روانہ کر دیا۔ اس وقت عمر موجود تھے تو اُن کو عبد اللہ بن ارقم کی یہ بات بہت پسند آئی تھی۔ تو یہ بات برابر اُن کے دل میں موجود رہی اور یہ خیال کرتے رہے کہ جو ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا عبد اللہ بن ارقم اس پر پہنچ گئے۔ پھر جب عمر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اُن کو بیت المال پر عامل بنایا۔ اور عمر کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی کو زید بن ارقم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا۔ اور عمرؓ نے اُن سے کہا کہ اگر تم کو قوم

لک مثل سابقۃ القوم ما قدّمتُ علیکَ
احدًا- سار عمرُ فی بعضِ حجاتہ فلما اتی
وادی محسّر ضرب فیہ راحلتہ حتی
قطعہ وہو یرتجز ؎ الیکَ تعدُو اقلقًا وضینہا
مخالفًا دینَ النصاری دینہا ؏ معترضًا
فی بطنہا جنینہا ؏ قد ذہبَ الشحم الذی
یزینہا ؏ بعثَ عمرُ بن الخطاب عبدَ اللّٰہِ
ابن مسعودٍ الی الکوفۃ مع عمّار بن یاسر
وکتب الیہم انی قد بعثتُ الیکم بعمّار
ابن یاسر امیرًا وعبد اللّٰہ بن مسعودٍ
معلّمًا ووزیرًا وہما من النجباءِ من
اصحاب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم
من اہل بدرٍ فاقتدوا بہما واسمعوا
من قولہما وقد آثرتکم بعبد اللّٰہ علی
نفسی- قال عمرُ فی عبد اللّٰہ بن مسعودٍ
کُنَیفٌ مُلِئَ عِلمًا- ابوعمر کانَ عمرُ یحبّ ابنَ
عباسٍ ویقرّبہ ویدنیہ ویشاورہ
مع جلۃ الصحابۃ وکانَ عمر یقولُ ابنُ عباسٍ
فی الکہول لہ لسانٌ سؤولٌ وقلبٌ
عقولٌ وکانَ عمرُ یدعوہ للمعضلات
مع اجتہادِ عمر ونظرہ للمسلمینَ- ابوعمر
کانَ معاویۃُ خالفَ عُبادۃَ بن صامتٍ
فی شیءٍ انکرہُ علیہ عبادۃُ من الصرف
فاغلظ لہ معاویۃُ فی القول فقالَ لہٗ
عبادۃُ لا اُساکنک بارضٍ واحدۃٍ

کی سابقہ صفات میسر ہوجاتیں تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔ ایک مرتبہ عمرؓ اپنے کسی حج کے لئے روانہ ہوئے۔ جب وادئ محسّر میں پہنچے تو اس میں اپنی سواری کو (بھگانے کے لئے) مارا یہاں تک کہ اُس کو طے کر لیا اور وہ یہ رجز پڑھ رہے تھے ؎ الیک تعدوا الخ (ترجمہ) اُونٹنی تیری ہی طرف دوڑتی ہے اس حال میں کہ اُس کا بندھن (صعوبت سفر سے لاغر ہونے کی وجہ سے ڈھیلا ہوکر) ہل رہا ہے اور اس حال میں کہ اس کا دین نصاریٰ کے دین سے مخالف ہے۔ اور اس حال میں کہ دوڑنے میں اس کے پیٹ کا بچہ اس کے لئے رکاوٹ بن رہا ہے۔ (صعوبتِ سفر سے) اُس کی چربی زائل ہو چکی ہے جس سے اس کی زینت ہوتی ہے" عمرؓ بن الخطاب نے عبداللہؓ ابن مسعود کو مع عمارؓ بن یاسر کے کوفہ بھیجا اور اہل کوفہ کو لکھا کہ میں نے تمہارے پاس عمار بن یاسر کو امیر بنا کر اور عبداللہ بن مسعود کو معلم اور وزیر بنا کر بھیجا ہے اور وہ دونوں شرفاء میں سے ہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اور اہل بدر میں سے ہیں۔ تو تم ان دونوں کی پیروی کرو اور ان کا قول سنو۔ اور میں نے تمہارے ساتھ اپنے نفس کے مقابلہ پر عبداللہ کو بھیج کر ایثار کیا ہے۔ عبداللہ بن مسعود کے بارے میں عمرؓ کا یہ قول ہے کہ علم سے بھرا ہوا ایک بڑا تھیلا ہے۔ ابوعمر، عمرؓ ابن عباس سے محبت کرتے تھے اور اُن کو اپنے قریب کرتے اور پاس بٹھاتے اور بڑے بڑے صحابہ کے ساتھ ان سے بھی مشورہ کرتے۔ اور عمر فرمایا کرتے کہ ابن عباس تو (نوجوان ہونے کے باوجود) بوڑھوں میں داخل ہے، اس کی زبان ذمہ دارانہ اور قلب عقل والا ہے۔ اور عمرؓ باوجود اپنے اجتہاد اور مسلمانوں پر نظر رکھنے کے مشکلات کے حل کے لئے اُن کو بھی بلاتے تھے۔ ابوعمر، معاویہ نے عُبادہ کی مخالفت ایک ایسے امر میں کی جو بیع صرف سے متعلق تھا جس پر اُنہوں نے معاویہ پر اعتراض کیا تھا اور معاویہ نے اس پر اُن سے سخت کلامی کی تو ان سے عُبادہ نے کہا کہ میں ایک سرزمین میں تیرے ساتھ کبھی نہ رہوں گا اور مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔ اُن سے عمرؓ نے کہا کہ

ابدًا و رحل الی المدینۃ فقال لہ عمر ما اقدمک فاخبرہ فقال لہ ارجع الی مکانک ففتح اللہ ارضًا لست فیھا ولا مثلک وکتب الی معاویۃ لا امرۃ لک علی عبادۃ - ابو عمر کان عروۃ بن مسعود الثقفی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ مثلہ فی قومہ مثل صاحب یٰس فی قومہ فقال فیہ عمر شعرًا یرثیہ ابو عمر کان عتبۃ بن غزوان اول من نزل البصرۃ من المسلمین وھو الذی اختطھا وقال لہ عمر لما بعثہ الیہ یا عتبۃ انی ارید ان اوجھک تقاتل بلد الحیرۃ لعل اللہ یفتحھا علیکم فسر علی برکۃ اللہ ویمنہ واتق اللہ ما استطعت واعلم انک تاتی حومۃ العدو وارجوا ان یعینک اللہ علیھم ویکفیکھم وقد کتبت الی العلاء الحضرمی ان یمدک بعرفجۃ بن خزیمۃ وھو ذو مجاھدۃ للعدو ومکابدۃ فشاورہ وادع الی اللہ فمن اجابک فاقبل منہ ومن ابی فالجزیۃ عن ید مذلۃ وصغار والا فالسیف فی غیر ھوادۃ واستنفر من مررت بہ من العرب وحثھم علی الجھاد و کابد العدو واتق اللہ ربک فافتتح

آپ وہاں سے کیوں آئے تو انہوں نے حال بیان کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے مقام پر واپس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو فتح کیا۔ تم اور تم جیسے لوگ اس میں نہ رہیں ؟ (یہ نہیں ہوگا) اور معاویہ کو لکھا کہ تجھ کو عبادہ پر کوئی اختیار نہیں۔ ابو عمرؒ، عروہ بن مسعود ثقفی کے بارے میں (جب یہ اطلاع پہنچی کہ ان کی قوم نے ان کو ہلاک کر دیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اُس کا حال اُس کی قوم میں مشابہ ہے صاحب یٰس کے حال کے جو اس کو اس کی قوم میں پیش آیا تھا۔ اس بارے میں عمرؓ نے مرثیے کے شعر کہے تھے۔ ابو عمرؒ، عتبہ بن غزوان مسلمانوں میں سے پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں اترے اور یہی ہیں جنہوں نے اُس کی پیمائش کی تھی اور جب اُن کو بصرہ کی طرف بھیجا تھا تو اُن سے عمرؓ نے یہ فرمایا تھا کہ اے عتبہ میں چاہتا ہوں کہ شہر حیرہ پر تم کو بھیجوں تاکہ تم قتال کرو شاید اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ہاتھ پر فتح کرا دے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور اپنی پوری استطاعت کے ساتھ اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور اس کو سمجھ لو کہ تم دشمن کی چوٹی کے مقام پر جا رہے ہو اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے مقابلہ پر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے لئے کافی ہو جائے گا۔ اور میں نے علاء بن الحضرمی کو لکھ دیا ہے کہ وہ عرفجہ بن خزیمہ کو تمہارے پاس مدد کے لئے بھیج دیں اور وہ دشمنوں پر جہاد کرنے والا اور مشقتیں برداشت کرنے والا شخص ہے تو اس سے مشورہ کرو اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دو تو جو شخص منظور کرلے تم بھی اس کو قبول کر لو۔ اور جو انکار کرے تو اس کو اپنے ہاتھ سے جزیہ دینا ہوگا ماتحتی اور کمتری کے ساتھ ورنہ پھر تلوار بغیر صلح کے۔ اور عرب کے جس قبیلہ سے گذرو اُن کو ساتھ لینے کی کوشش کرو اور ان کو جہاد کے لئے ابھارو اور دشمن کا شدت سے مقابلہ کرو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو، تو عتبہ بن

عتبۃ بن غزوان الاُبلّۃ ثم اختطّ
البصرۃ - ابوعمر قال الشعبی کان ابوبکر
شاعرًا وکان عمر شاعرًا وکان علیؓ
اشعر الثلاثۃ - ابوعمر فی حدیث الشعبی
انّ عدی بن حاتم قال لعمر اذ قدم علیہ
ما اظنک تعرفنی قال وکیف لا اعرفک
واوّل صدقۃ بیّضت وجہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم صدقۃ طیّ اعرفک
آمنت اذ کفروا واقبلت اذ ادبروا
واوفیت اذ غدروا - ابوعمر ولّی عمر
سعید بن عامر الجمحی بعض اجناد الشام
فبلغ عمر انہ یُصیبہ لممٌ فامرہ
بالقدوم علیہ وکان زاھدًا فلم یر معہ
الا مزودًا وعکازًا وقدحًا فقال عمر
لیس معک الا ما اری فقال لہ سعید
وما اکثر من ہذا عکاز و مزود احمل بہا
زادی وقدح آکل فیہ فقال عمر
ابک لممٌ قال لا قال فما غشیۃ بلغنی
انہا تصیبک قال حضرت خبیبًا حین
صُلب فدعا علی قریش وانا فیہم
فربما ذکرت ذلک فاجد فترۃً حتی
یُغشی علیّ فقال لہ عمر ارجع الی عملک
فابٰی وناشدہ الاعفاء فقیل انہ
اَعفاہ وقیل ولّاہ حمص فلم یزل علیہا
الی ان مات - ابوعمر جاء الحارث بن ہشام

غزوان نے اُبلّہ کو فتح کر لیا۔ پھر بصرہ کی پیمائش کی۔ ابوعمر، شعبی کا قول ہے کہ ابوبکرؓ شاعر تھے اور عمرؓ شاعر تھے اور علیؓ تینوں میں سب سے بڑے شاعر تھے۔ ابوعمر، شعبی کی حدیث میں ہے کہ عدی بن حاتم نے عمرؓ سے کہا جب کہ عدی ان کے پاس آئے کہ میں نہیں گمان کرتا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ میں تم کو کیسے نہ پہچانوں گا، حالانکہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ روشن کر دیا تھا قبیلۂ طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم ایمان لائے جب کہ (طے کے لوگ) کافر تھے اور تم (بوقتِ ارتدادِ قبائل) ہماری جانب آئے جب کہ وہ پیٹھ پھیر چکے تھے اور تم وفادار رہے جب کہ انہوں نے غداری کی تھی۔ ابوعمر، عمرؓ نے سعید بن عامر جمحی کو امیر بنایا شام کے بعض لشکروں پر پھر عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ ان کو کچھ جنون لاحق ہوتا ہے تو ان کو اپنے پاس آنے کا حکم بھیجا۔ اور یہ ایک زاہد تھے تو عمرؓ نے اُن کے ساتھ کچھ نہ دیکھا بجز توشہ دان اور ایک ڈنڈے کے جس پر چھال لگی ہوئی تھی اور ایک پیالہ کے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تمہارے ساتھ سوائے اس کے جو میں دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں ہے۔ تو ان سے سعید نے کہا کہ اور اس سے زیادہ کیا ہوگا، یہ ڈنڈا ہے اور توشہ دان جس میں اپنا طعامِ سفر رکھتا ہوں اور پیالہ ہے جس میں کھانا کھاتا ہوں۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ کیا تم پر کچھ جنون کا اثر ہے؟ کہا کہ نہیں۔ عمرؓ نے کہا کہ وہ بے ہوشی کیسی ہے جس کا حال مجھ تک پہنچا کہ وہ تم پر طاری ہوتی ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ جب خبیب کو پھانسی دی گئی تو میں حاضر تھا انہوں نے قریش پر بددعا کی اور میں بھی اُن ہی میں سے ہوں تو کبھی کبھی مجھے وہ یاد آجاتا ہے تو میں ایک ضعف محسوس کرتا ہوں یہاں تک کہ مجھ پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ پھر عمرؓ نے اُن سے کہا کہ اپنے عہدے پر واپس ہو جاؤ تو انکار کیا اور ان کو اس پر قسم دی کہ معاف کر دیں تو ایک قول

وسہیل بن عمرو الی عمر فجلسا وھو بینھما فجعل المہاجرون الاولون یأتون عمر فیقول ھہنا یا سہیل ھہنا یا حارث فینحیھما فجعل الانصار یأتون فینحیتھما عنہ کذلک حتی صارا فی آخر الناس فلما خرجا من عند عمر قال الحارث لسہیل الم تر ما صنع بنا فقال لہ سہیل انہ الرجل لا لوم علیہ ینبغی ان نرجع باللوم علی انفسنا دعی القوم فاسرعوا ودعینا فابطأنا فلما قام الناس من عند عمر اتیاہ فقالا لہ یا امیر المؤمنین قد رأینا ما فعلت بنا الیوم وعلمنا انہ اتانا من قبل انفسنا فہل من شیء نستدرک بہ ما فاتنا من الفضل فقال لا اعلمہ الا ہذا الوجہ واشار لہما الی ثغر الروم فخرجا الی الشام فماتا بہا فلم یبق من ولد سہیل الا ابنۃ لہ ترکہا بالمدینۃ فاختۃ بنت عتبۃ بن سہیل فقدم بہا علی عمر فزوجہا من عبد الرحمٰن بن الحارث بن ہشام وقال زوجوا الشرید الشریدۃ ففعلوا فنشر اللہ منہما عددا کثیرا - ابوعمر کسا عمر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحلل ففضلت حلۃ فقال دلونی علی فتی ہاجر ہو وابوہ فقالوا عبد اللہ بن عمر فقال لا ولکن سلیط بن سلیط فکساہ ایاہ - وہذا

یہ ہے کہ عمر رض نے ان کو معاف کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ ان کو حمص کا والی بنا دیا اور وہ اس پر اپنی وفات تک قائم رہے۔ ابوعمر، حارث بن ہشام اور سہیل بن عمرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ اور وہ ان دونوں کے درمیان میں تھے۔ پھر مہاجرین اولین نے عمر رض کے پاس آنا شروع کر دیا تو آپ کہتے رہے اے سہیل تم یہاں اور اے حارث تم یہاں بیٹھو، ان دونوں کو ہٹاتے رہے۔ پھر انصار نے آنا شروع کیا تو پھر ان دونوں کو پیچھے ہٹاتے رہے اپنے سے یہاں تک کہ یہ دونوں لوگوں کے آخر میں پہنچ گئے۔ پھر جب کہ یہ دونوں عمر کے پاس سے باہر نکلے تو حارث نے سہیل سے کہا کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ ہمارے ساتھ عمر رض نے کیا برتاؤ کیا۔ تو اس سے سہیل نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے جس پر کوئی ملامت نہیں، مناسب یہ ہے کہ ہم اپنے ہی نفس کو ملامت کریں۔ پوری قوم کو دعوتِ اسلام دی گئی وہ لوگ قبول کرنے میں جلدی کر گئے اور ہم کو دعوت دی گئی تو ہم نے دیر کی۔ پھر جب کہ سب لوگ عمر کے پاس سے اٹھ گئے تو یہ دونوں پھر عمر رض کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے اس معاملہ پر غور کیا جو آج آپ نے ہمارے ساتھ کیا اور ہم سمجھ گئے کہ یہ ہم پر ہمارے ہی نفوس کی طرف سے واقع ہوا ہے تو کیا کوئی ایسا کام ہے کہ جس کے ذریعہ سے ہم اس فضیلت کو حاصل کر لیں جو ہم سے فوت ہو گئی۔ تو فرمایا کہ میں اس کو نہیں جانتا بجز ایک صورت کے اور دونوں کو روم کی حدود کی طرف اشارہ کیا تو یہ دونوں شام کی طرف نکل گئے اور وہیں دونوں کا انتقال ہوا۔ تو سہیل کی اولاد میں سے بجز ایک ان کی بیٹی کے اور کوئی باقی نہ رہا جس کو انہوں نے مدینہ میں چھوڑ دیا تھا وہ فاختہ بنت عتبہ بن سہیل تھی جس کو عمر کے پاس لایا گیا تو انہوں نے اس کا نکاح عبد الرحمٰن سے کر دیا جو حارث بن ہشام کا بیٹا تھا اور فرمایا کہ ثرید کا ثریدہ کے ساتھ جوڑا کر دو تو لوگوں نے ایسا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے بہت (اولاد کا) پھیلاؤ کیا۔ ابوعمر، عمر رض نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوڑے دیئے۔ بعد میں ایک جوڑا بچ گیا۔ تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ مجھے بتاؤ کہ ایسا جوان کون ہے جس نے ہجرت کی ہو اور اس کے باپ نے بھی۔ تو لوگوں

آخر ما اردنا ایرادہ من حکم امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ و
الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً۔
اما توسط فاروق اعظم درمیان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و امت او در تبلیغ
قرآن عظیم و نشر آن پس بوجہی واقع
شد کہ زیادہ ازان مقدور بشر نباشد
امروز ہر کہ قرآن مے خواند از طوائف
مسلمین منت فاروق اعظم در گردن
اوست اگر این را دانست بشکر اللہ
تعالیٰ و تبارک قیام نمود و اگر ندانست
یا دانست و بمقتضاء عصبیت آنرا کتمان
نمود بموجب حدیث من لم یشکر الناس
لم یشکر اللہ کفران نعمت درزید۔ چون
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از دار فنا
برفیق اعلےٰ انتقال فرمود قرآن عظیم مجموع
در مصحف نمود سور و آیات در اوراق
نوشتہ درمیان اصحاب متفرق یافتہ
میشد اگر آن را مثلے خواہی فرض کن
کہ منشئ منشآت خود را یا شاعری قصائد
و مقطعات خود را در بیاضہا و بر پشت
کتابہا متفرق گذارد و آن بمنزلۂ عصافیر
بر شرف ضیاع باشند شاگردی رشید
از میان شاگردان آن منشی یا آن شاعر
ہمہ آن را بترتیب مناسب جمع کند

نے کہا کہ عبد اللہ بن عمر. تو فرمایا کہ نہیں. لیکن سلیط بن سلیط۔ تو وہ جوڑا اُس کو دے دیا
اور یہ اس مضمون کا آخر ہے جس کو ہم نے امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کی حکمتوں کے بیان میں لانا چاہا تھا اور ہر تعریف اور شکر اللہ کے لئے سزاوار ہے
اوّل بھی اور آخر بھی، ظاہر بھی اور باطن بھی۔ رہا فاروقِ اعظم کا قرآن عظیم کی تبلیغ
اور اس کی اشاعت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے
درمیان واسطہ بننا تو یہ کام ایسی صورت سے واقع ہوا کہ اس سے زیادہ انسان کی
قدرت نہیں ہے آج مسلمانوں کی جماعت میں سے جو شخص بھی قرآن پڑھتا ہے فاروق
اعظم کا احسان اس کی گردن پر ہے۔ اگر اس نے اس کو جان لیا تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ
کے تشکر کے لئے مستعد ہوگا اور اگر نہ جانا یا جانا مگر بمقتضائے تعصب اس کو
چھپایا تو اس نے بموجب حدیث مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ الخ (یعنی جو
لوگوں کا شکر گزار نہ ہوگا وہ اللہ کا شکر گزار بھی نہ ہوگا) کفرانِ نعمت کا راستہ
اختیار کیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دارِ فنا سے
رفیق اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تو قرآن عظیم ایک مصحف میں جمع
نہیں تھا۔ سورتیں اور آیتیں اوراق میں لکھی ہوئی اصحاب کے درمیان
متفرق پائی جاتی تھیں۔ اگر تم اس کی کوئی مثال چاہو تو فرض کرلو کہ
ایک انشاء پرداز اپنے مضامین کو یا ایک شاعر اپنے قصائد اور
قطعات کو بیاضوں میں اور کچھ کتابوں کے اوراق پر متفرق چھوڑ
گیا ——— اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ چڑیوں کی طرح اُڑ
کر غائب ہوا چاہتے اور بربادی کے کنارے پر لگے ہوئے ہیں۔ اس
انشاء پرداز یا شاعر کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد رشید
اُن سب کو مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کرے اور جمع کرنے اور
ان کی تصحیح میں پورا کام کرے تو کہا جائے گا کہ گویا ان آثار کو دوبارہ
زندگی اس کے ہاتھ سے ملی ہے۔ پہلا شخص جس کے دل میں داعیۂ
الٰہیہ کا فیضان آیا اور اس نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لئے جس کو
بمنزلہ اپنے آلہ کے بنالیا، وہ مقصد اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کا مضمون اور

داہتمام بلیغ در جمع وتصحیح آن بکار برد
گویا احیاء آن آثار بدست او واقع شود
اوّل کسے کہ داعیۂ الٰہیہ در خاطر او
ریزش نمود واورا بمنزلۂ جارحۂ خود ساخت
در اتمام مرادِ خویش کہ مضمونِ وَاِنَّا لَہٗ
لَحٰفِظُوْنَ ۝ باشد و فحوای اِنَّ عَلَیْنَا
جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ط فاروق اعظم بود۔
عن زید بن ثابت قال اَرْسَلَ اِلَیَّ
ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مقتل اہل الیمامۃ
فاذا عمر بن الخطاب عندہ قال ابوبکر
ان عمر اتانی فقال انّ القتل قد استحرّ
یوم الیمامۃ بقرّاء القرآن
وَانی اخشیٰ ان استحرّ القتل بالقرّاء
بالمواطن فیذھب کثیرٌ من القرآن
وَانی اریٰ ان تأمر بجمع القرآن قلتُ
لِعمر کیفَ تفعلُ شیئًا لم یَفعلہ رَسولُ
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال عمرُ ھذا
واللہِ خیرٌ فلم یزل عمرُ یُراجعنی حتی شرح
اللہُ صدری لذلک ورأیتُ فی ذلک
الذی رأیٰ عمرُ قال زید قال ابوبکر انّک
رجلٌ شابٌّ عاقلٌ لانتّھمک وقد کنتَ
تکتبُ الوحیَ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فتتبّع القرآنَ فاجمعہ فواللہ
لو کلّفونی بنقلِ جبلٍ منَ الجبال ماکانَ
اَثقلَ علیّ مما امرنی بہ من جمع القرآن

فحوائے اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ ط ہے وہ شخص فاروق اعظم
تھے۔ زید بن ثابت سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے مجھے اہلِ یمامہ سے جنگ کے زمانہ میں بلایا۔ میں نے دیکھا کہ عمر بن
الخطاب بھی ان کے پاس موجود ہیں۔ مجھ سے ابوبکرؓ نے کہا کہ عمر
میرے پاس آئے اور کہا یوم یمامہ میں قرآن کے قاریوں کا
شدت کے ساتھ قتل واقع ہوا (کہ سات سو حفاظ شہید ہوگئے)
اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ دوسرے مواقع میں اگر اسی طرح قرّاء
کے قتل میں شدت ہوگئی تو قرآن کا بڑا حصہ جاتا رہے گا۔ اور
میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیں۔ میں نے
عمر سے کہا کہ تم وہ کیسے کروگے جس کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ
وسلم نے نہیں کیا۔ عمر نے کہا واللہ یہ نیک کام ہے۔ تو عمر
مجھ سے بار بار کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اس
کے لئے میرا سینہ کھول دیا اور اس کے بارے میں میری
رائے وہی ہوگئی جو عمر کی رائے تھی۔ زید کہتے ہیں کہ ابوبکر
نے کہا کہ تم ایک جوان اور صاحب عقل ہو اور ہمارے نزدیک
متّہم نہیں ہو اور تم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے لئے
وحی لکھا کرتے تھے تو قرآن کی جستجو میں لگ جاؤ اور اس
کو جمع کرو۔ (زید کہتے ہیں) خدا کی قسم اگر یہ ایک پہاڑ کو ایک
جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کا مجھے مکلف بناتے تو
وہ مجھ پر اس کام سے زیادہ بھاری نہ ہوتا جس کا انہوں
نے مجھے حکم دیا یعنی جمع قرآن کا کام۔ میں نے کہا کہ تم ایسا کام
کیسے کروگے جس کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے نہیں
کیا۔ ابوبکر رض نے کہا کہ واللہ یہ نیک کام ہے۔ پھر ابوبکر
برابر مجھ سے کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا سینہ بھی
اس کام کے لئے کھول دیا جس کے لئے ابوبکر و عمر کا سینہ

قلتُ کیفَ تفعلونَ شیئاً لم یفعلہُ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ہو واللہِ خیرٌ فلم یزل ابوبکر یُرَاجِعُنِی حتی شرح اللہُ صدری لِلَّذِی شَرَحَ لہ صدرَ ابی بکرٍ وعمر فتتبّعتُ القرآنَ اَجمَعُہ مِنَ العُسُب وَاللِّخافِ وصُدُورِ الرجال اخرجہ البخاریؒ۔ عن انس بن مالکٍ ان حذیفۃ ابن الیمان قدمَ علٰی عثمانَ وکانَ یُغازِی اہل الشام فی فتحِ آرمینیۃَ وآذر بیجان مَعَ اہل العراق فَاَفْزَعَ حذیفۃَ اختلافُہم فی القراءۃِ فقال حذیفۃُ لعثمانَ یاامیرالمومنین ادرِک ہذہ الاُمَّۃَ قبل ان یختلفوا فی الکتاب اختلاف الیہود وَالنصارٰی فارسَل عثمانُ الی حفصۃَ ان اَرسِلی الینا بالصحفِ ننسخُہا فی المَصَاحِفِ ثم نَرُدُّہا الیکِ فَاَرسلت بہا حفصۃُ الیٰ عثمانَ فامَرَ زید بن ثابتٍ وعبداللہ بن الزبیرَ وسعیدَ ابن العاص وعبدَالرحمٰن بن الحارث ابن ہشامٍ فنَسَخُوہا فی المَصَاحِفِ وقالَ عثمانُ لِرَہطِ القرشیین الثلاثۃِ اذا اختلفتُم انتم وزید بن ثابتٍ فی شیءٍ مِنَ القرآن فاکتُبُوہُ بلسانِ قریش فانما نَزَلَ بلسانہم ففعلُوا حتی اذا نسخوا الصحفَ فی المصاحِفِ رَدَّ عثمانُ الصحفَ الی حفصۃَ وارسل الی کل اُفقٍ بمصحفٍ مما نسخوا و

کھول دیا تھا۔ اب میں نے قرآن کی جستجو کی اور اُس کو جمع کرتا رہا کھجور کی شاخوں اور سفید پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حذیفہؓ بن الیمان عثمانؓ کے پاس آئے اور وہ اہل شام سے فتح آرمینیہ اور آذربیجان کے لئے اہلِ عراق کے ساتھ جنگ کر رہے تھے۔ وہاں لوگوں کے اختلافِ قراءت نے حذیفہؓ کو پریشان کر دیا تھا۔ تو حذیفہؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ اے امیرالمومنین اس امت کو سنبھالئے پہلے اس سے کہ یہود و نصارٰی کے اختلاف کی طرح یہ بھی کتاب اللہ میں اختلاف کرنے لگیں۔ تو عثمانؓ نے حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ صحیفوں کو ہمارے پاس بھیج دو، ہم اس کو چند مصاحف میں لکھیں گے۔ پھر اُس کو تمہارے پاس واپس کر دیں گے تو اس کو حفصہؓ نے عثمانؓ کے پاس بھیج دیا۔ تو انہوں نے حکم دیا زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن زبیر اور سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو، انہوں نے اس کو مصاحف میں تحریر کیا۔ اور عثمانؓ نے قریشی جماعت کے تینوں اصحاب سے فرمایا کہ جب تم میں اور زید بن ثابت میں قرآن کی کسی چیز میں اختلاف ہو تو تم اس کو قریش کی زبان کے مطابق لکھو کیونکہ قرآن مجید اُن ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب کہ (حفصہؓ کے بھیجے ہوئے) اوراق کو مصاحف میں لکھ چکے تو عثمانؓ نے ان اوراق کو حفصہؓ کے پاس واپس بھیج دیا اور اطرافِ ملک میں ایک ایک قرآن جو اُن صاحبان نے لکھے تھے روانہ کر دیا کہ اُن کے سوا جو قرآن کے اوراق یا مجموعۂ اوراق موجود ہو وہ جلا دیا جائے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بغوی

وامر بما سواہ فی کل صحیفۃ او مصحف
ان یحرق اخرجہ البخاری و قال
البغوی فی شرح السنۃ فی شرح قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذا القرآن
نزل علی سبعۃ احرف وکان الامر علی
ھذا حیوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وبعدہ کانوا یقرؤن بالقراءۃ التی اقرأھم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقنھم باذن
اللہ عزوجل علی ان وقع الاختلاف بین القراء
فی زمان عثمان بن عفان واشتد الامر فیہ
حتی اظھر بعضھم اکفار بعض والبراءۃ منہ و
خافوا الفرقۃ فاستشار عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ الصحابۃ فی ذلک فجمع اللہ تعالیٰ الامۃ
بحسن اختیار الصحابۃ علی مصحف واحد ھو
آخر العرضات من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان ابوبکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ امر بکتبہ جمعا بعد ما کان مفرقا فی
الرقاع بمشورۃ الصحابۃ حین استحر القتل
بقراء القرآن یوم الیمامۃ فخافوا ذھاب
کثیر من القرآن بذھاب حملتہ فامر بجمعہ
فی مصحف واحد لیکون اصلا للمسلمین
یرجعون الیہ ویعتمدون علیہ فامر عثمان بنسخہ
فی المصاحف وجمع القوم علیہ و امر
بتحریق ما سواہ قطعا لمادۃ الخلاف
وکان ما یخالف الخط المتفق علیہ فی حکم

نے کتاب شرح السنہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اس ارشاد کی شرح میں کہ یہ قرآن سات حرفوں پر نازل
ہوا ہے کہا ہے کہ " اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی
میں اور آپ کے بعد یہ کام اس طرح چلتا رہا کہ لوگ اس قراءت
کے ساتھ پڑھتے تھے جس قراءت کے ساتھ اُن کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا اور اللہ عزوجل کے حکم سے
اُن کو تلقین کیا تھا، یہاں تک کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں
قُرّاء کے درمیان اختلاف واقع ہوا اور اس امر میں شدت
پیدا ہوگئی اور کھلم کھلا بعض نے بعض کو کافر کہنا اور بیزاری
کا اظہار شروع کر دیا۔ اور مسلمانوں میں تفریق کلمہ کا اندیشہ
کرنے لگے، تو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ سے اس
بارے میں مشورہ طلب کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے امت کو جمع کر دیا
ایک مصحف پر صحابہ کے عمدہ اختیار کے ذریعہ سے ایسے مصحف
پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ملاحظہ
میں آیا ہوا تھا۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو ایک جگہ
لکھنے کا حکم دیا تھا جب کہ وہ کاغذ کے ٹکڑوں میں متفرق تھا، صحابہ
کے مشورہ کے ساتھ اُس زمانہ میں جب کہ یمامہ کی جنگ میں قتل
کا پورا زور قُرّاء قرآن پر پڑ گیا تھا اور اُن کو قرآن کے کثیر حصہ
کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہوگیا بوجہ اس کے حاملین کے
شہید ہو جانے کے۔ تو ابوبکر رض نے اس کو مصحف واحد میں
(ان متفرق ٹکڑوں سے نقل کر کے) جمع کرنے کا حکم دیا تھا تاکہ یہ
مسلمانوں کے لئے اصل قرار پائے جس کی طرف وہ رجوع کریں
اور اس پر اعتماد کریں۔ تو عثمان رض نے مصاحف میں اس کے
لکھنے کا حکم دیا اور قوم کا اس پر اجماع ہوگیا۔ اور حکم دیا کہ
جو اس سے مختلف ہیں اُن کو جلا دیا جائے تاکہ مادۂ خلاف

المنسوخ والمرفوع کسائر ما نُسِخَ و رُفِع
منہ باتفاق الصَّحابۃ علیہ والمکتوبُ بین
اللوحَین ہُوَ المحفوظُ من اللہ عزّ وجلّ
لِلعبادِ وہُوَ الامام للأمّۃِ ولیس لأحَدٍ
ان یَعْدُوَ فی اللَّفظِ الیٰ ما ہو خارجٌ مِن
رَسْمِ الکتابۃِ والسَّوادِ فأمّا القراءۃ باللغاتِ
المختلفۃِ ممّا یُوافِقُ الخطَّ والکتاب فالفُسْحَۃ
فیہا باقیۃٌ والتوسعۃُ قائمۃٌ بَعْدَ ثبوتِہا
وصِحّتِہا بنقل العُدُول عن الرّسول صلّی
اللہ علیہ وسلّم علے ما قرأ بہ القرّاءُ
المعروفونَ بالنقل الصحیح عن الصحابۃ رضی
اللہ تعالیٰ عنہم رُوِیَ عن خارجۃ بن زید
بن ثابت قال القراءۃ سُنّۃٌ و اراد بہ
واللہ اعلم ان اتباعَ من قبلنا فی
الحروفِ وفی القراءۃِ سنۃ متَّبعۃٌ
لا یجوز فیہ مخالفۃ المصحف الذی ہو
امامٌ ولا مخالفۃُ القراءۃ الّتی ہیَ مشہورۃٌ
وَ ان کانَ غیرُ ذٰلک سائغًا فی اللغۃِ
اجتمعتِ الصحابۃُ والتابعونَ فمن بعدہم
علے ہٰذا انّ القراءۃَ سنۃٌ لیس
لأحدٍ ان یقرأ حرفًا الّا بأثرٍ صحیح عن
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مُوافِقٍ
لِخطِّ المصحفِ أخذہ لفظًا وتلقینًا - بعد
ازان کہ قرآن عظیم در مصحف مجموع شد
فاروقِ اعظم سالہا در فکر تصحیح او صرف

کو قطع کر دیا جائے اور جو اس متفق علیہ خط کے مخالف تھا وہ منسوخ اور مرفوع کے حکم میں آگیا مثل اُن سب چیزوں کے جو منسوخ کی گئیں اور اُن کا حکم اُٹھا دیا گیا۔ اس پر تمام صحابہ کا اتفاق ہو گیا۔ اور جو کچھ دو لوح (یعنی دو گتّوں) کے درمیان لکھا ہوا موجود ہے وہی ہے جس کی حفاظت کا وعدہ اللہ کی طرف سے بندوں کے لئے کیا گیا وہی امت کا امام ہے۔ اور کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی لفظ قرآن کے بارے میں اس کی رسم کتابت اور اسلوب کے خلاف کی طرف تجاوز کرے"۔ رہا قراءت لغات مختلفہ کے ساتھ کا معاملہ جو موافق ہو خط اور کتابت کے تو اس میں گنجائش باقی ہے اور توسع قائم ہے اُس کے ثبوت اور ایسی صحت کے بعد جو صاحب عدل لوگوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہو جن کی بناء پر ہمارے قراء معروف قراءتوں کے ساتھ قرأت کرتے ہیں جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے نقل صحیح کے ساتھ منقول ہیں۔ مروی ہے خارجہ بن زید بن ثابت سے کہ کہا کہ قراءۃ سنت ہے اور ان کی مراد اس سے یہ ہے "اور اللہ تعالیٰ بہتر جاننے والا ہے" کہ حروف میں اور قراءت میں اُن کا اتباع جو ہم سے پہلے ہو چکے ہیں ایسا طریقہ ہے جس کا اتباع ہوتا چلا آرہا ہے اس میں اُس مصحف کی مخالفت جائز نہیں جو امام (یعنی اصل) ہے۔ اور نہ اُس قراءت کی مخالفت جائز ہے جو مشہور ہو چکی ہے اگرچہ لغت کے اعتبار سے دوسری صورت بھی جائز ہو اس امر پر صحابہ و تابعین اور ان کے بعد والوں کا اجماع ہو چکا ہے کہ قراءۃ سنت ہے، کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی حرف کی قراءت کرے مگر اس اثر کے مطابق جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کے ساتھ ثابت ہو، وہ اثر مطابق ہو مصحف کے خط کے جس کو لفظ اور تلقین کے ساتھ اخذ کیا ہو۔ قرآن عظیم کے مصحف میں جمع ہو جانے کے بعد بھی فاروق اعظم نے اُس کی تصحیح کے فکر میں بہت برس گذار دیئے۔ صحابہ کے ساتھ مناظرے کرتے رہے۔ جب حق بات لکھے ہوئے کے مطابق ظاہر

نمود مناظرہا باصحابہ میکرد گاہی حق بر وفق مکتوب ظاہر میشد پس آنرا باقی میگذاشت و مردمان را از خلاف آن باز میداشت۔ وگاہی حق برخلاف مکتوب ظاہر میشد درین صورت مکتوب را حک میفرمود و بجای وی انچہ محقق میشد می نوشت مثال این دوشق می نگاریم عن عمر بن الخطاب انہ مر برجل وہو یقول اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ الی آخر الآیۃ فوقف علیہ عمر فقال انصرف فلما انصرف قال لہ من اقرأک ہذہ الآیۃ قال اقرأنیہا ابی ابن کعب فقال انطلقوا بنا الیہ فانطلقوا الیہ فاذا ہو متکئ علی وسادۃ یرجل رأسہ فسلم علیہ فرد السلام فقال یا ابا المنذر قال لبیک قال اخبرنی ہذا انک اقرأتہ ہذہ الآیۃ قال صدق تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمر انت تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم انا تلقیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث مرات کل ذلک یقول قال فی الثالثۃ وہو غضبان نعم واللہ لقد انزلہا اللہ علی جبریل وانزلہا جبریل علی محمد فلم یستأمر فیہا الخطاب ولا ابنہ فخرج عمر وہو رافع

ہوتی تھی تو اس کو باقی رکھتے تھے اور لوگوں کو اس کے خلاف سے روکتے تھے، اور کبھی لکھے ہوئے کے برخلاف حق ظاہر ہوتا تھا اس صورت میں لکھے ہوئے کو مٹا کر اس کے بجائے جو کچھ حق ثابت ہوتا تھا اس کو لکھ دیتے تھے۔ ہم ان دو شق کی مثال تحریر کرتے ہیں:۔ عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ ان کا ایک شخص پر گذر ہوا جو پڑھ رہا تھا اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ آخر آیت تک تو عمرؓ اس کے پاس ٹھہر گئے اور فرمایا کہ پھر پڑھ تو پھر وہی پڑھا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ آیت تجھ کو کس نے پڑھائی ہے؟ اس نے کہا کہ اُبَیّ بن کعب نے۔ تو فرمایا کہ میرے ساتھ ان کے پاس چلو۔ تو ان کے پاس پہنچے۔ اُبی اس وقت اپنے تکیہ پر سہارا لگائے ہوئے اپنے سر میں کنگھا کر رہے تھے۔ عمر نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ عمرؓ نے کہا اے ابو المنذر۔ اُبی نے کہا لبیک۔ عمرؓ نے کہا کہ اس نے مجھے خبر دی کہ آپ نے اس کو یہ آیت پڑھائی ہے۔ اُبی نے کہا کہ اس نے سچ کہا۔ میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسی طرح) پڑھا ہے؟ اُبی نے کہا ہاں میں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اسی طرح) پڑھا ہے۔ تین مرتبہ سوال وجواب کا اعادہ ہوا ہر مرتبہ اُبیؓ وہی کہتے رہے تیسری مرتبہ جب کہ اُبی غضبناک ہو گئے تو انہوں نے یہ کہا ہاں واللہ اس آیت کو اللہ نے جبریل پر نازل کیا اور جبریل نے اس کو محمد پر نازل کیا اور اس میں نہ خطاب سے اجازت لی اور نہ اس کے بیٹے سے۔ تو عمرؓ نکلے اور وہ اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ فاروق اعظم وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ کا واؤ

یدیہ وہو یقول اللہ اکبر اللہ اکبر اخرجہ الحاکم ومعنی این حدیث آنست کہ فاروق اعظم واو در وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ نمی خواند وبعد مناظرہ اُبی بن کعب ظاہر شد کہ صحیح وجودِ اوست پس در مصحف ہمان صحیح را اثبات نمود۔ وعن ابی ادریس عن اُبی بن کعب انہ کان یقرأ اِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَوْ حَمَيْتُمْ كَمَا حَمَوْا لَفَسَدَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ فَأَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ فبلغ ذلک عمر فاشتد علیہ فبعث الیہ وہو یہنأ ناقۃ لہ فدخل علیہ فدعا ناسا من اصحابہ فیہم زید بن ثابت فقال من یقرأ منکم سورۃ الفتح فقرأ زید علی قراءتنا الیوم فغلظ لہ عمر فقال لہ اُبی ءأتکلم فقال تکلم فقال لقد علمت انی ادخل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقرئنی وانتم بالباب فان اُحببت ان اُقرئ الناس علی ما اَقرأنی اقرأت والا لم اُقرئ حرفا ما حییت قال بل اَقرئ الناس اخرجہ الحاکم۔ ومعنی این حدیث آن است لَوْ حَمَيْتُمْ كَمَا حَمَوْا متواتر نیست بلکہ قراءت شاذہ است پس آنرا در قرآن داخل نکردند۔ بعد ازان قراء صحابہ را امر فرمود بدرس قرآن و

نہیں پڑھتے تھے۔ اور اُبی بن کعب سے مناظرہ کے بعد ظاہر ہوا کہ یہاں واؤ کا ہونا صحیح ہے۔ اس کے بعد آپ نے مصحف میں اس جگہ واؤ کو درج کر دیا۔ اور ابو ادریس سے مروی ہے وہ ابی بن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ وہ پڑھا کرتے تھے اِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَوْ حَمَيْتُمْ كَمَا حَمَوْا لَفَسَدَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ فَأَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ یہ بات عمر کو پہنچی تو ان پر شاق گذری تو ان کے پاس آدمی کو بھیجا اور وہ اپنی اونٹنی پر قطران مل رہے تھے۔ تو اُبی عمرؓ کے پاس آئے۔ پھر آپ نے اپنے اصحاب میں سے چند لوگوں کو بلایا اُن میں زید بن ثابت بھی تھے۔ پھر فرمایا کہ تم میں کون سورۂ فتح کی قراءت کرے گا تو زید بن ثابت نے ہماری آج کی قراءت کے مطابق پڑھی۔ اس کے بعد عمر اُبی بن کعب پر ناراض ہوئے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں عمر نے کہا کہ کہئے۔ تو انہوں نے کہا کہ تم خوب ہی جانتے ہو کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا تھا اور وہ مجھے پڑھایا کرتے تھے اور تم دروازے پر ہوتے تھے اور اگر آپ یہ بات پسند کریں کہ جس قراءت پر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھایا ہے، میں لوگوں کو پڑھاؤں تو پڑھاتا رہوں گا ورنہ میں جب تک زندہ ہوں ایک حرف بھی نہ پڑھاؤں گا۔ عمرؓ نے کہا نہیں لوگوں کو پڑھاتے رہئے، اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اس حدیث کے معنے یہ ہیں کہ ولو حمیتم کما حموا متواتر نہیں ہے بلکہ قراءت شاذہ ہے۔ تو آپ نے اس کو قرآن میں داخل نہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے قراء صحابہ کو قرآن پڑھانے کا حکم دیا اور عوام کو اُن سے قرآن حاصل کرنے کی طرف رغبت دلائی اور اس بارے میں آپ نے سعی بلیغ کی اور قراءت کے درس کا وہی سلسلہ آج تک باقی ہے۔ مروی ہے عمر بن الخطاب سے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ جو شخص قرآن کے

عوام را تحریص نمود بر اخذ از ایشان
و دریں باب مبالغہ تمام بکار برد و سلسلۂ
ہمان مردم در قراءت الی الیوم باقی است
عن عمر بن الخطاب انہ خطب الناس
فقال من اراد ان یسأل عن القرآن
فلیأت اُبیّ بن کعب الحدیث اخرجہ
الحاکم وعن عبد الرحمٰن بن عبد القاری
فی قصۃ التراویح فجمعتہم علی اُبی بن کعب
الحدیث اخرجہ الشیخان وعن عمر انہ
قال علیٌّ اقضانا و اُبیٌّ اقرؤنا و انّا
لندع بعض ما یقول اُبیٌّ وانہ یقول
اخذتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولا ادعہ وقد قال اللہ تعالیٰ مَا نَنسَخْ مِنْ
اٰیَۃٍ اَوْ نُنسِہَا اخرجہ الحاکم۔ وعن
الحارثۃ بن مضرب قال قرأت کتاب عمر
الی اہل الکوفۃ اما بعد فانی بعثت الیکم عمارًا
امیرًا وعبد اللہ بن مسعود معلمًا و وزیرًا
وہما من النجباء من اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاسمعوا لہما و اقتدوا
بہما فانی قد اثرتکم بعبد اللہ علی
نفسی اثرۃ اخرجہ ابو عمر۔ وعن قیس
بن مروان فی قصۃ طویلۃ ان عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یقرأ القرآن
رطبًا کما انزل فلیقرأہ علی قراءۃ ابن

بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اس کو اُبیّ بن کعب کے پاس جانا
چاہیئے۔ آخر حدیث تک۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عبد الرحمٰن
بن عبد القاری سے تراویح کے قصہ میں اس طرح مروی ہے
(عمر فرماتے ہیں) پھر میں نے لوگوں کو جمع کیا اُبیّ بن کعب پر۔ اس
کو شیخین نے روایت کیا۔ اور عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا
کہ ہم میں علی سب سے زیادہ فیصلہ کرنے والا ہے اور اُبیّ سب
سے زیادہ قاری ہے۔ اور ہم اُبیّ کی سنائی ہوئی بعض چیزوں کو
چھوڑتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے لیا ہے اور میں ان کو نہ چھوڑوں گا حالانکہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے مَا نَنسَخْ مِنْ اٰیَۃٍ اَوْ نُنسِہَا۔ اس کو حاکم
نے روایت کیا۔ اور حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہ میں نے
اہل کوفہ کے نام عمرؓ کا خط پڑھا ہے امّا بعد میں تمہارے
پاس عمار کو امیر بناکر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلم بناکر اور
وزیر بنا کر بھیج رہا ہوں، اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے اصحاب میں سے اشراف میں سے ہیں۔ ان دونوں کی بات
سنو اور ان کی پیروی کرو۔ میں نے عبد اللہ کو بھیج کر ایثار کیا ہے
کہ اپنی ذات پر تم کو ترجیح دی ہے۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے۔
اور مروی ہے قیس بن مروان سے ایک طویل قصہ میں کہ عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جس کو یہ پسند ہو کہ وہ قرآن کی قرأت کرے تازہ بتازہ
جس طرح کہ وہ نازل کیا گیا ہے تو چاہیئے کہ اس کو پڑھے ابن
ام عبد کی قراءت کے مطابق، اس کو احمد نے شرح السنہ میں روایت کیا۔ اور مشہور
و معروف قراء اپنی قراءت کی سند صحابہ تک لے گئے ہیں، چنانچہ عبد اللہ بن
کثیر اور نافع سند لے گئے اُبیّ بن کعب تک، اور عبد اللہ بن عامر سند لے گئے
عثمان بن عفان تک۔ اور عاصم سند لے گئے علی اور عبد اللہ بن مسعود اور
زید تک، اور حمزہ سند لے گئے عثمان اور علی تک اور ان سب نے پڑھا

أمِّ عبدٍ - اخرجه احمد فی شرح السنة
والقراء المعروفون اسندوا قراءتهم الی
الصحابة فعبد الله بن کثیر ونافع اسندوا الی
اُبَیّ بن کعب، وعبد الله بن عامر اسند
الی عثمان بن عفان، واسند عاصم الی
علیّ وعبد الله بن مسعود وزید- واسند حمزة
الی عثمان وعلیّ وهؤلاء قرءوا علی النبی
صلی الله علیه وسلم وعن احمد بن القاسم
بن ابی بردة قال سمعت عکرمة بن سلیمان
یقول قرأت علی اسمٰعیل بن عبد الله
بن قسطنطین فلما بلغت والضحیٰ کبّر
حتی ختمت واخبره انه قرأ علی عبد الله
بن کثیر فامره بذلک واخبره عبد الله
بن کثیر انه قرأ علی مجاهد فامره بذلک
واخبره مجاهد ان ابن عباس امره بذلک
واخبره ابن عباس ان اُبَیّ بن کعب
امره بذلک واخبره اُبَیّ بن کعب
ان النبی صلی الله علیه وسلم امره بذلک
اخرجه الحاکم- وعن الشافعی انه قال حدثنا
اسمٰعیل بن عبد الله بن قسطنطین
قال قرأت علی شبل واخبر شبل انه
قرأ علی عبد الله بن کثیر واخبر عبد الله
انه قرأ علی مجاهد واخبر مجاهد انه قرأ علی
ابن عباس واخبر ابن عباس انه
قرأ علی اُبَیّ بن کعب وقال ابن عباس

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور احمد بن قاسم بن ابی بردہ
سے مروی ہے کہا کہ میں نے عکرمہ بن سلیمان سے سنا
وہ کہتے تھے کہ میں نے پڑھا اسماعیل بن عبداللہ
بن قسطنطین کے سامنے تو جب میں والضحیٰ پر پہنچا تو
اللہ اکبر کہا یہاں تک کہ ختم کیا- اور خبر دی کہ انہوں نے
پڑھا عبد اللہ بن کثیر سے تو انہوں نے ان کو اس
کا حکم دیا اور ان کو خبر دی عبد اللہ بن کثیر نے کہ انہوں
نے پڑھا مجاہد کے سامنے تو انہوں نے اُن کو اس کا
حکم دیا۔ اور اُن کو خبر دی مجاہد نے کہ ابن عباس
نے اُن کو اس کا حکم دیا اور ان کو خبر دی ابن عباس
نے کہ اُبَیّ بن کعب نے اُن کو اس کا حکم دیا اور اُن کو خبر دی
اُبَیّ بن کعب نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اس کا حکم
دیا- اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور مروی ہے شافعی سے
کہ انہوں نے کہا کہ ہم سے روایت کیا اسمٰعیل بن عبداللہ
بن قسطنطین نے، کہا کہ میں نے پڑھا شبل سے اور خبر
دی شبل نے کہ انہوں نے پڑھا عبداللہ بن کثیر سے اور
خبر دی عبداللہ نے کہ انہوں نے پڑھا مجاہد سے
اور خبر دی مجاہد نے کہ انہوں نے پڑھا ابن عباس سے
اور خبر دی ابن عباس نے کہ انہوں نے پڑھا اُبَیّ بن
کعب سے اور کہا ابن عباس نے کہ اُبَیّ نے پڑھا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کہا شافعی نے اور میں نے
پڑھا اسماعیل بن عبد اللہ بن قسطنطین سے۔
اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور مروی ہے اعمش سے کہا
کہ میں نے قرآن پڑھا ہے یحییٰ بن وثاب کے آگے
تیس مرتبہ اور یحییٰ نے پڑھا ہے علقمہ سے اور علقمہ

قرأ أبيٌّ على النبي صلى الله عليه وسلم
قال الشافعيُّ وقرأتُ على اسمعيل بن
عبد الله بن قسطنطين اخرجه الحاكم۔
وعن الاعمش قال قرأتُ القرآن على
يحيى بن وثاب ثلثين مرةً وقرأ يحيى على
علقمة وقرأ علقمةُ على عبد الله وقرأ عبد الله
على رسول الله صلى الله عليه وسلم وَالرِّجْزَ
فَاهْجُرْ بكسر الراء اخرجه الحاكم۔ بعد
ازاں عوام را بتاکید تمام امر کرد کہ قرآن
را اخذ نکنند الا از شخصے کہ اسنادِ صحیح
بآنجناب رسالت صلے اللہ علیہ وسلم
داشتہ باشد۔ بعد ازاں در نماز فجر
وغیر آن قرأت طویلہ اختیار میکرد
چنانکہ داستانے درین باب گذشت گویا
این معنی بجہت آن بود کہ مسلمانان قرأت
او را شنوند و درین باب حذاقتے پیدا
کنند۔ بعد ازان تحریض فرمود مسلمین
را بر تعلم لحن یعنے نحو و لغت تا روزمرۂ
عرب دانند۔ عن مورق العجلی قال
عمر بن الخطاب تعلّموا الفرائض واللحن
والسنن کما تعلمون القرآن اخرجہ الدارمیؒ۔
فی الکشاف فی تفسیر قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ
بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ حُکِیَ
اِنَّ اعرابیًا سمع رجلاً یقرأہا فقال اِن کان
اللہ بریئًا من رسولہ فانا منہ بریٌ فلببہ

نے پڑھا عبد اللہ سے اور عبد اللہ نے پڑھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وَالرِّجْزَ فَاهْجُرْ عہ
را کے زیر کے ساتھ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اس
کے بعد آپ نے عوام کو بتاکید تمام حکم دیا کہ قرآن کو صرف
ایسے ہی شخص سے حاصل کریں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم تک اسنادِ صحیح رکھتا ہو۔ اس کے بعد آپ
نمازِ فجر وغیرہ میں لمبی قراءت اختیار کرتے رہے جیسا
کہ ایک داستان اس باب میں گذر چکی ہے۔ گویا یہ معمول
اس مصلحت سے اختیار کیا تھا کہ مسلمان ان کی قراءت کو
سُنیں اور اس باب میں صحیح ذوق حاصل کر لیں۔ اس
کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لحن یعنی نحو اور لغت کے
سیکھنے کی طرف رغبت دلائی تاکہ محاوراتِ عرب کو
سمجھیں۔ مورق عجلی سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب
نے فرمایا کہ فرائض کو اور لحن یعنی نحو و لغت اور سُنن
(یعنی حدیث) کو سیکھو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔
اس کو روایت کیا دارمی نے۔ کشاف میں اس آیت
اِنَّ اللّٰہَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَرَسُوْلُہٗ کی تفسیر
میں لکھا ہے کہ ایک دیہاتی نے ایک شخص کو یہ آیت
پڑھتے ہوئے سُنا تو بولا کہ اگر اللہ اپنے رسول سے
بیزار ہے تو میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ پھر وہ شخص
اس کا گریبان پکڑ کر عمرؓ کے پاس لایا تو اعرابی نے اُس عہ
کی قراءت کو عمرؓ کے سامنے دوہرایا۔ تو اُس وقت عمرؓ
نے عربیت کی تعلیم کا حکم دیا تھا۔ فاروقِ اعظم کی یہ
کوشش قرآن عظیم کے حفظ کے بارے میں تھی۔ رہی
تفسیرِ قرآن تو اس کا بھی چوٹی کا کام حضرت فاروق اعظم

عہ کشاف ج ۲ صفحہ ۲۸

عہ الرجز را کے زیر کے ساتھ اثم اور ذنب یعنی گناہ کے معنی میں ہے اور را کے پیش کے ساتھ بتوں کی پرستش کے معنی میں ہے۔ حفص کی قراءت را کے پیش کے ساتھ مشہور ہے۔

الرجلُ الیٰ عُمرَ فحکیٰ الاعرابیُّ قراءتہٗ
فعندہا اَمرَ عُمرُ بتعلیم العربیۃ۔ این بود
سعی فاروقِ اعظم در حفظِ نظم قرآن عظیم
اما تفسیر قرآن پس ذروۂ سنام آن بر
دست حضرت فاروق اعظم بظہور آمد
ازآن جملہ است نزول بسیاری ازآیاتِ
قرآن موافق رای او رضی اللہ تعالیٰ عنہ
و فصلے درین باب سابق بیان کردیم و
ازآن جملہ است واسطہ شدنِ حضرت
فاروق درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم واُمت او در سؤال مسئلہ کہ
مہیّج نزول آیات گشت۔ عن ابن عباس
قال لما نزلت ہذہ الآیۃ وَالَّذِيْنَ
يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ
کَبُرَ ذٰلکَ علی المُسلِمینَ فقال عمر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ انا اُفرِّجُ عنکم
فانطلقوا فقال یا نبیَّ اللہ انہ کَبُرَ
علیٰ اَصحابکَ ہذہ الآیۃ فقال اِنّ اللہ
لم یفرض الزکوٰۃَ اِلّا لِیُطیِّبَ ما بقیَ
مِن اَموالکم وانما فرضَ المواریثَ و
ذکر کلمۃً لِتکونَ لِمَن بعدَکم قال
فکبّرَ عمرُ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اَلا اُخبرُکَ بخیرِ ما یکنزُ المرءُ
المرأۃُ الصّالحۃُ اِذا نظرَ الیہا سرّتہٗ
واذا اَمرَہا اَطاعتہٗ واذا غابَ عنہا

کے ہاتھ پر ظاہر ہوا۔ اُن میں سے ایک ہے قرآن شریف کی بہت سی آیات کا نزول حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کے مطابق۔ اور اس کے بارے میں اس کتاب کی ایک فصل میں مفصل لکھ چکے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک ہے حضرت فاروق کا واسطہ بننا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمت کے درمیان ایک مسئلہ کے سوال میں جو بعض آیات کے نزول سے لوگوں میں ہیجان کا سبب بن گیا تھا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ تو یہ مضمون مسلمانوں پر بھاری گذرا، تو عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس فکر کو زائل کردوں گا تم میرے ساتھ چلو۔ تو (لوگوں کو ساتھ لے جاکر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے اصحاب پر یہ آیت بھاری گذر رہی ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے زکوٰۃ اسی لئے تو فرض کی ہے تاکہ جو کچھ تمہارے اموال باقی رہیں اُن کو پاک کرے اور اللہ تعالےٰ نے وارثوں کے حصے مقرر کر دیئے۔ اور اس کلمہ کا ذکر اس لئے کیا تاکہ تمہارے پس ماندوں کے پاس مال (متروکہ) رہے۔ کہا کہ پھر عمر رضؓ نے اللہ اکبر کہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم کو خبر نہ دوں ایک مرد کے لئے بہترین خزانہ کی؟ وہ نیک بی بی ہے کہ جب مرد اس کی طرف دیکھے تو وہ اُس کو خوش کر دے اور جب مرد اُس کو کوئی حکم دے تو وہ اُس کی اطاعت کرے اور جب وہ غائب ہو تو اس کے مال کی حفاظت کرے۔ اس کو حاکم نے روایت

عـہ یعنی اُس شخص نے لام کے زیر کے ساتھ پڑھا تھا جس کی وجہ سے اس کے معنی یہ ہو گئے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اپنے رسول سے بھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

حفظتُہ ما اخرجہ الحاکم۔ و آزان جملہ تفسیر بسیاری از مشکلات قرآن۔ عن مسلم بن یسار الجہنی انَّ عمر بن الخطاب سُئِلَ عن ہذہ الآیۃ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي ڔ شَهِدْنَا ڔ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ فقال عمر بن الخطاب سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عنہا فقالَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللہَ خَلَقَ آدمَ مَسَحَ ظہرَہ بیمینہ فاستخرجَ منہ ذریۃً فقال خلقتُ ہؤلاءِ للجنۃِ وبعملِ اہلِ الجنۃِ یعملونَ ثم مَسَحَ ظہرَہ فاستخرجَ منہ ذریۃً فقال خلقتُ ہؤلاءِ للنارِ وبعملِ اہلِ النارِ یعملونَ فقالَ الرجلُ ففیمَ العملُ یا رسول اللہ قال فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انَّ اللہ اذا خَلَقَ العبدَ للجنۃ استعملہ بعمل اہل الجنۃ حتی یموت علی عمل من اعمال اہل الجنۃ فیدخلہ اللہ الجنۃ واذا خلق العبد للنار استعملہ بعمل اہل النار حتی یموت علی عمل من اعمال اہل النار فیدخلہ اللہ النارَ اخرجہ الترمذی۔ وعن یعلے

کیا۔ اور اُن میں سے ہے قرآن کی بہت سی مشکلات کی تفسیر۔ مسلم بن یسار جہنی سے مروی ہے کہ عمر بن الخطاب سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ الخ (۷، ۱۷۲) اور جب آپ کے رب نے اولادِ آدم کی پُشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن سے اُن ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں۔ ہم (سب اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں۔ تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے"۔ تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا، پھر اس کی پُشت پر اپنا ہاتھ پھیرا اور اُس میں سے ایک ذُرّیت کو نکالا پھر فرمایا کہ میں نے ان کو جنت کے لئے پیدا کیا اور یہ لوگ اہلِ جنت کے اعمال کریں گے۔ پھر آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اُس سے ایک ذریت کو نکالا اور فرمایا کہ میں نے ان کو نار کے لئے پیدا فرمایا اور یہ لوگ اہلِ نار کے اعمال کریں گے۔ پھر اُس شخص نے کہا کہ پھر عمل کس چیز میں ہوگا۔ کہا کہ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب بندے کو جنت کے لئے پیدا کیا تو اس کو عامل بنائے گا اہلِ جنت کے عمل کا یہاں تک کہ اُس کی موت کسی ایسے عمل پر آئے گی جو اہلِ جنت کے اعمال میں سے ہو، پھر اُس کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور جب اللہ نے بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس کو عامل بنائے گا اہلِ نار کے عمل کا یہاں تک کہ اُس کی موت اہلِ نار کے اعمال میں

(صفحہ ۲۶۲ کا بقایا) اسی بنا پر اعرابی (دیہاتی) نے کہا کہ جب اللہ رسول سے بیزار ہے تو میں بھی بیزار ہوں۔ اسی واقعہ کے بعد حضرت عمرؓ نے اسود کو حکم دیا کہ وہ قواعدِ نحو مرتب کریں ۱۲

بن امیۃ قال قلتُ لعمر انما قال اللہ
تعالیٰ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ
اِنْ خِفْتُمْ وَقد اَمِنَ النَّاسُ
فقال عمر عجبتُ مما عجبتَ منہ فذکرتُ
ذٰلک لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال صَدَقَۃٌ تَصَدَّقَ اللہ بہا علیکم
فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَہ - اخرجہ الترمذی -
وعن عبید بن عمیر اَنَّ عمر سَأَلَ
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
فیم ترون اُنزلت اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ
اَنْ تَکُوْنَ لَہٗ جَنَّۃٌ فقالوا اللہ
اعلم فغضبَ فقال قولوا نعلم اولا نعلم
قال ابن عباس فی نفسی منہا
شیئٌ یا امیر المؤمنین فقال عمر قل یا ابنَ
اخی ولا تحقر نفسک قال ابن عباس
ضُربت مثلاً لِعمل فقال عمر ای عمل
فقال لِعمل فقال عمر رجل غنی یعمل
الحسنات ثم بعث اللہ لہ الشیاطین
فعمل بالمعاصی حتی اغرق اعمالہ کلہا
اخرجہ الحاکم - وعن عکرمۃ عن ابن عباس
رضی اللہ عنہما قال اِنَّ الشُّرَّابَ کانوا
یُضْرَبُوْنَ علی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بالایدی وَالنِّعَالِ وَ
وَالعِصَا حتی توفی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکانوا فی خلافۃ ابی بکر

سے کسی عمل پر آئے گی پھر اللہ تعالیٰ اُس کو نار میں داخل کرے
گا- اس کو روایت کیا ترمذی نے ۔ اور مروی ہے یعلےٰ بن امیہ
سے، کہا کہ میں نے عمرؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَنْ
تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ اِنْ خِفْتُمْ (اور جب تم زمین
میں سفر کرو تو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا (بلکہ ضروری
ہے) کہ تم نماز کو کم کر دو، اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر پریشان کریں
گے (۴: ۱۰۱) اور اب لوگ مامون ہو چکے ہیں. تو عمر نے کہا کہ میں
بھی اس چیز سے حیران ہوا ہوں جس چیز سے تم حیران ہوئے. پھر میں
نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو فرمایا کہ یہ ایک صدقہ
(یعنی عطیہ) ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو مرحمت فرمایا تو اس کے صدقہ کو
قبول کرو- اس کو روایت کیا ترمذی نے ۔ اور عُبید بن عمیر سے مروی ہے کہ
عمرؓ نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس آیت کا اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ
الخ (۲: ۲۶۶) (بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا کوئی باغ ہو
الخ) نزول تم کس چیز کے بارے میں سمجھتے ہو؟ تو انہوں نے کہا اللہ
اعلم اس پر عمر غصہ ہو گئے اور فرمایا کہ یہ کہو کہ ہم جانتے ہیں یا یہ کہو
کہ نہیں جانتے ۔ ابن عباس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرے
دل میں ایک بات ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اے بھتیجے اپنی ذات کو حقیر
نہ سمجھو، تو ابن عباس نے کہا کہ عمل کے لئے یہ ایک مثال بیان فرمائی
گئی ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کونسے عمل کے لئے تو ابن عباس نے کہا بس
عمل کے لئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ ایک مالدار شخص نیک کام کر رہا ہے، پھر
اللہ تعالیٰ نے اُس کے اُوپر شیطانوں کو بھیج دیا تو اس نے گناہ کے کام کئے
یہاں تک کہ (معاصی کے دریا میں) اپنے تمام اعمال کو غرق کر دیا۔ اس
کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عکرمہ ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں
کہا کہ شراب خواروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
ہاتھوں سے اور جوتوں سے اور لاٹھی سے مارا جاتا تھا، یہاں تک

رضی اللہ عنہ اکثر منہم فی عہد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابو بکر لو فرضنا
لہم حدًّا فتوخّی نحواً مما کانوا یضربون
فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ تجلدہم اربعین
حتی توفی ثم قام من بعدہ عمر فجلدہم
کذلک اربعین حتی اُتی برجل من
المہاجرین الاولین وقد کان شرب فامر بہ
ان یجلد فقال لم تجلدنی بینی و بینک
کتاب اللہ عزوجل فقال عمر رضی اللہ
عنہ فی ای کتاب اللہ تجد انی لا اجلدک
فقال ان اللہ تعالیٰ یقول فی کتابہ لَیْسَ
عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا الآیۃ فانا من
الذین اٰمنوا و عملوا الصالحات ثم اتقوا
و اٰمنوا ثم اتقوا و احسنوا شہدتُّ
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدرًا
والحدیبیۃ والخندق والمشاھد
فقال عمر رضی اللہ عنہ الا تردّون علیہ
مایقول فقال ابن عباس ان ہؤلاء
الآیات اُنزلت عذرًا للماضین و حجۃً
علی الباقین لانّ اللہ عزوجل یقول
یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ
رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ
کی خلافت کے زمانہ میں ایسے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
سے زیادہ تھے تو ابوبکر نے کہا کہ ہم اگر ان کے لئے ایک حد مقرر کردیں تو
مناسب ہو۔ تو انہوں نے غور کیا ان طریقوں پر جن سے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ان کو مارا جاتا تھا۔ تو ابوبکر رض نے کہا کہ ہم ان
کے چالیس کوڑے ماریں گے (اس عمل پر ہوتا رہا) یہاں تک کہ ابوبکر کی
وفات ہوگئی۔ پھر ان کے بعد خلافت پر عمر قائم ہوئے تو وہ بھی ان کے
اسی طرح چالیس کوڑے لگواتے رہے، یہاں تک کہ مہاجرین اولین
میں کے ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو اس کے بھی کوڑے
مارنے کا حکم دیا۔ تو اس نے کہا کہ تم میرے کوڑے کیوں مارتے ہو۔
میرے اور تمہارے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب موجود ہے۔ تو
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو کونسی کتاب اللہ میں یہ حکم پاتا ہے کہ میں
تیرے کوڑے نہ لگواؤں۔ تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا
ہے لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (۵: ۹۳) ایسے لوگوں پر جو ایمان
رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس
کو انہوں نے کھایا پیا۔ آخر تک۔ تو میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان
لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، پھر پرہیزگار بنے اور ایمان لائے پھر
پرہیزگار بنے اور خوب نیک عمل کئے۔ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ بدر میں حاضر ہوا اور حدیبیہ میں اور خندق میں اور تمام غزوات میں۔ تو
عمر رضی اللہ عنہ نے (حاضرین سے) کہا کہ تم اس کا رد نہیں کرتے جو یہ کہہ رہا
ہے تو ابن عباس نے کہا کہ یہ آیات نازل ہوئی ہیں گذرے ہوئے لوگوں کے
لئے عذر بنا کر اور باقی لوگوں پر حجت بنا کر کیونکہ اللہ عزوجل (اس آیت سے پہلے)
فرماتا ہے یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّمَا الْخَمْرُ الخ (۵: ۹۱) اے ایمان والو
بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں
شیطانی کام ہیں سو ان سے بالکل الگ رہو۔ ابن عباس نے اس پوری

فاجتنبوہ ثم قرأ حتی انفذ
الآیۃ الاخری لیس علی الذین آمنوا
وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا اذا
ما اتقوا و آمنوا وعملوا الصالحات ثم
اتقوا و احسنوا فان اللہ عز وجل
قد نہی ان یشرب الخمر فقال عمر رضی اللہ
عنہ صدقت فماذا ترون فقال علی
رضی اللہ عنہ نری انہ اذا شرب سکر
واذا سکر ہذی واذا ہذی افتری
وعلی المفتری ثمانون جلدۃ فامر عمر
رضی اللہ عنہ فجلد ثمانین اخرجہ
الحاکم۔ وعن جعفر بن سلیمان قال
سمعت ابا عمران الجونی یقول مر عمر
بن الخطاب بدیر راہب قال فناداہ
یا راہب قال فاشرف علیہ فجعل
ینظر الیہ ویبکی قال فقیل لہ یا امیر
المؤمنین من ہذا قال ذکرت قول اللہ
تعالیٰ عزوجل فی کتابہ عاملۃ ناصبۃ
تصلی نارا حامیۃ تسقی من
عین آنیۃ فذلک الذی ابکانی
اخرجہ الحاکم۔ در آخر این مبحث نکتہ
می باید دانست کہ مرضی شارع در
آیات صفات مثل وجہ و ید عدم خوض
بود در تفسیر آن و در آیات مجملۂ احکام
عدم تعیین مراد علی وجہ الجزم تا تضییق

آیت کی قراءت کے بعد دوسری آیت پڑھی لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا إِذَا مَا اتَّقَوْا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّأَحْسَنُوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے کہ شراب پی جائے۔ تو عمر رض نے فرمایا کہ تم نے صحیح کہا۔ اب تمہاری کیا رائے ہے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب شراب پی تو نشہ ہوا اور جب نشہ ہوا تو ہذیان ہوا اور ہذیان ہوا تو افتراء کرنے لگا اور مفتری پر حد کے اسّی کوڑے ہیں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اسّی کوڑے لگائے گئے اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور جعفر بن سلیمان سے مروی ہے کہا میں نے ابو عمران جونی سے سُنا وہ کہتے تھے کہ عمر بن الخطاب کا ایک راہب کے صومعہ پر گذر ہوا۔ کہا کہ انہوں نے اس کو پکارا کہ اے راہب! کہا کہ پھر وہ اوپر سے جھانکا تو عمر نے اس کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا کہا کہ پھر ان سے کہا گیا کہ اے امیر المومنین یہ کون ہے (کہ اس کو دیکھ کر آپ روئے) کہا کہ مجھے حق تعالیٰ کا قول جو اس کی کتاب میں ہے یاد آگیا عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلَىٰ نَارًا حَامِيَةً الخ (۸۸: ۳، ۴، ۵) بہت سے چہرے مصیبت جھیلنے والے خستہ ہوں گے اور آتش سوزاں میں داخل ہوں گے (اور کھولتے ہوئے چشمہ سے اُن کو پانی پلایا جائے گا" یہ ہے وہ بات جس نے مجھے رُلا دیا اس کو حاکم نے روایت کیا۔ نکتہ

اس بحث کے آخر میں ایک نکتہ جان لینا چاہئے کہ شارع کی مرضی آیات صفات مثل وجہ (چہرہ) اور ید (ہاتھ) کی تفسیر کے بارے میں یہ ہے کہ اس کی کاوش میں نہ پڑیں اور ایسی آیات کے بارے میں جو احکام کے اعتبار سے مجمل ہیں اُن میں تعیینِ مراد کسی خاص احتمال پر جزم و یقین نہ کیا جائے تاکہ امت کے لئے تنگی نہ واقع ہو۔ بلکہ اس قسم کے مبحث میں آپ سوال کو بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ مشکوٰۃ میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جرم کے اعتبار سے مسلمانوں میں سب سے بڑا وہ شخص ہے

است لازم نباید بلکہ سوال را در مثل
این مبحث نمی پسندیدند۔ فی المشکوٰۃ
عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اَعظم المسلمین
جُرْماً مَنْ سَأَلَ عن شیئٍ لَم یُحَرَّم علی
النَّاسِ فحُرِّمَ من اَجلِ مَسْئَلَتِہٖ متفق علیہ
وچون قرآن راستار است بر زبان
قریش نازل شدہ در قرنِ اوّل کہ
ہنوز زبان ایشان مختلط نشدہ بود
واہل عراق ویمن وشام بایشان نہ
پیوستہ بودند چندان محتاج بشرح غریب
نبودند از اسباب نزول انچہ واجب
البحث است در تفسیر اکثر مردم میدانستند
وانچہ محتاج الیہ نبود از جہت آنکہ اشارات
قرآن بران تکیہ ندارد والعبرۃ لعموم
النظم لابسبب النزول بلان نمی پرداختند
واکثار از تفاصیل قصص اسرائیلیہ
نیز مرضی نبود بالجملہ ہمیں امور سبب
آن شد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
این مبحث را اعتناء تمام نفرمودند حالانکہ
بیان قرآن درمنصب نبوت داخل بود
قال اللہ تبارک وتعالی لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ
مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ وہمین امور بعینہا
باعث آن شد کہ فاروق اعظم اکثار در
تکلم این مباحث نماید واللہ اعلم

جو ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جو لوگوں پر حرام نہیں کی گئی تھی
مگر اس کے سوال کی وجہ سے حرام کردی گئی۔ یہ حدیث
متفق علیہ ہے۔ اور چوں کہ قرآن بالکل ٹھیک ٹھیک قریش
کی زبان پر قرنِ اوّل میں نازل ہوا ہے کہ اس وقت تک
اُن کی زبان میں آمیزش نہیں ہوئی تھی اور عراق ویمن اور
شام کے لوگ ان سے مختلط نہیں ہوئے تھے اس لئے کسی اوپرے
لفظ کی شرح کی چنداں حاجت نہیں تھی۔ تفسیر کے بارے
میں اسبابِ نزول پر جو باتیں (بعد میں) واجب البحث ہیں اُن
کو (اُس وقت) اکثر لوگ جانتے تھے۔ اور جو بات محتاج الیہ
نہیں تھی اس لحاظ سے کہ قرآن کے اشارات صرف اسی
لئے مربوط ہوں (اور اعتبار کلام کے عموم کا ہوتا ہے سبب
نزول کا نہیں) اس میں مشغول نہیں ہوا کرتے تھے۔ اور اسرائیلی
قصص کی تفصیلات کثرت سے بیان کرنا بھی ناپسند تھا
الغرض یہی امور اس بات کا سبب بنے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اس مبحث پر پوری توجہ نہ فرمائی،
حالانکہ قرآن کی وضاحت منصب نبوت میں داخل تھی، اللہ
تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ (تاکہ
تو لوگوں سے جو اُن کی طرف نازل ہوا ہے کھول کر بیان کرے)
اور بالکل یہی امور اس بات کا باعث ہوئے کہ فاروق اعظم
نے ان مباحث میں کلام نہیں فرمایا، اور حقائق امور کو اللہ ہی
سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ رہا حدیث کی تبلیغ میں فاروق
اعظم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے
درمیان واسطہ بننا تو وہ ایسی بہتر صورت کے ساتھ واقع ہوا
کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں ہوتا۔ اور اس مقام میں
ضروری ہے کہ دو نکتوں کو مفصل بیان کیا جائے۔

بحقائق الامور۔ اما توسط فاروق اعظم درمیان
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و امت او
در تبلیغ حدیث پس بوجہی واقع شد کہ زیادہ
ازان متصور نباشد۔ و درین مقام لابدست
از تمہید دو نکتہ **نکتہ** نخستین صحابہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم باعتبار کثرت و
قلتِ روایت حدیث بر چہار طبقہ اند
مکثرین کہ مرویاتِ ایشان ہزار حدیث
باشد فصاعدًا و متوسطین کہ مرویات
ایشان قریب پانصد حدیث فصاعدًا
تاصد و چہار صد در حدیث شریف
آمدہ من حفظ علی امتی اربعین حدیثاً
حشر مع العلماء او کما قال و مقلین
کہ مرویات ایشان تا چہل نمی رسد جمہور
اہل حدیث گفتہ اند کہ مکثرین از صحابہ
ہشت کس اند ابوہریرہ و عائشہ صدیقہ
و عبداللہ بن عمر و عبداللہ بن عباس
و عبداللہ بن عمرو بن العاص و انس
و جابر و ابوسعید خدری، و از متوسطین
عمر بن الخطاب و علی بن ابی طالب
و عبداللہ بن مسعود و ابوموسیٰ اشعری
و براء بن عازب و امثال ایشان را
شمردہ اند کہ از ہر یکے زیادہ از پانصد
و کمتر از ہزار در دستِ مردم موجود است
و این فقیر درین مقدمہ بحثی دارد

پہلا نکتہ۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے باعتبار کثرت
و قلتِ روایت کے چار طبقے ہیں۔ مکثرین کہ جن کی مرویات
ایک ہزار حدیث یا اس سے زیادہ ہوں۔ متوسطین کہ جن
کی مرویات تقریبًا پانچ سو حدیث یا اس سے زیادہ ہوں
جیسے ابوموسیٰ اور براء بن عازب اور وہ جماعت کہ جن
کی مرویات چالیس حدیث یا اس سے زیادہ ہوں
تین سو اور چار سو تک۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس نے
میری امت پر چالیس حدیثیں حفظ کیں اس کا حشر علماء کے
ساتھ ہوگا یا جیسا کہ فرمایا اور مقلین کہ جن کی مرویات چالیس
تک نہیں پہنچتیں۔ جمہور اہل حدیث نے کہا ہے کہ صحابہ
میں سے مکثرین آٹھ آدمی ہیں۔ ابوہریرہ اور عائشہ صدیقہ
اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس اور عبداللہ
بن عمرو بن العاص اور انس اور جابر اور ابوسعید خدری۔
متوسطین میں سے عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب
اور عبداللہ بن مسعود اور ابوموسیٰ اشعری اور براء
بن عازب اور ان کے مثل حضرات کو شمار کیا ہے کہ
ہر ایک کی حدیثیں پانچسو سے زیادہ اور ایک ہزار سے
کم لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہیں۔ اور یہ فقیر اس مقدمہ
میں بحث رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں فاروق اعظم
اور علی مرتضیٰ اور عبداللہ بن مسعود بہت پائے جاتے ہیں اور
وہ جو کہ باعتبارِ ظاہر موقوف اور باعتبارِ حقیقت مرفوع ہیں
ان عزیزوں سے بہت منقول ہیں جو کہ باب فقہ میں اور
باب احسان میں اور باب حکمت میں پائی جاتی ہیں جو کہ بہت
سی وجہ سے مرفوع ہیں، پھر اُن کے الفاظ میں ایک اشارہ
خفیہ اُن کے مرفوع ہونے پر دلالت کرنے والا پایا جاتا

آن آن است کہ در حدیث فاروق اعظم و علی مرتضے و عبداللہ بن مسعود بسیار یافتہ میشود آنچہ موقوفست ظاہرًا و مرفوع است حقیقۃً ازین عزیزان نقل بسیاری درباب فقہ و در باب احسان و در باب حکمت یافتہ میشود کہ بوجوہ بسیاری مرفوع است باز در لفظ الشان اشارتے خفیہ ادراک نمودہ می آید دال بر رفع آن پس بمقتضای قاعدۂ اصول حدیث کہ پیش مَہرۂ این فن منقح شدہ اکثری از احادیث موقوفہ بحقیقت مرفوع است پس این عزیزان از مُکثِرین باشند وشواھد این مقدمہ بسیار است لکن بسط مقال دران باب فرصتے می طلبد و متفطن لبیب راگنجائش است کہ آنچہ در فقہ و احسان و حکمت ذکر کردہ ایم بر احادیث مرفوعہ مثبتہ در اصول عرض کند و قواعد کلیہ کہ شیخ ابن حجر در شرح نخبہ مذکور ساختہ بر دست گیرد و بشناسد کہ کدام حدیث مرفوع است

نکتۂ دوم بعض صحابہ مثل ابن عباس و ابوہریرہ حدیث را از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نقل میکرد

ہے تو بموجب قاعدۂ اصول حدیث کے جو کہ اس فن کے ماہرین کے نزدیک منقح ہو چکا ہے احادیث موقوفہ کا اکثر حصّہ درحقیقت مرفوع ہے جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ یہ اکابر مُکثرین میں سے ہوں گے۔ اور اس مقدمہ کے شواھد بہت ہیں لیکن اس باب میں مفصل کلام بہت فرصت چاہتا ہے۔ اور ذہین و صاحب عقل کے لئے گنجائش ہے کہ جو کچھ فقہ اور احسان اور حکمت کے ابواب میں ہم ذکر کر آئے ہیں اُن کو اُن احادیث مرفوعہ پر جو اصولِ حدیث سے ثابت ہیں پیش کر کے دیکھ لے اور وہ قواعدِ کلیہ جن کو شیخ ابن حجر نے شرح نخبہ میں ذکر کیا ہے اُن پر عبور حاصل کر کے پہچان لے کہ کون کون سی حدیث مرفوع ہے۔

دوسرا نکتہ۔ بعض صحابہ مثل ابن عباس و ابوہریرہ حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان صیغوں سے نقل کرتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اَمَرَ النبی صلّی اللہ علیہ وسلم اور نَہی النبی صلّی اللہ علیہ وسلم اور اُمِرْنا بکذا (ہم کو ایسا حکم دیا گیا) اور نُہینا عن کذا (ہم کو فلاں بات سے روکا گیا) اور من السُّنۃِ کذا (یہ بات سنت میں سے ہے) اور درحقیقت وہ حدیث خود اُن کی سُنی ہوئی نہیں تھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم سے، بلکہ وہ صحابۂ کبار کے واسطہ سے

بصیغہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وعن النبی صلے اللہ علیہ وسلم
وامر النبی صلے اللہ علیہ وسلم و
نہی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم وأُمِرنا
بکذا ونُہینا عن کذا ومن السُّنّۃ کذا
وبحقیقت آن حدیث مسموع خود ایشان
نبوده است از جناب آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بلکہ بواسطۂ صحابۂ کبار روایت
میکردند گاہی ذکرِ آن واسطہ می نمودند
وگاہ راہِ اختصار می پیمودند دربسیاری
ازحدیث اختلاف رُواۃ بر ابن
عباس دیدہ باشی یکے میگوید
عن ابن عباس عن میمونۃ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم ودیگی عن ابن عباس
عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم روایت
میکند ودیگری عن ابن عباس عن
الفضل بن عباس عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ویکے عن ابن عباس عن
النبی صلے اللہ علیہ وسلم نقل میکند
اینہمہ نیرنگ تجویز ارسال و
اِسناد است ۔ قصہ کوتاہ حدیث بسیار
ازمرویات امیرالمؤمنین عمر بن
الخطاب و علی ابن ابی طالب و
عبداللہ بن مسعود درمیانِ دفاتر ہست
کہ پی بانتساب انہا باین عزیزان غیر

روایت کرتے تھے ۔ کبھی اس واسطہ کا ذکر کر
دیتے تھے اور کبھی اختصار کی راہ اختیار کرلیتے
تھے ۔ بہت سی حدیثوں میں تم نے ابن عباس پر راویوں
کا اختلاف دیکھا ہوگا ۔ ایک کہتا ہے: مروی ہے ابن
عباس سے وہ روایت کرتے ہیں میمونہ سے وہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ اور ایک یوں روایت
کرتا ہے کہ مروی ہے ابن عباس سے وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے ۔ اور دوسرا یوں روایت کرتا ہے :
مروی ہے ابنِ عباس سے وہ روایت کرتے ہیں فضل
بن عباس سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ اور
ایک اس طرح نقل کرتا ہے: روایت ہے ابن عباس
سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔
یہ سب نیرنگیاں ارسال اور اسناد دونوں کے
جائز ہونے کی بناء پر ہیں ۔ مختصر یہ ہے کہ امیرالمؤمنین
عمر بن الخطاب اور علی بن ابی طالب وعبداللہ
بن مسعود کی مرویات بکثرت دفاترِ حدیث میں موجود
ہیں مگر اُن عزیزوں کی طرف نسبت کا کھوج صرف
وہی لگا سکتا ہے جو ذہین اور دانش مند ہو ۔
الحاصل فاروق اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے
فنِ حدیث کی بہت سی اصولی حدیثوں کی روایت
کی ہے اور وہ لوگوں کے ہاتھوں میں اب تک موجود
ہیں ۔ اس کے بعد فاروق اعظم نے علماء صحابہ کو
دار الاسلام کے بڑے بڑے شہروں میں
روانہ کیا اور وہاں قیام کا اور ان میں روایتِ حدیث
کا حکم دیا ۔ حارثہ بن مضرب سے مروی ہے کہا کہ میں

متفطن بسبب نمی تواند برد- بالجملہ فاروق اعظم
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسیاری از امہاتِ فن
حدیث روایت کردہ است و در دست
مردم ہنوز باقی است بعد از ان فاروق اعظم
علماء صحابہ را باقالیم دار الاسلام روان ساخت
وامر کرد باقامت در شہرہا و بروایت
حدیث و در آنجا عن حارثۃ بن مضرب قال
قرأت کتاب عمر الی اہل الکوفۃ اما بعد
فانی بعثتُ الیکم عمارًا امیرا و عبدَ اللہ
بن مسعود معلما و وزیرا الحدیث- فی
الاستیعاب قال الاوزاعی اوّلُ من
وُلّیَ قضاء فلسطین عُبادۃُ بن الصامت و
کان معاویۃ قد خالفہ فی شیءٍ انکرہ علیہ
عُبادۃُ من الصرف فاغلظ لہ معاویۃُ فی
القول فقال لہ عبادۃُ لا اُساکنک بارض
واحدۃ ابدا و رحل الی المدینۃ فقال
لہ عمر ما اقدمک فاخبرہ فقال ارجع الی
مکانک فقبح اللہ ارضا لستَ فیہا و
لا امثالک وکتبَ الی معاویۃ لا اِمرۃ
لک علی عُبادۃ- وعن الحسن قال کان
عبد اللہ بن المغفل احد العشرۃ الذین
بعثہم عمر الینا یُفقّہونَ الناسَ ذکرہ
فی الاستیعاب- وعن الحسن عن ابی
موسیٰ انہ قال حین قدم البصرۃ بعثنی
الیکم عمر بن الخطاب اُعلّمکم کتابَ ربکم

نے اہل کوفہ کے نام عمر کا بھیجا ہوا خط پڑھا ہے جو یہ
ہے **اما بعد** میں نے تمہارے پاس عمار کو
امیر بنا کر اور عبد اللہ بن مسعود کو معلّم اور وزیر بنا کر
بھیجا ہے۔ آخر حدیث تک۔ استیعاب میں ہے کہ
اوزاعی نے بیان کیا کہ سب سے پہلے فلسطین کا قاضی
عبادہ بن الصامت کو بنایا گیا تھا اور معاویہ ان کے مخالف
ہوگئے تھے ایک ایسے بیع صرف کے معاملہ میں جس
پر عبادہ نے اُس پر اعتراض کیا تھا اور معاویہ نے ان
سے سخت گفتگو کی تھی تو اُن سے عبادہ نے کہا کہ میں
تیرے ساتھ ایک زمین پر کبھی نہ رہوں گا اور
مدینہ کی طرف کوچ کر گئے۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا
کہ آنے کا کیا سبب ہے تو اُن کو خبر دی۔ تو عمرؓ نے
کہا کہ اپنی جگہ واپس جاؤ۔ اللہ نے سرزمین کو قبح کیا،
تم اور تم جیسے اُس میں نہ رہیں؟ (ایسا نہ ہوگا) اور
معاویہ کو لکھا کہ تمہیں عبادہ پر کوئی اختیار نہیں۔ اور
حسن سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن مغفل اُن دس
میں سے ایک تھے جن کو عمرؓ نے ہماری طرف بھیجا
تھا جو کہ لوگوں کو دین کی باتیں سکھاتے تھے۔
استیعاب میں اُس کا ذکر کیا گیا۔ اور مروی ہے
حسن سے وہ ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں
کہ جب وہ بصرہ میں آئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے
تمہارے پاس عمر نے بھیجا ہے کہ میں تم کو تمہارے
رب کی کتاب اور حدیث کی تعلیم دوں اور تمہارے
طریقوں کو پاکیزہ کروں۔ اس کو دارمی نے روایت
کیا۔ اس کے بعد آپ نے خبر گیری کی حدیث کے

وسنتكم وانظف طرقكم اخرجه الدارمی
بعد ازان تاکید نمود رواة حدیث
را تا دران امر خطیر تساہل نکنند۔ عن
مالک عن ربیعه بن عبد الرحمن من غیر
واحد عن علمائهم ان اباموسی الاشعری
جاء ليستأذن على عمر بن الخطاب فاستأذن
ثلثا ثم رجع فارسل عمر بن الخطاب
فی اثره فقال مالک لم تدخل فقال ابوموسی
الاشعری سمعت رسول الله صلی الله علیه
وسلم یقول الاستیذان ثلث فان
اذن لک فادخل والا فارجع فقال عمر
ابن الخطاب ومن یعلم هذا لئن لم تأتنی
بمن یعلم ذلک لافعلن بک کذا وکذا
فخرج ابوموسی حتی جاء مجلسا فی
المسجد يقال له مجلس الانصار فقال انی
اخبرت عمر بن الخطاب انی سمعت رسول
الله صلی الله علیه وسلم یقول الاستیذان
ثلاث فان اذن لک فادخل والا فارجع
فقال لئن لم تأتنی بمن یعلم هذا لافعلن
بک کذا وکذا فان کان سمع ذلک احد
منکم فليقم معی فقالوا لابی سعید الخدری
قم معه وکان ابوسعید اصغرهم فقام معه
فاخبر ذلک عمر بن الخطاب فقال لابی
موسی اما انی لم اتهمک ولکنی خشیت
ان یتقول الناس علی رسول الله صلی الله

راویوں کی تاکہ وہ اس اہم کام میں تساہل نہ کریں۔ مروی ہے
مالک بن ربیعہ بن عبدالرحمن سے وہ اپنے یہاں کے ایک
سے زیادہ علماء سے کہ ابوموسیٰ اشعری نے آکر عمر بن
الخطاب سے آنے کی اجازت طلب کی۔ تین مرتبہ اجازت
طلب کی پھر لوٹ گئے۔ توان کے پیچھے پیچھے عمر بن الخطاب
نے اُن کو بلا بھیجا۔ پھر فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں اندر نہیں
آئے تو ابوموسیٰ اشعری نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ اجازت
مانگنا تین مرتبہ ہونا چاہئے۔ پھر اگر تم کو اجازت مل جائے تو داخل
ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ۔ تو عمر بن الخطاب نے فرمایا اس کو
اور کون جانتا ہے۔ اگر ایسے شخص کو تو میرے پاس نہ لایا جو
اس بات کو جانتا ہو تو میں ضرور تیرے ساتھ ایسا اور ایسا
کروں گا۔ تو ابوموسیٰ نکل کر مسجد میں ایک مجلس میں پہنچے جس
کو مجلس الانصار کہا جاتا تھا اور کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب
کو خبر دی تھی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا
ہے کہ اجازت مانگنا تین مرتبہ ہونا چاہئے۔ پھر اگر تم کو اجازت مل جائے
تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ، تو عمر نے کہا کہ اگر تو میرے
پاس ایسے شخص کو نہیں لائے گا جو اس بات کو جانتا ہو تو
میں ضرور تیرے ساتھ ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو اگر تم میں کوئی
ایسا شخص موجود ہے جس نے یہ سُنا ہو تو وہ اُٹھ کر میرے ساتھ
چلے۔ تو لوگوں نے ابوسعید خدری سے کہا کہ تو اس کے ساتھ
ہو جا اور وہ ان سب میں چھوٹے تھے تو وہ ان کے ساتھ ہو لئے
پھر انہوں نے عمر بن الخطاب کو اس کی خبر دی۔ اُس کے
بعد عمر بن الخطاب نے ابوموسیٰ سے کہا کہ سمجھ لو کہ میں نے تم کو
متہم نہیں سمجھا تھا، لیکن مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ لوگ بات بنا

علیہ وسلم رَوَاہُ فی المؤطا و اخرج احمد عن معاویۃ بن ابی سفیان انہ قال علیکم من الاحادیث بما کان فی زمن عمر بن الخطاب فانہ کان یخیف الناس فی اللہ عزوجل او کما قال۔ بعد ازان تفتیش نمود در بسیاری از احادیث تا از حامل آن برارد عن المغیرۃ بن شعبۃ قال نشد عمر الناس اَسمع من النبی صلے اللہ علیہ وسلم احد منکم فی الجنین فقام المغیرۃ فقال قضی فیہ عبدا او امۃ فنشد الناس ایضا فقام المقضی لہ فقال قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لی بہ عبدا او امۃ فنشد الناس ایضا فقام المقضی علیہ فقال قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی غرۃ عبد او امۃ فقلت اتقضی علی فیہ فیما لا اکل ولا شرب ولا استہل ولا نطق ان تطلہ فہو احق ما یطل فہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشیء معہ فقال اشعر فقال عمر لولا ما بلغنی من قضاء النبی صلے اللہ علیہ وسلم لجعلتہ دیۃ بین دیتین اخرجہ الدارمی۔ بعد ازان بسیاری را از احادیث تصحیح وتاکید نمود باشارۂ اجمالیہ بران۔ اخرج احمد عن ابن عباس قال خطب عمر بن الخطاب و کان من خطبتہ وانہ سیکون من بعدکم قوم یکذبون بالرجم و بالدجال و بالشفاعۃ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کرنے لگیں۔ اس کو مؤطا میں روایت کیا۔ اور امام احمد نے معاویہ بن ابی سفیان سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ اُن احادیث کو مضبوط پکڑو جو عمر بن الخطاب کے زمانہ میں تھیں کیونکہ وہ اللہ عزوجل کے بارے میں لوگوں کو ڈراتے رہتے تھے، یا کچھ ایسا ہی کہا۔ اس کے بعد آپ نے بہت سی احادیث کے بارے میں تفتیش کی تاکہ جو اس کا حامل ہو اُس سے برآمد کرلیں۔ مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ عمرؓ نے لوگوں کو قسم دی کہ تم میں سے جس نے جنین (کی دیت) کے بارے میں کچھ سنا وہ بتائے۔ تو مغیرہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے اس میں ایک غلام یا لونڈی دینے کا فیصلہ کیا۔ پھر عمرؓ نے دوبارہ لوگوں کو قسم دی تو وہ شخص کھڑا ہوا جس کے لئے آپؐ نے فیصلہ کیا تھا اس نے کہا کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں غلام یا لونڈی کا فیصلہ کیا تھا۔ پھر دوبارہ آپ نے لوگوں کو قسم دی تو وہ شخص کھڑا ہوا جس کے خلاف آپؐ نے وہ فیصلہ نافذ کیا تھا اور اس نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے اوپر فیصلہ کیا ایک غلام یا لونڈی دینے کا تو میں نے کہا کہ کیا آپ مجھ پر ایسے کے بارے میں یہ فیصلہ کر رہے ہیں جس نے نہ کھایا نہ پیا اور نہ وہ چلایا اور نہ بولا اگر آپ اس کے خون کو باطل و رائیگاں کردیں تو رائیگاں کی جانے والی اشیاء میں سب سے زیادہ رائیگاں ہونے کے لئے یہ سزاوار ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قصد کیا کسی شے سے جو آپ کے پاس تھی (مارنے کا) اور فرمایا کیا شعر (کہنا) ہے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فیصلہ نہ پہنچتا تو میں (بھی) یقیناً دو دیتوں میں سے ایک دیت اس بارے میں تجویز کرتا۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اس کے بعد بہت سی احادیث کی ان پر اجمالی اشارہ کرتے ہوئے تصحیح اور تاکید کی۔ روایت کیا احمد نے ابن عباس سے کہا کہ عمر بن الخطاب نے ایک خطبہ کے دوران میں فرمایا کہ عنقریب تمہارے بعد ایک قوم ہوگی

وَبِعَذَابِ الْقَبْرِ وَبِقَوْمٍ يَخْرُجُوْنَ مِنَ النَّارِ
بعد ما امتحشوا۔ بعد ازان بسیاری را از
سُنَن رواج داد بعمل برآن۔ در بسیاری
از احادیث خوانده باشی فَعَلَ ذٰلِکَ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر
وعُمَرُ۔ بالجملہ فاروق اعظم درین باب سعی
بلیغ فرموده است و آن را تا اقصی
الغایت رسانیده تا آنکہ خود در خطبۂ
اخیرہ ازان خبر داد تَرَکْتُکُمْ
عَلٰی طَرِیْقَۃٍ وَاضِحَۃٍ لَیْلُهَا نَهَارُهَا اِلَّا
اَنْ تَضِلُّوْا ہٰکذا وہٰکذا۔ وعظماء صحابہ و
تابعین بران شہادت داده اند۔ وعن
ابن مسعود انہ قال فی مسائل کان عمر
اذا سلک طریقاً وجدناه سهلاً
اخرجہ ابوبکر والدارمی۔ وعن عمرو بن
میمون ذَهَبَ عُمَرُ بِثُلُثَيِ الْعِلْمِ فَذُکِرَ
لِاِبْرَاهِیْمَ فَقَالَ ذَهَبَ عُمَرُ بِتِسْعَةِ اَعْشَارِ
الْعِلْمِ اخرجہ الدارمی۔ ہرچند مباحث
مآثر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
بنسبت اندازۂ کتاب بتطویل انجامید
لیکن چون فوائد جمہ دران مندرج است
از باب تطویل نتوان شمرد حالا فذلکۂ
مآثر ایشان درضمن دو نکتہ تقریر کنیم
نکتۂ نخستین قطع نظر از اوصافیکہ
اصحاب علم لدنی آنرا در فاروق اعظم

جو رجم کا اور دجال کا اور شفاعت کا اور عذاب قبر کا اور اس قوم کا جو
دوزخ سے جلنے کے بعد نکالے جائیں گے انکار کریں گے۔ اُس کے بعد آپ نے
احکامِ نبوی کو اُن پر عمل کے ذریعہ سے رواج دیا۔ تم نے بہت سی احادیث
میں پڑھا ہوگا کہ فَعَلَ ذٰلِکَ الخ یعنی ایسا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے خلاصہ یہ کہ فاروقِ اعظم نے اس باب میں سعیٔ بلیغ
فرمائی ہے اور اس کو آخری حد تک پہنچا دیا یہاں تک کہ آپ نے اپنے آخری
خطبہ میں اس کا یوں بیان فرمایا کہ "میں نے تم کو ایسے راستہ پر چھوڑا
ہے جو سیدھا اور صاف ہے جس کی رات بھی دن کی طرح ہے مگر یہ کہ
تم خود اس سے بھٹک جاؤ اِدھر اُدھر ہو کر"۔ اور بڑے بڑے صحابہ
اور تابعین نے اس کی شہادت دی ہے۔ ابن مسعودؓ سے
مروی ہے کہ انہوں نے مسائل کے بارے میں فرمایا کہ عمرؓ
جب کسی راہ پر چلے تو ہم نے اس کو نرم (صاف ستھرا) پایا۔
اس کو ابوبکر اور دارمی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عمرو بن
میمون سے کہ (انہوں نے کہا کہ) عمر دو تہائی علم لے گئے۔ یہ
قول ابراہیم نخعی سے ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ عمر دس میں
سے نو حصہ علم لے گئے۔ اس کو دارمی نے روایت کیا۔ اگرچہ
فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوالِ کرامت کے
اشتمال میں اندازۂ کتاب کی نسبت سے تطویل ہوگئی
لیکن اس کے ضمن میں چونکہ بہت سے اہم فائدے
مندرج ہوگئے تو اس کو تطویل (بیکار طوالت) کے باب
میں شمار نہ کرنا چاہیئے۔ اب ہم اُن کے مآثر کے نچوڑ کی
دو نکتوں کے ضمن میں تقریر کرتے ہیں پہلا نکتہ
ان اوصاف سے قطع نظر جن کو اصحابِ علمِ لدنی نے
فاروقِ اعظم میں پہچانا ہے مانند اس خاصیت کے جو
آپ کے نفسِ نفیس میں حق اور باطل کو جدا جدا کرنے

شناختہ اند مانند خاصیتی کہ در نفس نفیس او نہادہ اند از تفریق میان حق و باطل بسبب ہمت او در ہر باب و مانند کمال تخلق باخلاق اللہ عزوجل وغیر ذلک مما یطول ذکرہ آنچہ عقول عامہ قطعاً ادراک آن کنند و مضطر در اثبات آن برای فاروق اعظم آنست کہ اوصاف خیر کہ مناط مدح بحسب شریعت توانند بود ہمہ در فاروق اعظم خدای تعالے نہادہ است ؎ لیس علی اللہ بمستنکر ٭ ان یجمع العالم فی الواحد اندکے خاطر را باستقراء اشخاصی کہ مقتدای مسلمین و سلسلۂ اہتداء ایشان بآن اشخاص میرسد و طوائف مسلمین بذکر خیر ایشان رطب اللسان اند و در دفاتر تاریخ احوال ایشان ثبت مینمایند مشغول باید ساخت تا ظاہر شود کہ ایشان از چند جنس بیرون نیستند پادشاہان عادل کہ در اعلاء کلمۃ اللہ بجہاد اعداء اللہ و اخذ جزیہ و خراج ید طولے پیدا کردہ اند و فتح بلدان و ترویج ایمان بر دست ایشان واقع شدہ یا مسلمانان از سایۂ ایشان در کہف امان آسودہ اند و اقامت حدود و احیاء علوم دین از ایشان ظاہر شدہ ۔ و محققین فقہاء کہ حل معضلات فتوی و احکام نمودہ اند و عالمے از ایشان مستفید گشتہ تقلید ایشان پیش گرفتہ اند مانند فقہاء اربعہ و

کے بارے میں رکھی گئی تھی جس کا سبب ہر باب میں ان کا کمالِ ہمت تھا ، اور جیساکہ اللہ عزّ وجل کے اخلاق سے متصف ہونا اور ان کے سوا باتیں جن کا بیان طویل ہے وہ باتیں جن کا عام عقلیں اچھی طرح ادراک کرلیں اور فاروق اعظم کے حق میں اُن کو ثابت سمجھنے پر مجبور ہوجائیں یہ ہیں کہ ایسے تمام اوصافِ خیر کو جن پر بحسبِ شریعت مدح کا مدار ہے اللہ تعالےٰ نے فاروق اعظم میں رکھدیئے ہیں ؎ لیس علی اللہ الخ اللہ پر یہ بات کچھ مشکل نہیں کہ عالم کو ایک وجود میں جمع کردے ۔ اب ذرا اپنے خیالات کو ایسے اشخاص کی جستجو میں لگائیے جو کہ مسلمانوں کے مقتدا تھے اور ان کا ابتدائی سلسلہ ان اشخاص تک پہنچتا ہے اور مسلمانوں کی جماعتیں اُن کے ذکرِ خیر میں رطب اللسان ہیں اور تاریخ کے دفتروں میں اُن کے حالات درج ہیں ۔ تاکہ اس جستجو کے نتیجہ میں ظاہر ہوجائے کہ ایسے اشخاص ان چند اصناف سے باہر نہیں ہیں ۔ بادشاہانِ عادل کہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد برائے اعلاءِ کلمۃ اللہ میں اور کفار سے جزیہ اور خراج کے لینے میں انہوں نے بڑی دسترس حاصل کی اور شہروں کی فتح اور ایمان کی اشاعت ان کے ہاتھ پر واقع ہوئی ، یا مسلمان ان کے زیرِ سایہ امن کی زندگی بسر کررہے ہیں اور حدود کا قیام اور علومِ دین کا احیاء ان سے ظاہر ہوا ۔ اور محققین فقہاء جنہوں نے فتویٰ اور احکام کی مشکلات کو حل کیا اور ایک عالم نے اُن سے مستفید ہوکر اُن کی تقلید کو اختیار کرلیا ۔ مانندِ فقہاء اربعہ

ثقاتِ محدثین کہ حفظِ حدیث حضرت
خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ اند
وصحیح را از سقیم ممتاز ساختہ اند مثل
بخاری ومسلم وامثالہما وکبارِ مفسرین
کہ تفسیر قرآنِ عظیم وشرحِ غریب وبیانِ
توجیہ وذکرِ اسبابِ نزول نمودہ اند
ودرین باب گوئی مسابقت از اقرانِ
خود ربودہ مانند واحدی وبغوی و
بیضاوی وغیرہم وعظماء قرّاء کہ
نظمِ قرآن را یاد گرفتہ اند ودر مشق
ادای آن عمری بسر بردہ وبمردمان
تعلیم آن فرمودہ اند مانند نافع وعاصم
وغیرہما ومشائخ صوفیہ کہ بتائید صحبت
بادیہ پیمانِ ضلالت را براہ نجات آوردہ
مصدرِ کراماتِ عجیبہ گشتہ اند ومکاشفاتِ
صادقہ بر دلِ این عزیزان ظاہر گردیدہ
مثل سیدی عبد القادر وخواجہ نقشبند
وغیرہما واذکیای حکما کہ حکمت عملی را
بتعبیراتِ رائقہ آمیختہ در گوشِ سامعان
انداختہ اند مانند مولانا جلال الدین
رومی ومصلح الدین شیرازی وغیر اینہما
آنچہ موردِ مدح میشود امری است عرفی
کہ خوش طبعان شعراء بآن ناطق میشوند نہ
حملۂ شریعت۔ سینۂ فاروق اعظم را
بمنزلۂ خانہ تصور کن کہ در ہای مختلف

(امام ابو حنیفہ، امام شافعیؒ، امام مالک و امام احمد رحمہم اللہ) اور
اور ثقاتِ محدثین جنہوں نے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث
کو محفوظ کیا اور صحیح کو سقیم سے ممتاز کر دیا ہے جیسے بخاری اور
مسلم اور ان کے جیسے حضرات۔ اور کبارِ مفسرین جنہوں نے قرآن
عظیم کی تفسیر اور اس کے لطائف و اسرار کی شرح اور توجیہ کا
بیان اور اسبابِ نزول کا ذکر کیا ہے اور اس باب میں اپنے ہمعصروں
سے سبقت لے گئے جیسے واحدی اور بغوی و بیضاوی وغیرہم۔
اور اکابرِ قرّاء جنہوں نے نظمِ قرآن کو یاد کیا اور اس کی صحیح
ادائیگی کی مشق میں ایک عمر بسر کی اور لوگوں کو اس کی تعلیم
فرماتے رہے مانند نافع اور عاصم وغیرہما کے۔ اور مشائخ
صوفیہ کہ اپنی صحبت کے اثر سے گمراہی کی وادیوں میں
بھٹکنے والوں کو نجات کی راہ پر لائے اور کراماتِ عجیبہ
ان سے صادر ہوئیں اور ان بزرگوں کے قلوب پر
مکاشفاتِ صادقہ کا ظہور ہوا جیسے سیدی عبد القادر
اور خواجۂ نقشبند وغیرہما۔ اور ذہین دانش ور
جنہوں نے حکمتِ عملی کو دل نشیں تعبیرات کے ساتھ
سننے والوں کے کانوں میں ڈالا ہے جیسے جلال الدین
رومی اور مصلح الدین سعدی شیرازی، ان کے علاوہ
اور قابلِ تعریف باتیں وہ ہیں جو مشہور ہیں کہ رنگین
طبع شعراء ان کو اپنے کلام میں لاتے ہیں نہ کہ حاملینِ
شریعت (مثل شجاعت، سخاوت وغیرہ) اب تم فاروقِ
اعظم کے سینہ کو ایک ایسے بڑے مکان کے مرتبہ
میں تصور کرو جس کے مختلف دروازے ہوں، ہر
دروازے پر ایک صاحبِ کمال بیٹھا ہوا ہے۔ ایک
دروازے پر مثلاً سکندر ذو القرنین اپنے پورے

دارد در ہر دری صاحب کمالے نشستہ
در دیگر مثلاً سکندر ذوالقرنین بآن
ہمہ سلیقہ ملک گیری و جہان ستانی و جمع
جیوش و برہم زدن جنود اعداء در در
دیگر نوشیروانی باآن ہمہ رفق ولین
ورعیت پروری و دادگستری اگرچہ ذکر
نوشیروان درمبحث فضائل حضرت
فاروق سوء ادبست۔ و در دیگر امام ابوحنیفہ
یاامام مالکی بآن ہمہ قیام بعلم فتاوی
واحکام و در در دیگر مرشدی سیدی
عبدالقادر یا خواجہ بہاء الدین قدس سرہما
و در در دیگر محدثی بروزن ابوہریرۃ و
ابن عمر و در در دیگر قارئ ہمسنگ نافع
یاعاصم و در در دیگر حکیمے مانند مولانا جلال
الدین رومی یاشیخ فرید الدین عطار
و مردمان گرداگرد این خانہ ایستادہ اند
وہر محتاجی حاجت خود را از صاحب فن
خود درخواست می نماید و کامیاب میگردد
چون از انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم
گذشتی کدام فضیلتی خواہد بود کہ ازین
فضیلت بالاتر باشد۔ نکتۂ دوم معلوم
بالقطع است کہ پیش از ظہور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اسلام نبود و عالم ہمہ
بکفر مملوو بانواع مفاسد محشو میبود
قرآن وشرائع اسلام را نمیدانستند

ملک گیری اور دنیا کا فاتح بننے اور لشکروں کو جمع
کرنے اور دشمنوں کے لشکروں کو برباد کر دینے کے
سلیقہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ اور دوسرے دروازے میں
ایک نوشیرواں اپنی ہمدردی اور نرم خوئی اور رعیت
پروری اور دادگستری کے ساتھ موجود ہے۔ اگرچہ
نوشیرواں کا ذکر حضرت فاروق رضؓ کے فضائل کے مبحث میں لانا
بے ادبی ہے۔ اور تیسرے دروازے میں کوئی امام ابوحنیفہ یا کوئی امام
مالک اپنے تمام فتاوی واحکام کے ساتھ قائم ہے۔ اور چوتھے
دروازے میں کوئی مرشد مثل سیدی عبدالقادر یا خواجۂ بہاؤالدین
قدس سرہما کے ارشاد وہدایت میں مشغول ہیں۔ اور پانچویں دروازے
میں کوئی محدث جو ابوہریرہ اور ابن عمر کا ہم پلہ ہو موجود ہے۔
اور چھٹے دروازے میں کوئی قاری نافع یا عاصم کے مرتبہ کا۔
اور ساتویں دروازے میں ایک دانائے حکمت مثل مولانا
جلال الدین رومی یا شیخ فرید الدین عطار کے موجود ہے،
اور بہت سے لوگ اس گھر کے گرداگرد کھڑے ہوئے ہیں اور
ہر صاحب حاجت اپنی حاجت کی اپنے ماہر فن سے درخواست
کر رہا ہے اور کامیاب ہو رہا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ انبیاء صلوات
اللہ وسلامہ علیہم کے بلند مقام کو چھوڑ کر اور کونسی فضیلت
ہے جو اس فضیلت سے بالاتر ہوگی۔ دوسرا نکتہ: یہ بات
قطعی طور پر معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور
سے پہلے اسلام نہیں تھا اور عالم سب کا سب کفر سے لبریز اور
قسم قسم کے مفاسد سے بھرا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔ قرآن اور احکام کو
لوگ نہیں جانتے تھے۔ اب کہ ہر جانب میں اسلام کے احکام
پھیل چکے ہیں اور اکثر معتدل فضا کی ولایتیں اسلام کا
گھر بن چکیں، اس کوشش کے سلسلہ کا اوّل حقیقی تو آنحضرت

الحال کہ در ہر قطر انتشار شرائع اسلام شدہ
واکثر اقالیم معتد لہ دار الاسلام گشتہ
اول حقیقۂ این سلسلہ کوشش آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم و واسطۂ اول سلسلۂ کوشش
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بامر جہاد
بامرتدین قیام نمود و مضمون سَوۡفَ یَاۡتِی
اللّٰہُ بِقَوۡمٍ بروی صادق آمد۔ باز عرب را
بر جہاد روم و فارس تحریض فرمود و جنود
مجندہ آراست وآیۂ سَتُدۡعَوۡنَ اِلٰی
قَوۡمٍ اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ بروی راست
آمد و در جمع قرآن شروع نمود وآن اول
ظہور وعدۂ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَقُرۡاٰنَہٗ
بود۔ بعد از صدیق اکبر فاروق اعظم رضی اللہ
عنہما آن نقش صدیق را درست ساخت
وہمہ مساعی او را تکمیل نمود آنچہ در زمان
حضرت صدیق مجمل بود در عہد حضرت
فاروق مفصل گشت۔ الحال ہر ہمہ طوائف
مسلمین بہر چہ مشغول اند از علم فقہ
وتصوف و حکمت عملی ہمہ بسعی حضرت
فاروق اعظم ترتیب یافتہ و شوکت
کسریٰ و قیصر در ایام او برہم خورد و
قانون ملک داری بتدبیر او رونق
یافت در مرتبۂ اولے منت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بر رقاب مسلمین
ثابت است و در مرتبۂ ثانیہ در جمیع

صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس کوشش کے سلسلہ کا "واسطۂ اول"
صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ مرتدین کے ساتھ آپ نے
جہاد کیا اور سَوۡفَ یَاۡتِی اللّٰہُ بِقَوۡمٍ کا مضمون آپ کے
اوپر صادق آگیا۔ اور آپ نے ہی جمع قرآن کو شروع کیا اور
وہ وعدۂ اِنَّ عَلَیۡنَا جَمۡعَہٗ وَقُرۡاٰنَہٗ کا پہلا
ظہور تھا۔ صدیق اکبرؓ کے بعد فاروق اعظم نے "رضی اللہ عنہما"
صدیق کے بنائے ہوئے اس خاکے (لائحہ عمل) کو درست کیا اور
ان کی جملہ مساعی کی تکمیل کر دی۔ جو کچھ حضرت صدیق کے زمانہ میں
مجمل تھا حضرت فاروق کے عہد میں مفصل ہو گیا۔ اب جس قدر
بھی مسلمانوں کی جماعتیں جس جس کام میں مشغول ہیں مثلاً علم فقہ،
تصوف اور حکمت عملی یہ سب حضرت فاروق اعظمؓ کی کوشش
سے مرتب ہوئے۔ اور کسریٰ اور قیصر کی شوکت آپ ہی کے
زمانہ میں درہم برہم ہوئی اور ملک داری کے قانون نے
آپ ہی کی تدبیر سے رونق پائی۔ سب سے پہلے مرتبہ میں
تو مسلمانوں کی گردنوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا احسان ثابت ہے اور دوسرے مرتبہ میں ان تمام
امور میں شیخین کا احسان ان پر لازم ہے۔ لیکن اس
سبب سے کہ یہ تمام امور مسلمانوں میں متوارث اور ان
کی عادات میں داخل ہو چکے ہیں تو وہ اس احسان کی
کھوج نہیں لگاتے اور اس نعمت کی قدر نہیں پہچانتے۔
یہ ایسی ہی بات ہے کہ دیہات کے لوگ زراعت کے کام
میں جو محنت مشقت اٹھاتے ہیں یا تجارت کرنے والے
اموال تجارت اور قیمتی اشیاء کے ایک جگہ سے دوسری
جگہ لے جانے میں جو جانفشانی کرتے ہیں ہا شہر کے رہنے
والے توارث کی بناء پر دکھ ایسے ہی دیکھتے آرہے ہیں)

این امور منت شیخین برایشان لازم
اما بسبب آنکہ اینہمہ امور متوارث مسلمانان
شد وعادی الیشان گشت پے باین منت
نمی برند و قدر این نعمت نمی شناسند
مانند آنکہ اہل بدو در کار زراعت ہر
محنتی کہ میکشند یا اہل تجارت در نقل
سلع و اقمشہ سعیہا کہ مصروف میدارند
اہل حضر بجہت توارث وعادتِ مستمرہ
آنرا اصلا در نمی یابند اینجا مناسب افتاد
مضمون بیتے چند کہ مولانای روم قدس سرہ
افادہ فرمود ؎ سر ز شکرِ دین ازان
برتافتی ÷ کز پدر میراث ارزان یافتی ÷
مرد میراثی چہ داند قدر مال ÷ رستمی جان
کند و مجان یافت زال ÷ گر نبودی کوشش
احمد تو ہم ÷ می پرستیدی چو اجدادت
صنم ÷ بعد اللتیا واللتی قصۂ وفاتِ حضرت
فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و اتفاق
مسلمین بر خلافتِ ذی النورین رضی اللہ
تعالیٰ عنہ تحریر نمائیم۔ اخرج ابوبکر بن ابی
شیبۃ قال حدثنا محمد بن بشر حدثنا
محمد بن عمرو حدثنا ابوسلمۃ و
یحیی بن عبدالرحمٰن بن حاطب و
اشیاخٌ قالوا رأی عمر بن الخطاب
فی المنام فقال رأیت دیکاً احمر
نقرنی ثلاث نقرات بین الثنۃ

اور عادتِ مستمرہ (دائمی) کی وجہ سے اس کو بالکل
نہیں پہچانتے۔ مولانا روم قدس اللہ سرہ کے چند بیت کا
مضمون اس موقع کے مناسب ہے۔ فرماتے ہیں ؎
تونے دین کا شکر ادا کرنے سے اس لئے منہ پھیر
لیا ہے کہ باپ کی میراث میں سے تونے آسانی سے مال
پالیا۔ میراث سے حاصل کرنے والا شخص مال کی قدر
کیا جانے۔ ایک رستم نے اپنی جان کھپائی اور زال کو
سب کچھ مفت مل گیا۔ اگر احمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
کی کوشش نہ ہوتی تو تو بھی اپنے باپ دادا کی طرح بتوں
کی پوجا کرتا ہوا ہوتا۔ اب کچھ چھوٹی بڑی باتوں کے بعد
ہم حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی وفات اور خلافتِ
ذی النورینؓ پر مسلمانوں کے متفق ہونے کا قصہ تحریر
کرتے ہیں۔ ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا کہا کہ
ہم سے روایت کیا محمد بن بشیر نے اُن سے محمد بن
عمرو نے، اُن سے ابوسلمہ اور یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن
حاطب اور دوسرے بزرگوں نے، انہوں نے کہا کہ عمر
بن الخطاب نے خواب میں دیکھا، بیان کیا کہ میں نے
ایک سرخ رنگ کے مرغ کو دیکھا جس نے میرے تین
ٹھونگیں پیڑو اور ناف کے درمیان ماریں (یہ سنکر)
اسماء بنت عمیس عبداللہ بن جعفر کی ماں نے کہا
کہ عمر سے کہو کہ وہ وصیت کردیں اور یہ خوابوں کی
تعبیر دیا کرتی تھیں۔ اب میں یہ نہیں جانتا کہ یہ بات
عمر تک پہنچی یا نہیں۔ پھر آپ کے پاس مغیرہ بن شعبہ کا
غلام ابولؤلؤہ آیا جو کافر مجوسی تھا اور اس نے کہا کہ
مغیرہ نے مجھ پر خراج کے طور پر زیادہ مال مقرر کردیا ہے

والسَّرِيرة قالت اسماءُ بنت عميس
ام عبدالله بن جعفر قولوا له فليُوصِ و
كانت تعبر الرؤيا فلا ادری أبلغه
ذاك أم لا فجاءه ابو لؤلؤة الكافر
المجوسی عبد المغيرة بن شعبة فقال
ان المغيرة قد جعل علىَّ من الخراج
مالاً قال كم جعل عليك قال كذا وكذا
قال وما عملك قال أجوب الارحاء
قال وما ذاك عليك بكثير ليس بارضنا
احدٌ يعملها غيرك الا تصنع لی رحیً
قال بلى والله لأجعلن لك رحیً يسمع
بها اهل الآفاق فخرج عمر الى الحج فلما
صدر اضطجع بالمحصب وجعل رداءه
تحت رأسه فنظر الى القمر فاعجبه
استواءه وحسنه فقال بدأ ضعيفاً
ثم لم يزل الله يزيده وينميه حتى استوى
فكان احسن ما كان ثم هو ينقص حتى يرجع
كما كان وكذلك الخلق كله ثم رفع يديه
فقال اللهم ان رعيتي قد كثرت وانتشرت
فاقبضني اليك غير عاجز ولا مضيع فصدر
الى المدينة فذكر له ان امرأة من المسلمين
ماتت بالبيداء مطروحة على الارض
يمرّ بها الناس لا يكفنها احد و
لا يواريها احد حتى مرّ بها كليب بن
البكير الليثي فأقام عليها حتى كفنها و

تو آپ نے پوچھا کہ تجھ پر کیا مقرر کیا ہے تو اس نے کہا کہ اتنا اور اتنا۔ آپ نے پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے تو اُس نے کہا کہ میں چکیاں بناتا ہوں۔ تو آپ نے کہا کہ یہ تو تجھ پر کچھ زیادہ نہیں۔ ہماری زمین پر کوئی شخص یہ کام تیرے سوا نہیں کرتا، کیا تو میرے لئے ایک چکی نہیں بنائے گا۔ اُس نے کہا کیوں نہیں۔ واللہ میں تمھارے لئے ایسی چکی بناؤں گا جس کو ساری دنیا کے لوگ سُنیں گے۔ اس کے بعد عمر حج کے لئے نکلے۔ جب لوٹے تو محصّب میں چت لیٹ گئے اور اپنی چادر کو سر کے نیچے رکھا۔ پھر چاند کی طرف نظر پڑی تو اس کا ہموار (پورا) ہونا اور اُس کا حُسن بھلا معلوم ہوا تو فرمایا کہ اُس کی ابتداء ضعف سے ہوئی پھر برابر اُس کو اللہ تعالیٰ زیادہ کرتا رہا اور بڑھاتا رہا یہاں تک کہ پورا ہو گیا تو اُس کا حسن کامل ہو گیا۔ پھر یہ کم ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ لوٹ کر جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح تمام مخلوق کا حال ہے۔ پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کی کہ الٰہی میری رعیت زیادہ ہو گئی اور پھیل گئی، مجھے ایسی حالت میں اپنے پاس بلا لیجئے کہ میں نہ عاجز ہوا ہوں اور نہ تباہ شدہ۔ پھر آپ مدینہ واپس آگئے تو آپ سے ذکر کیا گیا کہ ایک مسلمان عورت جنگل میں مرگئی وہ زمین پر مری پڑی رہی اور لوگ اس کے پاس سے گذر گئے کسی نے نہ اس کو کفن پہنایا اور نہ کسی نے اُس کو دفن کیا۔ یہاں تک کہ اس پر کُلَیب بن بُکَیر لیثی کا گذر ہوا تو وہ اُس کے پاس ٹھہر گیا یہاں تک کہ اس کو کفن پہنایا اور دفن کیا۔ یہ پورا حال آپ سے بیان

واراہا فذکر ذلک لعمر فقال من مرّ علیہا من المسلمین فقالوا لقد مرّ علیہا عبداللہ بن عمر فیمن مرّ علیہا من الناس فدعاہ وقال ویحک مررت علی امرأۃ من المسلمین مطروحۃ علی ظہر الطریق فلم توارہا ولم تکفنہا قال ما شعرت بہا ولا ذکرہا لی احد فقال لقد خشیت ان لا یکون فیک خیر فقال من واراہا وکفنہا قال کلیب بن البکیر اللیثی قال واللہ لحریّ ان یصیب کلیب خیرا فخرج عمر یوقظ الناس بدرتہ لصلوۃ الصبح فلقیہ الکافر ابو لؤلؤۃ فطعنہ ثلاث طعنات بین الثنۃ والسرۃ وطعن کلیب بن البکیر فاجہز علیہ وتصایح الناس فرمی رجل علی راسہ ببرنس ثم اضطبعہ الیہ وحمل عمر الی الدار فصلی عبدالرحمن بن عوف بالناس وقیل لعمر الصلوۃ فصلی وجرحہ یثعب وقال لا حظ فی الاسلام لمن لا صلوۃ لہ فصلی ودمہ یثعب ثم انصرف الناس علیہ فقالوا یا امیر المؤمنین انہ لیس بک باس وانا لنرجو ان ینسئ اللہ فی اثرک ویؤخرک الی حین او الی خیر فدخل علیہ ابن عباس وکان یعجب بہ فقال اخرج فانظر من صاحبی ثم خرج فجاء

کیا گیا تو آپ نے پوچھا کہ مسلمانوں میں سے کون لوگ اس کے پاس سے گذرے تھے۔ تو لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر بھی ان لوگوں میں تھے جو اس کے پاس سے گذرے تھے تو آپ نے عبداللہ کو بلایا اور فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو ایک مسلمان عورت کے پاس سے جو کھلے راستہ پر پڑی ہوئی تھی گذر گیا اور تو نے نہ اس کو دفن کیا اور نہ اس کو کفن پہنایا۔ انہوں نے کہا کہ نہ مجھے خود معلوم ہوا اور نہ مجھ سے کسی نے اس کا ذکر کیا۔ تو فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہو گیا تھا کہ تجھ میں خیر نہ رہی ہو۔ پھر پوچھا کہ اس کو کس نے دفن کیا اور کفنایا تو لوگوں نے بتایا کہ کلیب بن بکیر لیثی نے۔ تو فرمایا کہ واللہ یہ مناسب ہے کہ کلیب کو کوئی بڑی خیر مل جائے۔ اس کے بعد عمر رض نکلے اور اپنا درّہ لئے ہوئے صبح کی نماز کے لئے لوگوں کو جگانے لگے تو ان سے کافر ابو لؤلؤہ ملا اور اس نے آپ کے اوپر تین وار کئے پیڑو اور ناف کے درمیان اور کلیب بن بکیر پر وار کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔ اور لوگ چیخ پکار مچانے لگے، تو ایک شخص نے ابولؤلؤہ کے سر پر برساتی ڈالی اور اس کی بغل کے نیچے سے نکال کر کھینچ لی۔ اور عمر رض کو اٹھا کر ان کے مکان پر لایا گیا اور لوگوں کو نماز عبدالرحمن بن عوف نے پڑھائی اور عمر رض سے نماز کے لئے کہا گیا تو انہوں نے اس حالت میں نماز پڑھی کہ ان کے زخم سے خون بہہ رہا تھا اور فرمایا کہ جس نے نماز نہ پڑھی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں تو اسی حالت میں نماز پڑھی کہ ان کا خون بہہ رہا تھا۔ پھر لوگ (نماز سے فارغ ہو کر) ان کی طرف لوٹ کر آئے اور انہوں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو کوئی خطرہ نہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر بڑی کرے گا اور آپ سے زیادہ عرصہ تک موت کو دور رکھے گا (یا آپ کو خیر کی طرف زیادہ عرصہ تک رکھے گا) پھر آپ کے پاس ابن عباس آ گئے اور عمر رض ابن عباس کو پسند کرتے تھے تو ان سے

فقال البشر یا امیر المؤمنین صاحبک ابو لؤلؤة
المجوسی عبد المغیرة بن شعبة فکبر حتی خرج
صوتہ من الباب ثم قال الحمد للہ الذی
لم یجعلہ رجلاً من المسلمین یحاجنی یوم
القیامۃ و سجد سجدۃ للہ ثم اقبل علی القوم
فقال اکان ھذا عن ملأ منکم
فقالوا معاذ اللہ واللہ لوددنا انا فدیناک
بآبائنا و زدنا فی عمرک من اعمارنا انہ
لیس بک بأس قال یا یرفا ویحک
اسقنی فجاء بقدح فیہ نبیذ حلو فشربہ
فالصق رداءہ ببطنہ قال فلما وقع الشراب
فی بطنہ خرج من الطعنات قالوا الحمد للہ
ہذا دم استکن فی جوفک فاخرجہ
اللہ من جوفک قال ای یرفا ویحک
اسقنی لبناً فجاءہ بلبن فشربہ فلما
وقع فی جوفہ خرج من الطعنات فلما
رأوا ذلک علموا انہ ہالک قالوا جزاک
اللہ خیراً قد کنت تعمل فینا بکتاب اللہ
وتتبع سنۃ صاحبک لا تعدل عنہا
الی غیرہا جزاک اللہ احسن الجزاء
قال بالامارۃ تغبطوننی فواللہ لوددت
انی انجو منہا کفافاً لا علیّ ولا لی قوموا
فتشاوروا فی امرکم امّروا علیکم رجلاً
منکم فمن خالفہ فاضربوا رأسہ قال
فقاموا وعبد اللہ بن عمر مسندہ الی

کہا کہ جاکر دیکھو میرے ساتھ یہ حرکت کرنے والا کون ہے؟ وہ جاکر واپس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین آپ خوش ہوں کہ آپ کے ساتھ یہ حرکت کرنے والا ابو لؤلؤہ مجوسی ہے جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ہے۔ تو آپ نے اللہ اکبر اتنے زور سے کہا کہ ان کی آواز دروازے سے باہر نکلی پھر کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں کے کسی شخص کو اُس نے اس کا مرتکب نہیں بنایا کہ قیامت کے دن میرے اُس کے مابین جھگڑا ہوتا اور اللہ کے لئے ایک سجدۂ شکر ادا کیا۔ پھر قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ کیا یہ امر تم میں سے کسی کے مشورے سے ہوا۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کی پناہ، خدا کی قسم ہم تو یہ پسند کرتے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کو قربان کردیں اور ہم اپنی عمروں میں سے آپ کی عمر میں اضافہ کردیں۔ درحقیقت آپ خطرے سے باہر ہیں۔ فرمایا کہ اے یرفا مجھے شربت پلا تو وہ ایک پیالہ لایا جس میں میٹھی نبیذ تھی۔ تو آپ نے اس کو پیا اور اپنی چادر کو پیٹ سے لگالیا۔ پھر جب شربت پیٹ میں پہنچا تو زخموں سے نکلا تو لوگوں نے کہا کہ الحمدللہ یہ وہ خون ہے جو آپ کے پیٹ میں رک گیا تھا تو اللہ نے اُس کو پیٹ سے نکال دیا۔ آپ نے فرمایا اے یرفا مجھے دودھ پلا۔ تو یرفا دودھ لے کر آیا اور آپ نے اُس کو پیا۔ تو جب وہ آپ کے پیٹ میں پہنچا تو زخموں سے نکلنے لگا۔ تو جب لوگوں نے یہ دیکھا تو جان لیا کہ یہ ہلاک ہونے والے ہیں، انہوں نے کہا کہ اللہ آپ کو جزاء خیر دے، آپ ہم میں کتاب اللہ کے مطابق عمل کرتے تھے اور اپنے رفیق کی سنت کا اتباع کرتے رہے ذرا بھی اس سے نہیں ہٹے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے، تو فرمایا کہ تم امارت کے ذکر کے ساتھ مجھے اچھی امیدیں دلارہے ہو۔ خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ مجھے اس سے نجات مل جائے برابر سرابر کہ نہ مجھ پر کوئی مؤاخذہ رہے اور نہ میرے لئے کوئی اجر ہو۔ اٹھو اب اپنے امر (خلافت) کے بارے میں مشورہ کرو۔ اپنے

صدره فقال عبد الله أيؤمرون و
امير المومنين حيّ فقال عمر لا وليصل
صهيب ثلثاً وانظروا طلحة وتشاوروا
في امركم فأمّروا عليكم رجلاً منكم فان خالفكم
احد فاضربوا رأسه قال اذهب الى
عائشة فاقرأ عليها مني السلام وقل
ان عمر يقول ان كان ذلك لا يضربك
ولا يضيق عليك فاني أحب ان أدفن
مع صاحبيّ وان كان يضربك ويضيق
عليك فلعمري لقد دفن في هذا البقيع
من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
وامهات المومنين من هو خير من عمر
فجاءها الرسول فقالت ان ذلك لا يضرني
ولا يضيق عليّ قال فادفنوني معهما
قال عبد الله بن عمر فجعل الموت يغشاه
وانا أمسكه الى صدري قال ويحك
ضع رأسي بالارض فأخذته غشية
فوجدت من ذلك فأفاق فقال ويحك
ضع رأسي بالارض فوضعت رأسه بالارض
فعفره بالتراب فقال ويل عمر وويل أمه
ان لم يغفر الله له. قال محمد بن عمرو
واهل الشورى عليّ وعثمان وطلحة
والزبير وسعد وعبد الرحمن بن عوف
واخرج البخاري حدثنا موسى بن
اسماعيل حدثنا ابو عوانة عن حصين

اور اپنے میں سے کسی شخص کو امیر بنالو پھر جو اس کی مخالفت کرے اُس کا سر کاٹ دو۔ راوی نے بیان کیا کہ لوگ اُٹھ گئے اور عبداللہ بن عمر اُن کو اپنے سینہ سے سہارا دیئے ہوئے تھے۔ تو عبداللہ نے کہا کہ کیا لوگ امیر بنائیں حالانکہ امیرالمؤمنین زندہ ہوں۔ عمرؓ نے کہا نہیں اور چاہیئے کہ صہیب نماز پڑھائے تین مرتبہ فرمایا۔ اور طلحہ کو دیکھو اور ان سے بھی اپنے امر میں مشورہ کرو اور اپنے میں سے ایک شخص کو امیر بنالو پھر جو شخص تمہاری مخالفت کرے اس کا سر کاٹ دو فرمایا کہ عائشہ کے پاس جاؤ اور ان کو میری طرف سے سلام کہو اور یہ کہو کہ عمر کہتا ہے کہ اگر یہ بات آپ کو تکلیف نہ پہنچائے اور آپ پر بار نہ گذرے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے میرے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے اور اگر آپ کو تکلیف پہنچے اور کچھ بار محسوس کریں تو میں قسم کھاتا ہوں کہ اس بقیع میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المؤمنین میں سے ایسے دفن کئے گئے ہیں جو عمرؓ سے بہتر تھے۔ تو پیغام لانے والا عائشہؓ کے پاس پہنچا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بات مجھے تکلیف نہیں دے گی اور مجھے بار نہیں گذرے گا (یہ جواب سُن کر) فرمایا کہ مجھے ان دونوں کے برابر دفن کرنا عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ موت نے اُن پر غشی طاری کرنا شروع کر دی اور میں اُن کو اپنے سینہ سے روکے ہوئے تھا فرمایا کہ میرا سر زمین پر رکھ دے۔ پھر اُن پر غشی طاری ہوگئی میں اس حال سے غمگین ہوگیا پھر ہوش میں آئے تو فرمایا افسوس ہے تجھ پر میرا سر زمین پر رکھ دے تو میں نے اُن کا سر زمین پر رکھ دیا تو اس کو مٹی سے رگڑا اور کہا خرابی ہے عمر کی اور خرابی اس کی ماں کی اگر اللہ نے اس کی مغفرت نہ کی۔ کہا محمد بن عمروؓ نے اور اہل شوریٰ علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ اور بخاری نے یہ روایت کیا کہ ہم سے بیان کیا موسیٰ بن اسمٰعیل نے اُن سے ابوعوانہ نے اُنہوں نے روایت کیا حصین سے اُنہوں نے عمرو بن میمون سے۔ اُنہوں نے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں دیکھا زخمی

عن عمرو بن میمون قال رأیت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قبل ان یصاب بالمدینۃ وقف علی حذیفۃ بن الیمان وعثمان بن حنیف قال کیف فعلتما أتخافان ان تکونا قد حملتما الارض مالا تطیق قال حملناها امراً ہی لہ مطیقۃ ما فیہا کثیر فضل قال انظرا ان تکونا حملتما الارض مالا تطیق قالا لا فقال عمر ان سلمنی اللہ لادعن ارامل اہل العراق لا یحتجن الی رجل بعدی ابداً قال فما اتت علیہ الا اربعۃ حتی اصیب قال انی لقائم ما بینی وبینہ الا عبد اللہ بن عباس غداۃ اصیب وکان اذا مر بین الصفین قام بینہما فاذا رأی خللاً قال استووا حتی اذا لم یر فیہن خللاً تقدم فکبر وربما قرأ سورۃ یوسف او النحل او نحو ذلک فی الرکعۃ الاولی حتی یجتمع الناس فما ہو الا ان کبر فسمعتہ یقول قتلنی او اکلنی الکلب حین طعنہ فطار العلج بسکین ذات طرفین لا یمر علی احد یمیناً وشمالاً الا طعنہ حتی طعن ثلثۃ عشر رجلاً مات منہ سبعۃ فلما رأی ذلک رجل من المسلمین طرح علیہ برنساً فلما ظن العلج انہ ماخوذ نحر نفسہ وتناول عمر ید عبد الرحمن

کئے جانے سے پہلے کہ حذیفہ بن الیمان اور عثمان بن حنیف کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ تم دونوں نے کیسا کام کیا، کیا تمھیں یہ خدشہ ہے کہ تم نے زمین (عراق) پر اتنا بوجھ (محصول کا) ڈال دیا جس کو وہ برداشت نہ کر سکے۔ دونوں نے کہا کہ ہم نے اس پر اتنا ہی بوجھ ڈالا ہے جو اس کے مطابق ہے۔ اس میں کوئی زیادہ اضافہ نہیں ہے۔ فرمایا کہ غور سے دیکھ لو کہیں اتنا بار نہ ڈال دیا جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو۔ دونوں نے کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھا تو میں عراق کی غریب بیواؤں کو بھی ایسا بنا کر چھوڑ دوں گا کہ میرے بعد کبھی ان کو کسی شخص کی محتاجگی نہ رہے۔ کہا کہ بس پھر ان پر چار ہی (دن) گذرنے پائے کہ مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ عمرو بن میمون نے کہا کہ جس صبح کو آپ پر یہ افتاد پڑی میں کھڑا ہوا تھا اور میرے اور ان کے درمیان سوائے عبد اللہ بن عباس کے اور کوئی نہ تھا۔ اور آپ جب دو صفوں کے درمیان سے گذرتے تو ان کے درمیان کھڑے ہوتے اور جب کوئی خالی جگہ دیکھتے تو کہتے کہ ٹھیک کرو۔ یہاں تک کہ جب ان میں کوئی خالی جگہ نہ دیکھتے تو آگے بڑھتے اور تکبیر کہتے اور بسا اوقات سورۂ یوسف یا سورۂ نحل یا ایسی ہی کوئی سورۃ پہلی رکعت میں پڑھتے تاکہ لوگ اچھی طرح جمع ہو جائیں۔ اب یہ ہوا کہ آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ قتلنی (مجھے قتل کر دیا) یا اکلنی (مجھے کھا لیا) الکلب (کتے نے) جب کہ ان پر خنجر مارا۔ اس کے بعد یہ پارسی کافر دو دھارا خنجر لئے ہوئے بھاگا جس کسی پر دائیں اور بائیں وہ گذرتا تھا اس کے خنجر مارتا تھا یہاں تک کہ اس نے تیرہ آدمیوں کو خنجر مارا جن میں سے سات آدمی مر گئے ایک مسلمان شخص نے جب یہ دیکھا تو اس کے اوپر ایک برساتی ڈال دی (اور اس میں وہ لپٹ گیا) جب اس کافر نے یہ گمان کیا کہ میں پکڑا گیا تو اس نے اپنے آپ کو بھی ذبح کر دیا۔ اور عمرؓ نے

بن عوف فقدمه فمن كان يلي عمر
فقد رأى الذي ارى واما نواحي المسجد
فانهم لا يدرون غير انهم قد فقدوا صوت
عمر وهم يقولون سبحان الله سبحان الله
فصلى بهم عبد الرحمن بن عوف صلوٰة
خفيفة فلما انصرفوا قال يا ابن عباس
انظر من قتلني فجال ساعة ثم جاء
فقال غلام المغيرة قال الصنع قال نعم
قال قاتله الله لقد امرت به معروفا
الحمد لله الذي لم يجعل منيتي بيد
رجل يدعي الاسلام قد كنت انت و
ابوك تحبان ان تكثر العلوج بالمدينة
وكان العباس اكثرهم رقيقا فقال
ان شئت فعلت اي ان شئت قتلنا
فقال كذبت بعد ما تكلموا بلسانكم و
صلوا الى قبلتكم وحجوا حجكم. فاحتمل
الى بيته فانطلقنا معه وكان الناس
لم تصبهم مصيبة قبل يومئذ فقائل
يقول لا بأس وقائل يقول اخاف عليه
فاتي بنبيذ فشربه فخرج من جوفه
ثم اتي بلبن فشربه فخرج من
جوفه فعرفوا انه ميت فدخلنا عليه
وجاء الناس فجعلوا يثنون عليه وجاء
رجل شاب فقال ابشر يا امير المؤمنين
ببشرى الله لك من صحبة رسول الله

عبد الرحمٰن بن عوف کا ہاتھ پکڑ کر انھیں آگے (امامت کے لئے) بڑھایا تو جو شخص کہ عمر کے قریب تھا اُس نے تو اُس چیز کو دیکھا جو میں دیکھ رہا تھا۔ رہے مسجد کے اطراف والے تو وہ نہیں سمجھ رہے تھے بجز اس کے کہ اب ان (کے کانوں) سے عمر کی آواز گم ہوگئی تھی اور وہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ رہے تھے۔ تو اُن کو عبد الرحمٰن بن عوف نے ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ (مسجد سے) واپس آگئے تو آپ نے کہا کہ اے عبد اللہ بن عباس دیکھو مجھے کس نے قتل کیا ہے، تو وہ ایک ساعت گھوم کر واپس آئے اور کہا کہ مغیرہ کے غلام نے، فرمایا کہ وہ جو کاریگر ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! فرمایا خدا اُسے قتل کرے میں نے اُس کے بارے میں مناسب حکم دیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو اسلام کا دعوای کرتا ہو۔ تو اور تیرا باپ دونوں پسند کرتے تھے کہ مدینہ میں فارس کے کافر غلام زیادہ ہوں اور عباس کے پاس ایسے غلام سب سے زیادہ تھے تو عبد اللہ نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں کر دوں یعنی اگر آپ چاہیں تو ہم قتل کر دیں تو فرمایا کہ تو نے غلطی کی (یعنی قتل کا خیال کر کے) بعد اس کے کہ وہ گفتگو تمھاری زبان میں کرنے لگے اور تمھارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے لگے اور تمھارے حج کی طرح حج کرنے لگے (تو اُن کو کیسے قتل کیا جا سکتا ہے)۔ پھر اُن کو اٹھا کر ان کے مکان پر لایا گیا تو ہم بھی ان کے ساتھ چلے اور لوگوں کا حال یہ تھا کہ اس دن سے پہلے اُن پر کوئی مصیبت نہیں پڑی تھی تو کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ ان کو کوئی خطرہ نہیں اور کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ مجھے اُن پر اندیشہ ہے۔ تو نبیذ لائی گئی جس کو آپ نے پیا، تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل گئی پھر دودھ لایا گیا، اُس کو پیا تو وہ بھی آپ کے پیٹ سے باہر نکل گیا۔ تو لوگوں نے پہچانا کہ وہ مرنے والے ہیں۔ پھر ہم آپ کے پاس گھر میں داخل ہوئے اور بہت لوگ آگئے اور آپ کی مدح کرنے لگے اور ایک جوان شخص آیا اور اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ خوش ہوں

صلی اللہ علیہ وسلم وقدم فی الاسلام
ما قد علمت ثم ولیت فعدلت ثم
شہادۃ قال وددت ان ذلک
کفاف لا علی ولا لی فلما ادبر اذا ازارہ
یمس الارض قال ردوا علی الغلام
قال یا ابن اخی ارفع ثوبک فانہ
انقی لثوبک واتقی لربک۔ یا عبد اللہ
بن عمر انظر ما علی من الدین فحسبوہ
فوجدوہ ستۃ وثمانین الفا او نحوہ
قال ان وفی لہ مال آل عمر فادہ
من اموالہم والا فسل فی بنی عدی
بن کعب فان لم تف اموالہم فسل
فی قریش ولا تعدہم الی غیرہم
فاد عنی ہذا المال وانطلق الی عائشۃ
ام المؤمنین فقل یقرأ علیک عمر السلام
ولا تقل امیر المؤمنین فانی لست الیوم
للمؤمنین امیرا وقل یستاذن عمر بن
الخطاب ان یدفن مع صاحبیہ
فسلم واستاذن ثم دخل علیہا فوجدہا
قاعدۃ تبکی فقال یقرأ علیک عمر بن
الخطاب السلام ویستاذن ان یدفن
مع صاحبیہ فقالت کنت اریدہ لنفسی
ولاوثرنہ الیوم علی نفسی فلما اقبل
قیل ہذا عبد اللہ بن عمر قد جاء قال
ارفعونی فاسندہ رجل الیہ فقال

اللہ کی نعمت سے کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی اور اسلام میں ایک خاص مرتبہ حاصل ہوا جو آپ خوب جانتے ہیں پھر آپ خلیفہ بنائے گئے تو آپ نے عدل کیا، پھر شہادت حاصل ہوئی فرمایا کہ میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ سب مل کر حساب (بدی اور نیکی کا) برابر سرابر ہو جائے، نہ مجھ پر عذاب ہو اور نہ اجر کا مستحق قرار دیا جاؤں۔ جب اس جوان نے پیٹھ پھیری تو اچانک آپ نے دیکھا کہ اس کی لنگی زمین سے لگتی ہے تو فرمایا کہ اس لڑکے کو میرے پاس واپس لاؤ۔ اس سے فرمایا کہ اے بھتیجے اپنا کپڑا اوپر اٹھا کہ یہ بات تیرے کپڑے کی پاکیزگی کا سبب ہو گی اور تیرے رب سے تقویٰ کا سبب بھی۔ اے عبد اللہ مجھ پر جو قرض ہے اس کو دیکھو تو جب اس کا حساب کیا تو وہ چھیاسی ہزار نکلا یا اس کے قریب۔ فرمایا کہ اگر آل عمر کا مال اس کو پورا کر دے تو اس کو ان کے اموال میں سے ادا کر دینا ورنہ عدی بن کعب کی اولاد سے سوال کر لینا۔ پھر اگر ان کے اموال بھی پورا نہ کر سکیں تو قریش میں سوال کر لینا لیکن ان سے دوسروں کی طرف آگے نہ بڑھنا۔ تم میری طرف سے یہ مال ادا کر دینا۔ اور ام المومنین عائشہؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتا ہے اور امیر المومنین نہ کہنا کیوں کہ میں آج مومنین کا امیر نہیں ہوں اور کہو کہ عمر بن الخطاب آپ سے اجازت مانگتا ہے کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کیا جائے۔ تو عبد اللہ بن عمر نے سلام پہنچایا اور اجازت مانگی یعنی اندر آنے کی پھر داخل ہوئے تو ان کو اس حال میں پایا کہ بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن الخطاب آپ کو سلام کہتے ہیں اور اس بات کی اجازت مانگتے ہیں کہ ان کو ان کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے تو عائشہ نے کہا کہ میں اپنی ذات کے لئے یہ ارادہ رکھتی تھی اور میں آج اپنی ذات پر ان کو مقدم کرتی ہوں جب وہ آگئے تو آپ سے کہا گیا کہ یہ عبد اللہ بن عمر ہیں، فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ تو ایک شخص ان کو اپنے سہارے سے لے کر بیٹھا۔ پھر فرمایا کہ کیا جواب

مالدیک قال الذی تحبُّ یا امیرالمومنین اَذِنَتْ قال الحمد للہ ما کان شیئ اَھَمَّ اِلَیَّ من ذلک فاذا انا قبضتُ فاحملونی ثم سَلِّمْ فقل یستأذن عمر بن الخطاب، فان اَذِنَتْ لی فادخلونی وان رَدَّتْنِی فردّونی اِلیٰ مقابر المسلمین وجاءَت امّ المؤمنین حفصۃُ والنساءُ یسترونھا فلما رأینا ھا قمنا فولجت علیہ فمکثت عندہٗ ساعۃً واستأذن الرجالُ فولجت داخلاً لھم فسمعنا بکاءَ ھا من الداخل فقالوا اَوْصِ یا امیرالمؤمنین استخلفْ قال ما اجد احدًا احق بھذا الامر من ھؤلاء النفر او الرھط الذین توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنھم راضٍ فسمی علیًّا وعثمانَ وَالزبیرَ وطلحۃَ وسعدًا وعبدالرحمٰنَ وقال یشھدُکم عبداللہ بن عمر لیس لہ مِنَ الْاَمْرِ شیئٌ کھیئۃِ التعزیۃِ لہ فان اصابت الامرۃُ سعدًا فھو ذاک والَّا فلیستعنْ بہ اَیّکُمْ ما اُمّر فانی لم اعزلہٗ من عجزٍ او خیانۃٍ وقال اُوصی الخلیفۃَ من بعدی بالمھاجرینَ الاوّلینَ ان یعرف لھم حقّھم ویحفظ لھم حرمتھم واوصیہ بالانصارِ خیرًا

لائے ہو۔ انہوں نے کہا کہ وہی اے امیرالمومنین جو آپ چاہتے ہیں، عائشہؓ نے اجازت دے دی۔ کہا کہ الحمد للہ کوئی چیز میرے لئے اس سے زیادہ اہم نہیں تھی۔ پھر جب کہ میرا انتقال ہو جائے اور مجھے اٹھا کر لے جاؤ تو پھر سلام پہنچاؤ اور کہو کہ عمر بن الخطاب اجازت مانگتا ہے۔ پھر اگر عائشہ نے اجازت دی تو مجھے اندر لے جانا اور اگر مجھے لوٹا دیا تو مسلمانوں کے قبرستان کی طرف لے جانا۔ اور امّ المومنین حفصہؓ آئیں اور عورتیں ان کا پردہ کر رہی تھیں۔ تو جب ہم نے اُن کو دیکھا تو کھڑے ہو گئے پھر وہ ان کے پاس داخل ہوئیں اور اُن کے پاس ایک گھڑی ٹھہریں اور مردوں نے اجازت مانگی تو وہ گھر کے اندر چلی گئیں تو ہم نے اندر سے اُن کے رونے کی آواز سُنی۔ پھر لوگوں نے کہا کہ وصیت کر دیجئے اے امیرالمومنین کسی کو خلیفہ بنا دیجئے۔ فرمایا کہ میں اس امر کے لئے ان لوگوں سے یا اس جماعت سے زیادہ مستحق کسی کو نہیں پاتا جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے وقت تک خوش رہے۔ پھر نام لیا علی اور عثمان اور زبیر و طلحہ اور سعد و عبدالرحمٰن کا اور فرمایا کہ عبداللہ بن عمر تمہارے ساتھ موجود رہے گا لیکن امرِ خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا (یہ ارشاد) ان کی دلداری کے انداز کی مانند تھا۔ پھر اگر امارت سعد تک پہنچے تو وہ اُس کو انجام دیں گے ورنہ تم میں جو شخص بھی امیر بنایا جائے اُس کو چاہئے کہ وہ سعد سے اعانت حاصل کرے۔ یعنی اس کو کام سے عاجز ہونے یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ اور فرمایا کہ میں اپنے بعد خلیفہ بننے والے کو مہاجرین اوّلین کے بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حق کو پہچانے اور ان کے احترام کی حفاظت کرے اور میں انصار کے بارے میں حسنِ سلوک کے لئے وصیت کرتا ہوں جو کہ جو دارِ اسلام و ایمان

الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَ الْاِيْمَانَ
مِنْ قَبْلِهِمْ ان يقبل من محسنهم
وان يعفى من مسيئهم واوصيه باهل
الامصار خيرا فانهم ردء الاسلام وجباة
المال وغيظ العدو ان لا يؤخذ
من حواشي اموالهم الا فضلهم عن
رضاهم واوصيه بالاعراب خيرا فانهم
اصل العرب ومادة الاسلام ان يؤخذ
من حواشي اموالهم ويرد على فقرائهم
واوصيه بذمة الله وذمة رسوله ان يوفي
لهم بعهدهم وان يقاتل من
ورائهم ولا يكلفوا الا طاقتهم فلما قبض
خرجنا به فانطلقنا نمشي فسلم عبد الله
بن عمر وقال يستأذن عمر بن الخطاب
قالت ادخلوه فادخل فوضع
هنالك مع صاحبيه. فلما فرغ من
دفنه اجتمع هؤلاء الرهط فقال
عبد الرحمن اجعلوا امركم الى ثلثة
منكم قال الزبير قد جعلت امري الى
علي وقال طلحة قد جعلت امري الى
عثمان وقال سعد قد جعلت امري الى
عبد الرحمن فقال عبد الرحمن ايكما تبرأ من هذا الامر
فنجعله اليه والله عليه والاسلام
لينظرن افضلهم في نفسه فاسكت
الشيخان فقال عبد الرحمن افتجعلونه

(یعنی مدینہ) ہیں ان مہاجرین سے پہلے سے قرار پکڑے ہوئے
ہیں" کہ ان کے نیک کام کرنے والے کو قبول کیا جائے (یعنی
اس کی عزت کی جائے) اور بُرا کام کرنے والوں سے درگذر کیا جائے
اور دوسرے شہر والوں کے حق میں اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں
وہ اسلام کی پُشت پناہ ہیں اور مال کے جمع کرنے والے ہیں اور دشمن
کو مرعوب رکھنے کا سبب ہیں کہ ان کے زائد اموال میں سے اتنا
ہی لیا جائے جو اُن کی حاجات سے بچا ہوا ہو، اُن کی رضامندی سے اور
اعراب کے ساتھ اچھے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں وہ عرب کی اصل
اور اسلام کے مددگار ہیں کہ اُن کے زائد اموال میں سے لیا جائے اور
اُن کے فقراء پر تقسیم کیا جائے اور میں وصیت کرتا ہوں اُن کے حق میں
جو اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں ہیں (یعنی ذمّی لوگ) کہ جو معاہدہ
اُن سے ہو اُس کو پورا کیا جائے اور اُن کی حفاظت کے لئے قتال کیا
جائے اور اُن کو تکلیف نہ دی جائے مگر اُن کی طاقت کے مطابق۔ پھر جب انکی
وفات ہوگئی تو ہم اُن کو باہر لائے اور لے کر چلے تو عبداللہ بن عمر نے
(عائشہ رض کو) سلام پہنچایا اور کہا کہ عمر بن الخطاب اجازت چاہتے ہیں۔
عائشہ نے کہا کہ اُن کو اندر لے جاؤ تو وہ لے جائے گئے اور وہیں اپنے
دونوں ساتھیوں کے پاس دفن کئے گئے۔ پھر جب اُن کے دفن سے
فارغ ہو چکے تو اُس جماعت کے اصحاب اکٹھے ہوئے۔ تو عبدالرحمن
نے کہا کہ اپنے امر کو اپنے میں سے تین کی طرف منتقل کردو۔ زبیر نے کہا
کہ میں اپنا امر علی کی طرف منتقل کرتا ہوں اور طلحہ نے کہا کہ میں اپنا امر
عثمان کی طرف منتقل کرتا ہوں اور سعد نے کہا کہ میں نے اپنا امر عبدالرحمن
کے حق میں کر دیا۔ پھر عبدالرحمن نے کہا کہ تم دونوں میں سے کون اس
امر سے الگ ہوتا ہے تاکہ پھر ہم اس امر کا فیصلہ اسکے سپرد کر دیں اور اللہ اور اسلام
کا اس پر حق ہے کہ وہ اپنے دل میں سب سے افضل پر نظر کرے۔
تو دونوں شیخ یعنی عثمان و علی خاموش رہے۔ پھر عبدالرحمن

الیٰ واللہ علیّ ان لا آلوعن افضلکم
قالا نعم فاخذ بید احدہما فقال
لک قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم والقدم فی الاسلام ما قد علمت
فاللہ علیک لئن امّرتک لتعدلنّ
ولئن امّرت عثمان لتسمعنّ ولتطیعنّ
ثم خلا بالآخر فقال لہ مثل ذلک
فلما اخذ المیثاق قال ارفع یدک
یا عثمان فبایعہ وبایع لہ علیؓ
وولج اہل الدار فبایعوہ - **اما مآثر
امیر المومنین عثمان بن عفان رضی
اللہ تعالیٰ عنہ** پس از انجملہ است
آنکہ درمیان قریش نسبی عالی داشت
چہ از جہت آباء چہ از طرف امہات
فی الاستیعاب وغیرہ ہو عثمان بن
عفان بن ابی العاص بن امیۃ بن
عبد شمس بن عبد مناف بن قصیّ
وامّہ اروی بنت کریز بن ربیعۃ بن
حبیب بن عبد شمس وامّ اروی
ہی البیضاء ام حکیم بنت عبد المطلب
عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
واز انجملہ آنکہ قبل از اسلام درمیان
قریش ثروتے داشت وجاہی و
متصف بسخا وحیا بودہ است قیل فی
وجہ التسمیۃ بذی النورین کان لہ

نے کہا کہ کیا تم دونوں اس امر کے فیصلہ کو میرے سپرد کردو گے۔ واللہ میرے ذمہ ہوگا کہ میں تم میں سے افضل کے ساتھ کوتاہی نہ کروں۔ دونوں نے کہا کہ ہاں تو انہوں نے اُن میں سے ایک (یعنی علیؓ) کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ آپ کی قرابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اسلام میں خاص مقام ہے جس کو تم خود جانتے ہو تو اللہ کو گواہ جانتے ہوئے یہ وعدہ کرو کہ اگر میں نے تم کو امیر بنایا تو تم ضرور عدل کروگے اور اگر میں نے عثمان کو امیر بنایا تو تم اُن کی سنوگے اور اطاعت کروگے پھر دوسرے کو تنہائی میں لے جاکر اُن سے اسی طرح کی گفتگو کی۔ تو جب وعدہ لے چکے تو کہا کہ عثمان اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ پھر اُن سے بیعت کی اور پھر اُن سے علیؓ نے بیعت کی اور اہل مدینہ آئے اور سب نے اُن سے بیعت کی۔

اب سنئے۔ **امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب** تو اُن میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قریش میں نسب عالی رکھتے تھے باپ دادا کی طرف سے بھی اور ننہیال کی طرف سے بھی۔ استیعاب وغیرہ میں ہے کہ اُن کا نسب یہ ہے عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصیّ۔ اور اُن کی والدہ ہیں اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس۔ اور اروی کی ماں ہے بیضاء ام حکیم بنت عبد المطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ وہ اسلام سے پہلے قریش میں صاحب دولت اور صاحب جاہ تھے اور سخاوت وحیا کے ساتھ موصوف رہے ہیں۔ آپ کے خطاب ذی النورین کی وجہ تسمیہ میں کہا گیا ہے کہ اُن کے لئے دو سخاوت ثابت ہیں ایک سخاوت قبل از اسلام اور ایک سخاوت بعد از اسلام۔ یہ ریاض میں مذکور ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اُن کی فطرت سلیمہ نے اسلام سے پہلے بہت سے امور جاہلیت سے اُن کو روکے رکھا ہے اور یہ دلیل ہے اصل

سخاءً ان سخاءٌ قبل الاسلام و
سخاءٌ بعدہٗ کذا فی الریاض، واز انجملہ
آنکہ فطرتِ سلیمۂ او پیش از
اسلام از بسیاری از امور جاہلیت اورا
باز داشتہ بودہ است و این دلیل
است بر تشبہ او بانبیاء علیہم الصلوٰۃ در
اصل فطرت۔ فی الاستیعاب فی
ترجمۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ انہ کان
قد حرّم الخمر فی الجاہلیۃ ہو و
عثمان و فی الریاض عنہ رضی اللہ عنہ
انہ قال ما زنیتُ فی جاہلیۃٍ ولا اسلامٍ
ولا سرقتُ۔ واز انجملہ است آنکہ
چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مبعوث شدوی از سُبّاق بود
در اسلام پیش از ابوعبیدۃ بن
الجراح وعبدالرحمٰن بن عوف بیک روز
اسلام آوردہ بدلالتِ صدّیق اکبر
رضی اللہ عنہما۔ ووی از انجماعۃ
است کہ بانضمام حضرت فاروق عدد
ایشان بچہل رسید کذا فی الریاض
وغیرہ۔ واز انجملہ است آنکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جگر پارۂ
خود رقیہ را بعد دخول او در اسلام
با او عقد بست و بدامادی برگزید و
از حسن سلوک باو مبتہج و مسرور می بود

فطرت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اُن کے
مشابہ ہونے کی۔ استیعاب میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ترجمہ
میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے شراب کو جاہلیت کے زمانہ
میں ہی حرام کر لیا تھا اور عثمان نے بھی، اور ریاض میں خود
عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا
کہ میں نے کبھی زنا نہیں کیا نہ جاہلیت میں نہ اسلام میں
اور نہ چوری کی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو انہوں نے ابوبکرؓ کی
رہنمائی سے اسلام کی طرف ابوعبیدہ بن الجراح اور
عبدالرحمٰن بن عوف سے ایک دن پہلے سبقت کی۔ اور وہ
اُس جماعت میں سے ہیں کہ جس کی تعداد حضرت فاروقؓ
کے مل جانے کے بعد چالیس تک پہنچی تھی۔ ریاض وغیرہ
میں ایسا لکھا ہے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اسلام میں داخل ہونے
کے بعد اپنی جگر پارہ رُقیہؓ کا اُن کے ساتھ نکاح کر دیا
اور اُن کو اپنی دامادی کے لئے قبول کیا اور اُن کے رقیہ
کے ساتھ عمدہ برتاؤ کی وجہ سے ان سے خوش اور
مسرور رہتے تھے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ جب مسلمانوں
کی عداوت پر کفار کھڑے ہو گئے تو انہوں نے حبشہ کی
طرف ہجرت کی اور وہ پہلے شخص ہیں کہ جس نے بعد حضرت
ابراہیم اور لوط علیہ السلام کے اپنی اہلیہ کے ساتھ
ہجرت کی اور چونکہ اس زمانہ میں ان کی سلامتی اور
صحت کی خبر دیر سے پہنچی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے قلب مبارک میں بہت انتظار رہتا تھا۔ ریاض
میں انس سے مروی ہے کہا کہ سب سے پہلے سرزمین

واز انجملہ آنکہ چون کفار قریش
بعداوت مسلمین برخاستند ہجرت
نمود بجانب حبشہ ودوی اوّل کسی است
کہ با اہلیۂ خود ہجرت فرمود بعد حضرت
ابراہیم وحضرت لوط علیہما السلام
ودران ایام چون خبر صحت وسلامت
ایشان دیر ترسید خاطر مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغایت
منتظر میماند- فی الریاض عن انس قال
اوّلُ من ہاجرَ الی ارض الحبشۃ
عثمانُ وخرج معہ بابنۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فَاَبْطَأَ علیٰ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خَبَرُہُمَا فجعل
یَتَوَکَّفُ الخبرَ فقدِمَتْ امرأۃٌ من
قریش من ارض الحبشہ فسألہا
فقالت رأیتہما فقال علٰے اَیِّ حالٍ
رأیتہما قالت رأیتہا وقد حملہا
علیٰ حمارٍ من ہذہ الدوابّ و
ہو یسوقہا فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم صحبہما اللہُ ان کان عثمانُ
لَاَوّلُ من ہاجرَ الی اللہِ عزّ وجل بعد
لوطٍ- اخرج الحاکم عن عبدالرحمٰن
ابن اسحٰق عن ابیہ عن سعد فی
ہذہ القصۃِ قال رسولُ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یا ابابکر انہما لَاَوّلُ

حبشہ کی طرف جس نے ہجرت کی عثمان رض تھے اور اپنے
ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو
لے گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں
کی خبر پہنچنے میں دیر ہوگئی تو آپ حال معلوم ہونے
کا انتظار کرتے رہے۔ پھر قریش میں کی ایک عورت
ملک حبشہ سے آئی تو آپ نے اس سے پوچھا تو اس
نے کہا کہ میں نے اُن دونوں کو دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا
کہ اُن کو کس حال میں دیکھا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں نے
اُن کو اس حال میں دیکھا ہے کہ بی بی کو تو اُس نے
سواری کے چوپاؤں میں سے ایک گدھے پر سوار کر رکھا
تھا اور وہ خود اس کو ہانک رہا تھا۔ تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ان دونوں کے ساتھ رہے۔
درحقیقت عثمان بعد لوط علیہ السلام کے اُن میں کا پہلا
شخص ہے جنہوں نے اللہ عزوجل کی طرف ہجرت کی۔
حاکم نے عبدالرحمٰن بن اسحٰق سے انہوں نے اپنے
باپ سے انہوں نے سعد سے اس قصہ میں روایت کیا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوبکر
لوط اور ابراہیم کے بعد یہ دونوں سب سے پہلے
شخص ہیں جنہوں نے ہجرت کی۔ اور اُن میں سے یہ ہے
کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں ہجرت
فرمائی تو اس کے قریب وقت ہی میں حضرت عثمان مدینہ
میں پہنچ گئے بخلاف جعفر اور اصحاب سفینہ کے کہ اُن
کا پہنچنا بعد واقعۂ خیبر کے ہوا ہے اس لئے کہ صحت
کے ساتھ ثابت ہے کہ واقعۂ بدر میں رقیہ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی دیکھ بھال میں

من ہاجر بعد لوط و ابراہیم و
از انجملہ آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بجانب مدینہ ہجرت فرمود
درہمان نزدیکی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
بمدینہ روی آورد بخلاف جعفر و اصحاب
سفینہ کہ قدوم الیشان بعد واقعۂ خیبر
بودہ است زیراکہ صحیح شدہ است
کہ در واقعۂ بدر بہ بیمارداری رقیہ
بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مشغول بود و ازین جہت تخلف نمود
اخرج البخاری فی حدیث عبداللہ بن
عدی بن الخیار قال عثمان اما بعد
فان اللہ تعالیٰ بعث محمداً بالحق و
کنتُ ممن استجاب للہ و لرسولہ
وآمنتُ بما بُعث بہ ثم ہاجرتُ
الہجرتین و صحبتُ رسولَ اللہِ صلی اللہ
علیہ وسلم ورأیتُ ہدیہٗ و فی روایۃ
ونلتُ صِہرَ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم و بایعتُہٗ فواللہ ما عصیتُہٗ و
لا غششتُہٗ حتی توفاہ اللہ تعالیٰ
ثم ابوبکر ثم عمر مثلہ الحدیث۔ و از انجملہ
آنکہ چون جہاد مشروع شد و مشاہد
خیر بوجود آمد در جمیع غزوات
ہمپای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بودہ است الا بدر۔ و از انجملہ آنکہ

مشغول تھے اور اس وجہ سے شریک نہ ہو سکے تھے۔
بخاری نے روایت کیا ہے عبداللہ بن عدی بن الخیار
کی حدیث میں کہ عثمان رض نے فرمایا اما بعد اللہ
تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ
بھیجا اور میں ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ
اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور جو کچھ
دے کر آپ کو بھیجا گیا تھا میں اس پر ایمان لایا۔ پھر میں
نے دو ہجرتیں کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت میں رہا اور آپ کے طریقہ کو دیکھا۔ اور ایک
روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی دامادی پر پہنچا اور آپ سے بیعت کی۔ سو خدا
کی قسم میں نے کبھی اُن کی نافرمانی نہیں کی اور نہ اُن
کو دھوکا دیا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو وفات
دی۔ پھر ابوبکر پھر عمر اُن کی مثل رہے (یعنی اُن سے
بھی یہی معاملہ رہا) آخر حدیث تک۔ اور اُن میں ایک
یہ ہے کہ جب جہاد کا حکم ہو گیا اور خیر کے مواقع
وجود میں آئے تو تمام غزوات میں بجز بدر کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور اُن میں سے
یہ کہ جب غزوۂ بدر پیش آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُن کو حضرت رقیہ کی تیمارداری کے لئے
مدینہ میں چھوڑ دیا تھا اور آپ کو بدر کے اجر اور
غنیمت میں حصہ عطا فرمایا تھا اس حیثیت سے ان کو بدر
میں شمار کیا گیا ہے۔ مروی ہے ابن عمر سے (انھوں
نے ایک تقریر میں فرمایا تھا) رہا اُن کا بدر سے غائب
ہونا تو وہ اس وجہ سے تھا کہ اُن کے عقد میں رسول

چون غزوۂ بدر پیش آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اورا بجہت تیمار رقیہ در مدینہ گذاشتند و اجر و غنیمت بدر دادند ازین جہت در بدریین معدود است۔ عن ابن عمر اما تغیبہ عن بدر فانہ کان تحتہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت مریضۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لک اجر رجل ممن شہد بدرًا و سہمہ اخرجہ البخاری۔ وازان جملہ آنکہ چون غزوۂ احد پیش آمد و شیطان بعض اصحاب را بر فرار ازان مشہد خیر حامل شد و وی نیز ازان جماعہ بود رحمت الٰہی تدارک فرمود و آن ذنب را محو نمود چنانچہ در قرآن عظیم تصریح بآن رفتہ تا ہیچ طاعنی را مجال طعن نماند عن ابن عمر اما فرارہ یوم احد فاشہد ان اللہ عفی عنہ اخرجہ البخاری و زاد غیرہ وتلا اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ۔ و ازان جملہ آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواستند کہ مستضعفین مکہ را در حدیبیہ تسلیہ کنند غیر عثمان بآن امر حری نبود پس اورا

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم کو ایسے مرد کا اجر ملے گا جو بدر میں حاضر ہوا اور اُس کا حصہ بھی۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے یہ کہ جب غزوۂ اُحد پیش آیا اور شیطان نے بعض اصحاب کو اُس مشہدِ خیر سے فرار پر اُبھار دیا اور وہ بھی اس جماعت میں سے تھے تو رحمتِ الٰہی نے تدارک فرمایا اور اُس گناہ کو محو کر دیا چنانچہ قرآن عظیم میں اس کی تصریح کی گئی تاکہ کسی طعنہ کرنے والے کو طعن کرنے کا موقعہ باقی نہ رہے۔ ابن عمر سے مروی ہے "رہا اُن کا فرار یومِ اُحد میں تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو معاف کر دیا"۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور دوسروں نے اس پر یہ اضافہ کیا" اور ابن عمرؓ نے تلاوت کیا اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ الخ (۳ : ۱۵۵) یقیناً تم میں سے جن لوگوں نے پشت پھیرلی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات نہ ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دے دی ان کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو معاف فرما دیا ہے"۔ اور اُن میں سے یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے ضعیف لوگوں کی (یعنی ان مسلمانوں کی جو مشرکین کے جور و ستم کا نشانہ بن رہے تھے)، تسلی کریں اور اس کام کے لئے عثمان رضؓ کے سوا اور کوئی موزوں نہیں تھا تو اُن کو اس کام پر مامور

بآن مأمور فرمودند ووی آنجا شرط
ادب ومحبت بجا آورد در ترک عمرہ
بموافقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
فی الریاض عن ایاس بن سلمۃ بن
الاکوع عن ابیہ قال اشتدّ البلاءُ
علی من کانَ فی ایدی المشرکینَ
منَ المسلمین قال فدعا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عُمرَ فقال یا عمرُ
ہل انت مُبلِّغٌ عنّی اخوانکَ من
اُسراءِ المسلمینَ قال بابی انت و
امی واللہ مالی بمکۃ عشیرۃٌ اُرسِل
غیری اکثرَ عشیرۃً منّی فدعا عثمانَ
فارسلہُ الیہم فخرج عثمانُ علی راحلتہ
حتی جاءَ عسکرَ المشرکینَ فعتبوا بہ واساؤا
لہ القولَ ثم اجارہٗ ابانُ بن سعید
بن العاصِ ابنُ عمّہ وحملہ علی السّرج
وردِفَ خلفہٗ فلما قدم قال
یا ابنَ عم طُفْ قال یا ابن عمّ ان لنا
صاحبًا لا نبتدعُ امرًا ہو الذی یکون
یعملہ فنتبع اثرہ قال یا ابن عم مالی
اراک متخشّفًا اسبِلْ قال وکان ازارہ
الی انصافِ ساقیہ قال لہ عثمانُ ہکذا
ازرۃُ صاحبنا فلم یدعْ احدًا بمکۃ
من المسلمین الّا بلّغہم ما قالَ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وعن

کیا اور انہوں نے مکہ میں پہنچ کر ادب و محبت کا حق ادا
کر دیا عمرہ کو ترک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت
میں۔ ریاض میں ایاس بن سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے وہ
اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ ان مسلمانوں
پر جو مشرکین کے ہاتھوں میں تھے مصائب میں شدت ہو رہی
تھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو بلایا اور کہا کہ اے
عمر کیا تم میری طرف سے اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جو قیدی
بنے ہوئے ہیں میری طرف سے پیغام پہنچا سکو گے؟ انہوں
نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں واللہ مکہ میں میرا
کنبہ نہیں ہے، میرے سوا کسی دوسرے کو بھیجئے جس کا کنبہ
مجھ سے زیادہ ہو تو آپ نے عثمان کو بلایا اور ان قیدیوں کی طرف
بھیج دیا۔ اب عثمان اپنی سواری پر نکلے یہاں تک کہ مشرکین
کے لشکر میں پہنچ گئے تو وہ ان پر غصہ کرنے لگے اور ان کو برے
کلمات کہنے لگے، پھر ان کو ان کے چچا کے بیٹے ابان بن سعید بن
العاص نے امن دیا اور ان کو کاٹھی پر بٹھایا اور ان کے پیچھے خود
بیٹھ گیا۔ جب مکہ میں پہنچ گئے تو ان سے کہا کہ اے چچا کے بیٹے
(عمرہ کا طواف کر لے) عثمان نے کہا کہ اے چچا کے بیٹے ہمارے ایک
صاحب ہیں ہم اپنی طرف سے کوئی کام نہیں کرتے وہی جب کوئی
عمل کرتے ہیں تو ہم ان کے نشان قدم کا اتباع کرتے ہیں۔ ابان نے
کہا کہ اے چچا کے بیٹے کیا بات ہے کہ میں تمہیں اونچی سمٹی ہوئی
(یا پرانی) لنگی باندھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اس کو نیچی کر لو (راوی)
نے کہا کہ عثمان کی لنگی دونوں پنڈلیوں کے نصف تک تھی تو اس
سے عثمان نے کہا کہ ہمارے صاحب کی لنگیاں ایسی ہی ہوتی ہیں
تو عثمان نے سب مسلمان قیدیوں کو وہ

پیغام پہنچا دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ایاس بن سلمۃ عن ابیہ ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بایع لعثمان احدی
یدیہ علی الاخری فقال الناس ہنیئاً
لابی عبداللہ الطواف بالبیت آمناً
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لو مکث کذا ما طاف حتی اطوف
و از انجملہ آنکہ چون مشہد حدیبیہ
پیش آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اورا بمکہ فرستادند بجہت
رسانیدن پیغام صلح و تسلیہ مستضعفین
آنگاہ آوازۂ قتل او شائع شد و این
معنی مہیج بیعت قتال گشت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم یکدست مبارک خود
را عوض دست حضرت عثمان برداشتند
کہ ہذہ یدی وہذہ ید عثمان و این تشریف
عظیم بود حضرت عثمان را و ازین جہت
او در اہل بیعت رضوان داخل شد
عن ابن عمر واما تغیبہ عن بیعۃ الرضوان
فلو کان احد اعز ببطن مکۃ من عثمان
لبعثہ فبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عثمان وکانت بیعۃ الرضوان
بعد ما ذہب عثمان الی مکۃ فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بیدہ الیمنی فضرب بہا علی یدہ وقال
ہذہ لعثمان و از انجملہ آنکہ چون رقیہ

اور ایاس بن سلمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے لئے بیعت کی اپنے ہاتھوں
میں سے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر تو لوگوں نے کہا کہ ابوعبداللہ
کو بہت مبارک رہا امن کے ساتھ بیت اللہ کا طواف۔ تو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اسی طرح ٹھہرا رہتا تو طواف
نہ کرے گا ________ حتی کہ میں طواف کر لوں۔ اور ان
میں سے یہ ہے کہ جب حدیبیہ کا موقع پیش آیا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیغام صلح پہنچانے اور ضعفاء
مسلمین کو تسلی دلانے کے لئے مکہ بھیجا۔ اس وقت ان کے
قتل کی افواہ پھیل گئی اور یہ شہرت بیعت قتال کا باعث
ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک دست
مبارک کو حضرت عثمان رض کے ہاتھ کے بدلے میں اٹھایا کہ یہ
میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان رض کا ہاتھ ہے۔ اور یہ حضرت عثمان رض
کے لئے بہت بڑا شرف تھا اور اسی حیثیت سے وہ بیعت
رضوان والوں میں داخل ہوئے۔ مروی ہے ابن عمر رض
سے "رہا ان کا غائب ہونا بیعت رضوان سے تو اگر
کوئی مکہ کے خاندان کا عثمان سے زیادہ عزت والا ہوتا
تو یقیناً اس کو بھیجتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عثمان رض کو بھیجا اور بیعت رضوان ہوئی عثمان کے مکہ کی
طرف جانے کے بعد تو اشارہ کیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ سے اور مارا اس کو
بائیں ہاتھ پر اور فرمایا کہ یہ عثمان کے لئے ہے۔ اور ان
میں سے یہ کہ جب رقیہ بنت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے وفات پائی اور عثمان رضی اللہ عنہ اس
واقعہ سے غمگین ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

بنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات یافت و او رضی اللہ عنہ ازین واقعہ محزون گشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام کلثوم را در نکاح وی آوردند و این فضیلتی است کہ غیر او را در ہیچ وقتی میسر نیامد۔ اخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَقِیَ عثمانَ وہو مغمومٌ فقال ما شانُکَ یا عثمانُ فقال بابی انت وامی دخل علی احد من الناس ما دخل عَلَیَّ تُوُفِّیت بنتُ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانقطع الصہر فیما بینی وبینک الی الابدِ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَتقُولُ ذٰلکَ یا عثمان وہذا جبرئیلُ یأمرنی عن امر اللہ عزوجل ان اُزَوِّجکَ اُختَہا اُمَّ کلثوم علی مثل صداقہا وعلی مثل عدتہا فزوّجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیہا۔ وفی روایۃ غیر الحاکم علیٰ مثل صداقہا وعلیٰ مثل صحبتہا۔ وازانجملہ آنکہ چون اُم کلثوم متوفی شد فرمودند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تزویج کنید عثمان را اگر مرا میبود دختری میدادم باو دختری بعد دختری الی کذا وکذا فی الریاض

اُمّ کلثوم کو اُن کے نکاح میں لائے اور یہ ایسی فضیلت ہے کہ اُن کے سوا کسی کو کسی زمانہ میں میسّر نہیں ہوئی۔ حاکم نے روایت کیا ابو ہریرہؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عثمان سے ملے جب کہ وہ مغموم تھے اور فرمایا کہ اے عثمان تمھارا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا لوگوں میں سے کسی پر ایسا غم پڑا ہے جو مجھ پر پڑا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی وفات ہوگئی اور میرے اور آپ کے درمیان ہمیشہ کے لئے تعلق دامادی ختم ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان تم یہ کہتے ہو اور یہ جبرئیلؑ مجھے اللہ عزوجل کی طرف سے یہ حکم دے رہے ہیں کہ میں اس کی بہن اُمّ کلثوم کا تمھارے ساتھ نکاح کردوں اُسی کے مثل مہر اور اُسی کے مثل سامانِ جہیز پر۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر اُن کا نکاح کردیا۔ اور ایک دوسری روایت میں جو حاکم کی روایت کے علاوہ ہے "عَلٰی مِثْلِ صُحْبَتِہَا" ہے (یعنی اس سے بھی ویسا ہی برتاؤ رکھو)۔ اور اُن میں سے یہ کہ جب اُمّ کلثوم کی وفات ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان کا نکاح کردو۔ اگر میرے پاس کوئی بیٹی ہوتی تو میں اس کو ایک بیٹی کے بعد دوسری بیٹی دیتا رہتا اتنے سے اتنے تک۔ ریاض میں علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اگر میرے پاس چالیس بیٹیاں ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان سے نکاح کرتا رہتا یہاں تک کہ اُن میں سے کوئی باقی نہ رہتی

عن علی رضی اللہ عنہ قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لو کان عندی
اربعون بنتاً لزوجت عثمان واحدۃً
بعد اُخرای حتے لا یبقی منہن احد
والاجملہ آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ترغیب فرمود بر تجہیز
جیش العسرۃ نصیب او درین باب
اوفٰی و اکمل بود۔ قال عثمان فی خطبۃ
یوم الدار ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نظر فی وجوہ القوم فقال
من یجہز ہؤلاء غفر لہ یعنی جیش
العسرۃ فجہزتہم حتی لم یفقدوا
عقالاً ولا خطاماً قالوا اللہم نعم۔ رُوِیَ
ذلک من حدیث الاحنف بن قیس
و ابی عبد الرحمن السلمی و ابی سلمۃ
بن عبد الرحمن وغیرہم اخرج بعضہا
البخاریؒ والترمذیؒ و بعضہا غیرہم
وعن عبد الرحمن بن خباب قال فی
ہذہ القصۃ فانا رأیت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عن المنبر
وہو یقول ما علی عثمان ما فعل بعد
ہذہ ما علی عثمان ما فعل بعد ہذہ
اخرجہ الترمذی۔ وعن عبد الرحمن
بن سمرۃ فی ہذہ القصۃ قال

اور ان میں سے یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیشِ عسرت کے لئے سامان کی فراہمی پر ترغیب فرمائی تو اُن کا حصہ اس باب میں پورا اور مکمل تھا۔ عثمان رضؓ نے اپنے یوم الدار کے خطبہ میں (یعنی جب کہ آپ اپنے مکان میں محصور تھے اور اُوپر آکر لوگوں سے خطاب کیا تھا) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کے چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ جو شخص ان لوگوں کو سامان دے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ آپ جیشِ عسرت کے لئے فرما رہے تھے تو میں نے اُن کو اتنا مکمل سامان دیا تھا کہ رسّی کے اس ٹکڑے کی کمی بھی باقی نہ چھوڑی تھی جو اونٹ کے پاؤں میں باندھا جاتا ہے اور نہ اونٹ کی مہار کی۔ لوگوں نے کہا یا اللہ! بیشک۔ یہ مروی ہے احنف بن قیس اور ابو عبد الرحمٰن السلمی اور ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن وغیرہم سے۔ اُن میں سے بعض کو بخاری نے اور ترمذی نے لیا اور بعض کو نسائی نے اور بعض کو دوسروں نے۔ اور مروی ہے عبد الرحمٰن بن خباب سے کہ انہوں نے اس قصہ میں کہا کہ پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر سے اُتر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ عثمان پر اب کوئی مواخذہ نہ ہوگا جو کچھ وہ اس کے بعد کرے گا، عثمان رضؓ اس کے بعد جو کچھ بھی کرے گا اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور عبد الرحمٰن بن سمرہ سے اس قصہ میں یوں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان کو آج کے بعد جو کچھ کرے گا اس سے ضرر نہ پہنچے گا۔ دو مرتبہ فرمایا۔ اس کو ترمذی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ضرّ
عثمان ما عمل بعد الیوم مرتین اخرجہ
الترمذی۔ و ازان جملہ آنکہ تسبیل
نمود بیر رومہ را۔ قال عثمان فی
خطبتہ یوم الدار اُذکرکم باللہ تعالیٰ
ہل تعلمون ان رومۃ لم یکن یشرب
منہا احدٌ الّا بثمن فابتعتُہا فجعلتُہا
للغنیّ والفقیر و ابن السبیل قالوا اللّٰہم
نعم روی ذلک عنہ الاحنفُ بن قیس
و ابوسلمۃ و ابوعبدالرحمن السلمی
وغیرہم ولبعض الروایات فی البخاری
وازان جملہ آنکہ توسیع نمود مسجد
آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال
عثمان فی خطبتہ یوم الدار اشہدکم
باللہ الذی لا الہ الا ہو اتعلمون
انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال من ابتاع مربد بنی فلان غفرلہ
فابتعتہ بعشرین الفاً او بخمسۃ و
عشرین الفاً فاتیتُ النبیّ صلی اللہ
علیہ وسلم فاخبرتُہ فقال اجعلہ فی
مسجدنا واجرہ لک۔ روی ذلک
الاحنف بن قیس و ابوسلمۃ و ابو
عبدالرحمن السلمی وغیرہم۔ و از الجملہ
آنکہ در غزوۂ تبوک مخمصۂ شدیدہ پیش
آمد و وی کشفِ آن نمود۔ عن سالم بن

نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ہے بیر رومہ کو عوام
کے لئے وقف کر دینا۔ عثمان رضؓ نے اپنے یوم الدار کے
خطبہ میں فرمایا: میں تمھیں اللہ تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں (اس
کو حاضر جان کر جواب دو) کہ کیا تم جانتے ہو کہ رومہ
ایسا کنواں تھا جس سے بغیر قیمت دیئے کوئی پانی نہیں
پیتا تھا۔ تو میں نے اس کو خریدا اور ہر غنی اور فقیر
اور مسافر کے لئے عام کر دیا۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک
اس کی روایت ان سے احنف بن قیس اور ابوسلمۃ
اور عبدالرحمن السلمی وغیرہم نے کی، اور ان میں سے بعض روایات بخاری
میں ہیں۔ اور ان میں سے یہ ہے کہ آپ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی توسیع کی۔ عثمان نے اپنے خطبۂ
یوم الدار میں فرمایا کہ میں تم پر اس خدا کو گواہ بناتا ہوں
جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص بنی فلان
کے مربد (اونٹ اور بکریوں کے باندھنے کی جگہ) کو خریدے
گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی تو میں نے اس کو بیس
ہزار یا پچیس ہزار میں خریدا۔ میں نے آکر نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کو اس کی خبر دی تو فرمایا کہ اس کو ہماری مسجد
میں شامل کر دے اور تیرے لئے اس کا اجر ہے۔ اسکی روایت
احنف بن قیس اور ابوسلمہ اور ابوعبدالرحمن سلمی وغیرہم
نے کی۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ غزوۂ تبوک میں بھوک
کی تکلیف سے شدید پریشانی پیش آگئی تھی اور اس
کا ازالہ آپ ہی نے کیا تھا۔ سالم بن عبداللہ بن عمر
سے روایت ہے ایک طویل حدیث میں کہ پھر جیش عسرت
کو پورا سامان دینے کے ساتھ یہ ہوا کہ رسول اللہ

عبداللہ بن عمر فی حدیث طویل ثم
کان من جہازہ جیش العسرۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزا
غزوۃ تبوک فلم یلق فی غزاۃ من غزواتہ
مالقی فیہا من المخمصۃ و الظماء و قلۃ الظہر
فبلغ عثمان فاشتری قوتاً و طعاماً
و ادماً و ما یصلح لرسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و لاصحابہ فجہز الیہ عیرًا
فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الی سواد قد اقبل قال ھذا قد جاءکم
بخیر فانیخت الرکاب و وضع ما علیہا
من الطعام و الادم و ما یصلح لرسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لاصحابہ
فرفع یدیہ الی السماء و قال انی
قد رضیت عن عثمان فارض عنہ ثلث
مرات ثم قال لاصحابہ ایہا الناس
ادعوا لعثمان فدعالہ الناس جمیعاً
مجتہدین و نبیہم صلی اللہ علیہ وسلم
و از ان جملہ آنکہ در بسیاری از
احیان بکتابت وحی و نامہائیکہ افشای
آن نمی خواستند قیام می نمود۔ و
فی الریاض عن عائشۃ قالت واللہ
لقد کان قاعدًا عند نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمسند ظہرہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا تو غزوات میں سے
کسی غزوۂ میں اس قدر بھوک پیاس اور سواریوں
کی کمی کا سامنا کرنا نہیں پڑا تھا جس قدر اس میں کرنا
پڑا، تو عثمان کو اس کی خبر پہنچ گئی اور انہوں نے زادِ راہ
خریدا اور کھانا اور سالن اور جو مناسب سمجھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے پھر ایک
قافلہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ پھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہی کی طرف دیکھا جو آگے
آرہی تھی، فرمایا کہ یہ تمہارے پاس خیر لا رہا ہے۔ (جب یہ
قافلہ پہنچ گیا) تو سواری کے اونٹوں کو بٹھایا گیا اور ان کے اوپر
سے کھانا اور سالن اتار لیا اور جو مناسب تھا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے لئے تو آپ
نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا
کہ میں عثمان سے راضی ہوں تو (یا اللہ) آپ بھی اس
سے راضی ہو جائیے۔ تین مرتبہ کہا۔ پھر اپنے اصحاب سے
فرمایا اے لوگو! عثمان کے لئے دعا کرو تو ان کے لئے سب
نے اور ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دل لگا کر دعاء
کی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے اوقات
میں آپ وحی کی اور ایسے خطوط کی جن کا افشاء آپ
نہیں چاہتے تھے کتابت کیا کرتے تھے۔ ریاض میں عائشہ
سے مروی ہے انہوں نے کہا واللہ عثمان نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اپنی کمر کا میری طرف سہارا لئے ہوئے
تھے اور جبرئیل ان کی طرف قرآن کو وحی کر رہے تھے
اور آپ فرماتے تھے اے عثیم[ع] لکھ۔ اور ریاض میں آپ

ع محبت اور پیار کی وجہ سے نام کی تصغیر کر دیتے ہیں۔ عثیم عثمان کی تصغیر ہے۔ ۱۲ اشتیاق احمد

إلىّ وان جبرئيل ليوحي اليه القرآن
وانه يقول اكتب يا عثيم - وفي الرياض
ايضًا في قصة قتله انهم لما قطعوا يده
بالسيف قال اما والله انها لاوّل
كفّ خطّت المفصل - قلتُ انما خصّ
المفصل بالذكر لانه اوّل ما نزل من
القرآن - و از آن جملہ آن است
کہ او اول کسے است کہ خبیص پخت
برای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و اصحاب او و باین جہت خاطر ایشان
را بدعای خویش مائل ساخت - في
الرياض عن ليث بن ابي سالم
قال اوّل من خبّص الخبيص في الاسلام
عثمانُ بن عفان قدمت عليه عيرٌ
تحمل الدقيق والعسل فخلط بينهما و
بعث به الى رسول الله صلى الله عليه
وسلم الى منزل امّ سلمة فلما جاء
رسولُ الله صلى الله عليه وسلم
قُدّمت بين يديه فاكل فاستطابه
فقال من بعث هذا فقالت عثمانُ
يارسول الله بعث به قال اللهمّ
ان عثمان يترضاك فارض عنه - وعن
عبدالله بن سلام قال قدمت عير
من طعام فيها حملٌ لعثمان بن عفان
عليه دقيق حوارى وسمن وعسل فاتى به

کے قتل کے قصہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ جب لوگوں نے آپ
کا ہاتھ تلوار سے کاٹا تو فرمایا یاد رکھو یہ پہلی ہتھیلی ہے جس
نے مفصّل کو تحریر کیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ نے مفصّل
کو خصوصیت کے ساتھ اس لئے ذکر کیا کہ وہ جو کچھ قرآن نازل
ہوا اُس کا پہلا حصہ ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ وہ پہلے شخص
ہیں کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب
کے لئے خبیص عـه (حلوا) بنایا اور اس راہ سے اُن کے دل کو
اپنے حق میں دُعاء کے لئے مائل کیا۔ ریاض میں ہے کہ لیث
بن ابی سالم سے مروی ہے کہا کہ اسلام میں جس
نے سب سے پہلے خبیص (حلوا) بنایا عثمان بن عفان ہیں
اُن کے پاس ایک اُونٹوں کا قافلہ آیا تھا جس پر آٹا اور
شہد لدا ہوا تھا۔ اُنہوں نے دونوں کو مخلوط کر دیا اور
اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منزلِ
اُمّ سلمہ میں بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے تو آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ
نے کھایا اور اس کو پسند کیا۔ اور پوچھا کہ یہ کس نے بھیجا
ہے تو انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ عثمان نے بھیجا ہے
تو آپ نے کہا کہ یا اللہ عثمان آپ کی رضاجوئی کر رہا ہے
تو آپ اُس سے راضی ہو جایئے۔ اور عبداللہ بن سلام
سے مروی ہے کہ ایک اونٹوں کا قافلہ کھانے کی چیزیں
لے کر آیا جس میں ایک بوجھ عثمان بن عفان کا تھا۔ اُس
میں سفید گیہوں کا آٹا تھا اور گھی اور شہد تھا تو اُس
کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ نے
برکت کی دُعاء کی پھر ایک دیگ منگائی جس کو آگ
پر رکھا گیا اور اُس میں شہد اور آٹا اور گھی ڈالا پھر

عـه خبیص وہ حلوا ہے جو میدے گھی اور شہد سے بنایا گیا ہو ۱۲

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدعا فیہا
بالبرکۃ ثم دعا ببرمۃ فنصبت علی النار
وجعل فیہا من العسل والدقیق و
السمن ثم عصد حتی نضج او کاد
ینضج ثم انزل فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کلوا ہذا شیٔ
یسمیہ فارس الخبیص. و از آن جملہ
آنکہ در وقتی از اوقات اہل بیت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را
مخمصۂ روی داد وے رضی اللہ عنہ
در کشف آن سعی بلیغ نمود۔ فی الریاض
النضرۃ عن عائشۃ قالت مکث آل محمد
صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ ایام ماطعموا
شیئاً حتی تضاغوا صبیاننا فدخل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
یا عائشۃ ہل اصبتم بعدی شیئاً فقلت
من این ان لم یأتنا اللہ عزوجل بہ
علی یدیک فتوضأ وخرج متسبحاً یصلی
ہہنا مرۃ وہہنا مرۃ یدعو قالت فاتی عثمان
من آخر النہار فاستأذن فہممت
ان احجبہ ثم قلت ہو رجل من مکاثیر
الصحابۃ لعل اللہ عزوجل انما ساقہ
الینا لیجری علی یدیہ خیراً فاذنت
لہ فقال یا اُمّاہ این رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت یا بنی ماطعم آل محمد

اُس میں چمچہ چلایا یہاں تک کہ وہ پک گیا یا پکنے کے
قریب ہوگیا تو اُتار لیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کھاؤ۔ یہ ایک چیز ہے جس کا نام اہل فارس
کے یہاں خبیص ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ کسی زمانہ
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر ایسا
وقت آیا کہ سخت فاقے کی نوبت آگئی تھی اور عثمان رضی
اللہ عنہ نے اس کے دفعیہ میں بڑی کوشش کی
تھی۔ ریاض النضرہ میں عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ آلِ محمد
پر چار دن ایسے گذرے کہ انہوں نے کچھ نہیں کھایا۔ یہاں
تک کہ ہمارے بچوں نے بلکنا شروع کر دیا پھر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے تو آپ نے کہا
کہ اے عائشہ میرے بعد تمہارے پاس کچھ پہنچا ہے تو
میں نے کہا کہ کہاں سے پہنچے اگر اللہ عزوجل ہم کو آپ
کے ہاتھوں سے نہ دلوائے۔ تو آپ نے وضو کیا اور نکل کر
(مسجد تشریف لے گئے) اور نفل پڑھنے لگے کبھی یہاں
پڑھتے تھے اور کبھی وہاں، دعا کرتے تھے۔ اس کے بعد
عثمان آئے اور اُنہوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو
میں نے ارادہ کیا کہ اُن کو روک دوں، پھر خیال کیا کہ وہ
اغنیاءِ صحابہ میں سے ہیں شاید اللہ تعالےٰ نے ہی
اُن کو ہماری طرف روانہ کیا ہو تا کہ ان کے ہاتھوں سے
ہماری طرف کسی خیر کو جاری کرے تو میں نے اُن کو
اجازت دے دی تو انہوں نے کہا اَمّاں جی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ میں نے کہا میرے بیٹے
آلِ محمدؐ نے چار دن سے کچھ نہیں کھایا ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آئے تھے چہرا اُترا ہوا پیٹ کمر

من اربعة ایام شیئاً دخل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم متغیرا مما مرّ
البطن فاخبرتہ بما قال لہا وبما ردّت
علیہ قال فبکی عثمان بن عفان و
قال مقتاً للدنیا ثم قال یا ام المومنین
ماکنت بحقیقۃ ان ینزل بک یعنی ہذا
ثم لاتذکریہ لی ولعبد الرحمٰن بن عوف
ولثابت بن قیس فی نظائرنا من
مکاثیر الناس ثم خرج فبعث الینا
باحمال من الدقیق واحمال من الحنطۃ
وباحمال من التمر وبمسلوخ وثلثمائۃ
درہم فی صرۃ ثم قال ہذا یبطئ علیکم
ثم بعث بخبز وبشواء کثیر فقال کلوا
انتم وضعوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حتی یجیئ ثم اقسم علیّ
ان لایکون مثل ھذا الا اعلمتہ قالت
ودخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا عائشۃ ہل اصبتم بعدی شیئاً
قلت یا رسول اللہ قد علمت انک
انما خرجت تدعو اللہ عزوجل و
قد علمت ان اللہ عزوجل لن یردک
عن سؤالک قال فما اصبتم قلت
کذا وکذا حمل بعیر دقیقاً وکذا وکذا
حمل بعیر حنطۃ وکذا وکذا حمل بعیر
تمرا وثلثمائۃ درہم فی صرۃ و

سے لگا ہوا۔ پھر انہوں نے ان سے وہ سب بات کہہ دی جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمائی تھی اور جو جواب عائشہ رضؓ نے
دیا تھا (سب بات کی یہ شرح راوی نے کی) کہا کہ یہ سن کر عثمان بن عفان
رونے لگے اور کہا دنیا کتنی بُری ہے۔ پھر کہا اے ام المومنین آپ
کو یہ شایاں نہ تھا کہ آپ کے اُوپر ایک حالت آئے یعنی یہ اور نہ آپ
اُس کا ذکر مجھ سے کریں اور نہ عبد الرحمٰن بن عوف سے اور نہ ثابت
بن قیس وغیرہ اصحاب سے جو مالدار لوگوں میں سے ہیں۔ پھر چلے گئے
اور ہمارے پاس کئی اونٹ کے بوجھ آٹے کے اور کئی بوجھ گیہوں
کے اور کئی بوجھ کھجوروں کے اور کھال اُتری ہوئی بکری اور تین سو
درہم ایک تھیلی میں لے کر آئے۔ پھر کہا کہ اس سے تو تمہیں دیر ہو
جائے گی پھر روٹیاں اور بہت سا بھنا ہوا گوشت لیکر آئے اور
اور کہا کہ تم کھاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رکھ دو
جب وہ تشریف لائیں گے تو کھا لیں گے۔ پھر مجھے قسم دی کہ جب
کبھی ایسا ہو جائے تو میں اُن کو خبر دے دوں۔ عائشہ رضؓ نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں آئے اور فرمایا کہ اے عائشہ
کیا میرے بعد تمہارے پاس کچھ پہنچا؟ میں نے کہا یا رسول اللہ
آپ تو جانتے ہی ہیں کہ آپ اللہ عزوجل سے دعا کرنے نکلے
تھے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل ہرگز آپ کے سوال
کو رد نہ کرے گا۔ فرمایا کہ پھر تمہارے پاس کیا پہنچا۔ میں نے
کہا اتنا اور اتنا بارِ شتر آٹا اور اتنے اور اتنے بارِ شتر گیہوں اور
اور اتنے اور اتنے بارِ شتر کھجوریں اور تین سو درہم ایک تھیلی
میں اور کھال اُتاری ہوئی بکری اور روٹیاں اور بہت سا
بھنا ہوا گوشت۔ یہ سن کر فرمایا کہ کس کے پاس سے
آیا تو میں نے کہا عثمان بن عفان کے پاس سے۔ یہ بھی کہا
کہ عثمان رو دیا اور دنیا کا ذکر بُرائی کے ساتھ کیا اور

سلوخًا و خبزًا و شواءً کثیرًا فقال ممن فعلت من عثمانَ بن عفان قالت و بکٰا و ذکر الدنیا بمقتٍ و اُقسم علیّ ان لایکون مثلُ ھذا الا کلمتہ فلم یجلس رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی خرجَ الی المسجد و رفع یدیہ و قال اللّٰھمَّ انی قد رضیتُ عن عثمانَ فارضَ عنہ اللّٰھمَّ انی قد رضیت من عثمان فارضَ عنہ ۔ و آزان جملہ آنکہ در اوقات بسیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برای او دعا فرمود در این باب اجتہاد تمام نمود ۔ فی الریاض عن ابی سعید الخدری قال رمقتُ رسولَ اللہ صلّی اللہ علیہ و سلم من اول اللیل الے ان طلعَ الفجر یدعو لعثمانَ بن عفان یقول اللّٰھم عثمانَ رضیتُ عنہ فارضَ عنہ وعن یوسف بن سہل بن یوسف الانصاری عن ابیہ عن جدہ قال خطبَ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم فقال فی خطبتہ اللّٰھم ارضَ عن عثمانَ بن عفان ۔ وعن جابر بن عطیۃ قال قال رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم غفر اللہ لک یا عثمان ما قدّمتَ وما اخّرتَ وما اسررتَ و ما اعلنتَ

مجھے اُس نے قسم دی کہ جب کبھی ایسا پیش آجائے تو میں اُس سے کہہ دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سُن کر نہیں بیٹھے اور گھر سے نکل کر مسجد میں آئے اور آپ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور کہا یا اللہ میں عثمان سے راضی ہو چکا ہوں تو آپ بھی اُس سے راضی ہو جائیں یا اللہ میں عثمان سے راضی ہو چکا ہوں تو آپ بھی اُس سے راضی ہو جایئے۔ اور اُن میں سے یہ کہ بہت سے اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعا فرمائی اور اس باب میں آپ نے بڑی کوشش فرمائی۔ ریاض میں ابو سعید خدری سے مروی ہے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تاکتا رہا ہوں اوّل شب سے یہاں تک کہ فجر طلوع ہوگئی کہ آپ عثمان بن عفان کے لئے دعا کرتے رہے، کہتے تھے کہ یا اللہ عثمان سے میں راضی ہوں، آپ بھی اُس سے راضی ہو جایئے۔ اور یوسف بن سہل بن یوسف انصاری اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہا کہ خطبہ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اپنے خطبہ میں فرمایا یا اللہ آپ عثمان بن عفان سے راضی ہو جایئے۔ اور جابر بن عطیہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عثمان اللہ نے تیرے سب گناہ بخش دیئے جو تو نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور جو تو نے پوشیدہ کئے اور جو کھلم کھلا کئے اور جن کو تو نے چھپایا اور جن کو ظاہر کر دیا اور جو بھی یوم قیامت تک ہونے والے ہیں۔ اس کو بغوی نے اپنی معجم میں روایت کیا اور تخریج کی ابن عرفۃ العبدی

وما اخفیت وما ابدیت وما ھو کائن
الی یوم القیامۃ - اخرجہ البغوی فی
معجمہ وخرّجہ ابن عرفۃ العبدی قال
وماکان وماھو کائن - وخدای عز وجل
ذی النورین رااز اعمال مقربہ نصیب
کامل وحظ وافر عطا فرمودہ بود، جمع کردہ
بود قرآن را یعنی حفظ کردہ بود آن را
در زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وبغایت قوی بود حفظ او - فی الریاض
من حدیث ابی ثور الفہمی عن عثمان و
لقد جمعت القرآن علی عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم - وقال ابوعمر عن محمد
بن سیرین وعثمان بن عبدالرحمن التیمی
وغیرہما انہ کان یحیی اللیل کلہ برکعۃ
یجمع فیہ القرآن - ودر باب طہارت
اعتناء تمام داشت واز جناب نبوت
علیہ الصلوات والتسلیمات صفت وضو
وفضائل آن بشہادت حال تلقے نمود
چنانکہ حدیث حمران وجماعہ عن عثمان
در صحیحین خواندہ باشی - واخرج
مسلم فی بعض طریق ہذا الحدیث قال
ابن شہاب وکان علماءنا یقولون
ہذا الوضوء اسبغ ما یتوضأ بہ
احد للصلوۃ - وفی بعض طرقہا قال
حمران بن ابان کنت اضع لعثمان طہورہ

نے - کہا وماکان وماھو کائن (یعنی جو گناہ ہو چکا اور جو ہونے
والا ہے) اور اللہ عزوجل نے حضرت ذوالنورین کو اللہ کا
مقرب بنانے والے اعمال کا کامل اور پورا حصہ عطا فرمایا تھا۔ آپ
نے قرآن کو جمع کیا تھا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
زمانہ میں حفظ کر لیا تھا اور آپ کا حفظ بہت قوی تھا - اور
ریاض میں ابوثور فہمی کی حدیث سے منقول ہے کہ روایت
ہے عثمانؓ سے (فرمایا) کہ میں نے قرآن کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جمع کر لیا تھا (یعنی حفظ کر لیا تھا)
اور ابوعمر نے محمد بن سیرین اور عثمان بن عبدالرحمن
تیمی وغیرہما سے روایت کیا ہے کہ وہ پوری رات ایک
رکعت میں گذار دیتے جس میں پورا قرآن پڑھتے - اور
پاکی (وضوء) کے بارے میں بڑا اہتمام رکھتے تھے اور دربار
رسالت علیہ الصلوات سے وضو کی صفت اور اس
کے فضائل بطور فیضان حال آپ کو حاصل ہوئے جیسا
کہ حمران کی اور ایک جماعت کی حدیث دربارۂ عثمان
میں تم نے پڑھا ہوگا - اور مسلم نے اس حدیث کی بعض
اسناد سے یہ نکالا ہے کہ ابن شہاب نے کہا کہ ہمارے
علماء یہ کہا کرتے تھے کہ یہ وضو سب سے زیادہ کامل
وضو ہے جو نماز کے لئے کوئی شخص کرتا ہے - اور
اس کی بعض روایات میں یہ ہے کہ حمران بن ابان
نے کہا کہ میں عثمان کے لئے وضو کا پانی رکھا کرتا تھا
تو ان پر کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ وہ بہت کم پانی نہ
بہاتے ہوں - یعنی روزانہ تھوڑے پانی سے (اعضاء وضوء
کو) دھویا کرتے - اور روزوں اور نوافل میں بڑی قوت
رکھتے تھے - عثمان رضی اللہ عنہ کی آزاد کردہ کنیز سے مروی

فما اتٰی علیہ یومٌ الا وہو یُفیض نطفۃً یعنی یغتسل بماء قلیل کل یوم ودر صیام و قیام ید طولیٰ داشت۔ عن مولاۃٍ لعثمانَ قالت کان عثمانُ یصوم الدہرَ وعن الزبیر بن عبداللہ عن جدتہ قال کان عثمان یصوم الدہرَ و یقوم اللیلَ الا ہجعۃً من اوّلہٖ، ذکرہ فی الریاض ودر صدقہ مرتبۂ عالیہ از عجائب ماجریات حال اوست آنچہ ابن عباس نقل کردہ۔ عن ابن عباس قال قحطَ الناسُ فی زمان ابی بکر فقال ابوبکر لا تُمسُونَ حتی یُفرِّجَ اللہ عنکم فلما کانَ من الغد جاء البشیر الیہ قال قدمتْ لعثمانَ الفُ راحلۃٍ بُرًّا وطعامًا قال فغدا التجار علی عثمانَ فقرعوا الیہ البابَ فخرج الیہم وعلیہ مُلاءَۃٌ وقد خالف بین طرفیہا علی عاتقیہ فقال لہم ما تریدونَ قالوا قد بلغنا انہ قدم لک الفُ راحلۃ بُرًّا وطعامًا بِعْنا حتی نُوسِّعَ بہ علی فقراء المدینۃ فقال لہم عثمان ادخلوا فدخلوا فاذا الفُ وِقرٍ قد صُبَّ فی دارِ عثمان فقال لہم کم تُربحُونی علی شرائی من الشام فقالوا العشرۃ اثنی عشر قال قد زادونی قالوا العشرۃ اربعۃ عشر قال زادونی قالوا العشرۃ خمسۃ عشر

ہے کہا کہ عثمان رضؓ روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور مروی ہے زبیر بن عبداللہ سے وہ اپنی دادی سے، کہا کہ عثمان رضؓ روزانہ روزہ رکھا کرتے تھے اور تمام رات نوافل پڑھتے بجز تھوڑی سی نیند کے اوّل شب میں۔ اس کو ریاض میں ذکر کیا گیا۔ اور صدقہ میں بہت بلند مرتبہ اُن کے عجائب احوال میں سے ہے جو اُن پر جاری ہوتے رہے جن کو ابن عباس نے نقل کیا۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ ابوبکر رضؓ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہوئے تو ابوبکر رضؓ نے لوگوں سے کہا کہ کل شام تک اللہ تعالیٰ تم پر کشائش فرما دے گا، تو جب اگلا دن آیا تو ایک خوشخبری دینے والا اُن کے پاس آیا اُس نے کہا کہ عثمان کے پاس ایک ہزار اونٹ گیہوں اور کھانے کی چیزوں کے آ گئے ہیں، کہا کہ پھر صبح ہی تاجر لوگ عثمان رضؓ کے پاس آ پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ اُن کی طرف نکلے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے دونوں پلوّں کو ایک سے دوسری جانب دونوں کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔ پھر اُن سے کہا کہ آپ لوگ کیا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ آپ کے پاس ایک ہزار بورے گیہوں اور کھانے کے پہنچے ہیں وہ ہمارے ہاتھ فروخت کر دیجیے تاکہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مدینہ کے فقراء پر کشائش کر دے۔ تو ان سے عثمان نے کہا کہ اندر چلو، تو وہ گھر گئے۔ وہاں دیکھا کہ ایک ہزار بورے عثمان رضؓ کے مکان میں پڑے ہوئے ہیں تو آپ نے اُن سے کہا کہ شام کی قیمت خرید پر تم مجھے کیا نفع دو گے۔ تو انہوں نے کہا کہ دس کے بارہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اور لوگ مجھے زیادہ دے رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ دس کے چودہ لے لیجئے۔ فرمایا کہ وہ مجھے اس سے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ دس کے پندرہ لے لیجئے۔ آپ نے کہا

قال زادونی قالوا و من زادک و
نحن تجار المدینۃ قال زادونی
بکل درہم عشرۃ عندکم زیادۃ
قالوا لا قال فاشہدکم معشر التجار
انہا صدقۃ علی فقراء المدینۃ۔ قال
عبد اللہ فبت لیلتی فاذا انا برسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی منامی و
ہو علی برذون اشہب یستعجل و
علیہ حلۃ من نور وبیدہ قضیب من
نور وعلیہ نعلان شراکہما من نور
فقلت لہ بابی انت وامی یا رسول اللہ
لقد طال شوقی الیک فقال صلی اللہ
علیہ وسلم انی مبادر لان عثمان
تصدق بالف راحلۃ وان اللہ قد
قبلہا منہ وزوجہ بہا عروسا فی
الجنۃ وانا ذاہب الی عرس عثمان
ودر اعتاق پایۂ بلند داشت
فی الریاض عن عثمان قال ما اتت جمعۃ
الا ولنا عتق رقبۃ منذ اسلمت
الا ان لا اجد تلک الجمعۃ فاجمعہا
فی الجمعۃ الثانیۃ۔ ودر ادای حج وعمرہ
گوئی مسابقت بردہ۔ مالک انہ بلغہ
ان عثمان ربما کان یعتمر فلا یحط رحلہ
حتی یرجع۔ ودر وصل ارحام از اقران
درگذشتہ قالت عائشۃ ولقد قتلوہ

وہ اس سے بھی زیادہ دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آخر وہ کون ہے جو زیادہ دے رہا ہے حالانکہ ہم مدینہ کے تاجر ہیں۔ فرمایا کہ مجھے اتنا زیادہ دے رہے ہیں کہ ہر ایک درہم کے بدلے دس درہم۔ کیا تم اس سے زیادہ دو گے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ اے گروہ تجار میں تمھیں گواہ کرتا ہوں کہ یہ سب صدقہ ہے فقراء مدینہ کے لئے۔ عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ میں رات کو سویا تو خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوں۔ اور آپ ایک قوی توانا خچر پر سوار ہیں (یا سفید سیاہی مائل خچر پر) اور جلدی کر رہے ہیں اور آپ ایک نورانی جوڑا پہنے ہوئے ہیں اور آپ کے ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے اور آپ کے جوتوں کے تسمے بھی نور کے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ میرا شوق آپ کی طرف بڑھا ہوا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جلد جا رہا ہوں کیونکہ عثمان نے ایک ہزار اونٹ کا بوجھ صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے اس کو قبول کر لیا ہے اور اس کی وجہ سے جنت کی ایک دولہن سے اس کی شادی کی ہے اور میں عثمان کی شادی میں جا رہا ہوں۔ اور غلاموں کو آزاد کرنے میں اونچا درجہ رکھتے تھے۔ ریاض میں عثمانؓ سے مروی ہے فرمایا کہ کوئی جمعہ نہیں آیا جب سے میں اسلام لایا ہوں مگر اس میں ہم نے کوئی گردن آزاد کی ہے بجز اس کے کہ میں نے اس جمعہ میں کسی کو نہ پایا تو پھر میں اس کو دوسرے جمعہ میں کر لیتا ہوں۔ اور وہ حج و عمرہ کے ادا کرنے میں بہت آگے بڑھ گئے۔ مالکؒ، ان کو یہ روایت پہنچی کہ عثمان بسا اوقات عمرہ کرتے تو اپنا کجاوہ نہ اتارتے حتی کہ پھر (دوسرے عمرہ کے لئے) لوٹ جاتے۔ اور آپ قرابت کی رعایت میں اپنے ہمعصروں سے سبقت لئے ہوئے تھے۔
عائشہ رضؓ نے کہا کہ لوگوں نے ان کو قتل کر دیا حالانکہ وہ سب سے زیادہ

۲۰
۲

وانہ لمن اوصلہم للرحم و اتقاہم
للرب اخرجہ ابو عمر۔ وقال علی بن
ابی طالب نحو من ذلک وخدای
عزوجل اورا باحوال سنیہ قلبیہ
برگزیدہ بود۔ فمن خوفہ فی المشکوٰۃ
عن عثمان انہ کان اذا وقف علی قبر
بکی حتی تبل لحیتہ فقیل لہ تذکر
الجنۃ والنار فلا تبکی وتبکی من
ھذا فقال ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال ان القبر اول
منزل من منازل الآخرۃ فان
نجا منہ فما بعدہ ایسر منہ
وان لم ینج منہ فما بعدہ اشد منہ
قال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ما رأیت منظرا قط الا
والقبر افظع منہ۔ رواہ الترمذی و
ابن ماجۃ۔ فی الریاض عن ابی الفرات
قال کان لعثمان عبد فقال لہ انی
کنت عرکت اذنک فاقتص منی
فاخذ باذنہ ثم قال عثمان اشدد
یا حبذا قصاص فی الدنیا لا قصاص
فی الآخرۃ۔ وروی عنہ قال لو انی
بین الجنۃ والنار ولا ادری ایتہما
یؤمر لی لاخترت ان اکون رمادا
قبل ان اعلم الی ایتہما اصیر و

صلہ رحمی کرنے والے اور اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے
والے تھے۔ اس کو روایت کیا ابو عمر نے۔ حضرت علی بن
ابی طالب نے بھی اسی طرح کے کلمات کہے۔ اور اللہ عزوجل نے
ان کو اونچے مرتبہ کے احوال قلبیہ بھی عطا فرمائے تھے۔ اُن کے خوف
کا حال یہ تھا۔ مشکوٰۃ میں عثمان سے مروی ہے کہ جب وہ کسی قبر پر
کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو جاتی اُس پر اُن سے
کہا گیا کہ آپ جنت اور نار کا ذکر کرتے ہیں اور نہیں روتے مگر اس
سے روتے ہیں، تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر
آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے تو اگر اس سے نجات مل
گئی تو جو کچھ اس کے بعد ہے وہ اُس سے آسان ہے اور اگر اُس
سے نجات نہ ملی تو جو کچھ اس کے بعد ہے وہ اس سے زیادہ سخت
ہے۔ کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے
کبھی کوئی منظر (بُرا) نہیں دیکھا مگر قبر کو اس سے زیادہ گھبراہٹ
پیدا کرنے والا دیکھا۔ اس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا
ریاض میں ابوالفرات سے مروی ہے کہا کہ عثمان کا ایک غلام تھا
اُس سے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ تیرا کان مروڑا تھا اس لئے
تو مجھ سے اس کا قصاص لے لے تو اُس نے اُن کا کان پکڑ لیا۔
پھر عثمان نے کہا کہ سختی کر۔ دنیا کا قصاص بہت اچھا ہوتا ہے
نہ کہ آخرت کا قصاص۔ اور آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ اگر میں جنت اور دوزخ کے بیچ میں ہوں اور میں یہ نہ جانتا
ہوں کہ میرے لئے دونوں میں سے کس کا حکم دیا جائے گا تو میں
اپنے لئے یہ پسند کروں گا کہ میں راکھ بن جاؤں قبل اس کے
کہ میں یہ جانوں کہ دونوں میں سے کس کی طرف جاؤں گا۔ اور
خود دنیاوی خواہشوں سے یکسو ہونے کے بارے میں روایت
ہے شرجبیل بن مسلم سے، کہا کہ عثمان لوگوں کو امیروں کا

من عز وفه من شهوات الدنيا
عن شرحبيل بن مسلم قال كان
عثمان يطعم الناس طعام الإمارة
ويأكل الخل والزيت. وعن عبد الله
بن شداد قال رأيت عثمان يوم
الجمعة يخطب وهو يومئذ امير المؤمنين
وعليه ثوب قيمته اربعة دراهم او خمسة
دراهم. وعن الحسن وقد سأله رجل
ما كان رداء عثمان قال قطري قال
كم ثمنه قال ثمانية دراهم قال ما كان
قميصه قال سنبلاني قال كم ثمنه قال
ثمانية دراهم قال ونعلاه معقبتان
مخصرتان لهما قبالان - ذكر هؤلاء الاحاديث
الثلثة في الرياض - ومن ورعه عن
حماد بن زيد قال ارحم الله امير المؤمنين
عثمان حوصر نيفا واربعين ليلة لم تبد
منه كلمة يكون لمبتدع فيها حجة
ذكره في الرياض - ومن تواضعه في
الرياض عن الحسن قال رأيت عثمان
نائما في المسجد ورداؤه تحت
رأسه فيجيء الرجل فيجلس اليه ثم يجيء الرجل فيجلس اليه
فيجلس كانه احدهم وفي رواية
رأيت عثمان نائما في المسجد في ملحفة
ليس حوله احد وهو امير المؤمنين
وفي رواية رأيت عثمان يقيل في

کھانا کھلایا کرتے اور خود سرکہ اور تیل کھاتے تھے۔ اور مروی ہے
عبد اللہ بن شداد سے کہا کہ میں نے جمعہ کے دن عثمان کو دیکھا
وہ خطبہ دے رہے تھے اور وہ اس زمانہ میں امیر المومنین تھے
اور اُن کے بدن پر جو کپڑا تھا اُس کی قیمت چار درہم ہوگی یا
پانچ درہم اور مروی ہے حسن سے اور اُن سے ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ عثمان
کی چادر کیسی تھی تو انہوں نے کہا قطری۔ پوچھا کہ کتنی قیمت کی؟ تو انہوں نے
کہا آٹھ درہم کی۔ پوچھا کہ ان کی قمیص کیسی تھی؟ تو انہوں نے کہا سنبلانی۔
پوچھا کس قیمت کی۔ کہا آٹھ درہم کی۔ کہا اور اُن
کے جوتے ایڑی والے تھے مخصرہ (یعنی جن کا تلا درمیان سے
کاٹ کر چوڑائی کم کر دی جائے) اُن میں دو تسمے لگے ہوئے
تھے۔ یہ تینوں حدیثیں ریاض میں مذکور ہیں۔ اور اُن کے محتاط
ہونے کا یہ حال تھا، حماد بن زید سے مروی ہے، کہا رحمت
کرے اللہ امیر المومنین عثمان پر وہ چالیس راتوں سے کچھ
زیادہ محاصرے میں رہے مگر اُن سے ایک کلمہ بھی ایسا نہ ظاہر
ہوا جو کسی مبتدع (رافضی) کے لئے حجت بن جائے۔ اس
کا ذکر ریاض میں ہے۔ اور اُن کی تواضع کے بارے میں ریاض
میں ہے، مروی ہے حسن سے کہا کہ میں نے عثمان کو مسجد
میں سویا ہوا دیکھا اس حالت میں کہ اُن کی چادر (تکیہ کی جگہ) اُن
کے سر کے نیچے تھی۔ تو ایک شخص آتا تو اس کی طرف رخ کر کے
بیٹھ جاتے پھر اور کوئی آتا تو اس کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ جاتے۔
اس طرح بیٹھتے کہ گویا وہ اُن ہی میں کے ایک شخص ہیں تب اور ایک
روایت میں یوں ہے کہ میں نے عثمان کو مسجد میں قیلولہ کرتے
ہوئے دیکھا اور اُٹھے اس حال میں کہ کنکروں کے نشان پہلو
میں ہوتے۔ تو لوگ کہتے کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ اور علقمہ بن
وقاص سے مروی ہے کہ عمرو بن العاص عثمان کی طرف کھڑے
ہوئے جب کہ وہ لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور کہا کہ

المسجد و یلقوم و اثر الحصا فی جنبہ فیقول الناس ہذا امیر المومنین۔ و عن علقمۃ بن وقاص ان عمرو بن العاص قام الی عثمان و ہو یخطب الناس فقال یا عثمان انک قد رکبت بالناس الہنابیر و رکبوہا منک فتب الی اللہ عز وجل ولیتوبوا فالتفت الیہ عثمان وقال و انت ہناک یا ابن النابغۃ ثم رفع یدیہ و استقبل القبلۃ وقال اتوب الی اللہ تعالٰی اللہم انی اول تائب الیک۔ ومن شفقتہ علی رعیتہ فی الریاض عن سلیمان بن موسٰی ان عثمان بن عفان دعی الی قوم کانوا علی امر قبیح فخرج الیہم فوجدہم قد تفرقوا ورأی امرًا قبیحًا فحمد اللہ اذ لم یصادفہم و اعتق رقبۃ۔ من حسن معاشرتہ لأہلہ وخدمہ۔ فی الریاض عن جدۃ الزبیر بن عبد اللہ مولاۃ لعثمان قالت کان عثمان لا یوقظ احدًا من اہلہ من اللیل الا ان یجدہ یقظان فیدعوہ فیتناولہ وضوءہ۔ ومن ادبہ فی الریاض عن ابی ثور الفہمی قال قدمت علی عثمان فبینما انا عندہ فخرجت فاذا وفد اہل مصر

اے عثمان تو نے لوگوں کو ہنابیر عہ پر سوار کر دیا اور وہ بھی تیری وجہ سے سوار ہو گئے۔ تو اللہ عز وجل سے توبہ کر اور چاہیئے کہ وہ بھی توبہ کریں۔ تو اُن کی طرف عثمان متوجہ ہوئے اور کہا کہ اے نابغہ کے بیٹے آپ یہاں موجود ہیں۔ پھر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور قبلہ رُخ ہو کر کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ اے اللہ سب سے پہلے میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ اور اپنی رعیت پر آپ کی شفقت کا یہ حال تھا کہ ریاض میں ہے مروی ہے سلیمان بن موسٰے سے کہ عثمان بن عفان کو ایک ایسی جماعت کی طرف بلایا گیا جو ایک امر قبیح کی مرتکب ہو رہی تھی تو آپ نکل کر اُن کی طرف گئے تو اُن کو اس حال میں پایا کہ وہ متفرق ہو چکے تھے اور آپ اس امر قبیح کو دیکھ چکے تھے تو آپ نے اللہ کا شکر کیا کہ اُن سے ٹکراؤ نہ ہوا اور ایک غلام آزاد کیا۔ اور آپ کے اپنے اہل بیت اور خدمت گاروں کے ساتھ حسن معاشرت کا یہ حال تھا، ریاض میں ہے زبیر بن عبد اللہ کی دادی سے مروی ہے جو عثمان کی آزاد کردہ تھیں، کہا کہ عثمان رض رات کو اپنے اہل میں سے کسی کو نہیں جگایا کرتے تھے (اپنے کام کے لئے) مگر یہ کہ کسی کو جاگتا ہوا پائیں تو اس کو بلا لیتے اور وہ اُن کو وضو کا پانی دے دیتا اور آپ کے ادب کا حال یہ تھا، ریاض میں ہے، مروی ہے ابو ثور فہمی سے کہا کہ میں عثمان کے پاس آیا تو اس دوران میں کہ میں آپ کے پاس تھا اور پھر گھر سے نکلا ہی تھا کہ اہل مصر کا وفد آگیا اور وہ پھر لوٹ کر گیا تو میں پھر آپ کے پاس داخل ہوا اور میں نے آپ کو باخبر کیا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے اُس کو کیسا دیکھا تو میں نے کہا کہ میں اُن کے چہروں میں شر کو دیکھا اور اُن پر ابن عدیس البلوی

عہ ہنابیر جمع ہے ہنبرہ کی جس کے معنی ہیں [illegible] تھا کہ تم لوگوں کو [illegible] کہ وہ دنیادار بن جاتے ہیں چونکہ یہ بات کنایا اور بلاغت

قد رجعوا قد خلت علیہ فاعلمتہ فقال
کیف رأیتہم قلت رأیت فی
وجوہہم الشر و علیہم ابن عدس
البلوی فصعد ابن عدس منبر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی بہم
الجمعۃ و تنقص عثمان فی خطبتہ فدخلت
علیہ فاخبرتہ بما قام فیہم فقال کذب
واللہ ابن عدس لولا ما ذکر ما ذکرت
ذلک انی واللہ لرابع اربعۃ
فی الاسلام و انکحنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابنتہ ثم توفیت
فانکحنی ابنتہ الاخری ما زنیت
ولا سرقت فی الجاہلیۃ ولا فی الاسلام
ولا تغنیت ولا تمنیت منذ اسلمت
ولا مسست فرجی بیمینی منذ بایعت
بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولقد جمعت القرآن علی عہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ولا اتت جمعۃ الا ولنا عتق رقبۃ
منذ اسلمت الا ان لا اجد تلک
الجمعۃ فاجمعہا فی الجمعۃ الثانیۃ ومن
صبرہ رضی اللہ عنہ فی الریاض
عن عبد الرحمن بن مہدی کان
لعثمان شیئان لیسا لابی بکر و عمر
صبرہ نفسہ حتی قتل مظلوما و جمعہ

امیر تھا۔ اس کے بعد ابن عدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھا اور اس نے لوگوں کو نمازِ جمعہ پڑھائی اور اپنے خطبہ میں عثمان رض کی برائیاں کیں۔ پھر میں عثمان کے پاس پہنچا اور آپ کو وہ سب باتیں بتائیں جو اس نے لوگوں کے آگے بیان کی تھیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ واللہ ابن عدس نے جھوٹ بولا ہے اگر وہ یہ باتیں نہ کرتا تو میں کبھی یہ ذکر نہ کرتا۔ واللہ میں سب سے پہلے اسلام میں داخل ہونے والے چار میں کا چوتھا شخص ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا۔ جب وہ وفات پاگئیں تو اپنی دوسری بیٹی کا مجھ سے نکاح کیا۔ میں نے نہ کبھی زنا کیا نہ چوری کی نہ جاہلیت میں اور نہ اسلام میں اور نہ کبھی گانا گایا اور نہ تمنا کی جب سے اسلام لایا اور نہ اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو لگایا جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔ اور میں قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی جمع کر چکا تھا اور کوئی جمعہ نہیں آیا مگر اس میں ہماری طرف سے ایک گردن آزاد ہوتی رہی جب سے میں اسلام لایا ہوں بجز اس کے کہ کسی جمعہ کے دن مجھے کوئی غلام یا لونڈی دستیاب نہ ہوئی، تو میں نے دوسرے جمعہ کو گذشتہ جمعہ کے غلام یا لونڈی کو شامل کر لیا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے صبر کا یہ حال تھا، ریاض میں عبد الرحمن بن مہدی سے مروی ہے کہ عثمان میں دو باتیں ایسی تھیں کہ ابو بکر اور عمر میں نہیں تھیں۔ اُن کا اپنے نفس کو صبر پر قائم رکھنا، یہاں تک کہ مظلومیت کے ساتھ قتل کر دیئے گئے اور لوگوں کو قرآن پر جمع کر دینا۔ اور اُن کے اُن مقامات میں سے جن کے اُن کی ذات پر اثبات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نص فرما

دگذشتہ سے پیوستہ) آپ نے اس باب میں ان سے کوئی حجت نہیں فرمائی اور فوراً توبہ کر لی کہ توبہ کرنے میں حرج ہی کیا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

الناسَ علے المصحف۔ ومن مقاماتہ اللتی
نصَّ رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم
علی اثباتہا لہ الحیاءُ، اخرج مسلم من
حدیث عائشۃ فی قصۃ اَلاَ اَستحیی مِمَّن
یستحیی منہ الملائکۃُ یعنی عثمان۔ و فی
حدیثٍ طویل یجمعُ مَناقبَ جمعٍ مِنَ
الصحابۃِ واصدقُہم حیاءً عثمانُ۔ و معنی
حیا اینجا انقیاد طبیعت و قلب است
نورِ ایمان را و قول حضرت رسالت صلی
اللہ علیہ وسلم در حقِ اُو عیان دیدہ
شد زیراکہ ہر بار کہ اسباب ہیجانِ
قوتِ سبعیہ و شہویہ بظہور آمد
یافتہ مہیا شد حضرت عثمان رضی اللہ
عنہ از امضای آن تقاعد نمود و
این معنی ناشی است از انجام نفس
ازخوض در مقتضیاتِ جوشش و خروشِ
خود بغلبۂ نورِ ایمان ہمیں معنی را
شارع صلوات اللہ وسلامہ علیہ
بلفظ حیا تعبیر فرمود و الشہادۃ روی
عن عثمان من طرق متعددۃ فی خطبتہ
یوم الدار اذکرکُم باللہ ہل تعلمونَ
انَّ حراءً حینَ انتفضَ قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُثبُت حِراء
فلیسَ علیکَ اِلاَّ نبیٌّ او صِدّیق
او شہیدٌ۔ روی عنہ ناقلوا خطبتہ

دی ہے "حیا" ہے، مسلم نے حدیث عائشہ سے ایک قصہ میں
یہ جزو نکالا ہے "کیا میں حیا نہ کروں اُس شخص سے جس سے فرشتے
حیا کرتے ہیں" یعنی عثمان سے۔ اور ایک طویل حدیث جو تمام
صحابہ کے مناقب کی جامع ہے یہ مذکور ہے کہ سب سے زیادہ
صادق حیا والا عثمان ہے۔ اور یہاں حیا کے معنے ہیں طبیعت
اور قلب کا نورِ ایمان کا مطیع بن جانا اور حضرت رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم کا قول اُن کے حق میں صاف طور پر نظر کے
سامنے ہے کیونکہ جب بھی قوتِ سبعیہ اور شہویہ کو ہیجان
میں لانے والے اسباب ظہور میں آئے حضرت عثمان
رضی اللہ عنہ اُن کے حکم پر عمل پیرا نہ ہوئے۔ اور یہ حقیقت
پیدا ہوتی ہے مقتضیاتِ جوشش وخروش میں غلبۂ نورِ ایمان
کی وجہ سے نفس کے کھود کرید سے باز رہنے کی صفت سے۔
اسی حقیقت کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لفظ حیا
سے تعبیر فرمایا۔ اور شہادت۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
سے متعدد سندوں کے ساتھ مروی ہے کہ اپنے یوم الدار
والے خطبہ میں فرمایا کہ میں تم کو قسم دے کر ذکر کرتا ہوں کہ
کیا تم جانتے ہو کہ کوہ حرا جب حرکت کرنے لگا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تجھ پر کوئی نہیں
بجز نبی یا صدیق یا شہید کے۔ اِس کو اُن سے روایت
کیا اُن کے اِس خطبہ کو نقل کرنے والوں ابوسلمہ اور
ابوعبدالرحمٰن سلمی اور ثمامہ بن حزن قشیری وغیرہم نے۔
اور اس کو صحابہ کی ایک جماعت نے بھی روایت کیا۔ اور اُن کا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق اور اُن کا کفو ہونا۔ حاکم نے
روایت کیا زید بن اسلم سے انہوں نے اپنے باپ سے
کہا کہ میں عثمان کے سامنے موجود تھا جس دن موضع الجنائز

تلک ابوسلمۃ و ابو عبد الرحمن السلمی
وثمامۃ بن حزن القشیری وغیرہم وروی
ذلک جماعۃ من الصحابۃ۔ وکونہ رفیقاً
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم کفواً لہ
اخرج الحاکم عن زید بن اسلم عن
ابیہ قال شہدتُ عثمانَ یوم حُصِرَ
فی موضع الجنائز فقال اَنشدکَ اللہَ
طلحۃُ اتذکر یوم کنتُ انا و انتَ
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی مکانٍ کذا وکذا ولیس معہ من
اصحابہ غیری وغیرک فقال یا طلحۃ انہ
لیس من نبی الا ولہ رفیقٌ من امتہ
معہ فی الجنۃ وانَّ عثمانَ رفیقی
ومعی فی الجنۃ فقال طلحۃُ اللّٰہم نعم قال
الحاکم صحیح۔ ومراد از رفیق دریں مقام
شخصے است کہ متشبہ باشد بآنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در اعمالِ مقربہ
واخلاقِ مرضیہ۔ مدارِ حواریت اہتمام کلے
است در نصر و اعانت او در مشاہد
و مدارِ رفیق موافقت است در
اعمال و اخلاق۔ اخرج الحاکم عن
محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان
عن المطلب بن عبداللہ عن ابی ہریرۃ
قال دخلتُ علی رُقیۃ ح و من
طریق وہب بن مُنَبِّہ عن ابی ہریرۃ

میں ان کا محاصرہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھے خدا کی قسم
دیتا ہوں اے طلحہ کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب کہ میں اور
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے اور ایسے
مکان میں تھے اور اُن کے ساتھ اُن کے اصحاب میں سے
میرے اور تیرے سوا کوئی اور نہیں تھا تو آپ نے فرمایا تھا
کہ اے طلحہ کوئی نبی نہیں مگر اُس کے ساتھ اُس کی اُمّت میں
کا ایک رفیق جنت میں ہوگا اور عثمان میرا رفیق ہے اور وہ
جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ تو طلحہ نے کہا یا اللہ بیشک
حاکم نے اس کو صحیح کہا۔ اور رفیق سے مراد اس مقام
میں ایسا شخص ہے کہ مقرب بنانے والے اعمال اور اعلیٰ
اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
مشابہت رکھنے والا ہو۔ حواریت کا مدار ہے مقاماتِ
جنگ میں آپ کی مدد و اعانت کے بارے میں پورا
اہتمام رکھنے پر، اور رفیق کا مدار ہے اعمال و اخلاق میں
یکسانیت پر۔ حاکم نے روایت کیا محمد بن عبداللہ بن عمرو
بن عثمان سے اُنہوں نے عبدالمطلب بن عبداللہ سے
وہ ابوہریرہ سے، کہا کہ میں رقیہ کے پاس گیا ہوں ح
اور بسند وہب بن منبہ از ابوہریرہ یہ ہے، کہا میں
داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی رُقیّہ
کے پاس اور اُن کے ہاتھ میں کنگھا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ
ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس
سے نکلے ہیں۔ میں نے آپ کے سر میں کنگھا کیا تو آپ
نے مجھ سے فرمایا کہ تو عثمان کو کیسا پاتی ہے (یعنی عثمان
کا تجھ سے کیسا برتاؤ ہے) کہا کہ میں نے عرض کیا بہت
اچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تو اس کی عزت کیا کر کیونکہ وہ

قال دخلتُ علی رقیۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَ بِیَدِہا مُشط فقالت خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عندی آنفاً فرجّلتُ رأسہ فقال لی کیف تجدین عثمانَ قالت فقلت بخیر قال أکرمیہ فانہ من اشبہ اصحابی بی خُلقاً وفی الحدیث اشکالٌ ظاہرٌ وہو انّ ابا ہریرۃ انما جاءَ بعدَ خیبر وقد توفیت رقیۃُ حین جاءَ البشیر بفتح بدرٍ لکن للحدیثِ اصلٌ رُوِیَ من طرقٍ متعددۃٍ وقال الحاکم ولاشکّ ان ابا ہریرۃ رَوَی ہذا الحدیث عن متقدمٍ من الصحابۃ انہ دخل علی رقیۃ لکنی طلبتُ جہدی فلم اجدہ فی الوقت قلتُ وفی حدیثٍ آخرَ انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قام الیہ واعتنقہ وقال ہُوَ کُفوی معنیَ الکفوِ ہٰہنا ہو معنیَ الرفیق - وکونہ یحبُّ اللہ ورسولہ ویحبُّہ اللہ ورسولہُ - اخرج الحاکم عن ابن عباس عن ام کلثوم بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا قالت یارسول اللہ زوجی خیرٌ او زوجُ فاطمۃَ قال فسکتَ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قالَ زوجکِ ممن یحب اللہ ورسولہ

میرے اصحاب میں عادات کے اعتبار سے مجھ سے زیادہ مُشابہ ہے۔ اور حدیث میں ایک ظاہر اشکال ہے اور وہ یہ ہے کہ ابوہریرہؓ تو خیبر کے بعد ہی آئے ہیں اور رُقیّہ کی اُس وقت وفات ہوئی جب بشارت دینے والے نے آکر بدر کے فتح ہونے کی بشارت دی تھی۔ لیکن حدیث کے لئے کوئی اصل ہے کہ یہ متعدد طریقوں (یعنی اسناد) سے روایت کی گئی ہے۔ اور حاکم نے کہا کہ اس میں شک نہیں ہے کہ ابوہریرہ نے اس حدیث کو کسی ایسے صحابی سے روایت کیا ہے جو اُن سے پہلے ہیں کہ وہ رُقیہؓ کے پاس پہنچے لیکن میں نے بڑی کوشش کے ساتھ جستجو کی مگر اس وقت تک نہیں پتہ لگا سکا۔ میں کہتا ہوں کہ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے پاس کھڑے ہوکر اُن سے معانقہ کیا۔ اور فرمایا کہ وہ میرے کفو ہیں اور کفو کے معنے یہاں پر وہی رفیق کے معنے ہیں۔ اور (اُن صفات منصوصہ میں سے) آپ کا اس صفت سے متصف ہونا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں اور اللہ اور اس کا رسول اُن سے محبّت کرتے ہیں۔ حاکم نے ابن عباس سے وہ اُمّ کلثوم دختر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ میرا شوہر افضل ہے یا فاطمہ کا شوہر؟ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم چُپ رہے۔ پھر فرمایا کہ تیرا شوہر ایسا شخص ہے جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبّت کرتے ہیں۔ جب وہ جانے لگیں تو اُن سے فرمایا ٹھہر میں نے کیا کہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ

ویحبہ اللہ ورسولہ فولت فقال لہا لم ماذا قلت قالت قلت تزوجی یحب اللہ ورسولہ
و یحبہ اللہ ورسولہ قال نعم و ازید ک
دخلت الجنۃ فرأیت منزلہ و
لم ار احدًا من اصحابی یعلوہ
فی منزلہ۔ اقول ذلک من ثواب
صبرہ علے البلوی۔ بالجملہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم تصریح نمود باثبات
این مقامات اورا و این تصریح نبود
الا بعد ازانکہ این اوصاف در
نفس نفیس اورا راسخ شدہ و سر تا
پایش را گرفتہ و بآن ممتلے گشتہ
چنانکہ اطوار و احوال شبا روزی او
شاہد عدل است بران۔ ومن کراماتہ
فی الریاض روی انّ رجلاً دخل علی
عثمان وقد نظر امرأۃً اجنبیۃً فلما
نظر الیہ قال ہاہ ایدخل علیّ احدکم
وفی عینیہ اثر الزنا فقال رجل اوحی
بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فقال لا ولکن قول حق و فراسۃ

نے کہا میرا شوہر ایسا شخص ہے جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ ہاں اور اُس سے زیادہ تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اُس کے مقام کو دیکھا اور اپنے اصحاب میں سے اور کسی کو نہیں دیکھا کہ وہ

اپنی منزل میں اُس سے زیادہ بلند ہو۔ میں کہتا ہوں یہ مرتبہ آپ کے ابتلاء پر صبر کرنے کے ثواب میں سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں ان مقامات کے اثبات کی تصریح کردی اور یہ تصریح نہیں واقع ہوئی مگر آپ کے نفس نفیس میں ان اوصاف کے راسخ ہونے کے بعد اور جب کہ ان اوصاف نے اُن کو سر سے پاؤں تک پکڑ لیا اور وہ اُن سے بھر گئے جیسا کہ ان کے رات دن کے اطوار و احوال اس پر سچے گواہ ہیں۔ اور ان کی کرامتوں میں سے ریاض میں مذکور ہے، مروی ہے کہ ایک شخص عثمانؓ کے

(آئندہ صفحہ کا حاشیہ)

عہ اشارہ ہے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ۔ او کذا۔

عہ یعنی سرطان کی طرح کا ایک ناسور۔

صدق - وعن نافع ان جہجاہ الغفاری
تناول عصا عثمان وکسرہا علی رکبتہ
فاخذتہ الآکلۃ فی رجلہ - وعن
ابی قلابۃ قال کنت فی رَبعۃ بالشام
سمعت صوت رجل یقول یا ویلاہ
النار فقمت الیہ واذا رجل مقطوع
الیدین والرجلین من الحقوین
اعمی العینین منکبا لوجہہ فسألتہ عن
حالہ فقال انی کنت ممن دخل علے
عثمان الدار فلما دنوت منہ صرخت
زوجتہ فلطمتہا فقال مالک قطع اللہ
یدیک ورجلیک واعمی عینیک و
ادخلک النار فاخذتنی رعدۃ عظیمۃ
وخرجت ہاربا وأصابنی ماتری و
لم یبق من دعائہ الا النار قال
فقلت لہ بعداً لک وسحقا - وعن
مالک انہ قال کان عثمان مر بحش
کوکب فقال انہ سیدفن ہہنا رجل
صالح فکان اول من دفن فیہ -
فی الصواعق عن یزید بن ابی حبیب
بلغنی ان عامۃ الرکب الذین ساروا
الی عثمان جنوا و در ایام خلافت خود
موعظتہاء مؤثرہ میفرمود و
حکمتہا از باب تہذیب اخلاق و
غیر آن بر حاضرین القاء می نمود

پاس آیا اور اس نے ایک اجنبی عورت پر نظر ڈالی تھی، تو جب آپ نے اُس شخص کو دیکھا تو فرمایا کہ ہائیں کیا میرے پاس تم میں کا ایسا شخص بھی آتا ہے جس کی آنکھ میں زنا کا اثر ہے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ کیا یہ وحی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد؟ تو فرمایا کہ نہیں لیکن قولِ حق ہے اور فراستِ عہ صدق۔ اور مروی ہے کہ جہجاہ غفاری نے عثمانؓ کا عصا لے لیا اور اُس کو اپنے گھٹنوں پر لگا کر توڑ دیا تو اُس کو مرض آکلہ عہ نے پکڑ لیا جو اس کی ٹانگ میں پیدا ہو گیا۔ اور ابو قلابہ سے مروی ہے کہا کہ میں شام کی منزل رَلبعہ میں تھا، میں نے ایک آواز سُنی جو ہائے افسوس! آگ! کہتا تھا۔ تو میں اُس کے پاس گیا۔ دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی ہیں قدموں کے اوپر سے، دونوں آنکھیں اندھی ہیں منہ کے بل اوندھا پڑا ہوا ہے، میں نے اُس سے حقیقتِ حال دریافت کی۔ تو اس نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں سے تھا جو عثمان کے پاس گھر میں گھس کر پہنچے تھے جب میں اُن کے قریب ہوا تو اُن کی بیوی نے چیخ ماری تو میں نے اس کے طمانچہ مارا تو عثمان نے کہا تجھے کیا ہوا خدا تیرے دونوں ہاتھوں اور ٹانگوں کو کاٹ دے اور تیری آنکھوں کو اندھا کر دے اور تجھے نارِ جہنم میں داخل کرے۔ تو مجھے ایک بڑے لرزے نے پکڑ لیا اور میں بھاگتا ہوا نکل گیا اور مجھ پر یہ مصیبت واقع ہو گئی جو کہ تو دیکھ رہا ہے اور اب اُن کی بددُعا میں سے صرف نار باقی رہ گئی ہے۔ کہا کہ میں نے اس سے کہا کہ تجھ پر لعنت اور ذلت۔ اور مالکؒ سے مروی ہے، کہا کہ عثمانؓ کا گذر حَشِ کوکب (بوستانِ کوکب) پر ہوا تو فرمایا کہ عنقریب یہاں ایک مرد صالح دفن کیا جائے گا تو آپ سب سے پہلے شخص ہیں جو اُس میں دفن کئے گئے۔ صواعق میں یزید بن ابی حبیب سے مروی ہے مجھے یہ خبر پہنچی کہ عام طور پر اس قافلہ کے لوگ جو سفر کر کے عثمان کی طرف (بغرض مذموم) پہنچے تھے مجنون ہو گئے۔ اور اپنے ایامِ خلافت میں آپ مؤثر نصیحتیں فرماتے رہتے تھے۔ اور تہذیب اخلاق وغیرہ کے بارے میں دانائی کی باتیں آپ حاضرین کو سمجھاتے رہتے تھے

عہ صفحہ ہذا کا حاشیہ گذشتہ صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

فصلے ازین حِکَم نقل از روضۃ الاحباب کنیم- من تلک الکلمات المبارکات قولہ تاجِرُوا اللہ تربحُوا- ومنہا قولہ العبودیۃُ محافظۃُ الحدودِ و الوفاءُ بالعهودِ والرضاءُ بالموجودِ والصبرُ عن المفقودِ- ومنہا بادِروا آجالکم بخیرِ ماتقدِرُونَ علیہ- ومنہا الا انما الدنیا طُوِیَت علَی الغرورِ فلا تغرّنّکُمُ الدنیا ولایغرّنکم باللہِ الغَرورُ- ومنہا ہمّ الدنیا ظلمۃٌ وہمّ الآخرۃ نور ومنہا الہدیۃُ من العامِلِ اذا عُزِلَ کالہدیۃِ منہ اذا عُمِلَ- ومنہا خیرُ الناس من عَصَمَ واعتَصَم بکتابِ اللہ- ومنہا من علامات العارف ان یکونَ قلبُہ مع الخوف والرجاءِ ولسانُہ مع الحمد والثناءِ و عیناہُ مع الحیاءِ والبکاءِ وارادتُہ مع الترکِ والرضاءِ- ومنہا من علامات المتقی انہ یَرَی الناسَ قد نجَوا ویَرَی نفسَہ قد ہلکَت- و منہا قولہ من اَضیَعِ الاشیاءِ عمرٌ طویلٌ لایتزوّدُ وَ صاحبہٗ لسفرِ الآخرۃ ومنہا من کانت الدنیا سجنَہٗ فالقبرُ راحتُہٗ- وقولہ لوطَہرت قلوبُکم ماشبِعت من کلام اللہ تعالیٰ- اما انچہ از باب

ان حکمتوں کی ایک فصل جو اُن کے کلماتِ مبارکات پر مشتمل ہے ہم روضۃ الاحباب سے نقل کرتے ہیں۔ آپ کا قول ہے کہ تجارت کا معاملہ اللہ سے کرو نفع پاؤگے۔ اور اُن میں سے آپ کا قول ہے کہ عبودیت (بندگی) حدود کی محافظت اور عہدوں کو پورا کرنا اور جو موجود ہو اس پر راضی رہنا اور جو گم ہو جائے اُس پر صبر کرنا ہے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ فرمایا کہ اپنے اپنے وقتِ معین (یعنی موت) کا استقبال اُن بہترین اعمال کو ساتھ لے کر کرو جن پر تم کو قدرت ہو۔ اور اُن میں سے یہ ارشاد ہے یاد رکھو دنیا غرور (فریب) پر لپیٹی گئی ہے (کہ اس کا ظاہر دیدہ زیب مگر باطن نجس اور ہلاکت خیز ہے) تو دنیا تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے اور تم کو اللہ کے بارے میں شیطان فریب میں مبتلا نہ کر دے۔ اور اُن میں سے یہ کہ غمِ دنیا ظلمت اور غمِ آخرت نور ہے۔ اور اُن میں سے یہ کہ عامل سے ہدیہ قبول کرنا (خلیفہ کیلئے) جب کہ وہ معزول ہو جائے ایسا ہی ہے جیساکہ اُس سے ہدیہ اُس وقت قبول کیا جائے جب وہ اپنے عہدہ پر ہو۔ اور اُن میں سے یہ کہ سب سے اچھا وہ ہے جو پاکدامن رہا اور کتاب اللہ کو پکڑے رہا۔ اور اُن میں سے یہ کہ عارف کی علامات میں سے یہ ہے کہ اس کا دل خوف اور رجا (اُمید) کے ساتھ اور اس کی زبان حمد وثنا کے ساتھ اور اُس کی آنکھیں حیاء اور بکاء (گریہ) کے ساتھ اور اس کا ارادہ (اپنی خواہشوں کے) ترک اور (اللہ کی) رضا کے ساتھ ہو۔ اور اُن میں سے یہ کہ متقی کی علامات میں سے یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نجات پانے والے سمجھے اور اپنے نفس کو ہلاک ہونے والا سمجھے۔ اور اُن میں سے آپ کا یہ قول ہے کہ سب سے زیادہ ضائع ہونے والی شے وہ عمرِ طویل ہے جس میں اُس عمر والے نے سفرِ آخرت کے لئے زادِ راہ نہ مہیا کیا۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ جس کے لئے دنیا قید خانہ بنی رہی اُس کی راحت (کی جگہ) اُس کی قبر ہے۔ اور آپ کا قول ہے کہ اگر تمہارے قلوب پاک ہو جائیں تو وہ اللہ تعالیٰ کے کلام سے سیر نہ ہونگے۔ اب علوم دین کے احیاء کے باب میں جو حصہ حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ نے لیا اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

احیاء علوم دین نصیب ذی النورین شد رضی اللہ عنہ پس در باب نشر قرآن عظیم پنج نوع بود یکے آنکہ صحف و اوراقِ ہر یکے کہ موافقِ تلفظِ خود و مطابق ترتیبِ طبع زای خویش نوشتہ بودند حاضر ساخت و محو نمود و مصحفِ شیخین را کہ حضرت فاروق سالہا در تصحیح آن سعی و اہتمام تمام فرمودہ بود از پیش ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا طلب داشت و ازوی نسخ متعددہ نویسانیدہ بآفاق فرستاد و قدغن بلیغ نمود کہ قرآن را بلغتِ قریش نویسند و باطرافِ ممالک نوشت تا موجب ہمان نسخ اخذ کنند ازین جہت تفرقۂ امتِ مرحومہ زائل گشت و قراءتِ مشہورہ از قراءت شاذہ امتیاز پیدا کرد و جمیع مسلمین بریک مصحف متفق شدند اگر این قسم اہتمام نمی نمود در کتاب اللہ اختلاف پیدا می شد مثل اختلافِ امم سابقہ اخرج البخاری عن انس بن مالک ان حذیفۃَ بن الیمان قدِمَ علٰے عثمانَ و کان یُغازِی اہلَ الشام فی فتح ارمینیۃ و آذربیجان مع اہل العراق فَاَفزَعَ حذیفۃَ اختلافُہُم فی القراءۃ

تو قرآن کی اشاعت کا حصہ پانچ نوع کا تھا۔ ایک یہ کہ ہر شخص کے صحیفوں اور اوراق کو جو انہوں نے اپنے تلفظ کے موافق اور اپنی طبع زاد ترتیب کے مطابق لکھ رکھا تھا حاضر کیا اور اس کو محو کیا اور شیخین کے مصحف کو کہ حضرت فاروق اعظم رض نے برسوں جس کی تصحیح میں بڑی کوشش اور اہتمام کیا تھا ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے منگایا اور اس سے کئی نسخے لکھوا کر مختلف اطرافِ ملک میں بھیجے اور لکھنے والوں کو سخت تاکید کی کہ قرآن کو لغتِ قریش میں لکھیں اور اطرافِ ممالک کو لکھا کہ انھیں نسخوں کے مطابق نقل کریں۔ اس صورت سے امتِ مرحومہ کا اختلاف زائل ہوگیا اور قراءتِ مشہورہ قراءتِ شاذّہ سے ممتاز ہوگئی اور تمام مسلمان ایک قرآن پر متفق ہوگئے اگر آپ اس قسم کا اہتمام نہ کرتے تو کتاب اللہ میں مثل امم سابقہ کے اختلاف پیدا ہوجاتا۔ بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ حذیفہ بن الیمان عثمان کے پاس آئے اور وہ اہل شام کے ساتھ آرمینیہ کو اور اہل عراق کے ساتھ آذربیجان کو فتح کرنے کے سلسلے میں جہاد کر رہے تھے اور مسلمانوں میں قراءت کے اختلاف نے حذیفہ کو پریشان کر دیا تھا۔ تو حذیفہ نے عثمان سے کہا کہ اے امیر المومنین اس امّت کو سنبھالئے قبل اس کے کہ یہ لوگ کتاب اللہ میں یہود اور نصاریٰ کی طرح اختلاف کرنے لگیں۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے حذیفہ کو حفصہ رض کے پاس بھیجا یہ پیغام دے کر کہ ہمارے پاس قرآن کے اوراق بھیج دیں تاکہ ہم مصاحف میں اس کی نقل کرالیں اور پھر آپ کو واپس کر دیں گے تو حفصہ رض نے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ پھر انہوں نے زید بن ثابت، عبد اللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام کو مامور کیا اور ان سب نے مصاحف میں اس کی نقلیں کیں اور عثمان رض نے قریشی جماعت کے تینوں اصحاب (یعنی عبد اللہ بن زبیر اور سعید اور عبد الرحمٰن) کو یہ ہدایت کی کہ جب تمہارا اور زید بن ثابت کا قرآن کی کسی چیز میں اختلاف ہو تو اس کو قریش کی زبان کے مطابق لکھنا، کہ قرآن ان

فقال حذیفۃ لعثمان یا امیر المومنین
ادرک ہذہ الامۃ قبل ان یختلفوا
فی الکتاب اختلاف الیہود والنصاریٰ
فارسل عثمان رضی اللہ عنہ حذیفۃ
الی حفصۃ ان ارسلی الینا بالصحف
ننسخہا فی المصاحف ثم نردہا الیک
فارسلت بہا حفصۃ الی عثمان فامر زید
بن ثابت وعبد اللہ بن الزبیر و
سعید بن العاص وعبد الرحمن بن
الحارث بن ہشام فنسخوہا فی المصاحف
وقال عثمان لرہط القرشیین الثلثۃ
اذا اختلفتم انتم وزید بن ثابت فی
شیئ من القرآن فاکتبوہ بلسان
قریش فانما نزل بلسانہم ففعلوا
حتی اذا نسخوا الصحف فی المصاحف
رد عثمان الصحف الی حفصۃ و
ارسل الی کل افق مما نسخوا وامر
بسواہ من القرآن فی کل صحیفۃ
او مصحف ان یحرق۔ دیگر آنکہ جمعے
از قراء تابعین را تعلیم فرمود و
سلسلۂ قراءت او تا حال باقی است
فی شرح السنۃ القراء المعروفون
اسندوا قراءتہم الی الصحابۃ فعبد اللہ
بن کثیر ونافع اسندا الی ابی بن
کعب وعبد اللہ بن عامر اسند

ہی کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔
یہاں تک کہ جب اس مصحف کی نقل مصاحف میں کر چکے
تو عثمان رضؓ نے اس مصحف کو حفصہؓ کے پاس واپس کر دیا
اور جو قرآن لکھے گئے تھے اُن کو اطرافِ مملکت میں بھیج دیا
اور حکم دیا کہ جو قرآن اُن کے خلاف ہیں الگ اوراق
پر ہوں یا کتاب کی صورت میں اُن کو جلا دیا جائے۔ دوسری نوع
یہ ہے کہ قراء تابعین کی ایک جماعت کو آپ نے تعلیم دی
اور اُن کا سلسلۂ قراءت اب تک باقی ہے شرح السنۃ
میں ہے کہ مشہور قراء نے اپنی قراءت کی سند پہنچائی
ہے صحابہ تک، عبداللہ بن کثیر اور نافع دونوں نے سند
پہنچائی اُبی بن کعب تک اور عبداللہ بن عامر نے سند
پہنچائی عثمان بن عفان تک اور عاصم نے سند پہنچائی علی
اور عبداللہ بن مسعود اور زید تک۔ اور حمزہ نے سند
پہنچائی عثمان اور علی تک اور ان سب نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے پڑھا ہے۔ تیسری یہ کہ نمازوں میں
لمبی قراءت پڑھا کرتے تھے مانند شیخین کے تاکہ
مسلمان اپنی قراءت کو اُن کے تلفظ کے معیار کے
مطابق اعلیٰ رنگ پر لے آئیں۔ مالکؒ سے روایت
ہے کہ قرافصہ بن عمیر الحنفی نے کہا کہ میں نے سورۂ یوسف
کو یاد نہیں کیا مگر عثمان بن عفان ہی کی قراءت سے
کہ وہ صبح کی نماز میں بکثرت اس سورت کو دُہراتے
رہتے تھے۔ چوتھی یہ کہ ابتدائے نزولِ قرآن میں
اس کی کتابت میں مشغول رہے۔ اس کے بعد جو بھی آیا
اس کو اپنے سے پہلے پر اعتماد رہا ہے، اور یہ مفہوم
ہے آپ کے قول "اول ید الخ" کا یعنی یہ پہلا ہاتھ

الی عثمانؓ بن عفان۔ و اسند عاصمؒ الی علیؓ و عبد اللہ بن مسعودؓ و زیدؓ و اسند حمزۃؒ الی عثمان و علیؓ و ہؤلاء قرؤوا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سیوم آنکہ قراءت طویلہ در نمازہا اختیار می نمود مانند شیخین تا مسلمین قراءت خود را بمعیار تلفظ او کامل العیار سازند۔ اخرج مالک ان القرافصۃ بن عمیر الحنفی قال ما اخذت سورۃ یوسف الا من قراءۃ عثمانؓ بن عفان ایاہا فی الصبح من کثرۃ ما کان یرددہا۔ چہارم آنکہ در اول نزول قرآن بکتابت آن اشتغال درزید من بعد ہر کہ آمد او را اعتماد ہی بودہ است بر متقدم و ذلک قولہ اول ید خطت المفصل۔ پنجم آنکہ در معرفت تفسیر قرآن و متی انزلت و فیم انزلت ید طولے داشت۔ اخرج الترمذی عن ابن عباس قال قلت لعثمانؓ بن عفان ما حملکم ان عمدتم الی الانفال وہی من المثانی و الی براءۃ وہی من المئین فقرنتم بینہما ولم تکتبوا بینہما سطر بسم اللہ الرحمن الرحیم ووضعتموہا فی السبع الطول ما حملکم علی ذلک فقال عثمانؓ کان رسول اللہ صلے

ہے جس نے مفصل کو لکھا تھا۔ پانچویں یہ کہ تفسیر قرآن کی معرفت میں اور "کب نازل ہوئی اور کس بارے میں نازل ہوئی"، کا آپ کو کامل علم تھا۔ ترمذی نے ابن عباس سے روایت کیا، کہا کہ میں نے عثمان بن عفان سے کہا کہ کس سبب سے آپ نے سورۂ انفال کی طرف قصد کیا حالانکہ وہ مثانیؔعہ میں سے ہے اور براءۃ کی طرف جو مئین میں سے ہے اور دونوں کو ایک ساتھ کر دیا اور دونوں کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی اور اس کو سبع طوال عہ میں رکھ دیا۔ آپ نے ایسا کس وجہ سے کیا۔ تو عثمان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض وقت ایسا آتا تھا کہ آپ کے اوپر ایسی سورتیں نازل ہوتیں جو زیادہ شمار (آیات) والی ہوتی تھیں۔ پھر جب آپ کے اوپر کچھ نازل ہوتا تو جو لکھنے والا ہوتا آپ اُس کو بلاتے اور فرماتے کہ ان آیات کو اس سورت میں رکھ دو جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے۔ پھر جب آپ پر کوئی آیت نازل ہوتی تو فرماتے کہ اس آیت کو اُس سورت میں رکھ دو جس میں ایسا اور ایسا مذکور ہے۔ اور انفال اُن سورتوں کی اوائل میں سے ہے جو مدینہ میں نازل ہوئیں اور براءۃ قرآن کے آخر میں (نازل ہونے والی سورتوں میں) سے ہے، اور اس کا قصہ مشابہ تھا انفال کے قصہ کے تو مجھے گمان ہوا کہ یہ انفال کا جزو ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی اور ہم سے آپ نے یہ بیان نہیں فرمایا تھا کہ یہ اُس کا جزو ہے، اس وجہ سے میں نے دونوں کو ملا دیا اور اُن دونوں کے درمیان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کی سطر نہیں لکھی۔ پھر

عہ یہاں مثانی سے وہ سورتیں مراد ہیں جو فوق المئین سے کم اور مفصل سے بڑی ہیں ۱۲ عہ سبع طوال سورہ بقرہ سے اعراف تک کی سات سورتیں ۱۲

اللہ علیہ وسلم مما یأتی علیہ الزمانُ وہو ینزلُ علیہ السورُ ذواتُ العدد فکان اذا انزل علیہ الشئ دعا بعض من کان یکتب فیقول ضعوا ہؤلاء الآیات فی السورۃ اللتی یذکر فیہا کذا وکذا فاذا نزلت علیہ الآیۃ فیقول ضعوا ہذہ الآیۃ فی السّورۃ اللتی یذکر فیہا کذا وکذا و کانت الانفالُ من اوائل ما نزلت بالمدینۃ وکانت براءۃٌ من آخر القرآن وکانت قصّتہا شبیہۃً بقصّتہا فظننتُ انہا منہا فقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبیّن لنا انّہا منہا فمن اجل ذلک قرنتُ بینہما ولم اکتب بینہما سطر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم فوضعتُہا فی سبع الطّوَل واخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ عن محمد بن سیرین قال اشرف علیہم عثمان من القصر فقال ایتونی برجل اُتالیہ کتابَ اللہِ فاتوہ بصعصعۃ بن صوحان وکان شابًّا فقال ماوجدتم احداً تاتونی بہ غیر ہذا الشاب قال فتکلم صعصعۃُ بکلام فقال لہ عثمانُ اُتلُ فقال صعصعۃ اُذِنَ لِلَّذِینَ یُقَاتَلُونَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ۝ فقال لیست لک ولا لاصحابک ولکنہا لی ولاصحابی ثم تلا عثمان اُذِنَ لِلَّذِینَ یُقَاتَلُونَ بِاَنَّھُمْ

اس (مجموعہ) کو سبع طوال میں رکھ دیا۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین سے روایت کیا۔ کہاکہ عثمان رض نے (محاصرہ کے ایام میں) قصر کے اوپر سے لوگوں کو دیکھا۔ پھر فرمایاکہ میرے پاس ایسے شخص کو لاؤ جس کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کر دوں۔ تو لوگ آپ کے پاس صعصعہ بن صوحان کو لائے اور وہ نوجوان تھا۔ تو فرمایاکہ تمھیں میرے پاس لانے کے لئے کوئی نہ ملا بجز اس نوجوان کے۔ کہاکہ پھر صعصعہ نے کچھ کلام کیا۔ پھر اُس سے عثمان رض نے کہاکہ تلاوت کر تو صعصعہ نے کہا اُذِنَ لِلَّذِیْنَ الخ (۲۲: ۳۹) ترجمہ۔ (اب لڑنے کی) اُن لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اِس وجہ سے کہ اُن پر (بہت) ظلم کیا گیاہے۔ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتاہے)۔ تو آپ نے فرمایاکہ یہ تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں، لیکن میرے اور میرے ساتھیوں کے لئے (نازل ہوئی) ہے۔ پھر عثمان رض نے تلاوت کی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ سے یہاںتک کہ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ تک پہنچے۔ اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصر کے وفد کے ساتھ آپ کے مناظرے کے قصہ میں روایت کی ہے، انہوں نے کہاکہ قرآن منگائیے۔ پھر انہوں نے کہاکہ سابعہ کو کھولئے اور یہ لوگ سورۂ یونس کا نام سابعہ کہتے تھے۔ پھر اس کو پڑھا یہاں تک کہ جب اس آیت پر آئے قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ الخ (۱۰: ۵۹) (ترجمہ۔ آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ یہ تو بتاؤ

ظُلِمُوا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ ہ
حتی بلغ وَاِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ
واخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ فی قصۃ
مناظرتہ مع وفد مصر قالوا ادع
بالمصحف فدعا بالمصحف فقالوا افتح
السابعۃ وکانوا یسمون سورۃ یونس
السابعۃ فقرأہا حتی اذا اتے علی
ھذہ الآیۃ قُلْ اَرَاَیْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ
اللّٰہُ لَکُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْہُ
حَرَامًا وَّحَلٰلًا ط قُلْ آٰللّٰہُ اَذِنَ
لَکُمْ اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ہ قالوا
ارأیتَ ماحمیتَ من الحمی آللہ
اذن لک بہ ام علی اللہ تفتری فقال
امضہ انزلت فی کذا وکذا واما الحمی
فان عمر حمی الحمی قبلُ لابل الصدقۃ
فلما ولیتُ زادت ابلُ الصدقۃ
فزدتُ فی الحمی لما زاد من ابل الصدقۃ
فجعلوا یأخذونہ بالآیۃ فیقول امضہ
انزلت فی کذا وکذا۔ ودرباب ترویج
حدیث آنکہ نزدیک بصد وچہل حدیث
درکتب معتبرہ باسانید ثابتہ بواسطۂ
کبراء صحابہ وتابعین از مسند او در
دست مردم موجود است چون فضل
حفظ چہل حدیث بآن درجہ باشد
کہ روز قیامت از جملۂ علماء محشور

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے (انتفاع کے) لئے کچھ رزق
بھیجا تھا پھر تم نے (اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام
اور کچھ حلال قرار دے لیا۔ آپ اُن سے پوچھئے کہ کیا
تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو۔)
انہوں نے کہا یہ بتایئے کہ جو حصۂ زمین آپ نے حمی
(سرکاری زمین) قرار دے لیا ہے کیا اللہ نے آپ کو
حکم دیا یا آپ اللہ پر افتراء کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا
جاؤ کیا کہہ رہا ہے) یہ آیت فلاں فلاں بات پر نازل
ہوئی ہے۔ رہا حمی، تو صدقہ کے اونٹوں کے لئے مجھ سے
پہلے عمرؓ نے حمی کو قائم کیا تھا۔ پھر جب میں خلیفہ
بنایا گیا تو صدقہ کے اُونٹ زیادہ ہوگئے تو میں نے حمی
میں اضافہ کیا اُن اُونٹوں کی وجہ سے جو زیادہ ہو
گئے تھے۔ تو لوگوں نے اس آیت سے آپ کی گرفت شروع کردی تھی
تو آپ کہا کرتے کہ جاؤ! یہ فلاں فلاں بات میں نازل
ہوئی ہے۔ احادیث کی ترویج کے بارے میں یہ ہے کہ
قریب ایک سو چالیس احادیث کے کتب معتبرہ میں
ایسی صحیح سندوں کے ساتھ جن میں واسطہ بڑے
مرتبہ کے صحابہ اور تابعین ہیں اُن کی مسند میں سے لوگوں
کے ہاتھوں میں موجود ہیں جبکہ چالیس حدیثوں کے
کے حفظ کی فضیلت اس درجہ کی ہوگی کہ قیامت کے
دن اُن کا حافظ علماء کی جماعت میں اُٹھایا جائے گا تو
ایک سو چالیس حدیثوں کے بارے میں تمہارا گمان کیا
ہے۔ جب وہ اپنے خطبوں میں اعمال کے فضائل بیان
کیا کرتے تھے تو اُن کا نفس حاضرین پر بہت اثر انداز
ہوتا تھا۔ بخاری نے روایت کیا ابو عبد الرحمن السلمی سے

بشود پس چیست گمان تو در قدرِ صد
و چہل حدیث - ہرگاہ در خطب خود بیانِ
فضائل اعمال می نمود نفس او در
حاضرین گرامی شد - اخرج البخاری
عن ابی عبد الرحمن السلمی عن
عثمان رضی اللہ عنہ عن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال خیرکم من
تعلّم القرآن و علّمہ قال و اقرأ
ابو عبد الرحمن فی امرۃ عثمان حتی
کان الحجاج قال و ذاک الذی اقعدنی
مقعدی ہذا - و در عمل باحادیث
فضائل جدی بلیغ داشت و فطرتِ
سلیمۂ او آن را مطاوعت تمام
می نمود - و اخرج احمد عن عطاء
بن فروخ مولی القرشیین ان عثمان
اشتری من رجل ارضاً فابطأ علیہ
فلقیہ فقال ما منعک من قبض
مالک قال انک غبنتنی فما القی
من الناس احداً الا وہو یلومنی
قال او ذالک یمنعک قال نعم
قال فاختر بین ارضک و مالک ثم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ادخل اللہ الجنۃ رجلاً کان
سہلاً مشتریاً و بائعاً و قاضیاً و
مقتضیاً و اخرج احمد عن محمود

وہ عثمان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ نے فرمایا کہ تم میں اچھا وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور
اُس کو سکھایا۔ کہا کہ پڑھایا ابو عبد الرحمن نے عثمان
کی خلافت میں۔ یہاں تک کہ حجاج کہا کرتا تھا کہ یہی (حدیث
عثمان) وہ ہے جس نے مجھے اس نشست گاہ (درس وتعلیم)
میں بٹھایا۔ اور احادیث فضائل پر عمل کرنے میں آپ سعیٔ بلیغ
کرتے تھے اور آپ کی طبع سلیم اس کی پیروی کرتی تھی
احمد نے عطاء بن فروخ سے جو قرشیین کے آزاد کردہ
ہیں روایت کی ہے کہ عثمان نے ایک شخص سے زمین خریدی
اُس نے (زمین کا معاوضہ اٹھا کر لے جانے میں) دیر کر دی
تو اُس سے ملے اور فرمایا کہ تجھ کو اپنے مال پر قبضہ کرنے
میں کیا مانع پیش آگیا۔ اُس نے کہا کہ آپ نے مجھے فتنہ
میں ڈال دیا۔ لوگوں میں سے جو شخص بھی مجھ سے ملتا ہے وہ
مجھے ملامت کرتا ہے۔ فرمایا کہ بس یہی مانع ہے؟ اُس نے
کہا ہاں! فرمایا تو اپنی زمین اور مال دونوں میں سے تم
جس کو چاہو اختیار کر لو۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کو جنت میں
داخل کرے گا جو نرمی کرنے والا ہو خریدار کے ساتھ اور بیچنے والے کے ساتھ اور
دوسرے کا حق ادا کرنے والے کے ساتھ اور حق لینے والے کے ساتھ۔ اور احمد نے روایت کیا

محمود بن لبید سے کہ عثمان نے جب مسجد مدینہ کو بنانے
کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اُس کو بُرا سمجھا اور وہ اُس
کو اُس کی ہیئت پر ہی باقی رکھنا چاہتے تھے تو عثمان رض
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے
تھے کہ جو شخص اللہ عز و جل کے لئے مسجد بنائے گا اللہ
تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔ اور

بن لبید ان عثمان اراد ان یبنی
مسجد المدینۃ فکرہ الناس ذلک
واحبوا ان یدعوہ علی ہیئتہ فقال
عثمان سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول من بنے مسجدا للہ
عزوجل بنی اللہ لہ فی الجنۃ مثلہ
ودرباب فتاوی واحکام آنکہ در
خلافت خود ازوی استفتا می نمودند
وقضایا را پیش او رفع میکردند
پس فتوی میداد وفیصل میفرمود
واین باب ازان بیشتر است کہ
درین رسالہ آنرا استقصا کنیم
بطریق مثال مسائلے چند برنگاریم
درباب وضو مما مست النار احادیث
مختلفہ وارد شدہ وعمل صحابہ نیز
مختلف درین باب ظاہر گشتہ حضرت
ذی النورین کشف آن شبہہ نمود
وبیان واضح فرمود کہ عمل بر وضو
مما مست النار متروک است۔ اخرج
احمد عن شیخ من ثقیف عن
عمہ انہ رأی عثمان بن عفان جلس
علی الباب الثانی من مسجد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا بکتف
فتعرقہا ثم قام فصلی ولم یتوضأ
ثم قال جلست مجلس النبی صلی اللہ

فتاوٰی اور احکام کے بارے میں یہ ہے کہ اُن کی خلافت میں
لوگ اُن سے ہی فتوٰی طلب کرتے تھے اور مقدمات اُن کے
سامنے پیش کرتے تھے تو وہ فتوٰی بھی دیتے تھے اور فیصلے
بھی فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ باب اس سے زیادہ ہے کہ
اس کی تمام جزئیات کو ہم اس رسالہ میں جمع کریں۔ ہاں
مثال کے طور پر ہم چند مسائل لکھتے ہیں۔ اس باب میں کہ
وضو کا ایسی اشیاء کے کھانے سے جو آگ پر تیار کی جائے کیا
حکم ہے۔ اس کے بارے میں مختلف احادیث وارد ہوئی
ہیں اور اس باب میں صحابہ سے بھی مختلف عمل ظاہر ہوا
ہے۔ حضرت ذی النورین رض نے اس شبہہ کو صاف کر دیا
اور واضح بیان فرما دیا کہ ایسی چیز کھانے کے بعد جس کو آگ نے مس
کیا ہو وضو کرنا متروک ہے۔ احمد نے ثقیف کے ایک
شیخ سے اس نے اپنے چچا سے روایت کیا کہ اُس
نے عثمان بن عفان کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے دوسرے دروازے پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ اور آپ نے
ایک (بکرے کا بھنا ہوا) شانہ منگایا پھر اس کا گوشت
دانتوں سے اُتار کر کھایا۔ پھر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی
اور وضو نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی مجلس میں بیٹھا ہوں اور میں نے وہی چیز کھائی جو نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے کھائی تھی اور ویسا ہی کیا جیسا نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ اور احمد نے روایت کیا سعید
بن المسیب سے کہتے ہیں کہ میں نے عثمان کو چند نشستگاہوں
میں بیٹھا ہوا دیکھا ہے کہ آپ نے ایسا کھانا جو آگ پر پکایا ہوا
تھا منگایا اور کھا کر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ پھر کہا کہ میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا ہوں

علیہ وسلم و أکلتُ ما أکلَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصَنَعْتُ ما صَنَعَ النبی صلے اللہ علیہ وسلم. واخرج احمد عن سعید بن المسیب یقول رأیتُ عثمانَ قاعدًا فی المقاعِد فدعا بطعامٍ مما مَسَّتْہُ النارُ فاکلہ ثم قامَ الی الصلوٰۃ فصلّے ثم قال قعدتُ مقعدَ رسول اللہِ صلّی اللہ علیہ وسلم واکلتُ طعامَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصلیتُ صلوٰۃَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ واخرج احمد عن رَبَاحٍ قال زَوَّجنی مولایَ جاریۃً رومیّۃً فوقعتُ علیہا فولدتْ لی غلامًا اسود مثلے فسمیتُہ عبدَ اللہ ثم وقعتُ علیہا فولدت لی غلامًا اسود مثلی فسمیتُہ عبیدَ اللہ ثم طَبَنَ لہا غلامٌ رومیٌّ قال حبشۃ قال لاہلِ رومیٌّ یقال لہ یوحنّس فراطنہا بلسانہ یعنی بالرومیۃ فوقع علیہا فولدت لہ غلامًا احمرَ کأنّہ وَزَغۃٌ من الوزغانِ فقلتُ لہا ما ھٰذا قالت ھذا من یوحنّس فارتفعنا الی عثمانَ بن عفان وأقرّا جمیعًا فقال عثمان ان شئتم قضیت بینکم بقضیۃِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی انّ الولدَ للفراش حسبتہ قال وجلدہما. و تحقیق نمود کہ استلام رکن شامی و رکن عراقی سنت نیست. اخرج احمد عن یعلیٰ بن اُمیّۃ قال طفتُ مع عثمان فاستلمنا الرکنَ قال یعلےٰ فکنتُ مما یلی البیت فلما بلغنا الرکن الغربی

اور میں نے رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم کا سا کھانا کھایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھی ہے۔ اور احمد نے روایت کیا رَباح سے، کہا کہ میرے آقا نے میرا نکاح کر دیا تھا جاریہ سے جو کہ روم کی تھی اور میں اُس سے ہمبستر ہوا، اُس سے میرا ایک لڑکا مثل میرے سیاہ رنگ کا پیدا ہوا تو میں نے اُس کا نام عبد اللہ رکھا۔ پھر میں اس سے ہم بستر ہوا تو پھر اس نے مثل میرے ایک سیاہ رنگ کا لڑکا جنا۔ تو میں نے اُس کا نام عبید اللہ رکھا۔ پھر اُس کو ایک رومی لڑکے نے پھسلایا (دارمی نے) کہا میرا خیال یہ ہے کہ رباح نے یوں کہا تھا کہ پھسلایا میری بیوی کو ایک رومی نے جس کو یوحنّس کہا جاتا تھا۔ پھر اُس نے اُس عورت سے اپنی عجمی زبان یعنی رومی میں بات چیت کر لی۔ پھر وہ اُس سے ہمبستر ہوا۔ پھر اس سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوا جو سُرخ رنگ کا تھا گویا وہ گرگٹوں میں کا ایک گرگٹ ہے۔ تو میں نے اُس سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو اس نے بتا دیا کہ یہ یوحنّس سے ہے۔ تو میں یہ مقدمہ عثمان بن عفان کے پاس لے گیا۔ اور دونوں نے اقرار کر لیا۔ تو عثمان نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمھارے درمیان رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ہے کہ لڑکا بستر والے کا ہوتا ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ رباح نے کہا کہ "اور انہوں نے دونوں کے کوڑے لگوائے"۔ اور آپ نے تحقیق کیا کہ رُکنِ شامی اور رُکنِ عراقی کا استلام سُنّت نہیں ہے۔ احمد نے روایت کیا یعلیٰ بن امیہ سے، کہا کہ میں نے عثمان کے ساتھ طواف کیا اور ہم نے

الذی یلی الاسود جررت بیدہ لیستلم
فقال ما شانک فقلت الا تستلم
قال فقال الم تطف مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فقلت بلی قال
ارأیتہ یستلم ہذین الرکنین الغربیین
فقلت لا قال افلیس لک فیہ
اسوۃ حسنۃ قلت بلی قال فانفذ
عنک۔ وبیان نمود کہ پوشیدن معصفر
مردان را درست نیست۔ اخرج احمد
عن ابی ہریرۃ قال راح عثمان الی
مکۃ حاجا ودخلت علی محمد بن جعفر
ابن ابی طالب امرأتہ فبات معہا
ثم غدا وعلیہ ردع الطیب وملحفۃ
معصفرۃ مفدمۃ فادرک الناس بملل
قبل ان یروحوا فلما راہ عثمان انتہرہ
وافف وقال اتلبس المعصفرۃ وقد نہی
عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال لہ علی بن ابی طالب
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم ینہہ ولا ایاک وانما نہانی۔ مالک
عن ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ
عن مالک بن ابی عامر ان عثمان بن
عفان کان یقول فی خطبتہ قل ما یدع
ذلک اذا خطب اذا قام الامام
یخطب یوم الجمعۃ فاستمعوا لہ و

رکن کو استلام کیا۔ یعلیٰ نے بیان کیا میں بیت اللہ سے قریب تر تھا تو جب ہم رکن غربی پر پہنچے جو حجر اسود کے قریب ہے تو میں نے ان کا ہاتھ کھینچا تاکہ وہ استلام کریں تو فرمایا کہ کیا ارادہ ہے تو میں نے کہا کہ کیا آپ استلام نہ کریں گے۔ کہا کہ اس پر عثمانؓ نے کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف نہیں کیا؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ کہا کہ کیا تم نے اُن کو ان دونوں غربی رکنوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ تو کہا کہ کیا پھر تمہارے لئے آپؐ کی پیروی ضروری نہیں میں نے کہا کہ کیوں نہیں۔ کہا کہ بس تو آگے بڑھو۔ اور آپ نے بیان کیا کہ کسم میں رنگے ہوئے کپڑے کا پہننا مردوں کے لئے درست نہیں روایت کیا احمد نے ابو ہریرہؓ سے کہا کہ عثمان مکہ کی طرف حج کرنے کیلئے چلے اور محمد بن جعفر ابن ابی طالب کے پاس اس کی دولہن داخل ہوئی اور محمد بن جعفر نے اُس کے ساتھ رات گذاری پھر صبح کو روانہ ہوئے اور ان پر زعفران کی خوشبو ملی ہوئی تھی اور کسم سے رنگی ہوئی گہرے سرخ رنگ کی چادر تھی۔ مقام ملل میں انہوں نے لوگوں کو اُن کے چلنے سے پہلے آپکڑا۔ تو جب اُن کو عثمانؓ نے (اس حلیہ میں) دیکھا تو دھمکایا اور اُف اُف کہا اور فرمایا کیا تو کسم سے رنگا ہوا کپڑا پہنتا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے منع کیا ہے۔ تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو منع نہیں کیا اور نہ تم کو، آپ نے مجھے منع کیا تھا۔ مالک، مروی ہے ابو النضر مولیٰ عمر بن عبید اللہ سے، وہ روایت کرتے ہیں مالک بن ابی عامر سے کہ عثمان بن عفان اپنے خطبہ میں کہا کرتے تھے جب خطبہ دیتے تو یہ کہنا بہت کم چھوڑتے تھے کہ جب امام کھڑا ہو اور یوم جمعہ میں خطبہ دینے لگے تو اس کو کان لگا کر سنو اور چپ رہو۔ یقیناً اس خاموش رہنے والے کے لئے جو نہیں سنتا (امام سے دور ہونے یا بہرا ہونے کی وجہ سے) اُتنا ہی اجر ہے جتنا اس خاموش رہنے والے کے لئے جو سنتا بھی ہے۔ پھر جب نماز قائم ہو جائے

أنصِتوا فان للمنصتِ الذی لا یسمع
من الحظِّ مثلَ ما للمنصتِ السامع
فاذا قامت الصلوٰۃُ فاعدلوا
الصفوفَ حاذوا بالمناکب فانّ اعتدالَ
الصفوفِ من تمامِ الصلوٰۃ ثم لا یکبّر
حتی یأتیہ رجالٌ قد وکّلھم بتسویۃِ
الصفوف فیخبرونہ ان قد استوت
فیکبّر۔ مالک عن یحیٰی بن سعید عن
محمد بن ابراہیم عن عبد الرحمٰن
بن ابی عمرۃ الانصاری انہ قال جاء
عثمانُ بن عفان الی صلوٰۃِ العشاء
فرأی اہلَ المسجد قلیلاً فاضطجع
فی مؤخرِ المسجدِ ینتظر الناس ان یکثروا
فاتاہ ابنُ أبی عمرۃ فجلس الیہ
فسأله من ہو فاخبرہ فقال لہ ما معک
من القرآن فاخبرہ فقال لہ عثمانُ
من شہدَ العشاءَ فکانّما قام نصفَ
لیلۃٍ ومن شہدَ الصبحَ فکانّما
قام لیلۃً۔ مالک انہ بلغہ ان الہلالَ
رُئی فی زمان عثمان بن عفان بعشیّ
فلم یُفطِر عثمانُ حتی أمسیٰ وغابت
الشمسُ۔ مالک عن نافع عن نبیہ
بن وہب اخی بنی عبد الدار انّ
عمر بن عبید اللہ ارسل الی أبانَ
بن عثمانَ واَبانُ یومئذٍ امیر الحاج

توصفیں برابر کرو، کندھوں کو سیدھ میں کرو کیونکہ صفوں
کی برابری سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔ پھر آپ تکبیر نہ کہتے یہاں
تک کہ آپ کے پاس وہ لوگ آجاتے جن کو صفوں کے برابر
کرنے کا کام آپ سپرد کرتے تھے پھر وہ آپ کو خبر دیتے کہ
برابر ہوگئی ہیں، پھر آپ تکبیر کہتے۔ مالک، یحییٰ بن سعید سے وہ
محمد بن ابراہیم سے وہ عبد الرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری سے
انہوں نے کہا کہ عثمان بن عفان نماز عشاء کے لئے آئے، آپ
نے دیکھا کہ مسجد میں ابھی تھوڑے آدمی ہیں تو آپ مسجد
کے پچھلے حصّہ میں لیٹ گئے لوگوں کا انتظار کر رہے تھے کہ
زیادہ ہو جائیں تو اُن کے پاس ابن ابی عمرہ آئے، آپ
نے اُن سے سوال کیا کہ وہ کون ہے تو انہوں نے اُن کو بتایا،
پھر اُن سے کہا کہ تم کو قرآن کتنا یاد ہے تو انہوں نے بتایا۔
پھر اُن سے عثمان نے کہا کہ جو عشاء (یعنی جماعت عشاء) میں
حاضر ہوا وہ گویا نصف رات تک نماز پڑھتا رہا، اور جو صبح
کی نماز (یعنی جماعت) میں (بھی) حاضر ہوا تو وہ گویا تمام رات
نماز پڑھتا رہا۔ مالک، اُن کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان بن عفان کے
زمانہ میں بعد ظہر ہلال دیکھا گیا تو عثمان نے کھانا نہیں کھایا
یہاں تک کہ شام ہوگئی اور آفتاب غائب ہوگیا۔ مالک،
نافع سے وہ نبیہ بن وہب سے جو بنی عبد الدار کا بھائی
تھا کہ عمر بن عبید اللہ نے ابان بن عثمان کے پاس پیغام
بھیجا اور ابان اس دن امیر الحاج تھے اور وہ دونوں
(عمر بن عبید اللہ و ابان) مُحرِم تھے کہ میں طلحہ بن عمر کا نکاح
شیبہ بن جُبیر کی بیٹی سے کر رہا ہوں، آپ شریک مجلس
ہوں تو اُن پر ابان نے اعتراض کیا اور کہا کہ میں نے عثمانؓ
بن عفان سے سُنا ہے کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وہما مُحْرِمان انی قد اردتُ ان اُنکح
طلحۃَ بن عمر ابنۃَ شیبۃَ بن جُبَیر
فاردتُ ان تحضُرَ فانکرَ ذٰلک علیہ
ابانُ وقال سمعتُ عثمانَ بن عفان
یقول قالَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لاینکحُ المُحْرِم ولا یُنکِح . و
لایخطُب علی نفسہ ولا علی غیرہ
مالک عن عبداللہ بن ابی بکر عن عبداللہ
وبن عامر بن ربیعۃ قال رأیتُ عثمان
ابن عفان بالعرج وہو محُرِم فی
یوم صائفٍ قد غطّٰی وجہہ بقطیفۃ
ارجوانٍ ثم اُتی بلحم صیدٍ فقال لاصحابہ
کلوا فقالوا اَو لا تاکُلُ انت فقال
انی لست کہیئتکم انما صِیدَ من اجلی
مالک عن ابن شہاب عن قبیصۃ
ابن ذویب ان رجلاً سأل عثمان بن
عفان عن الاختین من مِلک الیمین
ہل یجتمع بینہما فقال عثمانُ اَحلتہما
آیۃٌ وحرّمتہما آیۃٌ اُخرٰی فاما انا
لا اُحب ان اَصنع ذٰلک قال فخرج
من عندہ فلقی رجلاً من اَصحاب
رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم فسألہ
عن ذٰلک فقال لوکان لی من الامرِ
شیئ ثم وجدتُ احدًا فعل ذٰلک
لجعلتہ نکالاً قال ابن شہاب

وسلم نے فرمایا کہ محُرِم نہ نکاح کرے نہ اس کا نکاح کیا جائے
اور نہ اپنی ذات کے لئے پیغامِ نکاح بھیجے اور نہ دوسرے کے
لئے ۔ مالک عبداللہ بن ابی بکر سے وہ عبداللہ بن عامر بن
ربیعہ سے ، کہا کہ میں نے عثمان بن عفان کو عرج عہ میں دیکھا اور
وہ مُحرِم تھے ۔ اپنے چہرے کو ایک چادر سے چھپائے ہوئے
تھے جوار غوانی (تیز سرخ رنگ کی) تھی ۔ پھر شکار کا گوشت لایا
گیا تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھاؤ ۔ انہوں نے کہا
کہ کیا آپ خود نہ کھائیں گے؟ تو فرمایا کہ میں تمہاری ہیئت پر
نہیں ہوں ۔ میری ہی وجہ سے شکار کیا گیا ہے ۔ مالک ، ابن شہاب
سے وہ قبیصہ بن ذُوَیب سے کہ ایک شخص نے عثمان بن عفان
سے ایسی دو بہنوں کے بارے میں سوال کیا جو کسی کی ملک میں
ہوں کیا وہ دونوں کو جمع کرے ۔ تو عثمان رض نے کہا کہ ان کو
ایک آیت تو حلال کرتی ہے اور ایک آیت حرام کرتی ہے عہ
میرا اپنا مسلک یہ ہے کہ مجھے ناپسند ہے کہ ایسا کروں ۔
کہا کہ وہ سائل آپ کے پاس سے نکلا پھر وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص سے
ملا اور اُن سے بھی اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے
کہا کہ میرا کچھ بس چلتا پھر میں کسی کو ایسا کرتا ہوا پاتا تو میں
اُسی پر سزا تجویز کرتا ۔ ابنِ شہاب نے کہا کہ میرا خیال
یہ ہے کہ وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے ۔ مالک ،
ابن شہاب سے وہ طلحہ بن عبداللہ بن عوف سے کہا
کہ وہ (علی) ان میں سے اُس کا سب سے زیادہ علم رکھنے
والے تھے ۔ اور مروی ہے ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے کہ عبدالرحمن
بن عوف نے اپنی بیوی کو قطعی طلاق دے دی جب کہ وہ بیمار تھے ، تو عثمان
بن عفان نے اس کو وارث قرار دیا اس کی عدت پوری ہونے کے بعد ، مالک ،
عبداللہ بن الفضل ہے وہ اعرج سے کہ عثمان بن عفان نے ایک تکمیل (طلاق)

عہ عرج مکہ میں ایک پہاڑی کا نام ہے جہاں سے تہامہ کی ابتدا ہوتی ہے عہ حلال کرنے والی آیت ہے اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اور حرام کرنے والی آیت ہے اَنْ تَجْمَعُوْا

أراہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مالک عن ابن شہاب عن طلحۃ ابن عبد اللہ بن عوف قال و کان اعلمہم بذلک۔ وعن ابی سلمۃ بن عبد الرحمٰن بن عوف ان عبد الرحمٰن ابن عوف طلّق امرأتہ البتۃ وہو مریضٌ فورّثہا عثمانُ بن عفان منہ بعد انقضاءِ عِدّتہا۔ مالک عن عبد اللہ ابن الفضل عن الاعرج ان عثمان بن عفان وَرّث نساءَ من مکمل منہ وکان طلّقہن وہو مریضٌ۔ مالک عن یحیی بن سعید عن محمد بن یحیی بن حبان قال کانت عند جدّی حبّان امرأتان ہاشمیۃٌ وانصاریۃٌ فطلق الانصاریۃَ وہی ترضع فمرّت بہا سَنَۃٌ ثم ہلک عنہا ولم تحِضْ فقالت انا ارِثُہ لم اَحِضْ فاختصما الی عثمان بن عفان فقضیٰ لہا بالمیراث فلامتِ الہاشمیۃُ عثمانَ فقال ھٰذا عملُ ابنِ عمّکِ ہو اشارَ علینا بھٰذا یعنی علیّ بن ابی طالب۔ مالک عن ابی الزناد عن سلیمان ابن یسار ان نفیعا مکاتبا کان لام سلمۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عبدًا کانت تحتہ امرأۃٌ

کرنے والے شخص کی بیویوں کو وراثت میں حصہ دار بنایا اور اُس نے اُن کو طلاق دے دی تھی جب کہ وہ بیمار تھا (یعنی عبد الرحمٰن بن عوف)۔ مالک یحیی بن سعید سے وہ محمد بن یحیی بن حبان سے کہا کہ میرے دادا حبان کے پاس دو عورتیں تھیں ہاشمیہ اور انصاریہ۔ تو انہوں نے انصاریہ کو طلاق دے دی اور وہ دودھ پلا رہی تھی تو اس پر ایک سال گذر گیا پھر اُن کا انتقال ہو گیا اور اُس کو حیض نہیں آیا تھا۔ تو اُس نے کہا کہ میں اُس کی وارث ہوں کیونکہ مجھے حیض نہیں آیا تو دونوں فریق عثمان بن عفان کے پاس یہ مقدمہ لے گئے تو آپ نے انصاریہ کے لئے میراث کا فیصلہ کیا۔ اس پر ہاشمیہ نے عثمان کو ملامت کی تو اُنہوں نے کہا کہ یہ عمل تیرے چچا کے بیٹے کا ہے، اُسی نے ہم کو یہ مشورہ دیا تھا۔ اُن کی مراد علیؓ بن ابی طالب سے تھی۔ مالک، ابو زناد سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ نفیع مکاتب تھا ام سلمہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یا غلام تھا۔ اُس کے نکاح میں ایک آزاد عورت تھی، پھر اُس نے اُس کو دو طلاق دے دیں۔ پھر اس عورت سے مراجعت کا ارادہ کیا تو اس کو ازواجِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ عثمان بن عفان کے پاس جائے اور اُن سے اس کے بارے میں سوال کرے۔ تو نفیع اُن سے راستہ میں ملا جب کہ وہ زید بن ثابت کا ہاتھ پکڑے ہوئے جا رہے تھے تو اس نے دونوں سے سوال کیا تو دونوں نے ایک ساتھ اُس کو جواب دیا کہ حرام ہو گئی تجھ پر، حرام ہو گئی تجھ پر۔ مالک، عبد اللہ بن ابی بکر سے وہ عبد الملک بن ابی بکر بن عبد الرحمٰن بن الحارث بن

حُرَّۃ فطلقہا اثنتین ثم اراد
ان یُراجعہا فامرہ ازواج النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ان یأتی عثمان بن
عفان فسألہ عن ذلک فلقیہ عند
الدرج آخذًا بید زید بن ثابت
فسألہما فابتدراہ جمیعًا فقالا
حُرِّمَتْ علیک حرمت علیک. مالکؒ
بن عبد اللہ بن ابی بکر عن عبدالملک
بن ابی بکر بن عبد الرحمن بن
الحارث بن ہشام عن ابیہ انہ
اخبرہ ان العاص بن ہشام ہلک و
ترک بَنِینَ لہ ثلثۃً اثنان لِاُمٍّ
ورجلٌ لِعلّۃٍ فہلک اَحدُ اللذین لام
وترک مالاً وموالیَ فورثہ اخوہ
لابیہ واُمّہ مالہ وولاءَ موالیہ ثم
ہلک الذی ورث المالَ وولاءَ الموالی
وترک ابنہ واخاہ لِاَبیہ فقال
ابنہ قد احرزتُ ما کان ابی احرز
من المال وولاءِ الموالی وقال اَخوہ
لیس کذلک انما احرزتَ المالَ
واما ولاءَ الموالی فلا ارأیتَ لو ہلک
اَخی الیوم الستُ ارثہ انا فاختصما
الی عثمانَ بن عفانَ فقضٰی لِاَخیہ بولاء
الموالی۔ مالکؒ انہ بلغہ عن جدہ مالک
بن ابی عامر ان عثمانَ بن عفان قال

ہشام سے، وہ اپنے باپ سے کہ انہوں نے اس کو خبر
دی کہ عاص بن ہشام کا انتقال ہوا اور اُس نے اپنے تین
بیٹے چھوڑے۔ دو بیٹے ایک ماں سے اور ایک باپ شریک
تھا۔ بعدازاں اُن دو میں سے جو ماں شریک تھے ایک کا
انتقال ہوگیا اور اُس نے کچھ مال اور کئی غلام چھوڑے تو
اُس کے وارث بنے اُس کا باپ شریک بھائی اور اُس کی
ماں اُس کے مال کے اور غلاموں کی ولایت کے۔ پھر وہ شخص
ہلاک ہوگیا جو مال کا اور غلاموں کی ولایت کا وارث بنا تھا
اور اُس نے ایک بیٹا اور باپ شریک بھائی چھوڑے۔ تو
اس کے بیٹے نے کہا کہ میں ہر اُس چیز کا مالک بن گیا ہوں
جس کا مالک میرا باپ تھا مال کا بھی اور غلاموں کی ولایت
کا بھی اور اُس کے بھائی نے کہا کہ ایسا نہیں تو صرف تمام
مال ہی کا وارث ہے۔ رہی ولایت موالی کی تو اُس کا نہیں
تو تجھے اس کی خبر نہیں کہ اگر میرا بھائی آج مرتا تو کیا میں
اُس کا وارث نہ بنتا۔ پھر دونوں یہ مقدمہ عثمان بن عفان
کے پاس لے گئے تو انہوں نے اس کے بھائی کے حق
میں موالی کی ولایت کا فیصلہ کیا۔ مالکؒ، اُن کو یہ خبر پہنچی
اپنے دادا مالک بن ابی عامر سے کہ عثمانؓ بن عفان نے کہا کہ
مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک
دینار کو دو دیناروں کے بدلے نہ بیچو اور ایک درہم کو
دو درہم کے بدلے نہ بیچو۔ مالکؒ، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمر
بن الخطاب اور عثمان میں سے کسی ایک نے ایک ایسی عورت
کے بارے میں جس نے اپنی ذات کے متعلق ایک شخص کو
دھوکہ دیا اور ذکر کیا کہ وہ آزاد ہے اور اس سے اُس
شخص کے بچے بھی پیدا ہوئے فیصلہ کیا کہ اُس شخص کو اُس

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تبیعوا الدینارَ بالدینارینِ ولا تبیعوا
الدرہمَ بالدرہمین۔ مالکٌ انہ بلغہ
ان عمر بن الخطاب وعثمانَ بن
عفان قضیٰ احدہما فی امرأۃ غرّت رجلاً
بنفسہا وذکرت انہا حُرّۃٌ فولدت
لہ اولاداً فقضیٰ ان یُفدی ولدَہ
بمثلہم۔ مالکٌ انہ بلغہ ان عثمانَ بن
عفان اُتی بامرأۃ قد ولدت فی
ستۃ اشہر فامر بہا ان تُرجم
فقال لہ علی بن ابی طالب لیس ذلک
علیہا ان اللہ تبارک وتعالیٰ یقول
فی کتابہ وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ
شَہْرًا وقال وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ
اَوْلَادَہُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ
اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ فالحمل
یکون ستۃَ اشہر فلا رجمَ علیہا
فبعث عثمانُ فی اثرِہا فوجدہا
قد رُجمت۔ مالکٌ عن عبد اللہ بن ابی
بکر عن ابیہ عن عمرۃ بنت
عبد الرحمٰن ان سارقاً سرق فی
زمان عثمانَ بن عفان اُترُجّۃً فامر بہا
عثمانُ ان تُقوَّم فقُوِّمت بثلثۃ
دراہمَ من صرف اثنی عشر درہماً
بدینارٍ فقطع عثمانُ یدَہ۔ مالکٌ عن

کی اولاد کا فدیہ دیا جائے اُن کے مثل کے برابر۔ مالکؒ، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عثمان بن عفان کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے چھ مہینے میں (یعنی نکاح سے چھ ماہ بعد) بچہ جنا تو اُس کے لئے انہوں نے حکم دیا کہ اسکو رجم کیا جائے تو اُن سے علی رضؓ بن ابی طالب نے کہا کہ اس عورت پر رجم نہیں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کتاب میں فرمایا ہے وَحَمْلُہٗ الخ یعنی اُس کا حمل اور دودھ پلانا تیس مہینے ہیں اور فرمایا وَالْوَالِدٰتُ الخ یعنی اور بچے جننے والی عورتیں اپنی اولاد کو پورے دو برس دودھ پلائیں یہ مدت اس کے لئے ہے جو کوئی شیر خوارگی کی تکمیل کرنا چاہے (۲:۲۳۳) تو حمل چھ مہینہ کی مدت کا ہوا تو اس پر رجم نہیں ہوگا۔ تو عثمانؓ نے اُس کے پیچھے آدمی کو بھیجا مگر اُس نے دیکھا کہ وہ سنگسار کی جا چکی ہے۔ مالکؒ، عبد اللہ بن ابی بکر سے وہ اپنے باپ سے وہ عمرہ بنت عبد الرحمٰن سے کہ عثمانؓ کے زمانہ میں ایک چور نے لیموں چرائے۔ تو عثمانؓ نے ان کی قیمت کا اندازہ کرایا تو تین درہم کا اندازہ کیا گیا اُس سکہ کے حساب سے جس کا ایک دینار بارہ درہم کا ہے۔ تو عثمانؓ نے اُس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ مالکؒ اپنے چچا ابو سہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ انہوں نے عثمان بن عفان سے سُنا اور وہ خطبہ دے رہے تھے کہ ایسی لونڈیوں کو جن کا کوئی مخصوص کام نہیں معینہ مزدوری کی تکلیف نہ دو (کہ یومیہ اتنا لاکر دینا ہوگا) کیونکہ جب تم اُن کو اُس کی تکلیف دوگے تو وہ کمائی کا ذریعہ اپنی فرج کو بنائیں گی۔ اور چھوٹے لڑکے کو بھی کسب کی تکلیف نہ دو کیونکہ وہ جب نہیں پائے گا تو چوری کرے گا۔ اور حرام سے بچو جب کہ اللہ نے تم کو غنی کر دیا ہے اور ایسا

عن امه ابی سهیل بن مالک عن
ابیه انه سمع عثمان بن عفان و
ہو یخطب و ہو یقول لا تکلفوا الامۃ
غیر ذات الصنعۃ الکسب فانکم متی کلفتموہا
ذلک کسبت بفرجہا و لا تکلفوا الصغیر
الکسب فانہ اذا لم یجد سرق و عفوا
اذا اعفکم اللہ و علیکم من المطاعم بما
طاب منہا۔ و بسیاری از سنن بسبب
عمل او در میان مسلمین رواج یافت
فی الریاض عن عبد الرحمن بن یزید
قال افضت مع ابن مسعود من عرفۃ
فلما جاء المزدلفۃ صلی المغرب والعشاء
کل واحدۃ منہما باذان واقامۃ و جعل
بینہما العشاء ثم نام قال فلما قال قائل
طلع الفجر صلی الفجر ثم قال ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ان ہاتین الصلوتین اخرتا عن
وقتہما فی ہذا المکان المغرب
والعشاء فان الناس لا یأتون
ہہنا حتی یعتموا واما الفجر فہذا الحین
ثم وقف فلما اسفر قال ان اصاب
امیر المؤمنین السنۃ دفع قال فما
فرغ عبد اللہ حتی دفع۔ و عن ابی
سریح الخزاعی قال کسفت الشمس
فی عہد عثمان و بالمدینۃ عبد اللہ

کھانا لازم جانو جو پاکیزہ (یعنی وجہ حلال سے) ہو۔ اور بہت سی
سنتوں نے اُن کے عمل کی بدولت مسلمانوں میں رواج پایا۔
ریاض میں عبد الرحمن بن یزید سے مروی ہے کہا کہ میں ابن
مسعود کے ساتھ عرفہ سے لوٹا۔ پھر جب مزدلفہ آگیا تو
مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی دونوں میں سے ہر ایک کے
لئے اذان اور تکبیر کہی گئی اور دونوں کے درمیان رات کے
کھانے کو رکھا۔ پھر سوئے۔ کہا کہ پھر جب ایک کہنے والے
نے کہا کہ فجر طلوع ہو گئی تو فجر کی نماز پڑھی۔ پھر کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دونوں نمازیں اپنے
وقتوں سے مؤخر کر دی گئی ہیں اس مقام میں یعنی مغرب
اور عشاء، کیونکہ لوگ یہاں نہیں پہنچتے یہاں تک کہ اندھیرے
میں داخل ہو جاتے ہیں۔ رہی فجر تو وہ اس وقت ادا ہو گی۔
پھر ٹھہرے۔ جب روشنی پھیل گئی کہا کہ اگر امیر المومنین
(یعنی عثمانؓ) نے سنت پر عمل کیا تو چل پڑیں گے تو عبد اللہ
بن مسعود (اپنی بات سے) فارغ نہیں ہوئے تھے کہ امیر المومنین
چل پڑے۔ اور ابو سریح خزاعی سے مروی ہے کہا کہ سورج
گرہن ہوا عثمانؓ کے زمانہ میں اور مدینہ میں عبد اللہ
بن مسعود موجود تھے۔ کہا تو عثمانؓ نکلے اور لوگوں کو یہ نماز
پڑھائی دو رکعتیں اور ہر رکعت میں دو سجدے کئے۔ کہا کہ
پھر واپس ہوئے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور
عبد اللہ بن مسعود حجرۂ عائشہ کی طرف بیٹھ گئے اور ہم
اُن کی طرف بیٹھے تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت نماز پڑھنے کا
حکم دیا کرتے تھے تو جب تم کسوف کو دیکھو کہ اُن پر آپڑا ہے
تو نماز میں مشغول ہو جاؤ۔ تو یہ کیفیت اگر وہی ہوئی جس کا

بن مسعودٍ قال فخرج عثمان فصلے بالناس تلک الصلوٰۃ رکعتین و سجد سجدتین فی کل رکعۃ قال ثم انصرف و دخل دارہ و جلس عبد اللہ الی حجرۃ عائشۃ و جلسنا الیہ فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یأمر بالصلوٰۃ عند کسوف الشمس والقمر فاذا رأیتموہ قد اصابہما فافزعوا الی الصلوٰۃ فانہا ان کانت الذی تحذرون کانت وانتم علی غیر غفلۃ وان لم تکن کنتم قد اصبتم خیرا واکتسبتموہ خرجہما احمد واما فتوحیکہ در زمان ذی النورین واقع شد پس دو قسم است قسمی آنکہ بعد وفات حضرت فاروق اعظم بعض بلدان عہد خود را نقض نمودند حضرت ذی النورین در تجدید فتح آن بلاد سعی بلیغ بتقدیم رسانیدند مانند قتال مرتدین در اول زمان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ - ازانجملہ اہل ہمدان نقض عہد نمودند بر دست مغیرۃ بن شعبہ فتح آن مجدد شد و اہل ری سخافت رای پیش آوردند باہتمام ابوموسیٰ اشعری و براء بن

تمھیں اندیشہ ہوتا ہے (یعنی قیامت) تو وہ ایسی حالت میں آئے گی کہ تم غفلت میں نہیں ہو گے اور اگر وہ نہ ہوئی تو پھر بھی تم نے نیک کام کیا اور خیر کے اکتساب میں مشغول ہوئے۔ دونوں روایتوں کو احمد نے نقل کیا۔ اب ان فتوحات کا حال بیان کیا جاتا ہے جو ذوالنورین کے زمانہ میں واقع ہوئیں تو وہ دو قسم کی ہیں۔ ایک قسم یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی وفات کے بعد بعض شہروں نے اپنا عہد توڑ دیا۔ حضرت ذی النورین نے اُن شہروں کے دوبارہ فتح کرنے میں کامیاب کوششیں فرمائیں جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اوّل زمانہ میں مرتدین کے ساتھ قتال میں فرمائی تھیں۔ اُن میں سے یہ کہ اہل ہمدان نے اپنے عہد کو توڑا تو وہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے ہاتھ پر دوبارہ فتح ہوا۔ اور اہل رَے نے بدرائی اختیار کی (یعنی بغاوت کی) تو ابوموسیٰ اشعری اور براء بن عازب کے اہتمام سے پھر حدودِ اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ اور اہلِ اسکندریہ نے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کیا تو عمرو بن العاص کی سعی سے اُن کا جھنڈا سرنگوں ہوا۔ اور آذربیجان نے بے وفائی اور عہد کی خلاف ورزی کی تو ولید بن عقبہ نے ان کا ناطقہ تنگ کر دیا اور صلح پر مجبور کر دیا۔ اور اسی طرح بعض شہر آذربیجان کے قریب مفتوح ہوئے۔ اور آپ نے ولید بن عقبہ اور سلمان بن ربیعہ کو آرمینیہ کی طرف بھیجا جو کہ ان شہروں سے بیشمار اموالِ غنیمت لائے۔ اور عثمان بن ابی العاص کو شہر گازرون اور اس کے نواحی میں روانہ کیا اور انہوں نے اُن علاقوں کو بطریقِ مصالحت فتح کیا۔ عثمان بن ابی العاص نے وہاں سے ہرم بن

عازب باز در حوزۂ اسلام درآمدند
واہل اسکندریہ رایت خلاف
نصب کردند بسعی عمرو بن العاص
رایت ایشان منکوس گشت۔ و
آذربیجان پا ازحد دفا بعہد بیرون
نہادند ولید بن عقبہ کار برایشان
تنگ ساخت و مضطر بصلح گردانید
ودران میان بعضی مواضع قریبۂ آذربیجان
نیز مفتوح گشت۔ و ولید بن عقبہ
وسلمان بن ربیعہ را بطرف ارمینیہ
فرستاد ازان بلاد غنائم بے حساب آوردند
وعثمان بن ابی العاص را بشہر کازرون
ونواحی آن روان فرمود وی آن نواحی
را بطریق مصالحہ فتح کرد۔ عثمان بن
ابی العاص ازانجا ہرم بن حبان را
بجانب دژ سفید روان ساخت و
باندک فرصتی بآن ہمہ رزانت کہ
داشت مفتوح شد۔ اما قسم ثانی ازان
جملہ است فتح افریقیہ بردست
عبداللہ بن سعد بن ابی سرح
امیرالمؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ
عبداللہ بن سعد را بجہت ہمیں
فتوح امارت مصر تفویض فرمود و
خمس الخمس غنائمی کہ بسعی او حاصل
شود تنفیل نمود۔ وحاکم افریقیہ دران

حبان کو دژ سفید کی جانب روانہ کیا اور یہ مقام باوجود
وہاں کے لوگوں کے تدبّر کے جو وہ لوگ رکھتے تھے
تھوڑے وقت میں مفتوح ہوگیا۔ رہی دوسری قسم تو اُن
میں سے افریقیہ کی فتح ہے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح
کے ہاتھ پر۔ امیرالمؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ
کو انھیں فتوحات کے لئے مصر کی امارت عطا فرمائی تھی
اور ان غنیمتوں میں سے جو اس کی سعی سے حاصل
ہوں پانچویں حصّے کا پانچواں حصّہ اُس کو عطا فرمایا۔ اُن ایام
میں قیصر روم کی طرف سے افریقیہ کا حاکم جرجیر نام
کا ایک شخص تھا۔ طرابلس سے طنجہ کی حدود تک کا
علاقہ اس کی حکومت کے ماتحت تھا۔ اُس کے دماغ
میں فرعونیت کا جوش پیدا ہوا تو اُس نے تقریباً
ایک لاکھ بیس ہزار سوار جمع کرلئے۔ امیرالمؤمنین
عثمان رضہ نے ایک لشکرِ عظیم جس میں اشراف صحابہ
مثل عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر کی ایک
جمعیت شریک تھی مرتب کرکے عبداللہ بن سعد کی کمک
کے طور پر بھیجا۔ اس نے بھی غازیانِ مصر کو جمع کرکے
ایک لشکر آراستہ کرلیا تھا۔ یہ سب ہیئتِ اجتماعیہ
کے ساتھ افریقیہ کی جانب روانہ ہوگئے۔ چالیس
دن تک فریقین کے درمیان جنگ واقع ہوئی۔ صبح
سے آدھے دن تک جنگ میں مشغول رہتے تھے
اس کے بعد ہر ایک اپنے لشکر کی طرف لوٹ جاتا تھا۔
امیرالمؤمنین عثمان بن عفان رضہ نے باوجودیکہ مسلمانوں
کے شہروں سے میدانِ قتال بڑی مسافت پر تھا،
اُس کو ملاحظہ فرماکر عبداللہ بن زبیر کو ایک بڑی

ایام از قبلِ قیصرِ روم شخصی جرجیر نام بود از طرابلس تا حدودِ طنجہ در تحتِ حکومت او مندرج شدہ دماغ تفرعن بر افراشتہ نزدیک بصد وبیست ہزار سوار جمع ساخت امیر المؤمنین عثمان لشکری انبوہ کہ طائفہ از اشراف صحابہ مثل عبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر دران جمعیت بودند مرتب نمودہ بکمک عبداللہ بن سعد فرستاد او نیز جندی عظیم از غزاۃ مصر بہم آراست ہمہ بہیئت اجتماعیہ بجانب افریقیہ روان شدند مدت چہل روز ما بین الفریقین محاربہ واقع شد از صباح تا نصف النہار بمقاتلہ مشغول می بودند بعد ازان ہر یکی بمعسکر خود مراجعت می نمود امیر المومنین عثمان بن عفان بعد مسافت موضع قتال از بلاد مسلمین ملاحظہ فرمودہ عبداللہ بن زبیر را باجمعی کثیر بمدد فرستادہ بود ایشان بتعجیل تمام طے منازل نمودہ باندک فرصتے بمحل قتال رسیدند اتفاقا در وقتِ رسیدن ایشان چہل روز درین مکابدہ گذشتہ بود مسلمانان از غایت فرح تکبیر گفتند وشادمانی

جماعت کے ساتھ مدد کے طور پر بھیجا۔ یہ لوگ بڑی عجلت کے ساتھ منزلیں قطع کرتے ہوئے تھوڑے عرصہ میں میدانِ جنگ میں پہنچ گئے۔ اتفاقاً اُن لوگوں کے پہنچنے کے وقت تک چالیس دن اس جانفشانی میں گذر گئے تھے۔ مسلمانوں نے نہایت خوش ہوکر تکبیر کہی اور بہت مسرور ہوئے۔ عبداللہ بن زبیر نے لشکرِ اسلام کے درمیان عبداللہ بن سعد کو نہ دیکھا تو اس کا حال لوگوں سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ جرجیر نے اپنے لشکر میں یہ منادی کرائی ہے کہ جو شخص ابن ابی سرح کا سر اُس کے پاس لائے گا اُس کو ایک لاکھ دینار زرِ سرخ دے گا اور اُس سے اپنی بیٹی کی شادی بھی کر دے گا۔ اس سبب سے اُس پر خوف غالب آگیا ہے اور وہ مخفی ہو گیا۔ عبداللہ بن زبیر نے اُس کو مشورہ دیا کہ آپ بھی اپنے لشکر میں منادی کرادیں کہ جو شخص تمہارے پاس جرجیر کا سر لائے گا اُس کو اس لشکر کے اموالِ غنیمت میں سے ایک لاکھ دینار زرِ سرخ اُس کو دیں گے اور جرجیر کی لڑکی بھی اُس کو عطا کر دی جائے گی۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اُس کا اثر یہ ہوا کہ جرجیر کے میدان میں ثابت قدم رہنے میں تزلزل واقع ہو گیا اس کے بعد سے ہنگامۂ کارزار کے وقت جرجیر لشکر کے پیچھے معرکۂ جنگ سے دور ٹھہرنے لگا پھر ابن الزبیر کے مشورے سے ابن ابی سرح نے ایک جماعت کو اچھی طرح مسلح کر کے خیموں میں بٹھا دیا اور خود قتال انتہائی جدوجہد کے ساتھ جاری رکھا اور نصف دن گذر جانے پر بھی نہ چھوڑا کہ دشمن اپنے

بسیار نمودند عبداللہ بن زبیر درمیان
لشکرِ اسلام عبداللہ بن سعد را
ندید تفحصِ حالِ او کرد گفتند جرجیر
در لشکرِ خود منادی دادہ کہ ہر کہ سر ابن
ابی سرح بنزدِ وی آرد صد ہزار
دینارِ زرِ سرخ اورا بدہد و دختر
خود را در حبالۂ عقدِ او در آرد ازین
سبب خوف بروی مستولی شدہ
و مخفی گشتہ عبداللہ بن الزبیر مشورت
داد کہ تو نیز در لشکرِ خود منادی فرما کہ
ہر کس کہ سر جرجیر پیش تو آرد
صد ہزار دینارِ زرِ سرخ از
غنیمتِ آن لشکر باد دہی و دختر جرجیر
را بوی تنفیل نمائی ہمچنان کردند تا
در بناءِ مصابرت جرجیر تزلزلِ
قوی افتاد بعد ازان ہنگام مقاتلہ
در عقبِ لشکر دور از معرکہ می ایستاد
باز بمشورۂ ابن الزبیر جماعتی را مسلح
و مکمل ساختہ در خیام نشاندند و
خود در قتال دادِ جدِ بلیغ دادند و در
نصف النہار ہم نگذ اشتند کہ اعدا
بخیام خود رجوع کنند تا ہر دو فریق
کاہیدہ و رنگ رو باختہ وقتِ
شام بازگشتند آن جماعۂ مترصدہ
از خیام برآمدہ ناگاہ در حالتِ غفلت

خیموں کی طرف رجوع کریں یہاں تک کہ دونوں فریق
جب کہ تھک کر چور ہوگئے اور چہروں کا رنگ اُڑ
گیا شام کے وقت لوٹے۔ اب وہ جماعت جو تاک میں
لگی ہوئی تھی (اور تازہ دم تھی) خیموں سے نکلی اور اچانک
غفلت کی حالت میں اُن ملعونوں پر ٹوٹ پڑی اور اُن
پر کلیتہً شکست آ پڑی۔ جرجیر عبد اللہ بن زبیر
کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اُسی وقت شہر شبیطلہ
پر جو افریقیہ کا مدار علیہ تھا اس لشکرِ اسلام نے
نزول کیا اور اس کو بھی تھوڑے عرصہ میں فتح کر لیا
اور تمام اہلِ افریقیہ مصالحت کے ساتھ پیش آئے
کہتے ہیں کہ اُس جنگ کے اموالِ غنیمت میں سوار کا
حصّہ تین ہزار دینار اور پیدل کا حصّہ ایک ہزار
دینار تھا۔ اور جرجیر کی بیٹی اور مال کی بڑی مقدار
بموجب وعدہ عبد اللہ بن زبیر کو دی گئی۔ اور اس
معرکہ کو حَرْبُ العَبَادِلَہ[1] کہتے ہیں کیونکہ
لشکر کے قلب پر امیر عبد اللہ بن سعد بن ابی
سرح تھا اور میمنہ پر عبد اللہ بن عمر اور میسرہ
پر عبداللہ بن زبیر اور مقدمہ پر عبد اللہ بن
عباس۔ افریقیہ کی فتح کے بعد ابن ابی سرح نے
عبد اللہ بن نافع بن حصین اور عبد اللہ بن نافع
ابن عبد القیس کو مغرب کی طرف بھیجا۔ وہاں جنگ
کے شعلے بھڑکنے اور قتالِ شدید کے بعد کفار کو
شکست ہوئی۔ امیر المومنین نے اندلس کی امارت
عبد اللہ بن نافع بن الحصین کو دے دی اور اُس
کے بعد سے اسلام زمین مغرب میں داخل ہوا

[1] العبادلہ جمع ہے عبد اللہ کی ۱۲

بران ملاعین تاختند وشکستِ کلی براینشان افتاد و
جرجیر بردستِ ابن الزبیر مقتول شد آنگاہ بر شہر
شبیطلہ کہ قاعدۂ افریقیہ بود نزول کردند و آن را
نیز باندک زمانی مفتوح ساختند وجمیع اہل افریقیہ
بمصالحہ پیش آمدند گویند سہم فارس درانجا
سہ ہزار دینار وسہم راجل ہزار دینار بود،
و دختر جرجیر ومالِ خطیر بموجب وعدہ بعبداللہ
ابن الزبیر دادند واین معرکہ راحرب العبادلہ
میگویند کہ صاحبِ قلب عبداللہ بن سعد
ابن ابی سرح بود و برمیمنہ عبداللہ بن عمر و برمیسرہ
عبداللہ بن الزبیر و برمقدمہ عبداللہ بن عباس
بعد فتح افریقیہ ابن ابی سرح عبداللہ
ابن نافع بن حصین وعبداللہ بن نافع
ابن عبدالقیس را بجانب مغرب فرستاد
آنجا بعد اصطلای نائرہ حرب وشدتِ
قتال ہزیمت برکفار افتاد امیرالمؤمنین
ایالتِ اندلس بعبداللہ بن نافع
ابن الحصین داد دازان باز اسلام
در مغرب زمین داخل شد- وازانجملہ
فتح جزیرۂ قبرس وماحولِ آن- معاویۃ
ابن ابی سفیان بعرض امیرالمؤمنین
عثمان رسانید کہ برسواحلِ بحرِ روم
قری وامصار متصلہ است کہ وصول
بآن بلاد ازراہِ دریا تواند شد اگر
اجازت باشد ازراہ بحر برسرآن مردم
لشکرکشیم وسابق چندین بارہمیں
مدعارا بعرض حضرت فاروق رسانیدہ
بود بملاحظۂ خطر دریا وعدم اطلاع

اور اُن میں سے ہے جزیرہ قُبرس اور اُس کے گرد وپیش
کا علاقہ۔ معاویہ بن ابی سفیان نے امیرالمومنین عثمانؓ کی
خدمت میں یہ اطلاع پہنچائی کہ بحرۂ روم کے ساحلوں
کے اوپر بہت سے قریات اور شہر ملتے چلے گئے
ہیں اُن شہروں تک پہنچنا دریا کے راستہ سے ہو
سکتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو وہاں کے لوگوں پر دریائی
راستہ سے ہم لشکرکشی کر دیں۔ وہ پہلے بھی چند
بار اس تجویز کو حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پیش کر
چکے تھے اور آپ نے دریا کے خطرات کے پیش نظر
اور ان ساحلی مقامات کے لشکروں کا علم نہ ہونے
کی وجہ سے اور ابھی تک قیصرِ روم کی شوکت بھی
باقی تھی اجازت نہیں دی تھی۔ اس زمانہ میں حضرت
ذی النورین اس رائے سے متفق ہوگئے اور آپ
نے اس سفر کی اجازت دے دی اور یہ لکھ کر بھیجا
کہ اس سفر میں تم لوگوں کا انتخاب نہ کرنا اور نہ قرعہ
اندازی کرنا، بلکہ لوگوں کو اختیار دے دینا کہ جو شخص
اپنی خوشی سے تمہارے ساتھ جانا چاہے جائے
معاویہ بن ابی سفیان نے جب اجازت حاصل
کر لی تو ایک بھاری لشکر مرتب کر کے اُن شہروں
کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور ابو ذر غفاریؓ اور عبادہ
ابن الصامت اور اُن کی زوجہ اُم حرامؓ اور
اُن کے علاوہ دیگر اصحاب اس لشکر میں شامل
ہوئے تھے۔ سب سے پہلے بحری سفر میں چند کشتیاں ملیں
جو اُن ھدایا اور تحفوں سے بھری ہوئی تھیں جو
کہ جزیرۂ قبرس کے حاکم کی طرف سے قسطنطین بن

برجنودِ آن سواحل وہنوز شوکتِ قیصر
باقی بود فاروق اعظم اجازت نداده
در عہد ذی النورین را این رای
موافق افتاد واجازتِ آن داد ونوشته
فرستاد کہ درین سفر مردم انتخاب نکنی و
قرعہ نہ اندازی بلکہ ایشان رامخیر گردانے
ہرکہ بطوع ہمراہ تو برد وبرود ومعاویۃ
بن ابی سفیان چون رخصت حاصل کرد
لشکری گران ترتیب داده متوجہ آنصوب
گشت وابوذر غفاری وعبادۃ بن الصامت
وزوجۂ او اُمِ حرام وغیر ایشان از صحابہ
درین لشکر بودند نخست در اثنای بحر بازورقی
چند مملو از ہدایا وتحف کہ از جانب
حاکم جزیرۂ قبرس بطرف قسطنطین
بن ہرقل می رفت ملاقی شد آن ہمہ را
در حوزۂ تصرف در آورد القصہ مسلمانان
دران غزوه درمیان بحر وبر پنجاه معرکہ
محاربہ کردند وکار پیش بردند وسبایا
بسیار بدستِ اہل اسلام افتاد و
آخرہا بر مبلغی خطیر کہ ہر سال بہ بیت المال
فرستند مصالحہ واقع شد وبعد فتح جزیرۂ
قبرس جزیرۂ رودس را فتح کردند
وغنائم وسبایائے این جزیره با جزیرۂ سابقہ
دمِ مساوات میزد بعد ازان سالم وغانم
رجوع کردند واخماس باامیر المومنین روان

ہرقل کے پاس جارہی تھیں اُن سب کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لے لیا گیا۔ القصہ مسلمانوں نے اس غزوہ میں دریا اور خشکی میں پچاس معرکے سر کئے اور کام آگے بڑھایا اور اہل اسلام کے ہاتھوں میں بہت سے قیدی آئے۔ آخر کش ایک بڑی رقم پر مصالحت ہو گئی کہ وہ ہر سال بیت المال میں بھیجتے رہیں۔ اور جزیرہ قبرس کے فتح ہونے کے بعد جزیرۂ روڈس کو فتح کیا اور اس جزیرہ کے اموالِ غنیمت اور قیدی جزیرہ سابقہ سے کم نہیں تھے۔ اس کے بعد سلامتی اور اموالِ غنیمت کے ساتھ لشکر کے لوگ واپس ہوئے اور امیر المؤمنین کو غنائم کے خُمس (یعنی پانچویں حصے) روانہ کئے۔ اور اس سفر کی اجازت مرضیاتِ الٰہیہ میں سے تھی جو کہ ذی النورین کے لئے ذخیرہ کر کے رکھی گئی تھی۔ ایک مقررہ ضابطۂ قدرت کے بموجب ع مدّتے بالیست تا خون شیر شد۔ (خون کا دودھ بننے کے لئے ایک مدّت چاہیئے) اُس کا اب ظہور ہوا۔ یہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سفر مرضیاتِ الٰہیہ میں سے تھا۔ بخاری نے انس بن مالک سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ مجھ سے اُمِّ حرام نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اس کے گھر میں قیلولہ کیا پھر ایسی حالت میں جاگے کہ ہنس رہے تھے۔ میں نے کہا یارسول اللہ کس چیز سے آپ ہنسے۔ فرمایا کہ اپنی امت میں سے ایک قوم مجھے اچھی لگی جو دریا میں اس طرح سوار ہوں گے جس طرح بادشاہ تختوں پر بیٹھتے ہیں، تو میں نے کہا یارسول اللہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے، تو فرمایا کہ تو اُن ہی میں سے ہے۔ پھر سو گئے، پھر ہنستے ہوئے جاگے پھر مثل اُس کے دُہرایا تین مرتبہ فرمایا۔ میں نے کہا یارسول اللہ دعا کیجئے اللہ سے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے تو آپ فرماتے تھے کہ تو پہلوں میں سے ہے اُس کے بعد اُمِّ حرام سے نکاح کیا عبادہ بن الصامت نے اور وہ اس غزوہ میں ان کو اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر جب لوٹنے

ساختند و اجازت این سفر یکے از مرضیاتِ
الٰہی بود کہ برای ذی النورین ذخیرہ نہادہ
بودند ہرچند قضیۂ ع مدتی بالیست تاخون
شیر شد ؎ مقرر است دال برانکہ این
سفر از مرضیاتِ الٰہی بودہ است۔ اخرج
البخاری عن انس بن مالک قال حدثتنی
اُمّ حرام ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
یومًا فی بیتہا فاستیقظ وہو یضحک
قلتُ یا رسولَ اللہ ما یضحکک قال
عجبتُ من قومٍ من امتی یرکبونَ البحرَ
کالملوکِ علی الاسرۃِ فقلتُ یا رسول اللہِ
ادعُ اللہَ ان یجعلنی منہم فقال انتِ منہم
ثم نامَ فاستیقظَ وہو یضحک فقال مثلَ
ذلک مرتین او ثلثا قلتُ یا رسول اللہ
ادعُ اللہ ان یجعلنی منہم فیقول انتِ من
الاوّلین فتزوّجَ بہا عبادۃُ بن الصامتِ
فخرج بہا الی الغزو فلما رجعت قربتْ
دابۃٌ لترکبہا فوقعتْ فاندقت عنقہا
واخرج البخاریؒ ایضا عن عمیر بن الاسود
العنسی عن ام حرام رضی اللہ عنہا انہا
سمعتِ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوّل
جیشٍ من امتی یغزونَ البحرَ قد اوجبوا
قالت ام حرام قلتُ یا رسول اللہ انا فیہم
قال انتِ فیہم قالت ثم قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اولُ جیشٍ من اُمتی یغزونَ

لگیں تو جانور کو اپنے قریب کیا تاکہ اس پر سوار ہوں پھر گر پڑیں
جس سے اُن کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور بخاری نے ہی روایت کی عمیر
بن اسود عنسی سے وہ امّ حرام رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرمایا کہ پہلا لشکر میری امت میں سے ایسا ہوگا
جس کے لوگ دریا میں جہاد کریں گے انہوں نے واجب کر لیا (یعنی
ایسا عمل کیا جو موجب جنت ہے) اُمّ حرام کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول
اللہ میں اُن میں سے بن جاؤں۔ کہا کہ تو ان ہی میں سے ہے۔ کہا کہ پھر
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو پہلا لشکر میری امت میں سے
ایسا ہوگا کہ اس کے لوگ جہاد کریں گے قیصر کے شہر پر، اُن کی مغفرت
کر دی جائے گی تو میں نے کہا کہ کیا میں بھی اُن میں ہوں گی یا رسول
اللہ؟ کہا کہ نہیں۔ اور ان میں سے فارس اور خراسان کی فتح ہے
عبداللہ بن عامر بن کریز کے ہاتھ پر۔ جب اہل بصرہ نے ابوموسیٰ
اشعری کے متعلق شکایتیں کیں تو امیر المومنین عثمان نے اُن کو معزول
کیا اور عبداللہ بن عامر کو ان کی بجائے نصب کیا۔ اوّل امیر المومنین
کو خبر پہنچی کہ اہل فارس نے عہد شکنی کی اور عبید اللہ بن عامر کو جو
اُن شہروں کے والی تھے مار ڈالا اور ایک بڑی تعداد نے مجتمع ہو کر
اصطخر کو اپنی چھاؤنی بنا لیا ہے۔ تو آپ نے عبداللہ بن عامر کو فرمان
لکھا کہ بصرہ اور عمان کا لشکر ساتھ لے کر فارس روانہ ہو جائیں۔
القصہ حدودِ اصطخر میں طرفین کا مقابلہ ہوا۔ لشکرِ اسلام کے میمنہ پر ابوبرزہ
اسلمی اور میسرہ پر معقل بن یسار گھوڑے سواروں پر عمران بن حصین
مقرر ہوئے۔ یہ تینوں شخص شرفِ صحبت حاصل کئے ہوئے تھے۔
سخت جنگ کے بعد لشکرِ اسلام نے فتح پائی اور فارس کا لشکر بھاگ
نکلا اور قلعۂ اصطخر مفتوح ہو گیا۔ عبداللہ بن عامر نے وہاں سے
نہایت شوکت اور وقار کے ساتھ دار ابجرد کی طرف کوچ
کیا کیونکہ ان شہروں کے لوگوں نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ بہت آسانی

مدینۃ قیصر مغفور لهم فقلت أنا فیهم
یارسول اللہ قال لا۔ و ازآن جملہ فتح
فارس وخراسان بردستِ عبداللہ بن
عامر بن کریز چون اہل بصرہ از ابوموسیٰ
اشعری شکایت کردند امیر المومنین عثمان
اورا معزول ساخت وعبداللہ بن عامر را
بجای او نصب فرمود اول با امیر المؤمنین
خبر رسید کہ اہل فارس نقضِ عہد نمودند
وعبید اللہ بن عامر والی آن بلاد را کشتند
وجمعی کثیر مجتمع شدہ اصطخر را معسکر ساختند
عبداللہ بن عامر را فرمان نوشت کہ با لشکر
بصرہ وعمان متوجہ فارس شود القصہ در
حدودِ اصطخر تلاقی فریقین واقع شد بر
میمنۂ لشکرِ اسلام ابوبرزہ اسلمی وبر میسرہ
معقل بن یسار وبر خیل عمران بن حصین
واین ہر سہ کس شرفِ صحبت دریافتہ بودند
بعد قتالِ عظیم لشکرِ اسلام غلبہ یافت وجیش
فرس منہزم شد وقلعۂ اصطخر مفتوح گشت
عبداللہ بن عامر ازانجا در غایتِ شوکت
وتمکین بداراب جرد نہضت نمود چہ
اہالی آن دیار نیز نقضِ عہد نمودہ بودند
بسہل وجوہ فتح این ولایت میسر آمد
وازآنجا بشہر جور کہ بقولِ بعض عبارت از
فیروزآباد شیراز است وبقول بعض از
اعمالِ کرمان است توجہ نمود وبعد از

کے ساتھ اس ولایت کی فتح میسر ہوگئی۔ اور وہاں سے شہر جور کی
طرف توجہ کی جو کہ بقولِ بعض عبارت ہے فیروز آباد شیراز سے
اور بقولِ بعض مضافاتِ کرمان میں سے تھا، اور جنگ کے
بعد فتح حاصل ہوئی۔ اس کے بعد پھر اصطخر کی طرف رجوع کیا
کیونکہ وہاں والوں نے اس فرصت میں پھر عہد شکنی پر
اقدام کیا تھا۔ اُس کو محاصرہ میں لیا اور بہت سے منجنیق نصب
کئے اور شدید قتال کے بعد بزور فتح کیا اور بہت سے رؤسائے
فارس قتل ہوئے اور فارس کے اکثر مواضع اطاعت کے
ساتھ یا مجبور ہوکر فرمانبردار ہوئے۔ مسلمانوں نے فتوحات
کی خبریں اور اموالِ غنیمت کے پانچویں حصے (خمس) دار الخلافہ
میں روانہ کئے۔ ایک مدت کے بعد عبداللہ بن عامر نے غزوۂ
خراسان کے لئے امیر المومنین عثمان سے اجازت طلب
کی اور امیر المومنین نے اس عزم کی تعریف کی۔ وہ ایک
لشکرِ عظیم مرتب کر کے کرمان کے راستے سے ولایتِ
خراسان میں پہنچ گئے۔ راستہ میں اُن جماعتوں پر جنہوں
نے عہد شکنی کی تھی مجاشع بن مسعود وغیرہ کو بھیجا تاکہ وہ
ان شہروں کا محاصرہ کرلیں تاآنکہ فتح حاصل ہو اور خود خراسان
کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس لشکر کے مقدمہ پر احنف بن
قیس تھے، اُنہوں نے قہستان کا رُخ کیا اور اس جانب
کے شہروں سے سرگرم قتال ہوئے اور ان کو اتنا عاجز
کردیا کہ وہ پہاڑوں اور قلعوں میں جا گھسے۔ انجام کار مصالحت
کے مقام پر آئے۔ چھ لاکھ درہم خراج اپنے اوپر لازم کیا۔ وہاں
سے خراسان کے قرب وجوار کے شہروں پر مثل
جُوین اور بیہق اور باخرز اور اسفرائن اور نسا اور ابیورد لشکر
بھیجتے رہے جن میں بعض کو جنگ سے اور بعض کو صلح سے

محاربہ فتح دست داد۔ بعد ازان باز باصطلح رجوع نمود چہ درین فرصت بر نقض عہد اقدام نمودہ بودند آن را حصار کردہ ونصب مجانیق نمودہ بعد قتال شدید عَنوۃً فتح کردند وبسیاری از رؤساء فرس مقتول شدند واکثر مواضع فرس طوعًا یا کرھًا بتسخیر درآمد اخبار از فتوح مع اخماس الغنائم روانۂ دار الخلافت نمودند۔ بعد از مدتی عبد اللہ بن عامر استجازتِ امیر المومنین عثمان نمود در غزوۂ خراسان وامیر المومنین استحسانِ آن عزم فرمود لشکر گران ترتیب دادہ از راہ کرمان بولایتِ خراسان درآمد در راہ برجمعی کہ عہد شکستہ بودند مجاشع بن مسعود وغیر آن را فرستاد تا بمحاصرۂ آن بلاد مشغول باشند تا آنکہ فتح میسر آید وخود بجانب خراسان متوجہ شد وبر مقدمۂ او احنف بن قیس بود طرف قہستان میل نمود وبا اہلِ آن دیار مقاتلہ در پیش کرد وایشان را ملتجی ساخت تا آنکہ بجبال وقلاع خزیدند آخر الامر در مقام مصالحہ درآمدہ ششصد ہزار درہم التزام نمودند از انجا بہر ناحیۂ از نواحی خراسان مثل جُوَین دبیہق وباخرز واسفراین ونسا وابیورد لشکر میفرستاد بعض را عنوۃً وبعض را صلحًا مفتوح ساختند آنگاہ

فتح کیا۔ اُسی زمانہ میں حاکمِ طوس عبد اللہ بن عامر سے اور شہر والوں کی وکالت کرتے ہوئے چھ لاکھ درہم مقرر کر گیا۔ اس کے بعد انہوں نے نیشاپور پر حملہ کیا اور اس کے حصار پر ایک مدت گذر گئی۔ آخر الامر حاکمِ طوس نے نیشاپور کی نہر میں پانی پہنچنے کا راستہ بتا دیا جو زمین کے نیچے تھا (اور شہر کی تمام ضرورتیں اس نہر سے پوری ہوتی تھیں) اُنہوں نے اس کو بند کر دیا۔ اس سے نیشاپور والوں نے عاجز ہو کر بدلِ صلح دس لاکھ درہم تسلیم کر لیا اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شہر جنگ کے بعد فتح ہوا۔ اس مقام میں ایک مدت قیام کیا اور ایک لشکر سرخس بھیجا، جس نے اہلِ سرخس کے ساتھ جنگ کر کے اُن کو عاجز کر دیا۔ انجامِ کار اس شرط پر کہ سَو آدمیوں کو امن دے دیں (اور معاہدہ میں یہ تخصیص کی گئی کہ وہ کون کون لوگ ہوں گے) مصالحت واقع ہو گئی، اور حاکمِ سرخس نے اپنے کو سَو آدمیوں میں شمار کر لیا اس قیاس سے کہ وہ حاکمِ شہر ہونے کی وجہ سے اُن سو آدمیوں میں داخل ہے اور وہ بالاولیٰ مامون ہے۔ مسلمانوں کے لشکر والوں نے اس دلالتِ حالی کو کافی نہ سمجھتے ہوئے اُس کو قتل کر دیا۔ اور ایک اور لشکر ہرات کی طرف روانہ کیا ہرات کے سردار نے لشکر کے پہنچنے سے پہلے ہی آ کر مصالحت کے لئے کوشش کی اور ہرات اور اس کے مضافات کی طرف سے ایک بڑی رقم پر معاہدہ کر لیا۔ اس کے بعد مَرو کے سردار نے بھی ایک رقم قبول کر لی۔ اس کے بعد احنف بن قیس کو جرجان اور طالقان اور فاریاب کی طرف بھیجا۔ اُنہوں نے اِن سب شہروں کو فتح کر لیا اس کے بعد بلخ کی طرف گئے اور مصالحت کر لی۔ اس کے بعد عبد اللہ بن عامر سلامتی اور اموالِ غنیمت کے ساتھ واپس

مرزبان طوس نزد عبد اللہ بن عامر رفت
و بوکالت اہالی آن شہر ششصد ہزار
درہم التزام نمود بعد ازان طرف نیشاپور
نہضت کرد و حصار او مدتی کشید آخر الامر
مرزبان طوس بر مجری نہر نیشاپور کہ از زیر
زمین می رفت مطلع گردانید آنرا مسدود
ساختند اہل نیشاپور عاجز آمدہ ہزار ہزار
درہم بدل صلح تسلیم نمودند و بقولے عنوۃً
مفتوح شد دران مقام مدتے اقامت
کرد و لشکر بجانب سرخس فرستاد آن
جماعہ با اہل سرخس بجنگ درپیوستہ
آنہا را عاجز آوردند آخر ہا بران شرط کہ
صدکس را امان دہند مصالحہ واقع شد
و مرزبان سرخس خود را دران صدکس
شمرد بگمان آنکہ او بالاولے مامون است
اہل لشکر باین دلالت حالی اکتفا نکردہ اورا
کشتند و لشکری دیگر بجانب ہرات روان
نمود مرزبان ہرات قبل از وصول لشکر راہ
مصالحہ سپردہ بمبلغی خطیر از ہرات و توابع
آن متعہد شد بعد ازان مرزبان مرو مبلغے
قبول کرد بعد ازان احنف بن قیس را
بجانب جرجان و طالقان و فاریاب فرستاد
آنہمہ را فتح کرد و بعد ازان طرف بلخ رفت
و مصالحہ نمود۔ و بعد ازان عبد اللہ بن عامر
سالم و غانم مراجعت کرد۔ و آنرا بالجملہ محاربہ

ہوئے۔ اور ان میں سے قسطنطین کے ساتھ بحری جنگ ہے۔
جب افریقیہ پر مسلمانوں کا تسلّط اور سمندر کے ساحلوں پر بھی
مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا تو اُس کی رگِ غیرت جوش میں آئی اور
اُس نے ایک بھاری لشکر جمع کرکے سمندر کے راستہ سے
عبور کرنا چاہا تو معاویہ شام سے اور عبد اللہ بن سعد بن
ابی سرح مصر سے اُس کی مدافعت کے ارادے سے روانہ
ہوگئے۔ سمندر کے درمیان دونوں صفوں کی مڈبھیڑ ہوگئی، تلواریں
اور خنجر چلنے لگے اور گریبان پکڑے اور گلے کاٹے جانے لگے
اور ایک عظیم مقابلہ میں ایک دوسرے سے گتھ گئے اور
رومی لشکر کا بڑا حصہ مارا جا چکا تو قسطنطین بھاگ گیا۔
اور اس کا خود اپنی قوم سے جھگڑا شروع ہوگیا جس
نے اُس کو اُس کے جہنم کی جائے قرار میں پہنچا دیا۔ اور قیصر
کے ہلاک ہونے کا جو وعدہ ہوا تھا یعنی اِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ الخ
یعنی "جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر
نہ ہوگا"، ظہور میں آگیا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

رہا عثمانؓ بن عفان کا طرزِ حکومت، تو جس نے سیرت کی
کتابوں کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ اُن کا انتظامِ حکومت
نہایت عمدہ طور پر چل رہا تھا، اِلّا یہ کہ ایامِ ابتلاء میں نکتہ
چینیاں کھلم کھلا ہونے لگی تھیں اور زبان درازی شائع
ہوگئی تھی اور ہر شخص کوئی اعتراض پیش کرتا تھا۔ چنانچہ
اس پہلو پر ہم تقریر کریں گے کیونکہ اُس کی مصلحتیں مخفی
رہ گئی ہیں۔ ابو عمر نے استیعاب میں مبارک بن فضالہ سے
روایت کیا کہ میں نے حسن سے سُنا وہ کہتے تھے کہ میں
نے سُنا عثمان سے جو خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے
کہ اے لوگو کس بات پر تم مجھ سے ناراض رہتے

[1] اس جنگ کا نام غزوۃ الصواری ہے ۱۲

در بحر با قسطنطین چون بر افریقیہ مسلمین مستولی شدند و سواحل را انتزاع نمودند عرق غیرتش بجوش آمد فوجے عظیم بہم آوردہ از راہ دریا عبور خواست کہ بکند معاویہ از شام و عبداللہ بن سعد بن ابی سرح از مصر بقصد مدافعت او متوجہ شدند درمیان دریا التقای صفین واقع شد بضرب سیوف و خناجر و اخذ جیوب و شق خناجر مشغول شدند مقابلۂ عظمی باہم در پیوست و اکثر لشکر روم کشتہ شد و قسطنطین فرار نمود و من بعد باقوم خودش نزاع افتاد بسقر سقرش رسانیدند و وعدۂ ہلاک قیصر کہ ہلک قیصر فلا قیصر بعدہ بظہور انجامید والحمد للہ رب العالمین - اما جہانبانی او پس ہر کہ تتبع کتب سیرۃ کردہ باشد بداند کہ باحسن وجوہ بودہ است الا آنکہ در ایام ابتلاء نکتہ گیری فاش شد و زبان درازی شائع گشت و ہر کسی اعتراضی پیش آورد چنانکہ تقریر خواہیم کرد ازین جہت مصالح او مستتر ماند- اخرج ابو عمر فی الاستیعاب عن مبارک بن فضالۃ قال سمعت الحسن یقول سمعت عثمان یخطب یقول یا ایہا الناس ما تنقمون علیّ وما من یوم الا وانتم تقسمون خیرًا

ہو حالانکہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں تم مال کا حصہ نہیں پاتے۔ اور حسن نے کہا کہ میں نے عثمان کے منادی کو یہ اعلان کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ اے لوگو! صبح کو اپنے وظائف لینے کے لئے آجاؤ۔ تو سب لوگ خوب بھر بھر کرلے جارہے ہیں۔ اے لوگو! اپنے حصّے صبح کو آکر لے جاؤ تو صبح کو لوگ آتے ہیں اور پورا پورا حصّہ لے جاتے ہیں۔ واللہ اس بات کو میرے کانوں نے سُنا کہ وہ (منادی) کہتا ہے کہ صبح آکر کپڑوں کے جوڑے لے جاؤ تو لوگ جوڑے لے جارہے ہیں، اور صبح کو گھی اور شہد لے جاؤ۔ حسن نے کہا کہ عطیات پُرمنفعت ہوتے تھے اور خیر (مال) کثیر۔ باہمی تعلقات عمدہ تھے، زمین پر کوئی ایسا مومن نہیں تھا جو دوسرے مومن سے ڈرتا ہو بلکہ اس سے محبت کرتا اور اس کی مدد کرتا تھا اور اس کی دلداری کرتا تھا۔ تو اگر انصار ترجیح پر صبر کر لیتے تو جو ان کو عطیات اور رزق مل رہا تھا اس میں وسعت کر دیتے۔ لیکن انہوں نے صبر نہ کیا اور تلواریں کھینچ لیں ایسے شخص کے ساتھ ہو کر جس نے تلوار کھینچی تھی۔ اب یہ حالت ہوگئی کہ تلوار کفار کے مقابلہ سے تو میان میں داخل ہوگئی مگر مسلمانوں پر کھینچی ہوئی ہوگئی قیامت تک۔ پہلا حادثہ جو پیش آیا یہ تھا کہ عبید اللہ بن عمر نے اس گمان کی بناء پر کہ حضرت فاروق کے قتل میں شرکت رکھتے ہیں ضعیف الاسلام لوگوں کی ایک جماعت کو مثل ہرمزان کے اور نصاریٰ کی ایک جماعت کو مثل جفینہ کے قتل کر دیا۔ اوائل خلافت میں ہی یہ قضیہ حضرت ذی النورین کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہر طرف پریشانی پھیل گئی۔ حضرت ذی النورین نے اپنے خالص مال میں سے مقتول کے اولیاء

قال الحسن وشهدت منادیہ ینادی یا
ایها الناس اغدوا علی اعطیاتکم
فیغدون فیأخذونها وافرۃ یا ایها
الناس اغدوا علی ارزاقکم فیغدون
فیأخذونها وافیۃ حتی واللہ لقد سمعتہ
اذنای یقول اغدوا علی کسوتکم فیأخذون
الحلل واغدوا علی السمن والعسل قال
الحسن ارزاق دارۃ وخیر کثیر وذات
بین حسن ما علی الارض مؤمن یخاف
مؤمنا الا یودہ وینصرہ ویألفہ فلو صبر
الانصار علی الاثرۃ لوسعهم ما کانوا فیہ
من العطاء والرزق ولکنهم لم یصبروا
وسلوا السیوف مع من سل فصار
عن الکفار مغمدا وعلی المسلمین
مسلولا الی یوم القیامۃ۔ اول حادثہ کہ پیش
آمد آن بود کہ عبید اللہ بن عمر بظن آنکہ
در قتل حضرت فاروق شرکتی دارند جمعی
را از ضعیف الاسلام مثل ہرمزان
وجمعی از نصاریٰ مثل جفینہ بقتل آورد
در اول خلافت این قضیہ را پیش
حضرت ذی النورین مرافعہ نمودند و از
ہر طرف کشاکش افتاد حضرت ذی النورین
از خالص مال خود مبلغے با ولیاء مقتول
داد وخصومت را از میان مسلمانان
کیفما اتفق فرونشاند۔ در قاعدۂ عقل

کو ایک بڑی رقم ادا کر دی اور مسلمانوں کے درمیان جو
خصومت پیدا ہو گئی تھی اس کو کسی نہ کسی طرح دبا دیا۔
قاعدۂ عقل میں اس سے بہتر کوئی تدبیر قابلِ قبول نہیں
اور جب افریقیہ کو فتح کرنے کا عزم آپ کے قلب
مبارک میں مصمم ہو گیا تو آپ نے عمرو بن العاص کو
معزول کر کے عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر
کا عامل بنا دیا اور اس کو خمس کا خمس اس مالِ غنیمت میں
سے جو کہ اس کی کوشش سے حاصل ہوا عطا کیا۔ بعض نکتہ
چینوں نے اس واقعہ کو محلِ بحث قرار دیا۔ درحقیقت اس
عزل و نصب میں جو خیر اور بھلائی مضمر تھی وہ ظاہر ہے۔
افریقیہ و اندلس کے سلسلہ میں جب حرکت وسعی کا اس
سے ظہور رہا اسی کے سبب سے تو یہ فتح میسر آئی۔ اب اس
کی بھلائی میں کیا شبہہ ہو گا۔ اور اسی طرح ابو موسیٰ اشعری
کا معزول ہونا اور ان کے بجائے بصرہ پر عبد اللہ بن عامر
کا نصب ہونا جبکہ وہ خراسان کی فتح .... کا باعث
ہو گیا تو اس کے خیر اور بھلائی ہونے میں کیا شبہہ ہو
گا۔ اور عبد الرحمن بن عوف کی وفات کے بعد جمعِ مال
کے مسئلہ میں اختلاف ہوا تو امیر المومنین نے جانبِ راجح
کو جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے سامنے رکھتے ہوئے
ابو ذر غفاری کو اس کے خلاف سے منع کیا۔ جب شر
اور شور بلند ہوا تو ان کو شام سے مدینہ میں طلب کر
لیا۔ جب دیکھا کہ یہ بھی فائدہ مند نہیں ہوا تو ان کو
ربذہ کی طرف روانہ کر دیا۔ اس فعل میں کونسی نامناسب
بات وقوع میں آئی۔ اجماعی مسئلہ وہی ہے کہ
ذی النورین نے جس سے تمسک فرمایا اور اس قسم

تدبیری بہتر ازان گل نمیکند و چون عزم افریقیہ در خاطر مبارکش مصمم شد عمرو بن العاص را معزول ساختہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح را عامل مصر گردانید وخمس الخمس غنیمتی کہ بسعی او حاصل شود تنفیل نمود بعضی نکتہ گیران این معنے را محل بحث قرار دادند در حقیقت وجہ رُشد درین عزل ونصب ظاہراست حرکتی کہ فتح افریقیہ و اندلس بسبب آن میسر آمد در رُشد آن کدام شبہہ خواہد بود وہمچنین عزل ابوموسیٰ ونصب عبداللہ بن عامر بر بصرہ ہرگاہ منتج فتح خراسان باشد در رُشد آن چہ شبہہ خواہد بود۔ و بعد وفات عبدالرحمٰن بن عوفؓ در مسئلہ جمع مال اختلاف افتاد امیرالمومنین جانب راجح راکہ مجمع علیہ مسلمین است پیش گرفتہ ابوذر غفاری را از خلاف آن منع فرمود چون شر و شور بلند شد از شامش بمدینہ طلب داشت وقتی کہ آن نیز سود مند نیفتاد بطرف ربذہ روان ساخت درین حرکت کدام خلاف ماینبغی بوقوع آمدہ مسئلہ مجمع علیہ ہمان است کہ ذی النورین بان تمسک فرمود و اجلا در مثل این

ہیں جو کہ دین کے قواعد مقررہ میں رخنہ ڈال دے جلاوطن کرنا مستبعد بات نہیں ہے۔ اور ابوذر سے مروی ہے کہ انہوں نے عثمان رضؓ کے پاس آنے کی اجازت مانگی۔ انہوں نے ان کو اجازت دے دی اور ان کے ہاتھ میں ان کی لاٹھی تھی۔ اس کے بعد عثمان نے (کعب احبار سے) کہا اے کعب عبدالرحمٰن کا انتقال ہوا اور انہوں نے (بہت) مال چھوڑا۔ تم اس میں کیا رائے رکھتے ہو۔ تو کعب نے کہا کہ اگر وہ اس میں سے اللہ کا حق ادا کرتے تھے تو ان پر کوئی اندیشہ نہیں۔ تو ابوذر نے اپنی لاٹھی اٹھاکر کعب پر ماری اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے میں نہیں پسند کروں گا اگر میرے پاس اس پہاڑ کے برابر سونا ہو اور میں اس کو خرچ نہ کروں اور وہ سب مجھ سے قبول کر لیا جائے کہ میرے پاس چھ اوقیہ سونا بھی باقی رہ جائے۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں اے عثمان رضؓ بتاؤ کیا تم نے اس کو سنا ہے۔ تین مرتبہ کہا۔ تو عثمان رضؓ نے کہا ہاں۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور بخاری نے روایت کیا زید بن وہب سے کہا کہ ربذہ میں میرا گذر ہوا، تو دیکھتا ہوں کہ ابوذر وہاں ہیں۔ میں نے کہا اس منزل میں آپ کس سبب سے آگئے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں شام میں تھا تو میرا اور معاویہ کا اختلاف ہوگیا اس آیت میں اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الخ (یعنی جو لوگ دباکر رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور اس کو اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے ... آخر تک) معاویہ نے کہا کہ یہ نازل ہوئی اہل کتاب کے بارے میں تو میں نے کہا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے دونوں کے بارے

فتنہ کہ رخنہ در قواعدِ مقررۂ دین انداز د غیر مستبعد۔ وعن ابی ذرؓ انہ استأذن علی عثمانَ فاذن لہ و بیدہ عصاہُ فقال عثمانُ یا کعب ان عبدالرحمٰن توفی و ترک مالاً فما ترای فیہ فقال ان کان یصل فیہ حق اللہ فلا بأس علیہ فرفع ابوذرؓ عصاہ فضرب کعبًا وقال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما اُحبُّ لو انَّ لی ہذا الجبلَ ذہبًا اُنفقہ ویُتقبَّلُ منّی اَذرُ خلفی منہ ستَّ اَواقیَ اَنشُدُکَ باللہ یا عثمان اَسمِعتَہٗ ثلٰث مراتٍ قال نعم رواہ احمد۔ واخرج البخاری عن زید بن وہب قال مررتُ بالرَّبذۃِ فاذا انا بابی ذرٍّ فقلتُ لہ ما انزلک منزلک ہذا قال کنتُ بالشام فاختلفتُ انا و معاویۃُ فی الَّذِینَ یَکنِزُونَ الذَّہَبَ وَالفِضَّۃَ وَلَا یُنفِقُونَہَا فِی سَبِیلِ اللہِ قال معاویۃُ نزلتْ فی اہل الکتاب فقلتُ نزلت فینا و فیہم فکان بینی وبینہ فی ذلک وکتب الی عثمانَ یشکونی فکتب الیَّ عثمانُ اَن اقدم المدینۃَ فقدمتُہا فکثر علیَّ الناسُ حتی کانہم لم یروُنی قبلَ ذلک فذکرتُ ذلک لعثمانَ فقال لی ان شئتَ

میں نازل ہوئی، اس بارے میں میرے اور اس کے درمیان جھگڑا ہوا اور اُس نے عثمان کو میری شکایت لکھی تو مجھے عثمان نے لکھا کہ مدینہ میں آجاؤ۔ تو میں مدینہ میں آگیا۔ تو مجھ پر لوگ ٹوٹ پڑے گویا کہ انھوں نے اس سے پہلے مجھے دیکھا ہی نہ تھا۔ تو میں نے اُس کا ذکر عثمان سے کیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو (ربذہ میں جاکر) تنہائی اختیار کرو اس طرح مدینہ سے قریب بھی رہوگے۔ یہ ہے وہ واقعہ جس نے مجھے اس منزل میں پہنچایا۔ اور اگر مجھ پر ایک حبشی کو بھی امیر بنادیں تو میں سنوں گا اور اطاعت کروں گا۔ اور بخاری نے روایت کیا احنف بن قیس سے کہا کہ میں قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا تھا تو ایک شخص آیا جس کے سخت بال سخت کپڑے اور سخت ہیئت تھی۔ وہ آکر اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور سلام کیا اور بولا بشارت دے دے کنز والوں کو ایسے پتھر کی جو تپایا جائے گا نارِ جہنم میں پھر اُن میں سے ایک شخص کی پستان کی گھنڈی پر رکھا جائے گا تو کندھے کی ہڈی کے باریک سرے سے (جسم کو پھونکتا ہوا) باہر نکل آئے گا۔ اور اس کے کندھے کی ہڈی کے سرے پر رکھا جائے گا تو پستان کی گھنڈی سے باہر نکل آئے گا۔ وہ شخص تڑپتا ہوگا۔ پھر پیٹھ پھیر کر چل دیئے اور (مسجد کے) ستون کے پاس جا بیٹھے اور میں اُن کے پیچھے چلتا ہوا اُن کے پاس جا بیٹھا اور میں نہیں جانتا تھا کہ یہ کون ہیں تو میں نے اُن سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے کہا قوم کو اُس سے ناگواری ہوئی۔ کہا کہ یہ لوگ کچھ عقل نہیں رکھتے۔ مجھ سے میرے خلیل نے

تحیۃ فکنت قریبًا فذلک الذی انزلنی ہذا المنزل ولو امّروا علیّ حبشیًا لسمعتُ واطعتُ۔ واخرج البخاری عن الاحنف بن قیس قال جلستُ الی ملأ من قریش فجاء رجلٌ خشنُ الشعرِ والثیاب والہیئۃ حتی قام علیہم فسلّم ثم قال بشّر الکانزین برضفٍ یُحمٰی علیہ فی نارِ جہنم ثم یوضع علی حلمۃِ ثدی احدہم حتی یخرج من نُغضِ کتفہ ویوضع علی نُغضِ کتفہ حتی یخرج من حلمۃ ثدیہ یتزلزلُ ثم ولّٰی فجلس الی ساریۃ وتبعتہ وجلستُ الیہ وانا لا ادری من ہو فقلتُ لہ لا اُری القومَ الّا قد کرہوا الذی قلتَ قال انہم لا یعقلون شیئًا قال لی خلیلی قلتُ ومن خلیلک تعنی قال النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یا اباذرٍ اتبصرُ اُحدًا قال فنظرتُ الی الشمس ما بقی من النہار وانا اُری انّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یُرسلنی فی حاجۃٍ لہ قلتُ نعم قال ما اُحِبُّ انّ لی مثلَ اُحدٍ ذہبًا اُنفقہ کلّہ الا ثلثۃ دنانیر وانّ ہؤلاء لا یعقلون انما یجمعون الدنیا قلتُ مالک ولاخوانک من

کہا، میں نے کہا خلیل سے آپ کس کو مراد لے رہے ہیں؟ بولے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، "اے ابوذر کیا تو احُد کو دیکھ رہا ہے؟" کہا کہ پھر میں نے سورج کی طرف دیکھا کہ کتنا دن باقی رہا ہے اور میں یہ خیال کر رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے کسی کام کے لئے بھیجیں گے۔ میں نے کہا کہ ہاں۔ فرمایا کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ میرے پاس اگر اس احُد کے برابر سونا ہو، میں اس کل سونے کو خرچ کر دوں اور صرف تین دینار بچا لوں۔ اور یہ لوگ عقل نہیں رکھتے۔ یہ لوگ دنیا کو جمع کر رہے ہیں۔ میں نے کہا آپ کا آپ کے برادرانِ قریش سے کیا تعلق آپ تو اُن کے پاس نہیں پھٹکتے کہ اُن سے کچھ آپ کے ہاتھ آ سکے۔ بولے نہیں خدا کی قسم میں اُن سے کبھی دنیا کا سوال کروں گا نہ دین میں اُن سے کوئی استفتاء کروں گا، یہاں تک کہ اللہ سے جا ملوں۔ اور امور ملت کے حُسنِ انتظام میں سے یہ ہے کہ آپؓ نے روزِ جمعہ کی تیسری اذان عہ کا اضافہ کیا۔ بیہقی نے سائب بن یزید سے روایت کیا کہ پہلے جمعہ کی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکر اور عمر کے زمانہ میں۔ پھر جب خلافت عثمان کا زمانہ آیا تو لوگ بہت ہو گئے تو عثمان نے دوسری اذان کا حکم دیا تو یہ دی جانے لگی اور یہ طریقہ مستقل بن گیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسجدِ حرام کی توسیع کا حکم دیا اور چند گھر خرید کر

عہ اذان کو تداعی کے معنی میں استعمال کیا۔ تو ایک تداعی (بلاوا) تو وہ ہوگئی جس کو ہم جمعہ کی اذان کہتے ہیں، جس کا اضافہ حضرت عثمان نے کیا۔ دوسری تداعی خطبہ کی اذان ہے اور تیسری تداعی تکبیر ہے جس سے لوگوں کو جماعت میں شرکت کے لئے پکارا جاتا ہے ۱۲۔

قریش لاتعتریہم و تصیب منہم قال لا واللہ لا اسألہم عن الدنیا ولا استفتیہم عن دین حتی القی اللہ۔ واز سیاست امر ملت یکی آنست کہ اذانِ ثالث روزِ جمعہ افزود۔ اخرج البیہقی عن السائب بن یزید انّ الاذانَ کانَ اولَ الجمعۃ حین یجلسُ الامامُ علی المنبر علی عہدِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلما کانَ خلافۃُ عثمانَ کثُرَ الناسُ فامر عثمانُ باذانٍ ثانٍ فَاُذِنَ بہ فثبت الامرُ علی ذلک۔ و ازا لجملہ آنکہ امر فرمود بتوسیع مسجد الحرام وخانۂ چندی خریدہ دروی زیادت نمود جمعی فریاد برداشتند حضرت عثمان ایشان را محبوس ساخت فقیر گوید ظاہر در پیش بندہ آن است کہ این جماعہ در اوّل عقد بیع کردہ بودند ودر آخر بسبب رغبتی وافر کہ جانب آن بقاع دیدند برگشتند بتوقع آنکہ قیمت مضاعف گیرند امیر المومنین ازین جہت کہ عقد تمام شدہ بود سخنِ ایشان نشنود و امر بحبس فرمود واصلا گمان کردہ نمی شود کہ بجبر از ایشان گرفتہ باشند والا مقالہ درین باب بالا می شد واللہ اعلم بالصواب باز فرمود کہ علاماتِ حرم را مجدّد کنند

اس میں شامل کر دیئے۔ ایک جماعت نے غل غپاڑہ شروع کیا تو آپ نے اُن کو محبوس کر دیا۔ فقیر کہتا ہے کہ بندہ کے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ اس جماعت نے اوّل میں فروختگی مکانات پختہ طور پر کر لی تھی اور آخر میں یہ دیکھتے ہوئے کہ ان مکانوں کی طرف رغبت بڑھی ہوئی ہے اس توقع پر برگشتہ ہونے لگے کہ کئی گنی قیمت وصول کریں۔ امیر المومنین نے اس بناء پر کہ عقد تمام ہو چکا تھا اُن کی بات نہ سُنی اور قید کا حکم دیا۔ اور اصلاً یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ ان سے زبردستی اُن کے مکان لے لئے ورنہ اس بارے میں شور و غل (بند ہونے والا نہیں تھا بلکہ) بہت بلند ہو جاتا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پھر حکم دیا کہ حرم کی علامت کو از سر نو بنائیں اور جدّہ کو سمندر کا ساحل قرار دیں۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ نے امت کو فاروقِ اعظم کے قرآن پر جمع کر دیا۔ اور اس بارے میں اُن کو بڑی ہمت عطا ہوئی تھی۔ مروی ہے حماد بن سلمہ سے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ جس دن عثمان کو لوگوں نے خلیفہ بنایا تھا وہ سب سے افضل تھے اور جب اُن کو لوگوں نے قتل کیا وہ اُس دن سے بھی زیادہ افضل تھے جس دن اُن کو انہوں نے خلیفہ بنایا تھا۔ اور مصحف کے بارے میں وہ ایسے تھے جیسے ابو بکر ردّت کے بارے میں تھے اور ان میں سے ایک یہ کہ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کی توسیع کی اور مضبوط عمارت کے ساتھ بنوائی۔ بخاری نے روایت کیا

وجدہ را ساحل بحر مقرر نمایند - و
ازآن جملہ آنکہ امت را بر مصحفِ
فاروق اعظم جمع نمود و درین باب او
را ہمتے عظیم دادہ بودند - رَوَی عن
حماد بن سلمۃ انہ کان یقولُ کان
عثمان افضلَہم یوم وَلَّوہُ و کانَ یوم
قتلوہُ افضلَ منہ یومَ ولّوہ و کانَ
فی المصحف کابی بکر فی الرِّدَّۃِ - وازآن
جملہ آنکہ مسجد شریف آنحضرت را
صلے اللہ علیہ وسلم توسیع نمود و
بعمارتِ قوی مبتنی ساخت اخرج
البخاری عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ ان المسجد کانَ علی عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبنیًّا باللبنِ
وَسَقفُہ الجریدُ و عمدُہ خشب النخل
فلم یزد فیہ ابوبکر شیئًا و زادَ فیہ
عُمر وبناہُ علی بُنیانہٖ فی عہد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باللبن و
الجرید و اعادَ عمدہ خشبًا ثم غیَّرہٗ
عثمانَ فزاد فیہ زیادۃً کثیرۃً و
بنی جدارہ بحجارۃٍ منقوشۃٍ والقصَّۃ
وجعل عمدہ من حجارۃ منقوشۃٍ
وسقَّفہ بالسّاج - واخرج البخاری عن
عبیداللہ الخولانی انہ سمعَ عثمانَ رضی اللہ
عنہ یقول عند قولِ النّاس فیہ

عبداللہ بن عمر رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے زمانہ میں مسجد اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اُس
کی چھت کھجور کی ڈالیاں تھیں اور اس کے ستون کھجور
کی لکڑیاں (یعنی تنے) تھے۔ پھر ابوبکر رض نے اُس میں کچھ
اضافہ نہیں کیا۔ اور عمر رض نے اُس میں زیادتی کی (یعنی
دیواروں کو بلند کیا اور چھت اونچی کی) اور اس کو اُسی
بنیاد پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں تھی اینٹوں سے اور (چھت کو) ڈالیوں سے بنایا اور
ستون (حسبِ سابق) لکڑی کے قائم کئے۔ پھر اس کو
عثمان رض نے بدلا اور اس میں بہت اضافہ کیا اور اُس
کی دیواریں ایسے پتھروں سے بنوائیں جن میں نقش
تھے اور سنگریزوں سے، اور اس کے ستون منقّش
پتھر کے بنوائے اور اس کی چھت سال کی لکڑی کی
بنائی۔ اور بخاری نے روایت کیا عبیداللہ خولانی سے
کہ انہوں نے عثمان رض سے سُنا جب کہ انہوں نے مسجد
بنائی اور لوگوں نے اس پر اعتراضات کئے تو انہوں نے
فرمایا کہ تم لوگوں نے بہت کچھ کہا اور میں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ جس
نے مسجد بنائی (وہ بکیر نے کہا میرا گمان یہ ہے کہ انہوں
نے کہا) "وہ اس سے اللہ کی رضا طلب کرتا ہو تو
اُس کے لئے اللہ تعالیٰ ایسا ہی گھر جنت میں بنائے گا"۔
اب ہم حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے ابتلاء کا
اور اُن اشکالات کے جوابات کا بیان کرتے ہیں جو
اہل زمانہ نے ان پر وارد کئے ہیں اور ان کارستانیوں
کی قباحت کو ظاہر کریں گے جو فاسق فاجر لوگ اُن کے

حین بَنیٰ مسجدَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انکم اکثرتم و انی سمعتُ
رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول
من بنی مسجدًا قال بُکیر حسبتُ انہ قال
یبتغی بہ وَجہَ اللہِ بنیٰ اللہ لہ مثلَہ
فی الجنۃ ۔ امّا بیان ابتلای حضرت
ذی النورین رضی اللہ عنہ و جواب
اشکالاتیکہ اہلِ زمانِ ایشان بر ایشان
وارد نمودند و بیان قُبحِ صنیعے کہ فسقہ
فَجَرہ در نفسِ نفیس او و در عرضِ او بعمل
آوردند پس مسبوق است بتمہیدِ مقدمہ
وآن آن است کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم در احادیث مشہورۃ کہ
بروایتِ رجال عن رجال ثابت
شدہ بیان فرمودہ اند کہ در خارج
بمقتضای حکمتِ الٰہی اختلاف بر
ذی النورین واقع خواہد شد واُو را
خواہند کشت و وی دران حادثہ بر
حق خواہد بود و مخالفان او بر باطل و
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم این
مضمون را باوضح وجوہ ارشاد فرمودند
تا آنکہ حجتِ تکلیف بآن معنی قائم شد
و ہیچ مخالفی را در حکم اللہ عذرِ جہالت
نماند بعد این ہمہ تصریح اگر چیزی
واقع شد دامنِ ذی النورین را

پاکیزہ نفس اور اُن کی آبرو کے خلاف کام میں لائے تو اس
سے پہلے ایک مقدمہ کی تمہید ضروری ہے ۔ اور وہ یہ ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیثِ مشہورہ میں
جو کہ رجال از رجال کی روایت سے ثابت ہیں بیان فرمایا
ہے کہ خارج میں بمقتضائے حکمتِ الٰہی ذی النورین
پر اختلاف واقع ہوگا اور لوگ اُن کو مار ڈالیں گے اور وہ
اس حادثہ میں حق پر ہوں گے اور اُن کے مخالف باطل پر ۔
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو بہت
واضح صورت کے ساتھ ارشاد فرمادیا اس حد تک کہ
اس معنے کے مکلف ہونے پر حجت قائم ہوگئی اور کسی
مخالف کو اللہ کے حکم کے بارے میں جہالت کا عذر باقی
نہیں رہا ۔ اس تمام تصریح کے بعد اگر کوئی چیز واقع ہوتی
تو حضرت ذی النورین کو اُس نے قطعًا ملوث نہیں
کیا اور بُرائی گھوم کر اُن کے دشمنوں ہی پر عائد ہو جاتی ہے ۔ تو صحیحین
کی حدیثِ ابی موسےٰ میں سے یہ جملہ عبارتِ صریح ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری مرتبہ عثمان کے
لئے فرمایا کہ اس کے لئے کھول دو اور اس کو جنت کی بشارت
دے دو اُس ابتلاء پر جو اس پر پڑے گا ۔ اور ابو ہریرہ و
ابن عباس کی حدیث میں سے یہ عبارت ایک شخص کے
خواب کے بارے میں جس میں اُس نے ایک سائبان دیکھا
تھا جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا تھا اور ایک رسّی کو دیکھا
تھا جو آسمان سے زمین تک لٹک رہی ہے ، اُس کو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے پکڑا اور اُوپر چڑھ گئے پھر ایک اور شخص نے ،
پھر ایک اور شخص نے ، پھر تیسرے پر ٹوٹ گئی ۔ پھر اُس
کے لئے اُسے جوڑا گیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

اصلاً ملوثۃ لساحت دوائرہ سُوء
بر اعداء او دائر گشت - فمن حدیث
ابی موسیٰ فی الصحیحین ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی المرۃ الثالثۃ
لعثمان افتح لہ وبشرہ بالجنۃ علی
بلوی تصیبہ - ومن حدیث ابی ہریرۃ
وابن عباس فی رؤیا رجل رأی فیہا
ظلۃ تنطف سمناً وعسلاً وسبباً
واصلاً من السماء الی الارض فاخذ بہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلا ثم
رجل آخر ثم رجل آخر ثم انقطع
بالثالث ثم وصل لہ فعبرہ الصدیق
بما یدل علی ابتلاء الثالث - ومن
حدیث ابن عمر قال ذکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقال
یقتل ہذا فیہا مظلوماً لعثمان اخرجہ
الترمذی - ومن حدیث عائشۃ ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عثمان
انہ لعل اللہ یقمصک قمیصاً فان
ارادوک علی خلعہ فلا تخلعہ لہم
اخرجہ الترمذی - ومن حدیث مرۃ بن
کعب حین قام خطیباً لولا حدیثاً سمعتہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما قمت وذکر الفتن فقربہا فمر
رجل مقتنع فی ثوب فقال ہذا یومئذ

اُس کی یہ تعبیر دی تھی جو دلالت کرتی ہے تیسرے کے ابتلاء
پر۔ اور حدیثِ ابن عمر میں سے یہ کہ کہا ذکر کیا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا پھر کہا اُس میں
یہ مظلوم ہو کر قتل کیا جائے گا۔ عثمان کے لئے فرمایا۔ اس
کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور حدیثِ عائشہ میں سے یہ کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان اُمید ہے کہ اللہ
تعالیٰ تم کو قمیص پہنائے گا۔ تو اگر وہ تجھ سے اُس کے اُتارنے
کا ارادہ کریں تو اُن کے لئے نہ اُتارنا اس کو ترمذی نے روایت
کیا۔ اور حدیثِ مُرّہ بن کعب میں سے یہ ہے "جب وہ
کھڑے ہوئے خطبہ دے رہے تھے اگر ایک حدیث نہ
ہوتی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی
ہے تو میں کھڑا نہ ہوتا اور ذکر کیا (نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے) فتنوں کا اور اُن کو قریب آنے والی بتایا تو ایک شخص
اُدھر سے گذرا جو ایک کپڑے میں چھپا ہوا تھا تو فرمایا کہ یہ
اُس دن ہدایت پر ہو گا تو میں اُس کی طرف روانہ ہوا،
دیکھا تو وہ عثمانؓ بن عفان تھے تو میں ان کے چہرے کے
سامنے آگیا تو میں نے کہا کہ یہ ؟ فرمایا کہ ہاں! اس کو
ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح
ہے۔ اور حدیثِ جابر میں سے یہ کہ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تاکہ آپؐ
نماز پڑھیں تو آپؐ نے اس پر نماز نہ پڑھی تو کہا گیا یا رسول
اللہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے
کسی پر نماز کو ترک کر دیا ہو۔ فرمایا کہ یہ شخص عثمانؓ سے بغض
رکھتا تھا تو اللہ نے اُس کو مبغوض کر دیا اس کو ترمذی نے
روایت کیا۔ اور یوم الدار والی حدیثِ عثمان میں سے یہ کہ

على الهدى فقمتُ اليه فاذا هو
عثمان بن عفان فأقبلتُ عليه بوجهه
فقلتُ هذا فقال نعم اخرجه
الترمذى وقال هذا حديث حسن صحيح
ومن حديث جابر قال أُتِيَ النبيّ
صلى الله عليه وسلم بجنازة رجل
لِيُصَلِّي فلم يُصَلِّ عليه فقيل يا رسول
الله ما رأيناك تركتَ الصلوة على
احدٍ قبلَ هذا قال انه كانَ يُبغِضُ عثمانَ
فأبغضَهُ اللهُ - اخرجه الترمذى - ومن
حديث عثمانَ يومَ الدارِ انَّ رسول الله
صلى الله عليه وسلم قد عهد اِلَيَّ عهدًا
وانا صابرٌ عليه - ومن حديث كعب
بن عجرة قال ذَكَرَ رسولُ الله صلى الله
عليه وسلم فِتنةً فقرَّبَها فمر رجل
مُقنَّعٌ رأسُه فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم هذا يومئذٍ على الهدى
فوثبتُ فأخذتُ بِضبعي عثمانَ ثم
استقبلتُ الى رسول الله صلى الله عليه
فقلتُ هذا قال هذا - اخرجه ابن ماجه
فى الرياض عن ابى حبيبة قال سمعتُ
ابا هريرةَ وعثمانُ محصورٌ استأذنَ فى
الكلام فقال سمعتُ رسولَ الله صلى الله
عليه وسلم يقول انها ستكونُ فتنةٌ
واختلافٌ او اختلافٌ وفتنةٌ قلنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایک عہد لے چکے ہیں اور میں اس پر صابر ہوں۔ اور کعب بن عجرہ کی حدیث میں ہے یہ کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر کیا اور اُس کو قریب بتایا تو ایک شخص کپڑے سے اپنا سر چھپائے ہوئے گذرا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اُس دن ہدایت پر ہو گا۔ تو میں نے کود کر عثمان کے دونوں بازو پکڑ لئے پھر اُن کو رسول اللہ کے سامنے لاکر کہا کہ یہ؟ فرمایا یہی!۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور ریاض میں ہے کہ مروی ہے ابو حبیبہ سے کہا کہ میں نے سُنا ابو ہریرہ سے جب کہ عثمان محصور تھے، ابو ہریرہ نے گفتگو کی اجازت لی پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک فتنہ اور اختلاف یا (یہ کہا کہ) ایک اختلاف اور ایک فتنہ اُٹھے گا۔ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ پھر آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا تم پر لازم ہے کہ امانت دار کا ساتھ دو اور اس کے ساتھیوں کا اور عثمانؓ کی طرف اشارہ کیا۔ اور ریاض میں کعب سے مروی ہے کہا قسم ہے اُس ذات کی کہ میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے کہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب میں موجود ہے (یعنی توریت میں) محمد اللہ کا رسول ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوبکر صدیق ہے۔ عمر، فاروق ہے، عثمان، امین ہے"۔ تو اللہ ہی اللہ ہے اے معاویہ اس اُمت کے امر میں۔ پھر انہوں نے دوبارہ للکارا کہ اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب میں موجود ہے... پھر تیسری بار اس کا اعادہ کیا۔ اور ریاض میں ابو قلابہ سے مروی ہے کہا کہ میں ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ شام کے سفر میں تھا۔ میں نے ایک شخص کی آواز سُنی جو کہہ رہا تھا۔ ہائے خرابی،

یا رسول اللہ فما تأمرنا قال علیکم بالامین واصحابہ واشار الی عثمانَ۔ وفی الریاض عن کعب قال والذی نفسی بیدہ انّ فی کتاب اللہ المنزل محمدٌ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیقُ عمر الفاروقُ عثمانُ الامینُ فاللہ اللہ یا معاویۃُ فی امر ہذہ الامۃ۔ ثم نادیٰ الثانیۃ ان فی کتاب اللہ المنزل ثم اعادَ الثالثۃَ۔ وفی الریاض عن ابی قلابۃ قال کنتُ فی رُفقۃٍ بالشام سمعتُ صوتَ رجل یقول یا ویلاہُ النار فقمتُ الیہ واذا رجلٌ مقطوع الیدین والرجلین من الخُفَّین اعمی العینین مُنکباً بوجہہ فسألتُہ عن حالہ فقال انی کنتُ ممن دخل علی عثمانَ الدارَ فلما دَنَوتُ منہ صَرَخَتْ زوجتُہ فلطمتُہا فقال مالکَ قطع اللہُ یدیکَ ورِجلیکَ واعمی عینیکَ وادخلکَ النارَ فاخذتنی رِعدۃٌ عظیمۃٌ وخرجتُ ہارباً واصابنی ماتریٰ ولم یبقَ من دعائہ الا النارُ قال فقلت لہ بُعداً لک وسُحقاً۔ وفی الریاض عن علی بن زید بن جُدعان قال قال لی سعید بن المسیب اُنظر الی وجہ ہذا الرجل فنظرتُ فاذا ہو مُسودُّ الوجہ فقلتُ حسبی اللہ قال انّ ہذا کان

آگ۔ میں اُس کی طرف گیا، دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہیں، دونوں آنکھوں سے اندھا ہے۔ اوندھے منہ پڑا ہوا ہے تو میں نے اُس سے اُس کا حال پوچھا تو اُس نے کہا کہ میں اُن لوگوں میں تھا جو عثمان کے پاس گھر میں گھُس کر پہنچے تھے۔ جب میں اُن کے قریب پہنچا تو اُن کی زوجہ نے چیخ ماری۔ تو میں نے اُس کے منہ پر تھپڑ مارا تو عثمانؓ نے کہا کہ تجھے کیا ہوا، اللہ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے اور تیری دونوں آنکھوں کو اندھا کر دے اور تجھے نار میں داخل کرے۔ تو مجھے ایک کپکپی نے پکڑ لیا۔ اور میں بھاگتا ہوا نکلا اور مجھ پر وہ بلا آپڑی جو تو دیکھ رہا ہے اور اُن کی دُعاء میں سے جو باقی رہ گئی ہے وہ صرف نار ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اُس سے کہا کہ تجھ پر لعنت ہو اور خرابی پڑے۔ اور ریاض میں مروی ہے علی بن زید بن جُدعان سے، کہا کہ مجھ سے کہا سعید بن المسیّب نے کہ اس شخص کے چہرے کی طرف دیکھ۔ تو میں نے دیکھا۔ تو وہ ایسا تھا کہ اُس کا منہ کالا تھا۔ تو میں نے کہا حسبیَ اللہ۔ ابن المسیّب نے کہا کہ یہ شخص علیؓ اور عثمانؓ کو گالیاں دیا کرتا تھا اور میں اس کو منع کرتا تھا مگر یہ باز نہ آتا تھا۔ تو میں نے کہا کہ یا اللہ یہ شخص ایسے دو مردوں کو گالیاں دیتا ہے جن سے جو اعمال صادر ہوئے وہ آپ جانتے ہیں۔ اے اللہ جو کچھ یہ اُن دونوں کے بارے میں کہتا ہے اگر آپ کو ناپسند ہے تو مجھے اُس میں کوئی نشانی دکھا دیجئے تو اُس کا منہ کالا ہو گیا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے۔ اور کثیر بن الصلت سے مروی ہے کہا کہ عثمان جس دن اُن کو قتل کیا گیا کچھ اونگھے پھر جاگے اور کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ کہنے لگیں گے کہ عثمانؓ فتنہ کی تمنا کرتا ہے تو میں اُن کو بتا دیتا۔ کہا کہ ہم نے

يسب علياً وعثمان فكنت انهاه فلا ينتهي فقلت اللهم ان هذا يسب الرجلين قد سبق لهما ما تعلم اللهم ان كان يسخطك ما يقول فيهما فارني فيه آية فاسود وجهه كما ترى۔ وعن كثير بن الصلت قال اغفى عثمان في اليوم الذي قتل فيه فاستيقظ فقال لولا ان يقول الناس تمنى عثمان الفتنة لحدثتكم قال قلنا اصلحك الله فحدثنا فلسنا نقول ما يقول الناس فقال اني رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في منامي هذا فقال انك شاهد معنا الجمعة، اخرجه الحاكم ومن حديث عبدالله بن حوالة الاسدي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من نجا من ثلاث فقد نجا قالوا ماذا يارسول الله قال موتي وقتل خليفة مصطبر بالحق يعطيه ومن الدجال۔ اخرجه الحاكم وصححه۔ وعن ابن عمر رضي الله عنه ان عثمان اصبح فحدث فقال اني رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام الليلة فقال يا عثمان افطر عندنا فاصبح عثمان صائما فقتل من يومه رضي الله عنه اخرجه الحاكم۔ وعن ابن عباس قال كنت قاعداً عند النبي صلى الله عليه

عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ بھلائی کرے آپ ہم سے بیان کر دیجئے کہ ہم تو وہ بات کہنے والے نہیں جو دوسرے لوگ کہیں گے تو فرمایا کہ میں نے اپنی اسی سونے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور فرمایا کہ تو ہمارے پاس جمعہ کے دن حاضر ہونے والا ہے' اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور عبداللہ بن حوالہ اسدی کی روایت میں سے "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس نے تین سے نجات پائی بس وہ بچ نکلا۔ لوگوں نے کہا وہ کیا ہیں یارسول اللہ! فرمایا کہ میری موت اور ایک خلیفہ کا قتل جو حق کے ساتھ اپنی آفت پر صبر اختیار کرنے والا ہوگا اور دجال سے"۔ اس کو حاکم نے روایت کیا اور مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ عثمانؓ نے صبح کی اور بات کرتے ہوئے فرمایا کہ آج رات میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر آپ نے فرمایا کہ اے عثمان ہمارے پاس افطار کرنا تو عثمان صبح کو روزے دار تھے اور اسی دن قتل کئے گئے۔ رضی اللہ عنہ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے، کہا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آگئے۔ جب وہ آپ سے نزدیک ہوئے تو فرمایا اے عثمان تو قتل کیا جائے گا اس حال میں کہ سورۂ بقرہ پڑھتا ہوا ہوگا پھر تیرے خون کا ایک قطرہ گرے گا فسیکفیکھم اللہ کے اوپر تجھ پر اہل مشرق اور اہل مغرب رشک کریں گے اور تیری شفاعت قبول کی جائے گی ربیعہ اور مضر کی شمار کے حق میں اور تو قیامت کے دن سب رسوا لوگوں کے اوپر امیر المومنین بنا کر اٹھایا جائے گا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور مروی ہے نعمان بن بشیر سے وہ عائشہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ

وسلم اذ اقبل عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فلما دنا منہ قال یا عثمان تقتل و انت تقرأ سورۃ البقرۃ فتقع قطرۃ من دمک علی فسیکفیکہم اللہ یغبطک اہل المشرق واہل المغرب وتشفع فی عدد ربیعۃ ومضر وتبعث یوم القیامۃ امیر المومنین علی کل مخذول اخرجہ الحاکم۔ وعن النعمان بن بشیر عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عثمان ان ولاک اللہ ہذا الامر یوما فاراد المنافقون ان تخلع قمیصک الذی قمصک اللہ فلا تخلعہ یقول ذلک ثلاث مرات قال النعمان فقلت لعائشۃ ما منعک ان تعلمی الناس ہذا قالت انسیتہ واللہ۔ اخرجہ ابن ماجہ۔ وعن قیس بن ابی حازم عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ وددت ان عندی بعض اصحابی قلنا یا رسول اللہ الا ندعو لک ابابکر فسکت قلنا الا ندعو لک عمر فسکت قلنا الا ندعو لک عثمان قال نعم فجاء عثمان فخلا بہ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکلمہ ووجہ عثمان یتغیر قال قیس فحدثنی ابو سہلۃ مولی عثمان ان عثمان بن عفان قال یوم الدار

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمان اگر اللہ تجھے کسی دن اس امر کا والی بنائے پھر منافق لوگ تجھ سے یہ چاہیں کہ تو اس قمیص کو اُتار دے جو تجھے خدا نے پہنائی ہے تو اس کو نہ اُتارنا۔ اس بات کو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ نعمان نے کہا کہ پھر میں نے عائشہ سے کہا کہ آپ کو کیا مانع پیش آیا کہ آپ لوگوں کو اس سے آگاہ کر دیتیں۔ تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے یہ بات بھلا دی گئی تھی۔ اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا۔ اور قیس بن ابی حازم سے مروی ہے، وہ عائشہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے پاس میرے بعض اصحاب موجود ہوں۔ ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے پاس ابوبکرؓ کو بلوالیں تو خاموش ہو رہے۔ ہم نے کہا کہ کیا آپ کے لئے عمرؓ کو بلوا لیا جائے، پھر خاموش رہے۔ ہم نے کہا کہ کیا آپ کے لئے عثمانؓ کو بلوا لیا جائے۔ فرمایا کہ ہاں! تو عثمان آگئے تو ان سے تنہائی میں گفتگو کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے گفتگو شروع کی اور عثمانؓ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا۔ کہا قیس نے پھر مجھ سے بیان کیا ابو سہلہ مولے عثمان نے کہ عثمانؓ بن عفان نے یوم الدار عہ میں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک خاص عہد لیا تھا اور میں اس کی طرف صبر کرنے والا ہوں اور علی نے اپنی حدیث میں "وانا صابر علیہ" (اور میں اس پر قائم ہوں) کہا۔ قیس نے کہا کہ لوگ اُن کو اُس دن (اس صبر پر قائم) دیکھ رہے تھے۔ اس کو روایت کیا ابن ماجہ نے اور اور استیعاب میں ہے کہ زرارہ بن عمرو النخعی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا خواب کا قصہ بیان کیا۔ اس قصہ میں ایک بات یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک آگ دیکھی

عہ یوم الدار سے مراد وہ دن ہے جب کہ آپ کو گھر میں محصور کر لیا گیا

ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عَہِدَ اِلَیَّ عہدًا و انا صابرٌ الیہ و قال عَلِیٌّ فی حدیثہ "و انا صابرٌ علیہ" قال قیسٌ فکانوا یرونہ ذٰلک الیومَ اخرجہ ابن ماجۃ۔ و فی الاستیعاب قَصَّ زرارۃ بنُ عمرو النخعی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رُؤیاہُ فکانَ فیما قَصَّ اَنْ قال رأیتُ نارًا خَرَجَتْ من الارض فَحالَتْ بینی و بینَ ابن لی فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَمَّا النّارُ فہی فتنۃٌ تکونُ بعدی قال وما الفتنۃُ یارسُولَ اللہ قال یَقتُلُ الناسُ اِمامَہُم ویشتجرون اشتجارَ اطباق الرأس وخالف بین اَصابعہ وَدَمُ المؤمن عِندَ المؤمن اَحلیٰ مِنَ الماءِ یحسبُ المُسیٔ انہ محسنٌ اِن مِتَّ اَدرکتُ ابنک وَاِنْ مَاتَ اِبنک اَدرکتک قال فادعُ اللہَ ان لا تُدرِکنی فدعا لہ۔ باز اعیانِ صحابہ و عظمای الیشان برطبقِ حدیثِ حضرت خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب دادند تا آنکہ شبہہ نماند فمن اقوال الامام المرتضیٰ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ما اخرج الحاکم من طریق الحسن عن قیس بن عباد قال شہدتُ عَلِیًّا

جو زمین سے نکلی اور میرے اور میرے بیٹے کے درمیان حائل ہو گئی؛ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہی نار تو اس کی تعبیر ایک فتنہ ہے جو میرے بعد واقع ہوگا۔ زرارہ نے کہا وہ کیسا فتنہ ہوگا یارسول اللہ۔ فرمایا کہ لوگ اپنے امام کو قتل کردیں گے اور اس طرح لڑائیوں اور فتنوں میں گھس جائیں گے جیسے سر کی ہڈیاں ایک دوسری میں گھسی ہوئی ہیں اور اپنی انگلیوں کے درمیان انگلیاں ڈال کر اشارہ کیا۔ مومن کا خون مومن کے نزدیک پانی سے زیادہ خوشگوار ہوگا۔ بدکام کرنے والا گمان کرے گا کہ میں اچھا کام کرنے والا ہوں۔ اگر تو مرگیا تو وہ فتنہ تیرے بیٹے کو پکڑے گا۔ اور اگر تیرا بیٹا (تیرے سامنے) مرگیا تو تجھے پکڑے گا۔ زرارہ نے کہا کہ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے نہ پکڑے۔ توآپ نے اُس کے لئے دُعاء کی پھر سربرآوردہ صحابہ اور ان میں کے بزرگوں نے حضرت سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کے مطابق جواب دیئے یہاں تک کہ کوئی شبہہ باقی نہیں رہا۔ سو امام مرتضےٰ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اقوال میں سے یہ ہے جس کو حاکم نے بسند حسن از قیس بن عباد روایت کیا ہے۔ حسن نے کہا کہ میں علی رض کے پاس جنگِ جمل کے دن موجود تھا۔ وہ ایسا کہہ رہے تھے۔ یا اللہ میں آپ کے سامنے عثمان کے خون سے اپنی براءت کا اظہار کرتا ہوں اور جس دن عثمانؓ قتل ہوئے میری عقل بیکار ہوگئی اور میرا نفس متغیر ہوگیا تھا۔ اور لوگوں نے مجھ سے بیعت کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں اُس قوم سے بیعت لوں جس نے اُس شخص کو قتل کیا جس کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کیا میں اس سے شرم نہ کروں جس سے ملائکہ بھی شرم کرتے ہیں تو مجھے بھی

يوم الجمل يقول كذا اللهم انی ابرأ
اليك من دم عثمان ولقد طاش عقلی
يوم قتل عثمان وانكرت نفسی وارادوا
علی البيعة فقلت والله انی لاستحيی
من الله ان ابايع قوما قتلوا رجلا
قال له رسول الله صلی الله عليه وسلم
الا استحيی ممن تستحيی منه الملائكة
فانی لاستحيی من الله ان ابايع و
عثمان قتيل فی الارض لم يدفن
بعد فانصرفوا فلما دفن رجع
الناس الیّ فسألونی البيعة فكانما
صدع عن قلبی فقلت اللهم خذ منی
لعثمان حتی ترضی. ومن طريق
الحاطبی عبد الرحمن بن محمد عن
ابيه فی قصة طويلة قال محمد بن
حاطب فقمت فقلت يا امير المؤمنين
انا قادمون المدينة والناس
سائلونا عن عثمان فما ذا نقول فيه
قال فاغتنم عمار بن ياسر ومحمد بن
ابی بكر فقالا وقالا فقال لهما علیّ يا عمار
ويا محمد تقولان ان عثمان استأثر
واساء الامرة وعاقبتم والله
فاسأتم العقوبة وستقدمون علی
حكم عدل يحكم بينكم ثم قال يا محمد
بن حاطب اذا قدمت المدينة

اللہ سے حیا آتی ہے کہ میں لوگوں سے بیعت لوں اور عثمانؓ زمین پر مقتول پڑے ہوئے ہوں، ابھی دفن بھی نہ ہوئے ہوں، تو لوگ واپس ہو گئے پھر جب دفن کر دیئے گئے تو پھر میرے پاس لوگ آئے اور انہوں نے مجھ سے بیعت کا سوال کیا گویا کہ میرے قلب سے وہ صدمہ ہٹ چکا ہے تو میں نے کہا یا اللہ آپ عثمان کا بدلا مجھ سے لے لیجئے اگر آپ راضی ہوں۔ اور بسند حاطبی عبدالرحمٰن بن محمد سے جو روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے ایک طویل قصہ میں یہ مذکور ہے، کہا محمد بن حاطب نے کہ پھر میں اٹھا اور میں نے کہا اے امیر المومنین ہم لوگ مدینہ جانے والے ہیں وہاں لوگ ہم سے عثمانؓ کے بارے میں پوچھیں گے، تو ہم اس کے بارے میں کیا کہیں۔ یہ سن کر عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر (جو مخالفین عثمان میں سے تھے) فکر مند ہو گئے اور دونوں نے کہا جو کچھ انہیں کہنا تھا۔
پھر ان دونوں سے علی رضؓ نے کہا اے عمار اور اے محمد تم کہتے ہو کہ عثمان نے ترجیح دی اور بری امارت کی اور تم نے ان سے بدلہ لیا واللہ تم نے برا بدلہ لیا اور تم عنقریب ایک حاکم عادل کے سامنے پیش ہونے والے ہو جو تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ پھر کہا اے محمد بن حاطب جب تو مدینہ جائے اور عثمان کے بارے میں تجھ سے پوچھا جائے تو کہیو واللہ وہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جن کا ذکر اس آیت میں ہے "جو ایمان لائے پھر تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے پھر تقوی اختیار کیا اور نیک کام کئے اور اللہ نیک کام کرنے والوں کو پسند کرتا ہے اور اللہ ہی کے اوپر ایمان والوں کو توکل کرنا چاہیئے"۔ اور ہارون بن عنترہ کی حدیث سے، اس نے اپنے باپ سے روایت کیا، کہا کہ میں نے علی

وسئلت عن عثمان فقال كان والله مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ٥ ومن حديث هارون بن عنترة عن ابيه قال رأيتُ عليًا رضی اللہ عنہ بالخورنق وهو على سرير وعنده ابانُ بن عثمان فقال انی لارجو ان اكونَ انا وابوكَ من الذين قال الله عزوجل وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ٥ ومن طريق حصين الحارثی قال جاء علی بن ابی طالب الی زید بن ارقم رضی اللہ عنہما یعوده وعنده قومٌ فقال زيدٌ انشدكَ اللہَ انت قتلتَ عثمانَ فاطرقَ علیٌّ ساعةً ثم قالَ والذی فلق الحبة وبرأ النسمة ما قتلتُه ولا امرتُ بقتله. ومن اقوال السيد المجتبى الحسن بن علی ما اخبر ابو يعلى انه قام خطيبًا فقال ايها الناس رأيتُ البارحةَ فی منامی عجبا رأيتُ الربَّ تعالى فوق عرشه فجاء رسولُ الله

رضی اللہ عنہ کو دیکھا خورنق میں اور وہ ایک تخت پر تھے اور اُن کے پاس ابان بن عثمان تھے، تو علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں درحقیقت یہ امید رکھتا ہوں کہ میں اور تمہارے باپ اُن لوگوں میں سے ہوں گے جن کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ الخ (۱۵: ۴۷) "اور جو کچھ اُن کے دلوں میں کینہ تھا ہم وہ سب دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح الفت و محبت سے رہیں گے، تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا کریں گے"۔ اور بسند حصین یہ مروی ہے کہا کہ علی بن ابی طالب زید بن ارقم رضی اللہ عنہما کے پاس آئے اُن کی عیادت کے لئے اور اُن کے پاس لوگ موجود تھے۔ تو زید نے کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے عثمانؓ کو قتل کیا؟ تو علی رضؓ نے ایک ساعت گردن جھکائی پھر کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیج کو (اُگانے کے لئے) پھاڑا اور جانوں کو پیدا کیا میں نے عثمانؓ کو قتل نہیں کیا اور نہ اُن کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اور سید برگزیدہ حسن بن علی کے اقوال میں سے حسب روایت ابو یعلی یہ ہے کہ وہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا اے لوگو میں نے رات خواب میں ایک عجیب امر دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ حق تعالیٰ اپنے عرش کے اُوپر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہوگئے۔ پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھے پر رکھا۔ پھر عمرؓ آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ ابو بکرؓ کے کندھے پر رکھا، پھر عثمانؓ آئے اور ان کا سر اُن کے ہاتھ میں تھا اور کہا اے پروردگار اپنے بندوں سے پوچھئے کہ مجھے انہوں نے کس بارے میں قتل کیا تو آسمان سے خون کے دو پرنالے جاری ہوگئے۔ راوی نے کہا کہ پھر علی رضؓ سے کہا گیا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ حسن کیا بیان کر رہے ہیں۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ جو کچھ دیکھا وہ اُس کو بیان کر رہے ہیں۔ اور حاکم نے روایت کیا قتادہ سے انہوں

صلی اللہ علیہ وسلم حتی قام عند قائمۃ
من قوائم العرش فجاء ابو بکر فوضع
یدہ علی منکب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ثم جاء عمر فوضع یدہ علی
منکب ابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیدہ
رأسہ فقال رب سل عبادک فیم
قتلونی فانثعب من السماء میزابان من
دم فی الارض قال فقیل لعلی الا تری
ما یحدث بہ الحسن قال یحدث بما رأی
واخرج الحاکم عن قتادۃ عن رجل قال
رأیت الحسن بن علی رضی اللہ عنہما
خرج من دار عثمان جریحاً - ومن
اقوال احد العشرۃ المبشرۃ سعید بن
زید عن قیس قال سمعت سعید بن زید
یقول واللہ لقد رأیتنی وان عمر
لموثقی علی الاسلام قبل ان یسلم
ولو ان احداً ارفض للذی صنعتم
لعثمان لکان رواہ البخاری - ومن اقوال
فقیہ الامۃ عبداللہ بن مسعود و
قد توفی قبل مقتل عثمان ولکنہ القی
علی لسانہ اخرجہ ابو بکر عن ابی سعید
مولی ابن مسعود قال قال عبداللہ واللہ
لئن قتلوا عثمان لا یصیبوا منہ
خلفاً - ومن اقوال صاحب سر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذیفۃ

نے ایک شخص سے اس نے کہا کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ دارِ عثمان سے اس حال میں نکلے کہ زخمی تھے۔ اور عشرۂ مبشرہ میں کے ایک یعنی سعید بن زید کے اقوال میں سے: قیس سے مروی ہے کہا کہ میں نے سعید بن زید سے سنا کہتے تھے واللہ میں نے اپنی ذات کو دیکھا کہ عمر قبل اس کے کہ وہ اسلام لائے مجھے اسلام پر پختہ کرنے والا تھا اور اگر اُحُد اپنی جگہ سے ہٹ جائے اُس فعل کی وجہ سے جو تم سے عثمانؓ کے لئے سرزد ہوا تو ہو سکتا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور فقیہ الامت عبداللہ بن مسعود کے اقوال میں سے اور وہ حضرت عثمان کے قتل سے پہلے وفات پاچکے تھے لیکن وہ اُن کی زبان پر ڈالے گئے۔ روایت کیا ابو بکر نے ابو سعید مولیٰ ابن مسعود سے کہا کہ فرمایا عبداللہ نے خدا کی قسم اگر لوگوں نے عثمانؓ کو قتل کر دیا تو اُن کا جانشین اُن کو نہ ملے گا۔ اور صاحب سرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذیفہ بن الیمان کے اقوال میں سے جس کو روایت کیا ابو بکر نے جندب الخیر سے کہا کہ ہم حذیفہ کے پاس آئے جب کہ مصر کے لوگ عثمانؓ کی طرف روانہ ہوگئے تو ہم نے کہا کہ یہ لوگ اس شخص کی طرف روانہ ہوگئے اب آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ یہ اُن کو قتل کر دیں گے واللہ۔ ہم نے کہا کہ پھر وہ کہاں ہوں گے کہا جنت میں واللہ۔ کہا کہ ہم نے پوچھا کہ اُن کو قتل کرنے والے کہاں ہوں گے؟ کہا نار میں واللہ۔ اور ہردو کتابوں (توریت و قرآن) کے عالم عبداللہ بن سلام کے اقوال میں سے جس کو ابو بکر نے روایت کیا یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے وہ اپنے باپ سے، کہا کہ اپنی تلواریں نہ کھینچو۔ واللہ اگر تم نے اُن کو کھینچ لیا تو وہ قیامت کے دن تک نیام میں نہیں جائیں گی۔ اور جس کو ابو بکر ہی نے روایت کیا بشر بن شغاف سے ایک طویل کلام میں، مروی ہے عبداللہ بن سلام سے، یاد رکھو کہ میں اُن سے

بن الیمان ما اخرجہ ابو بکر عن جندب
الخیر قال اتینا حذیفۃ حین سارَ
المصریون الی عثمانَ فقلنا ان ھٰؤلاء
قد ساروا الی ھذا الرجل فما
تقولُ قال یقتلونہٗ واللہِ قال قلنا
فاین ھُوَ قال فی الجنۃ واللہِ قال
قلنا فاین قتلتُہٗ قال فی النار واللہِ
ومن اقوال عالم الکتابین عبد اللہ بن
سلام ما اخرج ابو بکر عن یوسف بن
عبد اللہ بن سلام عن ابیہ قال
لا تسلوا سیوفکم فلئن سللتموھا لا تغمد
الی یوم القیامۃ وما اخرجہ ابو بکر ایضاً
عن بشر بن شغاف فی کلام طویل عن
عبد اللہ بن سلام قال انا انی
قد قلت لھم لا تقتلوا عثمانَ دعوہ
فواللہ لئن ترکتموہ احدی عشرۃ
لیموتنّ علی فراشہ موتاً فلم یفعلوا
وانہ لم یُقتل نبیٌّ الا قتل بہ سبعونَ
الفاً من الناس ولم یُقتَل خلیفۃٌ الا
قُتِلَ بہ خمسۃ وثلثون الفاً۔ وما اخرجہ
ابو عمر فی الاستیعاب انہ قال لقد
فتحَ الناس علی انفسھم بقتل عثمانَ
بابَ فتنۃٍ لا یُغلَقُ علیھم الی قیام
الساعۃ۔ ومن اقوال زاہد الامۃ ابی
ذرؓ ما اخرجہ ابو بکر انہ قال لو امرنی

کہہ چکا ہوں کہ عثمان کو قتل نہ کر دینا۔ اُن کو چھوڑ دو۔ تو واللہ اگر تم نے
اُن کو چھوڑ دیا گیارہ (دن یا مہینے) تو وہ ضرور اپنے بستر پر اپنی
موت سے مر جائیں گے مگر اُنہوں نے ایسا نہ کیا، اور حقیقت یہ
ہے کہ کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے میں لوگوں میں سے
ستر ہزار کو قتل کیا گیا۔ اور کوئی خلیفہ قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے
میں پینتیس ہزار قتل کئے جاتے ہیں۔ اور جس کو ابو عمر نے استیعاب
میں روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ لوگوں نے عثمان کے قتل سے
اپنے اوپر فتنہ کا دروازہ کھول لیا جو اُن پر قیامت کے قائم ہونے تک
بند نہ ہوگا۔ اور زاہدِ امت ابو ذر رضؓ کے اقوال میں سے وہ قول جس
کو ابو بکر نے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ اگر مجھ کو عثمان یہ حکم دیتا
کہ میں سر کے بل چلوں تو ضرور چلتا۔ اور کاتبِ وحی زید بن ثابت کے
اقوال میں سے ایک وہ ہے جس کو ابو بکر نے زید بن علی سے روایت
کیا ہے۔ زید نے کہا کہ زید بن ثابت اُن لوگوں میں سے ہیں جو
یوم الدار میں عثمانؓ پر روئے تھے۔ اور اس امت کے حافظِ
حدیث ابو ہریرہؓ کے اقوال میں سے وہ ہے جس کو روایت کیا
ابو بکر نے محمد بن عبد الرحمن بن ابی ذئب سے کہ ابو ہریرہ
نے کہا کہ خدا کی قسم اگر تم وہ باتیں جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے
اور بہت زیادہ روتے۔ واللہ قریش کے اس قبیلہ میں یہاں تک
واقع ہو کر رہے گا کہ کوئی شخص "کنا" کی طرف جائے گا "ابو اسامہ
نے کہا کہ "کنا" یعنی کناسہ" (جھاڑی جس میں ہرن چھپ کر بیٹھتے ہیں)
تو وہاں بھی کسی قریشی کے جوتے پائے گا (جو وہاں مارا گیا ہوگا) اور
اس امت کے حبر عبد اللہ بن عباس کے اقوال میں سے وہ
قول ہے جس کو ابو عمر نے استیعاب میں ذکر کیا ہے، کہا کہ
عثمانؓ کے قتل پر لوگوں کا اجتماع ہو جاتا تو اُن پر اس طرح پتھر
مارے جاتے جس طرح قوم لوط پر مارے گئے تھے۔ جب اس

عثمانُ ان اَمشیَ علی رأسی لَمَشیتُ۔ وَمَن اقوالِ کاتبِ الوحیِ زید بن ثابت ما اخرجہ ابوبکر عن زید بن علی قال زید بن ثابتٍ ممّن بَکیٰ علی عثمانَ یوم الدار، وَمن اقوال حافظ الحدیث علیٰ ہذہ الامۃ ابی ہریرۃ ما اخرجہ ابوبکر عن محمد بن عبد الرحمٰن بن ابی ذئب قال ابوہریرۃؓ واللہ لو تعلمون ما اَعلَمُ لَضَحِکتُم قلیلاً و لَبَکیتُم کثیراً واللہ لَیَقعَنَّ القتلُ و الموتُ فی ھذا الحَیِّ من قریشٍ حتے یأتی الرجلُ الکنا قال ابو اُسامۃ یعنی الکناسۃ فیجدُ بہا نَعلَ قرشیٍّ وَمَن اقوال حبرِ ہذہ الامۃ عبداللہ بن عباس ما ذکرہ ابو عمرُ فی الاستیعاب قال لو اجتمع الناسُ علیٰ قتل عثمانَ لَرُجِمُوا بالحجارۃِ کما رُمِیَ قومُ لوطٍ۔ چون این مقدمہ ممہد شد مجملے از اسبابِ اختلافِ ناس بر ذی النورین واقدامِ ایشان بر قتلِ وی تقریر کنیم ومناسبِ حال روایتی چند تحریر نمائیم تا اطلاع براصلِ قصہ حاصل شود واخرج ابوبکر عن ابن عون عن الحسن قال اَنبأنی وثابٌ وکان ممن ادرکَ عِتقَ امیرالمومنینَ عمر وکان یکون بعد ما بینَ یَدَی عثمان قال فرأیتُ فی حَلقِہٖ طعنتین کانہما کیتان طُعِنَہما یومَ الدار دار عثمان قال بعثنے امیر المؤمنین عثمانُ قال ادعُ لِیَ الاشترَ

مقدمہ کی تمہید سے فراغت ہوئی تو اب ہم مجمل طور پر اُن اسباب کی تقریر کرتے ہیں جو لوگوں کے حضرت ذی النورین سے اختلاف اور اُن کے قتل پر اقدام کا سبب بنے اور مناسب حال چند روایات بھی تحریر کریں گے تاکہ اصل قصہ پر اطلاع حاصل ہو جائے۔

حالِ شہادت سیّدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روایت کیا ابوبکرؓ نے ابنِ عون سے وہ حسن سے انہوں نے کہا کہ مجھے خبر دی وثاب نے اور وہ اُن لوگوں میں سے تھا جنہوں نے امیرالمومنین عمرؓ سے آزادی پائی تھی اور یہ شخص اُس کے بعد عثمانؓ کے سامنے رہا کرتا تھا۔ (حسن نے) کہا کہ میں نے وثاب کے حلق میں دو کچوکوں کے نشان دیکھے ہیں گویا وہ دو کیے" (داغے ہوئے نشان) ہیں اسکے یہ دونوں زخم یوم الدار میں حضرت عثمانؓ کے مکان میں مارے گئے تھے۔ وثاب نے کہا کہ مجھے امیر المومنین عثمان نے بھیجا تھا، فرمایا تھا کہ میرے پاس اشتر کو بُلا کر لاؤ۔ تو وہ آیا ابن عون نے کہا کہ میرا گمان یہ ہے کہ وثاب نے کہا کہ پھر میں نے امیرالمومنین کے لئے تکیہ رکھ دیا۔ پھر عثمان رضؓ نے کہا اے اشتر لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں اُس نے کہا تین باتیں ان میں سے کسی کو ماننے بغیر چارہ نہیں۔ وہ آپ کو اس امر کے بارے میں اختیار دیتے ہیں کہ یا تو آپ اُن کے امر (یعنی خلافت) سے اپنے کو الگ کر لیں اور اُن سے کہہ دیں کہ یہ تمھارا امر ہے جس کو تم چاہو منتخب کر لو، اور یا یہ کہ اپنی ذات کو بدلہ لینے کے لئے پیش کر دیں۔ پھر اگر آپ ان دونوں باتوں سے انکار کریں تو قوم کے لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔ آپ نے کہا کہ کیا ان کے بغیر چارہ نہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ بات کہ میں اُن کے لئے خلافت کو چھوڑ دوں تو میں اس قمیص کو کبھی نہیں اُتاروں گا جو اللہ عز وجل نے مجھے

فجاء قال ابن عون اظنہ قال فطرحت لامیر المومنین وسادۃ فقال یا اشتر ما یرید الناس منی قال ثلثا لیس من احدیہن بد تخیرونک بین ان تخلع لہم امرہم وتقول ہذا امرکم اختاروا لہ من شئتم وبین ان تقص من نفسک فان ابیت ہذین فان القوم قاتلوک قال اما من احدیہن بد قال لا قال اما ان اخلع لہم امرہم فما کنت اخلع سربالا سربلنیہ اللہ عزوجل ابدا۔ قال ابن عون وقال غیر الحسن لان اقدم فتضرب عنقی احب الی من ان اخلع امر امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعضہا عن بعض۔ قال ابن عون وہذا اشبہ بکلامہ۔ ولان اقص لہم من نفسی فواللہ لقد علمت ان صاحبی بین یدی کانا یقصان من انفسہما وما یقوم بدنی بالقصاص واما ان یقتلونی فواللہ لو قتلونی لا یتحابون بعدی ابدا ولا یقاتلون بعدی عدوا جمیعا ابدا قال فقام الاشتر وانطلق فمکثنا فقلنا لعل الناس رضوا ثم جاء رویجل کانہ ذئب فاطلع من الباب ثم رجع وقام محمد بن ابی بکر فی ثلثۃ عشر

پہنائی ہے۔ اور حسن کے سوا دوسرے راوی نے یہ نقل کیا کہ واللہ مجھے آگے بڑھا کر میری گردن ماردی جائے مجھے یہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض (یعنی ایک جماعت) کے امر سے بعض (یعنی دوسری جماعت کے دباؤ کی وجہ سے) دستکش ہوجاؤں ابن عون نے کہا اور یہ آپ کے کلام سے زیادہ ملتی جلتی بات ہے۔ اور بدلہ لینے کے لئے اپنی ذات کو پیش کرنے کے بارے میں یہ ہے کہ واللہ میں اپنے دونوں ساتھیوں کے بارے میں جانتا ہوں، میرے سامنے وہ اپنے نفسوں کو بدلہ لینے کے لئے پیش کرتے رہے، مگر میرا بدن قصاص کے قابل نہیں رہا اور رہا یہ کہ وہ مجھے قتل کریں گے، تو خدا کی قسم اگر انہوں نے مجھے قتل کیا تو میرے بعد کبھی آپس میں محبت سے نہ رہ سکیں گے اور نہ میرے بعد کبھی کسی دشمن سے جمع ہو کر قتال کر سکیں گے۔ کہا کہ پھر اشتر اٹھ کر چلا گیا۔ اب ہم ٹھہرے اور ہم نے خیال کیا کہ شاید لوگ راضی ہوگئے لیکن پھر رُوَیجل آیا گویا کہ وہ بھیڑیا تھا اور اُس نے دروازے کے اوپر سے جھانکا پھر لوٹ گیا۔ اور محمد بن ابی بکر تیرہ آدمیوں میں شامل ہو کر گھر میں داخل ہوا اور عثمانؓ کے پاس پہنچ کر اُن کی ڈاڑھی پکڑی اور جھٹکے مارے یہاں تک کہ میں نے اُن کی داڑھوں کے ٹکرانے کی آواز سنی اور بولا کہ معاویہ تجھے نہ بچا سکا، ابن عامر تجھے نہ بچا سکا، تیرے خطوط تجھے نہ بچا سکے۔ تو عثمان نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی چھوڑ، اے میرے بھتیجے میری ڈاڑھی چھوڑ۔ کہا (وثاب نے) پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اُس نے حملہ کرنے کے لئے قوم میں سے خود ایک شخص کو بلایا۔ وہ اس کے پاس تیر (یا برچھی) لئے ہوئے جا پہنچا اور اس کو اُن کے سر میں گھونپ دیا اور اُس کو ٹھہرا دیا پھر (محمد بن ابی بکر) چلا گیا، پھر دوسرے لوگوں نے اندر پہنچ کر

حتی انتھٰی الی عثمانَ فاخذ بلحیتہ
فقال بہا حتی سمعتُ وقعَ اضراسہ و
قال ما اغنیٰ عنک معاویۃُ ما اغنی
عنکَ ابنُ عامرٍ ما اغنت عنکَ کتبک
فقال ارسِلْ لی لحیتی یا ابنَ اخی
ارسِل لی لحیتی یا ابن اخے قال فانا
رأیتُہ استعدٰی رجلاً من القوم
بعینہٖ فقام الیہ بمشقصٍ حتے وجأ
بہ فی رأسہٖ فاثبتَہ قال ثم مرّ ثم
دخلوا علیہ حتی قتلوہ۔ واخرج ابو بکر
عن ابی نضرۃ عن ابی سعید مولی ابی اسید
الانصاری قال سمع عثمانُ انَّ وفدَ اہلِ
مصرَ قد اقبلوا فاستقبلہم فکانَ فی قریۃٍ
خارجًا منَ المدینۃ او کما قالَ قال
فلما سمعوا بہ اقبلوا نحوہٗ الی المکان
الذی ہو فیہ قال اراہُ قال وکرِہَ
ان یقدِموا علیہ المدینۃَ او نحوًا
من ذلک فاتوہُ فقالوا ادعُ بالمصحف
فدعا فقالوا افتح السابعۃَ وکانوا
یُسمّون سورۃَ یونسَ السابعۃَ فقرأہا
حتی اذا اتٰی علٰی ہٰذہ الآیۃ قُلْ
اَرَاَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ لَکُمْ
مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْہُ حَرَامًا
وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُمْ
اَمْ عَلَی اللّٰہِ تَفْتَرُوْنَ ۝ دقالوا

عثمان کو قتل کر دیا۔ اور ابو بکر نے ابو نضرہ سے اس نے ابو سعید
مولیٰ ابو اُسَید انصاری سے روایت کی ہے۔ کہا کہ عثمان رضؓ نے
سُنا کہ اہل مصر کے وفد کے لوگ آرہے ہیں تو اُن کا استقبال
کرنا چاہا تو ایک قریہ میں جا کر قیام کیا جو کہ مدینہ سے باہر تھا
یا کچھ ایسا ہی کہا۔ کہا کہ جب اُن لوگوں نے یہ سُنا تو اُن کے پاس
اُس مکان میں آئے جس میں وہ موجود تھے۔ ابو نضر نے کہا کہ میرا
خیال ہے کہ ابو سعید نے کہا تھا کہ انہوں نے اُس سے کراہت
کی کہ وفد کے لوگ اُن سے مدینہ میں آکر ملیں یا اسی طرح کی کوئی
بات تھی۔ غرض وہ اُن کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ مصحف
منگائیے تو انہوں نے منگا لیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ساتویں سورت
کھولئے اور یہ لوگ سورۂ یونس کو ساتویں کہتے تھے۔ تو اس کو پڑھا
جب اس آیت پر آئے قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰہُ
لَکُمْ الخ (۱۰:۵۹) آپ اُن سے کہہ دیجئے کہ یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالےٰ
نے تمہارے (انتفاع کے) لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے
(اپنی گھڑت سے) اس کا کچھ حصّہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا۔
آپ اُن سے پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء
کرتے ہو۔" انہوں نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر نظر کی ہے کہ جن
زمینوں کو آپ نے حمیٰ (سرکاری زمین) قرار دیا ہے کیا اللہ نے
آپ کو اس کا حکم دیا ہے یا اللہ پر افتراء کرتے ہو؟ تو آپ نے
فرمایا اس خیال کو چھوڑ دو۔ یہ آیت ایسے اور ایسے امر میں نازل
ہوئی۔ رہا حمیٰ تو حمیٰ کو تو مجھ سے پہلے صدقہ کے اونٹوں کے لئے
عمر رضؓ نے قائم کیا تھا پھر جب میں خلیفہ قرار دیا گیا اور صدقہ کے
اونٹوں میں زیادتی ہوگئی تو میں نے حمیٰ میں صدقہ کے اونٹوں کی
زیادتی کے مناسب اضافہ کر دیا تو لوگوں نے اس آیت کو استدلال
میں پکڑنا شروع کر دیا۔ (ایسے موقع پر) آپ یہی کہا کرتے کہ

ارأیت ما حمیت من الحمی آاللہ اذن
لک ام علی اللہ تفتری فقال امضہ
انزلت فی کذا وکذا وانا الحمی فان
عمر حمی الحمی قبل لابل الصدقۃ
فلما ولیت زادت ابل الصدقۃ فزدت
فی الحمی لما زاد من ابل الصدقۃ فجعلوا
یاخذونہ بالآیۃ فیقول امضہ انزلت فی
کذا وکذا والذی یلی کلام عثمان یومئذ
فی سنک یقول ابو نضرۃ یقول لی
ذلک ابو سعید قال ابو نضرۃ وانا فی
سنک یومئذ قال ولم یخرج او
لم یستو وجہی یومئذ لا ادری لعلہ
قال مرۃ اخری وانا یومئذ فی
ثلثین سنۃ ثم اخذوہ باشیاء لم یکن
عندہ منہا مخرج فعرفہا فقال استغفر اللہ
واتوب الیہ فقال لہم ما تریدون فاخذوا
میثاقہ قال واحسبہ قال وکتبوا
علیہ شرطا قال واخذ علیہم ان لا یشقوا
عصا ولا یفارقوا جماعۃ ما اقام لہم
شرطہم او کما اخذوا علیہ فقال لہم
ما تریدون فقالوا نرید ان لا یاخذ اہل
المدینۃ عطاء فانما ہذا المال لمن
قاتل علیہ ولہذہ الشیوخ من اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرضوا واقبلوا
معہ الی المدینۃ راضین فقام فخطب

اس خیال کو چھوڑ دو یہ آیت ایسے اور ایسے امر میں نازل ہوئی ہے" اور جو شخص (یعنی خود ابو سعید) عثمان کے کلام کو قریب سے اُس دن سُن رہا تھا وہ اُس وقت تیری عمر میں تھا" ابو نضرہ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو سعید یہ کہہ رہے تھے۔ کہا ابو نضرہ نے (اپنے شاگرد سے) اور میں اس وقت تیری عمر میں تھا" کہا کہ میرے ابھی ڈاڑھی نہیں نکلی تھی یا یوں کہا کہ ابھی پورا خط نہیں بھرا تھا مجھے یاد نہیں رہا شاید انہوں نے دوسری مرتبہ میں یہ کہا کہ میں اُس وقت تیس سال کا تھا۔ پھر وفد کے لوگوں نے ان کی ایسی چیزوں کے ساتھ گرفت کی کہ اُن سے نکلنے کی اُن کے پاس راہ نہیں تھی اور انہوں نے ان کا اعتراف کرلیا اور کہا استغفر اللہ واتوب الیہ (میں اللہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہوں) پھر عثمان نے اُن سے کہا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ تو انہوں نے اُن سے عہد نامہ لیا (راوی نے) کہا کہ میرا گمان ہے کہ بیان کیا کہ ان لوگوں نے اپنی عائد کی ہوئی شرط کو لکھا اور بیان کیا کہ عثمان نے اُن سے عہد لیا کہ وہ عصا (قوتِ اجتماعی) نہ توڑیں اور جماعت میں تفرقہ نہ ڈالیں جب تک خلیفہ اُن کی شرط کو قائم رکھے یا دیہ کہا، جب تک اس عہد پر قائم رہے جو انہوں نے خلیفہ سے لیا۔ پھر (عثمانؓ) نے اُن سے کہا کہ تم (اور) کیا چاہتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اہلِ مدینہ عطیات نہ لیں کیونکہ یہ مال اسی کا حق ہے جس نے اس پر قتال کیا اور ان بوڑھوں کا حق ہے جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہیں۔ (اس کو عثمانؓ نے مان لیا) تو وہ لوگ راضی ہو گئے اور اُن کے ساتھ مدینہ کی طرف خوش خوش روانہ ہوئے۔ مدینہ پہنچ کر عثمانؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور کہا کہ واللہ میں نے اپنے پاس آنے والے کسی وفد کو نہیں دیکھا جو اس وفد سے میری مرضیات کے لئے بہتر ہو۔ اور راوی نے دوسری مرتبہ یہ کہا کہ میرا گمان یہ

فقال واللہِ انی ما رأیتُ وَافِدًا ھُم
خیر لحوباتی من ھٰذا الوفد
الذین قدموا علیَّ وقالَ مرّۃً اُخری
حسبتُ انہ قال من ہٰذا الوفدِ من اہل
مصر الا من کان لہ زرعٌ فلیلحق بزرعہ
ومن کان لہ ضرع فلیحتلب الا انہ لا
مال لکم عندنا انما ہٰذا المالُ لمن قاتل
علیہ ولہٰذہ الشیوخ من اصحاب
محمد صلی اللہ علیہ وسلم فغضب الناسُ
وقالوا مکرُ بنی اُمیۃ ثم رجع الوفدُ المصریونَ
راضین فبینما ہم فی الطریق اذا ہم
براکب یتعرّض لہم ثم یفارقہم ثم یرجع الیہم ثم یفارقہم و
یسبّہم فقالوا لہ ان لک لَاَمْرًا ما
شانک قال انا رسولُ امیر المؤمنینَ
الی عاملہ مصر ففتشوہ فاذا بالکتاب
علی لسانِ عثمانَ علیہ خاتمہ الی عاملِ
مصر ان یقتلہم او یقطع ایدیہم و
ارجلہم فاقبلوا حتی قدموا المدینۃ
فأتوا علیًا فقالوا الم تر الی عدو اللہِ
اَمر فینا بکذا وکذا واللہِ قد اُحلّ
دمہ فرجعنا الیہ فقال لا واللہِ لا اقوم
معکم قالوا فلم کتبتَ الینا قال لا
واللہ ما کتبتُ الیکم کتابًا قطّ قال
فنظر بعضہم الی بعضٍ ثم قال بعضہم
لبعضٍ الہذا تقاتلون او لہذا تغضبون

ہے کہ عثمان نے یہ الفاظ کہے تھے من ھذا الوفد الخ یعنی جو اہل
مصر کے اس وفد سے بہتر ہو" خوب سمجھ لو جو شخص کھیتی کرتا ہو وہ
اپنی کھیتی میں لگا رہے اور جس کے پاس دودھ کے جانور ہوں وہ
دودھ دوہتا رہے (اپنے گذر بسر کے لئے اپنے ذرائع سے
کام لیتا رہے) اب تمہارے لئے ہمارے پاس مال نہیں ہے۔
یہ مال صرف اس کے لئے ہے جس نے اس پر قتال کیا ہو گا اور
ان شیوخ کے لئے ہے جو اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں
سے ہیں۔ یہ سُن کر لوگ غضبناک ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ
بنی اُمیّہ کا مکر ہے۔ پھر مصریوں کا وفد خوش ہو کر واپس
ہو گیا۔ پھر اس دوران میں کہ وہ ابھی راستہ ہی میں تھا تو دیکھا
گیا کہ ایک اونٹ سوار کبھی اُن سے مل جاتا ہے کبھی جدا ہو جاتا
ہے پھر ان کی طرف لوٹ کر آتا ہے، پھر جدا ہو جاتا ہے، اور اُن
کو گالیاں بھی دیتا ہے۔ تو اُن لوگوں نے اُس سے کہا کہ یقیناً تیرا
کوئی خاص کام ہے بتا کہ تیرا معاملہ کیا ہے؟ اُس نے کہا کہ میں
امیر المومنین کا ایلچی ہوں اُس کے مصر کے عامل کی طرف۔ تو انہوں
نے اس کی تلاشی لی تو اس کے پاس سے عثمان کی طرف سے لکھا ہوا
ایک خط برآمد ہوا عامل مصر کے نام جس پر حضرت عثمانؓ کی مہر لگی ہوئی
تھی، کہ وہ اُن کو قتل کر دے یا ان کے ہاتھوں کو کاٹ دے اور
ان کے پاؤں کو تو پھر اُن لوگوں نے مدینہ کا رُخ کیا، یہاں
تک کہ مدینہ پہنچ گئے۔ اور علی رضؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا
کہ کیا تم نے اس دشمن خدا کو نہیں دیکھا کہ اس نے ہمارے لئے
ایسا اور ایسا حکم لکھا ہے، واللہ اب اس کا خون ہم پر حلال
کر دیا گیا تو ہم اس کی طرف لوٹ کر آئے ہیں (آپ ہمارے ساتھ
چلیں)، علی رضؓ نے کہا نہیں واللہ میں تمہارے ساتھ نہیں کھڑا
ہوں گا۔ تو انہوں نے کہا کہ پھر آپ نے ہمیں کیوں

وانطلق علی مخرج من المدینۃ الی قریۃ
او قریۃ لہ فانطلقوا حتی دخلوا علی
عثمان فقالوا اکتبت فینا بکذا وکذا
فقال انما ہما اثنتان ان یقیموا علیّ
رجلین من المسلمین او یمینا باللہ
الذی لا الہ الا ہو ما کتبت ولا املیت
وقد تعلمون ان الکتاب یکتب علی
لسان الرجل و ینقش الخاتم علی
الخاتم فقالوا لہ قد واللہ احل اللہ
دمک ونقضوا العہد والمیثاق قال
فحصروہ فی القصر فاشرف علیہم فقال
السلام علیکم قال فما اسمع احدا
رد السلام الا ان یرد رجل فی نفسہ
فقال انشدکم باللہ ہل علمتم انی اشتریت
رومۃ بمالی لاستعذب بہا فجعلت
رشائی فیہا کرشاء رجل من المسلمین
فقیل نعم قال فعلام تمنعونی ان اشرب
منہا حتی افطر علی ماء البحر قال انشدکم
باللہ ہل علمتم انی اشتریت کذا وکذا
من الارض فزدتہ فی المسجد قیل نعم
قال فہل علمتم احدا من الناس منع
ان یصلی فیہا قیل لا قال فانشدکم
باللہ ہل سمعتم نبی اللہ علیہ السلام یذکر
کذا وکذا اشیاء من شانہ و ذکر
اری کتابتہ المفصل قال ففشا النہی

لکھا تھا۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم میں نے تمہیں کبھی کوئی خط نہیں لکھا۔ (راوی نے) کہا کہ یہ سُنکر اُن کے بعض نے بعض کی طرف دیکھا۔ پھر بعض نے بعض سے کہا کہ کیا اسی کے لئے تم قتال کرو گے یا اسی کے لئے تم جماعت بنے ہو۔ اور علی چل کھڑے ہوئے پھر مدینہ سے ایک قریہ کی طرف (یا یہ کہا کہ اپنے قریہ کی طرف) نکل گئے پھر یہ لوگ چلے یہاں تک کہ عثمان رضؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے کہا کہ تم نے ہمارے بارے میں ایسا اور ایسا لکھا تو عثمان رضؓ نے فرمایا کہ اب تو صرف دو ہی باتیں ہیں کہ تم میرے مقابلہ پر دو گواہ مسلمانوں میں سے لاؤ یا قسم کھاؤں اُس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ نہ میں نے خود لکھا اور نہ املا کرایا۔ اور یہ بات تم جانتے ہو کہ خط دوسرے کی طرف سے (یعنی جعلی طور پر) لکھا جا سکتا ہے اور مُہر بھی دوسری مُہر کے مطابق بنائی جا سکتی ہے۔ اس پر انہوں نے اُن سے کہا کہ خدا کی قسم اللہ نے تمہارا خون حلال کر دیا۔ اور انہوں نے وہ عہد و میثاق توڑ دیا۔ (راوی نے) کہا کہ انہوں نے اُن کو قصر میں گھیر لیا۔ اُس کے بعد عثمان رضؓ قصر کے اُوپر چڑھ کر اُن سے مخاطب ہوئے اور کہا السلام علیکم (راوی نے) کہا کہ میں نے کسی سے نہیں سُنا کہ اس نے سلام کا جواب دیا بجز اس کے کہ کسی شخص نے اپنے دل میں جواب دیدیا ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں نے بیر رُومہ اپنے مال سے خریدا تھا تاکہ اس سے میٹھا پانی حاصل کروں۔ پھر اس کے بعد میں نے اپنی ڈول رسی کو مسلمانوں میں کے ایک عام شخص کی طرح قرار دے دیا۔ تو کہا گیا کہ ہاں۔ کہا کہ پھر کس بناء پر تم لوگ مجھے اس کا پانی پینے سے مانع ہو رہے ہو اس حد تک کہ میں دریا کے پانی سے افطار کر رہا ہوں فرمایا کہ میں تم سے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں نے زمین کا فلاں فلاں حصہ خریدا پھر اس کو مسجد میں شامل کر دیا کہا گیا کہ ہاں۔ کہا کہ کیا تم کسی شخص کو لوگوں میں سے جانتے ہو جس کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہو؟ کہا گیا کہ نہیں کہا کہ پھر میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے

وجعل الناس يقولون مهلاً عن
امير المومنين و فشا النهي و قام الاشتر
فلا ادري يومئذ ام يوماً آخر فقال
لعله قد مُكِرَ به و بكم قال فوطئه
الناس حتى لقي كذا وكذا ثم انه
اشرف عليهم مرةً اخرى فوعظهم و
ذكّرهم فلم تأخذ فيهم الموعظة
وكان الناس تأخذ فيهم الموعظة
اول ما يسمعونها فاذا اعيدت
عليهم لم تأخذ فيهم الموعظة ثم
فتح الباب و وضع المصحف بين يديه
قال فحدثنا الحسن ان محمد بن ابي
بكر دخل عليه فاخذ بلحيته فقال له عثمان
لقد اخذت مني مأخذاً او قعدت
مني مقعداً ما كان ابوبكر ليأخذه او
ليقعده قال فخرج و تركه قال و في
حديث ابي سعيد فدخل عليه رجل
فقال بيني و بينك كتاب الله فخرج
و تركه و دخل عليه رجل يقال له الموت
الاسود فخنقه وخنقه ثم خرج فقال
والله ما رأيت شيئاً قط هو الين
من حلقه والله لقد خنقته حتى رأيت
نفسه مثل نفس الجان تردد في جسده
ثم دخل عليه آخر فقال بيني و
بينك كتاب الله والمصحف بين يديه

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ ایسا اور ایسا ذکر فرماتے تھے یعنی ان کی مدح میں جو ارشاد فرمایا۔ اور میرا خیال یہ ہے (قول راوی) کہ آپ نے مفصل (قرآن کی بڑی سورتوں) کے لکھنے کا بھی ذکر کیا۔ کہا کہ اب لوگوں پر اس روک لگانے کا حال فاش ہوگیا اور انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ امیر المومنین کا پیچھا چھوڑ دو۔ اور نہی (یعنی پانی سے اور مسجد میں نماز سے روکنے کا حال) بخوبی ظاہر ہوا۔ اور اشتر کھڑا ہوا اور راوی کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اُسی دن یا کسی اور دن" اور اس نے کہا کہ شاید یہ مکر کیا گیا ہے اُس کے (یعنی اشتر کے) اور تمہارے ساتھ۔ (راوی نے کہا کہ پھر لوگ اُس کے پیچھے ہو گئے حتی کہ صرف اتنے اور اتنے باقی رہ گئے۔ پھر عثمانؓ نے دوسری مرتبہ اوپر چڑھ کر لوگوں کو مخاطب کیا اور اُن کو وعظ ونصیحت کی مگر ان نصیحت نے کوئی اثر نہیں کیا۔ حالانکہ لوگوں پر وعظ کا بہت اثر ہوا تھا جب پہلی مرتبہ وہ اس کو سُن رہے تھے لیکن جب اُن کے سامنے نصیحت کا پھر اعادہ کیا گیا تو اب اُس موعظت نے اُن پر کچھ اثر نہ کیا۔ پھر عثمانؓ نے دروازہ کھول دیا اور قرآن مجید کو سامنے رکھ لیا۔ کہا پھر ہم سے حسن نے بیان کیا کہ محمد بن ابی بکر عثمانؓ کے پاس پہنچا اور اُن کی ڈاڑھی پکڑی تو اُن سے عثمانؓ نے کہا کہ تو نے میری جس چیز کو پکڑ لیا ہے یا (یہ کہا کہ) میرے مقابلہ پر جس جگہ تو آبیٹھا ہے ابوبکر بھی یہ نہیں کر سکتا تھا کہ اس کو پکڑتا یا (یہ کہا) کہ اس جگہ بیٹھتا۔ کہا پھر وہ نکل گیا اور ان کو چھوڑ گیا۔ کہا، ابوسعید کی حدیث میں یہ ہے کہ پھر اُن کے پاس ایک اور شخص پہنچا تو اس نے عثمانؓ سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے تو وہ بھی نکل گیا اور اُن کو چھوڑ گیا۔ پھر ایک شخص اُن کے پاس پہنچا جس کو موت اسود کہا جاتا تھا اُس نے اُن کا گلا گھونٹا اور اس کو دبائے رکھا۔ پھر نکل گیا اور اس نے کہا کہ واللہ میں نے کبھی ایسی کوئی نرم چیز نہیں دیکھی جو اُس کے حلق سے زیادہ نرم ہو، واللہ میں نے اُس کا یہاں تک گلا گھونٹا کہ میں نے اس کے سانس کو دیکھا کہ وہ سانپ کے سانس کی طرح اُس کے جسم میں گھومتا رہا۔ پھر ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان کتاب اللہ ہے اور قرآن

كتابُ الله والمصحفُ بين يديه
فأهوى اليه بالسيف فاتّقاه
بيده فقطعها فلا أدري أبانها
او قطعها فلم يُبنها فقال أما والله
انها لأوّل كفٍّ خطّت المفصّل
وحدّثتُ في غير حديث ابي سعيد
فدخل عليه التجيبيُّ فأشعره بمشقص
فانتضح الدمُ على هذه الآية
فسيكفيكهم الله وهو السميع
العليم وانها في المصحف فلكة
واخذت بنتُ الفرافصة في حديث
ابي سعيد حليها فوضعته في حجرها و
ذلك قبل ان يُقتل فلما أُشعر او
قُتل تجافت او تفاجت عليه فقال
بعضهم قاتلها الله ما اعظم عجيزتها
فعرفتُ ان اعداء الله لم يريدوا
الا الدنيا - واخرج ابو بكر عن جهيم
رجل من بني فهر قال انا شاهدُ
هذا الامر قال جاء سعدٌ وعمار
فارسلوا الى عثمان اِن ائتنا فانّا نريد ان نذكر
لك اشياءَ احدثتها او اشياءَ
فعلتها قال فارسل اليهم ان انصرفوا
اليوم فاني مشتغلٌ وميعادكم يوم
كذا وكذا حتى اَشزن قال ابو محصن
اَشزن اَستعدّ لخصومتكم قال

مجید اُن کے سامنے تھا، تو اُس نے اُن پر تلوار چلائی جس کو اُنہوں نے اپنے ہاتھ سے روکا تو تلوار نے اُس کو کاٹ دیا۔ میں یہ نہیں جانتا کہ اُس کو جدا کر دیا یا کاٹا مگر جدا نہیں کیا۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ آگاہ رہو واللہ یہ پہلی ہتھیلی ہے جس نے مفصل کو لکھا تھا۔ اور حدیثِ ابوسعید کے سوا دوسری حدیث سے یہ بات مجھے پہنچی کہ پھر اُن کے پاس تجیبی پہنچا (جس کا نام کنانہ بن بشر تھا) تو اُس نے اُن کو چوڑی بھال والے تیر سے زخمی کر دیا جس سے خون بہہ کر اس آیت پر گرا فسیکفیکھم اللہ الخ اور مصحف (قرآن) میں اُس کا دھبہ موجود ہے اور بنت الفرافصہ نے "حدیثِ ابوسعید میں ہے کہ اُن کی حلیلہ نے (یعنی بیوی یا لونڈی)" لیکر اُس کو اپنی گود میں رکھ لیا اور یہ قتل سے پہلے ہوا۔ پھر جب زخمی کئے گئے یا قتل کئے گئے تو وہ اُن کے اُوپر اُلٹی ہو گئیں یا اُن کے اُوپر اوندھی پڑ گئیں، تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ خدا اُسے مارے اس کی سُرین کتنی بڑی ہے، تو میں نے بخوبی سمجھ لیا کہ اُن اللہ کے دشمنوں نے صرف دنیا ہی کا ارادہ کیا تھا (کہ اُن کی زبان سے جو گندہ جملہ نکلا وہ اُن کے خیالات کی گندگی کو عیاں کر رہا ہے) اور ابوبکر نے جہیم سے روایت کیا جو بنی فہر میں کا ایک شخص تھا اُس نے کہا کہ میں اس اَمر کا شاہد ہوں کہا کہ سعد اور عمار آئے اور انہوں نے عثمان سے کہلوا کر بھیجا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے اُن باتوں کا ذکر کریں جو آپ نے پیدا کی ہیں (یا یوں کہا) کہ ان اشیاء کا ذکر کریں جو آپ نے کی ہیں۔ کہا اُس پر انہوں نے یہ کہلوا کر بھیجا کہ آج واپس ہو جاؤ کیونکہ میں مشغول ہوں اور تم سے فلاں دن فلاں وقت مقرر ہے اس وقت میں جواب کے لئے تیار رہوں گا۔ ابومحصن نے کہا "اَتشزن" کے معنے ہیں "اَستعدّ لخصومتکم" کے (یعنی میں تیار ہو جاؤں تم سے جھگڑنے کے لئے) کہا کہ پھر سعد واپس ہو گئے مگر عمار نے واپس ہونے سے انکار کر دیا۔ اس کو ابومحصن نے دو مرتبہ کہا۔ بیان کیا کہ اس پر عثمانؓ کا بھیجا ہوا آدمی عمار کو لپٹ گیا اور اُن کو مارا۔ کہا کہ جب یہ سب مع اپنے ساتھیوں

فانصرفَ سعدٌ و اَبیٰ عمارٌ اَن ینصرِفَ
قالہا ابو محصن مرتینِ قال فتناولَہ
رسولُ عثمانَ فضربَہ قال فلما اجتمعوا
للمیعادِ و من معَہم قال لہم عثمانُ
ماتنقِمُونَ منی قالوا نَنقِمُ علیکَ ضربَکَ
عماراً قال قال عثمانُ جاءَ سعدٌ و عمارٌ فاَرسلتُ
الیہما فانصرفَ سعدٌ و ابیٰ عمارٌ
ان ینصرفَ فتناولَہ رسولی عن غیر
اَمرِی فواللّٰہِ مَا امرتُ ولا رَضِیتُ
فہذہ یدی لعمارٍ فلیصطبر قال
ابو محصن یعنی یَقتَصّ قالوا نَنقِمُ علیک
انک جعلتَ الحروفَ حرفاً واحداً
قال جاءنی حُذَیفۃُ فقال ماکنتَ صانِعاً
اذا قیل قراءۃُ فلانٍ و قراءۃُ فلانٍ
و قراءۃُ فلانٍ کما اختلفَ اہل الکتاب
فان یکُ صواباً فمن اللّٰہِ وان یکُ
خطاءً فمن حُذَیفۃَ قالوا ننقِمُ علیک
انک حمیتَ الحِمیٰ قال جاءَتنی قریشٌ
فقالت انہ لیسَ من العرب قوم
الا لہم حمًی یرعون فیہ غیرَنا
ففعلتُ ذلک لہم فان رضیتم فاَقِرُّوا
و ان کرہتم فغیِّرُوا اَوْ قال لا تُقِرُّوا شک ابو محصن قالوا
و ننقِم علیک انک استعملتَ السُّفہاءَ
اَقارِبَکَ قال فلیقُم اہل کُلِّ مصرٍ
لیسئلونی صاحِبَہم الذی یُحِبُّونہ فاَستعمِلُہ

کے وقت معینہ پر جمع ہوئے تو اُن سے عثمان نے کہا کہ کس بات پر آپ لوگ مجھ سے ناراض ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ سے ناراض ہیں اس وجہ سے کہ آپ نے عمّار کو مارا۔ کہا کہ عثمان نے جواب دیا کہ سعد اور عمار آئے میں نے دونوں کے پاس پیغام بھیجا تو سعد واپس ہوگئے اور عمار نے واپسی سے انکار کر دیا تو میرا پیغام لے جانے والا عمار سے اُلجھ گیا بغیر میرے حکم کے۔ تو خدا کی قسم نہ میں نے حکم دیا اور نہ اس سے خوش ہوا۔ سو یہ میرا ہاتھ ہے عمّار کے لئے اُس کو چاہیئے کہ صبر کرے۔ ابو محصن نے کہا یعنی قصاص لے لے۔ انہوں نے کہا ہم آپ سے ناراض ہیں اس وجہ سے کہ آپ نے حروفِ متعددہ کو (یعنی روایاتِ متعددہ کو) حرفِ واحد بنا دیا۔ عثمان رضؓ نے کہا کہ میرے پاس حُذَیفہؓ آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ تم کیا کروگے جب کہا جائے گا کہ یہ قراءت فلاں کی ہے اور یہ قراءت فلاں کی اور یہ قراءت فلاں کی ہے۔ جیسا کہ اہلِ کتاب نے ایک دوسرے سے اختلاف کیا۔ تو اگر یہ صواب ہے تو اللہ کی طرف سے اور اگر خطا ہے تو حُذَیفہ کی طرف سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم تم پر اس وجہ سے ناراض ہیں کہ تم نے حمیٰ بنا دیا (ایک قطعہ زمین کو چراگاہ قرار دے دیا ایک خاص قبیلہ کے لئے) عثمان رضؓ نے کہا کہ میرے پاس قریش کے لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ عرب میں کوئی قوم ایسی نہیں جس کے پاس ایک خاص قطعہ چراگاہ کے لئے نہ ہو سوائے ہمارے تو میں نے اُس کو اُن کے لئے مقرر کر دیا تو اگر تم راضی ہو تو برقرار رہنے دو اور اگر تم اُس کو بُرا سمجھتے ہو تو بدل دو یا یہ کہا کہ برقرار نہ رکھو۔ ابو محصن نے شک کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا اور ہم آپ سے اس لئے ناراض ہیں کہ آپ نے عامل بنایا بے عقل لوگوں کو جو آپ کے رشتہ دار ہیں۔ عثمان رضؓ نے کہا تو چاہیئے کہ ہر شہر والے مجھ سے سوال کریں کہ ہم فلاں کو پسند کرتے ہیں اس کو عامل بنایا جائے تو میں اُس کو اُن پر عامل بنا دوں گا

علیہم و اعزل عنہم الذی یکرھون قال فقال اھل البصرۃ رضینا بعبداللہ بن عامر فاقرہ علینا وقال اھل الکوفۃ اعزل سعیدا او قال الولید شک ابو محصن واستعمل علینا ابا موسیٰ ففعل وقال اھل الشام قد رضینا بمعاویۃ فاقرہ علینا وقال اھل مصر اعزل عنا ابن ابی سرح واستعمل علینا عمرو بن العاص ففعل قال فما جاؤا بشیء الا خرج منہ قال فانصرفوا راضین فبینما بعضہم فی بعض الطریق اذ مر بہم راکب فاتہموہ ففتشوہ فاصابوا معہ کتابا فی اداوۃ الی عاملہم ان خذ فلانا و فلانا فاضرب اعناقہم قال فرجعوا فبدؤا بعلی فجاء معہم الی عثمان فقالوا ھذا کتابک وھذا خاتمک فقال عثمان واللہ ما کتبت ولا علمت ولا امرت قال فمن تظن قال ابو محصن تتہم قال اظن کاتبی غدر واظنک بہ یا علی قال فقال لہ علی ولم تظننی بذاک قال لانک مطاع عند القوم قال ثم لم تردہم عنی قال فابی القوم والحوا علیہ حتی حصروہ قال فاشرف علیہم وقال

اور جس عامل کو وہ ناپسند کرتے ہیں اس کو معزول کردوں گا تو بصرہ والوں نے کہا کہ ہم راضی ہیں عبداللہ بن عامر سے تو اس کو ہم پر برقرار رکھئے اور اہلِ کوفہ نے کہا کہ سعید کو معزول کیجئے یا ولید کو کہا۔ ابو محصن نے شک کیا اور ہم پر ابو موسیٰ کو عامل بنایئے تو انہوں نے ایسا کر دیا اور اہلِ شام نے کہا کہ ہم معاویہ سے راضی ہیں ان کو ہم پر برقرار رکھئے۔ اور اہلِ مصر نے کہا کہ ابن ابی سرح کو معزول کیجئے اور ہم پر عمرو بن العاص کو عامل بنایئے۔ تو ایسا کر دیا۔ راوی نے کہا کہ انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا مگر یہ کہ عثمان رضؓ اس سے نکل گئے، کہا کہ پھر یہ لوگ واپس ہوگئے خوش ہو کر۔ پھر اس دوران میں کہ ان میں کے بعض لوگ ابھی راستہ ہی میں تھے کہ ایک شتر سوار اُن کے پاس سے گذرا ان کو اس پر شک ہوا تو انہوں نے اس کی تلاشی لی تو اُن کو اس کے پاس سے ایک خط برتن میں رکھا ہوا ملا جو اُن کے عامل کے نام تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ فلاں اور فلاں کو گرفتار کر و پھر اُن کی گردن مار دو۔ بیان کیا کہ یہ لوگ پھر واپس لوٹ آئے اور پہلے علی رضؓ کے پاس آئے، پھر علی رضؓ ان لوگوں کے ساتھ عثمانؓ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا خط ہے اور یہ آپ کی مُہر ہے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ خدا کی قسم نہ میں نے لکھا اور نہ مجھے اس کا علم ہوا ہے اور نہ میں نے کسی کو لکھنے کا حکم دیا۔ علی رضؓ نے کہا کہ پھر آپ کس پر گمان کرتے ہیں۔ ابو محصن نے کہا یعنی کس کو متہم قرار دیتے ہیں۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میرے کاتب نے فریب کیا اور اے علی میرا گمان تمہاری طرف بھی ہے۔ کہا کہ اس پر اُن سے علی رضؓ نے کہا کہ میری طرف آپ کو کس وجہ سے گمان ہوا؟ کہا اس وجہ سے کہ یہ لوگ آپ کی اطاعت کرتے ہیں مگر تم نے اُن کو مجھ سے نہیں ہٹایا۔ کہا کہ پھر قوم نے عثمان کے جواب کو نہ مانا اور اس پر اَڑ گئے۔ یہاں تک کہ ان کا محاصرہ کر لیا راوی نے کہا کہ پھر عثمان نے اوپر چڑھ کر اُن سے کہا کہ کس وجہ سے تم میرا خون حلال قرار دے رہے ہو۔ خدا کی قسم کسی مسلمان

بم تستحلّون دمی فواللہ ما احلّ دمُ
امرءٍ مسلمٍ الّا باحدیٰ ثلٰثٍ مُرتدٌّ
عن الاسلامِ او ثیّبٌ زانٍ او
قاتلُ نفسٍ فواللہ ما عملتُ شیئًا
منھن فی منذ اسلمتُ قال فالح القوم
علیہ قال وناشد عثمانُ الناس ان لاتراق
فیہ محجمۃٌ من دمٍ فلقد رأیتُ ابنَ
الزبیر یخرج علیھم فی کتیبتہٖ حتی یھزمھم
ولو شاءوا ان یقتلوا منھم لقتلوا وقال
رأیتُ سعید بنَ الاسود البختری وانہ
لیضربُ رجلاً بعرضِ السیفِ لو شاءَ
ان یقتلہ لقتلہ ولکن عثمانَ عزم علی
الناسِ فامسکوا قال فدخل علیہ
ابوعمرو بن بدیل الخزاعی والتجیبی قال
فطعنہ احدھما بمشقصٍ فی اوداجہ
وعلاہُ الآخر بالسیف فقتلوہ ثم انطلقوا ھرابًا یسیرون باللیل
ویکمنون بالنھار حتی اتوا بلداً بین مصر والشام قال فکمنوا فی
غارٍ قال فجاء نبطیٌّ من تلک البلاد معہ حمارٌ قال فدخل
ذبابٌ فی منخرِ الحمار قال فنفر حتی دخل علیھم الغار وطلبہ
صاحبہ فرآھم فانطلق الی عامل
معاویۃ قال فاخبرہ بھم قال فاخذھم
معاویۃ فضرب اعناقھم اما اثبات
ذی النورین حقیّتِ جانب خود را
باوضح بیان وکشف ذی شبہاتِ
قوم را تا آنکہ ملزم شدند وحجت
بر ایشان قائم گشت پس بروایات

کا خون حلال نہیں ہوتا مگر تین میں سے ایک بات سے یا تو اسلام سے پھر جانے والے سے یا شادی شدہ زانی سے یا کسی نفس کے قاتل سے۔ تو واللہ میں نے ان میں سے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس دن سے اسلام لایا ہوں، کہا کہ پھر قوم کے لوگ اسی پر اڑے رہے۔ راوی نے کہا کہ عثمانؓ نے لوگوں کو اس بات کی قسم دی کہ پچھنے سے نکلنے والے خون کے برابر بھی اس بارے میں کسی کا خون نہ بہایا جائے۔ چنانچہ واللہ میں نے ابن الزبیر کو دیکھا کہ وہ ان پر لشکر ساتھ لے کر نکلتے تھے تاکہ ان کو بھگا دیں اور اگر چاہتے تو ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کر دیتے۔ اور کہا کہ میں نے سعید بن الاسود البختری کو دیکھا اس حال میں کہ وہ ایک شخص کے تلوار مار رہے تھے چوڑائی کی جانب سے، اگر وہ اس کو قتل کرنا چاہتے تو قتل کر دیتے۔ لیکن عثمان رضؓ نے لوگوں پہ بندش لگا دی تھی (کہ کسی کو قتل نہ کریں) اس لئے رک رہے تھے۔ راوی نے کہا کہ پھر عثمان رضؓ کے پاس ابوعمرو بن بدیل الخزاعی اور تجیبی پہنچے کہ اُن میں سے ایک نے چوڑی بھال کی برچھی سے اُن کی گردن کی رگوں پر چوکا لگایا اور دوسرے نے ان پر تلوار سے حملہ کیا اور اُن کو قتل کر دیا۔ پھر یہ لوگ بھاگتے ہوئے نکل گئے۔ یہ لوگ رات میں سفر کرتے اور دن میں چھپتے رہے یہاں تک کہ مصر اور شام کے درمیان ایک شہر میں پہنچے۔ راوی نے بیان کیا یہ لوگ ایک غار میں چھپ گئے (اتفاق یہ ہوا کہ) ان شہر کے رہنے والوں میں سے ایک نبطی ادھر آیا، اس کے ساتھ ایک گدھا تھا اس کے نتھنے میں مکھیاں گھس گئیں اور وہ گھبرا کر بھاگا یہاں تک کہ اُن لوگوں کے پاس غار میں جا پہنچا اور اس کا مالک اس کی طلب میں پہنچا۔ اُس نے ان لوگوں کو دیکھا تو وہ معاویہ کے عامل کے پاس پہنچا اور اُس کو اُن لوگوں کی خبر پہنچا دی۔ کہا کہ پھر ان کو معاویہ نے پکڑ لیا اور ان کی گردنیں مار دیں۔ رہا حضرت ذوالنورین کا اپنے حق پر ہونے کو واضح بیان کے ساتھ ثابت کرنا اور قوم کے شبہات کو اس حد تک دفع کر دینا کہ وہ لوگ ملزم ہو گئے اور اُن پر

چند تقریر کنیم۔ آخرج ابو بکر من طریق عبد الملک بن ابی سلیمانَ قال سمعتُ ابا لیلے الکندی یقول رائیتُ عثمانَ اطلعَ الی الناس وہو محصورٌ فقال یا ایہا الناسُ لاتقتلونی و استعتبوا فواللہِ لئن قتلتموني لاتقاتلونَ جمیعًا ابدًا ولا تجاہدونَ عدوًّا ابدًا ولتختلفنَّ حتی تصیروا ہکذا وشبک بین اصابعہ یٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ شِقَاقِیۡۤ اَنۡ یُّصِیۡبَکُمۡ مِّثۡلُ مَاۤ اَصَابَ قَوۡمَ نُوۡحٍ اَوۡ قَوۡمَ ہُوۡدٍ اَوۡ قَوۡمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوۡمُ لُوۡطٍ مِّنۡکُمۡ بِبَعِیۡدٍ ۝ قال و ارسل الٰی عبد اللہ بن سلام فسألہ فقال الکفَّ الکفَّ فانہ ابلغُ لک فی الحجۃِ فدخلوا علیہ فقتلوہ۔ واخرج ابو بکر عن ابن عون عن محمد بن سیرین قال اشرف علیہم عثمانُ من القصر فقال ائتونی برجلٍ اُتالیہ کتاب اللہِ فاتوہ بصعصعۃَ بن صوحانَ وکان شابًّا فقال اما وجدتم احدًا تأتونی بہ غیر ہذا الشابّ قال فتکلم صعصعۃُ بکلام فقال لہ عثمان اتلُ فقال اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۨ فقال کذبتَ لیس لک ولا لاصحابک

حجت قائم ہو گئی تو اس کی تقریر ہم چند روایات سے کرتے ہیں۔ بیان کیا ابوبکر نے بروایت عبد الملک بن ابی سلیمان انہوں نے کہا کہ میں نے سُنا ابو لیلےٰ کندی سے کہ عثمان رضی اللہ عنہ اُوپر سے لوگوں کے سامنے آئے جب کہ وہ محصور تھے اور فرمایا کہ اے لوگو! مجھے قتل نہ کرو، صلح جوئی کرو۔ واللہ اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو جماعت بن کر کبھی قتال نہ کر سکو گے اور کبھی کسی دشمن پر جہاد نہ کر سکو گے اور تم ٹکڑے ہو جاؤ گے یہاں تک کہ اس طرح ہو جاؤ گے اپنی انگلیاں کھول کر دکھائیں یٰقَوۡمِ لَا یَجۡرِمَنَّکُمۡ الخ (۱۱: ۸۹) اے میری قوم مجھ سے ضد (اور عداوت) تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم پر بھی اسی طرح کی مصیبتیں آپڑیں جیسی قوم نوح یا قوم ہود یا قوم صالح پر پڑی تھیں اور قوم لوط تو (ابھی) تم سے بہت دور (زمانہ) میں نہیں ہوئی۔ کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے عبد اللہ بن سلام کو بلایا اور ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ قتال سے رُکنا ضروری ہے۔ یہ تمہارے لئے حجت بالغہ ہو گی پھر دشمن آگھسے اور اُن کو قتل کر دیا۔ اور ابوبکر نے ابن عون سے انہوں نے محمد بن سیرین سے روایت کیا۔ کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو قصر کے اوپر سے دیکھا اور کہا کہ میرے پاس کسی ایسے شخص کو لاؤ جس کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت کروں۔ تو لوگ آپ کے پاس صَعۡصَعَۃ بن صوحان کو لائے اور وہ ایک نوجوان تھا تو فرمایا کہ کیا تمہیں اس نوجوان کے سوا اور کوئی نہیں ملا جس کو میرے سامنے لاتے۔ کہا کہ پھر صعصعہ نے کچھ گفتگو کی۔ تو اُس سے عثمان نے کہا تلاوت کر تو اُس نے کہا اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ تا قَدِیۡرُ (۲۲: ۳۹) (اب لڑنے کی) اُن لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر (بہت) ظلم کیا گیا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اُن کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔" آپ نے فرمایا کہ تو نے جھوٹ بولا (کہ اس آیت سے تمہارے لئے مجھ سے قتال کی اجازت مل گئی) یہ آیت تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے نہیں لیکن یہ میرے اور میرے اصحاب کے لئے ہے۔ پھر عثمان نے تلاوت کی اُذِنَ لِلَّذِیۡنَ یُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّہُمۡ ظُلِمُوۡا وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِہِمۡ لَقَدِیۡرُ ۝ یہاں تک کہ پہنچے وَالِی

ولکنہا لی ولاصحابی ثم تلا عثمان
اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ
ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ
لَقَدِیْرٌ حتی بلغ وَاِلَی اللّٰهِ عَاقِبَةُ
الْاُمُوْرِ واخرج ایضا عن ابن سیرین
قال جاء زید بن ثابت الی عثمان فقال
ہذہ الانصار بالباب قالوا ان شئتَ
ان نکون انصارَ اللّٰہ مرتین فقال
اما قتالٌ فلا۔ واخرج ایضاً عن الحسن
قال اتت الانصارُ عثمانَ فقالوا یا امیر المومنین
ننصر اللّٰہ مرتین نصرنا رسولَ اللّٰہ صلی
اللّٰہ علیہ وسلم وننصرک قال لا حاجۃ
لی فی ذلک ارجعوا قال الحسنُ واللّٰہ
لو ارادوا ان یمنعوہ باردیتہم لمنعوہ
واخرج الترمذی عن ابی اسحٰق عن
ابی عبد الرحمن السلمی قال لما حُصِرَ
عثمانُ اشرف علیہم فوق دارہ ثم قال
اذکرکم باللّٰہ ہل تعلمون ان حراء
حین انتفض قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ
علیہ وسلم اثبت حراء فلیس علیک الا
نبیٌّ او صدیقٌ او شہیدٌ قالوا نعم
قال اذکرکم باللّٰہ ہل تعلمون ان رسول
اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال فی جیش
العسرۃ من ینفق نفقۃً متقبلۃً والناس
مجہدون معسرون فجہزتُ ذلک

اللّٰہ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ تک۔ اور نیز ابن سیرین سے یہ روایت
کی ہے کہا کہ زید بن ثابت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ یہ انصار دروازے
پر موجود ہیں۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ اگر آپ چاہیں کہ ہم اللہ کے انصار دو
مرتبہ بنیں تو ہم حاضر ہیں۔ تو آپ نے کہا اگر مقصد قتال ہے تو اجازت
نہیں۔ اور نیز حسن سے روایت ہے کہ انصار عثمانؓ کے پاس آئے اور
انہوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم اللہ کی دو مرتبہ مدد کرنا چاہتے ہیں
ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور اب آپ کی مدد کریں گے۔ تو
عثمان رضؓ نے کہا کہ مجھے اس کی حاجت نہیں واپس ہو جاؤ۔ حسن نے کہا
کہ واللہ اگر وہ ارادہ کرتے کہ ان کی حفاظت اپنی چادروں (یعنی تلوار) سے
سے کریں تو یقیناً اُن کی حفاظت کرتے۔ اور ترمذی نے ابو اسحٰق سے
روایت کی اس نے ابو عبد الرحمن سلمی سے، کہا کہ جب عثمان رضؓ محصور ہوئے
تو اپنے قصر کے اُوپر سے لوگوں کے سامنے آئے پھر فرمایا کہ میں تم کو خدا
کی قسم دے کر یاد دلاتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ جب کوہِ حراء ہلنے لگا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا برقرار رہ اے حراء تیرے
اوپر کوئی نہیں بجز نبی اور صدیق اور شہید کے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں
فرمایا کہ میں تم کو خدا کی قسم کے ساتھ یاد دلاتے ہوئے پوچھتا ہوں کیا
تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیشِ عسرت (یعنی
جنگِ تبوک) میں فرمایا تھا کون خرچ کرے گا ایسا خرچ جو مقبول شدہ
ہو اور حال یہ تھا کہ لوگ مشقت اٹھا رہے تھے تنگدست تھے تو میں
نے اس لشکر کو پورا سامان دیا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! پھر فرمایا کہ میں اللہ کو یاد دلا کر پوچھتا ہوں
کہ کیا تم جانتے ہو رومہ کو کہ بغیر قیمت دیئے کوئی اس کا پانی نہیں پی سکتا تھا تو میں نے اس کو
خریدا اور اس کو تونگر اور فقیر اور مسافر سب کے لئے عام کر دیا؟ لوگوں نے کہا ہاں بیشک پھر
اور چند چیزوں کو انھوں نے شمار کرایا۔ اور نیز روایت کی ابو مسعود جریری سے وہ ثمامہ بن حزن
قشیری سے کہ میں دارِ عثمان کے سامنے موجود تھا جب کہ عثمانؓ اوپر سے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوئے
اور فرمایا کہ میرے پاس اپنے اُن دونوں ساتھیوں کو لاؤ جنہوں نے
تم کو مجھ سے لپٹا رکھا ہے۔ کہا تو ان دونوں کو لایا گیا گویا کہ وہ دو اونٹ

الجیش قالوا نعم قال اذکرکم باللہ ہل
تعلمون رومۃ لم یکن یشرب منہا
احد الا بثمن فابتعتہا فجعلتہا للغنی و
الفقیر و ابن السبیل قالوا اللہم نعم
واشیاء عددہا۔ واخرج ایضاً
عن ابی مسعود الجریری عن ثمامۃ بن
حزن القشیری قال شہدت الدار
حین اشرف علیہم عثمان فقال ائتونی
بصاحبیکم الذین البّاکم علیّ قال
فجئ بہما کانہما جملان او کانہما حماران
قال فاشرف علیہم عثمان فقال
انشدکم باللہ و الاسلام ہل تعلمون
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قدم المدینۃ ولیس بہا ماء یستعذب
لہ غیر بیر رومۃ فقال من یشتری
بیر رومۃ فیجعل دلوہ مع دلاء المسلمین
بخیر لہ منہا فی الجنۃ فاشتریتہا
من صلب مالی فانتم الیوم تمنعونی
ان اشرب منہا حتی اشرب من
ماء البحر قالوا اللہم نعم فقال انشدکم
باللہ و الاسلام ہل تعلمون ان
المسجد ضاق باہلہ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من یشتری بقعۃ
آل فلان فیزیدہا فی المسجد بخیر لہ
منہا فی الجنۃ فاشتریتہا من صلب

تھے یا گویا کہ وہ دو گدھے تھے۔ کہا کہ پھر عثمان لوگوں کے سامنے اوپر
سے ظاہر ہوئے اور فرمایا کہ میں تم کو اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا
ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے
اور یہاں بیر رومہ کے سوا اور کسی کنویں کا پانی خوشگوار نہیں تھا تو
آپ نے فرمایا کہ جو شخص بیر رومہ کو خرید دے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں
کے ڈولوں کے برابر کے مرتبہ کا قرار دے وہ جنت میں اس خیر کی
جزا پائے گا تو میں نے اس کو اپنے رأس المال سے خریدا اور
آج تم مجھ ہی کو روک رہے ہو کہ میں اس کا پانی پیوں یہاں تک
کہ میں دریا کا پانی پی رہا ہوں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ پھر
کہا کہ میں اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو
کہ مسجد نبوی اہل مسجد کے لئے تنگ تھی تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص آل فلاں کا مکان خرید کر اس کو مسجد میں
اضافہ کرے گا وہ جنت میں اس خیر کی جزاء پائے گا تو میں نے
اس کو اپنے رأس المال سے خریدا اور آج تم مجھے اس میں دو رکعت
نماز پڑھنے سے روک رہے ہو۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ کہا کہ
میں تم سے اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے
ہو کہ میں نے (جنگ تبوک میں) جیش عسرت کو اپنے مال میں سے
تمام سامان دیا تھا۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ کہا کہ میں تم سے
اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثبیر مکہ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر اور
عمر تھے اور میں، تو پہاڑ حرکت کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے پتھر
نشیب میں لڑھک کر گرے۔ کہا کہ پھر آپ نے اس پر اپنا پاؤں
مارا اور فرمایا ساکن اسے ثبیر! تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق
اور دو شہید ہی تو ہیں۔ لوگوں نے کہا یا اللہ بیشک۔ آپ نے
کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم لوگوں نے میرے حق میں شہادت دی،

مالي و انتم اليوم تمنعوني ان اصلي
فيها ركعتين قالوا اللهم نعم قال
انشدكم بالله و بالاسلام هل
تعلمون اني جهزت جيش العسرة
من مالي قالوا اللهم نعم قال انشدكم
بالله و بالاسلام هل تعلمون ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم كان
على ثبير مكة ومعه ابوبكر وعمر
وانا فتحرك الجبل حتى تساقط حجارته
بالحضيض قال فركضه برجله فقال
اسكن ثبير فانما عليك نبي وصديق
وشهيدان قالوا اللهم نعم قال
الله اكبر شهدوا لي ورب الكعبة
اني شهيد ثلثا و اخرج احمد من
طريق يحيى بن سعيد عن ابي امامة
بن سهل قال كنا مع عثمان وهو
محصور في الدار فدخل مدخلا كان
اذا دخله يسمع كلامه من على البلاط
قال فدخل ذلك المدخل وخرج الينا
وقال انهم يتوعدونني بالقتل آنفا
قال قلنا يكفيكهم الله يا امير المومنين قال
وبم يقتلوني سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول لا يحل دم
امرء مسلم الا باحدى ثلث رجل
كفر بعد اسلامه او زنا بعد احصانه

میں شہید ہوں۔ تین مرتبہ کہا۔ اور احمد نے روایت کیا بسند یحییٰ
بن سعید ابوامامہ بن سہل سے۔ انہوں نے کہا کہ ہم عثمان کے ساتھ
تھے جب وہ قصر میں محصور تھے تو وہ ایک اندر جانے کی جگہ میں داخل
ہوئے اور ہماری طرف نکلے اور کہا کہ یہ لوگ ابھی مجھے قتل کی دھمکیاں
دے رہے ہیں۔ کہا، تو ہم نے کہا کہ آپ کے لئے اُن کے مقابلہ پر اللہ
کافی ہے اے امیر المومنین۔ آپ نے کہا آخر یہ لوگ کس بناء پر مجھے قتل
کریں گے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے
تھے کہ کسی مسلمان کا خون حلال نہیں ہوتا مگر تین میں سے ایک بات کی
وجہ سے۔ کوئی شخص اسلام کے بعد کفر کرے یا زنا کرے بعد شادی شدہ
ہونے کے یا اُس نے کسی نفس کو قتل کیا تو ان صورتوں میں قتل کیا
جائے گا تو واللہ جب سے مجھے اللہ عزوجل نے ہدایت کی میں نے
کبھی پسند نہیں کیا کہ اپنے دین کا کوئی بدل اختیار کروں اور میں نے
کبھی زنا نہیں کیا جاہلیت میں نہ اسلام میں اور نہ میں نے کسی نفس
کو قتل کیا تو کس بناء پر مجھے وہ قتل کریں گے۔ اور احمد نے روایت
کیا بسند اوزاعی محمد بن عبدالملک بن مروان سے کہ انہوں نے
روایت کیا مغیرہ بن شعبہ سے کہ وہ عثمان کے پاس پہنچے جب کہ وہ
محصور تھے اور کہا کہ آپ عام مسلمانوں کے امام ہیں اور جو ابتلاء آپ
پر نازل ہوا وہ آپ دیکھ رہے ہیں۔ اور میں تین بہتر تجویزیں آپ
کے سامنے پیش کرتا ہوں اُن میں سے ایک کو آپ اختیار کر لیجئے۔
یا تو آپ نکلیں اور اُن سے قتال کریں بلاشبہ آپ کے ساتھ بڑی
تعداد اور قوت ہے اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل پر اور (۲) یا آپ اپنے
لئے اس دروازے کے علاوہ جس پر لوگ موجود ہیں دوسرا دروازہ
کھول لیں پھر اپنی سواریوں پر بیٹھ کر مکہ پہنچ جائیں تو جب تک آپ
وہاں رہیں گے یہ لوگ ہرگز آپ کا خون حلال نہیں قرار دیں گے اور
یا (۳) پھر آپ شام پہنچ جائیں کیونکہ وہ لوگ اہل شام ہیں (یعنی بہادر

او قتلَ نفساً فقتِل بها فو اللّٰہ
ما احببتُ ان لی بدینی بدلاً منذ ہدانی
اللّٰہُ عزوجلَّ ولا زنیتُ فی جاہلیۃٍ
ولا اسلامٍ قطُّ ولا قتلتُ نفساً فبمَ
یقتلونی۔ واخرج احمد من طریق
الاوزاعی عن محمد بن عبد الملک
ابن مروان انہ حدثہ عن المغیرۃ بن
شعبۃ انہ دخل علی عثمانَ وہو محصورٌ
فقال انک امام العامّۃِ وقد نزلَ
بکَ ماترٰی وانی اَعرِضُ علیکَ خصالاً
ثلثاً اِختَر احدٰہنّ اِمّا ان تخرُجَ
فتقاتِلہم فانّ معکَ عدداً وقوۃً و
انتَ علی الحقِّ وہم علی الباطل واِمّا
ان تخرق لکَ باباً سوی الباب الذی
ہم علیہ فتقعدَ علی رواحِلِکَ فتلحق بمکۃ
فانہم لن یستحلوکَ وانتَ بہا وَ اِمّا
ان تلحقَ بالشام فانہم اہل الشام و
فیہم معاویۃُ فقال عثمانُ فامّا ان
اخرجَ فاقاتلَ فلن اکونَ اولَ من
خلفَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
فی امتہٖ بسفکِ الدماءِ واَمّا ان اخرج
الی مکۃ فانہم لن یستحلونی بہا فانی
سمعتُ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
یقول یُلحِدُ رجلٌ من قریش بمکۃ
یکون علیہ نصفُ عذابِ العالَمِ فلن اکونَ

اور وفادار) اور اُن میں معاویہ موجود ہے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ یہ بات کہ
میں نکل کر قتال کروں تو میں ایسا پہلا خلیفہ بننا ہرگز نہیں بننا چاہتا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی امت میں جو اُن کے خون
بہائے اور رہی یہ بات کہ میں مکہ کی طرف چلا جاؤں تو وہ ہرگز میرا
خون وہاں حلال نہ سمجھیں گے تو میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ قریش میں کا ایک شخص مکہ میں کج روی اختیار کرے
گا جس پر کل عالم کے نصف کے برابر عذاب ہوگا تو میں ہرگز وہ شخص بننا
نہیں چاہتا۔ رہی یہ بات کہ میں شام چلا جاؤں کہ وہ اہل شام ہیں اور
اُن میں معاویہ ہے تو میں ہرگز اپنے دار ہجرت اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے جوار سے جُدا نہ ہوں گا۔ اور احمد نے روایت کیا
بہ سندِ ابوعوانہ عمر بن جاوان سے، کہا کہ احنف نے بیان کیا کہ ہم
حج کے لئے چلے۔ جب ہم مدینہ سے گذرنے لگے تو ابھی ہم اپنی منزل
ہی میں تھے کہ ہمارے پاس ایک آنے والا آیا اور اُس نے کہا کہ مسجد میں
لوگوں میں گھبراہٹ پھیل رہی ہے تو میں اور میرا ساتھی چلے۔ دیکھا
کہ لوگ مسجد میں چند لوگوں کے سامنے جمع ہیں، کہا کہ پھر میں اُن کے
بیچ میں سے گذرتا ہوا چلا یہاں تک کہ ان کے پاس جا کھڑا ہوا۔ دیکھا کہ
علی بن ابی طالب اور زبیر اور طلحہ اور سعد بن ابی وقاص رضوان
اللہ علیہم ہیں۔ کہا کہ فوراً ہی سرعت کے ساتھ چلتے ہوئے عثمان رضی
اللہ عنہ مسجد میں پہنچے اور لوگوں سے پوچھا کہ کیا یہاں علی ہیں؟ لوگوں
نے کہا کہ ہاں، کہا کیا یہاں زبیر ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کیا یہاں
طلحہ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں کہا کیا یہاں سعد ہیں؟ لوگوں نے کہا
کہ ہاں (پھر اُن سے ملے اور) اور فرمایا میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر
پوچھتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کوئی بنی فلاں کے تھان (یعنی جانوروں
کے رکھنے کی جگہ) کو خریدے گا اللہ تعالیٰ اسکی مغفرت کردے گا تو میں

أَنَا إِيَّاهُ وَامَّا ان الحقَّ بالشام فانهم
اهلُ الشام وفيهم معاويةُ فلن افارقَ
دارَ ہجرتے ومجاورةَ رسولِ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم - واخرج احمد من
طریق ابی عوانۃ عن عمر بن جاوان
قال قال الاحنفُ انطلقنا حُجَّاجًا فمررنا
بالمدینۃ فبینما نحنُ فی منزلنا اذ
جاءنا آتٍ فقال الناسُ من فزعٍ
فی المسجد فانطلقتُ انا وصاحبی فاذا
الناسُ مجتمعونَ علی نفرٍ فی المسجدِ
قال فتخللتُهم حتی قمتُ علیہم فاذا علی
ابن ابی طالب والزبیرُ وطلحۃُ وسعدُ
ابن ابی وقاص رضوان اللہ علیہم قال
فلم یکن ذلک باسرع من ان
جاء عثمان رضی اللہ عنہ یمشی فقال
أَ ھٰہنا علیٌّ قالوا نعم قال اھٰہنا الزبیرُ
قالوا نعم قال اھٰہنا طلحۃ قالوا
نعم قال اھٰہنا سعدٌ قالوا نعم قال
انشدکم باللہ الذی لا الہ الا ھو
أتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال من یبتاعُ مربدَ
بنی فلان غفر اللہُ لہ فابتعتُہ فأتیتُ
رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلتُ
انی قد ابتعتُہ فقالَ اجعلہ فی
مسجدنا واجرُہ لک قالوا نعم

نے اسس کو خرید لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
کہا کہ میں نے اس کو خرید لیا ہے تو فرمایا کہ اس کو ہماری مسجد میں
شامل کر دو اور اس کا اجر تیرے لئے مقرر ہے۔ توان سب نے کہا
ہاں۔ کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے سوا
کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ کون خریدے گا بیر رومہ کو تو میں نے اسس کو اتنے
میں اور اتنے میں خریدا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں نے اسس کو خرید لیا ہے یعنی بیر رومہ
کو تو فرمایا کہ اسس کو تمام مسلمانوں کے پینے کے لئے عام کر دو اور
اجر تمہارے مقرر ہوگا۔ اُن سب نے کہا ہاں۔ کہا کہ میں تم کو
اللہ کا واسطہ دے کر جس کے سوا کوئی معبود نہیں پوچھتا ہوں
کہ تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیش عسرت
کے دن قوم کے چہروں پر نظر ڈالی۔ اور فرمایا کہ جو ان کو سامان
دے گا اللہ اس کی مغفرت کرے گا تو تمام سامان میں نے
دیا تھا یہاں تک کہ مہار (ناک کی نکیل کی رسی) اور گلے کی
رسی کی ضرورت بھی باقی نہ چھوڑی۔ انہوں نے کہا یا اللہ
بیشک۔ عثمانؓ نے کہا یا اللہ تو گواہ رہ یا اللہ تو گواہ رہ یا اللہ تو گواہ رہ
پھر لوٹ گئے۔ اور احمد نے روایت کیا بسند ابو عبادہ زرقی
زید بن اسلم سے اُس نے اپنے باپ سے۔ کہا کہ میں حاضر
تھا عثمان کے پاس جس دن اُن کا محاصرہ کیا گیا تھا موضع
الجنائز میں۔ اور (وہاں اتنی بھیڑ تھی کہ) اگر کوئی پتھر ڈالا جاتا
تو وہ نہ گرتا مگر کسی شخص کے سر پر۔ تو میں نے دیکھا عثمان
کو کہ انہوں نے اُس کھڑکی سے جو مقام جبرئیل علیہ السلام
سے نزدیک ہے جھانکا اور کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟
تو سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ ہے؟

قال انشدکم باللہ الذی لا الہ الا ہو
اتعلمونَ ان رسولَ اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال من یبتاعُ بیر رُومۃَ
فابتعتُہا بکذا وکذا فاتیتُ رسولَ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فقلتُ انی
قد ابتعتُہا یعنی بیر رومۃ فقالَ اجعلہاَ
سِقَایَۃً للمسلمین وَأجرُ ہا لک
قالوا نعم قال انشدکم باللہ الذی
لا الہ الا ہو اتعلمونَ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نظر فی وجوہ القوم
یوم جیشِ العُسْرَۃِ قال من یُجَہِّزُ
ہٰؤلاءِ غفر اللہُ لہ فجہزتُہم حتیٰ مایفقدون
خِطَامًا ولا عِقَالاً قالوا اللّٰہم نعم قال
اللّٰہم اشہد اللّٰہم اشہد اللّٰہم
اشہد ثم انصرفَ۔ واخرج
احمد من طریق ابی عبادۃ الزرقی عن
زید بن اسلم عن أبیہ قال
شہدتُ عثمانَ یومَ حُوصِرَ فی موضع
الجنائز ولو اُلقِیَ حجرٌ لم یقع الاَّ
علی راٴسِ رجلٍ فراٴیتُ عثمان اشرفَ
مِنَ الخوخۃِ التی تلی مقامَ جبرئیل علیہ
السلامُ فقال یا ایہا الناسُ أفیکمُ
طلحۃ فَسَکَتُوا ثم قال ایہا الناس
أفیکم طلحۃ فسکتوا ثم قال ایہا الناسُ
أفیکم طلحۃ فقام طلحۃ بن عبید اللہ فقال

پھر سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں طلحہ
ہے؟ پھر سب خاموش رہے۔ پھر کہا اے لوگو کیا تم میں
طلحہ ہے؟ تو طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہوئے۔ تو اُن سے
عثمان نے کہا کیا میں تم کو یہاں (پہلے سے موجود) نہیں دیکھ رہا
ہوں۔ میرا خیال یہ نہیں تھا کہ تم کسی قوم کی جماعت میں موجود
ہوتے ہوئے میری آواز کو سنو گے تین مرتبہ پکارنے کے بعد
پھر بھی مجھے جواب نہ دو گے۔ اے طلحہ میں تم کو خدا کا واسطہ
دیکر کہتا ہوں کیا تم کو اُس دن کی بات یاد ہے جب کہ میں اور
تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے اور ایسے
مقام میں تھے اور آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب میں
سے میرے اور تمہارے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ طلحہ نے
کہا ہاں! پھر تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہا اے طلحہ کوئی نبی نہیں ہوا مگر اُس کے ساتھ اُس
کے اصحاب میں سے اُس کی اُمت میں سے ایک رفیق ہوتا
ہے جو جنت میں اس کے ساتھ ہوگا اور یہ عثمان "آپ
مجھ سے ہی مراد لے رہے تھے" میرا رفیق ہے جنت میں
میرے ساتھ ہوگا۔ طلحہ نے کہا یا اللہ بیشک اور پھر عثمانؓ
لوٹ گئے۔ اور اُن تمام اشکالات میں سے جو کہ امیر المومنین
عثمان رضی اللہ عنہ پر وارد کرتے ہیں ایک یہ ہے کہ مخالفین
اُن کے اعمالِ سابقہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس صورت سے
کہ وہ غزوۂ بدر میں حاضر نہ ہوئے اور اُحد میں فرار کر گئے
اور بیعتِ رضوان میں غائب تھے۔ عبداللہ بن عمر نے
نہایت عمدہ طریق پر اس کا جواب دیا۔ بخاری نے روایت
کی عثمان سے جو ابن موہب ہے کہا کہ اہل مصر میں سے ایک
شخص آیا اور اُس نے حج بیت اللہ کیا۔ پھر ایک قوم کو

لہ عثمانُ الا اراک ہٰہنا باکنتُ أراک انک تکونُ فی جماعۃٍ قوم تسمعُ ندائی آخرُ ثلاثِ مراتٍ ثم لا تجیبنی انشدکَ باللہ یا طلحۃ تذکر یومَ کنتُ وانت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی موضع کذا وکذا لیس معہ احدٌ من اصحابہ غیری وغیرک قال نعم فقال لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا طلحۃ انہ لیس من نبیٍّ الّا ومعہ من اصحابہ رفیقٌ من امتہ معہ فی الجنۃ وان عثمانَ ہٰذا یعنینی رفیقی معی فی الجنۃ قال طلحۃ اللہم نعم ثم انصرفَ۔ واز جملۂ اشکالاتیکہ بر امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ ایراد نمودند یکی آن است کہ قدح کردند در سابقۂ او و آنکہ در مشہد بدر حاضر نشدد در احد فرار نمود و در بیعۃ رضوان غائب بود عبد اللہ بن عمر متصدی جواب آن شد باحسن وجوہ۔ اخرج البخاری عن عثمان ہو ابن موہب قال جاء رجلٌ من اہل مصر دحجَّ البیتَ فرأی قوماً جلوساً فقال من ہٰؤلاء القومُ فقالوا ہٰؤلاء قریشٌ قال فمَن الشیخُ فیہم قالوا عبدُ اللہ بن عمر قال

بیٹھا ہوا دیکھا تو بولا کہ یہ کونسی قوم ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ قریش ہیں۔ بولا کہ ان میں شیخ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمر۔ کہا کہ اے ابن عمر میں تم سے ایک بات کے بارے میں سوال کرتا ہوں، مجھے جواب دو۔ کیا تم جانتے ہو کہ عثمان یوم اُحد میں بھاگ گیا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں! پھر کہا کیا تم جانتے ہو کہ وہ بدر سے غائب رہا اور اُس میں حاضر نہیں ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں! پھر کہا کہ تم جانتے ہو کہ وہ بیعت رضوان سے بھی غائب رہا اس میں بھی حاضر نہ ہوا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! تو اس نے کہا (یعنی اپنی فتح کا نعرہ لگایا) اللہ اکبر۔ ابن عمر نے کہا کہ آمیں تجھ پر حقیقت ظاہر کردوں۔ یوم اُحد میں اُن کے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو معاف کردیا اور اُن کی مغفرت کردی۔ اور رہا اُن کا بدر سے غائب رہنا تو وہ اس بناء پر تھا کہ اُن کے نکاح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں اور وہ بیمار تھیں۔ تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بدر میں شریک ہونے والے شخص کے برابر اَجر ملے گا اور غنیمت کا حصّہ بھی (اس کی دیکھ بھال کے لئے تم یہیں ٹھہرو) رہا اُن کا غائب ہونا بیعت رضوان سے تو اگر مکّہ کے اندر کوئی عثمان سے زیادہ صاحب عزت موجود ہوتا تو اُن کی جگہ اُس کو بھیج دیتے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو بھیجا اور بیعت رضوان واقع ہوئی تھی عثمان کے مکّہ کی طرف جانے کے بعد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ کو یہ فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اس کو اپنے (بائیں) ہاتھ پر

یا ابن عمر انی سائلک عن شیٔ
فحدثنی ہل تعلم ان عثمان فر یوم
احد قال نعم قال تعلم انہ تغیّب
عن بدر ولم یشہدہا قال نعم قال
تعلم انہ تغیّب عن بیعۃ الرضوان
فلم یشہدہا قال نعم قال اللہ اکبر
قال ابن عمر تعال اُبیّن لک اما
فرارہ یوم احد فاشہد ان اللہ
عفا عنہ وغفرلہ واما تغیّبہ
عن بدر فانہ کانت تحتہ بنت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکانت مریضۃ
فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان لک اجر رجل ممن شہد بدرًا
وسہمہ۔ واما تغیّبہ عن بیعۃ
الرضوان فلو کان ببطن مکۃ اعزّ من
عثمان لبعثہ مکانہ فبعث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عثمان وکانت
بیعۃ الرضوان بعد ماذہب عثمان
الی مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بیدہ الیمنیٰ ہٰذہ ید عثمان
فضرب بہا علی یدہ فقال ہذہ لعثمان
فقال لہ ابن عمر اذہب بہا الآن
معک۔ وحضرت عثمان خود نیز ازان
جواب شافی دادہ اخرج احمد عن
عاصم عن شقیق قال لقی عبدالرحمٰن

مار کر فرمایا کہ یہ (بیعت) عثمان کے لئے ہے۔ پھر اُس شخص سے ابن عمر نے کہا کہ اب اپنے ساتھ ان (جوابوں) کو بھی لیتا جا۔ اور حضرت عثمانؓ نے خود بھی اُن کا جواب شافی دیا ہے۔ احمد نے روایت کیا ہے عاصم سے اُنہوں نے شقیق سے، اُنہوں نے کہا کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے ملاقات کی ولید بن عقبہ سے، تو اُن سے ولید نے کہا کہ کیا بات ہے کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم نے دُکھ پہنچایا ہے امیر المومنین عثمان کو تو اُس سے عبد الرحمٰن نے کہا کہ تم ان کو میری بات پہنچا دو کہ میں نے یوم عینینؑ میں فرار نہیں کیا۔ عاصم نے کہا کہ وہ یوم اُحد کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ اور نہ میں یوم بدر میں پیچھے رہ گیا ہوں اور نہ میں نے عمرؓ کے طریقے کو چھوڑا۔ کہا کہ پھر ولید گئے اور عثمان رضؓ کو یہ بات بتادی تو آپ نے فرمایا کہ اُن کا یہ کہنا کہ یوم عینین میں میں نے فرار نہیں کیا مجھے کیسے عار دے سکتا ہے ایسی معصیت پر (یعنی کیسے داغدار بنا سکتا ہے) جس کو اللہ تعالیٰ نے خود معاف کر دیا اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ الخ (۳:۱۵۵) یقیناً تم میں سے جن لوگوں نے پشت پھیر دی تھی جس روز کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئیں اس کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ اُن کو شیطان نے لغزش دے دی اُن کے بعض اعمال کے سبب سے اور یقین سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمادیا۔ اور اُن کا یہ کہنا کہ میں یوم بدر میں میں پیچھے نہیں رہا۔ تو بات یہ تھی کہ میں رُقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تیمارداری میں لگا ہوا تھا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اموالِ غنیمت میں) میرا حصہ لگایا تھا وہ حاضر

ع عینین ایک پہاڑی چوٹی کا نام ہے کہ جنگ احد میں تیر انداز اس پر کھڑے ہو کر تیر چلا رہے تھے ۱۲

بن عوف الولیدَ بن عقبۃَ فقال لہ الولیدُ مالی اَراکَ قد جفوتَ امیرَ المؤمنینَ عثمانَ فقال لہ عبد الرحمٰن اَبلغہ اَنّی لم اَفِرَّ یوم عَینَینِ قال عاصم یقول یوم اُحُدٍ ولم اتخلّفْ یومَ بدرٍ ولم اَترکْ سُنّۃَ عمرَ قال فانطلقَ فخبّرَ ذلکَ عثمانَ فقال اَمّا قولہ اَنّی لم اَفِرَّ یومَ عَینَین فکیفَ یُعیّرُنی بذنبٍ قد عفا اللہُ عنہُ فقال اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ واَمّا قولہ انی لم اَتخلّفْ یومَ بدرٍ فانی کنتُ اُمَرِّضُ رُقیۃَ بنتَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسہمہ فقد شہِدَ واَمّا قولہ انی لم اترکْ سُنّۃَ عمرَ فانّی لا اُطیقُہا ولا ہو فَأتِہٖ فحدِّثہ بذلک ۔ واز آن جملہ آنکہ نہی میفرمود از تمتع حال آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمتع کردہ اند وجواب این اشکال خود حضرت ذی النورین تقریر نمود اخرجَ احمد عن سعید بن المسیب قال خرجَ عثمانُ حاجّاً حتی اذا کانَ ببعض الطریق قیل لعلیّ رضوان اللہ علیہما انّہ قد نہٰی عن التمتّع بالعمرۃ الی الحج

ہوگیا ۔ رہا اُن کا یہ کہنا کہ میں نے سُنّتِ عمر کو ترک نہیں کیا تو حقیقت یہ ہے کہ اس کی طاقت نہ میں رکھتا ہوں نہ وہ ۔ تو تم اُن کے پاس جاؤ اور میری گفتگو ان سے نقل کر دو ۔ اور ان اشکالات میں سے ایک یہ ہے کہ تمتع سے منع کرتے تھے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا ہے اور اس اشکال کے جواب کی خود حضرت ذی النورین نے تقریر کی ہے ۔ احمد نے سعید بن المسیب سے روایت کیا ، کہا کہ عثمانؓ حج کے لئے نکلے جب کہ وہ راستہ کے ایک حصہ پر تھے تو علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ عثمان رضؓ نے منع کیا ہے عمرہ سے اُس کو حج کے ساتھ ملاکر متمتع ہونے سے ۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب عثمان کوچ کریں تو تم بھی کوچ کرو پھر علی نے اور اُن کے اصحاب نے عمرہ کا احرام باندھا اور لبیک پکار کر کہا ۔ تو عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں اُن سے گفتگو نہ کی تو اُن سے علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ آپ تمتع سے منع کرتے ہیں ، (راوی نے) کہا کہ آپ نے کہا بیشک ! انہوں نے کہا تو کیا آپ نے نہیں سُنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمتع کیا تھا کہا کیوں نہیں اور روایت کیا احمد نے شعبہ سے انہوں نے قتادہ سے کہا کہ میں نے سُنا عبد اللہ بن شقیق سے وہ کہتے تھے کہ عثمان تمتع سے منع کیا کرتے تھے اور علی تمتع کا تلبیہ کرتے تھے تو اُن سے عثمان نے کچھ کہا تو اُن سے علی نے کہا کہ بلاشبہ آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے تو عثمان نے کہا کہ ہاں لیکن ہم خائف[۱] تھے ۔ شعبہ نے کہا کہ میں نے قتادہ سے پوچھا

[۱] خائف ہونے کی تشریح آگے آتی ہے ۔

فقال علیؓ رضی اللہ عنہ لاصحابہ
اذا ارتحل فارتحلوا فاہلّ و اصحابہ
بعمرۃ فلم یکلمہ عثمانُ رضی اللہ عنہ
فی ذلک فقال لہ علی رضی اللہ عنہ
الم اُخبَر انک نُہیتَ عن التمتع قال
فقال بلٰی قال فلم تسمع رسولَ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تمتّع قال بلٰی
واخرج احمد عن شعبۃ عن قتادۃ
قال سمعتُ عبد اللہ بن شقیق یقول
کانَ عثمانُ ینہٰی عن المتعۃِ و علیؓ
یُلبّی بہا فقال لہ عثمانُ قولاً فقال لہ
علیؓ لقد علمتَ ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فعل ذلکَ قال
عثمان اجل ولکنا کُنّا خائفینَ قال
شعبۃ فقلتُ لقتادۃَ ماکان خوفہم
قال لاَ ادرِی۔ و تحقیقِ مقام آن است
کہ اینجا بسبب اشتراکِ لفظِ تمتع
درمعانی شتّٰی صعوبت مقام بہم
رسید گاہی تمتع اطلاق کردہ میشود
برفسخ حج بعمرہ اگر طواف بہ بیت
کند وہدی باخود نداشتہ باشد
کما ہو مذہب ابن عباس و این
مخصوص بود بسال حجۃ الوداع
بسبب لجاج قوم درباب عمرہ در
ایام حج وبرای ابطالِ رسمِ جاہلیت

کہ ان کو خوف کیسا تھا تو انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔اور تحقیقِ مقام یہ ہے کہ یہاں لفظ تمتع کے مختلف معانی میں مشترک ہونے کے سبب سے دشواری پیدا ہوئی ہے۔کبھی لفظ تمتع کا اطلاق کیا جاتا ہے حج کو فسخ کر دینے پر عمرہ سے اگر بیت اللہ کا طواف کرلے اور ہدی اپنے ساتھ نہ رکھتا ہو جیساکہ ابن عباس کا مذہب ہے۔اور یہ مخصوص ہوگا سال حجۃ الوداع کے ساتھ اس سبب سے کہ قوم ایام حج میں عمرہ کو کھیل نہ بنالیں اور رسم جاہلیت کے ابطال کی غرض سے بھی اور حضرت عثمان کا یہی مقصود ہے جہاں آپ نے تمتع سے بطریق تاکید روکتے ہوئے یہ فرمایا کہ لیکن ہم خائف تھے۔اس جگہ دشمن سے خوف مراد نہیں بلکہ عادتِ جاہلیت کے جاری ہو جانے اور لوگوں کے دلوں میں اُس کے بیٹھ جانے کا خوف مراد ہے۔اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے طوافِ زیارت سے پہلے طواف قدوم کے ادا کرنے اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو طوافِ زیارت سے مقدم کر دینے پر یہاں تک کہ صورت عمرہ کی پیدا ہو جائے۔اور یہ قوم کا متفق علیہ ہے۔اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہے اشہر حج میں عمرے کے ادا کرنے اور اس سے حلال ہونے اور اسی سفر میں حج کے ادا کرنے پر اس احرام سے جو کہ جوفِ مکہ میں باندھا جائے۔اور حضرتِ عمر اور حضرت عثمان حج اور عمرے کے درمیان فصل کرنے اور ہر ایک کو علیحدہ زمانے میں جداگانہ سفر سے ادا کرنے کو بہتر جانتے تھے۔اور اس تمتع کو اس کی مشروعیت کے قائل ہونے کے ساتھ فضیلت میں کم مرتبہ کا سمجھتے تھے۔اور اس مبحث کو خلاصہ کے طور پر اس مقام سے کچھ زائد تفصیل کے ساتھ

و ہمین است مقصودِ حضرت عمر و عثمان جائیکہ نہی میکردند از تمتع بطریقِ تاکید قول ولکنا کنا خائفین اینجا خوف از عدو مراد نیست بلکہ خوف از استمرارِ عادتِ جاہلیت ورسوخِ آن درقلوب ناس مراد است۔ وگاہی اطلاق کردہ میشود بر ادای طوافِ قدوم پیش از طوافِ زیارت و تقدیم سعی بین الصفا والمروہ برطوافِ زیارت تاآنکہ صورتِ عمرہ پیدا شود واین مجمع علیہ قوم است وگاہی اطلاق کردہ میشود بر ادای عمرہ در اشہرِ حج وحلال شدن ازوی واداکردن حج درہمان سفر بہ احرامیکہ از جوفِ مکہ باشد و حضرتِ عمر وحضرتِ عثمان فصل درمیان حج وعمرہ وادای ہریکی بسفرِ علیحدہ در زمانِ علیحدہ بہتر میدانستند واین تمتع را مفضول باوجودِ قول بمشروعیتِ آن واین مبحث را فی الجملہ در مآثرِ حضرتِ فاروق رضی اللہ عنہ مفصل تر مذکور کردیم۔ بالجملہ بعد تامل بلیغ وازالۂ صعوبتی کہ از جہت اشتراک حاصل شدہ اشکال متلاشی میگردد اخرج احمد عن عبد اللہ بن الزبیر قال واللہ انا لمع عثمان بالجحفۃ ومعہ

مناقبِ فاروقِ اعظم میں ہم ذکر کرچکے ہیں۔ الحاصل بخوبی غور وفکر کے ساتھ اس دشواری کو زائل کرنے کے بعد جو لفظ تمتع کے مشترک معانی سے اشکال ہوتا ہے وہ ختم ہوجاتا ہے۔ احمد نے روایت کیا عبد اللہ بن زبیر سے کہا کہ واللہ ہم عثمان کے ساتھ جحفہ میں تھے اور اُن کے ساتھ اہلِ شام کا ایک قافلہ تھا جس میں حبیب بن سلمہ فہری تھے جب کہ عثمان نے کہا " اور اُن سے ذکر کیا گیا تھا عمرے کو حج سے ملاکر متمتع (منتفع) ہونے کا" کہ پورا پورا حج اور عمرہ یہ ہے کہ دونوں حج کے مہینوں میں جمع نہ ہوں۔ تو اگر تم اس عمرہ کو مؤخر کردو یہاں تک کہ اس بیت کی زیارت (دو مرتبہ کرکے) دو زیارتوں سے کرو تو یہ افضل ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خیر میں وسعت رکھی ہے۔ اور علی بن ابی طالب بطن وادی میں اپنے اونٹ کو چارہ کھلارہے تھے اُس وقت اُن کے پاس وہ بات پہنچی جو عثمان رضؓ نے فرمائی تھی تو وہاں سے روانہ ہوکر عثمان رضؓ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا آپ نے اُس سُنت پر توجہ کی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جاری فرمائی اور اُس رُخصت پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے بندوں کو دی ہے۔ تم اس بارے میں اُن پر تنگی کرتے ہو اور اُس سے روکتے ہو حالانکہ وہ صاحبِ حاجت اور بعید مقامات والوں کے لئے قائم ہوئی تھی پھر انہوں نے ایک ساتھ حج وعمرہ کا احرام باندھا تلبیہ بلند آواز سے کیا۔ تو عثمان رضؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ کیا میں نے اس سے منع کیا تھا۔ میں نے اس سے نہیں روکا، وہ تو صرف ایک رائے تھی جس کی طرف میں نے اشارہ کیا تھا جو شخص چاہے

رہطٌ من اہل الشام فیہم حبیب بن
مسلمۃ الفہری اذ قال عثمانُ و ذُکِرَ لہ
التمتع بالعمرۃ الی الحج اِنّ اَتَمَّ الحج
والعمرۃ اَنْ لا یکونا فی اشہر الحج
فلو اَخَّرتم ہذہ العمرۃ حتی تزوروا
ہذا البیتَ زَورَتین کان افضلَ فان
اللّٰہَ قد وَسَّعَ فی الخیر وکان علی ابن
ابی طالب ببطن الوادی یعلف بعیرًا لہ
فبلغہ الذی قال عثمانُ فاقبل حتے
وقفَ علی عثمانَ فقال اَعَمَدتَ الی
سُنَّۃٍ سَنَّہا رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم ورُخصۃٍ رَخَّصَ اللّٰہُ بہا
للعباد فی کتابہ تُضَیِّقُ علیہم فیہا وتنہٰی
عنہا وقد کانت لِذِی الحاجۃِ و
لِنائی الدارِ ثم اَہلَّ بحجۃٍ وعمرۃٍ
معًا فاقبل عثمانُ علی الناس فقال
وہل نُہیتُ عنہا انی لم اَنہَ
عنہا انما کان رأیًا اشرتُ بہ فمن
شاء اخذ بہ ومن شاء ترکہ۔ واز انجملہ
آنکہ در نصفِ اخیر خلافتِ خود نماز
را در منی اتمام میفرمود حالانکہ آنحضرت
صلّی اللّٰہ علیہ وسلم وشیخین رضی
اللّٰہ عنہما قصر مینمودند۔ اخرج البخاری
وجماعۃٌ من الحُفّاظ عن عبد الرحمن
بن یزید قال صلّی عثمانُ بمنی اربعًا

اُس پر عمل کرے اور جو شخص چاہے چھوڑ دے۔ اور اُن
میں سے ایک یہ ہے کہ آپ اپنی خلافت کے نصف اخیر
میں منیٰ میں نماز پوری (چار رکعت) پڑھتے رہے حالانکہ آنحضرت اور
شیخین رضی اللہ عنہما قصر کرتے رہے۔ بخاری اور حفاظ
کی ایک جماعت نے عبد الرحمٰن بن یزید سے روایت
کیا، کہا کہ عثمان رضؓ نے منیٰ میں چار رکعات پڑھیں تو
عبد اللہ نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر کے ساتھ دو رکعتیں
پڑھیں اور عمر کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں، پھر تم سے
مختلف راہیں جُدا جُدا ہوئیں۔ اور امام شافعی رح نے
اپنی کتابوں میں اس مبحث کو بہترین صورت کے ساتھ
تحریر کیا ہے۔ اُن کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ نماز کا قصر
سنت ہے اور اُس کا پورا پڑھنا جائز۔ حضرت عثمان اور
حضرت عائشہ اور مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمٰن بن الاسود
بن عبد یغوث اور سعید بن المسیب اتمام صلوٰۃ کو جائز
سمجھتے تھے اور ظاہر کتاب وسنت یہی ہے۔ اور عائشہ رضؓ
نے کہا کہ یہ ہر ایک صورت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا
فعل ہے، آپ نے سفر میں اتمام بھی کیا اور قصر بھی (شافعیؒ
نے) پھر کہا کہ ظاہر مذہب ابن مسعود اور ابن عمر کا یہی ہے
ابن مسعود نے عثمان کے ساتھ چار رکعت پڑھی اور ان سے لوگوں نے
کہا تم ہم سے بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور ابو بکر و عمر نے دو رکعتیں پڑھیں تو فرمایا بیشک!
لیکن عثمان امام ہیں کیا میں اُن کے خلاف کروں اور خلاف
شر ہے۔ اور مروی ہے نافع سے وہ روایت کرتے ہیں ابن عمر
سے کہ وہ منیٰ میں امام کے پیچھے چار رکعت پڑھا کرتے تھے۔

فقال عبد اللہ صلیت مع النبی صلی
اللہ علیہ وسلم رکعتین و مع ابی بکر
رکعتین و مع عمر رکعتین ثم تفرقت
بکم الطرق - و امام شافعی در کتب خود
این مبحث را بخوب ترین وجہی تحریر
نمودہ است - و حاصل کلام او آں
است کہ قصر صلوۃ سنت است و
اتمام آن جائز حضرت عثمان و حضرت
عائشہ و مسور بن مخرمہ و عبد الرحمن
بن الاسود بن عبد یغوث و سعید
بن المسیب اتمام صلوۃ جائز میدیدند
و ہمین است ظاہر کتاب و سنت و
قالت عائشۃ کل ذلک فعل النبی صلی
اللہ علیہ وسلم اتم فی السفر و
قصر باز گفتہ کہ ظاہر مذہب ابن مسعود
و ابن عمر ہمین است صلی ابن مسعود
مع عثمان اربعا فقیل لہ اتحدثنا
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلے
رکعتین و ابا بکر و عمر فقال بلی و
لکن عثمان امام افاخالفہ و الخلاف
شر - و عن نافع عن ابن عمر انہ کان
یصلی وراء الامام بمنیٰ اربعا
فاذا صلی لنفسہ صلی رکعتین - امام
شافعی در اتمام حضرت عثمان ہمین
وجہ را اختیار نمود - و اینجا دو قول دیگر

پھر جب خود نماز پڑھی تو دو رکعت پڑھیں۔ امام شافعی رح نے
حضرت عثمان کے اتمام میں اسی صورت کو اختیار کیا۔ اور اس
موقع پر اتمام کے عذر میں دو قول اور ہیں، ایک یہ کہ روایت
کیا ایوب نے زہری سے کہ عثمان بن عفان نے منیٰ میں نماز کا
اتمام اعراب (دیہاتیوں) کی وجہ سے کیا کیونکہ وہ اس سال
بہت ہو گئے تھے تو انہوں نے لوگوں کو چار رکعت پڑھائیں
تاکہ ان کو سکھائیں کہ نماز میں چار رکعت ہوتی ہیں۔ دوسرا
قول یہ ہے کہ روایت کیا یونس نے زہری سے کہ اس
وجہ سے چار رکعات پڑھیں کہ عثمان نے طائف میں اموال
بنا لئے تھے یعنی مکان لے لیا تھا اور اس میں اقامت کا
ارادہ کیا تھا تو چار رکعات پڑھیں۔ اور روایت کیا مغیرہ نے
ابراہیم سے کہ عثمان نے چار رکعت پڑھی اس لئے کہ انہوں نے
اس کو وطن بنا لیا تھا۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ دونوں قول وجہ اول
کے ساتھ مخالفت نہیں رکھتے۔ ہم کہتے ہیں کہ اتمام (پوری نماز
پڑھنا) جائز تھا اور قصر سنت۔ لیکن عثمان نے جائز کو سنت
پر ایک عارض کی وجہ سے ترجیح دی۔ اور وہ عارض اعراب
کا قصہ ہے اور سفر (شرعی) کے حکم میں شک ہے بعض صفات
اقامت کے موجود ہونے کی وجہ سے۔ اور ان میں سے یہ کہ
محرم کا ایسے شکار کا گوشت کھانے میں جس کو غیر محرم نے
نہ محرم کے لئے اور نہ اس کی فرمائش سے اور نہ اس کے
اشارے پر شکار کیا ہو بحث کی۔ روایت کیا احمد نے
عبداللہ بن الحارث سے، کہا کہ میرے باپ حارث عثمان
کے زمانہ میں مکہ میں ایک کام پر مامور تھے۔ تو عثمان مکہ میں آئے،
عبداللہ بن الحارث نے کہا کہ میں نے عثمان کا استقبال کیا
منزل قدید میں اور قبیلہ والوں نے ایک چکور کا شکار کیا

ہست در عذرِ اتمام یکی آنکہ روی ایوب عن الزہری ان عثمانَ بن عفان اَتَمَّ الصلوٰۃَ بمنیٰ من اَجل الاَعراب لانہم کثُروا عامۂ ذلک فصلی بالناس اربعًا لیُعلِّمہم انّ الصلوٰۃَ اربع۔ دیگر آنکہ روی یونس عن الزہری لما اتخذ عثمانُ الاموالَ بالطائفِ و اراد ان یُقیمَ بہا صلی اربعًا۔ و روی مغیرۃ عن ابراہیم ان عثمانَ صلی اربعًا لِانّہٗ اتخذہا وطنًا۔ فقیر گوید این ہر دو قول با وجہ اول مخالفت ندارد و گوئیم اتمام جائز بود و قصر سنت لیکن حضرت عثمان جائز را بر سنت بجہت عارضہ اختیار نمود و آن عارضہ قصۂ اعراب است و شک در شرطِ سفر بسبب وجودِ بعض خصالِ اقامت واللہ اعلم بالصواب۔ و از آنجملہ آنکہ در اکلِ مُحرِم لحم صیدی را کہ غیر مُحرِم نہ برائی او و نہ بامرِ او و نہ باشارۂ او صید کردہ باشد بحث کردند۔ اخرج احمد عن عبد اللہ بن الحارث علی امرٍ من امرِ مکۃ فی زمن عثمان فاقبل عثمانُ الی مکۃ فقال عبد اللہ بن الحارث فاستقبلتُ عثمانَ بالمنزل بقَدید

تھا ہم نے اس کو پانی اور نمک میں پکا لیا تھا۔ پھر ہم نے اُس کو ثرید کے لئے (ہڈیوں سے گوشت کو جدا کرکے) پارچے بنایا، اُس کے بعد ہم اُس کو عثمان اور ان کے اصحاب کے پاس لے گئے عہ تو وہ رُک گئے لیکن عثمان نے کہا کہ یہ ایسا شکار ہے جس کو نہ ہم نے شکار کیا اور نہ ہم نے شکار کی فرمائش کی۔ ایسے لوگوں نے اُس کا شکار کیا جو حلال (غیر مُحرِم) تھے اب وہ ہمیں کھلا رہے ہیں تو کیا خطرہ ہے۔ پھر عثمان نے کہا کہ اس کے بارے میں کون کلام کرتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ علی بن ابی طالب۔ تو انہوں نے علیؓ کو بلوایا۔ کہا عبد اللہ بن الحارث نے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں علی بن ابی طالب کی طرف جب کہ وہ عثمان کے پاس آئے اور وہ اپنی ہتھیلیوں کو درخت سے گرے ہوئے پتوں سے مل کر صاف کر رہے تھے تو اُن سے عثمان رضؓ نے کہا کہ ایسا شکار کہ جس کو نہ ہم نے شکار کیا ہو نہ شکار کی فرمائش کی ہو اور اس کو ایسے لوگوں نے شکار کیا ہو جو حلال ہوں پھر وہ اس کو ہمیں کھلائیں تو اس میں کیا اندیشہ ہے تو علی رضؓ کو غصہ آگیا اور انہوں نے کہا کہ میں اُس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا اُس وقت جب کہ آپ کے پاس حمارِ وحشی کا ایک دست لایا گیا، وہ شہادت دے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ احرام میں ہیں، یہ اہل حِل (یعنی غیر مُحرِموں) کو کھلاؤ (راوی نے) کہا تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بارہ آدمیوں نے شہادت دی۔ پھر علی نے کہا کہ میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اُس شخص کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا جب کہ آپ کے پاس شتر مرغ

عہ یہ زمانہ حج کا قصہ ہے لہٰذا یہ سب حضرات مُحرِم تھے ۱۲۔

فاصطادَ اہل الماءِ حَجلاً فطبخناہُ بماءٍ
وملح فجعلناہُ عُراقاً للثرید فقدّمناہ
الی عثمانَ واصحابہ فامسکوا فقال
عثمانُ صیدٌ لم نصطدہ ولم نأمر بصیدہٖ
اصطادہُ قومٌ حِلٌّ فاطعموناہ فما بأسٌ
فقال عثمان من یقول فی ھذا فقالوا
علیٌّ فبعث الی علیٍّ فجاءہ قال
عبداللہ بن الحارث فکانی انظر الی
علیٍّ حین جاءہ وھو یحتُّ الخبطَ عن
کفیہ فقال لہ عثمانُ صیدٌ لم نصطدہُ
ولم نأمر بصیدہٖ اصطادہ قومٌ حلٌّ
فاطعموناہ فما بأسٌ قال فغضبَ
علیٌّ وقال اَنشُدُ اللہَ رجلاً شہد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین
اُتی بقائمۃِ حمار وحش فقال رسولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا قوم
حُرُمٌ فاطعموہ اہلَ الحلِّ قال فشہدَ
اثنا عشرَ رجلاً من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال علی انشد
اللہَ رجلاً شہد رسولَ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حین اُتی ببیض النعام
فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انا قوم حُرُم فاطعموہ اہل الحلّ قال
فشہد دونہم من العدّۃ من
الاثنی عشر قال فثنّٰی عثمانُ وِرکہ عن

کے انڈے لائے گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا کہ ہم لوگ احرام میں ہیں یہ اہلِ حِل کو کھلاؤ،
وہ آکر شہادت دے تو بارہ سے کچھ کم اصحاب نے اس
کی شہادت دی، (راوی نے) کہ پھر عثمان نے اس کھانے
سے اپنی پیٹھ پھیری اور اپنے کجاوے میں چلے گئے اور
اس کھانے کو قبیلہ والوں نے کھایا۔ اب اس بارے میں
مذاہب اربعہ کا اجماع عثمان کی رائے کے موافق منعقد
ہو چکا ہے۔ اور امام شافعی رحہ نے اپنی کتاب میں اس مبحث
میں خوب بسط کے ساتھ تقریر کی ہے، اور حدیث ابوقتادہ
سے دلیل لاتے ہوئے صعب بن جثامہ کی حدیث سے
خوبصورتی کے ساتھ دشواری سے رہائی حاصل کر لی۔ اُن
میں سے ایک یہ ہے کہ بنی اُمیّہ کو عطیات میں سب لوگوں
پر ترجیح دیتے تھے۔ احمد نے روایت کیا سالم بن ابی
الجعد سے، کہا کہ عثمان نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں سے چند لوگوں کو بلایا اُن میں عمار بن یاسر
بھی تھے۔ پھر کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھ سے سچ
کہو۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کو سب لوگوں پر
ترجیح دیا کرتے تھے اور بنی ہاشم کو تمام قریش پر ترجیح
دیا کرتے تھے۔ کہا کہ سب لوگ خاموش رہے۔ پھر
عثمان نے کہا کہ میرے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہوں تو
میں وہ بنی اُمیّہ کو دے دوں گا یہاں تک کہ وہ
داخل ہوں اُن میں کے آخر شخص کے قریب سے۔ پھر
عثمان نے طلحہ اور زبیر کو بلایا اور اُن سے کہا کہ میں اُن
کے یعنی عمار کے متعلق تم سے بیان کرتا ہوں، میں رسول

الطعام فدخل رحله و اکل ذلک الطعام اهل الماء- الحال درینباب مذاهب اربعه بر موافقت عثمان منعقد شده- و امام شافعی در کتاب خود این مبحث را ببسط لائق تقریر کرده و بحدیث ابی قتاده متمسک شده و از حدیث صعب بن جثامه باحسن وجه تفصی نموده- و ازانجمله آنکه بنی امیه را در عطایا بر سائر ناس ترجیح میدادند- اخرج احمد عن سالم ابن ابی الجعد قال دعا عثمان ناساً من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فیهم عمار بن یاسر فقال انی سائلکم و انی احب ان تصدقونی نشدتکم الله اتعلمون ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یؤثر قریشاً علی سائر الناس و یؤثر بنی هاشم علی سائر قریش قال فسکت القوم فقال عثمان لو ان بیدی مفاتیح الجنة لاعطیتها بنی امیة حتی یدخلوا من عند آخرهم فبعث الی طلحة و الزبیر فقال عثمان لاحدثکما عنه یعنی عماراً اقبلت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم آخذاً بیدی نتمشی فی البطحاء حتی اتی علی ابیه و امه و

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آرہا تھا آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ ہم بطحاء میں ٹہلتے ہوئے آرہے تھے یہاں تک کہ آپ اُس کے باپ اور ماں کے پاس پہنچ گئے اور وہ اس پر (عمار کی وجہ سے) ستائے جارہے تھے تو ابو عمار نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہمیشہ یوں ہی ہوتا رہے گا تو اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کر۔ یا اللہ آلِ یاسر کی مغفرت کر دیجئے اور آپ نے کر ہی دی ہے۔

اور اُن میں سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو شہروں کی حکومت سے معزول کر دیا اور بنو اُمیّہ کے نوجوانوں کو جو اسلام کے دورِ ابتدائی کی خدمات نہیں رکھتے تھے حاکم بنا دیا۔ جیسا کہ بصرہ سے ابو موسیٰ کا معزول کرنا اور اُن کے بجائے عبد اللہ بن عامر کا تقرر۔ اور مصر سے عمرو بن العاص کا معزول کرنا اور اُن کے بجائے ابن ابی سرح کا تقرر۔ اور اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ (عمال کے) عزل اور نصب کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ کی رائے پر چھوڑا ہے، خلیفہ کے لئے مسلمانوں کی فلاح و بہبود اور نصرتِ اسلام کے پیشِ نظر غور و فکر کر لینا ضروری ہے۔ اور پھر اسی صوابدید کے مطابق عمل میں لائے۔ اگر مُصیب رہا تو اُس کا اجر دوگنا ہے اور اگر صوابدید میں خطا واقع ہوگئی تو اُس کو ایک اجر پھر بھی ملے گا اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور بعض اوقات آپ نے ایک سردار کو معزول کر دیا اور دوسرے کو (جو اس سے کمتر ہوا) اس کی جگہ کسی مصلحت کی بناء پر نصب فرما دیا۔ جیسا کہ انصار کا جھنڈا آپ نے سعد بن

علیہ یُعَذَّبُونَ فقال ابو عمار یا رسولَ اللّٰہ آلدہر ہٰکذا فقال لہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اِصبِر ثم قال اللّٰہم اغفر لآل یاسر وقد فعلتَ - واز آن جملہ آنکہ اصحاب آنحضرت را صلی اللّٰہ علیہ وسلم از حکومت بلاد معزول ساخت وحُدّاثِ بنی اُمیّہ راکہ در اسلام سابقہ نداشتند حاکم گردانید مثل عزلِ ابو موسیٰ بعبد اللّٰہ بن ابی عامر از بصرہ وعزلِ عمرو بن العاص از مصر بہ ابن ابی سرح - وجواب این اشکال آن است کہ عزل ونصب را خدای عز وجل بر رأی خلیفہ بازگذاشتہ است میباید کہ خلیفہ تحرّی کند در صلاحِ مسلمین ونصرتِ اسلام وبرحسب ہمان تحری بعمل آرد اگر اصابت کرد فلہ اجرہُ مرتین و اگر در تحری خطا واقع شد فلہ اجرہ مرۃً این معنی از آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم بحدِ تواتر رسید و در بعض احیان مولی را معزول ساختند ودیگری را بجای او نصب فرمودند برای مصلحتی چنانکہ در غزوۂ فتح رأیتِ انصار از سعد بن عبادہ گرفتند بسبب کلمہ کہ از زبانِ او جستہ بود و بر

عبادہ سے بسبب ایک کلمہ کے جو اُن کی زبان سے نکل گیا تھا لے لیا اور ان کے بیٹے قیس بن سعد کو دے دیا۔ اور کبھی آپ نے (افضل کے ہوتے ہوئے) مفضول کو صاحب منصب بنا دیا، جیساکہ اُسامہ کو امیر لشکر فرمادیا تھا اور کبار مہاجرین کو اُن کے ماتحت کر دیا تھا آخر حال میں، ایسے ہی شیخین بھی اپنے ایام خلافت میں عمل میں لائے ہیں اور حضرت عثمان کے بعد حضرت مرتضیٰ اور دوسرے خلفاء بھی اس دستور پر کاربند رہے ہیں۔ تو حضرت ذی النورین سے اس وجہ سے کسی بازپرس کا سوال نہیں پیدا ہوتا ہے کہ اگر انہوں نے اپنی صوابدید کے مطابق نوجوانوں میں سے کسی شخص کو والی بنا دیا ہو اور قدماءِ اصحاب میں سے کسی شخص کو معزول کر دیا ہو۔ خصوصاً اُن قصوں میں جن کو ہم نقل کر چکے ہیں جب غور کیا جاتا ہے تو ذوالنورین کا صائب الرأی ہونا دوپہر کے سورج سے بھی زیادہ واضح ظاہر ہوتا ہے کیونکہ ہر عزل اور ہر نصب یا تو لشکر اور رعیت کے اختلاف کے فتنہ کے فرو کرنے کی مصلحت سے ہوا ہے، یا دار الکفر کی ولایتوں میں سے کسی ولایت کی فتح پر منتج ہوا ہے۔ لیکن نفسانی خواہشوں نے مبتدعین کی آنکھوں کو اندھا بنا دیا ہے ؎ اور خوشنودی کی آنکھ ہر عیب کے دیکھنے سے عاجز ہوتی ہے۔ لیکن ناراضگی کی آنکھ برائیوں ہی کو ظاہر کرتی ہے ؛ یہاں ہم ایک نکتہ پر مطلع کرتے ہیں کہ عادت بنی آدم کچھ اس طرح جاری ہو چکی ہے کہ خلیفہ کے اقران اور ہمسر جو کہ خلافت کی طمع رکھتے ہیں خلیفہ کی مدد اور اس کی اطاعت سے ضرور ہاتھ کھینچ لیتے ہیں

پسرِ او قیس بن سعد دادند و گاہی مفضول را منصوب میساختند بنا بر مصلحتی چنانکہ اُسامہ را امیرِ لشکر فرمودہ کبارِ مہاجرین را تابع وی گردانیدند در آخر حال و ہمچنیں شیخین نیز در ایامِ خلافت خود بعمل آوردند و بعد حضرت عثمان حضرت مرتضی و دیگر خلفا ہمیشہ بہمیں دستور کردہ آمدند پس بر حضرت ذی النورین ازین وجہ باز خواست نیست اگر بحکم تحرّی خود شخصی از حُدّاث را والی کردہ باشد و شخصی از قدماءِ اصحاب را معزول ساخت خصوصاً درین قصص کہ نقل کردہ اند چون تامل نمودہ می آید اصابت رأی ذی النورین اوضح من الشمس فی رابعۃ النہار بظہور میرسد زیراکہ ہر عزلی و ہر نصبی یا متضمن اِخمادِ فتنہ اختلافِ جُند و رعیت بودہ است یا مُثمرِ فتحِ اقلیمی از اقالیم دار الکفر لیکن ہوای نفسانی ابصار مستد عین را اعمی ساختہ ؎ وَعَينُ الرِّضَاءِ عَن كُلِّ عَيبٍ كَلِيلَةٌ ؞ وَلَكِنَّ عَينَ السُّخطِ تُبدِي المَسَاوِيَا ؞ واینجا بر نکتۂ مطلع سازیم۔ عادت بنی آدم چنان جاری شدہ

بلکہ اذیت پہنچانے اور اس کے نظمِ خلافت کو برہم کرنے میں کوششیں کرتے ہیں جیساکہ تمام زمانوں اور اطراف میں یہ حقیقت جاری شدہ بن چکی ہے۔ لیکن اس امر نے بنی آدم کی اس عادتِ مستمرہ کے خلاف اُس جماعت کے درمیان جن کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی اور حضرت فاروق نے جن کے حق میں یہ فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وقتِ وفات تک اُن سے راضی رہے عصمتِ خداوندی، اور اللہ عزّ و جلّ کی مدد اور توفیق، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی برکت کی وجہ سے اپنی طبعی صورت کے ساتھ ظہور نہیں کیا۔ اور صریح اہتمام امرِ خلافت کے باطل کرنے میں نہیں کیا اور اس باب میں اُن سے کسی حرام چیز کا صدور نہیں ہوا۔ مگر اس کے ساتھ وہ دلی انقباض سے خالی نہیں تھے اور اُن سے خلیفہ کے اوپر سے مصائب اور پراگندگیٔ امور کے دفع کرنے میں پوری کوشش ظہور میں نہیں آئی۔ اسی جہت سے حضرت ذی النورین مجبور رہوئے نوجوانانِ بنی اُمیّہ کو والی بنانے پر۔ تم جانتے ہو کہ سوکنیں ایک دوسرے کے ساتھ کہاں تک عداوت پہنچا دیتی ہیں۔ خدائے عزّ و جلّ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو ان تمام بلاؤں سے محفوظ رکھا، لیکن وہ امرِ استراری کبھی کبھی غیرتوں اور انقباضِ دلی کے ضمن میں ظاہر ہوتا رہتا ہے اور اسی طرح پر جب شیطان عرب کے کفر سے مایوس ہوگیا تو اس نے ان کو ایک دوسرے پر ابھارنے کی کوشش کی اور جب مؤمن کو گمراہ کرنے سے مایوس ہوا تو اُس کو حدیثِ نفس (خطرات اور وساوس)

کہ اَقرانِ خلیفہ وہمسرانِ او کہ طمعی در خلافت دارند از نصرتِ خلیفہ و اطاعتِ او لابد دست باز میکشند بلکہ در ایذا و فکِّ نظمِ خلافت اُو سعی بکار می برند چنانکہ در جمیع ازمنہ واقطار این معنی جاری شدہ آمدہ است لیکن این امر بر خلاف عادتِ مستمرۂ بنی آدم درمیان جمعی کہ مُبَشَّر بہشت بودہ اند وحضرت فاروق رضی اللہ عنہ در حق ایشان فرمودہ است تُوُفِّیَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو عنہم راض بجہتِ عصمت الٰہی وتوفیق وتائیدِ او عزوجل و برکتِ صحبتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بروجہ طبیعی ظہور نکرد اہتمام صریح در ابطالِ امرِ خلافت نکردند و مصدرِ ارتکاب مُحَرَّمی درین باب نگشتند معہذا از انقباض خاطر خالی نبودند وسعی کُلّی در ذَبِّ مصائب الخلیفہ وتمشیت امور او بظہور نہ پیوست ازین جہت حضرتِ ذی النورین مضطر شد بتولیتِ عُدّاتِ بنی اُمیہ میدانی کہ ضرائر بایک دیگر عداوتہا تا بجا میرسانند خدای عزوجل ازواج طاہراتِ آنحضرت

میں ڈال دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے۔ تم بہت سی احادیث میں ایسی باتوں پر گذرو گے جو دلالت کرتی ہیں دلوں کے انقباض اور مدد کا اہتمام نہ ہونے پر۔ وہ جماعت جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں کو اور ان بزرگوں کی اسلامی خدمات سابقہ کو یاد نہیں رکھتے بقول شخصے ع حفظت شیئاً وغابت عنک اشیاءٗ (یعنی تو نے صرف ایک بات کو یاد رکھا اور بہت سی باتوں کو بھلا دیا) اُن کی خُو یہ ہوتی ہے کہ ایک بات کو دس گُنی بنا لیتے اور اس کے لئے محمل فاسد ہی تجویز کرتے ہیں اور ایسے لوگ جن کو خدا تعالےٰ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات کا علم دیا ہے اور سوابقِ اسلام کو یاد رکھنے کی توفیق بخشی ہے وہ ایک کو ایک ہی قرار دیتے ہیں، بلکہ اگر راوی مبالغہ کو کام میں لایا ہے تو ایک کو آدھی کے برابر رکھتے ہیں اور اس کو اُن کی معذوری پر محمول کر لیتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔ روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا غندر نے شعبہ سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے کہا کہ میں نے سُنا ذکوان ابو صالح سے وہ روایت کرتے ہیں صہیب سے جو عباس کے آزاد کردہ تھے کہا کہ مجھے عباس نے عثمان کے پاس بھیجا کہ اُن کو بُلا لاؤں۔ کہا کہ میں اُن کے پاس گیا تو وہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو میں نے اُن کو بلانے

صلی اللہ علیہ وسلم ازین ہمہ بلاہا
محفوظ داشت لیکن امرِ مستمر در
بعض غیر تنہا و انقباض خاطر ہا
فرود آمد و مثل ذلک لما أَیِسَ الشیطانُ
من کفرِ العرب سَعٰی فی التحریش بینہم
ولما أَیِسَ من اِضلالِ المؤمن اَلقاہ
فی حدیث النفس فقال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ذلک صریحُ الایمان ۔ در
بسیاری از احادیث خواہی گذشت
براںچہ دلالت میکند بر انقباضِ خواطر
و عدمِ اہتمامِ نصرت جمعی کہ بشارات
آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم
و سوابقِ اسلامیۂ ایشان را یاد ندارند
حَفِظْتَ شَیْئًا و غابت عنک اشیاءُ
شیمۂ ایشان است یکی را بدہ میگیرند
و بر محامل فاسد حمل مینمایند و
طائفہ کہ خدای تعالیٰ ایشان را بمعرفتِ
بشاراتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و حفظِ سوابقِ اسلام برگزیدہ است
یکی را بیکی میگیرند بلکہ اگر راوی مبالغہ
بکار برد یکی را بہ نیمی میگیرند و عذر
می نہند ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ
اخرج ابوبکر بن ابی شیبۃ قال حدثنا
غندر عن شعبۃ عن عمرو بن مرۃ قال

پیام دیا تو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوالفضل آپ کا چہرہ (یعنی آپ کی ذات) کامیاب رہے ۔ عباس نے کہا اے امیر المؤمنین تمہارا چہرہ بھی۔ عثمانؓ نے کہا کہ میں نے کوئی اور کام نہیں کیا کہ آپ کا قاصد میرے پاس آیا اور میں لوگوں کو کھانا کھلا رہا تھا تو جب کھلا چکا تو فوراً روانہ ہوگیا ۔ پھر عباس نے کہا کہ میں تم کو علی کے بارے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیونکہ وہ تمہارا ابن عم ہے اور تمہارا دینی بھائی ہے اور تمہارا ساتھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تمہارا سسرالی برادر (ہمزلف) بھی ۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ علی اور اُس کے اصحاب سے مقابلہ کا ارادہ رکھتے ہیں تو اے امیر المؤمنین آپ مجھے اس سے الگ رکھئے تو عثمان نے کہا کہ جو آپ کو دوست رکھے گا میں اُس سے قریب تر ہوں کہ میں نے خود آپ سے سفارش کی ہے ۔ بیشک علی اگر چاہتا تو کوئی شخص اس کے سوا (میرا زیادہ عزیز) نہ ہوتا، لیکن وہ اپنی رائے کو چھوڑنے والا نہیں ۔ پھر انہوں نے علیؓ کو بلایا اور کہا کہ میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں تمہارے اپنے چچا کے بیٹے اور پھوپھی کے بیٹے کے حق میں اور دینی بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق سے تمہارے ساتھی اور ولیٔ بیعت کے حق میں ۔ تو علیؓ نے کہا کہ واللہ اگر وہ مجھے حکم دے کہ میں اپنے گھر سے نکل جاؤں تو میں ضرور نکل جاؤں گا ۔ لیکن یہ بات کہ میں نرمی دکھاؤں اس امر میں کہ احکام کتاب اللہ کو قائم نہ کیا جائے تو میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں ۔

سمعتُ ذکوانَ اباصالحٍ یحدّث عن
صہیب مولی العباس قال ارسلنی
العباسُ الی عثمانَ ادعوہ قال فاتیتہ
فاذا ہو یُغدّی الناسَ فدعوتہ فاتاہ
فقال اَفلحَ الوجہ ابا الفضل قال و
وجہک یا امیرَ المؤمنین قال ما زدتُ
ان اتانی رسولک وانا اُغدّی الناسَ
فغدّیتُہم ثم اقبلتُ فقال العباسُ
اُذکرک اللہَ فی علیٍّ فانہ ابنُ عمک
واخوک فی دینک وصاحبک مع
رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصہرک
وانہ قد بلغنی انک ترید ان تقوم
بعلیٍّ واصحابہ فاعفنی من ذلک
یا امیرَ المومنین فقال عثمانُ انا اولی
مَن اَجابک ان قد شفعتُک ان
علیًّا لو شاءَ ما کان احدٌ دونہ و
لکنہ اَبٰی اِلا رأیَہ وبعث الی علیٍّ
فقال اذکرک اللہَ فی ابن عمک
وابن عمتک واخیک فی دینک
وصاحبک مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وولیّ بیعتک فقال واللہِ
لو اَمَرنی ان اَخرجَ من داری لخرجتُ
فاما ان اُداہنَ ان لایقامَ کتابُ اللہِ
فلم اَکُن لِاَفعلَ قال محمد بن جعفر
سمعتہُ مالا اُحصی وعَرضتہ علیہ غیر مرۃٍ

محمد بن جعفر نے کہا کہ میں نے اس کو اتنی مرتبہ سنا کہ شمار نہیں کر سکتا اور ایک سے زیادہ مرتبہ اُن کے سامنے پیش کیا۔ اور یہ اسناد صحیح اور قوی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بڑے مرتبے کے مہاجرین اور انصار میں کی ایک جماعت کے ساتھ، جیسے ابوذر غفاری اور عبداللہ بن مسعود، آپ نے ہتک آمیز رویّہ برتا اور آبروریزی کا معاملہ کیا اس کا جواب شافی یہ ہے کہ اگر آدمی کے پاس دیکھنے والی آنکھ اور سمجھنے والا دل ہو تو وہ قطعی طور پر سمجھ لے گا کہ حضرت ذی النورین ان تنبیہات و تہدیدات میں سے کوئی بھی عمل میں نہیں لائے مگر تمام اُمّت کی رعایت اور مصلحت اور اصلاحِ امرِ ملّت کے لئے، ابوذر کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ اس وجہ سے کہ قواعدِ مقررۂ شریعت میں رخنہ نہ پڑے۔ اور عبداللہ بن مسعود کے ساتھ اس لئے کہ مصحفِ شیخین پر سب لوگوں کے اجتماع میں خلل نہ واقع ہو، اپنے طرزِ عمل سابقہ سے آپ نے صرفِ نظر کیا۔ عمار بن یاسر کو اُس کھرّے پن کی وجہ سے جو خلیفہ کے ساتھ اس نے اختیار کیا تھا جھڑکا۔ جو کچھ ہونا چاہئے تھا آپ نے اس بارے میں بہت میں سے تھوڑے پر اکتفاء کیا۔ پھر طرح طرح کی مہربانیاں جن سے ان وحشتوں کا تدارک ہو جائے اُن کے ساتھ عمل میں لاتے رہے۔ ان مواقع میں حضرت ذوالنورین سے باز پُرس کا قطعاً کوئی موقع نہیں ہے۔ تعجب یہ ہے کہ یہ بزرگ حضرات اپنی آخر حیات تک حضرت ذی النورین کے

وہذا استاد صحیح قوی کما تری
واز آن جملہ آنکہ در حق جماعۃ از کبار
مہاجرین و انصار مثل ابو ذر غفاری
وعبداللہ بن مسعود ہتکِ حرمت
نمود۔ وجوابِ شافی آن است کہ
اگر آدمی را دیدۂ بینا و دلِ دانا باشد
بالقطع ادراک کند کہ حضرتِ ذی النورین
ہیچ ازین زواجر وتہدیدات بعمل
نیاورد الّا بنا بر رعایت ومصلحت
جمہورِ امت واصلاح امرِ ملت۔ ابوذر
را بجہت آنکہ رخنہ در قواعدِ مقررۂ
شرع نیفگند، وعبداللہ بن مسعود را
برای آنکہ تا در اجتماع ناس بر مصحف
شیخین خللی واقع نشود از جاہای خویش
اشخاص نمود، وعمار بن یاسر باخشونتی
کہ باخلیفہ میکرد زجر فرمود۔ ازانچہ
مبالیست درین باب از بسیار باندکی
اکتفاء نمود باز انواعِ ملاطفات کہ
تدارک آن وحشت ہا کند مرعی داشت
اینجا بر ذی النورین اصلا باز خواست
نیست تعجب آنکہ خود این عزیزان
بعظم محلّ ذی النورین تا آخر حیات
قائل بودند واز انکار بروی متحاشی
طرفہ ناصرانند کہ نہ از خدا شرم
دارند ونہ از منصورانِ خویش۔ امّا

بلند مقام کے قائل رہے اور اُن پر اعتراض وانکار سے
کنارہ کش رہے۔ مگر یہ اُن کے مددگار عجیب ہیں کہ نہ یہ
خدا سے شرم رکھتے ہیں اور نہ اپنے منصوروں سے (جن کی
حمایت کے لئے کمر بستہ ہیں)۔ رہے کچھ بیہودہ قصّے جن کا
اہلِ تاریخ بغیر تحقیق کے ذکر کرتے ہیں، بیت المال میں
فضول خرچی کرنا اور دریا کو حمیٰ بنا دینا اور اُن کے علاوہ
جن میں سے بعض تو بالکل بہتان ہیں اور بعض قصوں کے
بیان میں بہتان کو داخل کر دیا گیا ہم ان قصّوں سے اوراق
کو سیاہ کرنے میں اپنے اوقات کو مشغول نہیں کرتے۔
اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ولید بن عقبہ پر شراب پینے
کی حد جاری کرنے میں ٹال مٹول کی یہاں تک کہ اس بارے
میں لوگوں میں چرچا بڑھ گیا۔ درحقیقت یہ اشکال اصلا
کوئی معقول وجہ نہیں رکھتا، کیونکہ حد کے قائم کرنے میں
آپ نے کچھ توقف کیا تاکہ حقیقتِ حال واضح ہو جائے۔
بعد تحقیقِ حال کے آپ نے حد قائم کر دی۔ چنانچہ ماعز
کے رجم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی
توقف فرمایا یہاں تک کہ شبہات سے براءۃ کی
صورتیں ظاہر فرمائیں کہ شاید تونے اُس کو چھوا ہے،
شاید تونے بوسہ لیا ہوگا۔ اور حضرتِ عمرؓ نے بھی قدامہ
بن مظعون پر شراب پینے کی حد میں تاخیر کی اُس وقت
تک کہ بینا واضح ہوگیا۔ بخاری نے روایت کیا عروہ
سے کہ عبیداللہ بن عدی بن الخیار نے اُس کو خبر دی کہ
مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن الاسود بن عبدیغوث
نے (عبیداللہ سے) کہا کہ تجھے کیا امر مانع ہے کہ تو
عثمان رضی اللہ عنہ سے ان کے بھائی ولید کے بارے

قصص رکیکہ کہ اہل تاریخ بلغیر تحقیق
ذکر میکنند از اسراف در بیت المال
وحمی ساختن بحر وغیرآن چون
بعض محض مفتریات است وبعض
ازان قبیل کہ در سرد قصۂ افترائی
داخل شدہ اوقات خود را بتسوید
اوراق بآن قصہا مشغول نمی سازیم
وازآن جملہ آنکہ در اقامتِ حدّ
شرب بر ولید بن عقبہ مداہنہ نمود
تا آنکہ قیل وقال درین باب بلند شد
فی الحقیقت این اشکال اصلاً متجہ
نیست زیراکہ در اقامتِ حد یکچند
تامل نمود تا حقیقتِ حال واضح شود
بعد تحقیقِ حال اقامتِ حد فرمود
چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز
توقف فرمودند در رجم ماعز تا آنکہ
تبریہ نمودند از شبہات لعلک
مسست لعلک قبلت - و حضرتِ
عمر ہمچنین در اقامتِ حد شرب بر قدامۃ
ابن مظعون تاخیر کرد تا وقتی کہ واضح
شد- اخرج البخاری عن عروۃ ان عبید اللہ
بن عدی بن الخیار اخبرہ ان المسور بن
مخرمۃ وعبد الرحمٰن بن الاسود بن
عبد یغوث قالا ما یمنعک ان تکلّم
عثمانَ رضی اللہ عنہ لاخیہ الولید

میں گفتگو کرے کیونکہ لوگوں میں اس بارے گفتگو
بڑھ رہی ہے۔ کہا میں نے پھر عثمان سے ملنے کا قصد
کیا یہاں تک کہ جب وہ نماز کے لئے نکلے تو میں نے
کہا کہ مجھے آپ سے بات کرنے کی حاجت ہے اور وہ
آپ کی خیر خواہی کی ہے تو انہوں نے کہا کہ اے شخص
تجھ سے۔ معمر نے کہا (اس کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ کی
پناہ چاہتا ہوں تجھ سے۔ تو میں واپس آکر جماعت کی طرف
لوٹا، کہ عثمان کا قاصد آیا تو میں اُن کے پاس آیا تو میں
نے کہا کہ اللہ سبحانہ وتعالےٰ نے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا اور اُن پر کتاب نازل
کی اور آپ اُن میں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اُس
کے رسول کی دعوت کو قبول کیا پھر آپ نے دو ہجرتیں
کیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے
اور آپ کے خصائل کو دیکھا۔ (اب غرض ہے کہ) ولید
کے حال کے متعلق لوگوں میں گفتگو بڑھ رہی ہے۔ تو
آپ نے فرمایا کہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ملا ہے؟ میں نے کہا نہیں، لیکن مجھے ان کا علم اس طرح
پہنچا جیسے کنواری لڑکی کو پردے کے پیچھے پہنچ جاتا
ہے۔ پھر عثمان نے کہا امابعد، بیشک اللہ تعالیٰ نے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث
کیا اور میں اُن میں سے ہوا جنہوں نے اللہ اور اُس
کے رسول کی دعوت کو قبول کیا اور میں اس پر ایمان
لایا جس کو دے کر آپ بھیجے گئے تھے اور میں نے دو ہجرتیں
بھی کیں جیساکہ تو نے کہا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی صحبت میں رہا اور آپ سے بیعت بھی کی اور

فقد اکثر الناس فیہ قال فقصدتُ
لعثمانَ حتی خرجَ الی الصلوۃ قلتُ
ان لی الیک حاجۃً وہی نصیحۃٌ لک
قال یاایہا المرءُ منک قال معمر اعوذُ
باللّٰہِ منکَ فانصرفتُ فرجعتُ الیہم
اذ جاء رسولُ عثمانَ فاتیتُہ فقلت انّ
اللّٰہ سبحانہٗ بعث محمدًا صلی اللّٰہ
علیہ وسلم بالحقّ وانزلَ علیہ الکتابَ و
کنتَ ممن استجابَ للّٰہِ ولرسولہ
فہاجرتَ الہجرتین وصحبتَ رسولَ اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم ورأیتَ ہدیَہ فقد
اکثر الناسُ فی شانِ الولید فقال
ادرکتَ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
قلتُ لا ولکن خَلَصَ الیَّ من علمہ
ما یخلص الی العذراءِ فی سترہا قال
امابعدُ فان اللّٰہ بعثَ محمدًا صلی اللّٰہ
علیہ وسلم بالحقّ فکنت ممن استجاب
للّٰہ ولرسولہ وآمنتُ بما بعثَ بہ
وہاجرتُ الہجرتین کما قلتَ وصحبتُ
رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و
بایعتُہ فواللّٰہ ماعصیتُہ ولاغششتُہٗ
حتی توفاہ اللّٰہُ عزوجل ثم ابوبکر
مثلہ ثم عمر مثلہ ثم استُخلِفتُ افلیس
لی من الحق مثلُ الذی لہم قلتُ بلی
قال فما ہذہ الاحادیثُ التی تبلغنی

خدا کی قسم میں نے کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی، نہ آپ کو فریب دیا یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے آپ کو وفات دی۔ پھر ابوبکر سے یہی معاملہ رہا۔ پھر عمر سے یہی معاملہ رہا۔ پھر میں خلیفہ بنا دیا گیا تو کیا میرا کچھ حق تم پر الیسا ہی نہیں ہے جیسا اُن کا تھا؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ پھر یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں تم لوگوں کی طرف سے جن کی اطلاع مجھے پہنچ رہی ہے۔ رہا وہ ولید کا معاملہ جس کا تو نے ذکر کیا ہے تو اس میں حق کے مطابق ہم عنقریب انشاء اللہ گرفت خود ہی کرنے والے ہیں۔ پھر آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور اُن کو حکم دیا کہ اس کے کوڑے ماریں تو انہوں نے اُس کے اسّی[۸۰] کوڑے مارے۔ اور ابوداؤد نے روایت کیا عبد اللہ الداناج سے انہوں نے حصین بن منذر رقاشی سے (اور ابوساسان وہی ہے) کہا کہ میں عثمان بن عفان کے پاس موجود تھا جب کہ ولید بن عقبہ کو لایا گیا اور اس پر گواہی دی حمران نے اور ایک اور شخص نے تو اُن میں سے ایک شخص نے گواہی دی کہ اُس نے اُسے دیکھا جب وہ اُس کو یعنی شراب کو پی رہا تھا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُس نے اُس کو شراب کی قے کرتے ہوئے دیکھا۔ تو عثمان رضؓ نے کہا کہ اُس نے اُسے قے نہیں کیا یہاں تک کہ اُس کو یعنی شراب کو پیا۔ تو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو۔ تو علیؓ نے حسن سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو۔ حسن نے کہا کہ ذمہ دار بناؤ اس (خلافت) کی حرارت کا جو والی بنا ہے اس (خلافت) کی ٹھنڈک کا[ع۵]۔ تو علی رضؓ نے عبد اللہ بن جعفر سے

ع۵ ابن عقبہ بن ولید حضرت عثمانؓ کا سالا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے حد لگانے کا کام حضرت علیؓ کے سپرد کیا اور انہوں نے اپنے بیٹے حسن کے سپرد کرنا چاہا تو انہوں نے کہا کہ جو خلافت کا مزہ لوٹے۔

عنکم اما ذکرتَ من شانِ الولید فسنأخذ فیہ بالحق ان شاء اللہ تعالیٰ ثم دعا علیاً رضی اللہ عنہ فامرہ ان یجلدہ فجلدہ ثمانین۔ واخرج ابو داؤد عن عبداللہ الداناج عن حصین بن المنذر الرقاشی وہو ابو ساسان قال شہدتُ عثمانَ ابن عفان واُتی بالولید بن عقبۃ فشہدَ علیہ حمران ورجلٌ فشہد احدُہما انہ رآہ شربہا یعنی الخمرَ وشہد الآخرُ انہ رآہ انہ یتقیأُہا فقال عثمانُ انہ لم یتقیأہا حتی شربہا یعنی الخمرَ فقال لعلی رضی اللہ عنہ اَقِم علیہ الحدَّ فقال علی للحسن اَقِم الحدَّ قال وَلِّ حارَّہا من تولّی قارَّہا فقال علیٌّ لعبد اللہ بن جعفر اَقم علیہ الحد قال فاخذ السوطَ فجلدہ وعلیٌّ یعُدُّ فلما بلغ اربعین قال حسبُک جلدَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعین اَحسبُہ قال وجلد ابو بکر اربعینَ و عمر ثمانینَ وکلٌّ سُنّۃٌ وھذا احبُّ الیَّ۔ وختم مآثرِ حضرتِ ذی النورین رضی اللہ عنہ بہ بیان یک نکتہ کنیم وآن نکتہ این است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در احادیث بسیار

کہا کہ تم اس پر حد قائم کرو تو انہوں نے کوڑا لے کر مارنا شروع کیا اور علی گنتے رہے۔ جب تعداد چالیس تک پہنچ گئی تو کہا "بس کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس کوڑے لگوائے ہیں"، میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا "اور ابوبکر نے چالیس لگوائے اور عمر نے اسّی اور سب سنت ہیں اور یہ تعداد مجھے پسند ہے"۔ حضرت ذی النورین کے مناقب کا بیان ہم ایک **نکتہ** پر ختم کرنا چاہتے ہیں، اور وہ نکتہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں تصریح وتلویح فرمائی ہے کہ خلافتِ خاصہ کا حضرت عثمان رضی کے بعد نظم نہیں بن سکے گا اور یہ مفہوم بہت سی سندوں اور مختلف طُرق سے اس صورت سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں کوئی شبہہ کا موقع قطعاً باقی نہیں رہا، اور یہ مضمون خارج میں مشاہدہ میں بھی آچکا ہے کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ باوجود اس بات کے کہ آپ میں پورے طور پر خلافتِ خاصہ کے اوصاف موجود تھے اور سوابقِ اسلامیہ میں آپ کے قدم ہمیشہ جمے رہے، خلافت پر متمکن نہ ہو سکے، ممالکِ اسلامیہ کے اطراف میں آپ کے احکام نافذ نہ ہو سکے۔ ہر روز آپ کا دائرۂ سلطنت تنگ ہی ہوتا چلا گیا، نوبت اس حد تک پہنچ گئی کہ آخر ایام میں بجز کوفہ اور اس کے گرد وپیش کے علاقہ کے حکومت کی جگہ باقی نہ رہی رہے معاویہ بن ابی سفیان تو اگرچہ عالم (اسلام) ان کے حکم پر مجتمع ہو گیا اور مسلمانوں کے لشکروں کی تفریق درمیان سے اٹھ گئی تھی مگر وہ خلافتِ خاصہ

(گذشتہ سے پیوستہ) اٹھائے، ہم کیوں برے بنیں، مگر حضرت علی نے اس وجہ سے کہ وہ یہ کام لوجہ اللہ کرنے کے لئے تیار ہوئے تھے اس روش کو پسند نہ کیا اور عبد اللہ بن جعفر کو حد قائم کرنے کا

تصریح و تلویح فرمودہ اندکہ خلافتِ خاصہ بعد حضرتِ عثمان منتظم نخواہد شد و این معنی باسانیدِ متعددہ وطرقِ متغائرہ بثبوت پیوست لوجہیکہ اصلا محلِ اشتباہ نماند و این مضمون در خارج بظہور انجامید زیراکہ حضرتِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ باوجودِ وفورِ اوصافِ خلافتِ خاصہ در وی ورسوخِ قدمِ الشان در سوابقِ اسلامیہ متمکن نشد در خلافت ودر اقطارِ ارض حکم او نافذ نگشت و باہر روز دائرۂ سلطنت تنگ ترمیشد تاآنکہ در آخر ایام بجز کوفہ و ماحولِ آن محلِ حکومت نماند و معاویۃ بن ابی سفیان ہرچند عالم بر حکم او مجتمع شد و فرقتِ جنود مسلمین از میان برخاست اوصافِ خلافتِ خاصہ نداشت ودر سوابقِ اسلامیہ قاصر بود بہ نسبت سائر مہاجرین و انصار اخرج البخاری من حدیث شقیق عن حذیفۃ قال بینما نحن جلوس عند عمر رضی اللہ عنہ اذ قال ایکم یحفظ قولَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ قال قلتُ فتنۃُ الرجل فی اَہلہ ومالہ وولدہ وجارہ یکفّرہا

کے اوصاف نہیں رکھتے تھے اور سوابقِ اسلامیہ میں بہ نسبت تمام مہاجرین وانصار کے قاصر تھے۔ اور بخاری نے اخذ کیا ہے شقیق کی حدیث سے بروایت حُذیفہ کہا کہ ہم عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے کہا کہ فتنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تم میں سے کس کو یاد ہے۔ حُذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آدمی کا فتنہ اس کی بیوی میں اور مال میں اور اولاد میں اور ہمسایہ میں ہوتا ہے جس کا تدارک کرتی ہے نماز اور صدقہ اور نیک کام کا حکم کرنا اور بُرے کام سے روکنا۔ عمرؓ نے کہا یہ بات وہ نہیں ہے جس کا میں تم سے سوال کر رہا ہوں۔ میرا سوال اُس فتنہ کی بابت ہے جو دریا کی طرح موجیں مارے گا۔ حذیفہ نے کہا کہ اس فتنہ سے اے امیر المؤمنین آپ کو کوئی اندیشہ نہیں۔ بلاشبہ آپ کے اور اُس کے درمیان ایک مقفل دروازہ ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ کیا وہ دروازہ توڑا جائے گا یا کھولا جائے گا۔ حُذیفہ نے کہا نہیں بلکہ توڑا جائے گا۔ عمر نے کہا پھر تو کبھی مقفل نہ ہو گا۔ میں نے کہا کہ ہاں! ہم نے حُذیفہ سے کہا کہ کیا عمر دروازے کو جانتے تھے۔ کہا کہ ہاں ایسے یقین کے ساتھ جیسے کہ میں جانتا ہوں کہ صبح کے بعد رات ہوتی ہے۔ اور بات یہ ہے کہ میں نے اُن سے جو بات بیان کی وہ مغالطوں میں سے نہیں ہے۔ اس کے بعد ہمیں ڈر لگا کہ ہم اُن سے یہ پوچھتے کہ دروازہ کون ہے۔ تو ہم نے مسروق سے کہا (کہ تم پوچھو) توانہوں نے حُذیفہ سے پوچھا کہ دروازہ کون ہے۔ حذیفہ نے

الصلوٰۃ و الصدقۃ و الامر بالمعروف
والنہی عن المنکر قال لیس عن
ھذا اسألک ولکن التی تموج
کموج البحر قال لیس علیک منہا
بأس یا امیر المومنین ان بینک
و بینہا باباً مغلقاً قال عمر أیکسر الباب
ام یفتح قال لا بل یکسر قال عمر
اذًا لا یغلق ابدًا قلت أجل قلنا
لحذیفۃ أکان عمر یعلم الباب قال
نعم کما اعلم ان دون غد اللیلۃ و
ذٰلک انی حدثتہ حدیثاً لیس بالاغالیط
فہبنا ان نسألہ من الباب فأمرنا
مسروقاً فسألہ فقال من الباب قال
عمر - و تحقیق درین حدیث آن است کہ
معنی ان بینک و بینہا بابا مغلقا
مرادش آن است کہ وجود عمر حائل
است درمیان فتنہ و درمیان
مردم - باز گفتہ أیکسر الباب مراد از
وی آن داشت کہ بعد زمان
حضرت عمر چون نوبت ظہور فتنہ
آید آیا باز تسکین متوقع ہست یا نہ
پس اگر تسکین فتنہ متوقع باشد
شبیہ است بفتح غلق و اگر توقع
نیست شبیہ بکسر است این نیست
کہ از کسر باب کسر باب حائل

کہا کہ عمر۔ اور اس حدیث میں تحقیق یہ ہے کہ "ان بینک
و بینہا بابا مغلقا" سے معنے مرادی یہ ہیں کہ عمر کا وجود
حائل ہے لوگوں کے اور فتنہ کے درمیان۔ پھر اس قول
سے کہ "أیکسر الباب" یہ مراد ہے کہ حضرت عمرؓ کے
زمانہ کے بعد جب فتنہ کے ظہور کی نوبت آئے
گی تو اس کے دبنے اور ساکن ہونے کی امید
ہے یا نہیں۔ تو اگر فتنہ کے ساکن ہونے کی توقع ہے
تو یہ مشابہ ہے تالے کے کھل جانے کے اور اگر توقع
نہیں ہے تو یہ مشابہ ہے دروازہ ٹوٹنے کے۔ یہ مطلب
نہیں ہے کہ کسر باب سے ایسے دروازے کا ٹوٹنا
مراد رکھا ہے جو فتنہ کے اور لوگوں کے درمیان
حائل ہے اور وہ عمر رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔
اور اس کی وضاحت عثمان رضؓ کی حدیث کرتی ہے۔
احمد نے روایت کیا ہے ابو عون انصاری سے کہ
عثمان بن عفان نے ابن مسعود سے کہا کہ کیا تم ان
باتوں سے رکنے والے ہو جو مجھے تمہاری طرف سے
پہنچی ہیں تو انہوں نے بعض عذر بیان کئے۔ تو
عثمان نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے میں نے سنا
ہے اور یاد رکھا ہے اور بات وہ نہیں جیسے تم نے
سنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ عنقریب ایک امیر قتل کیا جائے گا اور فتنہ
میں کودنے والا کودے گا اور وہ مقتول میں ہی ہوں
اور عمر نہیں۔ عمر کو تو صرف ایک شخص نے قتل کر دیا
تھا اور مجھ پر تو بہت سے لوگ جمع ہوں گے۔ ابوداؤد
نے روایت کی حسن سے انہوں نے ابی بکرہ سے کہ نبی

در میانِ فتنہ و در میانِ مردم کہ ذاتِ حضرتِ عمر است رضی اللہ عنہ واوّل مذکور شدہ مراد داشتہ باشند یُوضح ذٰلک حدیثُ عثمانَ رضی اللہ عنہ۔ اخرج احمد عن ابی عون الانصاری ان عثمان بن عفان قال لابنِ مسعودٍ ہل انتَ مُنتَہٍ عما بلغنی عنک فاعتذر ببعضِ العُذرِ فقال عثمان ویحک انی قد سمعتُ وحفظتُ ولیس کما سمعتَ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سَیُقتَلُ اَمیرٌ وَ یَنتزی مُنتزٍی وانی انا المقتولُ ولیس عُمرُ انما قَتَلَ عُمرَ واحدٌ وانہ یُجتمع علَیَّ۔ اخرج ابوداؤد وعن الحسن عن ابی بکرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم من رأی منکم رؤیا فقال رجلٌ انا رأیت کان میزانًا نَزَلَ من السماءِ فوُزِنتَ انتَ وابو بکر فرجحتَ انتَ بابی بکر وَوُزِن ابو بکر وعمر فرجح ابو بکر وَوُزِن عمر وعثمان فرجحَ عمر ثم رُفعَ المیزان فرأینا الکراہۃَ فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمَ واخرج ایضا من طریق عبد الرحمٰن بن ابی بکرۃ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ تو ایک شخص نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ گویا ایک ترازو آسمان سے اُتری تو آپ کو اور ابو بکر کو تولا گیا تو ابو بکر سے آپ بھاری نکلے اور ابو بکر اور عمر کو تولا گیا تو ابو بکر بھاری نکلے اور عمر اور عثمان کو تولا گیا تو عمر بھاری نکلے۔ پھر ترازو اُٹھالی گئی تو ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کا مشاہدہ کیا۔ اور نیز انہوں نے اس حدیث کو عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ کی سند سے روایت کیا اور اس میں "فاستاء بہا" الخ ہے یعنی فساءہٗ الخ (یعنی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بُرا گمان کیا یعنی آپ کو بُرا لگا یہ خواب) پھر فرمایا کہ یہ خلافتِ نبوت ہے، پھر اللہ ملک جس کو چاہے گا دے گا۔ اور ابو داؤد نے روایت کیا سمرہ بن جندب سے کہ ایک شخص نے کہا (یعنی خواب بیان کیا) کہ یا رسول اللہ گویا ایک ڈول لٹکایا گیا آسمان سے پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے اُس کی لکڑیاں پکڑ کر کچھ معمولی گھونٹ پیئے پھر عمر آئے اور اُنہوں نے اس کی لکڑیاں پکڑیں اور خوب ڈٹ کر پیا۔ پھر عثمان آئے اور انہوں نے اس کی لکڑیاں پکڑیں اور پانی خوب ڈٹ کر پیا۔ پھر علی آئے اور اُنہوں نے اس کی لکڑیاں پکڑیں تو وہ کھل گیا اور اس میں سے کچھ پانی چھلک کر اُن کے اُوپر گرا۔ اور روایت کیا ترمذی نے حذیفہ بن الیمان سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اپنے امام کو قتل کروگے اور اپنی تلواروں کو ایک دوسرے پر

ہذا الحدیث دفیہ فاستاءہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہٗ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء واخرج ابوداؤد عن سمرۃ بن جندب ان رجلاً قال یارسول اللہ کان دلواً دلی من السماء فجاء ابوبکر فاخذ بعراقیہا فشرب شرباً ضعیفاً ثم جاء عمر فاخذ بعراقیہا فشرب حتی تضلّع ثم جاء عثمان فاخذ بعراقیہا فشرب حتی تضلّع ثم جاء علیؓ فاخذ بعراقیہا فانتشطت و انتضح علیہ منہا شیء. واخرج الترمذی عن حذیفۃ بن الیمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لاتقوم الساعۃ حتی تقتلوا امامکم و تجتلدوا باسیافکم ویرث دنیاکم شرارکم. ہذا حدیث حسن. و اخرج الحاکم عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رحی الاسلام ستزول بعد خمس وثلثین او ست وثلثین او سبع وثلثین سنۃ فان یہلکوا فسبیل من ہلک وان یقم لہم دینہم یقم سبعین قال عمر رضی اللہ عنہ

چلاؤ گے اور تمھاری دنیا کے وارث تم میں کے بدتر لوگ ہوں گے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ اور حاکم نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اسلام کی چکی بگڑ جائے گی بعد پینتیس یا چھتیس یا سینتیس سال کے۔ پھر اگر لوگ ہلاک ہوئے تو اُن لوگوں کی راہ پر جو (پچھلی امت کے لوگ) ہلاک ہوئے اور اگر اُن کا دین قائم رہ گیا تو ستّر سال قائم رہے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے نبی اللہ یہ (مدت) پچھلے گذرے ہوئے زمانے سمیت ہے یا جو (اس وقت سے) باقی رہے گا فرمایا کہ جو باقی رہے گا۔ اور اس حدیث کا مضمون خارج (دنیا میں ظاہر) ہوچکا۔ کیونکہ سن پینتیس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقتول ہوئے اور جہاد کا کام برہم ہوگیا اور پھر معاویہ بن ابی سفیان کے زمانہ میں لوگوں کے (ایک خلیفہ پر) متفق ہو جانے کی وجہ سے امر جہاد قائم ہوا اور اُس تاریخ سے ستّر سال کے بعد دولتِ بنی اُمیہ نابود ہوگئی۔ اور حاکم نے انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہا کہ مجھے بنو المصطلق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھو کہ ہم اپنے صدقات آپ کے بعد کس کو دیں۔ کہا کہ میں نے آپ کے پاس پہنچ کر دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کو۔ پھر میں نے اُن کے پاس آکر اُن کو خبر دے دی تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوٹو اور اُن سے پوچھو کہ اگر ابوبکر کے ساتھ حادثہ (یعنی موت) واقع ہو جائے تو پھر کس کو دیں؟

یا نبی اللہ بما مضیٰ او بما بقی قال
لا بل بما بقے۔ و مضمون این حدیث
در خارج ظہور یافت زیرا کہ در سنۃ
خمسۃ و ثلثین حضرت عثمان مقتول شد
و امر جہاد بزہم خورد و باز در
زمان معاویہ بن ابی سفیان باتفاق
ناس امر جہاد قائم گشت و ازان
تاریخ بعد ہفتاد سال دولت بنی
امیہ متلاشی شد۔ و اخرج الحاکم
عن انس بن مالک قال بعثنی بنو
المصطلق الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقالوا سل لنا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ الی من ندفع صدقاتنا
بعدک قال فاتیتہ فسألتہ فقال
الی ابی بکر فاتیتہم فاخبرتہم قالوا
ارجع الیہ فسلہ فان حدث بابی
بکر حدث فالی من فاتیتہ فاخبرتہ
فقال الی عمر فقالوا ارجع الیہ
فسلہ فان حدث بعمر حدث فالی
من فاتیتہ فسألتہ فقال الی
عثمان فاتیتہم فاخبرتہم فقالوا ارجع
فسلہ فان حدث بعثمان حدث فالی
من فاتیتہ فسألتہ فقال ان حدث
بعثمان حدث فتبا لکم الدہر
فتبا۔ و فی الریاض عن سہل

تو میں نے آپ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا کہ عمر کو۔ پھر
لوگوں نے کہا کہ لوٹو اور اُن سے پوچھو کہ اگر ان پر حادثہ واقع
ہو جائے تو پھر کس کی طرف جائیں۔ پھر میں آپ کی خدمت
میں آیا اور آپ سے سوال کیا تو فرمایا کہ عثمان کی طرف۔
پھر میں نے لوگوں کے پاس آکر خبر دی تو انہوں نے
کہا کہ لوٹو اور پوچھو کہ اگر عثمان کے ساتھ کوئی حادثہ ہو
جائے تو پھر کس کی طرف جائیں تو میں نے جاکر پھر آپ سے
سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر عثمان کے ساتھ حادثہ
پیش آگیا تو تمھاری تباہی ہے ہمیشہ کے لئے تباہی۔ اور
ریاض میں مروی ہے سہل بن ابی حثمہ سے کہا کہ ایک
دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فروخت کا معاملہ
کیا تو علی رضؓ نے اُس دیہاتی سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جاکر اُن سے پوچھ کہ اگر اُن پر وقت آخر
آپہنچا تو اس رقم کو کون ادا کرے گا۔ تو وہ دیہاتی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور اُس نے آپ
سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا کہ تجھے ابوبکر ادا کرے گا۔
پھر وہ نکل کر علی کے پاس آیا اور اُن کو خبر دی تو انہوں
نے کہا کہ پھر واپس جاکر اُن سے سوال کر کہ اگر ابوبکر
کو موت آگئی تو اس کو کون ادا کرے گا۔ تو اعرابی
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر یہ سوال کیا۔ آپ
نے فرمایا کہ تجھے عمر ادا کرے گا۔ پھر علی نے اعرابی سے کہا
کہ جاکر یہ پوچھ کہ عمر کے بعد کون (ادا کرنے والا) ہوگا۔ تو
آپ نے فرمایا کہ تجھے عثمان ادا کرے گا۔ پھر علی نے اعرابی
سے کہا کہ جا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور اُن سے
پوچھ کہ اگر عثمان کو موت آگئی تو اُس کو کون ادا کرے گا۔

بن ابی حثمہ قال بایع اعرابیٌ
النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
علیٌّ للاعرابی ائتِ النبیَّ صلی اللہ
علیہ وسلم فسلہ ان اتی علیہ اجلُہ
من یقضیہ فاتی الاعرابیُّ النبیَّ صلی اللہ
علیہ وسلم فسالہ فقال یقضیک ابوبکر
فخرج الی علیّ واخبرہ فقال ارجع
فسلہ ان اتی ابی بکر اجلُہ من یقضیہ
فاتی الاعرابیُّ النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم
فسألہ فقال یقضیک عمر فقال علیّ
للاعرابی سلہ مَن بعد عمر فقال
یقضیک عثمانُ فقال علیّ للاعرابی
ائت النبیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فسلہ
ان اتی علی عثمانَ اجلُہ من یقضیہ
فقال صلی اللہ علیہ وسلم اذا اُتی
علی ابی بکر اجلہ وعمر اجلہ وعثمانَ
اجلہ فان استطعتَ ان تموتَ
فمُت۔ وفیہ من حدیث ابی ہریرۃ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بایع
اعرابیا بقلائص الی اَجلٍ فقال
یارسول اللہ ان اعجلتک منیتک
فمن یقضینی قال ابوبکر قال فان
عجلت بابی بکر منیتہ فمن یقضینی
قال عمر قال فان عجلت بعمر منیتہ فمن
یقضینی قال عثمانُ قال فان عجلت

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابوبکر پر موت
آجائے گی اور عمر پر بھی موت آجائے گی اور عثمان پر بھی
موت آجائے گی تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ مرجائے تو تو بھی
مرجانا۔ اور اسی میں کچھ حدیث ابوہریرہ بھی منقول ہے
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے چند
نوجوان اونٹ خریدے ایک خاص مدت کے وعدے
پر۔ تو اُس نے کہا یا رسول اللہ اگر آپ کی موت آپ
پر جلدی آگئی تو مجھے کون ادا کرے گا تو آپ نے کہا
کہ ابوبکر۔ اُس نے کہا کہ ابوبکر پر بھی موت جلدی آگئی
تو کون ادا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ عمر۔ اُس نے کہا کہ
اگر عمر پر بھی موت جلد آگئی تو کون ادا کرے گا۔ تو فرمایا
کہ عثمان۔ اُس نے کہا کہ اگر عثمان پر بھی موت نے جلدی
کی تو کون ادا کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو اگر تجھ سے
ہو سکے تو تو بھی مرجانا۔ واللہ اعلم۔ اور حاکم نے روایت کیا
ابوہریرہ سے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ آپ نے فرمایا کہ خلافت مدینہ میں رہے گی اور
بادشاہی شام میں۔ اور مشکوٰۃ میں ہے کہ مروی ہے
عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے ایک نور کا ستون دیکھا
جو میرے سر کے نیچے سے چمکتا ہوا نکلا یہاں تک کہ شام
میں جا ٹھہرا۔ اور بعض حوادث واقع ہوئے جنہوں نے
بدلالت حال سمجھا دیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے آثارِ خاصہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی موت کے
قریب منقطع ہو گئے۔ مشکوٰۃ میں ہے کہ مروی ہے
ابوہریرہ رضہ سے، کہا کہ میں چند کھجوریں لے کر رسول اللہ

بعثمان منیتہ فمن یقضینی قال
ان استطعت ان تموت فمت واللہ
اعلم۔ واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الخلافۃ
بالمدینۃ والملکُ بالشام۔ و
فی المشکوٰۃ عن عمرؓ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیتُ
عموداً من نورٍ خرج من تحت رأسی
ساطعاً استقرّ بالشام۔ و بعض
حوادث واقع شدند کہ بدلالت
حال فہمانیدند کہ آثار خاصۂ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیکِ
موتِ حضرت عثمان منقطع شد۔ فی
المشکوٰۃ عن ابی ہریرۃ قال اتیتُ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمراتٍ
فقلتُ یارسول اللہ ادعُ اللہ فیہنَّ
بالبرکۃ فضمّہن ثم دعا لی فیہنَّ بالبرکۃ
قال خذہن فاجعلہن فی مزودک
کلما اردتَ ان تأخذ منہ شیئاً
فادخل یدک فخذہ ولا تنثرہ نثراً
فقد حملت من ذلک التمر کذا وکذا
من وسقٍ فی سبیل اللہ وکنا ناکل
منہ ونطعم وکان لایفارق
حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانہ
انقطع۔ اخرج ابو عمر عن سعید بن

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ یارسول
اللہ ان میں برکت کے لئے اللہ سے دُعاء کر دیجئے۔ تو
آپ نے اُن کو باہم ملا دیا پھر میرے لئے اُن میں برکت
کی اللہ سے دُعاء کی اور فرمایا کہ ان کو لے اور اپنے
تھیلے میں رکھ چھوڑ۔ جب بھی تو ان میں سے کچھ لینا
چاہے تو ہاتھ ڈال کر لے اور اُن کو الگ الگ نہ کر دینا۔
تو میں نے اُن کھجوروں میں سے اتنے اور اتنے وسق
(وسق حجازی ۴۸۰ رطل یعنی تقریباً ۶ من کا ہوتا ہے)
نکال کر فی سبیل اللہ دیئے اور ہم اس میں
سے کھاتے اور کھلاتے رہے۔ اور وہ تھیلا میرے
پہلو سے کبھی جُدا نہیں ہوتا تھا، یہاں تک کہ جب
وہ دن آیا جس میں عثمان قتل کئے گئے تو وہ ختم
ہوگیا۔ ابو عمر نے سعید بن المسیب سے روایت کیا
کہ عثمان بن عفان کے زمانہ میں زید بن خارجہ کا انتقال
ہوا تو اس پر کپڑا ڈھانپ دیا گیا۔ پھر لوگوں نے اس
کے سینے سے آواز کی ایک کرکراہٹ سُنی پھر بولنا
شروع کر دیا اور کہا احمد احمد ہے اوّل کتاب
(توریت) میں سچ کہا سچ کہا ابوبکر صدیق اپنی
ذات میں ضعیف اور اللہ کے کام میں قوی ہے یہ
کتاب اوّل میں ہے سچ کہا سچ کہا عمر بن الخطاب
قوی امین ہے کتاب اوّل میں سچ کہا سچ کہا۔
عثمان بن عفان اُن کے طریقے پر ہے۔ چار سال
گذر گئے دو باقی رہ گئے فتنے آ لئے ہیں اور سخت
کھا جائے گا کمزور کو اور قیامت قائم ہو گی اور
عنقریب تمہارے پاس بیر اریس کی خبر آنے والی

المسیب ان زید بن خارجہ توفی زمن عثمانَ بن عفان فسجّی بثوب ثم انہم سمعوا جُلجلۃً فی صدرہ ثم تکلم فقال احمد احمد فی الکتاب الاول صدق صدق ابوبکر الصدیق الضعیف فی نفسہ القویّ فی امر اللہ فی الکتاب الاول صدق صدق عمرُ بن الخطاب القوی الامینُ فی الکتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان علی منہاجہم مضَتْ اربعٌ وبقیت سنتانِ اتتِ الفتنُ واکلَ الشدیدُ الضعیفَ و قامت الساعۃ وسیأتیکم خبر بیر اَریس وما بیر اَریس ثم ہلک رجلٌ من بنی خطم فسجی بثوب فسمعوا جلجلۃً فی صدرہ ثم تکلم فقال ان اخا بنی الحارث بن الخزرج صدق۔ اخرج البخاری عن نافع عن ابن عمر قال اتخذ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتماً من وَرِقٍ وکانَ فی یدہ ثم کان بعد فی ید ابی بکر ثم کانَ بعدُ فی ید عمر ثم کان بعد فی ید عثمان حتی وقع بعدُ فی بیر اَرِیس نقشہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واخرج البخاری عن انس رضی اللہ عنہ قال کان خاتم النبی صلی اللہ علیہ

ہے اور کیا ہے بیر اریس عہ۔ پھر بنی خطم میں سے ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس پر کپڑا اڑھایا گیا تو لوگوں نے اُس کے سینہ میں سے آواز کی گڑگڑاہٹ سُنی پھر وہ بولنے لگا اور اُس نے کہا حارث بن الخزرج کے بھائی نے سچ بولا سچ بولا۔ بخاری نے روایت کیا نافع سے اُس نے ابن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی چاندی کی بنوائی تھی جو کہ آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر بعد میں ابوبکر کے ہاتھ میں رہی۔ پھر اُس کے بعد عمرؓ کے ہاتھ میں رہی پھر اس کے بعد عثمان کے ہاتھ میں آئی یہاں تک کہ اُس کے بعد بیر اریس میں گر گئی اُس کا نقش محمد رسول اللہ تھا۔ اور روایت کیا بخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں رہی اور آپ کے بعد ابوبکر کے ہاتھ میں رہی اور ابوبکر کے بعد عمر کے ہاتھ میں کہا کہ جب عثمان کے ہاتھ میں تھی تو وہ ایک دن بیر اریس پر بیٹھے اور انگوٹھی کو نکال کر اُس سے کھیلنے لگے تو وہ (کنوئیں میں) گر گئی تو ہم تین دن عثمان کے ساتھ پھرے، کنوئیں کا پانی کھینچ دیا مگر وہ ہمیں نہ دستیاب ہوئی۔ اور ابو عمر نے روایت کی کہا کہ عامر بن ربیعہ رات کو اُٹھ کر نماز میں مشغول ہوئے جس زمانہ میں لوگ پھنس رہے تھے حضرت عثمان کو زخم پہنچانے میں تو وہ رات میں نماز پڑھ کر سو گئے، خواب میں اُن سے کہا گیا کہ اُٹھ اور اللہ سے دُعاء کر کہ وہ تجھے اُس فتنہ سے بچائے جس سے اُس نے اپنے نیک بندوں کو بچایا۔ تو وہ اُٹھے اور دُعاء کی۔ پھر بیمار ہو گئے اس کے بعد گھر سے نہیں نکلے اُن کا جنازہ ہی نکلا۔ اور ابو عمر نے روایت

عہ بیر اریس مسجد قبا کے قریب ایک کنواں ہے جس میں آنحضرت صلعم کی انگوٹھی حضرت عثمان کے ہاتھ سے نکل کر گری اور گم ہو گئی۔ ۱۲

وسلم فی یدہ وفی ید ابی بکر بعدہ وفی ید عمر بعد ابی بکر قال فلما کان عثمان جلس علے بیر اریس فاخرج الخاتم فجعل یعبث بہ فسقط قال فاختلفنا ثلثۃ ایام مع عثمان فنزح البیر فلم نجدہ۔ واخرج ابوعمر قال قام عامر بن ربیعۃ فیصلی من اللیل حین نشب الناس فی الطعن علی عثمان فصلی من اللیل ثم نام فأتی فی المنام فقیل لہ قم فاسأل اللہ ان یعیذک من الفتنۃ التی اعاذ منہا صالح عبادہ فقام فصلی ودعا ثم اشتکی فما خرج بعد الا بجنازۃ۔ واخرج ابوعمر ان ثمامۃ بن عدی امیر عثمان علی الصنعاء خطب یوم بلغہ موت عثمان فاطال البکاء ثم قال ہذا حین انتزعت خلافۃ النبوۃ من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصارت ملکا و جبریۃ من غلب علی شئی اکلہ ۔

ابا مآثر امیرالمومنین و امام اشجعین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ

پس ازآن جملہ آن است کہ باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرابت قریبہ داشت و در شرافت نفس

کیا کہ ثمامہ بن عدی نے جوکہ صنعاء میں عثمان رض کی طرف سے امیر تھے جس دن اُن کے پاس عثمان کی موت کی خبر پہنچی توخطبہ دیا اور بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر کہا کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت نبوت چھن گئی اور ملوکیت اور جبریت بن گئی۔ جو شخص کسی شے پر قابض ہوگا وہ اُس کو کھا جائے گا۔

مناقب امیرالمومنین وامام اشجعین اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

بکثرت ہیں۔ اُن میں ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرابت قریبہ رکھتے تھے اور شرافتِ نسب میں اعلیٰ مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ ابوطالب ابن عبدالمطلب کے بیٹے تھے اور ان کی والدہ فاطمہ تھیں اسد بن ہاشم کی بیٹی۔ ابوعمر نے کہا کہ یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جن کے بطن سے ہاشمی اولاد پیدا ہوئی۔ تو حضرتِ مرتضیٰ اور اُن کے بھائی وہ پہلی جماعت ہیں کہ باپ اور ماں دونوں طرف سے ہاشمی ہیں۔ اور اُن کے بعد حضرت حسنین رضی اللہ عنہما اور اُن کے بعد امام محمد باقر اور عبداللہ محض اور اُن کے بھائی اسی صفت پر تھے۔ اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بنت اسد کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ وہ میری ماں تھیں بعد اُس ماں کے جس نے مجھے جنم دیا۔ ابوطالب کچھ کاروبار کرتے تھے اور اُن کے یہاں کھانا دعوت کے طور پر ہوتا تھا ہم سب کو اپنے ساتھ کھانے پر جمع کر لیا کرتے تھے۔ ان بی بی کا یہ معمول تھا کہ اُس میں سے کچھ بچا لیا کرتی تھیں تاکہ اس میں سے میں پھر کھالوں۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اُن (رضی اللہ عنہ) کے مناقب میں سے جو اُن کی پیدائش کے وقت ظاہر ہوئے ایک یہ ہے کہ وہ

صاحب مرتبۂ اعلیٰ بود ہو علی بن ابی
طالب بن عبد المطلب و اُمّہ فاطمۃ
بنت اسد بن ہاشم۔ قال ابو عمر
ہی اول ہاشمیۃ ولدت ہاشمیًا
پس مرتضی و اخوۂ او اول آنجماعہ اند
کہ از جانب پدر و مادر ہر دو ہاشمی باشند
و بعد از وی حضرت حسنین رضی اللہ
عنہما و بعد از ایشان امام محمد باقر
و عبد اللہ محض و اخوۃ او بہمیں صفت
بودہ اند و جناب نبوی صلی اللہ علیہ و
سلم در باب فاطمہ بنت اسد می فرمودند
کانت اُمّی بعدَ اُمی اللتی وَلَدَتنی
ان ابا طالب کان یصنع الصَّنیعَ
و یکون لہ المأدُبَۃُ وکان یجمعُنا علی
طعامہ فکانت ہذہ المرأۃُ تفضِلُ منہ
شیئًا فَاَعوُدُ فیہ اخرجہ الحاکم
و از مناقب وی رضیَ اللہ عنہ کہ
در حین ولادتِ او ظاہر شد یکی
آن است کہ در جوف کعبہ معظمہ تولد
یافت۔ قال الحاکم فی ترجمۃ حکیم بن
حزام و قول مصعبٍ فیہ لم یولد قبلہ
ولا بعدہ فی الکعبۃ احدٌ ما نعلمہ
وَہمٌ مصعبٌ فی الحرف الاخیر فقد
تواترت الاخبارُ انَّ فاطمۃَ بنت
اسد ولدت امیر المومنین علیًّا فی

جوفِ کعبہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ حاکم نے حکیم بن حزام کے ترجمہ
میں کہا کہ "کہ اُن کے بارے میں مصعب کا یہ قول کہ نہیں پیدا
ہوا کعبہ میں اس سے پہلے کوئی اور نہ اس کے بعد، جو کہ اس
پر نص کر دیا۔ مصعب نے وہم کیا ہے حرفِ اخیر (ولا بعدہٗ)
میں۔ بلاشبہ اخبار متواتر ہیں اس بارے میں کہ فاطمہ بنت
اسد نے امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو جوفِ کعبہ میں جنم
دیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ عزوجل و علا کی عنایت
صغر سِن ہی کے دَور میں اُن کے شاملِ حال ہو گئی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن (رضی اللہ عنہ) کے
تکفّل کو اپنے اُوپر لے لیا اور اس سبب سے اُن کا اسلام
اور اُن کا جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ نماز ادا کرنا زمانۂ بلوغ سے پہلے ہوا ہے۔ صحابہ اور
تابعین میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ بعد
خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سب سے پہلے مسلمان وہی ہیں
اور اس بارے میں ایک فصل مآثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
میں گذر چکی ہے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت
کیا عبد اللہ بن ابی نجیح نے مجاہد بن جبیر ابی الحجاج
سے۔ کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر اللہ کی نعمتوں
میں سے ایک یہ نعمت ہوئی جو اللہ نے اُن کے حصہ میں
رکھی تھی اور اس ذریعہ سے اُن کے ساتھ خیر کا ارادہ
کیا تھا کہ قریش پر ایک شدید خشک سالی کا زمانہ آیا
اور ابو طالب بہت اولاد رکھتے تھے۔ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے کہا اور وہ
بنی ہاشم میں سب سے زیادہ صاحبِ وسعت تھے،
کہ اے عباس آپ کے بھائی ابو طالب کثیر العیال

فی جوف الکعبۃ۔ واز آن جملہ آنکہ عنایت الٰہی جلّ و علا در صغر سن شامل حال او گشت و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکفل وی رضی اللہ عنہ بر خود گرفتند وازین جہت اسلام او و نماز گزاردن او با جناب مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش از اوانِ بلوغ بودہ است۔ و بسیاری از صحابہ و تابعین بآن رفتہ اند کہ وی اول مسلمان است بعد خدیجہ رضی اللہ عنہا و فصلی ازین باب در مآثر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ گذشت۔ قال محمد بن اسحٰق و حدثنی عبد اللہ بن ابی نجیح عن مجاھد بن جبیر ابی الحجاج قال کان من نعمۃ اللہ علی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مما صنع اللہ لہ و ارادہ بہ من الخیر ان قریشا اصابتہم ازمۃ شدیدۃ وکان ابو طالب ذا عیال کثیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعباس عمہ وکان من ایسر بنی ہاشم یا عباس ان اخاک ابا طالب کثیر العیال وقد اصاب الناس ما تری من ھذہ الازمۃ فانطلق بنا الیہ لنخفف من عیالہ آخذ من بنیہ رجلا وتاخذ انت رجلا فنکفیھما عنہ

ہیں اور لوگوں پر جو یہ بلا خشک سالی کی آپڑی ہے وہ آپ دیکھ رہے ہیں تو آؤ ہم اُن کے پاس چلیں اُن کے اُوپر سے کنبہ کا کچھ بوجھ ہلکا کریں، اُن کے گھر سے ایک آدمی کو میں لے لوں اور ایک کو آپ لے لیں تو ہم ان کی طرف سے اُن دو کا خرچ خود برداشت کریں، عباس نے کہا بہت اچھا۔ تو دونوں جاکر ابو طالب سے ملے اور اُن سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے اُوپر سے آپ کے کنبہ کے خرچ کا بوجھ ہلکا کریں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ لوگوں سے اس تنگی کو دور کر دے جس میں وہ مبتلا ہیں۔ تو ان دونوں سے ابو طالب نے کہا کہ اس صورت میں تم میرے پاس عقیل کو چھوڑ دو۔ (اور ابن ہشام نے کہا کہ عقیل اور طالب کو چھوڑ دو) اس کے بعد جو تم چاہو کرو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو لے لیا اور اُن کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور عباس نے جعفر کو لیکر اپنے سینے سے لگا لیا۔ پھر علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی بناکر مبعوث کیا تو علی نے آپ کا اتباع کیا اور آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور جعفر عباس کے پاس رہتے تھے یہاں تک کہ ایمان لائے اور اُن سے مستغنی ہو گئے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ بعض اہل علم نے ذکر کیا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بعض گھاٹیوں کی طرف نکل جاتے تھے اور اُن کے ساتھ علی بن ابی طالب بھی اپنے باپ ابو طالب سے اور اپنے تمام چچاؤں سے اور پوری قوم سے چھپ کر نکلتے تھے اور اس میں دونوں نماز

قال العباس نعم فانطلقا حتی اتیا الی ابی طالب فقالا لہ انا نرید ان نخفف عنک من عیالک حتی ینکشف عن الناس ماہم فیہ فقال لہما ابوطالب اذا ترکتما لی عقیلاً وقال ابن ہشام عقیلاً وطالباً فاصنعا ماشئتما فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وضمہ الی صدرہ و اخذ العباس جعفراً فضمہ الیہ فلم یزل علی رضی اللہ عنہ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی بعثہ اللہ نبیاً فاتبعہ علیٌّ فامن بہ وصدقہ و لم یزل جعفر عند العباس حتی اسلم واستغنی عنہ۔ قال ابن اسحٰق و ذکر بعض اہل العلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا حضرت الصلوٰۃ خرج الی شعاب مکۃ وخرج معہ علی بن ابی طالب مستخفیاً من ابیہ ابی طالب و من جمیع اعمامہ وسائر قومہ فیصلیان الصلوٰۃ فیہا فاذا امسیا رجعا فمکثا کذلک ما شاء اللہ ان یمکثا ثم ان ابا طالب عثر علیہما یوماً وہما یصلیان فقال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ہذا الدین الذی اراک تدین بہ قال

پڑھتے رہتے تھے۔ پھر جب شام ہو جاتی تو دونوں واپس آجاتے تھے، تو دونوں جب تک اللہ نے چاہا کہ اس حال پر رہیں یوں ہی کرتے رہے۔ پھر ایک دن ایسا ہوا کہ ابوطالب دونوں کے سامنے آگئے جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ کون سا دین ہے جس پر تم عمل کر رہے ہو تو آپ نے کہا اے چچا یہ اللہ کا دین ہے اور اس کے فرشتوں کا دین ہے اور اس کے رسولوں اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔" یا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" مجھے اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ساتھ رسول بنا کر بندوں کی طرف بھیجا ہے اور آپ اے چچا ہر اس شخص سے جس سے میں خیرخواہی کروں اور اس کو ہدایت کی طرف دعوت دوں زیادہ حقدار ہیں، اور جس نے بھی میری دعوت کو قبول کیا اور میری اعانت کی آپ پر اس کا حق بھی سب سے زیادہ ہے۔ اوکما قال۔ تو ابوطالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا کہ باپ دادا کے دین کو اور جس طریقہ پر وہ تھے اس کو چھوڑ دوں لیکن خدا کی قسم میں کسی چیز کو جس سے تو تکلیف محسوس کرے تجھ تک نہ آنے دوں گا جب تک زندہ ہوں اور انہوں نے ذکر کیا کہ ابوطالب نے علی سے کہا کہ اے میرے بیٹے تو کس دین پر ہے انہوں نے کہا کہ اے ابا میں تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آیا اور جو کچھ وہ لے کر آئے اس کی تصدیق کر چکا اور میں نے ان کے ساتھ مل کر اللہ کے لئے نماز پڑھی اور ان کا اتباع کیا، تو لوگوں نے گمان کیا ہے کہ ابوطالب نے یہ کہا کہ خبردار محمد نے تجھے

یا عمّ هٰذا دینُ اللّٰہِ و دین ملائکتہ
و رسلہ و دینُ ابینا ابراهیم او
کما قال صلی اللہ علیہ وسلم بعثنی اللہُ
بہ رسولاً الی العبادِ و انتَ یا عمّ احق
من بَذلتُ لہ النصیحۃَ و دعوتُہ الی
الھُدٰی و احق من اَجابنی الیہ
و اَعَانَنی علیہ او کما قال فقال ابوطالب
یا ابنَ اخی انی لا استطیعُ ان افارقَ
دینَ آبائی و ما کانوا علیہ و لکن و اللّٰہِ
لایخلص الیک شئ تکرهہٗ ما بقیتُ
و ذکر و انہ قال لعلی یا بُنَیَّ ماهذا
الدینُ الذی انتَ علیہ قال یا ابت
اٰمنتُ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
و صدقتہ بما جاءَ بہ و صلیتُ معہ
لِلّٰہِ و اتَّبعتہٗ فزعموا انہ قالَ اما
انہ لم یدعُکَ اِلّا الی خیرٍ فالزمہ
و اخرج احمد عن حبۃ العرنی قال رأیتُ
علیا ضحِکَ علی المنبر لم اَرہ ضحِکَ
ضحکا اکثر منہ حتی بدت نواجذہ ثم
قال ذکرتُ قولَ ابی طالب ظہر علینا
ابوطالب و انا مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم و نحن نُصلّی ببطن نخلۃ
فقال ماذا تصنعانِ یا ابنَ اخی فدعاہ
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی
الاسلام فقال ما بالذی تصنعانِ

دعوت نہیں دی مگر خیر کی طرف تو اُس کو لازم رکھ۔ اور احمد نے روایت کی حبۃ العرنی سے، کہا کہ میں نے علیؓ کو دیکھا کہ منبر پر ہنس رہے تھے۔ میں نے اُن کو کبھی اس سے زیادہ ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، یہاں تک کہ اُن کے کیلے کُھل گئے تھے۔ پھر فرمایا کہ مجھے ابو طالب کا قول یاد آگیا۔ ابو طالب ہم پر ظاہر ہوئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور ہم بطنِ نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، کہنے لگے اے بھتیجے تم دونوں کیا کر رہے ہو؟ تو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی طرف دعوت دی۔ تو انہوں نے کہا کہ "جو کچھ تم کر رہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں یا جو کچھ تم کہہ رہے ہو اُس میں کچھ حرج نہیں لیکن خدا کی قسم میرے چوتڑ تو کبھی اُوپر نہیں اُٹھنے کے" اور ہنسے اپنے باپ کے قول پر تعجب کی وجہ سے۔ پھر (علیؓ) نے کہا یا اللہ میں اعتراف نہیں کر رہا ہوں (یعنی دعوٰی اور فخر نہیں کرتا) کہ آپ کے کسی بندے نے اس اُمت میں سے سوائے آپ کے نبی کے مجھ سے پہلے آپ کی عبادت کی ہو۔ تین مرتبہ کہا۔ بیشک میں نے نماز پڑھی پہلے اس سے کہ لوگ نماز پڑھیں سات دن (یا سات نمازیں)۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ جب ابو طالب نے وفات پائی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعزیت میں اور حضرت مرتضیٰؓ کو تسلی دینے میں اور ان کے لئے دعائے خیر کرنے میں کمال درجہ شفقت فرمائی۔ اور احمد نے روایت کیا علی رضؓ سے، کہا کہ جب ابو طالب کا انتقال ہوگیا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کہا کہ آپ کے چچا کا انتقال ہوگیا ہے، فرمایا کہ جاؤ اُن کو دفن کر دو۔ پھر میرے پاس آنے تک کوئی بات نہ کرنا۔ کہا کہ پھر میں

بأسٌ او بالذی نقولان بأسٌ و
لکن واللہ لاتعلو لی استی ابدًا
وضحک تعجبا لقول ابیہ ثم قال
اللّٰھم لا اعترف ان عبدًا لک من
ہذہ الامۃ عبدک قبلی غیر نبیک
ثلاث مرار لقد صلیتُ قبلَ ان یصلی
الناس سبعًا۔ واز آن جملہ آنکہ چون
ابو طالب وفات یافت آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم در تعزیہ و تسلیۂ حضرت
مرتضی رضی اللہ عنہ و دعای خیر
برای او کمال درجہ شفقت مرعی داشت
اخرج احمد عن علیؓ قال لما توفی ابو
طالب اتیتُ النبیَّ صلی اللہ علیہ
وسلم فقلتُ ان عمک الشیخَ قد
مات قال اذہب فوارہ ثم لاتحدث
شیئا حتی تأتینی قال فواریتُہ قال
اذہب فاغتسل ثم لا تحدث شیئاً
حتی تأتینی قال فاغتسلتُ ثم اتیتُہ
قال فدعالی بدعواتٍ مایسُرّنی انّ لی
بہا حُمرَ النعَم وسُوْدَ ہا وکانَ علیٌّ اذا
غَسل المیتَ اغتسلَ۔ واز آن جملہ
آنکہ پیش از ہجرت آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم با او معاملت منتظر الخلافت
کہ یکی از لوازم خلافت خاصہ است
بجا آوردند۔ اخرج النسائی فی کتاب

نے غسل کیا اور آپ کے پاس آیا تو آپ نے میرے لئے بہت دعائیں کیں جن سے مجھے اسقدر مسرت ہوئی کہ اتنی سُرخ اور سیاہ اونٹوں کے ملنے سے نہ ہوتی۔ اور علی جب میّت کو غسل دیتے تھے تو نہایا کرتے تھے۔ اور اُن میں ایک یہ ہے کہ ہجرت سے پہلے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ساتھ منتظر الخلافت کے مانند معاملہ کیا کرتے تھے جو کہ خلافتِ خاصہ کے لوازم میں سے ہیں۔ نسائی نے کتاب الخصائص میں ربیعہ بن ناجیہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین اپنے چچا کے بیٹے کے آپ کیسے وارث ہوئے اپنے چچا کو چھوڑ کر۔ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا تھا یا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی اولاد عبد المطلب کو اور اُن کے لئے ایک مد کھانا تیار کرایا (یعنی تقریبًا ایک سیر) فرمایا کہ سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھایا اور کھانا بچ رہا جتنا بھی تھا، گویا کہ اُس کو چھیڑا ہی نہیں گیا۔ پھر آپ نے ایک پیالہ منگایا تو سب نے اُس میں سے سیر ہو کر پیا اور اس میں شربت باقی تھا، گویا کہ اُس کو چھوا ہی نہیں گیا اور اس میں سے نہیں پیا گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے اولاد عبد المطلب میں تمہاری طرف خاص طور اور تمام لوگوں کی طرف عام طور پر بھیجا گیا ہوں۔ اور تم نے دیکھ لیا اس اُمّت میں سے جو کچھ تم نے دیکھا اور تم میں سے کون مجھ سے اس بات پر بیعت کرے گا کہ وہ میرا بھائی اور ساتھی اور وارث بنے تو کوئی بھی ان کی طرف نہ بڑھا۔ تو میں اُن کی طرف بڑھا اور میں قوم میں سب سے چھوٹا تھا۔ فرمایا کہ بیٹھ جا۔ پھر آپ نے وہی بات کہی۔ تین

الخصائص عن ربیعۃ بن ناجیۃ ان رجلا قال لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یا امیر المؤمنین لم ورثتَ ابنَ عمک دونَ عمک قال جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او قال دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عبد المطلب فصنع لہم مُدًّا من طعامٍ قال فاکلوا حتی شبعوا و بقی الطعام کما ہو کانَ لم یُمَسّ ثم دعا بغُمَرٍ فشربوا حتی رَوُوا وبقی الشرابُ کان لم یُمَسّ ولم یُشرب فقال یا بنی عبد المطلب انی بُعثتُ الیکم خاصۃً و الی الناس عامۃً وقد رأیتم من ہٰذہ الامۃ ماقد رأیتم فایکم یُبایعُنی علی ان یکون اخی و صاحبی و وارثی فلم یقم الیہ احد فقمتُ الیہ وکنتُ اصغرَ القومِ قال اجلس ثم قال ثلثَ مراتٍ کلَّ ذلک اقوم فیقول اجلس حتی کانَ فی الثالثۃِ ضربَ بیدہ علی یدی ثم قالَ فبذلک ورثتُ ابنَ عمی دونَ عمی۔ و اخرج النسائی عن علی رضی اللہ عنہ قال انطلقت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اتینا الکعبۃ فصعدَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ اور میں ہر مرتبہ میں اُٹھتا رہا اور وہ کہتے رہے کہ بیٹھ جا۔ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ میں آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ پھر علی رضؓ نے کہا کہ یہ ہے وہ بات جس سے میں اپنے چچا کے بیٹے کا وارث ہوا ہوں چچا کو چھوڑ کر۔ اور نسائیؒ نے روایت کیا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم دونوں کعبہ کے اندر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے کندھے پر چڑھ گئے "اور اُن کو اُٹھائے ہوئے علی کھڑے ہوئے" (یہ جملہ راوی کی طرف سے ہے) پھر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کمزوری کو دیکھا اور کہا کہ بیٹھ جا تو میں بیٹھ گیا تو نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے اور میرے سامنے بیٹھے اور فرمایا کہ میرے کندھوں پر چڑھ جا اور آپ مجھے لیکر کھڑے ہوگئے تو علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ میری یہ حالت تھی کہ مجھے یہ متخیّل ہو رہا تھا کہ میں اگر چاہوں تو آسمان کے افق پر پہنچ جاؤں تو علی کعبہ پر چڑھے اور اُس پر ایک بُت تھا پیتل یا تانبے کا۔ تو میں نے اس پر زور لگانا شروع کیا تاکہ اُسے اکھاڑ دوں دائیں کو اور بائیں اور آگے کو اور سامنے اور اس کے پیچھے سے یہاں تک کہ جب میں نے اُس پر قابو پالیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو پھینک دے تو میں نے اس کو پھینک دیا پھر اُس کو توڑا جیسا کہ شیشہ ٹوٹ ٹکڑے کر دیا جائے۔ پھر نیچے اُتر آیا۔ پھر میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جھپٹتے ہوئے چلے یہاں تک کہ گھروں میں جا چھپے اس اندیشہ[1] سے کہ کوئی ہمیں مل جائے گا۔ اور اُن میں سے یہ کہ جب کفارِ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے لئے مجتمع ہو گئے اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت مقرر ہوگئی تو آپ نے حضرت علی مرتضیٰ سے فرمایا کہ وہ آنجنابؐ کے بستر پر سو جائیں اور آنحضرتؐ کی چادر مبارک اپنے اوپر اوڑھ لیں تاکہ کفار مغالطہ میں پڑے رہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے پر مطلع نہ

علی منکبی فنہض بہ علیؓ فلما رأی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعفی
قال لی اجلس فجلست فنزل نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و جلس لی وقال
اصعد علی منکبی فصعدت علی منکبیہ
فنہض بی فقال علی علیہ السلام انہ
لیخیل الیّ انی لو شئت لنلت
افق السماء فصعدت علی الکعبۃ و علیہا
تمثال من صفر او نحاس فجعلت
أعالجہ لأزیلہ یمیناً وشمالاً وقداماً
او من بین یدیہ و من خلفہ حتی اذا
استمکنت فیہ فقال نبی اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اقذفہ فقذفت بہ
فکسرتہ کما یکسر القواریر ثم نزلت
فانطلقت انا و رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نستبق حتی توارینا البیوت
خشیۃ ان یلقانا احد۔ و ازان جملہ
آنکہ چون کفار قریش مجتمع شدند بر
ایذای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہجرت از مکہ بمدینہ تصمیم یافت
بحضرت مرتضی فرمودند تا بر فراش
آن جناب علیہ الصلوٰۃ والسلام
بخسپد و ردای مبارک آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بالائی خود بپوشد تا کفار
در غلط افتند و بر رفتن آنحضرت

ہونے پائیں۔ اور اس کے بعد قریب وقت میں ہی علی رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے۔ ابن اسحٰق نے ہجرت کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کفارِ قریش کے باہم مشورہ کے قصہ میں کہا، پھر جبرئیل آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ سے کہا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں توجب رات کا اندھیرا چھا گیا تو مشرکین جمع ہوکر آپ کو تاکنے لگے کہ آپ کب سوئیں گے کہ آپ کے اوپر حملہ کریں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو میرے بستر پر لیٹ جا اور میری حضرمی سبز چادر اپنے اوپر اوڑھ لے اور اس میں سو جا۔ ہرگز اُن کی جانب سے کوئی تکلیف تجھ کو نہیں پہنچے گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے جب سویا کرتے تھے تو اسی چادر میں سویا کرتے تھے۔ کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف باہر نکلے اور آپ نے ایک مٹھی مٹی کی بھر کر اپنے ہاتھ میں لے لی اور اس کو ان کے سروں پر بکھیرتے رہے اور آپ یہ سورت پڑھ رہے تھے یٰس
وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ سے فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝
یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات سے فارغ ہو گئے اور اُن میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا مگر آپ نے اُس کے سر پر مٹی ڈالی۔ پھر جس طرف جانے کا آپ نے ارادہ کیا تھا چلے گئے۔ اس کے بعد اُن کے پاس ایک آنے والا آیا جو اُن لوگوں کے ساتھیوں میں سے نہیں تھا اُس نے کہا کہ یہاں تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا کہ محمد کا۔" اُس نے کہا کہ خدا نے تمھیں خسارے میں

صلی اللہ علیہ وسلم اطلاعی نیابند و
بعد ازاں عنقریب ہجرت نمود و
بآنحضرت ملحق گشت۔ قال ابن اسحق
فی قصۃ الہجرۃ ومشاورۃ کفار
قریش فی امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاتی جبرئیلُ الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال لہ لاتبتْ ہذہ
اللیلۃَ علی فراشکَ فلما کانت
العتمۃ من اللیل اجتمعوا یرصدونہ
متی ینامُ فیثبون علیہ فلما رأی
رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
نم علی فراشی وتسبّحْ ببُردی ہذا
الحضرمیِّ الاخضر فنم فیہ فانہ لن یخلص
الیک شیءٌ تکرہہ منہم وکان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبلُ ینامُ
فی بُردہ ذلک اذا نام قال و
خرج علیہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فاخذ حفنۃً من تراب فی
یدہ فجعل ینثر التراب علی رؤسہم
وہو یقرأ سورۃ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ
الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی
صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ الی قولہ فَاَغْشَیْنٰہُمْ
فَہُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ حتی فرغ رسولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہؤلاء

ڈال دیا۔ خدا کی قسم بلاشبہ محمد تمہارے سامنے سے
نکل گیا، پھر اس نے تم میں سے کسی شخص کو بھی نہیں
چھوڑا مگر اس کے سر پر خاک ڈال دی ہے اور جہاں جانا
تھا چلا بھی گیا۔ کیا تم نہیں دیکھتے تمہارے اوپر کیا ہے۔
کہا کہ پھر اُن میں سے ہر ایک نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا
تو اس پر مٹی پائی۔ پھر انہوں نے جھانکنا شروع کیا تو وہ
علی کو دیکھ رہے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
چادر اوڑھے ہوئے بستر پر سو رہے تھے۔ تو کہنے لگے
کہ واللہ یقیناً یہ محمد سویا ہوا ہے، اُس پر اُس کی چادر
ہے۔ تو یہ لوگ اسی طرح تو وہاں سے نہیں ٹلے یہاں تک
کہ صبح ہو گئی، اور علی بستر پر سے اُٹھے تو انہوں نے
کہا واللہ ہم سے جس شخص نے بیان کیا تھا سچ کہا تھا۔
پھر محمد بن اسحٰق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ
تشریف لانے کے قصہ میں بیان کیا کہ مکہ میں علی نے تین
رات اور تین دن قیام کیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو اُن کی وہ امانتیں ادا کردیں
جو اُن کی آپ کے پاس رکھی ہوئی تھیں، پھر جب اُس سے
فارغ ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا
ملے اور کلثوم بن ہدم کے مہمان ہوئے۔ اور اُن میں سے
ایک یہ ہے کہ جب اصحاب کے درمیان مواخات واقع
ہوئی (یعنی ہر ایک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک بھائی تجویز کیا) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی
فرمایا۔ ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب
کے درمیان مواخات کرائی تو علی آئے اور اُن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی
تھیں، اور کہا یا رسول اللہ آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان مواخات کرائی

الآیات و لم یبق منہم رجل الا و قد وضع علی رأسہ ترابا ثم انصرف الی حیث اراد ان یذہب فاتاہم آت ممن لم یکن معہم فقال ما تنتظرون ہٰہنا قالوا محمدا قال خیبکم اللہ قد واللہ خرج علیکم محمد ثم ما ترک منکم رجلا الا و قد وضع علی رأسہ ترابا و انطلق لحاجتہ اما ترون ما بکم قال فوضع کل واحد منہم یدہ علی رأسہ فاذا علیہ تراب ثم جعلوا یطلعون فیرون علیا علی الفراش متسجیا ببرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون واللہ ان ہذا لمحمد نائما علیہ بردہ فلم یبرحوا کذلک حتی اصبحوا فقام علی عن الفراش فقالوا واللہ لقد کان صدقنا الذی حدثنا ثم قال محمد بن اسحٰق فی قصۃ مقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ و اقام علی بمکۃ ثلث لیال و ایامہا حتی ادی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الودائع اللتی کانت عندہ للناس حتی اذا فرغ منہا لحق برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزل علی کلثوم بن ہدم۔

واز آن جملہ آنکہ چون درمیان اصحاب مواخات واقع شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ

اور میرے اور کسی کے درمیان مواخات قائم نہیں کی تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اُن میں سے یہ کہ سوابق اسلامیہ میں سے جنگ بدر میں حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حصہ کامل اور وافر تھا۔ اول یہ کہ جب موضع بدر کے نزدیک پہنچے تو آپؐ نے ایک جماعت کو دشمنوں کے لشکر کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا اور حضرت مرتضیٰ بھی اُس جماعت میں سے تھے۔ کہا محمد بن اسحاق نے کہ جب شام ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور زبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کی طرف بھیجا۔ تاکہ وہ خبریں لے کر آئیں تو قریش کے پانی ڈھونے والے اونٹ اُن کے ہاتھ لگے جن میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنو عاص بن سعد کا غلام عریض ابو یسار بھی تھا، تو یہ اصحاب ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ الخ دوسرا یہ کہ قتال شروع ہونے کے وقت جماعت کفار میں سے تین آدمی مقاتلہ کے لئے باہر آئے اور تین آدمی اُن کے ساتھ مقابلہ کے لئے بنی ہاشم میں سے نکل آئے اُن میں سے ایک حضرت مرتضیٰ تھے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا اور اسود بن اسد مخزومی مقاتلہ کے لئے نکلا اور یہ ایک بدخو بدخصائل شخص تھا، تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ اُن کے حوض میں سے ضرور پانی پیوں گا یا اس کو ڈھا دوں گا یا اُس کے پیچھے جان دے دوں گا۔ تو جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبدالمطلب

رضی اللہ عنہ را برادرِ خود خواند۔ اخرج الترمذی عن ابن عمرؓ قال آخا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اصحابہ فجاء علیٌّ تدمعُ عیناہ فقال یا رسول اللہ آخیتَ بینَ اصحابکَ ولم تؤاخِ بینی و بین احدٍ فقال لہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتَ اخی فی الدنیا والآخرۃ۔ و از آن جملہ آنکہ در مشہدِ بدر نصیب حضرتِ مرتضیٰ رضی اللہ عنہ از سوابق اسلامیہ اوفی و اوفر بود۔ اوّل آنکہ چون نزدیک بموضع بدر رسیدند جماعۂ را برای خبر گرفتن لشکر اعداء فرستادند و حضرت مرتضیٰ از آن جملہ بود قال محمد بن اسحاق فلما امسیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث علیَّ بن ابی طالب والزبیرَ بن العوّام و سعدَ بن ابی وقاص فی نفرٍ من اصحابہ الی بدرٍ یلتمسونَ لہ الخبرَ فاصابوا روایا القریش فیہا اسلم غلامٌ لبنی الحجاج و عریض ابو یسار غلامٌ لبنی العاص بن سعد فاتوا بہما رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔ ثانیاً آنکہ در ہنگام مقاتلہ سہ نفر از جماعۂ کفار مبارزت کردند و کس از بنی ہاشم در صددِ

بڑھے۔ جب دونوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو حمزہ نے اس کے ایک ہاتھ مارا تو اس کا قدم آدھی پنڈلی پر زخمی ہوگیا اور وہ حوض کے پیچھے تھا تو وہ اپنی پشت پر گر گیا اپنے ساتھیوں کی طرف، اور اس کی ٹانگ سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر وہ مڑ گیا حوض کی طرف، یہاں تک کہ اس میں جا گھسا، چاہتا تھا کہ اپنی قسم پوری کرلے۔ پھر حمزہ نے اس کا پیچھا کیا اور اس پر ضرب لگائی یہاں تک کہ حوض میں ہی اس کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ جب صف سے جدا ہوگیا تو اس نے مقابلہ کے لئے للکارا تو اس کی طرف انصار میں کے تین جوان نکلے اور وہ تھے عوف اور معوذ حارث کے بیٹے جن کی ماں عفراء تھی اور ایک اور شخص تھا جس کو عبد اللہ بن رواحہ کہا جاتا تھا۔ انہوں نے کہا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ایک جماعت انصار میں کی، تو انہوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی غرض نہیں۔ پھر ان میں کے ایک للکارنے والے نے للکارا کہ اے محمد ہماری طرف بھیج ہماری قوم میں کے ہمارے ہمرتبہ لوگوں کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو اے عُبیدہؓ بن الحارث اور اٹھو اے حمزہ اور اٹھو اے علی۔ جب یہ اصحاب اٹھے اور ان کے قریب پہنچے تو انہوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ تو عبیدہ نے کہا کہ میں عبیدہ ہوں اور حمزہ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں اور علی نے کہا کہ میں علی ہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں تم ہمارے ہمرتبہ عزت و بزرگی والے ہو۔ تو عُبیدہ نے جو قوم (یعنی تینوں)

مدافعتِ آنہا در آمدند حضرت مرتضیٰ
یکے ازان جملہ بود۔ وقال محمد بن
اسحٰق وخرج الاسودُ بن عبدالاسدِ
المخزومی وکانَ رجلاً شرسًا سیّئَ الخلقِ
فقال اُعَاہِدُ اللہ لَاَشْرَبَنَّ من حوضہم
او لَاَہْدِمَنَّہٗ او لَاَمُوْتَنَّ دونہٗ فلما
خرجَ خرج الیہ حمزۃُ بن عبدالمطلب
فلماَّ التقیَا ضربہ حمزۃُ فجرح قدمہ بنصف
ساقہٖ وہو دونَ الحوضِ فوقع علی ظہرہ
تَشْخُبُ رِجلُہٗ دمًا نحو اصحابہ ثم حبا
الی الحوض حتی اقتحم فیہ یریدان یُبَرَّ
یمینہٗ فاتبعہ حمزۃُ فضربہ حتی قتلہ فی
الحوض ثم خرج بعدہ عتبۃ بن ربیعۃ
بین اخیہ شیبۃ بن ربیعۃ وابنہ
الولید بن عتبۃ حتی اذا فصل من
الصفِ دعا الی المبارزۃِ فخرج الیہ
فتیۃٌ من الانصار ثلثۃٌ وہم
عوفٌ ومعوذٌ ابنا الحارث وامہما
عفراء ورجل آخر یقال لہ عبداللہ
بن رواحۃ فقالوا من انتم قالوا رہطٌ
من الانصار فقالوا مالنا بکم من حاجۃ
ثم نادی مُنادیہم یا محمدُ اخرج الینا
اکفاءَنا من قومنا فقالَ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قُم یا عبیدۃَ بن
الحارثِ وقم یا حمزۃُ وقم یا علی فلما

میں بڑی عمر کے تھے مقابلہ کے لئے نکلے عتبہ بن ربیعہ کے،
اور حمزہ نے مقابلہ کیا شیبہ بن ربیعہ کا اور علی نے مقابلہ
کیا ولید بن عتبہ کا۔ حمزہ نے تو شیبہ کو مہلت ہی نہ دی
کہ اُس کو قتل کر دیا۔ رہے علی تو انہوں نے ولید کو مہلت
نہ دی کہ اُسے قتل کر ڈالا۔ اور عبیدہ اور عتبہ کے درمیان یہ
ہوا کہ دونوں نے ایک دوسرے پر ضرب لگائی۔ دونوں نے
اپنے مقابل کو گہرے زخم پہنچائے۔ پھر حمزہ اور علی اپنی اپنی
تلواروں کے ساتھ عتبہ پر حملہ آور ہوئے اور اُس
کو انہوں نے کوٹ کر ڈال دیا اور اپنے ساتھی عُبَیدہ کو اٹھا
لائے اور اُس کو اس کے اصحاب کے پاس پہنچا دیا۔ تیسرے
یہ کہ جبرئیل یا میکائیل اُن کے ساتھ تھے۔ حاکم نے ابو صالح
سے انہوں نے علی سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں میرے اور ابو بکر کے
لئے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی دائیں طرف جبرئیل اور
دوسرے کی طرف میکائیل رہیں گے اور اسرافیل بڑی
عظمت والا فرشتہ ہے وہ صف میں رہے گا۔ قتال
کے وقت جن لوگوں کو علی نے قتل کیا اور بعد قتال کے،
محمد بن اسحٰق نے چند ایسے لوگوں کا ذکر کیا ہے
بعض کا یقین کے ساتھ اور بعض کا تردد اور اختلاف
کے ساتھ۔ روایت کیا ابو بکر نے ابراہیم بن عُبَید
بن رفاعہ بن نافع الانصاری سے اُس نے اپنے باپ سے
اُس نے اس کے دادا سے، کہا کہ ہم بدر سے لوٹے تو ہم
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پایا تو بعض
ٹولیوں نے بعض کو پکار کر پوچھا کہ کیا تم میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ توسب ٹھہر گئے یہاں

قَامُوا وَدَنَوا منہم قالوا من انتم قال عبیدۃُ انا عبیدۃُ وقال حمزۃ انا حمزۃُ وقال علیّ انا علیّ فقالوا نعم اکفاءٌ کِرَامٌ فَبَارَزَ عبیدۃُ وکان اَسَنَّ القوم عتبۃَ بنَ ربیعۃَ وبارز حمزۃُ شیبۃَ بن ربیعۃَ وبارزَ علیّ الولیدَ بن عتبۃَ فاما حمزۃُ فلم یُمہل شیبۃَ ان قتلہ واما علیٌّ فلم یُمہِل الولیدَ ان قتلہ واختلفَ عبیدۃُ وعتبۃ بینہما ضربتین کِلَاہما اثبتَ فی صَاحِبہ فَکَرَّ حمزۃُ وعلیٌّ باسیافِہما علی عتبۃَ فَدَفَّفَا علیہ واحتملا صاحبہما فحازاہُ الی اصحابہ "تا آنکہ جبرئیل یا میکائیل ہمراہ او بود۔ اخرج الحاکم عن ابی صالح عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدرٍ لی وَلِاَبی بکرٍ عن یمینِ احدِکما جبرئیلُ والآخر میکائیل واسرافیلُ ملکٌ عظیم ویکونُ فی الصف۔ محمد بن اسحٰق در وقتِ قتال وبعدِ قتال چندکس را نام بردہ بعض را جزماً وبعض را بر سبیل تردد واختلاف قَتَلَہُم علیٌّ۔ اخرج ابوعمر عن ابراہیم بن عبید بن رفاعۃ بن رافع الانصاری عن ابیہ عن جدہ قال اقبلنا من بدرٍ

تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے اور اُن کے ساتھ علی بن ابی طالب تھے تو لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ ہم نے آپ کو گم کر دیا تھا۔ تو فرمایا کہ ابوالحسن (یعنی علی) نے پیٹ میں کچھ مروڑ محسوس کی تو میں اس کے پیچھے ہو لیا تھا (کہ مبادا کوئی چھپا ہوا دشمن غفلت میں گزند پہنچا دے)۔ اور ان میں سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کر دیا اور اس ضمن میں بڑی عزت افزائی اور مراتبِ عظیمہ سے نوازا۔ روایت کیا ابوعمر نے عُبَید اللہ بن محمد بن سماک بن جعفر ہاشمی سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا فاطمہ کا علی بن ابی طالب کے ساتھ جنگِ اُحُد کے بعد اور فاطمہ کی عمر اُن کے نکاح کے دن پندرہ سال اور ساڑھے پانچ ماہ تھی اور علی کی عمر اُس دن اکیس سال اور پانچ ماہ تھی۔ کاتبِ حروف کہتا ہے کہ فقیر کو اس بات میں کہ حضرت فاطمہ کا نکاح بعد غزوۂ اُحد ہوا تردّد دل میں پیدا ہوتا ہے کہ پھر حضرت مرتضیٰ کا فاطمہ رض سے واقعۂ اُحُد میں اس کہنے کی کہ "اِغسِلِی عَنِّیَ الدَّمَ" (مجھ پر سے یہ خون دھو دو) کیا صورت ہوگی۔[۱] واللہ اعلم۔ نسائیؒ نے خصائصِ علی رضی اللہ عنہ میں روایت کی ہے عبد اللہ بن بریدہ سے انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ پیغامِ نکاح دیا ابوبکر اور عمر نے فاطمہ علیہا السلام سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کم عمر ہے۔ پھر اُن سے پیغام بھیجا علی علیہ السلام نے تو آپ نے اُن سے نکاح کر دیا۔

[۱] اکمال فی اسماء الرجال میں ہے کہ حضرت علی نے فاطمہ رض سے رمضان ۲ھ میں نکاح کیا اور ذی الحجہ میں رخصتی ہوئی، اور غزوۂ اُحد، شوال ۳ھ میں ہوا اما سلیخ محمد بن [illegible] کی یہ روایت کہ غزوۂ اُحد کے بعد نکاح ہوا صحیح نہیں ہے۔ قرینِ قیاس یہ ہے کہ بعد غزوۂ بدر نکاح ہوا کیونکہ رمضان ۲ھ میں غزوۂ بدر ہوا اور ذی الحجہ کے آخر ایام میں نکاح ہوا ۱۲۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ۔

فَفَقَدْنَا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنادتِ الرفاقۃ بعضہا بعضًا افیکم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوقفوا حتی جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ علی بن ابی طالب فقالوا یارسول اللہ فقدناک فقال انَّ اباحسن وجد مغصًا فی بطنہ فتخلفتُ علیہ- واز آن جملہ آنکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضی را رضی اللہ عنہ بحضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تزویج فرمود ودرین ضمن تشریف عظیم وتعظیم فخیم کرامت نمود- اخرج ابوعمر عن عبیداللہ بن محمد بن سماک بن جعفر الہاشمی یقول انکح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃَ علیَّ بن ابی طالب بعدَ وقعۃِ اُحُدٍ وکان سنہا یومَ تزوّجہا خمسَ عشرۃَ سنۃً وخمسۃَ اشہرٍ و نصفًا وسنّ علیٍّ یومئذٍ احدًا وعشرینَ سنۃً وخمسۃَ اشہرٍ- کاتب حروف گوید فقیر را دران کہ تزویج حضرتِ فاطمہ رض بعدِ اُحُد بودہ است ترددے بخاطر میگذرد کہ گفتن حضرت مرتضی فاطمہ رض را در وقعہ اُحُد اِغسِلی عَنِّی الدَّمَ بغیر تزوج چہ وجہ

اور نیز نسائی نے اسما[عسہ] بنت عمیس سے روایت کی ہے انہوں نے کہا کہ میں فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زفاف میں موجود تھی۔ جب صبح ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے دروازہ کھٹکھٹایا تو ام ایمن نے دروازہ کھولا۔ کہا جاتا ہے کہ اُن کی زبان میں لثغہ[عسہ] تھا۔ اور عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سُن لی تو وہ ایک طرف ہوگئیں۔ (راوی نے) کہا اختبئنَ (چھپ گئیں) اور میں ایک کونہ میں چھپ گئی۔ کہا کہ پھر علی علیہ السلام آئے تو اُن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء دی اور اُن کے اُوپر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر فرمایا کہ میرے پاس فاطمہ کو لاؤ تو فاطمہ علیہا السلام آئیں اور اپنے اُوپر شرم سے ایک رومال ڈالے ہوئے تھیں تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو مجھ کو اپنے اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اور ان کو دعا دی اور اُن پر کچھ پانی چھڑکا۔ پھر نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ نے کچھ سیاہی دیکھی تو فرمایا کہ یہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ اسما فرمایا کہ بنت عُمیس؟ میں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ تو بھی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زفاف میں موجود رہی۔ تو اس کی عزت کرتی ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! کہا کہ پھر مجھے دعا دی۔

ان میں سے یہ کہ معرکہ اُحُد میں بڑے بڑے فضائل اُن کے حصّہ میں آئے۔ مصعب بن عمیر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علمبردار تھے جب کہ ان کو مرتبۂ شہادت حاصل ہوگیا تو جناب اقدس نبوی علیہ

عسہ لثغہ کے معنی ہیں کہ ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف بولنا سین کو ثاء اور راء کو غین۔ ایسی زبان والے کو الثغ کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عسہ

وارد واللہ اعلم۔ آخرج النسائی فی خصائص علیؓ رضی اللہ عنہ عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ قال خطب ابوبکر وعمر فاطمۃ علیہا السلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا صغیرۃ فخطبہا علیؓ علیہ السلام فزوجہا منہ۔ واخرج النسائی ایضاً عن اسما بنت عمیس[۱] قالت کنت فی زفاف فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبحنا جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فضرب الباب ففتحت لہ ام ایمن یقال کان فی لسانہا لثغۃ، وسمعن النساء صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتخبین قال اختبئن واختبئت انا فی ناحیۃ فقالت فجاء علیؓ علیہ السلام فدعا لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و نضح علیہ من الماء ثم قال ادعوا لی فاطمۃ فجاءت علیہا السلام و علیہا خرقۃ من الحیاء فقال قد انکحتک احب اہل بیتی الیؔ ودعا لہا ونضح علیہا من الماء فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرأی سوادًا فقال من ھذا قلت اسما قال ابنۃ عمیس قلت نعم قال کنت فی زفاف

الصلوٰۃ والسلام نے حضرت مرتضےٰ کو جھنڈا دیا اور آپ نے اسی حالت میں قریش کا جھنڈا اُٹھانے والے سے مقابلہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ مصعب بن عمیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قتال کیا یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے اور جس نے اُن کو قتل کیا وہ قبیصہ بن قمیہ لیثی تھا اور وہ یہ گمان کر رہا تھا کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر وہ قریش کی طرف یہ کہتا ہوا لوٹا کہ میں نے محمد کو قتل کر دیا۔ تو جب کہ مصعب بن عمیر قتل کر دیئے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا علی بن ابی طالب کو دیا اور قتال کیا علی بن ابی طالب نے اور مسلمانوں میں کے ایک شخص نے۔ کہا ابن ہشام نے مجھ سے روایت کیا مسلمہ بن علقمہ مازنی نے، یوم اُحد میں قتال شدت پکڑ گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے جھنڈے کے نیچے بیٹھ گئے اور علی بن ابی طالب کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جھنڈا آگے بڑھاؤ اور علی آگے بڑھے اور کہا کہ میں ابو القصم ہوں (اور ابن ہشام کی اس روایت میں کہا جاتا ہے کہ ابو القُصَم عنہٗ ہے) تو اُن کو للکارا ابو سعد بن طلحہ نے جو مشرکین کا جھنڈا لئے ہوئے تھا کہ اے ابو القصم کیا مقابلہ پر آنے کی کچھ ہمت ہے؟ کہا کہ پھر صفوں کے درمیان دونوں مقابل ہو گئے اور دونوں نے ایک دوسرے پر وار کیا۔ پھر علی علیہ السلام نے اُس پر ایک ضرب لگائی اور اُس کو پچھاڑ دیا۔ پھر اس سے پلٹ گئے اور اس کا کام

عـ۱ اسماء بنت عمیس اس زمانہ میں حضرت جعفر بن ابی طالب کی زوجہ تھیں جعفر حضرت علی کے بڑے بھائی تھے جو ۸ھ میں جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے اس کے بعد ان سے حضرت ابوبکرؓ نے نکاح کر لیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد ان سے حضرت علیؓ نے نکاح کر لیا۔ ۱۲ اشتیاق احمد
حاشیہ عـ۲ اگلے صفحہ پر۔

فاطمۃَ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تکرہینہا قلتُ نعم قالت
قد عانی۔ و از آن جملہ در مشہد
اُحُد فضائل عظیمہ نصیب او آمد
مصعب بن عمیر کہ صاحب لوای
آنحضرت بود صلی اللہ علیہ وسلم
وقتیکہ بشہادت رسید جناب
اقدس نبوی علیہ الصلوۃ والسلام
لوا را بحضرت مرتضی دادند و در
آں حالت با صاحب لوای قریش
مبارزت نمود و اورا کشت۔ قال ابن
اسحٰق وقاتل مصعب بن عمیر
دونَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حتی قتِلَ وکان الذی قتلہ تبیعۃ
ابن قمیئۃ اللیثی وہو یظنُّ انَّہ رسولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجع الی
قریش وہو یقول قتلتُ محمداً
فلما قُتِلَ مصعب بن عمیر اعطی رسولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللواءَ لعلی بن
ابی طالب وقاتل علی بن ابی طالب
ورجل من المسلمینَ۔ قال ابن ہشام
حدثنی مسلمۃ بن علقمۃ المازنی قال

تمام نہ کیا۔ تو اُن سے اُن کے ساتھیوں نے کہا
کہ تم نے اُسے ختم کیوں نہ کردیا۔ تو فرمایا کہ اُس نے میرے
سامنے اپنا ستر کھول دیا تو مجھے رحم نے اس سے روک
دیا اور میں نے خیال کیا کہ اللہ نے اُس کو قتل ہی کردیا
ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ابوسعید بن طلحہ نکلا تھا دونوں
صفوں کے درمیان اور اُس نے للکارا تھا کہ میں ہوں
گردن توڑنے والا، کون میرے مقابل آئے گا تو
کوئی اس کے مقابلہ پر نہ نکلا۔ تو اُس نے کہا کہ اے
اصحابِ محمد تم گمان کرتے ہو کہ تمھارے مقتول جنت
میں جائیں گے اور ہمارے مقتول دوزخ میں۔ لات اور
عُزّیٰ کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو اگر تم اس بات کو
حق سمجھتے تو مجھ سے مقابلہ کے لئے تم میں سے کوئی تو
نکلتا۔ تو اس کی طرف علی بن ابی طالب نکلے۔ پھر
ایک دوسرے پر صرف دو وار کی نوبت آئی کہ علی
علیہ السلام نے اُس کو قتل کردیا۔ پھر کفار کے مقتولین
کے ناموں کی فصل میں ایک جماعت شمار میں آتی
ہے جن کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا ہے۔
اور جب ابتلا و امتحان پیش آیا اور بہت سے
صحابہ اس واقعہ میں درجۂ شہادت پر پہنچ گئے اور
صحابہ کو اس ہنگامہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خبر نہیں تھی، اس کے بعد جب کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم گھاٹیوں کی طرف تشریف لے گئے اور

(گذشتہ صفحہ کا حاشیہ) ص۲ قصم کے معنی ہیں ذلیل کرنا، توڑنا ادھ موا کر دینا، اور قضم کے معنی ہیں کھانا، چبانا، دانتوں سے توڑنا۔

لما اشتد القتال یوم احد جلس
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تحت رأیۃ الانصار وارسل الی علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان قدم
الرایۃ فتقدم علیؓ فقال انا ابو القصم
ویقال ابو القضم فیما قال ابن ہشام
فناداہ ابو سعد بن طلحۃ صاحب لواء
المشرکین ان ہل لک یا باالقصم فی
البراز من حاجۃ قال فبرزا بین الصفین
فاختلفا ضربتین فضربہ علیؓ علیہ السلام
فصرعہ ثم انصرف عنہ ولم یجہز علیہ
فقال لہ اصحابہ افلا اجہزت علیہ
فقال انہ استقبلنی بعورتہ فعطفتنی
عنہ الرحمۃ وعلمت ان اللہ قد قتلہ
ویقال ان اباسعد بن طلحۃ قد خرج
بین الصفین فنادا انا قاصم من یبارز
فلم یبرز الیہ احد فقال یا اصحاب محمد
زعمتم ان قتلاکم فی الجنۃ و قتلانا فی
النار کذبتم واللات والعزی
لو تعلمون ذلک حقا لخرج الی بعضکم
فخرج الیہ علیؓ بن ابی طالب فاختلفا
ضربتین فقتلہ علیؓ علیہ السلام۔ باز
در فصل تسمیۂ قتلے کفار جماعۂ را
شمردہ کہ قتلہم علیؓ بن ابی طالب

اُس جماعت میں حضرت مرتضیٰ بھی تھے۔ ابو اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں نے پہچان لیا تو آپ کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ آپ اُن کے ساتھ گھاٹیوں کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ علی بن ابی طالب اور ابوبکر وعمر اور طلحہ وزبیر اور حارث بن الصمۃ اور مسلمانوں کی ایک ٹکڑی تھی۔ اور بلا کے ٹل جانے کے بعد خون دھونے کے لئے پانی لانے کی خدمت حضرت مرتضےٰ کے ہاتھ سے سرانجام پائی۔ بخاریؒ نے روایت کیا سہل بن سعد سے کہ اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے بارے میں سوال کیا جا رہا تھا۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو واللہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ کون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کو دھو رہا تھا اور کون پانی بہا رہا تھا اور کس چیز سے دوا کی جارہی تھی۔ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو دھو رہی تھیں اور علیؓ ڈھال سے پانی بہا رہے تھے۔ تو جب فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی خون پر کچھ اثر نہیں کرتا بجز بہنے میں زیادتی کے تو انہوں نے بوریے کا ایک ٹکڑا لے کر اس کو جلایا پھر اُس کو زخم پر ڈالا تو خون بند ہو گیا۔ کہا ابن اسحٰق نے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے متعلقین تک پہنچ گئے تو آپ نے اپنی تلوار اپنی بیٹی فاطمہ کو دی اور فرمایا کہ بیٹی اس پر سے خون دھو دے واللہ آج اس نے مجھے بہت خوبی دکھائی اور علی بن

و چون بلا و تمحیص پیش آمد و بسیاری از صحابہ درین واقعہ بدرجۂ شہادت رسیدند و صحابہ دران ہنگام ازان جناب صلی اللہ علیہ وسلم اطلاع نداشتند بعد ازانکہ برمکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مطلع شدند و جماعۂ از سُبّاقِ اسلام بطرفِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دویدند آنگاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب شعب نہضت فرمود وحضرتِ مرتضیٰ ازان جماعہ بود- قال ابن اسحٰق فلما عرفَ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلمونَ نَہَضُوا الیہ نہض معہم نحو الشعب معہ علی بن ابی طالب وابوبکر وعمر وطلحۃ والزبیر والحارث بن الصمۃ ورہطٌ من المسلمین- وبعد انکشاف بلا خدمتِ آب آوردن برای غسلِ دم از دستِ حضرتِ مرتضیٰ سرانجام یافت- اخرجَ البخاری عن سہل بن سعد وہو یُسأل عن جرحِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اما واللہ انی لَاعرفُ من کان یغسل جرحَ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مَن کان یسکب الماءَ وبما دُووِیَ قال کانت فاطمۃُ بنت رسول اللہ

ابی طالب نے بھی اُن کو اپنی تلوار دی اور کہا کہ اور یہ بھی لے لو اس کا خون بھی دھو دو۔ واللہ اس نے مجھے آج بڑی خوبی دکھائی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے جس خوبی کے ساتھ قتال کیا ہے تو واللہ تمھارے ساتھ سہل بن حنیف اور ابودجانہ نے بھی بڑی خوبی کے ساتھ قتال کیا ہے۔ کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار کو ذوالفقار کہا جاتا تھا۔ کہا ابن ہشام نے کہ مجھ سے اہلِ علم نے روایت کی کہ ابن ابی نجیح نے کہا کہ ایک ندا کرنے والے نے اُحُد کے دن ندا کی "لَا سَیْفَ اِلَّا ذُو الْفِقَارِ اِلخ" یعنی کوئی تلوار نہیں سوائے ذوالفقار کے اور کوئی جوان نہیں سوائے علی رضؓ کے جو بار بار حملہ کرنے والا ہے۔

اور اُن میں سے یہ ہے کہ یوم خندق میں جب کفارِ قریش میں کے دلیر لوگوں نے خندق کو عبور کر لیا اور مسلمانوں کے مقابلہ پر ڈٹ گئے تھے تو حضرت مرتضیٰ نے عمرو بن عبد وَدّ کے ساتھ جنگ کی اور اُس کو جہنم میں پہنچا دیا۔ ابنِ اسحٰق نے کہا پھر لوگوں نے خندق کے ایسے موقع کو تاکا جو تنگ تھا تو انہوں نے اپنے گھوڑوں کو مارا تو وہ اُس میں گھس گئے۔ پھر اُنہوں نے اُن کو اُس شورزمین پر کدایا جو خندق اور سلع پہاڑی کے درمیان تھی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کو ساتھ لے کر بڑھے یہاں تک کہ اُن کو روک لیا اُس حد پر جہاں سے اُن لوگوں نے اپنے گھوڑوں کو گھسایا تھا، اور سوار اُن کے سامنے آئے اور عمرو بن عبد وَدّ نے یوم بدر میں

صلی اللہ علیہ وسلم تغسلہ و علی یسکب الماءَ بالمجن فلما رأت فاطمۃ انّ الماءَ لایزید الدمَ اِلّا کثرۃً اخذت قطعۃً من حصیر فاحرقتہا فالصقتہا فاستمسک الدمُ۔ قال ابن اسحٰق فلمّا انتہیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اہلہ ناول سیفہ ابنتہ فاطمۃَ قال اِغسلیْ عن ھذا دَمہ یا بُنَیّۃ فواللہِ لقد صدقنی الیومَ وناولہا علی ابن ابی طالب سیفہ وقال وھذا فاغسلی عنہ ایضًا دَمہ فواللہِ لقد صدقنی الیومَ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلئن کنتَ صدقتَ القتالَ فلقد صدقہ معک سہلُ بن حنیف و ابودجانۃ قال فکان یُقال لسیفِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذو الفقارِ قال ابن ہشام حدثنی اہل العلم ان ابن ابی نجیح نادٰی منادٍ یومَ اُحدٍ لاسیفَ الا ذوالفقارِ ولا فتیٰ الّا علیّ الکرار۔ و ازاں جملہ آنکہ در روز خندق چون دلیران کفار قریش از خندق عبور کردند و بمقابلہ مسلمین قائم شدند حضرت مرتضی باعمرو بن عبد وَدّ مبارزت نمود و اورا بجہنم فرستاد

قتال کیا تھا یہاں تک کہ اُس کے ایک گہرا زخم لگا تھا اور وہ یوم اُحد میں شریک نہیں ہوا تھا۔ پھر جب یوم خندق آیا تو وہ جھنڈا لگائے ہوئے نکلا تاکہ اس کی جگہ دیکھی جا سکے۔ پھر وہ اور اُس کے سوار ٹھہر گئے اور اس نے کہا کہ کون مقابلہ کرے گا تو اسکی طرف علی بن ابی طالب بڑھے اور اُس سے آپ نے کہا کہ اے عمرو بلاشبہ تو نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ تجھے قریش میں کا کوئی شخص جب دو اہم کرداریں سے ایک کی طرف تجھ کو دعوت دے گا تو اُس کو قبول کرے گا۔ اُس نے کہا کہ ہاں پھر اُس سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف اور اسلام کی طرف۔ اس نے کہا کہ اس کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ سُن کر علی نے کہا کہ اب میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ جنگ کے لئے اُتر۔ تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں پسند نہیں کرتا کہ تجھے قتل کر دوں، تو اس سے علی رضؓ نے کہا کہ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ تجھے قتل کر دوں یہ سن کر عمرو جوش میں آگیا اور فورًا اپنے گھوڑے سے کود پڑا اور اس کی ٹانگوں پر تلوار ماری اور اس کے منھ پر ماری۔ پھر امام علی بن ابی طالب کے مقابلہ پر آیا۔ اب دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی ایک نے دوسرے پر وار کئے تو علی رضؓ نے اُس کو قتل کر دیا اور اُن کے گھوڑے سب بھاگ نکلے یہاں تک کہ بھاگتے ہوئے خندق کو پھاند گئے۔ پھر علی رضؓ نے اس واقعہ میں یہ اشعار کہے ؎ نَصَرَ الحجارۃَ من سفاھۃِ رایہٖ۔ و نصرتُ الخ (ترجمہ) اُس نے مدد کی پتھروں (یعنی بتوں) کی اپنی عقل کے بھدّے پن سے۔ اور میں نے مدد کی ربّ محمد کی اصابت رائے

قال ابن اسحٰق ثم تیمموا مکاناً من الخندق ضیقاً فضربوا خیولھم فاقتحمت فجالت بھم فی السبخۃ بین الخندق وسلع فخرج علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فی نفر من المسلمین حتے اخذوا علیھم الثغرۃ اللتی اقتحموا منھا خیلھم و اقبلت الفرسان تنحوا نحوہم و کان عمرو بن عبدود قد قاتل یوم بدر حتی اثبتتہ الجراحۃ ولم یشھد یوم احد فلما کان یوم الخندق خرج معلماً لیرای مکانہ فلما وقف ھو وخیلہ قال من یبارز فبرز الیہ علی بن ابی طالب فقال لہ یا عمرو انک کنت قد عاہدت اللہ لا یدعوک احد من قریش الی احدی خلتین الا اخذتہا منہ فقال لہ اجل فقال لہ علی بن ابی طالب انی ادعوک الی اللہ و الی رسولہ والی الاسلام قال لا حاجۃ لی بذلک قال فانی ادعوک الی النزال فقال لہ یا ابن اخی ما احب ان اقتلک فقال لہ علیؑ واللہ احب ان اقتلک فحمی عمرو عند ذلک فاقتحم عن فرسہ فعقرہ و ضرب فی وجہہ ثم اقبل علے الامام علیؓ بن

کے ساتھ پھر میں اس وقت واپس ہوا جب میں نے اُس کو پچھاڑ ڈالا جیسے کھجور کا تنہ پڑا ہوا ہو ریت اور ٹیلے کے اوپر۔ اور میں نے اس کے کپڑوں کی طرف سے منھ پھیر لیا اور اگر میں خون میں آلودہ پڑا ہوا ہوتا تو یہ میرے کپڑے کھسوٹ لیتا۔ اے (مشرکین کے) گروہو! ہرگز یہ گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو اور اپنے نبی کو رسوا کرنے والا ہے۔ پھر بنو قریظہ کے محاصرے کے وقت اُن کے قلعہ سے اُتر آنے کے اسباب میں سے ایک سبب حضرت مرتضیٰ کی دلاوری تھا۔ کہا ابن اسحٰق نے مجھ سے اہل علم میں سے ایسے شخص نے روایت کی جس پر میں وثوق رکھتا ہوں کہ علی بن ابی طالب نے زور سے للکارا جب کہ وہ بنو قریظہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کتیب الایمان پر اور وہ اور زبیر بن العوّام آگے (یعنی سالارِ لشکر) تھے اور انہوں نے کہا تھا میں وہ ذائقہ ان کو ضرور چکھاؤنگا جو حمزہ نے چکھا تھا یا میں اُن کے قلعہ کو ضرور فتح کردوں گا۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یا محمدؐ پھر وہ سعد بن معاذ کے حکم پر (کہ ان کا جو فیصلہ ہوگا وہ ہمیں منظور ہے) اُتر آئے تھے۔ اور اُن میں سے یہ کہ وہ بیعتِ رضوان میں حاضر تھے اور صلح نامہ اُن ہی کے ہاتھ سے لکھا گیا تھا۔ کہا ابن اسحٰق نے کہ وہی اُس صحیفہ (صلح نامہ) کے کاتب تھے۔ اور نیز اسی سفر میں حضرت مرتضیٰ کے ساتھ منتظر الخلافت کا معاملہ فرمایا۔ روایت کیا نسائی اور حاکم نے، اور الفاظ نسائی کے ہیں، مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

ابی طالب فتنازلا وتحاولا فقتلہ علیٌّ وخرجت خیلہم منہزمۃً حتی اقتحمت من الخندق ہاربۃً فقال علی بن طالب فی ذلک ۵ نصر الحجارۃ من سفاہۃ رأیہ ÷ ونصرتُ ربَّ محمدٍ بصواب ÷ فصدرتُ حین ترکتُہ متجدلا ÷ کالجذع بین دکادک وروابی ÷ وعففت عن اثوابہ ولو انّنی ÷ کنتُ المقطّر بزّنی اثوابی ÷ لاتحسبنّ اللّٰہ خاذلَ دینہٖ ÷ ونبیّہٖ یامعشرَ الاحزابِ بازوقتِ محاصرۂ بنی قریظہ یکے از اسبابِ نزولِ آنہا از حصن

ولاوری حضرتِ مرتضیٰ بود - قال ابنُ اسحٰقَ حدثنی من اثقُ بہٖ من اہلِ العلم انَّ علی بن ابی طالب صاحَ وہم محاصرو بنی قریظہ یاکتیبۃ الایمان وتقدم ہو وزبیر بن العوّام وقال لاَذوقنّ ماذاقَ حمزۃ ولاَفتحنَّ حِصنَہم فقالوا یامحمد ننزلوا علی حکم سعد بن معاذ - وازانجملہ آنکہ دربیعتِ رضوان حاضر بود ونامۂ صلح بردستِ وی مکتوب شد - قال ابن اسحٰق وکان ہو کاتبَ الصحیفۃ وہم درین سفر با مرتضیٰ معاملۂ منتظر الخلافۃ بجا آوردند - اخرج النسائی و

قریش کے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے کہا کہ اے محمد ہم آپ کے پڑوسی ہیں اور آپ کے حلیف ہیں اور ہمارے کچھ غلام آپ کے پاس آگئے ہیں ان کو نہ دین میں کوئی رغبت ہے نہ سمجھ کی باتوں سے دلچسپی وہ تو صرف ہمارے مال ومتاع میں سے بھاگے ہیں آپ اُن کو ہماری طرف لوٹا دیجئے. تو آپ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے سچ کہا بیشک یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے حلیف ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوگیا پھر آپ نے عمرؓ سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے سچ کہا بیشک یہ آپ کے پڑوسی اور آپ کے

حلیف ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے گروہِ قریش واللہ میں تم پر تم میں سے ایک ایسے شخص کو بھیجوں گا جس کے قلب کا ایمان کے بارے میں اللہ امتحان کر چکا ہے اور وہ تم کو دین پر ضرور مارے گا یا تم میں سے بعض کو۔ ابوبکر نے کہا یارسول اللہ کیا وہ میں ہوں؟ فرمایا نہیں عمر نے کہا کیا وہ شخص میں ہوں یا رسول اللہ؟ فرمایا کہ نہیں۔ لیکن وہ وہ ہے جو جوتے گانٹھ رہا ہے۔ اور آپ نے علی کو اپنا جوتا دیا تھا جس کو وہ گانٹھ رہے تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خیبر میں سے چند قلعوں میں سے ایک قلعہ تھا جس کے فتح ہونے میں دیر ہوئی تو آپ نے جھنڈا حضرت مرتضیٰ کے ہاتھ میں دیا اور اس کی طرف روانہ کیا۔ اُس قلعہ کو آپ نے فتح کر لیا۔ کہا محمد بن اسحٰق نے کہ مجھ سے روایت کیا بریدہ بن سفیان نے اپنے باپ سے اُنہوں نے سلمہ بن الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو جھنڈا دے کر خیبر کے ایک قلعہ کی طرف بھیجا تو انہوں نے قتال کیا اور

الحاکم و اللفظ للنسائی عن علیؓ رضی اللہ عنہ قال جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اناسٌ من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاؤک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لہم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فارددہم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انہم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انہم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابو بکر انا ہو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ہو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیاً نعلہ یخصفہا۔ و از آن جملہ آن کہ در غزوۂ خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدستِ حضرت مرتضی دادند و آنجناب روان ساختند فتح آن حصن بر دستِ او متحقق گشت

واپس آگئے اور فتح حاصل نہ ہوئی حالانکہ خوب کوشش کی تھی۔ پھر دوسرے دن عمر کو بھیجا۔ انہوں نے قتال کیا اور لوٹ آئے اور اُن کو بھی پوری کوشش کے باوجود فتح حاصل نہ ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل ضرور ایک ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں، وہ بار بار حملے کرنے والا ہے، بھاگنے والا نہیں۔ وہ واپس نہیں آئے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ہاتھوں پر فتح دے گا۔ (راوی نے) کہا کہ سلمہ کہتے ہیں کہ آپ نے علی کو بلایا اور اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو آپ نے اُن کی آنکھوں میں تھتکارا پھر فرمایا کہ یہ جھنڈا لو اور کوچ کر جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو فتح دے۔ کہا کہ سلمہ کہتے ہیں کہ وہ اُس کو لیکر خوب جھپٹتے ہوئے نکلے اور ہم اُن کے پیچھے اُن کے قدم بقدم چلتے رہے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اپنے جھنڈے کو قلعہ کے نیچے پتھر کی بجری کے ٹیلے میں گاڑ دیا۔ تو یہود نے اُن کو قلعہ کے اوپر سے جھانکا اور انہوں نے کہا کہ تو کون ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب ہوں۔ کہا کہ یہ سُنکر یہود کہنے لگے کہ قسم ہے اُس چیز کی جو نازل ہوئی موسیٰ پر تم عالی مرتبہ ہوگئے (او کما قال) تو علی بن ابی طالب نہیں لوٹے یہاں تک کہ اُن کے ہاتھوں پر اللہ نے قلعہ فتح کرا دیا۔ کہا ابن اسحٰق نے مجھ سے روایت کی عبداللہ بن حسن نے اُن سے ایک ثقہ نے اُن سے ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قال محمد بن اسحٰق حدثنی بریدة
بن سفیان عن ابیه عن سلمة
بن الاکوع قال بعث رسولُ الله
صلی الله علیه وسلم ابابکر برایته
الی بعضِ حصونِ خیبر فقاتل و
رجعَ ولم یکن فتح وقد جهد ثم
بعث من الغدِ عمرَ فقاتل ثم
رجع ولم یکن فتح وقد جهد
فقال رسولُ الله صلی الله علیه
وسلم لأعطینّ الرایةَ غداً رجلاً
اللهَ ورسولَه ویحبّه الله ورسولُه
کرّارٌ غیرُ فرّارٍ لا یرجعُ حتی یفتحَ
الله علی یدیه قال یقول سلمة
فدعا علیاً وهو ارمدُ العینین فتفل
فی عینیه ثم قال خُذ هذه الرایة
فامضِ بها حتی یفتح اللهُ علیک
قال یقول سلمةُ فخرج بها یُهرولُ
هرولةً وانا خلفه نتّبع اثرهٗ حتی رکزَ
رایتهٗ فی رضمٍ من حجارةٍ تحت الحصن
فاطلع الیه الیهودُ من راسِ الحصن
قالوا من انتَ قال انا علی بن ابی
طالب قال تقول الیهودُ علوتم و
ما اُنزِلَ علی موسٰی او کما قال فما
رجع حتی فتح اللهُ علی یدیه ـ قال
ابن اسحٰق حدثنی عبدالله بن

وسلم نے کہا کہ ہم علی بن ابی طالب کے ساتھ نکلے
جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو جھنڈا
دیکر بھیجا تھا۔ جب جھنڈا قلعہ کے قریب پہنچ گیا تو
وہاں کے لوگ مقابلہ پر آئے تو اُن سے علی نے قتال
کیا۔ پھر ایک یہودی نے علی رضؓ پر وار کیا تو آپ کے ہاتھ
سے ڈھال گر گئی تو انہوں نے ایک کیواڑ جو قلعہ
کے قریب تھا اُٹھا لیا اور اُس کو اپنے بچاؤ کے لئے
ڈھال بنا لیا اور جب تک وہ جنگ کرتے رہے برابر
اُن کے ہاتھ میں رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے
ہاتھوں پر فتح کر دی۔ پھر انہوں نے اُس کو اپنے ہاتھ
سے ڈالا جب کہ فارغ ہو گئے تو خدا کی قسم میں نے
اپنے کو دیکھا سات آدمیوں میں اُن ہی میں میں بھی
شامل تھا کہ ہم سب مل کر اُس کو پلٹنے کی کوشش کرتے
رہے مگر قادر نہ ہوئے۔ بخاری نے سلمہ بن الاکوع
سے روایت کیا، کہا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے
اور وہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے۔ انہوں نے خیال
کیا (یعنی رنج کیا) کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
پیچھے رہ گیا ہوں۔ پھر (اسی حال میں) آپ سے آملے۔
تو جب ہم نے وہ رات گذاری (جس کے بعد) فتح
ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں کل جھنڈا دوں گا یا (یہ فرمایا)
کل جھنڈا لے گا ایسا شخص جس سے اللہ اور اس کا
رسول محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کو فتح دے گا۔
تو ہم "کل" کی اُمید کرتے رہے۔ پھر کہا گیا کہ یہ علی ہیں
تو آپ نے اُن کو جھنڈا دے دیا تو اللہ نے اُن کو

حسن عن بعض اہلہ عن ابی رافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال خرجنا مع علی بن ابی طالب حین بعثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برایتہ فلما دنا الحصن خرج الیہ اہلہ فقاتلھم فضربہ رجل من یہود فطرح ترسہ من یدہ فتناول علیٌّ بابًا کان عند الحصن فترّس بہ عن نفسہ فلم یزل فی یدہ وھو یقاتل حتی فتح اللہ علی یدہ ثم القاہ من یدہ حین فرغ فلقد رأیتنی فی نفر سبعۃ انا منھم نجھد علی ان نقلب ذلک الباب فما نقدر اخرج البخاری عن سلمۃ بن الاکوع قال کان علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تخلف عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی خیبر وکان رمدًا وقال انا اتخلف عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلحق بہ فلما بتنا اللیلۃ التی فتحت قال لاُعطینّ الرایۃ غدًا اولیأخذنّ الرایۃ غدًا رجل

فتح دے دی۔ اور ان میں سے ایک یہ کہ عمرۃ القضا میں حضرت مرتضےٰ اور جعفر اور زید کے درمیان حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کی پرورش کے بارے میں جھگڑا واقع ہوا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو ایک خاص اعزاز سے نوازا۔ روایت کیا بخاری نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب ذی قعدہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا اور مدّت گذر گئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے نکلے تو ان کا پیچھا کیا حمزہ کی بیٹی نے وہ یا عمّ یا عمّ[عـہ] کہکر آوازیں دے رہی تھیں۔ تو اس کو علی مل گئے۔ انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور فاطمہ سے کہا کہ اپنے چچا کی بیٹی کو اپنے پاس رکھو۔ میں اس کو اٹھا لایا ہوں۔ پھر اس پر علی اور زید اور جعفر میں جھگڑا ہوا۔ علی نے کہا میں اس کو لے کر آیا اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ اور زید نے کہا کہ میری بھتیجی ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔ اور علیؓ سے فرمایا کہ تو مجھ سے (قریب تر) ہے اور میں تجھ سے۔ اور جعفر سے فرمایا کہ تو صورت اور سیرت کے اعتبار سے مجھ سے مشابہ ہے اور زید سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی[عـہ] اور

عـہ حضرت حمزہ نسب کے اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، لیکن رضاعی اعتبار سے بھائی تھے۔ کیونکہ آپ نے اور حمزہ نے اور زید بن حارثہ نے ابولہب کی لونڈی ثوبیہ کا دودھ پیا تھا، اسی بناء پر زید بن حارثہ نے اس لڑکی کو اپنی بھتیجی فرمایا اور آپ نے زید کو اپنا بھائی کہا۔ عـہ یہاں مولیٰ بمعنے ولی اور حبیب ہیں کہ یہ ارشاد محل استطابت میں ہے اسی لئے اس

جملہ سے زید خوشی سے رقص کرنے لگے تھے (لمعات) ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

يحبّه اللّٰهُ ورسولُه يفتح اللّٰهُ عليه فنحن نرجوها فقيل هذا علي فاعطاهٗ ففتح عليه - وازاں جملہ آنکہ در عمرة القضا درمیانِ حضرت مرتضیٰ وجعفر وزید مناقشہ واقع شد درباب حضانتِ بنتِ حمزہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہریکی را بتشریفی نواخت - اخرج البخاری عن البراء رضی اللہ عنہ قال لما اعتمر النبيُّ صلى اللّٰه عليه وسلم في ذي القعدة ومضى الاجلُ فخرجَ صلى اللّٰه عليه وسلم فتبعته ابنة حمزةَ تُنادي يا عمّ يا عمّ فتناولها عليٌّ فاخذ بيدها وقال لفاطمةَ دونك بنتَ عمّك حملتها فاختصم فيها عليٌّ وزيدٌ وجعفرٌ قال عليٌّ انا اخذتُها وهي بنتُ عمّي وقال جعفر بنت عمي وخالتُها تحتي وقال زيدٌ بنت اخي فقضا بها رسولُ اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم لخالتها وقال الخالةُ بمنزلةِ الامّ وقال لعليّ انتَ مني وانا منك وقال لجعفر اشبهتَ خَلقي وقال لزيد انت اخونا ومولانا الحديث - وازاں جملہ آنکہ چوں بالنصاری نجران قصدِ مباہلہ مصمم

ہمارا محبوب ہے ۔ الحدیث ۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب نجران کے نصاریٰ کے ساتھ مباہلہ کا پختہ ارادہ ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ اور حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضرت حسن وحضرت حسین کو مباہلہ کے لئے حاضر فرمایا ۔ روایت کیا ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے ، کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ الخ یعنی ہم بلالیں اپنے بیٹوں اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو ۔ آخر تک ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا علی کو اور فاطمہ اور حسن وحسین کو اور کہا کہ یا اللہ یہ میرے اہلِ بیت ہیں ۔ اور ان میں سے یہ کہ جب غزوۂ فتح مکہ مقرر ہو چکا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو ایک جماعت کے ساتھ روانہ فرمایا تاکہ وہ مکتوب جو حاطب بن ابی بلتعہ نے لکھا تھا اس کے لے جانے والے کے قبضہ سے نکال لائیں ۔ بخاری نے علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا مجھے اور زبیر اور مقداد کو اور فرمایا کہ روانہ ہو جاؤ جب تم روضۂ خاخ پہنچو گے تو تمہیں ایک مسافر عورت ملے گی اُس کے پاس ایک خط ہے وہ اُس سے لے لو تو کہا کہ ہم روانہ ہوئے گھوڑے دوڑاتے رہے یہاں تک کہ ہم روضہ پہ پہنچ گئے دیکھتے ہیں کہ وہ مسافر عورت موجود ہے ہم نے کہا کہ خط نکال ۔ اُس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا کہ تجھے خط نکالنا ہے یا کپڑے اتارنا ہوں گے کہا کہ پھر اس نے اپنے بالوں کی مینڈھیوں میں سے خط نکالا جس کو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر پہنچے آخر حدیث تک ۔ پھر جب کہ سعد بن عبادہ سے جو علمبردار تھے ایسا کلمہ صادر ہوا جو پسندِ خاطرِ مبارک نہ ہوا تو آپ نے جھنڈا ان سے لے کر حضرت مرتضیٰ کو دیا ۔ کہا محمد بن اسحٰق نے کہ بعض اہلِ علم نے یہ گمان کیا کہ سعد کا جب داخلِ حرم کی طرف رُخ پھیرا گیا تو انھوں نے کہا کہ آج کا دن

شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ وحضرت زہرا و حسنین را برای مباہلہ حاضر ساختند۔ اخرج الترمذی عن سعد بن ابی وقاص قال لما نزلت ہذہ الآیۃ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَاءَکُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَاءَکُمْ الآیۃ دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وفاطمۃ وحسناً وحسیناً فقال اللّٰھم ہؤلاء اہلی۔ و ازان جملہ آنکہ چون غزوۂ فتح مقرر شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ را باجماعۂ روان فرمود تا مکتوبی کہ حاطب بن ابی بلتعہ نوشتہ بود از دست حامل آن باز گیرند۔ اخرج البخاری عن علی رضی اللہ عنہ یقول بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا والزبیرَ والمقدادَ فقال انطلقوا حتی تأتوا روضۃ خاخ فانّ بہا ظعینۃً معہا کتابٌ فخذوا منہا قال فانطلقنا تعادی بنا خیلنا حتی اتینا الروضۃ فاذا نحن بالظعینۃ قلنا اخرجی الکتاب قالت مامعی کتابٌ فقلنا لتخرجنّ الکتاب او لتلقین الثیاب قال فاخرجتہ من عقاصہا

سخت جنگ کا دن ہے۔ آج حرم کی حرمت باقی نہ رکھی جائے گی۔ تو مہاجرین میں سے ایک شخص نے عمرؓ بن الخطاب کو یہ بات سُنادی، تو انہوں نے کہا کہ یارسول اللہ سُن لیجئے جو کچھ سعد بن عبادہ نے کہا۔ مجھے یہ اندیشہ ہو رہا ہے کہ قریش میں خونریزی ہوگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب سے فرمایا کہ تم اُس سے جھنڈا لے لو اور تم علمدار رہو، مکّہ میں اُس کے ساتھ داخل ہونا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں بیٹھے اور آپ کے سامنے کھڑے ہوئے امام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور کعبہ کی کنجی اُن کے ہاتھ میں تھی۔ علیؓ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سقایہ (یعنی پانی کے انتظام) کے ساتھ حجابہ (کعبہ کی دربانی) بھی ہم کو دیدیجئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان بن طلحہ کہاں ہے؟ تو اس کو بلایا گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اے عثمان یہ اپنی کنجی سنبھالو۔ آج نیکی اور وفاء (عہد) کا دن ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا تھا اور انہوں نے وہاں کے قیدیوں کی ایک جماعت کو بغیر احتیاط کے مار ڈالا۔ تو اس برائی کے تدارک کے لئے اُن کے پیچھے آپ نے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا حکیم بن حکیم نے ابو جعفر محمد بن علی سے، کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ اے علی اس قوم کی طرف سفر کر کے

فاتینا بہ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الحدیث۔ باز چون از سعد بن عبادہ کہ صاحب رایت بود کلمۂ صادر شد کہ ناپسندِ خاطرِ مبارک افتاد رایت را از وی گرفتند وبحضرت مرتضیٰ دادند۔ قال محمد بن اسحٰق فزعم بعض اہل العلم ان سعدًا حین وجّہ داخلاً قال الیومَ یومُ الملحمۃ الیوم تستحلّ الحرمۃ فسمعہا رجلٌ من المہاجرین عمرُ بن الخطاب فقال یارسولَ اللّٰہ اسمع ماقال سعد بن عبادہ فانا اخافُ من ان یکون فی قریش صولۃٌ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعلی بن ابی طالب فخذِ الرایۃَ منہ فکن انتَ تدخل بہا قال ابن اسحٰق ثم جلسَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی المسجدِ فقام الیہ الامامُ علیّ بن ابی طالب رضی اللّٰہ عنہ و مفتاحُ الکعبۃ فی یدہ وقال یارسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اجمع لنا الحِجَابۃَ مع السِقایۃِ فقال رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم این عثمانُ بن طلحۃ فدُعی لہ فقال ہاتِ مفتاحک یاعثمان الیومَ یومُ برٍّ ووفاءٍ و

جاؤ اور ان کے معاملہ کی تحقیق کرو اور جاہلیت کے رواج کو اپنے پاؤں کے نیچے روند ڈالنا (انصاف کی رعایت رکھنا) تو علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے، اُن کے ساتھ مال بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا تو اُن کے خون کی دیت اُنہوں نے ادا کی اور اُس کی بھی جو اُن کا مالی نقصان کیا گیا تھا یہاں تک کہ اُن کے کتّوں کا بھی خوں بہا دیا اِس حد تک کہ جب اُن کے خونبہا کا کوئی حق باقی نہ رہا (سب ادا ہوچکا) اور اُن کے ساتھ جو مال تھا اس میں سے کچھ بچ گیا تو اُن سے علی بن ابی طالب نے کہا جب اُن سے فارغ ہوگئے کہ کیا تمھارے خون یا مال کا کوئی معاوضہ باقی رہ گیا ہے جو تمہیں ادا نہ ہوا ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ علی نے کہا کہ پھر میں یہ اپنے پاس بچا ہوا مال بھی تمھیں ہی دیتا ہوں بطورِ احتیاط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایسے نقصان کے معاوضہ میں جو اُن کے علم میں نہ آیا ہو اور نہ تمھارے علم میں، یہ کام پورا کرکے رسول اللہ علیہ سلم کی طرف واپس ہوگئے اور آپ سے سب حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا بہت اچھا کام کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا دعا کے لئے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے یہاں تک کہ آپ کے کندھوں کے نیچے کا حصّہ دیکھا جارہا تھا اور کہتے لگے یا اللہ میں آپ کے سامنے بریٔ الذمہ ہوں اُس کام سے جو خالد نے کیا۔ تین مرتبہ فرمایا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ حنین میں جب کچھ ہزیمت کی صورت پیدا ہوئی تو علی رضی اللہ عنہ اُس حالت میں ثابت قدم رہنے والوں کی جماعت میں موجود رہے۔ ابن اسحٰق نے بیان کیا اور جو لوگ مہاجرین میں سے جمے رہے وہ ابوبکر اور

ازآن جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خالد بن ولید را بطرف بنی جذیمۃ فرستادہ بود و وی جماعۂ از اسیران آنجا رابغیر احتیاط بکشت برای تدارک این خلل در عقب او حضرت مرتضیٰ را فرستادند قال محمد بن اسحٰق حدثنی حکیم بن حکیم عن ابی جعفر محمد بن علی قال ثم دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فقال یا علی اخرج الی ھؤلاء القوم فانظر فی امرہم واجعل امر الجاہلیۃ تحت قدمیک فخرج علی رضی اللہ عنہ حتی جاءہم ومعہ مال قد بعث بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فودی لہم الدماء وما اصیب من الاموال حتی انہ لیدی لہم میلغۃ الکلب حتی اذا لم یبق شیٔ من دم ولا مال الا اداہ بقیت معہ بقیۃ من المال فقال لہم علی بن ابی طالب حین فرغ منہم ہل بقی لکم دم او مال لم یؤد لکم قالوا لا قال فانی اعطیکم ہذہ البقیۃ من ہذا المال احتیاطا بہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما لا یعلم و

عمر اور آپ کے اہل بیت میں سے علی بن ابی طالب اور عباس اور ابو سفیان اور اُن کا بیٹا اور فضل بن ربیعہ اور حارث اور اُسامہ بن زید اور ایمن بن ام ابن عبید۔ کہا ابن اسحٰق نے مجھ سے روایت کی عاصم بن عمر نے عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ سے کہ اس دوران میں قبیلۂ ہوازن میں کا وہ شخص جو صاحب علم تھا اپنے اونٹ پر کچھ اپنی حرکات میں لگ رہا تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اور انصار میں کے ایک شخص نے اس پر حملہ کرنا چاہا، کہا تو علی اُس کے پیچھے آئے اور اونٹ کی دونوں کوچوں پر تلوار ماری تو اونٹ اپنی سرین پر گرا، تو انصاری نے کود کر اس علمبردار پر پوری ضرب لگائی اور اس کی ٹانگ کو نصف پنڈلی پر سے کاٹ ڈالا تو وہ اپنے اونٹ پر سے نیچے گرا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ تبوک کی طرف متوجہ ہوئے تو اپنے متعلقین کی خبرگیری کے لئے حضرت مرتضیٰ کو مدینہ میں چھوڑ دیا تھا۔ اُس کے ضمن میں ایک عظیم بزرگی سے آپ کو مشرف فرمایا۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب کو اپنے متعلقین پر جانشین بنایا اور اُن کو اُن میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو منافقین نے بُری شہرت دینا شروع کر دی اور اُنہوں نے کہا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر بار سمجھتے ہوئے اُس سے ہلکا ہونے کے خیال سے اُس کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ تو جب منافقوں نے ایسا کہا تو علی رضی اللہ عنہ اپنے ہتھیار اُٹھا کر نکل کھڑے

لاتعلمونَ ففعلَ ثم رجع الی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ
الخبر فقال اَصبتَ و احسنتَ ثم
قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاستقبلَ
القبلۃَ شاہرًا یدیہ حتی انہ لیُریٰ ماتحتَ
منکبیہ ویقول اللّٰھم انی ابرأُ الیکَ
مما صنع خالدٌ ثلٰثَ مراتٍ - و از آن جملہ
آنکہ در غزوۂ حنین چون ہزیمت گونہ
بمسلمین روداد وی رضی اللہ عنہ
دران حالت از جماعۂ ثابتان بود
قال ابن اسحٰق و ممن ثبت من
المہاجرین ابوبکر و عمر و من اہل بیتہ
علی بن ابی طالب والعباسُ وابو
سفیانَ وابنُہ والفضل بن ربیعۃ و
الحارثُ و اسامۃُ بن زید وایمن
بن ام ابن عبید - قال ابن اسحٰق
حدثنی عاصم بن عمر عن عبد الرحمٰن
بن جابر عن ابیہ جابر بن عبداللہ
قال بینما ذلک الرجل من ہوازن
صاحب الرایۃ علی جملہ یصنعُ ما یصنع
اِہوی علی بن ابی طالب رضی اللہ
عنہ ورجل من الانصار یریدانہ
قال فاتی علیٌّ من خلفہ فضربَ عُرقُوبَی
الجملِ فوقع علی عجزہ فوثبَ الانصاریُّ
فضربہ ضربۃً فاطنَّ قدمہ بنصف ساقہ

ہوئے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آپہنچے جب کہ آپ جرف میں (جو مدینہ کے
قریب ایک مقام ہے) اُتر چکے تھے۔ اور کہا کہ یارسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقین نے یہ گمان کیا کہ آپ
نے مجھے اپنے اوپر بار سمجھ کر چھوڑا ہے۔ تو فرمایا کہ انہوں
نے جھوٹ کہا۔ بلاشبہ میں نے تجھ کو اپنا خلیفہ بنایا
ہے ان سب پر جن کو میں اپنے پیچھے چھوڑ کر آیا ہوں
تو تم میرے پیچھے میرے اور اپنے متعلقین کی خبرگیری
کرتے رہو۔ اے علی کیا تو اس پر خوش نہیں ہے کہ
تیرا مرتبہ میرے ساتھ وہ ہو جو ہارون کا مرتبہ موسیٰ
کے ساتھ تھا مگر یہ فرق ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں
ہے۔ تو علی رض مدینہ کی طرف واپس ہو گئے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سفر پر روانہ ہو گئے۔
اور ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا محمد بن
طلحہ بن یزید بن رکانہ نے ابراہیم بن سعد بن ابی
وقاص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ گفتگو جو آپ
علی سے کر رہے تھے سُنی ہے۔ بخاری نے روایت کی
مصعب بن سعد سے، انہوں نے اپنے باپ سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے
اور آپ نے علی رض کو اپنا خلیفہ بنایا تو انہوں نے کہا کہ
کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں پر خلیفہ بنا رہے ہیں
تو آپ نے فرمایا کہ کیا تو اس سے خوش نہیں ہے کہ
تیرا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا مرتبہ ہارون کا
موسیٰ کے ساتھ تھا مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد

فانجعف عن جملہ - واز آن جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چون متوجہ غزوۂ تبوک شدند برای تعہد حال عیال خود حضرت مرتضیٰ را در مدینہ گذاشتند و در ضمن آن تشریفی عظیم کرامت فرمودند - قال محمد بن اسحٰق وخلف رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب علی أہلہ وأمرہ بالاقامۃ فیہم فارجف بہ المنافقون وقالوا ما خلفہ الا استثقالاً لہ وتخففاً منہ فلما قال ذلک المنافقون أخذ علیؓ رضی اللہ عنہ سلاحہ ثم خرج حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو نازلٌ بالجُرُف فقال یا نبی اللہ زعم المنافقون انک انما خلفتنی استثقالاً بی فقال کذبوا فقد خلفتک لما ترکتُ ورائی فارجع فاخلفنی فی اہلی واہلک افلا ترضیٰ یا علی ان تکونَ منّی بمنزلۃِ ہارونَ من موسیٰ الاّ انہ لانبی بعدی فرجعَ علیؓ الی المدینۃ ومضیٰ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سفرہ - قال ابن اسحٰق حدثنی محمد بن طلحۃ بن یزید بن رکانۃ عن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص عن

کوئی نبی نہیں ہے - اور ان میں سے یہ کہ نویں سال میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیرِ حج بنایا - اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ جب روانہ ہوئے تو سورۂ براءۃ کا ابتدائی حصہ نازل ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تبلیغ کے لئے حضرت مرتضیٰ کو امر فرمایا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے بھیجا - روایت کیا احمد نے علی سے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو براءۃ دے کر بھیجا تو انہوں نے کہا یا نبی اللہ میں نہ خوش تقریر ہوں اور نہ خطیب' فرمایا کہ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ اس کو میں لے کر جاؤں یا تم لیکر جاؤ تو علی رضؓ نے کہا کہ اگر یہ ضروری امر ہے تو میں ہی روانہ ہوتا ہوں - فرمایا تو جاؤ، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو خوب چلائے گا اور تمہارے قلب کو صحیح راہ پر رکھے گا - پھر اپنا ہاتھ اُن کے منہ پر رکھا - کہا محمد بن اسحٰق نے کہ مجھ سے روایت کیا حکیم بن حکیم بن عبادہ بن حنیف نے انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۂ براۃ نازل ہوئی اور آپ ابوبکر کو بھیج چکے تھے تاکہ وہ لوگوں کو حج کرائیں تو آپ سے کہا گیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ اس کو ابوبکر کے پاس بھیج دیں تو وہ لوگوں کو سنا دیں گے تو فرمایا کہ میری طرف سے بجز میرے اہلِ بیت کے اور کوئی ادا کرنے کا حق نہیں رکھتا. پھر آپ نے علی بن ابی طالب کو بلایا اور فرمایا کہ براءۃ کے اس ٹکڑے کو لے کر تم جاؤ اور یوم حج اکبر میں جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں تو سب لوگوں میں اعلان کر دو کہ کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک

ابیہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول لعلیؓ ہذہ المقالۃ
اخرج البخاری عن مصعب بن سعد
عن ابیہ رضی اللہ عنہ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی
تبوک واستخلف علیاً فقال أتخلفنی
فی الصبیان والنساء قال الا ترضی
ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسٰی
الا انہ لیس نبی بعدی۔ وآزا بجملہ
آنکہ سال نہم حضرت ابوبکر صدیق را
امیر حج ساختند ووی رضی اللہ عنہ
چون روان شد اوائل سورۂ براءۃ
نزول یافت وآنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم بجہت تبلیغ آن حضرت مرتضیٰ
را امر فرمود ودر عقب حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ فرستاد۔ اخرج احمد عن
علی ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم حین
بعثہ ببراءۃ فقال یا نبی اللہ انی لست
باللسن ولا بالخطیب قال ما بدّ ان اذہب
بہا انا او تذہب بہا انت قال
فان کان ولا بد فساذہب انا قال
فانطلق فان اللہ یثبت لسانک و
یہدی قلبک ثم وضع یدہ علی فمہ
قال محمد بن اسحٰق حدثنی حکیم بن
حکیم بن عباد بن حنیف انہ قال

حج نہ کرے اور نہ کوئی بیت اللہ کا طواف ننگا ہو کر کرے
اور جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ
ہے تو اس کو معاہدے کی مدت تک اجازت ہے۔ تو
علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی ناقہ "عضباء" پر بیٹھ کر روانہ ہوئے
یہاں تک کہ ابوبکرؓ سے راستہ میں ہی جا ملے جب
انھوں نے علیؓ کو دیکھا تو پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور
تو علیؓ نے کہا امیر نہیں بلکہ مامور ہوں۔ پھر دونوں چل
پڑے تو ابوبکر نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا (یعنی شریعت
کے مطابق لوگوں سے مناسکِ حج ادا کرانے لگے) اور
عرب اس وقت اس سال میں اپنے حج کی ان منزلوں میں
پہنچے ہوئے تھے جن پر وہ ایام جاہلیت میں ہوتے تھے۔
یہاں تک کہ جب یوم نحر آیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
کھڑے ہوئے اور لوگوں میں اس امر کا اعلان کیا جس کا
حکم ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا چنانچہ
انہوں نے کہا کہ اے لوگو کوئی کافر جنت میں داخل نہ ہوگا
آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ
کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے اور جس کا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے۔ تو مدتِ
معاہدہ تک اس کو رسومِ سابقہ کی آزادی ہوگی اور لوگوں
کے لئے جس دن سے ان میں اعلان کیا گیا ہے چار ماہ کی مہلت
دی گئی تاکہ ہر قوم اپنی جائے امن اور اپنے شہروں میں
لوٹ جائے، پھر کسی مشرک کے ساتھ کوئی عہد اور کوئی
ذمہ نہ رہے گا مگر ایسا شخص جس کا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ کسی مدتِ معینہ تک ہو تو

لما نزلت براءة على رسول الله صلى
الله عليه وسلم وقد كان بعث ابا بكر
ليقيم للناس الحج فقيل له يا رسول
الله لو بعثت بها الى ابى بكر فقال
لا يؤدي عني الا اهل بيتي ثم دعا عليّ
بن ابى طالب فقال اخرج بهذه
القصة من صدر براءة فاذن في
الناس يوم الحج الاكبر اذا اجتمعوا
بمنى انه لا يدخل الجنة كافر و
لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف
بالبيت عريان ومن كان له عند
رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد
فهو الى مدته فخرج على بن ابى
طالب رضي الله عنه على ناقة رسول
الله صلى الله عليه وسلم العضباء حتى
ادرك ابا بكر بالطريق فلما رآه قال
أمير ام مأمور قال بل مأمور ثم
مضيا فاقام ابوبكر للناس الحج و
العرب اذ ذاك في تلك السنة
على منازلهم من الحج التي كانوا عليها
في الجاهلية حتى اذا كان يوم النحر
قام على بن ابى طالب رضي الله عنه
فاذن في الناس بالذي امره به
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال
يا ايها الناس انه لا يدخل الجنة

وہ اس مدت تک کے لئے مستثنیٰ ہوگا۔ پھر اس دن کے
بعد کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ کسی نے ننگا ہو کر
بیت اللہ کا طواف کیا۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور اہل شرک میں سے جن
لوگوں سے معاہدہ تھا اور جن سے ایک معینہ مدت تک
کے لئے تھا ان کے بارے میں جو اعلان ہوا وہ سب ماخوذ
سورۂ براءت سے تھا۔ اور اُن میں سے ایک یہ کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو خالد سے خمس وصول
کرنے کے لئے یمن کی طرف بھیجا اور خالد کو معزول کر دیا،
اس دوران میں حضرت مرتضیٰ کی مساعی سے اس علاقہ کے
قلعوں میں سے ایک قلعہ مفتوح ہوا۔ اس دوران میں
حضرت مرتضیٰ کی بابت خالد کے بعض لوگوں کے دل میں
کچھ ملال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے علی رضی عنہ کی شکایت
حضرت اقدس نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں پہنچائی اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کے حق میں
بے پایاں الطاف ظاہر فرمائے اور لوگوں کو آپ کی شکایت
پر جھڑکا اور منع کیا۔ ترمذی نے براء سے روایت کیا کہا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لشکر روانہ کئے۔ اُن میں
سے ایک پر امیر بنایا علی بن ابی طالب کو اور دوسرے
پر خالد بن الولید کو اور فرمایا کہ جب قتال ہونے لگے
تو علی امیر ہوگا (کل لشکر کا)۔ کہا کہ علی نے ایک قلعہ فتح
کیا اور اس میں سے ایک لڑکی کو گرفتار کیا۔ تو خالد نے
ایک خط لکھ کر میری معرفت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس بھیجا جس میں علی کی برائی لکھی تھی۔ کہا کہ میں نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ نے خط پڑھا

کافرٌ ولا یحج بعد الیوم مشرکٌ و
لا یطوف بالبیت عریان ومن کان
لہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عہد فہو لہ الی مدتہ واُجّل
للناس اربعۃ اشہر من یوم اُذن
فیہم لیرجع کل قومٍ الی مأمنہم و
بلادہم ثم لا عہد لمشرکٍ ولا ذمۃ
الا احدٌ کان لہ عند رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم عہد الی مدۃ فہو
لہ الی مدتہ فلم یحج بعد ذلک الیوم
مشرکٌ ولم یُطف بالبیتِ عریان
ثم قدما علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکان ھذا من براءۃ
فیمن کان من اہل الشرک من اہل
العہدِ واہل المدۃِ الی الاجل المسمی
وازآن جملہ آنکہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت مرتضیٰ رض را بجہت
اخذ خمس از خالد بجانب یمن فرستاد
وخالد را معزول ساخت۔ دریں ضمن
بجود حضرت مرتضیٰ حصنی از
حصون آن ناحیہ مفتوح شد۔ دریں
اثنا حضرت مرتضیٰ را بالبعض مردم
خالد ملالے پیدا شد وآن مردم
شکایت وی رضی اللہ عنہ بعرض
اقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ تم نے کیا رائے
قائم کی ایسے شخص کے بارے میں جو اللہ اور اُس کے
رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول
اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہا کہ میں نے کہا کہ میں اللہ کی
پناہ چاہتا ہوں اللہ کے غضب سے اور اُس کے رسول
کے غضب سے۔ میں تو صرف ایلچی ہوں۔ تو آپ خاموش
ہو گئے۔ کہا ابن اسحٰق نے کہ مجھ سے روایت کیا عبدالرحمٰن
بن معمر نے سلیمان بن محمد بن کعب سے انہوں نے اپنی
پھوپھی زینب سے اور وہ ابو سعید خدری کے پاس تھیں
کہا کہ لوگوں نے علی کی شکایت کی تو آپ نے کھڑے ہو کر
خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو، وہ سخت
ہے اللہ کی ذات میں یا (فرمایا کہ) اللہ کی راہ میں۔ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مرتضیٰ کو یمن
کا حاکم بنایا تو آدابِ قضا تعلیم فرمائے اور دُعاء کی کہ قضا
ان پر مفتوح (یعنی سہل) ہو جائے۔ روایت کیا احمد
نے علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے یمن میں قاضی بنا کر بھیجا۔ تو میں نے کہا کہ آپ مجھے
ایک قوم کی طرف بھیج رہے ہیں اور میں نوعمر ہوں اور
مجھے قضا کا علم نہیں ہے۔ تو آپ نے اپنا ہاتھ میرے
سینہ پر رکھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے حق پر قائم رکھے
اور جمائے رکھے۔ جب تیرے پاس باہم جھگڑنے والے
آئیں تو اوّل کے لئے فیصلہ نہ کرنا جب تک کہ دوسرے
سے نہ سُن لو۔ یہ بات صحیح فیصلہ کے تم پر عیاں ہونے
کے لئے پابندی کے لائق ہے۔ حضرت علی رض نے کہا کہ
(اس ارشاد و دعا کے اثر سے) میں ہمیشہ قاضی بنا رہا

رسانیدند و وی صلی اللہ علیہ وسلم در حق مرتضٰے تلطفات بی پایان ظاہر فرمود و مردم را از گلۂ او زجر و منع نمود۔ اخرج الترمذی عن البراء قال بعث النبی صلے اللہ علیہ وسلم جیشین و اَمَّرَ علی احدِھما علیَّ بن ابی طالب و علی الآخر خالدَ بن الولید وقال اذا کان القتال فعلیٌّ قال فافتتح علی حِصناً واخذ منہ جاریۃً فکتبَ معی خالدٌ کتاباً الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَشِیُّ بہ قال فقدمتُ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرأُ الکتابَ فتغیَّرَ لونُہ ثم قال ماترٰی فی رجلٍ یُحِبُّ اللہَ ورسولَہ ویُحِبُّہ اللہُ ورسولہ قال قلتُ اعوذُ باللہِ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ انما انا رسولٌ فَسَکَتَ۔ قالَ ابن اسحٰق حدثنی عبد الرحمن بن معمر عن سلیمان بن محمد بن کعب عن عمتہ زینب وکانت عند ابی سعید الخدری قال اشتکے

اور ایک روایت میں ہے کہ دو کے درمیان کسی فیصلہ نے کبھی عاجز نہیں کیا۔ اور اُن میں سے یہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجۃ الوداع کا ارادہ فرمایا اُس وقت علی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے، آپ نے وہیں سے حج کا ارادہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے اور احرام اس مضمون کے ساتھ باندھا اَہْلَلْتُ بِمَا اَہَلَّ بِہٖ الخ یعنی میں اسی چیز کا احرام باندھتا ہوں جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا اور قربانی کے بہت سے جانوروں کے ساتھ مکہ میں آئے اور حضرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو ہدی میں اپنے ساتھ شریک کیا۔ مسلم نے روایت کی عبداللہ بن الحارث الکندی سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں حاضر تھا۔ اور آپ قربانی کی جگہ آئے تو فرمایا کہ میرے پاس ابوالحسن کو بلاؤ۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بلا لئے گئے اُن سے آپ نے فرمایا کہ چھرے کے نیچے کا حصہ تم پکڑ لو اور اُس شے کے اوپر کا حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑا۔ پھر اس طرح دونوں نے مل کر جانوروں کو ذبح کیا۔ پھر جب دونوں فارغ ہوگئے تو آپ اپنے خچر پر سوار ہوئے اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنا ردلیف کیا (یعنی پیچھے بٹھایا) اور جب آپ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو مقام غدیر خم[5]

[5] بضمِ خاء وتشدیدِ میم ایک مقام ہے مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر اور اس کے قریب ایک پانی کا چشمہ ہے اور اس میں سیڑھیاں ہیں اس کو غدیر خم کہتے تھے۔ سیڑھیاں خراب ہو رہی تھیں اُن کو صاف کرنے کا آپ نے حکم دیا لوگوں نے صاف کر دیا اور اُن پر بیٹھ گئے۔ اس موقع پر خاص طور پر علی رضی اللہ عنہ کا ذکر اس لئے فرمایا کہ ایسے لوگ ہمسفر تھے جنہوں نے آپ سے اُن کی شکایتیں کی تھیں

الناس علیاً فقام خطیباً فقال
ایہا الناس لاتشکوا علیاً فانہ
لأخشن فی ذات اللہ او فی سبیل
اللہ۔ وچون آنحضرت صلی اللہ علیہ و
سلم حضرت مرتضیٰ را حاکم یمن
گردانیدند آداب قضا تعلیم
فرمودند و دعا نمودند کہ قضا بروی
فتح شود۔ اخرج احمد عن علی رضی اللہ
عنہ قال بعثنی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی الیمن قاضیاً فقلت تبعثنی
الی قوم وانا حدیث السن ولا علم
لی بالقضا فوضع یدہ علی صدری
فقال ثبتک اللہ وسددک اذا
جاءک الخصمان فلا تقض للاول
حتی تسمع من الآخر فانہ اجدر ان
یتبین لک القضاء قال فما زلت قاضیا
وفی روایۃ فما اعیانی قضاءٌ بین
اثنین۔ وازان جملہ آنکہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم چون قصد
حجۃ الوداع فرمودند وی رضی اللہ
عنہ دریمن بود وازانجا ارادۂ حج
نمود وپیش آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم رسید واحرام را باین
مضمون منعقد ساخت کہ اہللت بما
اہل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

میں آپ نے خطبہ دیا جو حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے
فضائل کے اظہار پر مشتمل تھا۔ حاکم اور ابوعمر وغیرہما
نے روایت کیا اور یہ الفاظ حاکم کے ہیں، مروی ہے زید
بن ارقم سے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حجۃ الوداع سے لوٹے اور غدیر خم میں اترے تو آپ نے
سیڑھیوں کے بارے میں حکم دیا تو وہ صاف کر دی گئیں
فرمایا گویا میں بلایا گیا ہوں اور میں نے دعوت قبول کی میں تم
میں دو بھاری چیزیں چھوڑوں گا جن میں سے ایک دوسری
سے بڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے اصحاب تو تم
غور کر لو کہ میرے پیچھے ان دونوں سے کیا معاملہ کرو گے تو
وہ دونوں ہرگز جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ دونوں میرے
پاس حوض پر وارد ہو جائیں گے۔ پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل
میرا محبوب ہے اور میں ہر مومن کا محبوب ہوں۔ پھر
آپ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ میں جس
کا محبوب ہوں علی بھی اس کا محبوب ہے۔ یا اللہ آپ
اس سے محبت کریں جو علی سے محبت کرے۔ اور اس
سے عداوت کریں جو علی سے عداوت کرے۔ اور ان
میں سے یہ کہ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس عالم سے عالم اعلیٰ کو انتقال فرمایا تو حضرت مرتضیٰ نے
جماعت اہل بیت کے ساتھ آپ کے غسل اور دفن
کی خدمت انجام دی۔ کہا محمد بن اسحاق نے مجھ سے
روایت کیا عبد اللہ بن ابی بکر اور حسین بن عبد اللہ
وغیرہما نے ہمارے اصحاب میں سے کہ علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ اور عباس بن عبد المطلب اور فضل بن
عباس اور قثم بن عباس اور اسامہ بن زید اور

و باہدی کثیر بمکہ قدوم نمود و جناب
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم او را
رضی اللہ عنہ با خود در ہدی شریک
ساختند- اخرج مسلم عن عبد اللہ بن
الحارث الکندی قال شہدت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
حجۃ الوداع و اتی المنحر فقال
ادعوا لی ابا حسن فدعی لہ علی
رضی اللہ عنہ فقال لہ خذ باسفل الحربۃ
و اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
باعلاہا ثم طعنا بہا البدن فلما
فرغا رکب بغلتہ و اردف علیا
و چون از حجۃ الوداع مراجعت فرمودند
در غدیر خم خطبہ خواندند متضمن
اظہار فضائل حضرت مرتضی رضی
اللہ عنہ- اخرج الحاکم و ابو عمر و
غیرہما و ہذا لفظ الحاکم عن زید
بن ارقم لما رجع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من حجۃ الوداع
و نزل غدیر خم امر بدرجات فقممن
قال کانی قد دعیت فاجبت انی
قد ترکت فیکم الثقلین احدہما اکبر
من الآخر کتاب اللہ تعالی و عترتی
فانظروا کیف تخلفونی فیہما فانہما
لن یتفرقا حتی یردا علی الحوض

شقران موالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم- یہ وہ لوگ
ہیں جو آپ کو غسل دینے میں لگے ہوئے تھے۔ اور یہ
کہ اوس بن خولی نے جو بنی خزرج میں کا ایک شخص
تھا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم کو بھی حصّہ
دیجئے جب کہ اوس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اصحاب میں سے تھے اور اہل بدر میں سے بھی۔ علیؓ
نے کہا اندر آجائیے تو وہ داخل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے غسل میں حاضر ہوا۔ تو آپؐ کو علی رضی اللہ
عنہ نے اپنے سینہ سے سہارا دیا اور فضل اور عباس اور
قثم آپؐ کو پلٹا رہے تھے اور اسامہ بن زید اور شقران
جو دونوں آپؐ کے آزاد کردہ تھے یہ دونوں آپؐ کے اوپر
پانی ڈال رہے تھے، اور علی بن ابی طالب آپؐ کو غسل دے
رہے تھے ______ اور آپ کو
اپنے سینہ سے سہارا بھی دے رہے تھے اور آپ کے
جسم پر آپ کی قمیص تھی، پیچھے سے اسی سے آپؐ کو ملتے
تھے اور اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن
پر نہیں لگا رہے تھے، اور یہ کہہ رہے تھے میرا باپ اور
ماں آپ پر قربان کسقدر پاکیزہ ہیں آپ زندہ اور مردہ
دونوں حال میں- اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
میں وہ چیزیں نہیں دیکھی گئیں جو میّت میں دیکھی جاتی
ہیں۔ پھر ابن اسحٰق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی قبر میں اُترے وہ علی بن ابی طالب تھے اور فضل بن عباس وقثم بن عباس
اور شقران موالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہیں حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ
کے سوابق اسلامیہ۔ اور دوسری احادیث جو آپؓ کے تمام فضائل کے بیان پر مشتمل ہیں اس

ثم قال ان اللہ تعالیٰ عز و جل
مولای وانا ولی کل مؤمن ثم اخذ
بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت
ولیہ فہذا ولیہ اللہم وال من والاہ
وعاد من عاداہ۔ واز آن جملہ آنکہ
چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از
این عالم بعالم اعلیٰ انتقال فرمودند
حضرت مرتضیٰ باجمعے از اہل بیت
متصدی غسل و دفن شدند۔ قال
محمد بن اسحٰق حدثنی عبد اللہ بن ابی
بکر وحسین بن عبد اللہ وغیرہما
من اصحابنا ان علیؓ بن ابیطالب رضی
اللہ عنہ والعباس بن عبد المطلب
والفضل بن العباس وقثم بن
العباس واسامۃ بن زید وشقران
مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم الذین تولوا غسلہ وان اوس
بن خولی احد بنی الخزرج قال لعلی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ انشدک
اللہ یا علیؓ وحظنا من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وکان اوس
من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم واہل بدر قال ادخل فدخل و
حضر غسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاسندہ علیؓ الی صدرہ وکان

سے زیادہ ہیں کہ ان کے احصاء پر قابو پالیا جائے ہم چاہتے ہیں کہ ان میں سے کچھ احادیث کا انتخاب کر کے ان اوراق پر لکھ دیں۔ حاکم نے احمد بن حنبل سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے اتنے فضائل نہیں آئے جتنے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں۔ بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ اس بات کا سبب مرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں دو جہت کا اجتماع ہے کہ آپ کی سوابق اسلامیہ میں جستہ ہے جیسا کہ چند چھوٹی چھوٹی باتیں ان میں سے ہم نے بیان کی ہیں، دوسری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا قرب قرابت، اور آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام رشتہ داری کے تعلق کی مراعات رکھنے میں سب سے بڑھے ہوئے اور حقوق قرابت کو سب سے زیادہ پہچاننے والے تھے۔ پھر جب لطف ربانی نے امداد کی اور حضرت مرتضیٰ کو تربیت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیا تو ان کا مرتبہ قرابت دوبالا ہوگیا اور آپ کی شان میں ایک اور بزرگی کا اضافہ کر دیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ پھر جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ان کے عقد میں دیدیا تو مزید فضیلت ان کے شامل حال ہوگئی۔ پھر جب ان کے ایام خلافت میں اختلاف واقع ہوا اور اہل زمانہ کے دل ان سے برگشتہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بقیہ اصحاب نے اس فتنہ کے دفع کرنے میں بہترین کوششیں کیں اور ان کے ترکش میں جو بھی تیر تھا اس کو صرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مقبول کرے۔ اس

الفضلُ والعباسُ وقثمٌ يُقَلِّبُونَہ معہ واسامۃُ بن زید وشُقران مولیاہُ وہما الذان یصُبَّانِ الماءَ علیہ وعلی بن ابی طالب یغسلہ وقد اسندہ الی صدرہ وعلیہ قمیصہ یدلکُہ بہ من ورائہ لا یُفضِی بیدہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو یقولُ بابی انتَ وامّی ما اطیبک حیًا ومیتًا ولم یُرَ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یُریٰ من المیّتِ ثم قال ابن اسحٰق وکان الذین نزلوا فی قبرِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب والفضل بن العباس وقثم بن العباس وشقران مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این است سوابق اسلامیۂ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ واحادیث دیگر متضمن بیان سائر فضائل وی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ زیادہ است ازانکہ احصای آن درمقدور آید میخواہیم کہ جملۂ صالحۂ ازان احادیث درین اوراق برنگاریم اخرج الحاکم عن احمد بن حنبل قال ماجاء لاحد من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الفضائل ماجاء لعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عبد ضعیف گوید سبب این معنے اجتماع دو جہت است در مرتضےٰ رضی اللہ عنہ یکے رسوخ او در سوابق اسلامیہ چنانکہ قدری متیسر ازان بیان کردیم

سبب سے اُن کے فضائل کی احادیث کا دائرہ اشاعت وسیع تر ہوگیا۔ بعض حدیثیں تواتر کے مرتبہ میں اور بعض دوسری احادیث حسن کے درجہ میں پہنچیں۔ پھر جب کہ شیعیت کے فتنہ نے سر اُبھارا تو بے باک لوگوں کی ایک جماعت نے بھی حدِّ اعتدال سے پاؤں باہر نکال کر احادیث وضع کرنا شروع کر دیں اپنی بدعت کو مروّج کرنے کے لئے، اور عنقریب جان لیں گے وہ لوگ جو ظلم کے مرتکب ہوئے کہ جس بارگاہ میں اُن کو لوٹ کر جانا ہے وہ کیسی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم موضوع احادیث اور ایسی احادیث کے درج کرنے سے جن کا ضعف شدید ہے جو نہ مؤید بنانے کے لئے کارآمد ہوں اور نہ شواہد بن سکیں اعراض کرتے ہیں، اور جو حدیث صحت اور حسن کے مرتبہ میں ہے یا قابل برداشت ضعف رکھتی ہے اس کی ہم روایت کر دیں گے۔ اب سنئے یہ حدیث متواتر میں سے ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ پر ہے جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت موسٰی کے۔ یہ حدیث روایت کی گئی سعد بن ابی وقاص اور اسماء بنت عمیس اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ بن عباس وغیرہم سے۔ اور متواتر میں سے یہ حدیث ہے: "میں علی سے (راضی) ہوں اور علی مجھ سے اے اللہ اُس سے محبت کر جو اُس سے محبت کرے اور اُس سے عداوت کر جو اُس سے عداوت کرے"۔ اس کو روایت کیا زید بن ارقم اور بریدہ اور عمران بن حصین اور عمرو بن شاش وغیرہم نے۔ اور متواتر میں سے یہ حدیث ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ الخ (۳۳:۳۳) اللہ تعالیٰ

ودوم قرب قرابت او بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام اوصل ناس بارحام واعرف ناس بحقوق قرابت . بودند باز چون عنایت الٰہی مساعدت نمود حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ را درکنار تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انداخت مرتبہ قرابت دوبالا شد وکرامت دیگر درکار او کردند رضی اللہ عنہ۔ باز چون حضرت فاطمۃ زہرا را رضی اللہ عنہا درعقد او دادند مزید فضیلت باو یار شد۔ باز درایام خلافت او چون اختلاف بوقوع آمد وخواطر اہل عصر ازوی برگشت بقیۂ اصحاب جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم در دفع این فتنہ مساعی جمیلہ مبذول داشتند وہر تیریکہ درترکش ایشان بود صرف کردند شکر اللہ سعیہم ازین جہت دائرۂ روایت احادیث فضائل اوکشادہ ترشد، بعض بدرجۂ تواتر و بعض آغربمرتبۂ حسان رسید۔ باز چون فتنۂ تشیّع سر برآورد وجماعۂ بیباکان پا ازحد اعتدال بیرون نہادہ وضع احادیث پیدا کردند ترویجاً لبدعتہم وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝ بالجملہ

کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً و باطناً) پاک وصاف رکھے"۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پانچ کو بلایا۔ یہ روایت کی گئی حدیث سعد اور ام سلمہ اور واثلہ اور عبد اللہ بن جعفر اور انس بن مالک سے۔ اور متواترہیں سے یہ ہے کہ آپ نے ان کو یوم فتح خیبر میں جھنڈا عطا کیا اور فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اُس سے محبت کرتے ہیں۔ اس کو روایت کیا عمر اور سعد اور ابوہریرہ اور سہل بن سعد اور سلمہ بن الاکوع وغیرہم نے۔ روایت کیا مسلم نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ حکم دیا معاویہ بن ابی سفیان نے سعد کو۔ پھر کہا تم کو کیا بات مانع ہے اس سے کہ تم ابوتراب کی مذمت کرو۔ سعد نے کہا سمجھ لو کہ جب تک مجھے تین باتیں یاد رہیں گی جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں علی رضؓ کو ہرگز بُرا نہ کہوں گا۔ بلاشبہ اُن میں سے ایک بھی اگر میرے لئے ہوتی تو وہ مجھے سُرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا جو اُن سے فرمارہے تھے اور (قصہ یہ تھا) کہ آپ نے اپنے بعض غزوات میں اُن کو (مدینہ میں) چھوڑا تھا اور اس پر اُن سے علی نے یہ کہا تھا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں پر خلیفہ بنا دیا تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تو میرے لئے اس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں ہارون تھے بہ نسبت

ما از ایراد احادیث موضوعہ و احادیث شدیدۃ الضعف کہ بکار متابعات و شواھد نمی آید تحاشی داریم و آنچہ در مرتبۂ صحت و حسن است یا ضعف متحمل دارد آن را روایت کنیم فمن المتواتر انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ رُوِی ذلک عن سعد بن ابی وقاص و اسماء بنت عمیس و علی بن ابی طالب و عبداللہ بن عباس وغیرہم و من المتواتر حدیث انا من علیٍّ و علیٌّ منی اللّٰھم وال من والاہ و عاد من عاداہ رواہ زید بن ارقم و بریدۃ و عمران بن حصین و عمرو بن شاش وغیرھم و من المتواتر حدیث لما نزلت اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لھؤلاء الخمسۃ رُوِی ذلک من حدیث سعد و ام سلمۃ و واثلۃ و عبداللہ بن جعفر و انس بن مالک و من المتواتر انہ اعطاہ الرایۃ یوم فتح خیبر و قال لاُعطین الرایۃ رجلاً یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ رواہ عمر و علی و سعد و ابو ہریرۃ و سہل بن سعد و سلمۃ بن الاکوع وغیرھم اخرج مسلمؒ عن عامر بن سعد

موسیٰ کے مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد نبوت نہیں ہے' اور میں نے آپ سے سنا کہ یوم خیبر میں آپ فرماتے تھے کہ یہ جھنڈا میں کل ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ (سعد نے) کہا کہ ہم (اگلے دن) اس (جھنڈے) کے لئے ایک دوسرے سے اونچا ہونے لگے (تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم پر نظر پڑ جائے) آپ نے فرمایا کہ علی کو بلا کر لاؤ چنانچہ وہ لائے گئے ایسی حالت میں کہ ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں تو آپ نے ان کی دونوں آنکھوں میں تھتکارا اور جھنڈا ان کو دے دیا پھر اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح کرا دیا۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ (آؤ ہم اپنی اولاد کو بلائیں اور تم اپنی اولاد کو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اور حاکم اور نسائی نے عمرو بن میمون سے روایت کیا، کہا کہ میں ابن عباس کے پاس بیٹھا تھا کہ ان کے پاس نو شخص آئے اور انہوں نے کہا اے ابن عباس یا تو آپ ہمارے ساتھ چلیں اور یا ان لوگوں میں سے الگ ہو کر ہم سے تنہائی میں گفتگو کریں۔ تو ابن عباس نے کہا نہیں بلکہ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ راوی نے کہا اور وہ اس زمانہ میں ٹھیک تھے نابینا نہیں ہوئے تھے۔ کہا پھر ان لوگوں نے پہل کر کے بات چیت کی، تو ہم نہیں جانتے تھے کہ انہوں نے کیا کہا۔ کہا کہ پھر ابن عباس آئے اپنے کپڑے کو جھاڑتے ہوئے اور (کلمات افسوس) اُف وتُف کہہ رہے تھے

بن ابی وقاص عن ابیہ قال امر معاویۃ
بن ابی سفیان سعدًا فقال ما منعک
ان تسبّ ابا تراب قال اما ما ذکرتُ
ثلثاً قالہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فلن اسُبّہ لان تکونَ لی
واحدۃٌ منھُنّ احبُّ الیّ من حُمرِ النّعَم
سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لہ وقد خلّفہ فی بعض مغازیہ
فقال لہ علی یا رسول اللہ خلفتنی مع
النساء والصبیان فقال لہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اما ترضیٰ ان تکونَ
منّی بمنزلۃ ہارونَ من موسی الّا انہ
لانبوۃ بعدی وسمعتہٗ یقول یوم خیبر
لاعطین ہذہ الرایۃ رجلاً یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہُ ورسولہٗ قال فتطاولنا
لہا فقال ادعوا الی علیاً فاُتیَ بہ
ارمد فبصق فی عینیہ ودفع
الرایۃ الیہ ففتح اللہُ علیہ ولما نزلت
ہذہ الآیۃ قُل تعالوا ندعُ
ابناءَنا وابناءَکم دعا رسولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وفاطمۃَ
وحسناً وحسیناً وقال اللّٰہم ہٰؤلاء
اہلی واخرج الحاکم والنسائی عن
عمرو بن میمون قال انی لجالسٌ
عند ابن عباس اذ اتاہٗ تسعۃُ رہطٍ

کہ یہ لوگ ایسے شخص کی بدگوئی میں پڑ گئے کہ جس میں ایسے
دس فضائل ہیں جو اُس کے سوا کسی میں نہیں ہیں۔ وہ
ایسے شخص کی برائی میں پڑے جس کے بارے میں نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں ایسے شخص کو بھیجوں
گا جس کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا نہ کرے گا، وہ اللہ اور اس
کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اُس کا رسول اُس
سے محبت کرتے ہیں پھر اُس (جھنڈے) کی طمع میں اُبھرنے
والے اُبھرے، پھر آپ نے فرمایا کہ کہاں ہے علی، لوگوں
نے کہا کہ وہ چکی میں آٹا پیس رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا
اور کوئی دوسرا نہیں تھا جو آٹا پیستا۔ کہا کہ پھر وہ آئے اور
اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں، دیکھنے پر بھی قادر نہیں تھے۔
کہا کہ پھر آپ نے اُن کی آنکھوں میں پھونک ماری، پھر
جھنڈے کو تین مرتبہ لہرایا اور خاص اُن ہی کو دیا۔ پھر علی
صفیہ بنت حیی (ام المومنین) کو لیکر آئے۔ کہا ابن عباس
نے کہ پھر بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کو
(یعنی ابوبکر کو) سورۂ توبہ دے کر۔ پھر اُن کے پیچھے علی کو
بھیجا، انہوں نے اُس سورۃ کو اُن سے لے لیا۔ اور آپ نے
فرمایا کہ اس کو نہیں لے جانا چاہئے مگر ایسے شخص کو جو
مجھ سے ہو اور میں اس سے ہوں۔ کہا ابن عباس
نے اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کی
اولاد سے کہ تم میں سے دنیا اور آخرت میں کون
میرے ساتھ موالاۃ کرے گا (دل سے میرا معاون
ہوگا اور ساتھی) کہا کہ علی اُن کے ساتھ بیٹھے تھے
تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اُن
میں سے ہر ہر شخص سے متوجہ ہوکر آپ نے خطاب کیا

فقالوا یا ابنَ عباس اِمّا ان تقومَ معنا و اِمّا ان تخلو بنا من بین ہٰؤلاءِ فقال ابنُ عباس بل اَنا اَقوم معکم قال و ہو یومئذٍ صحیحٌ قبلَ ان یَعمٰی قال فابتدءوا فتحدّثوا فلا ندری ما قالوا قال فجاءَ یَنْفُضُ ثوبَہ و یقول اُف و تُف وقعوا فی رجلٍ لہ عشرُ فضائلَ لیست لِاَحدٍ غیرہ وقعوا فی رجلٍ قال لہ النبی صلی اللّٰہُ علیہ وسلم لَاَبعثنّ رجلاً لایخزیہ اللّٰہ ابدًا یُحبُّ اللّٰہَ و رسولَہ و یحبہ اللّٰہُ و رسولُہ فاستشرفَ لہا مستشرفٌ فقال این علیٌّ فقالوا انہ فی الرحی لیطحن قال و ما کانَ احدُہم لیطحنَ قال فجاءَ و ہو اَرمَدُ لا یکادُ اَن یُبْصِرَ قال فنفثَ فی عینیہ ثم ہَزّ الرایۃَ ثلٰثاً فاعطاہا ایّاہ فجاءَ علیّ بصفیۃ بنت حُیَیّ قال ابنُ عباس ثم بعثَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلاناً لبورۃ التوبۃ فبعث علیاً خلفہ فاخذ ہا منہ وقالَ لا یذہبُ بہا اِلّا رجل ہو منی و انا منہُ قال ابن عباس وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لبنی عمہ ایکم یُوالینی فی

کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت میں میرا ساتھی ہوگا تو سب نے انکار کردیا۔ پھر آپ نے علی رضؓ سے کہا کہ تو ہی ہے میرا دوست دنیا اور آخرت میں۔ اور کہا ابن عباسؓ نے کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد تمام لوگوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے علی رضؓ تھے۔ کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کپڑا یعنی چادر لے کر علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے اوپر رکھی اور کہا اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ (۳۳:۳۳) اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح) ظاہراً و باطناً پاک و صاف رکھے" کہا ابن عباسؓ نے اور علی نے اپنی ذات کو سختی میں ڈالا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھی پھر آپ کی جگہ سو گئے۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ مشرکین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ڈھیلے پھینکا کرتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور علی (منہ لپیٹے) سو رہے تھے۔ کہا کہ ابوبکر یہ گمان کر رہے تھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہا کہ پھر ابوبکر نے کہا اے نبی اللہ تو اُن سے علی نے کہا کہ نبی اللہ تو بیر میمون کی طرف جا چکے ہیں اُن کے پاس پہنچ جاؤ۔ کہا کہ پھر ابوبکر چلے گئے اور آپ کے ساتھ غار میں داخل ہوئے۔ اور علی کے اوپر پتھر پھینکے جا رہے تھے جیسا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کرتا تھا اور علی (چوٹ کی وجہ سے) پیچ و تاب کھاتے رہے۔ اور انہوں نے اپنے سر کو چادر میں چھپا رکھا تھا اُس کو باہر نہیں نکالتے تھے یہاں تک کہ

الدنیا والآخرة فأبوا فقال لعلی
انت ولیی فی الدنیا والآخرة
قال ابن عباس وکان علیؓ اول
من آمن من الناس بعد خدیجة
رضی اللہ عنہا قال واخذ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثوبہ فوضعہ
علی علیؓ وفاطمة وحسن وحسین
وقال انما یرید اللہ لیذھب
عنکم الرجس اھل البیت
ویطھرکم تطھیرا۔ قال ابن
عباس وشری علیؓ نفسہ فلبس
ثوب النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ثم نام مکانہ قال ابن عباس و
کان المشرکون یرمون رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فجاء ابوبکر
رضی اللہ عنہ وعلیؓ نائم قال وابوبکر
یحسب انہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال فقال یا نبی اللہ
فقال لہ علیؓ ان نبی اللہ قد انطلق
نحو بیر میمون فادرکہ قال فانطلق
ابوبکر فدخل معہ الغار قال وجعل
علیؓ رضی اللہ عنہ یرمی بالحجارة
کما کان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وھو یتضور وقد لف رأسہ فی
الثوب لایخرجہ حتی اصبح ثم کشف

صبح ہو گئی پھر اپنے سر سے کپڑا ہٹایا تو انہوں نے کہا
کہ تو یقیناً ملامت کے قابل ہے۔ تیرا ساتھی اُف
بھی نہیں کرتا تھا اور ہم اُس کے پتھر مارتے رہتے تھے
اور تو پیچ وتاب کھاتا رہا اور ہم اس کو عجیب بات
خیال کر رہے تھے۔ پھر کہا ابن عباس نے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوئے
اور سب لوگ آپ کے ساتھ نکلے تو ان سے علی
نے کہا کہ میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ کہا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ نہیں۔ تو علی رونے لگے
تو آپ نے اُن سے فرمایا کہ کیا تو اس سے راضی نہیں
ہے کہ تو میرے لئے اُس مرتبہ میں ہو جس مرتبہ میں
ہارون تھے بہ نسبت موسیٰ کے مگر یہ بات ہے کہ میرے
بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مجھے جانا مناسب نہیں ہے
بجز اس کے کہ تو میرا قائم مقام رہے۔ کہا ابن عباس
نے کہ اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تو ولی (حبیب) ہے ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان
عورت کا میرے بعد۔ اور کہا ابن عباس نے کہ بند
کر دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے
صحن سے ملے ہوئے مکانوں) کے دروازے سوائے
علی کے دروازے کے، تو وہ بحالتِ جنابت مسجد میں
داخل ہوتے تھے جب کہ وہ اُن کا راستہ تھا اور
اس کے سوا اُن کا اور کوئی راستہ ہی نہیں تھا۔ کہا ابن
عباس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے میں جس کا محبوب مُطاع ہوں تو اُس کا محبوب
ومُطاع علی بھی ہے۔ عہ اور کہا ابن عباس نے کہ ہم

عہ وہ دس فضائل جو مخصوص تھے حضرت مرتضیٰ رضؓ کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد چند ایسے فضائل بھی بیان کر دیئے جو آپ کے لئے ثابت ہیں اگرچہ اور بھی ان میں

عن راشد فقالوا انک لکلیئم وکان صاحبک لا یتضور و نحن نرمیه و انت تتضور وقد استنکرنا ذلک۔ فقال ابن عباس و خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوۃ تبوک وخرج الناس معہ فقال لہ علی اخرج معک قال فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا فبکی علیؓ فقال لہ اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون من موسی الا انہ لیس بعدی نبی انہ لا ینبغی ان اذہب الا وانت خلیفتی۔ قال ابن عباس وقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت ولیّ کل مؤمن من بعدی و مؤمنۃ۔ وقال ابن عباس وسدّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابواب المسجد غیر باب علی فکان یدخل المسجد جنبًا و ہو طریقہ لیس لہ طریق غیرہ۔ قال ابن عباس وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فان مولاہ علی۔ وقال ابن عباس وقد اخبرنا اللہ عزوجل فی القرآن انہ رضی عن اصحاب الشجرۃ فعلم مافی قلوبہم فہل اخبرنا انہ سخط علیہم بعد ذلک

کو اللہ عزوجل نے قرآن میں یہ خبر دی ہے کہ وہ راضی ہے اصحاب شجرہ سے (یعنی جن لوگوں نے درخت کے نیچے بعیت کی تھی، ان میں حضرت علی بھی تھے) پھر اللہ نے جان لیا (بعلمِ ظہور) جو کچھ اُن کے دلوں میں ہے۔ تو کیا اللہ نے ہم کو ایسی خبر دی ہے کہ اس کے بعد اللہ اُن سے ناراض ہوگیا۔ کہا ابن عباس نے، اور فرمایا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے جب کہ اُنہوں نے کہا تھا کہ مجھے اجازت دیجئے تو میں اس کی گردن مار دوں عطہ۔ فرمایا تو ایسا کرے گا؟ ..... اور تجھے یہ خبر نہیں کہ (اہل بدر کی مغفرت اتنی یقینی ہے کہ) گویا اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جلوہ فرما کر یہ کہہ دیا کہ اب تم جو عمل چاہو کرتے رہو (میں تمہاری مغفرت کر چکا اور علی بھی اہل بدر میں سے ہیں)۔ اور روایت کیا حاکم نے ابو ہریرہ سے، کہا کہ فرمایا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ علی بن ابی طالب کو ایسی تین فضیلتیں دی گئی ہیں کہ اگر اُن میں سے ایک فضیلت بھی مجھے مل جائے تو وہ میرے لئے سُرخ رنگ کے اُونٹوں سے زیادہ محبوب ہو۔ آپ سے کہا گیا کہ وہ کیا ہیں اے امیر المومنین؟ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ کے ساتھ اُن کا نکاح ہونا اور اُن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں رہنا کہ اُن کے لئے اُس میں وہ بات حلال ہے جو اُن کے ہی لئے حلال ہے۔ اور یوم خیبر والا جھنڈا۔ اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے کہ کہا کہ علی رضی اللہ عنہ میں چار ایسے فضائل ہیں کہ

عطہ یعنی حاطب بن ابی بلتعہ کی گردن۔ یہ ایک بڑے واقعہ کا جزو ہے جو چند بار مذکور ہو چکا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

قال ابن عباس وقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر رضی اللہ عنہ حین قال ائذن لی فاضرب عنقہ قال وکنت فاعلاً وما یدریک لعل اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم۔ واخرج الحاکم عن ابی ہریرۃ قال قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لقد اعطی علی بن ابی طالب ثلاث خصال لان تکون فی خصلۃ منہا احب الی من ان اعطی حمر النعم قیل وما ہن یا امیر المؤمنین قال تزوجہ فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسکناہ المسجد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحل لہ فیہ ما یحل لہ والرایۃ یوم خیبر۔ واخرج الحاکم عن ابن عباس قال لعلی رضی اللہ عنہ اربع خصال لیست لاحد من العرب ہو اول عربی واعجمی صلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف وہو الذی صبر معہ یوم المہراس وہو الذی غسلہ وادخلہ قبرہ۔ واخرج الحاکم عن ام سلمۃ قالت لابی عبد اللہ الجدلی ایسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وہ عرب میں سے کسی میں نہیں ہیں وہ تمام عرب اور عجم والوں میں کے پہلے شخص ہیں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور وہ ایسے شخص ہیں جن کے ساتھ اُن کا جھنڈا ہر معرکہ میں رہا ہے اور وہ وہ شخص ہیں جس نے آپ کے ساتھ صبر کیا تھا یوم مہراس[۱] میں۔ اور وہ ایسے شخص ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا تھا اور قبر میں داخل کیا تھا۔ حاکم نے روایت کیا ام سلمہ سے اور اُنہوں نے ابو عبد اللہ جدلی سے، کہا کہ کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی جاتی ہیں، کہا کہ میں نے کہا معاذ اللہ یا سبحان اللہ یا کوئی اور کلمہ اسی طرح کا۔ کہا کہ ام سلمہ نے کہا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرماتے تھے کہ جس نے علی کو گالی دی اُس نے مجھے گالی دی۔ اور مروی ہے ابوبکر بن عبید اللہ بن ابی ملیکہ سے وہ اپنے باپ سے، کہا کہ ایک شخص شام والوں میں سے آیا اور اس نے ابن عباس کے سامنے علی رض کو گالی دی تو ابن عباس نے اُس کے پتھر مارا اور کہا کہ اے دشمنِ خدا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ (الاحزاب ۳۳: ۵۷) بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہوتے تو تو ان کو بھی ایذاء پہنچاتا۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ ۱ ملاحظہ ہو) ۲ اس سے مراد یہ ہے کہ ان کے لئے بحالت جنابت مسجد میں داخل ہونا حلال ہے ۱۲ [۱] یعنی جنگ

فیکم قال فقلتُ معاذَ اللہ او سبحان اللہ
او کلمۃ نحوہا قال قالت سمعتُ رسولَ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من
سَبَّ علیاً فقد سبّنی۔ وعن
ابی بکر بن عبداللہ بن ابی ملیکۃ
عن ابیہ قال جاء رجل من اہل الشام
فسبَّ علیاً عند ابن عباس
فحصبہ ابن عباس فقال یا عدوَّ اللہ
آذیتَ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ
رَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا
مُّہِیْنًا لوکان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لآذیتہ۔ وعن علی رضی اللہ
عنہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یا علی ان لک کنزًا فی الجنۃ
وانک ذو قرنیہا فلا تتبعنّ نظرۃً
نظرۃً فان لک الاولی ولیست
لک الآخرۃُ۔ وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا
قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ادعوا لی سیدَ العرب فقلتُ
یا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اَلَستَ سیدَ العرب قال انا سیّد
وُلدِ آدم وعلیٌّ سید العرب۔ وعن
عبداللہ بن عمرو بن ہند الجہنی قال

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی تیرے لئے جنّت
میں ایک محفوظ خزانہ موجود ہے اور بلاشبہہ تو اس کی جانبین
والا ہے، تو ایسا ہرگز نہ ہونے پائے کہ پہلی (اتفاقیہ) نظر کا
دوسری (بالارادہ) نظر پیچھا کرے۔ پہلی تو تمہارے لئے معاف
ہے، دوسری کا تمھیں حق نہیں۔ اور مروی ہے عائشہ رضی اللہ
عنہا سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
میرے پاس عرب کے سردار کو لاؤ تو میں نے کہا: یارسول اللہ
کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمام
اولادِ آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کا سردار ہے۔ اور مروی
ہے عبداللہ بن عمرو بن ہند جہنی سے، کہا کہ میں نے سنا علی
رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال کرتا تھا تو آپ مجھے عطا کرتے تھے اور
جب میں خاموش ہوتا تو آپ مجھ سے بات کی ابتدا کرتے۔
اور مروی ہے زید بن ارقم سے، کہا کہ اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے لوگوں کے دروازے
مسجد میں کھلتے تھے گذرگاہ کے طور پر، تو ایک دن آپ
نے فرمایا کہ ان دروازوں کو بند کردو بجز علی کے دروازے
کے۔ کہا کہ پھر اس بارے میں لوگوں نے کلام کیا تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ نے اللہ
کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اَمّا بعد یقیناً میں نے حکم
دیا ہے کہ ان دروازوں کو بند کر دیا جائے بجز علی کے دروازے
کے تو اس بارے میں تمہارے کہنے والے نے کہا۔ خدا کی قسم
میں نے از خود نہ کسی کو بند کیا اور نہ کھولا۔ لیکن مجھے ایک بات
کا حکم دیا گیا تو میں نے اس کا اتباع کیا۔ اور مروی ہے ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سمعتُ علیاً رضی اللہ عنہ یقول کنتُ
اذا سألتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اعطانی واذا سکتُّ ابتدأنی
وعن زید بن ارقم قال کانت
لِنَفَرٍ من اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ابوابٌ شارعۃٌ
فی المسجدِ فقال یوماً سُدُّوا ھذہ
الابوابَ اِلَّا بابَ علی قال فتکلم فی
ذلک ناسٌ فقام رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فحمد اللہَ واثنی علیہ ثم قال
اما بعدُ فانّی اُمرتُ لِیُسدَّ ہذہ
الابوابُ غیر بابِ علی فقال فیہ
قائلکم واللہِ ما سَدَدتُ شیئاً و
لا فتحتُہ ولکن اُمرتُ بشیئٍ فاتّبعتُہ۔ وعن
ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا
مدینۃُ العلم و علیٌّ بابُہا فمن اراد
المدینۃَ فلیأتِ البابَ۔ وعن جابر
بن عبد اللہ یقول سمعتُ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا مدینۃ
العلم و علی بابہا فمن اراد العلم
فلیأتِ البابَ۔ وعن زید بن ارقم
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من یرید ان یحیی حیاتی ویموت
مماتی ویسکن جنۃ الخلدِ اللتی وعدنے

نے فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے تو
جو شہر میں جانے کا ارادہ کرے تو اس کو دروازے پر آنا چاہیئے
اور مروی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہتے ہیں کہ میں نے سُنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے کہ
میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے تو جو علم کا
ارادہ کرے اُس کو چاہیئے کہ دروازے پر آئے۔ اور مروی
ہے زید بن ارقم سے کہا کہ فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے
کہ میری زندگی کی طرح زندگی گذارے اور میری موت کی طرح
مرے اور جنۃ الخلد میں رہے جس کا مجھ سے میرے رب
نے وعدہ کیا ہے تو چاہیئے کہ اطاعت کرے علی بن ابی طالب
کی کیونکہ وہ تم کو سیدھے راستہ سے نہ ہٹنے دے گا
اور گمراہی میں ہرگز نہ داخل کرے گا۔ اور مروی ہے ابوذر
سے، کہا کہ ہم منافقین کو نہیں پہچانتے تھے مگر اللہ اور اس
کے رسول کی تکذیب سے اور نماز سے پیچھے رہ جانے سے
اور علی بن ابی طالب کے ساتھ بغض سے۔ اور مروی ہے
ابوہریرہ سے کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ نے
مجھے علی بن ابی طالب کی زوجیت میں دے دیا اور وہ فقیر
ہیں جن کے پاس کچھ مال نہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے
فاطمہ کیا تو اس بات سے خوش نہیں کہ اللہ عزوجل نے
تمام زمین والوں کو جھانک کر دیکھا اور پھر دو آدمیوں کو
برگزیدہ کیا اُن دونوں میں سے ایک تیرا باپ ہے، اور
دوسرا تیرا شوہر۔ اور مروی ہے علی رض سے اس آیت کے
بارے میں اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ الخ (۱۳: ۷) آپ صرف
ڈرانے والے (نبی) ہیں اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے
آئے ہیں " علی نے کہا کہ رسول اللہ منذر ہیں اور میں ہادی

فلیتولیّ علیّ بن ابی طالب فانہ لن یُخرِجکُم عن ہدی و لن یدخلکُم فی ضلال۔ وعن ابی ذر قال ما کنا نعرفُ المنافقینَ الا بتکذیبِ اللہ و رسولہ والتخلفِ عن الصلوۃ والبغضِ لعلیّ بن ابی طالب۔ وعن ابی ہریرۃ قال قالت فاطمۃ رضی اللہ عنہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زوّجتنی من علی بن ابی طالب وہو فقیرٌ لا مالَ لہ فقال یا فاطمۃُ اما یرضینَ ان اللہ عزوجل اطلع علی اہلِ الارض فاختارَ رجلین احدُہما ابوکِ والآخرُ بعلکِ۔ وعن علی فی قولہ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ قال علیٌّ رسولُ اللہِ المُنذِرُ و انَا الہادِی۔ وعن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا غضب لم یجترئ منا احدٌ یکلمہ غیرَ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ وعن سلمانَ قال رجل لسلمانَ ما اشدَّ حبّک لعلیٍ قال سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من احبَّ علیا فقد احبّنی و من ابغضَ علیا فقد ابغضنی۔ وعن ابن بریدۃ عن ابیہ قال قال

ہوں۔ اور مروی ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غضب ناک ہوتے تو ہم میں سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ آپ سے کلام کرے سوائے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے۔ اور مروی ہے سلمان سے کہ ایک شخص نے سلمان سے کہا کہ علی سے اتنی زیادہ محبت آپ کو کیوں ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نے علی سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے علی سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی۔ اور مروی ہے ابن بریدہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے اللہ تعالٰے نے حکم دیا اپنے اصحاب میں سے چار سے محبت کرنے کا اور مجھے خبر دی کہ وہ بھی اُن سے محبت کرتا ہے کہا کہ ہم نے کہا کہ وہ کون ہیں یارسول اللہ اور ہم میں کا ہر ایک اس کا خواہشمند ہوگا کہ وہ اُن میں سے ہو۔ تو فرمایا کہ یاد رکھو کہ علی اُن میں سے ہے۔ پھر فرمایا سمجھ لو کہ علی اُن میں سے ہے۔ پھر خاموش ہوگئے۔ اور مروی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بُھنا ہوا چوزہ پیش کیا گیا۔ تو آپ نے کہا یا اللہ میرے پاس ایسے شخص کو بھیج دیجئے جو آپ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہو وہ میرے ساتھ اس گوشت میں سے کھائے۔ کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا اللہ انصار میں کے کسی شخص کو ایسا کر دے۔ پھر علی رضی اللہ عنہ آئے تو میں نے (باہر ہی باہر) اُن سے کہہ دیا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اللہ امرنی بحب اربعۃ من اصحابی
واخبرنی انہ یحبہم قال قلنا من ہم
یا رسول اللہ وکلنا یحب ان یکون
منہم فقال الا ان علیا منہم ثم سکت
ثم قال الا ان علیاً منہم ثم سکت
وعن انس بن مالک رضی اللہ عنہ
قال کنت اخدم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقدم لرسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فرخ مشوی فقال
اللہم ائتنی باحب خلقک الیک
یاکل معی من ہذا الطیر قال
فقلت اللہم اجعلہ رجلاً من الانصار
فجاء علیؓ رضی اللہ عنہ فقلت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ
حاجتہ ثم جاء فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم افتح فدخل فقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما حملک علی ما صنعت فقلت یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سمعت دعاءک فاحببت ان یکون
رجلاً من قومی فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل
قد یحب قومہ قال الترمذی غریب
وجاء الحاکم باسانید خرج بہا عن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی کام میں لگے ہوئے ہیں۔ (وہ چلے گئے اور) پھر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دروازہ کھول دے۔ تو وہ اندر آئے (علیؓ نے اپنے حاضر ہونے اور واپس کر دیئے جانے کا تذکرہ کیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) کہا کہ تونے جو کچھ کیا اُس پر کس چیز نے تجھے آمادہ کیا؟ تو میں نے کہا یا رسول اللہ ______ میں نے آپ کی دُعاء کو سُن لیا تھا تو میرے دل نے چاہا کہ ایسا شخص میری قوم میں کا ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک آدمی کو اپنی قوم سے محبت ہوتی ہے۔ ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور حاکم ایسی کئی سندیں لائے جس سے یہ خالص غرابت سے نکل گئی۔ اور عمار بن یاسر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ علی سے فرما رہے تھے کہ اے علی خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے تجھ سے محبت کی اور تیرا مخلص رہا اور عذاب ہے اُس کے لئے جس نے تجھ سے دشمنی کی اور تیرے بارے میں جھوٹ بولا۔ اور مروی ہے سلمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا سب سے پہلا شخص جو میرے پاس حوض پر آئے گا اور تم میں سے اسلام لانے میں سب سے پہلا علی بن ابی طالب ہے رضی اللہ عنہ۔ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلا شخص جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام لایا وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور مروی ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے

غرابۃ المحفۃ وعن عمار بن یاسر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لعلی یا علی طوبیٰ لمن احبک وصدق فیک وویل لمن ابغضک وکذب فیک وعن سلمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اولکم واردا علی الحوض واولکم اسلاما علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

وعن زید بن ارقم رضی اللہ عنہ قال ان اول من اسلم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ۔ وعن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی فاطمۃ رضی اللہ عنہا فقال انی وایاک وھذا النائم یعنی علیا وھما یعنی الحسن والحسین لفی مکان واحد یوم القیامۃ وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتاقت الجنۃ الی ثلاثۃ علی وعمار وسلمان وعن ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت ربی ان لا ازوج احدا من امتی ولا اتزوج الیہ الا کان معی فی الجنۃ فاعطانی وعن عبد اللہ بن سعد بن زرارۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

گئے۔ اور فرمایا کہ میں اور تو اور یہ سونے والا یعنی علی اور وہ دونوں یعنی حسن اور حسین قیامت کے دن ایک مکان میں ہوں گے۔ اور مروی ہے انس سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت مشتاق ہے تین آدمیوں کی یعنی علی اور عمار اور سلمان کی۔ اور مروی ہے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا ہے کہ میں اپنی امت میں سے جس کا بھی نکاح کراؤں یا اس سے نکاح کروں وہ میرے ساتھ جنت میں ہو، تو اس نے مجھے (یہ چیز) عطا فرما دی اور عبد اللہ بن سعد بن زرارہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر علی کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی گئی ہے کہ وہ مومنین کا سردار ہے، متقین کا پیشوا ہے۔ سفید منہ اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کو کھینچ کرلے چلنے والا (یعنی صالحین کا رہبر) اور مروی ہے علی بن ابی طلحہ سے کہا کہ ہم نے حج کیا پھر ہمارا جانا ہوا مدینہ میں حسن بن علی کی طرف اور ہمارے ساتھ معاویہ بن خدیج بھی تھا تو حسن رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ یہ معاویہ بن خدیج ہے جو علی رض کو بہت گالیاں دیتا ہے انہوں نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ تو اس کو لایا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ تو علی رض کو بہت گالیاں دیتا ہے۔ تو اس نے کہا واللہ میں نے ایسا نہیں کیا۔ فرمایا کہ اگر تو ان سے ملا اور میں نہیں گمان کرتا کہ تو ان سے قیامت کے دن ملے گا تو تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر کھڑا ہوا پائے گا منافقین کے جھنڈوں کو اس سے روکتا ہوا ان کے ہاتھ میں عوسج (ایک خاردار لکڑی) کی ایک لاٹھی

أُوحِيَ إِلَيَّ فِي عَلِيٍّ ثَلٰثٌ أَنَّهُ سَيِّدُ الْمُؤْمِنِينَ وَ إِمَامُ الْمُتَّقِينَ وَ قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِينَ۔ وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ حَجَجْنَا فَمَرَرْنَا عَلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بِالْمَدِينَةِ وَ مَعَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ خَدِيجٍ فَقِيلَ لِلْحَسَنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّ هٰذَا مُعَاوِيَةُ بْنُ خَدِيجٍ السَّبَّابُ لِعَلِيٍّ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِ فَأُتِيَ بِهِ فَقَالَ أَنْتَ السَّبَّابُ لِعَلِيٍّ فَقَالَ مَا فَعَلْتُ وَاللّٰهِ قَالَ إِنْ لَقِيتَهُ وَ مَا أَحْسِبُكَ تَلْقَاهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَتَجِدُهُ قَائِمًا عَلَى حَوْضِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذُودُ عَنْهُ رَايَاتِ الْمُنَافِقِينَ بِيَدِهِ عَصًا مِنْ عَوْسَجٍ حَدَّثَنِيهِ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى۔ وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ أَلَا أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِنْ قُلْتَهُنَّ غُفِرَ لَكَ عَلٰى أَنَّهُ مَغْفُورٌ لَكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ وَالَّذِي أَحْلِفُ بِهِ إِنْ كَانَ عَلِيٌّ لَأَقْرَبَ النَّاسِ عَهْدًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ہو گی۔ مجھ سے یہ بات سچ بولنے والے نے بیان کی جن کے صدق کی شہادت دی جاتی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور جس نے افتراء کیا وہ برباد ہوا۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اگر تو ان کا ورد کرے تو تیری مغفرت کی جائے علاوہ اس کے کہ تیری مغفرت ہو چکی ہے لاالٰہ الا اللہ العلی العظیم الخ (ترجمہ) کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو عالی شان صاحب عظمت ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو حلیم وکریم ہے۔ ہر عیب سے پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اور ہر تعریف اللہ کے لئے ہے جو تمام ...... جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ میں حلف کرتی ہوں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے قبل) آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علی رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک روز صبح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی اور آپ فرماتے رہے کہ کیا علی آگیا، کیا علی آگیا۔ کئی مرتبہ۔ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا گویا آپ نے اُن کو کسی کام کے لئے بھیجا ہے۔ کہا کہ پھر ذرا دیر کے بعد علی آگئے۔ اُم سلمہ نے کہا کہ میں نے گمان کیا کہ آپ کو علی سے کوئی خاص کام ہے تو ہم سب وہاں سے باہر آگئیں اور دروازے کے پاس بیٹھ گئیں اور میں بہ نسبت دوسروں کے دروازے سے زیادہ قریب تھی تو (میں نے دیکھا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کی طرف زیادہ جھک گئے اور اُن سے مشورہ کرتے رہے اور ان سے سرگوشی کرتے رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسی دن انتقال کر گئے تو آپ سے سب سے آخری ملاقات کرنے والے صرف علی رضی اللہ عنہ تھے۔ اور

علیہ وسلم عدنا رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غداۃً وہو یقول جاءَ علی جاءَ علیٌّ مرارًا فقالت فاطمۃ رضی اللہ عنہا کانک بعثتہ فی حاجۃٍ قالت فجاءَ بعدُ قالت ام سلمۃ فظننتُ انّ لہ الیہ حاجۃً فخرجنا من البیتِ فقعدنا عِندَ الباب وکنتُ من ادناہم الی الباب فاَکبَّ علیہِ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعل یُشاوِرہ ویُناجیہ ثم قُبِضَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یومہ ذلکَ فکان علیٌّ اقربَ الناسِ عہدًا۔ وعن علی رضی اللہ عنہ قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخِذٌ بیدی ونحن فی سِکَکِ المدینۃ اذ مررنا بحدیقۃٍ فقلتُ یارسول اللہ ما احسنہا من حدیقۃٍ قال لکَ فی الجنۃ احسنُ منہا وعن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم النظر الی وَجہِ علیٍّ عبادۃٌ وعن زید بن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لِعلیٍّ وفاطمۃَ وحسن وحسین انا حربٌ لمن حَارَبتمُ وسلمٌ لمن سالمتُم وعن بریدۃ قال کان احبَّ النساء الی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمۃ

مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کی گلیوں میں چل رہے تھے اُسی دوران میں ہمارا گذر ایک باغیچہ سے ہوا۔ میں نے کہا یارسول اللہ یہ باغیچہ کیسا اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں تیرا باغیچہ اس سے زیادہ اچھا ہے۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ اور مروی ہے زید بن ارقم سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین سے فرمایا کہ جس سے تمہاری لڑائی ہے اُس سے میری بھی لڑائی ہے اور جس سے تمہاری صلح ہے میری بھی صلح ہے۔ اور مروی ہے بریدہ سے، کہا کہ عورتوں میں سب سے زیادہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فاطمہ سے تھی اور مردوں میں علی سے۔ اور جُمیع بن عمیر سے مروی ہے کہا کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ ______ عائشہ رض کے یہاں گیا تو میں نے عائشہ کی آواز کو پردے کے پیچھے سے سُنا۔ اور میری والدہ عائشہ سے علی کے بارے میں سوال کر رہی تھیں تو عائشہ نے کہا کہ تو مجھ سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھ رہی ہے کہ واللہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہو علی سے اور نہ زمین پر کوئی ایسی عورت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب ہو اُن کی زوجہ (یعنی فاطمہ) سے۔ ان تمام احادیث کو مستدرک میں حاکم نے روایت کیا ہے۔ اور نسائی نے روایت کیا ہے عبد الرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ انہوں نے علی سے کہا اور وہ اُن کے ساتھ جا رہے تھے

ومن الرجال علیؓ۔ وعن جمیع بن عمیر قال دخلتُ مع اُمّی علی عائشۃ فسمعتُہا من وراء الحجاب وہی تسأ لُہا عن علیؓ فقالت تسأ لنی عن رجل واللہِ ما اَعلم رجلاً کان احبَّ الی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علیؓ ولا فی الارضِ امرأۃً کانت احبَّ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من امرأتہ۔ اخرج ہذہ الاحادیث کلہا الحاکم فی المستدرک۔ واخرج النسائی عن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ عن ابیہ قال لعلی وکان یسیر معہ ان الناس قد انکروا منک ان تخرجَ فی البردِ فی الملاءَتین وتخرجَ فی الحرِّ فی الخشن والثوب الغلیظ فقال اولم تکن معنا بخیبر قال بلیٰ قال فانَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثَ ابا بکر وعقد لہ لواءً فرجع وبعثَ عمر وعقد لہ لواءً فرجعَ بالناسِ فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاُعطینَّ الرایۃَ رجلاً یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ لیس بفرّار فارسل اِلیَّ وانا ارمدُ فتفل فی عینیَّ فقال اللّٰہم اکفہِ اَذی الحرِّ والبردِ قال فما وجدت حرًّا بعد ذلک ولا بردًا۔ واخرج عن ابی

کہ لوگ آپ کی اس بات سے تعجب کرتے ہیں کہ آپ سردی میں دو باریک کپڑوں میں نکلتے ہیں اور گرمی میں نکلتے ہیں سخت اور گاڑھے کپڑوں میں۔ تو انہوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ خیبر میں نہیں تھا انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ کہا کہ (واقعہ یہ ہوا تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا تیار کیا اور وہ واپس آ گئے۔ اور عمر کو بھیجا اور ان کے لئے جھنڈا تیار کیا پھر وہ بھی لوگوں کو واپس لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبّت کرتا ہے اور اس سے اللہ اور اُس کا رسول محبّت کرتے ہیں وہ بھاگنے والا نہیں۔ پھر آپ نے مجھے بُلایا اور میری آنکھیں دُکھ رہی تھیں تو میری دونوں آنکھوں میں آپ نے تھُتکارا اور کہا کہ اے اللہ گرمی اور سردی کی اذیت سے آپ اُس کے لئے کافی ہو جائیے کہا کہ بس اس کے بعد میں نے گرمی کی تکلیف محسوس کی اور نہ سردی کی۔ اور روایت کی ابو جعفر محمد بن علی سے انہوں نے ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ کے پاس ایک قوم کے لوگ بیٹھے تھے۔ پھر علی کرم اللہ وجہہ آئے تو جب وہ داخل ہوئے تو وہ لوگ نکل گئے تو ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے پھر بولے واللہ کس نے ہم کو باہر نکالا اور اس کو اندر بھیجا پھر لوٹے اور اندر آ گئے۔ تو آپ نے فرمایا واللہ میں نے اُس کو اندر نہیں داخل کیا اور نہ تم کو نکالا۔ بلکہ اللہ نے اُس کو داخل کیا اور تمھیں باہر نکالا۔ اور روایت کیا علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے علی تو میرا مخلص اور امین ہے۔ اور روایت

جعفر محمد بن علی عن ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص عن ابیہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ قوم جلوس فدخل علی کرم اللہ وجہہ فلما دخل خرجوا فلما خرجوا تلاوموا فقالوا واللہ ما اخرجنا وادخلہ فرجعوا فدخلوا فقال واللہ ما انا ادخلتہ واخرجتکم بل اللہ ادخلہ واخرجکم و اخرج عن علی رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما انت یا علی فصفیی وامینی واخرج عن علی رضی اللہ عنہ قال واللہ الذی فلق الحبۃ وبرء النسمۃ انہ لعہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیّ انہ لایحبنی الا مؤمن و لایبغضنی الا منافق واخرج عن سعید بن عبید قال جاء رجل الی ابن عمر فسألہ عن علی رضی اللہ عنہ فقال لاتسئلنی عن علیّ ولکن انظر الی بیتہ من بیوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انی ابغضہ قال ابغضک اللہ واخرج عن ابی زرعۃ بن عمرو بن جریر عن عبد اللہ بن یحیی سمع علیاً رضی اللہ عنہ یقول کنت ادخل علی نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل لیلۃ فان کان یصلی سبح فرجعت

کیا علی رضی اللہ عنہ سے، کہا قسم ہے اُس ذات کی جس نے بیج کو پھاڑا (اور اس میں سے درخت نکالا) اور جان کو پیدا کیا واقعہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ بات کھول کر فرمادی کہ درحقیقت مجھ سے کوئی محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور مجھ سے کوئی بغض نہیں نہ رکھے گا بجز منافق کے۔ اور روایت کیا سعید بن عُبید سے کہا کہ ایک شخص ابن عمر کے پاس آیا اور اُن سے سوال کیا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں۔ تو فرمایا کہ مجھ سے علی کے بارے میں نہ پوچھ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں سے اُن کے گھر کی طرف دیکھ۔ اُس نے کہا کہ میں تو اُس سے بغض رکھتا ہوں۔ کہا خدا تجھ سے بغض رکھے۔ اور روایت کیا ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے انہوں نے عبد اللہ بن یحیی سے اُنہوں نے سُنا علی رضی اللہ عنہ سے، فرماتے تھے کہ میں ہر رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا کرتا تھا۔ اگر آپ نماز پڑھتے ہوئے ہوتے تو سُبحان اللہ کہہ دیتے۔ یہ سُن کر واپس ہو جاتا اور اگر نماز پڑھتے ہوئے نہ ہوتے تو مجھے اجازت دیتے پھر میں داخل ہو جاتا۔ اور روایت کیا ابوالاسود اور ایک اور شخص سے، اُس نے زاذان سے کہا کہ فرمایا علی رضی اللہ عنہ نے کہ واللہ جب میں سوال کرتا تھا تو مجھے دیا جاتا تھا اور جب خاموش ہوتا تھا تو مجھ سے بات شروع کی جاتی۔ اور روایت کیا محمد بن اسامہ بن زید سے اُنہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہا تو اے علی تو میرا داماد ہے اور میرے بیٹوں کا باپ ہے، میں تجھ سے ہوں اور تو مجھ سے۔ اور روایت کیا سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث سے اُنہوں نے اپنے دادا سے اُنہوں نے علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ میں بیمار ہوا تو میری عیادت کی

و ان لم یکن یصلی اذن لی فدخلت و
اخرج عن ابی الاسود و رجل آخر
عن زاذان قال قال علیؓ رضی اللہ عنہ
کنت واللہ اذا سالت اعطیت و
اذا سکت ابتدئت و اخرج عن
محمد بن اسامۃ بن زید عن
ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اما انت یا علی فختنی و ابو
ولدی انت منی و انا منک. و اخرج
عن سلیمان بن عبد اللہ بن الحارث
عن جدہ عن علی کرم اللہ وجہہ قال
مرضت فعادنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فدخل علیّ و انا مضطجع
فاتکأ الی جنبی ثم سجانی بثوبہ فلما
رأنی قد ھدأت قام الی المسجد
یصلی فلما قضی صلوتہ جاء فرفع الثوب
و قال قم یا علی فقمت و قد برأت
کانما لم اشتکی شیئا قبل ذلک
فقال ما سألت ربی شیئا فی صلوتی
الا اعطانی و ما سألت لنفسی شیئا
الا قد سألت لک و اخرج عن علی
بن علقمۃ عن علی رضی اللہ عنہ قال
لما نزلت یٰایھا الذین امنوا
اذا ناجیتم الرسول فقدموا
بین یدی نجوٰکم صدقۃ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ میرے ٹھکانے پر آئے
اور میں لیٹا ہوا تھا تو آپؐ نے میرے پہلو پر سہارا لگایا، پھر
مجھے اپنا کپڑا اُڑھایا۔ پھر جب مجھے دیکھا کہ سکون ہو گیا تو مسجد
کی طرف نماز پڑھنے چلے گئے۔ پھر جب نماز ادا کر چکے تو پھر آئے
اور کپڑا اُٹھایا اور فرمایا کہ اے علی اُٹھ تو میں اُٹھا اور میں صحتیاب
ہو چکا تھا گویا مجھے پہلے کوئی بیماری ہوئی ہی نہ تھی۔ پھر فرمایا
کہ میں نے اپنی نماز میں اپنے رب سے جو چیز بھی مانگی وہ اس
نے مجھے عطا کی اور میں نے اپنی ذات کے لئے جو کچھ سوال کیا وہ
تیرے لئے بھی کیا۔ اور روایت کیا علی بن علقمہ سے، انہوں نے
علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یٰایھا
الذین امنوا اذا ناجیتم الخ (۵۸: ۱۲) اے ایمان
والو جب تم رسول سے سرگوشی (کرنے کا ارادہ) کیا کرو تو اپنی
اس سرگوشی سے پہلے (مساکین کو) کچھ خیرات دے دیا کرو" تو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ان کو
حکم دو کہ صدقہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ کتنا یا رسول اللہ فرمایا
کہ ایک دینار۔ علی نے کہا کہ لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا
کہ آدھا دینار۔ علی نے کہا کہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ
نے فرمایا کہ پھر کتنے کی رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا ایک جو۔ تو ان
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو تو بہت گھٹانے
والا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ءَ اشفقتم الخ (۵۸: ۱۳)
کیا تم اپنی سرگوشی سے قبل خیرات دینے سے ڈر گئے۔ الخ۔ اور
علی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اس حکم کی تخفیف میری وجہ
سے کی گئی۔ اور روایت کیا ترمذی نے اور عبد اللہ بن احمد نے
زوائد المسند میں سادات اہل بیت کے سلسلۂ روایت سے
دونوں نے کہا روایت کیا ہم سے نصر بن علی الجھضمی نے کہا

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لعلی رضی اللہ عنہ مرہم ان یتصدقوا
قال بکم یا رسول اللہ قال بدینار قال
لا یطیقون قال نصف دینار قال لا یطیقون قال
فبکم قال الشعیرۃ فقال لہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم انک لزہید فانزل
اللہ تعالیٰ ءَ اَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا
بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ
الآیۃ وکان علی رضی اللہ عنہ یقول خفف
بی عن ہذہ الآیۃ۔ واخرج الترمذی و
عبداللہ ابن احمد فی زوائد المسند
مسلسلاً بالسادۃ الاشراف کلاھما
قال حدثنا نصر بن علی الجھضمی اخبرنا
علی بن جعفر بن محمد قال اخبرنی
اخی موسیٰ بن جعفر بن محمد عن ابیہ
جعفر بن محمد عن ابیہ محمد بن علی عن
ابیہ علی بن حسین عن ابیہ عن جدہ
علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اخذ بید حسن وحسین
قال من احبنی واحب ہذین وابا ہما
وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ
واخرج الحاکم مسلسلاً بالسادۃ الاشراف
حدثنا ابو محمد بن الحسن بن محمد بن یحییٰ
بن اخی طاہر العقیقی الحسنی حدثنا اسمعیل
بن محمد بن اسحٰق بن جعفر بن محمد بن

ہم کو خبر دی علی بن جعفر بن محمد نے، کہا کہ مجھے خبر دی میرے بھائی
موسیٰ بن جعفر بن محمد نے اپنے باپ جعفر بن محمد سے انہوں نے
اپنے باپ محمد بن علی سے انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے
انہوں نے اپنے باپ سے، اپنے دادا علی بن ابی طالب سے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پکڑا حسن اور حسین کا اور فرمایا
کہ جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں سے محبت کی اور
ان کے باپ اور ان کی ماں سے کی وہ میرے ساتھ میرے درجہ
میں ہوگا قیامت کے دن۔ اور حاکم نے روایت کیا سادات اہل
بیت کے سلسلۂ روایت سے، ہم سے روایت کیا ابو محمد بن
الحسن بن محمد بن یحییٰ بن اخی طاہر عقیقی حسنی نے کہا روایت کیا
ہم سے اسمٰعیل بن محمد بن اسحٰق بن جعفر بن محمد بن علی بن
حسین نے، کہا کہ مجھ سے روایت کیا میرے چچا علی بن جعفر بن محمد
نے کہا مجھ سے روایت کیا حسین بن زید نے عمرو بن علی سے،
انہوں نے اپنے باپ علی بن حسین سے، کہا کہ لوگوں کو خطبہ
دیا حسن بن علی نے جب کہ علی رض قتل کئے گئے۔ تو اللہ کی حمد و
ثناء کی پھر کہا کہ آج رات اُس شخص کی وفات ہو گئی جس
پر پہلے لوگ کسی عمل میں سبقت نہیں لے گئے اور نہ بعد والے
اُس کے مرتبہ کو پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا
جھنڈا اُس کو دیا کرتے تھے تو قتال کرتے تھے جبرئیل اُن کے
دائیں طرف اور میکائیل اُن کے بائیں طرف، تو نہیں لوٹتے تھے
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُن کو فتح دیتا تھا۔ اور زمین پر اُنہوں
نے نہ سونا چھوڑا اور نہ چاندی بجز سات سو درہم کے جو اُن کے
وظیفہ میں سے بچ گئے تھے، ارادہ کیا تھا کہ اُس سے اپنی بی بی
کے لئے کوئی خادم خریدیں۔ پھر کہا اسے لوگو! جو مجھے پہچانتا ہے
وہ تو پہچانتا ہے ہی اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں

علی بن الحسین حدثنی عمی علیؓ بن جعفر بن محمد حدثنی الحسین بن زید عن عمر بن علی عن ابیہ علی بن الحسین قال خطب الحسنؓ بن علی الناسَ حین قُتِل علیؓ فحمد اللہَ واثنیٰ علیہ ثم قال لقد قُبِضَ فی ہذہ اللیلۃ رجلٌ لا یسبقہ الاولونَ بعمل ولا یدرکہ الآخرونَ و قد کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطیہ رایتہ فیقاتل وجبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ فما یرجع حتی یفتح اللہ علیہ وما ترک علی الارض صفراءَ ولا بیضاءَ الا سبعمائۃ درہم فضلت من عطایاہ ارادَ ان یبتاعَ بہا خادمًا لاہلہ ثم قال ایہا الناسُ من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسنُ بن علی وانا ابن النبی وانا ابنُ الوصیّ و انا ابن البشیر وانا ابنُ النذیر وانا ابن الداعی الی اللہ باذنہ وانا ابن السراج المنیر وانا من اہل البیت الذی کانَ جبرئیل ینزل الینا ویصعدُ من عندنا وانا من اہل البیت الذی اذہب اللہُ عنہم الرجسَ وطہّرہم تطہیرًا وانا من اہل البیت الذی افترض اللہ مودتہم علی کل مسلم

حسن بن علی ہوں، میں نبیؐ کا بیٹا ہوں میں وصی کا بیٹا ہوں، میں بشیر کا بیٹا ہوں، میں نذیر کا بیٹا ہوں، میں اللہ کی طرف اُس کے حکم سے دعوت دینے والے کا بیٹا ہوں، میں روشنی پھیلانے والے چراغ کا بیٹا ہوں اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں کہ جبرئیل ہماری طرف نازل ہوا کرتے تھے اور ہمارے ہی پاس سے اُوپر چڑھا کرتے تھے، میں اُس گھر والوں میں سے ہوں جن سے اللہ تعالیٰ نے گندگی کو دور کیا اور اُن کو کامل طور پر پاکیزہ کر دیا۔ اور میں اس گھر والوں میں سے ہوں جن سے محبت کرنے کو اللہ نے ہر مسلمان پر فرض کیا ہے چنانچہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا وَمَن یَّقْتَرِفْ الخ (۴۲: ۲۳) اور جو شخص کوئی نیکی کرے گا ہم اس میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے" تو اقتراف حسنہ (نیکی کا کمانا) سب اہل بیت کی محبت ہے۔ اور نسائی نے اس حدیث کو دوسری سند سے روایت کیا خادمًا لاہلہ تک فقط (یعنی اپنی بی بی کے لئے کوئی خادم خریدیں تک)۔ اور ترمذی نے روایت کیا ابوسعید خدری سے، کہا کہ ہم انصار والوں کی جماعت منافقین کو اسی علامت سے پہچانتی تھی یعنی علی بن ابی طالب کی ساتھ اُن کے بُغض سے۔ اور مروی ہے ام سلمہ سے، کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے علی سے کوئی منافق محبت نہ کرے گا اور کوئی مومن اُس سے بُغض نہ رکھے گا۔ اور مروی ہے جابر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم طائف میں علی کو بلایا اور اُن سے سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا کہ واقعی آپ کی سرگوشی اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ طویل ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ نے اُس سے سرگوشی کی۔ اور مروی ہے ابوسعید سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ

فقال تبارک وتعالیٰ وَمَنْ یَقْتَرِفْ
حَسَنَۃً نَّزِدْ لَہٗ فِیْہَا حُسْنًا
فاقتراف الحسنۃ مودتنا اہل البیت
واخرج النسائی ہذا الحدیث من طریق
آخر الی قولہ خادمًا لاھلہ فقط
واخرج الترمذی عن ابی سعید الخدری
قال ان کنا لنعرف المنافقین نحن
معاشر الانصار ببغضہم علی بن ابی
طالب وعن ام سلمۃ تقول کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لایحب علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن
وعن جابر قال دعا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم علیاً یوم الطائف
فانتجاہ فقال الناس لقد طال
نجواہ مع ابن عمہ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما انتجیتہ ولکن
اللہ انتجاہ- وعن ابی سعید قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی
یا علی لایحل لاحد ان یجنب
فی ہذا المسجد غیری وغیرک قیل
معناہ لایحل لاحد یستطرقہ جنباً غیری
وغیرک وعن ابن عباس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب
الا باب علی- وعن علی قال لقد عہد
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

صلی اللہ علیہ وسلم نے علی سے کہ اے علی کسی کے لئے حلال نہیں کہ اس مسجد میں جنابت کی حالت میں جائے سوائے میرے اور سوائے تیرے۔ کہا گیا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ کسی کے لئے یہ بات حلال نہیں کہ بحالتِ جنابت مسجد کو راستہ بنائے سوائے میرے اور سوائے تیرے۔ اور مروی ہے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تمام دروازوں کے بند کرنے کا (جو مسجد میں کھلتے تھے) سوائے علی رضؓ کے دروازے کے۔ اور مروی ہے علی رضؓ سے کہا کہ مجھ سے کھول کر بیان کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی اُمّی نے کہ یہ حقیقت ہے کہ تجھ سے نہیں محبت کرے گا مگر مومن اور تجھ سے نہیں دشمنی کرے گا مگر منافق۔ اور مروی ہے اُمّ عطیہ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ کیا جن میں علی تھے۔ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ دونوں ہاتھ اُٹھائے ہوئے یہ کہہ رہے تھے کہ یا اللہ مجھے موت نہ دیجئے جب تک علی کو آپ مجھے نہ دکھا دیں۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ مجمل احوال حضرت مرتضٰی رضی اللہ عنہ اور اُن کے فضائل کا یہ ہے کہ اصل جبلت میں وہ اخلاق تو یہ آپ رکھتے تھے جو عالی ہمت جوانمردوں کے ہوتے ہیں یعنی شجاعت اور قوت اور حمیّت اور وفاء، تو بخششِ خداوندی نے اُن تمام اخلاق کو اپنی رضا کے کاموں میں صرف کیا اور ہر اُس خُلق سے جو آپ رکھتے تھے فیضِ ربّانی کی اُس کے ساتھ آمیزش سے ایک مقام پیدا ہو گیا۔ اور اخلاق سے مقامات کے پیدا ہونے کی بحث حضرت فاروق اعظم کے مناقب میں واضح کی جا چکی ہے۔ اور ریاض میں ہے کہ جب آپ چلتے تھے تو کچھ (آگے کو یا دائیں بائیں) جھکتے تھے اور جب کسی شے کا بازو پکڑ لیتے تھے تو اس

النبی الامی انہ لایحبک الا مؤمن
ولا یبغضک الا منافقٌ و عن ام
عطیۃ قالت بعث النبی صلی اللہ علیہ
وسلم جیشا فیہم علیؓ قالت فسمعتُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو
رافعٌ یدیہ یقول اللّٰہم لاتُمِتنی حتی ترینی
علیاً - بالجملہ مجمل احوال حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ و فضائل او آن است
کہ دراصل جبلت اخلاقِ قویہ کہ فحول
رجال را میباشد داشت از شجاعت
وقوت وحمیّت ووفا پس جود الٰہی
آن ہمہ اخلاق را در مرضیات خویش
صرف نمود واز ہر خلقے کہ داشت بامزاج
فیض ربانی مقامے متولد شد ومبحث
تولد مقامات از اخلاق در مناقب حضرت
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مبین شد
و فی الریاض کان اذا مشی تکفأ و
اذا امسک بذراع رجل امسک بنفسہ
فلم یستطع ان یتنفس وہو قریبٌ
الی السمن شدید الساعد والید و
اذا مشی الی الحرب ہرول ثبتُ
الجنان قویٌّ ما صارع احدًا قط الا صرعہ
شجاعٌ منصورٌ علی من لاقاہ پس
از جملۂ اخلاق قویۂ او وفا بود چون
فیضِ الٰہی اورا مہذب گردانید

کا دم بند کر دیتے تھے اور اس میں یہ استطاعت نہ رہتی کہ سانس لے سکے اور وہ فربہی کے قریب تھے۔ سخت کلائی اور ہاتھ والے تھے۔ اور جب لڑنے کے لئے چلتے تو تیز رفتاری سے بڑھتے نہایت دلیر اور طاقت ور تھے۔ کبھی کسی سے کشتی نہیں لڑی مگر اس کو پچھاڑ دیا، بہادر اتنے تھے کہ جس سے بھی مقابلہ پڑا آپ فتح یاب ہوئے (اللہ کی نصرت سے)۔ تو آپ کے اخلاقِ قویہ میں سے ایک وفا تھی جب فیضِ خداوندی نے اُس خُلق کو مہذب کر دیا تو اُن کے لئے مقامِ محبت مسلّم ہوگیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آپ سے بتواتر ثابت ہے کہ میں کل ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اُس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر وہ جھنڈا آپ نے حضرت علی کو دیا۔ اور اُن میں سے ہے اپنے ہم چشموں کے ساتھ مقابلے اور دشمنوں کو دھکیل دینا۔ فیضِ خداوندی نے اس وصف کو اُن کی سوابقِ اسلامیہ میں صرف فرما دیا اور آخرت میں عجیب ثمرہ اس سے پیدا ہوگیا۔ اور آیۂ کریمہ ھٰذٰانِ خَصْمٰنِ الخ (۲۲: ۱۹) یہ دو فریق ہیں جنہوں نے در بارہ اپنے رب کے باہم اختلاف کیا، الخ اُن کی اور اُن کے رفقاء کی شان میں نازل ہوئی۔ بخاری نے روایت کیا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ میں سب سے پہلے دونوں زانو کے بل بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کروں گا (فریاد کروں گا کہ لوگوں نے میرے ساتھ ایسی ایسی بدسلوکی کی) قیامت کے دن۔ اور قیس نے کہا کہ اُن کے بارے میں نازل ہوئی ھٰذٰانِ خَصْمٰنِ الخ کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگِ بدر میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں نکلے، حمزہ اور علی اور عبیدہ یا ابو عبیدہ بن الحارث اور شیبہ بن

مقام محبت برائے او مسلم شد قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما تواتر
عنہ ساعطی الرایۃ غدا رجلا یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فاعطاہا
علیاً۔ واز انجملہ مبارزت اقران
ومکافحت دشمنان جودِ الٰہی آنرا
در سوابق اسلامیۂ او صرف فرمودہ
در آخرت ثمرۂ عجیبہ ازان متولد گشت
وآیۂ کریمہ ھٰذانِ خصمانِ اختصموا
الآیہ در شانِ وی ورفقای او نازل شد
اخرج البخاری عن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ انہ قال انا اول من یجثو
بین یدی الرحمٰن للخصومۃ یوم القیامۃ
وقال قیس وفیہم انزلت ھٰذانِ
خصمانِ اختصموا فی ربہم
قال ہم الذین تبارزوا یوم بدر
حمزۃ وعلیؓ وعبیدۃ او ابو عبیدۃ
بن الحارث وشیبۃ بن ربیعۃ و
عتبۃ والولید بن عتبہ۔ واز آن جملہ خشونت
وصرامت واز کسی پروا نداشتن و
داعیۂ خود را بسبب مدارات و
مراوات مردم نشکستن جود الٰہی آنرا
در نہی منکر وحفظ بیت المال صرف
نمود۔ اخرج الحاکم عن ابی سعید الخدری
قال شکا علیاً بن ابی طالب الناس

ربیعہ اور عتبہ اور ولید بن عتبہ۔ اور اُن میں سے ہے کھرا پن اور
شمشیر برہنہ ہونا اور کسی کی پرواہ نہ کرنا اور اپنے عزم کو لوگوں
کی خوشامد اور مروت کی وجہ سے نہ توڑنا۔ بخشش خداوندی
نے اُن کو نہی از منکر اور حفاظتِ بیت المال میں صرف کیا۔
حاکم نے روایت کیا ابو سعید خدری سے کہا کہ لوگوں نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علی بن ابی طالب کی شکایت کی
تو آپ ہم میں خطبہ دینے کھڑے ہوئے میں نے سنا کہ آپ
یہ فرما رہے تھے کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو کیونکہ وہ اللہ
کی ذات اور اللہ کی راہ میں کچھ سخت ہے۔ اور روایت کیا
ابو عمرو نے اسحٰق بن کعب بن عجرہ سے انہوں نے اپنے
باپ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ علی سخت ہے اللہ کی ذات کے بارے میں۔ اور اُن میں
سے ہے اپنی قوم کی حمیت اور اپنے چچا کے بیٹے کی حمیت
مثلاً اس کے کارِ منصبی کو پورا کرنے میں اہتمام کرنا اور اس
کی مدد میں ہمتِ قویہ کو کام میں لانا اور زیادہ تر یہ خصلت
شریف لوگوں میں پیدا کی جاتی ہے۔ جب فیضِ الٰہی نے اللہ
کا کلمہ بلند کرنے کا داعیہ اُن کے نفس کے اندر ڈالا تو اخلاقِ
جبلیہ میں سے اُس خُلق نے اُس (داعیہ) کی خدمت کی اور اس
معنی عقلی کو خوب واضح کر دیا تو ایک نادر مقام حاصل ہو گیا
کہ جس کی تعبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخوت اور
آپ کی موالات سے اور لفظ وصی اور وارث اور اُن کی
مانند الفاظ سے کی جاتی ہے۔ روایت کیا حاکم نے ابن عباس
سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے دنیا اور
آخرت میں کون میرا ساتھ دے گا؟ پھر آپ نے اُن
میں سے ہر شخص سے کہا کہ تم میں سے کون دنیا اور آخرت

الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقام
فینا خطیبا فسمعتہ یقول ایہا الناس
لاتشکوا علیاً فواللہ انہ لاخیشن
فی ذات اللہ واخرج ابو عمر عن اسحق
بن کعب بن عجرۃ عن ابیہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی مخشوشن فی ذات اللہ۔ وازانجملہ
حمیت قوم خود و ابن عم خود مثلاً
اہتمام در اتمام منصب او کردن
وبرای نصرت او ہمت قویہ بکار
بردن و غالباً این خصلت در اشراف
ناس مخلوق میشود چون فیض الٰہی
داعیۂ اعلاء کلمۃ اللہ در نفس
او فرو ریخت از میان اخلاق
جبلیہ این تخلق خدمت او نمود و
آن معنے عقلی را مشروح ساخت
پس مقامی شگرف بہم رسید کہ تعبیر
ازان باخوۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وموالاۃ او و بلفظ وصی
ووارث وامثال آن کردہ میشود
اخرج الحاکم عن ابن عباس ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
ایکم یتولانی فی الدنیا والآخرۃ
فقال لکل رجل منہم ایکم یتولانی
فی الدنیا والآخرۃ فقال

ہیں میرا ساتھ دے گا تو ہر ایک نے کہا نہیں یہاں تک کہ آپ اُن میں کے اکثر سے (یہ سوال کرتے ہوئے) گذر گئے پھر علی نے کہا کہ میں آپ کا ساتھ دوں گا دنیا اور آخرت میں تو آپ نے فرمایا کہ تو میرا دوست ہے دنیا اور آخرت میں۔ اور اس حدیث کی تفصیل نسائی کی روایت سے حضرت مرتضیٰ کے سوابق میں گذر چکی ہے۔ اور روایت کیا حاکم نے ابن عباس سے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں علی کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَفَائِنْ مَّاتَ الخ (۳: ۱۴۴) سو اگر آپ کا انتقال ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے"۔ واللہ ہم اُلٹے نہیں پھریں گے بعد اس کے کہ اللہ نے ہم کو ہدایت کر دی۔ واللہ اگر آپ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو جس چیز پر آپ نے قتال کیا ہوگا میں اس پر ضرور قتال کرتا رہوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں واللہ میں اُن کا بھائی ہوں اور اُن کا ولی ہوں اور اُن کے چچا کا بیٹا ہوں اور اُن کے علم کا وارث ہوں تو مجھ سے زیادہ اس کا حقدار کون ہے۔ اور حاکم نے روایت کیا ابن اسحق سے کہا کہ میں نے سوال کیا قثم بن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث تمہیں چھوڑ کر علی کیونکر ہو گئے۔ کہا کہ اس لئے کہ وہ ہم سے پہلے اُن سے لاحق ہو چکے تھے اور ہم سے زیادہ شدت سے اُن کے ساتھ لگے رہے۔ اور اس تقریر سے دونوں فریق مفرّطین (حد سے زیادہ کمی کرنے والے) اور مُفرِطین (حد سے زیادہ بڑھانے والوں) کا فسادِ رائے واضح ہو گیا۔ ایک کہتا ہے کہ نصرت حمیتِ قومی کی بناء پر اخلاص نہیں ہے۔ دوسرا

لا حتی مرّ علی اکثرہم فقال علیؓ
انا اتولاک فی الدنیا والآخرۃ
فقال انت ولیی فی الدنیا والآخرۃ
وتفصیل این حدیث بروایت نسائیؒ
در سوابق حضرت مرتضےٰ گذشت
واخرج الحاکم عن ابن عباس قال
کان علیؓ یقول فی حیوۃ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول
اَفَاِئْن مَّاتَ اَوْ قُتِلَ
انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ
واللہ لا ننقلب علی اعقابنا بعد
اذ ہدانا اللہ واللہ لئن مات او
قتل لاُقاتلنّ علیٰ ما قاتل علیہ
حتی اموت واللہ انی لاخوہ و
ولیہ وابن عمہ ووارث علمہ
فمن احق بہ منی. واخرج الحاکم
عن ابی اسحٰق قال سألت قثم
بن العباس کیف ورث علیؓ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دونکم قال لانہ کان اولنا بہ
لحوقا واشدنا بہ لزوقا. و
باین تقریر واضح شد فساد رای
ہر دو فریق مفرطین ومفرطین یکی
میگوید کہ نصرت بنا بر حمیت قوم
اخلاص نیست دیگری میگوید

کہتا ہے کہ استحقاقِ خلافت میں اخوتِ نسبی شرط ہے. واللہ اعلم
اور اُن میں سے ہے **زہد** اور شہواتِ نفس کو حقیر سمجھنا
اور اُن کے پیچھے نہ پڑنا. روایت کیا ابوعمرؒ نے ہمدان کے
ایک شخص سے، کہا کہ معاویہ نے ضرار صدی سے کہا کہ اے
ضرار ہم سے علی کی صفت بیان کر. ضرار نے کہا کہ امیرالمومنین
مجھے معاف رکھئے. معاویہ نے کہا کہ تجھے کہنا ہی پڑے گا.
ضرار نے کہا کہ اب اگر اُن کا وصف بیان کئے بغیر چارہ نہیں
تو سنئے وہ شخص اسقدر صفات والے تھے کہ جن کی غایت
پر رسائی دشوار ہے، سخت قوتوں والے تھے. وہ
فیصلہ کن بات کرتے تھے اور عدل کے ساتھ حکم کرتے تھے
اُن کی تمام اطراف سے علم کے چشمے پھوٹتے تھے اور اُن کے
سب طرف حکمت ٹپکتی تھی، دنیا اور اس کی چمک سے
وہ متوحش ہوتے تھے. رات اور اس کی وحشت سے
مانوس ہوتے تھے، اور بہت آنسو بہانے والے تھے،
تفکر (ذات وصفاتِ حق) میں مستغرق رہنے والے
تھے. اُن کو ایسا لباس پسند تھا جو چھوٹا ہو اور ایسا کھانا
جو موٹا جھوٹا ہو، اور ہم میں عام ساتھیوں کی طرح ہوتے تھے.
جب ہم اُن سے کچھ سوال کرتے تو ہم کو جواب دیتے تھے.
اور ہمارا انتظار کرتے جب ہم یہ چاہتے کہ انتظار کریں.
اور خدا کی قسم باوجود اس کے کہ وہ ہم کو اپنے سے قریب تر
رکھتے اور وہ ہم سے قریب رہتے تھے ہماری ہمت
نہیں ہوتی تھی کہ اُن سے (بے تکلفی سے) گفتگو کریں اُن
کے رعب کی وجہ سے، دینداروں کی تعظیم کرتے تھے اور
غریبوں کو پاس بٹھاتے. طاقت ور جو ناحق پر ہوتا وہ اُن
سے حمایت کی طمع نہ کر سکتا تھا اور اُن کے انصاف سے

که اخوتِ نسبی در استحقاقِ خلافت
شرط است واللہ اعلم۔ وازانجملہ
زہد و محقر انگاشتن شہواتِ
نفس را وازپی آن نہ افتادن
اخرج ابو عمر عن رجل من ہمدان
قال قال معاویۃ لضرار الصُّدائی
یا ضرار صِفْ لی علیا قال اعفنی
یا امیر المؤمنین قال لتصفنہ قال
اما اذ لابد من وصفہ فکان واللہ
بعید المدی شدید القوی
یقول فصلاً ویحکم عدلاً یتفجر العلم
من جوانبہ وتنطق الحکمۃ من
نواحیہ یستوحش من الدنیا
وزہرتہا ویأنس باللیل ووحشتہ
وکان غزیر العبرۃ طویل الفکرۃ
یعجبہ من اللباس ما قصر ومن
الطعام ما خشن وکان فینا کاحدنا
یجیبنا اذا سألناہ ویأتینا
اذا استأنیناہ ونحن واللہ
مع تقریبہ ایانا وقربہ منا لانکاد
نکلمہ ہیبۃ لہ یعظم اہل الدین و
یقرب المساکین لا یطمع القوی
فی باطلہ ولا ییأس الضعیف
من عدلہ واشہد لقد رأیتہ
فی بعض مواقفہ وقد ارخی اللیل

کمزور مایوس نہیں ہوتا تھا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے
اُن کو اُن کی بعض خاص جگہوں میں جب کہ رات کی تاریکی
خوب چھا جاتی اور ستارے چھپ جاتے ایسی حالت میں
خود دیکھا ہے کہ اپنی ڈاڑھی پکڑے ہوئے اس طرح پیچ وتاب
کھاتے تھے جس طرح مار گزیدہ پیچ وتاب کھاتا ہے اور اس طرح
روتے تھے جس طرح غم زدہ روتے ہیں اور کہتے کہ اے دنیا
جا کسی اور کو دھوکا دے، تو میرا سامنا کرتی ہے یا مجھے اپنا
شائق بناتی ہے، ہائے ہائے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا
ہوں جس میں رجعت نہیں ہے (تیرا حال تو یہ ہے کہ) تیری
عمر تھوڑی ہے اور تیرا مرتبہ حقیر، افسوس زادِ راہ کی کمی اور
سفر کی درازی ہے اور راستہ وحشت بھرا ہے تو معاویہ
رو پڑے اور اُنہوں نے کہا اللہ رحمت نازل کرے ابوالحسن
پر خدا کی قسم وہ ایسے ہی تھے۔ مجھ سے کہا کہ اے ضرار تجھ کو
اُن (کے فراق) کا کس درجہ غم ہوگا؟ میں نے کہا اُس عورت
کے غم کے برابر جس کے اکلوتے بچے کو اُس کی گود میں ذبح کردیا
جائے۔ روایت کیا ابو عمر نے عبداللہ بن ابی الہذیل سے، کہا
کہ میں نے علی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ نکلے اور اُن کے بدن
پر ایک رے کے بنے ہوئے موٹے کپڑے کی قمیص تھی
جس کی آستینیں اتنی تھی کہ اگر اُسے کھینچا جائے تو ناخن تک
پہنچ جائے اور جب اُس کو چھوڑ دیا جائے تو آدھے پہنچے
تک آئے۔ اور اُن میں سے ہے آپ کی پرہیزگاری اور مشتبہ
چیزوں سے بچنا۔ روایت کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے ام کلثوم
بنت علی رضی اللہ عنہا سے، کہا کہ واللہ میں نے امیر المومنین
کو دیکھا ہے کہ اُن کے پاس لیموں لائے گئے اور حسن یا حسین
نے جا کر اُس میں سے ایک لیموں اُٹھا لیا تو اُنہوں نے اُس کے

سدوله و غارت نجومه قابضاً
علی لحیته یتململ تململ السلیم
ویبکی بکاء الحزین ویقول یا دنیا
غری غیری الیَّ تعرضت ام الیَّ
تشوقت هیهات هیهات قد باینتک
ثلثا لا رجعة فیها فعمرک قصیر و
خطرک حقیر آه من قلة الزاد و
بعد السفر و وحشة الطریق فبکی
معاویة و قال رحم الله ابا حسن
کان والله کذلک قال فکیف
حزنک علیه یا ضرار قال حزن من
ذبح واحدها فی حجرها - اخرج
ابوعمر عن عبد الله بن ابی الهذیل
قال رأیت علیا خرج و علیه قمیص
غلیظ رازی اذا مد کم قمیصه بلغ
الی الظفر و اذا ارسله صار الی
نصف الساعد - و ازاں جملہ تورع
واجتناب از شبهات اخرج ابو بکر
بن ابی شیبة عن ام کلثوم بنت
علی رضی الله عنها قالت لقد رأیت
امیر المؤمنین اُتی باُترج
فذهب حسن او حسین یتناول
منه اترجة فنزعها من یده ثم
امر به لقسم - و اخرج ابوعمر قال کان
علی یسیر فی الفیء بسیرة ابی بکر

ہاتھ سے چھین لیا پھر حکم دے کر تقسیم کرا دیا۔ اور ابو عمر نے روایت کیا کہ تقسیم اموال کے سلسلہ میں علی کرم اللہ وجہہ سیرتِ ابوبکر پر چلتے تھے اور جب اُن کے پاس کہیں سے مال آتا تھا تو اُس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑا جاتا سب تقسیم کر ڈالتے اور بیت المال میں اُس میں سے کچھ باقی نہ چھوڑتے بجز اس صورت کے کہ اس کے تقسیم کرنے سے اُس دن عاجز ہو گئے ہوں اور کہتے کہ اے دنیا کسی دوسرے کو دھوکا دے اور مالِ فیٔ میں سے اپنے لئے کچھ نہیں رکھتے تھے اور نہ کسی اپنے مخلص اور مقرب کے لئے کوئی تخصیص کرتے تھے اور شہروں کے والی بنانے میں کسی کو خاص نہیں کرتے تھے سوائے ایسے لوگوں کے جو صاحبِ دیانت و امانت ہوں اور جب اُن کو کسی کی طرف سے خیانت کی اطلاع پہنچتی تو اُس کو یہ لکھ کر بھیجتے قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ الخ (۱۰: ۵۷) اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت نامہ آچکا ہے۔ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ الخ (۷: ۸۵) تو تم ناپ اور تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دیا کرو۔ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ الخ (۱۱: ۸۵: ۸۶) اور زمین میں فساد کرتے ہوئے حد (توحید و عدل) سے نہ نکلو۔ اللہ کا دیا ہوا جو کچھ (حلال مال) بچ جائے وہ تمہارے لئے (اس حرام کمائی سے) بدرجہا بہتر ہے اگر تم کو یقین آئے (تو مان لو) اور میں تمہارا پہرہ دینے والا تو ہوں نہیں۔ جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچے تو جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہمارے حساب کا مال ہے اُس کو محفوظ رکھو۔ یہاں تک کہ تمہارے پاس ہم اُس شخص کو بھیجیں جو تم سے اُس کو وصول کرے پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھاتے اور کہتے یا اللہ بیشک آپ

فی القسم واذا ورد علیہ مال لم یبق منہ شیئاً الا قسمہ ولا یترک فی بیت المال منہ الا ما یعجز عن قسمتہ فی یومہ ذلک ویقول یا دنیا غری غیری ولم یکن یستاثر من الفیئ بشیئ ولا یخص حمیما ولا قریبا ولا یخص بالولایات الا اہل الدیانات والامانات واذا بلغتہ عن احد خیانۃ کتب الیہ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ بَقِيَّةُ اللَّهِ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ط وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ٥ اذا اتاک کتابی ھذا فاحتفظ بما فی یدیک من عملنا حتی نبعث الیک من یتسلمہ منک ثم یرفع طرفہ الی السماء فیقول اللھم انک تعلم انی لم آمرہم بظلم خلقک ولا بترک حقک۔ واخرج ابو عمر عن مجمع التیمی ان علیا قسم ما فی البیت بین المسلمین ثم امر بہ فکنس ثم صلی فیہ رجاء ان یشہد لہ یوم القیامۃ واخرج

جانتے ہیں کہ میں نے اُن کو حکم نہیں دیا کہ وہ آپ کی مخلوق پر ظلم کریں اور نہ یہ حکم دیا کہ آپ کے حق کو ترک کر دیں۔ اور روایت کیا ابو عمر نے مجمع التیمی سے کہ علی نے جو کچھ بیت المال میں رکھا تھا اُس کو تقسیم کر دیا پھر حکم دیا تو اس میں جھاڑو دی گئی پھر اس میں نماز پڑھی یہ اُمید کرتے ہوئے کہ وہ اُن کے لئے قیامت کے دن گواہی دے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے عاصم بن کلیب سے اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ علی کے پاس اصبہان سے مال آیا تو اُس کو سات سُبع (حصے) پر تقسیم کیا اور اس میں ایک روٹی ملی تو اُس کو بھی سات ٹکڑوں پر تقسیم کر دیا اور مال کے ہر جزو پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ پھر اُن کے درمیان قرعہ اندازی کی کہ اُن میں سے کونسا پہلے کو دیا جائے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے معاذ ابن العلاء سے جو بھائی تھا ابو عمرو بن العلاء کا اُس نے اپنے باپ سے اُس نے اُس کے دادا سے، کہا کہ میں نے سُنا علی بن ابی طالب سے فرماتے تھے کہ تمہارے مال (خراج) میں سے میرے حصہ میں بجز اس بوتل کے کچھ نہیں آیا اُس کو ہدیۃً میرے پاس گاؤں کے کاشتکار نے بھیجا ہے پھر بیت المال میں اُترے اور اس میں جو کچھ تھا سب تقسیم کر دیا۔ پھر یہ فرماتے جا رہے تھے وہ کامیاب رہا جس کے پاس ایک ٹوکری ہے کہ روزانہ ایک مرتبہ اُسی میں سے کھا لیا کرے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے ابو حیان تیمی سے انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ میں نے علی بن ابی طالب کو منبر پر دیکھا، یہ فرما رہے تھے کہ یہ میری تلوار مجھ سے کون خریدے گا۔ اگر میرے پاس ایک لنگی کی قیمت موجود ہوتی تو میں اُسے نہ فروخت کرتا، تو ایک شخص اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور اُس نے کہا کہ لنگی کی قیمت

ابوعمر عن عاصم بن كليب عن ابيه
قال قدم على علیؓ مال من اصبهان
فقسمه سبعة اسباع و وجد فيه
رغيفاً فقسمه سبع كسر وجعل على
كل جزء كسرة ثم اقترع بينهم
ايهم يعطى اولاً - واخرج ابوعمر
عن معاذ بن العلاء اخى ابى عمرو
بن العلاء عن ابيه عن جده
قال سمعت على بن ابى طالب يقول
ما اصبت من فيئكم الا هذه
القارورة اهداها الى الدهقان ثم
نزل الى بيت المال ففرق كل
ما فيه ثم جعل يقول افلح من كانت
له قوصرة ياكل منها كل يوم مرة
واخرج ابوعمر عن ابى حيان التيمى
عن ابيه قال رأيت على بن
ابى طالب على المنبر يقول من يشترى
منى سيفى هذا فلو كان عندى
ثمن ازار ما بعته فقام اليه رجل
فقال انا اسلفك ثمن ازار و
ازآن جملہ صبر بر ضیق معیشت و
آنرا بر نفس خویش گوارا ساختن
اخرج ابوبكر عن ابى البخترى قال
قال علیؓ لامه فاطمة بنت اسد
اكفى فاطمة بنت رسول الله صلى

میں پیش کر دوں گا۔ اور اُن میں سے ایک ہے تنگی کے
ساتھ بسر کرنے پر صبر کرنا، اور اُس کو اپنے نفس پر گوارا
کرنا۔ روایت کیا ابوبکر نے ابوالبختری سے، ذکر کیا کہ کہا
علی رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد سے کہ
آپ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدد دیجئے
باہر کی خدمت میں پانی بھر لانا اور ضرورت کی چیزیں لے آنا
اور وہ تمہارے سب کام گھر کے اندر کے کر لیا کرے گی آٹا گوندھنا
روٹی پکانا اور آٹا پیسنا۔ اور روایت کیا ابوبکر نے حارث سے
اُنہوں نے علیؓ سے کہا کہ (فاطمہ) میرے یہاں بھیجی گئیں اور
ہمارے پاس بچھانے کے لئے کچھ نہ تھا بجز مینڈھے کی ایک
کھال کے۔ اور روایت کیا ابوبکر نے ضمرہ سے کہ فیصلہ کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کے لئے گھر کے اندر
کے کاموں کا اور علی کے لئے گھر کے باہر کے کاموں کا۔ اور
روایت کیا احمد نے عطاء بن السائب سے انہوں نے اپنے
باپ سے انہوں نے علی رضؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب اُن سے فاطمہ کا نکاح کیا تو اُن کے ساتھ
ایک چادر اور ایک چمڑے کا تکیہ بھیجا جس میں کھجور کی چھال بھری
ہوئی تھی اور دو پاٹ چکی کے اور مشکیزہ اور دو گھڑے بھیجے۔
ایک دن علی رضؓ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ واللہ
میں نے اتنا پانی بھرا کہ میرے سینہ میں بیماری ہو گئی۔ کہا کہ
اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کے پاس کچھ قیدی بھیجے
ہیں تو تم اُن کے پاس جاؤ اور اُن سے ایک خادم مانگو تو فاطمہ
نے کہا کہ اور میں نے واللہ اتنا آٹا پیسا ہے کہ میرے دونوں
ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ تو فاطمہ رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میری بٹیا! کس ضرورت

اللہ علیہ وسلم الخدمۃ خارجًا سقایۃ الماء والحاجۃ وتکفیک العمل فی البیت العجن والخبز والطحن و اخرج ابوبکر عن الحارث عن علیؓ قال اُہدیت الیّ وما تحتنا الا جلد کبش۔ واخرج ابوبکر عن ضمرۃ قال قضے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ابنتہ فاطمۃ بخدمۃ البیت وقضی علی علیؓ بما کان خارجًا من البیت واخرج احمد عن عطاء بن السائب عن ابیہ عن علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما زوّجہ فاطمۃ بعث معہا بخمیلۃ ووسادۃ من اَدَمٍ حشوہا لیفٌ ورحیین وسقاءٍ وجرّتین فقال علیؓ لفاطمۃ رضی اللہ عنہا ذات یوم واللہ لقد سنوت حتے قد اشتکیتُ صدری قال وقد جاء اللہ اباکِ بسبی فاذہبی فاستخدمیہ فقالت وانا واللہ قد طحنت حتی مجلت یدای فاتت النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما جاء بک ای بنیّۃ قالت جئت لاسلّم علیک فاستحییت ان تسألہ ورجعت فقال ما فعلتِ قالت استحییتُ

سے آئی ہو اُنہوں نے کہا کہ میں آپ کو سلام کرنے کے لئے آگئی وہ اس سے شرما گئیں کہ آپ سے سوال کریں اور واپس ہو گئیں۔ تو علی رضؓ نے پوچھا کہ کیا کر آئی ہو تو اُنہوں نے کہا کہ مجھے حیا آگئی اِس سے کہ میں آپ سے سوال کروں۔ پھر دونوں اکٹھے ہو کر آئے۔ اب علیؓ نے کہا یارسول اللہ میں نے اتنا پانی بھرا ہے کہ میرے سینہ میں بیماری ہوگئی اور فاطمہؓ نے کہا کہ میں نے اتنا آٹا پیسا کہ میرے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے آپ کے پاس کچھ قیدی بھیجے ہیں اور وسعت عطا کر دی ہے تو ہمیں خادم عطا کر دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ واللہ میں تمھیں نہیں دوں گا اور (تمھیں دے کر کیسے) اہلِ صُفّہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ اُن کے پیٹ سُکڑ رہے ہیں اور اُن پر خرچ کرنے کے لئے میرے پاس کچھ نہیں ہے ماسوائے اس کے کہ میں اُن کو فروخت کروں اور اُن پر اُن کی قیمت خرچ کروں۔ پھر ہم دونوں واپس آگئے۔ اُس کے بعد اُن دونوں کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور دونوں اپنی اپنی چادروں میں داخل ہوگئے تھے (وہ چادریں اتنی چھوٹی چھوٹی تھیں کہ) جب دونوں اپنا سر ڈھکتے تھے تو پاؤں کھُل جاتے اور جب پاؤں کو ڈھکتے تو سر کھُل جاتا تھا۔ تو دونوں اُٹھ بیٹھے آپ نے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو پھر کہا کہ کیا میں تم دونوں کو اُس چیز سے باخبر نہ کروں جو اس چیز سے اچھی ہے جس کا سوال تم نے مجھ سے کیا۔ دونوں نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا چند کلمات ہیں جو مجھے جبرئیل نے سکھائے ہیں فرمایا کہ تم دونوں ہر نماز کے بعد سبحان اللہ پڑھو دس مرتبہ اور الحمد للہ پڑھو دس مرتبہ اور اللہ اکبر کہو دس مرتبہ۔ پھر جب اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو دونوں سبحان اللہ پڑھو تینتیس مرتبہ اور الحمد للہ پڑھو تینتیس مرتبہ اور اللہ اکبر پڑھو چونتیس مرتبہ

ان اسألہ فاتیاہ جمیعًا فقال علیؓ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لقد سنوت حتی اشتکیت صدری وقالت فاطمۃ قد طحنت حتی مجلت یدای وقد جاءک اللہ بسبی وسعۃ فاخدمنا فقال واللہ لا اعطیکما وادع اہل الصفۃ تطوی بطونہم لا اجد ما انفق علیہم ولکن ابیعہم وانفق علیہم اثمانہم فرجعنا فاتاہما النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد دخلا فی قطیفتہما اذا غطیا رؤسہما تکشفت اقدامہما واذا غطیا اقدامہما تکشفت رؤسہما فثارا فقال مکانکما قال الا اخبرکما بخیر مما سألتمانی قالا بلی فقال کلمات علمنیہن جبرئیل فقال تسبحان فی دبر کل صلوۃ عشرًا وتحمدان عشرًا فاذا اویتما الی فراشکما فسبحا ثلثا وثلثین واحمدا ثلثا وثلثین وکبرا اربعًا وثلثین قال فواللہ ما ترکتہن منذ علمنیہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ ابن الکواء ولا لیلۃ صفین فقال قاتلکم اللہ یا اہل العراق نعم ولا لیلۃ صفین۔ واخرج احمد عن

علی رضؓ نے کہا کہ واللہ جب سے مجھ کو یہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے میں نے اُن کو ترک نہیں کیا۔ ابن الکواء نے کہا نہ صفین کی رات میں (اُن کو ترک کیا) تو آپ نے فرمایا کہ خدا تمھیں قتل کرے اے اہلِ عراق! ہاں نہ صفین کی رات میں اور احمد نے مجاھد سے روایت کیا کہا کہ فرمایا علی رضؓ نے کہ مدینہ میں ایک مرتبہ مجھ کو بہت سخت بھوک لگی، تو میں کسی کام کی تلاش میں عوالی مدینہ کی طرف نکل گیا۔ وہاں دیکھا کہ ایک عورت نے مٹی کے ڈھیلے جمع کر رکھے ہیں، میں نے گمان کیا کہ وہ اُن کو بھگونا چاہتی ہے۔ تو میں نے اُس سے معاملہ اُجرت طے کیا ہر ڈول کے بدلے میں ایک کھجور کا۔ تو میں نے سولہ ڈول کھینچے حتیٰ کہ میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے، پھر میں وہ پانی لایا تو اس سے تکلیف اُٹھائی اُس کے بعد میں نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اُس عورت کے سامنے کر دیں (کہ وہ آبلے دیکھ کر اور پانی لانے پر اصرار نہ کرے) تو اُس نے مجھے سولہ کھجوریں گن کر دیں، پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کو حال سُنایا۔ تو آپ نے بھی میرے ساتھ اُن میں سے کھایا۔ اور احمد نے روایت کیا محمد بن کعب القرظی سے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے اپنا حال یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس طرح تھا کہ میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا۔ اور آج (میری تونگری کا یہ حال ہے کہ) میرے مال کی زکوٰۃ چالیس ہزار (دینار نکلتی ہے) اور ان میں سے یہ ہے کہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنتے ہوئے علوم کو محفوظ رکھنا اور اُن کو ضرورت کے وقت اپنے موقع میں صرف کرنا۔ اور عمر اللہ سے پناہ چاہتے تھے ایسے اُلجھے ہوئے مسئلہ سے جس کو ابوالحسن نہ سلجھا سکیں۔ شیخ الشیوخ سہروردی

مجاہد قال قال علیؓ جُعتُ مرۃً
بالمدینۃ جوعًا شدیدًا فخرجتُ
اطلب العمل فی عوالی المدینۃ
فاذا انا بامرأۃٍ قد جمعت مدرًا
فظننتُہا ترید بلّہ فقاطعتُہا کل ذنوب
علی تمرۃٍ فمددتُ ستۃ عشر ذنوبًا
حتی مجلت یدای ثم اتیتُ الماءَ
فاصبتُ منہ ثم اتیتُہا فقلتُ بکفّی
ھذا بین یدیہا فعدّت لی ستۃ
عشر تمرۃً فاتیتُ النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فاخبرتُہ فاکل معی منہا
واخرج احمد عن محمد بن کعب القرظی
ان علیا رضی اللہ عنہ قال لقد رأیتُنی
مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وانی لاربط الحجر علی بطنی من
الجوع وان صدقتی الیوم لاربعون
الفًا۔ واز ان جملہ علوم مسموعہ را
ازجناب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
محفوظ داشتن و آنرا در وقت
حاجت در محل خود صرف نمودن و
کان عمر یتعوّذ من معضلۃ لیس لہا
ابو حسن۔ و اخرج شیخ الشیوخ
السہروردی فی العوارف عن عبداللہ
بن الحسن قال حین نزلت ھذہ
الآیۃ وَتَعِیَہَآ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ

عوارف میں یہ روایت نقل کی کہ مروی ہے عبداللہ بن الحسن سے
کہا کہ جب نازل ہوئی یہ آیت وَتَعِیَہَآ اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ
(۶۹: ۱۲) اور یاد رکھنے والے کان اُس کو یاد رکھیں۔ تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ سے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے
سوال کیا کہ وہ ایسے کان تیرے بنا دے۔ علی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ پھر میں کسی چیز کو کبھی نہیں بھولا، بعد اُس کے کہ مجھے
نسیان ہوا کرتا تھا۔ اور روایت کیا احمد نے ابو البختری سے،
انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں
سے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے اُس مال کے بارے میں جو ہمارے
پاس بچ جائے تو لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنین ہم نے
آپ کو غافل کر دیا آپ کے اہل و عیال سے اور جائداد سے اور
تجارت سے تو بس وہ آپ کا ہے۔ تو مجھ سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو۔
تو میں نے کہا کہ وہی جس کا لوگوں نے آپ کو مشورہ دیا۔ پھر
کہا کہ بولو۔ تو میں نے کہا کہ آپ اپنے یقین کو ظن کیوں بنا رہے
ہیں۔ تو کہا کہ جو کچھ تم نے کہا اُس کی دلیل ضرور دینا پڑے گی۔
تو میں نے کہا ہاں واللہ میں ضرور دلیل دوں گا۔ کیا تم کو یاد ہے
جب کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساعی محصل صدقات
بنا کر بھیجا تھا پھر تم عباس بن عبدالمطلب کے پاس آئے
تو انہوں نے تم کو اپنا صدقہ دینے سے انکار کر دیا تھا اور تم دونوں
میں کچھ ناچاقی تھی۔ پھر تم نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو۔ تو ہم نے آپ کو منقبض پایا تو ہم
واپس آگئے۔ پھر اگلے دن آپ کے پاس پہنچے تو آپ کو
شاداں و فرحاں پایا تو تم نے آپؐ سے اُس فعل کا ذکر کیا
جو عباس نے کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم
سے فرمایا کہ ایک شخص کا چچا اُس کے باپ کی شاخ ہوتا ہے اور

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی رضی اللہ عنہ سألتُ اللہ تعالیٰ ان یجعلہا اُذنک یا علی قال علی رضی اللہ عنہ فما نسیتُ شیئاً بعدَ ماکان لی ان انسیٰ۔ واخرج احمد عن ابی البختری عن علی قال قال عمر بن الخطاب للناسِ ماترونَ فی فضلٍ فضُلَ عندنا من ہذا المالِ فقال الناسُ یا امیر المؤمنین قد شغلناکَ عن اہلک وضیعتک وتجارتک فہوَ لکَ فقال لی ماتقول انتَ فقلتُ قد اَشاروا علیکَ فقال قل فقلتُ لِمَ تجعَلُ یقینکَ ظنّاً فقال لتخرُجَنَّ مما قلتَ فقلتُ اَجَل واللہِ لاخرجَنَّ منہ اَتذکرحین بعثکَ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساعیاً فاتیتَ العباسَ بن عبد المطلب فمنعکَ صدقتہ وکان بینکما شئیٌ فقلتَ لی انطلق معی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوجدناہ خاثراً فرجعنا ثم غدونا علیہ فوجدناہ طیبَ النفسِ فاخبرتہ بالذی صنَعَ فقال لکَ اما علمتَ ان عمَّ الرجلِ صنوُ ابیہ وذکرنا لہ الذی رأیناہ من خثورہ فی الیوم الاول والذی رأینا من طیب

ہم نے اس انقباض کا بھی ذکر کیا تھا جس کو پہلے دن میں دیکھا تھا۔ اور اس انبساط کا بھی جو دوسرے دن دیکھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم دونوں میرے پاس پہلے دن آئے تو حال یہ تھا کہ میرے پاس صدقہ میں کے دو دینار بچے ہوئے تھے تو جو کچھ انقباض مجھ میں تم نے دیکھا اس کا سبب یہی تھا اور آج تم ایسے وقت آئے کہ میں اُن دونوں دیناروں کو صرف کر چکا ہوں تو یہ وہ سبب ہے اس انبساط کا جو تم نے مشاہدہ کیا۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ واللہ تم نے سچ کہا ہم تمہارے شکرگذار رہیں گے دنیا اور آخرت میں۔ اور روایت کیا ابو عمر نے سعید بن المسیب سے کہا کہ عمر رضؓ اللہ سے پناہ مانگا کرتے ایسی مشکل سے جس کا حل ابوالحسن نہ کر سکیں۔ کہا ابو عمر نے اور کلام کیا تھا علی رضؓ نے اُس مجنونہ کے بارے میں جس کے رجم کا عمرؓ نے حکم دیا تھا اور اُس عورت کے بارے میں جس کا چھ ماہ میں وضع حمل ہو گیا اور عمر نے اس کے رجم کا ارادہ کیا تو اُن سے علی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا (یعنی اس کے حمل اور دودھ پلانے کی مدت تیس مہینے ہیں) اور آپ نے کہا تھا کہ اللہ نے مجنون کو مرفوع القلم (غیر مکلف) قرار دیا ہے۔ الحدیث۔ تو عمر رضؓ کہا کرتے تھے کہ اگر علی نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اور روایت کیا ابو عمر نے عبد اللہ بن مسعود سے کہ ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ مدینہ والوں کا سب سے بڑا قاضی علی بن ابی طالب ہے۔ اور روایت کیا ابو عمر نے ابوطفیل سے، کہا کہ میں حاضر تھا علی کے پاس جب وہ خطبہ دے رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ پوچھو لو مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں واللہ کوئی آیت نہیں مگر میں اُس کا حال بخوبی جانتا ہوں کہ اس رات میں نازل ہوئی یا دن میں

نفسہ فی الیوم الثانی فقال انکما اتیتمانی فی الیوم الاول وقد بقی عندی من الصدقۃ دیناران فکان الذی رائیتما من خثورتی لہ و اتیتما الیوم وقد وجہتہا فذلک الذی رأیتما من طیب نفسی فقال عمر صدقت واللہ لاشکرن لک الاولی والآخرۃ ۔ واخرج ابوعمر عن سعید بن المسیب قال کان عمر یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لہا ابوحسن قال ابوعمر وقال فی المجنونۃ التی امر برجمہا و فی التی وضعت لستۃ اشہر فاراد عمر رجمہا فقال لہ علیؓ ان اللہ یقول وَحَمْلُہٗ وَفِصَالُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَہْرًا الآیۃ وقال ان اللہ رفع القلم عن المجنون الحدیث فکان عمر یقول لولا علی لہلک عمر ۔ واخرج ابوعمر عن عبداللہ بن مسعود کنا نتحدث ان اقضی اہل المدینۃ علی بن ابی طالب ۔ واخرج ابوعمر عن سعید بن المسیب قال ماکان احدٌ من الناس یقول سلونی غیر علی بن ابی طالب واخرج ابوعمر عن ابی الطفیل قال شہدت علیا یخطب

میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں۔ اور ابوعمر نے عبداللہ بن عباس سے روایت کیا، کہا خدا کی قسم یقینا علی بن ابی طالب کو دس میں سے نو حصہ علم دیا گیا تھا اور خدا کی قسم وہ اس (بقیہ) دسویں حصہ میں بھی شریک تھے۔ اور ان میں سے ہے ذہن کی تیزی اور اس کا شریعت کے ساتھ حکم کے ماخذ کی طرف منتقل ہونا۔ اور یہ طبعی خاصہ قضایا کے فیصلہ کرنے میں مصروف ہوگیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی سندوں سے ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علی ہے۔ اور ابوعمر نے روایت کیا ابن عباس سے انہوں نے عمرؓ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ ہم میں سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا علی ہے اور سب سے بڑا قاری ابی ہے۔ اور اس باب میں حضرت مرتضیٰ سے بہت سی عجیب باتیں نقل کرتے ہیں۔ روایت کیا ابوعمر نے عاصم سے انہوں نے زر بن حبیش سے کہا کہ دو آدمی کھانا کھانے کے لئے بیٹھے۔ ان میں سے ایک کے پاس پانچ روٹیاں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ جب کھانا ان کے سامنے رکھا گیا تو ان کے پاس ایک شخص کا گذر ہوا اس نے سلام کیا۔ ان دونوں نے کہا کھانے میں شریک ہوجائیے۔ وہ بیٹھ گیا اور اس نے ان دونوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور ان آٹھ روٹیوں کے کھانے میں سب برابر کے حصہ دار ہوئے۔ پھر وہ شخص اٹھا اور اس نے دونوں کی طرف آٹھ درہم ڈال دیئے اور کہا کہ تم دونوں اس کھانے کے عوض میں جو میں نے کھایا اور تمہارے طعام میں حصہ دار ہوا یہ لے لو۔ اب ان دونوں میں جھگڑا ہوا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میرے پانچ درہم ہیں اور تیرے تین۔ اور

وہو یقول سلونی عن کتاب اللہ فواللہ مامن آیۃ الا وانا اعلم أبلیل نزلت ام نہار ام فی سہل ام فی جبل۔ وآخرج ابو عمر عن عبداللہ بن عباس قال واللہ لقد أعطی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تسعۃ اعشار العلم وایم اللہ لقد شارکہم فی العشر العاشر واز ان جملہ حدت ذہن وسرعت انتقال بمأخذ حکم وانمعنی در فصل قضایا مصروف شد۔ وقد ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بوجوہ قال أقضاکم علیؓ واخرج ابو عمر عن ابن عباس عن عمر انہ قال اقضانا علیؓ واقرأنا أبیؓ واز حضرت مرتضٰی رضی اللہ عنہ عجائب بسیار درین باب نقل میکنند اخرج ابو عمر عن عاصم عن زر بن حبیش قال جلس رجلان یتغدیان مع احدہما خمسۃ ارغفۃ ومع الآخر ثلثۃ ارغفۃ فلما وضع الغداء بین ایدیہما مر بہما رجل فسلم فقالا اجلس للغداء فجلس واکل معہما واستوفوا فی أکلہم الارغفۃ الثمانیۃ فقام الرجل فطرح الیہما

تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں گا مگر اس صورت میں کہ دراہم ہمارے درمیان نصفا نصف تقسیم ہو جائیں۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے پاس لائے، اور دونوں نے اپنا اپنا قضیہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ تیرے سامنے تیرے ساتھی نے جو کچھ پیش کیا وہ کر دیا حالانکہ اس کی روٹیاں تیری روٹیوں سے زیادہ تھیں، تو تین پر تو راضی ہو جا۔ مگر اس نے کہا کہ نہیں

واللہ میں راضی نہیں ہوں گا مگر واضح دلیل کے ساتھ۔ تو علی نے کہا کہ واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق کچھ نہیں سوائے ایک درہم کے اور اس کے سات درہم ہیں۔ اس شخص نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنین! وہ میرے سامنے تین درہم پیش کرتا ہے میں اس پر راضی نہیں ہوا اور آپ نے بھی اُن کے لینے کا مشورہ دیا مگر میں راضی نہ ہوا اور اب آپ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ واضح دلیل کے ساتھ میرا کچھ واجب نہیں بجز ایک درہم کے۔ تو اس سے علی نے کہا کہ تیرے ساتھی نے تیرے سامنے یہ بات رکھی کہ تو تین درہم لے لے بطورِ صلح کے مگر تو نے کہا کہ میں راضی نہ ہوں گا مگر واضح دلیل کے ساتھ اور واضح دلیل کے ساتھ تیرا حق واجب نہیں ہے مگر ایک درہم۔ تو اس شخص نے آپ سے کہا کہ مجھے یہ صورت سمجھایئے واضح دلیل کے ساتھ جس کو میں قبول کر لوں تو علی نے کہا کہ کیا آٹھ روٹیوں کے چوبیس ثلث نہیں ہوتے۔ تم نے اُن ہی کو تو کھایا اور تم تین آدمی تھے اور یہ معلوم نہیں کہ تم میں سے زیادہ کس نے کھایا اور کس نے کم اس لئے تم نے مان لیا ہے اپنے کھانے میں برابری کو۔ اس نے کہا بیشک۔

ثمانیۃ دراہم وقال خذ ہذا عوضًا مما اکلتُ لکما ونلتہ من طعامکما فتنازعا وقال صاحب الخمس الارغفۃ لی خمسۃ دراہم ولک ثلثۃ و قال صاحب الارغفۃ الثلثۃ لا ارضی الا ان یکون الدراہم بیننا نصفین وارتفعا الی امیر المؤمنین علی بن ابی طالب فقصّا علیہ قصتہما فقال لصاحب الثلثۃ قد عرض علیک صاحبک ما عرض وخبزہ اکثر من خبزک فارض بالثلثۃ فقال لا واللّٰہ لارضیتُ منہ الا بمر الحق فقال علیؓ لیس لک فی مرّ الحق الا درہم واحد ولہ سبعۃ فقال الرجل سبحان اللّٰہ یا امیر المؤمنین ہو یعرض علیّ ثلثۃ فلم ارض و اشرت علیّ باخذہا فلم ارض و تقول لی الآن انہ لایجب لی فی مرّ الحق الا درہم واحد فقال لہ علیؓ عرض علیک صاحبک ان تأخذ الثلثۃ صلحًا فقلت لا ارضی الا بمر الحق ولایجب لک فی مر الحق الا واحدًا فقال لہ الرجل فعرّفنی بالوجہ فی مر الحق حتی اقبلہ فقال علی الیس للثمانیۃ الارغفۃ

علی نے کہا اور تو نے اُن میں سے خود آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری کل نو تہائیاں تھیں۔ اور تیرے ساتھی نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور اُس کی پندرہ تہائیاں تھیں، اُس نے اُن میں سے آٹھ کھائیں اور اس کی سات باقی رہیں جو اُس شخص نے کھائیں اور تیری نو میں سے ایک اُس نے کھائی تو تیرے حصہ میں ایک درہم ہے اُس تیری ایک تہائی کے مقابلہ میں اور اس کے سات ہوئے۔ تو اُس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہوگیا۔ اور ریاض میں مروی ہے محمد بن زبیر سے، کہا کہ میں دمشق کی مسجد میں پہنچا تو وہاں مجھے ایک ایسا بوڑھا شخص ملا کہ بڑھاپے سے اُس کی ہنسلیاں مُنکڑ گئی تھیں۔ میں نے کہا اے شیخ آپ نے (اکابر میں سے) کس کو پایا ہے؟ اُس نے کہا کہ عمر کو میں نے کہا کہ آپ نے کونسا جہاد کیا؟ کہا یرموک۔ میں نے کہا کہ مجھ سے کوئی بات بیان کیجئے جس کو آپ نے عمر سے سُنا ہو۔ کہا کہ میں چند نوجوانوں کے ساتھ حج کے لئے نکلا تو ہمیں شتر مرغ کے بیضے ہاتھ آ گئے (یعنی اُن کو کھایا) اور ہم احرام باندھ چکے تھے۔ جب ہم مناسک حج ادا کر چکے تو ہم نے امیر المؤمنین عمر سے اُس کا ذکر کیا تو وہ لوٹے اور کہا میرے پیچھے چلے آؤ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں تک پہنچ گئے اور اُن میں سے ایک حجرے پر دستک دی۔ تو اُن کو ایک عورت نے جواب دیا تو اُنہوں نے کہا کہ کیا یہاں ابوالحسن ہیں۔ اُس نے جواب دیا کہ نہیں پھر عمرؓ سایہ دار جگہ میں چلے اور مڑ کر ہم سے کہا کہ میرے پیچھے چلے آؤ، یہاں تک کہ علی رضؓ تک پہنچ گئے اور وہ اپنے ہاتھ سے مٹی کو ہموار کر رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا مرحبا

اربعةٌ وعشرون ثلثاً اكلتموها وانتم ثلثة انفس ولا يعلم الاكثر منكم اكلاً ولا الاقل فتحملون في الحكم على السواء قال بلى قال واكلت انت ثمانية اثلاث وانما لك تسعة اثلاث واكل صاحبك ثمانية اثلاث وله خمسة عشر ثلثاً اكل منها ثمانية ويبقى له سبعة واكل لك واحداً من تسعة فلك واحدٌ بواحدك وله سبعة فقال الرجل رضيت الآن۔ وفي الرياض عن محمد بن الزبير قال دخلت مسجد دمشق فاذا انا بشيخ قد التوت ترقوتاه من الكبر فقلت يا شيخ من ادركت قال عمر قلت فما غزوت قال اليرموك قلت فحدثني بشيء سمعته قال خرجت مع فتية حجاجاً فاصبنا بيض نعام وقد احرمنا فلما قضينا نسكنا ذكرنا ذلك لامير المؤمنين عمر فادبر وقال اتبعوني حتى انتهى الى حجر رسول الله صلى الله عليه وسلم فضرب حجرة منها فاجابته امرأة فقال أثم ابو حسن قالت لا فمر في المقناة فادبر فقال اتبعوني

اے امیر المومنین۔ پھر عمرؓ نے کہا کہ ان لوگوں نے اٹھا کر کھالئے شتر مرغ کے انڈے جب کہ یہ محرم تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلا لیا۔ عمرؓ نے کہا کہ آپ کے پاس مجھے خود ہی آنا چاہیئے تھا۔ کہا کہ ایسی نوجوان اونٹنیوں کو جو گیا بھن نہ ہوئی ہوں انڈوں کی تعداد کے برابر ہوں جوان اونٹوں سے گیا بھن کرایا جائے جب اُن سے بچے پیدا ہوں تو اُن کو ہدی بنا کر بھیج دیا جائے۔ عمرؓ نے کہا کہ اونٹوں میں اسقاط بھی ہو جاتا ہے۔ علیؓ نے کہا کہ انڈے بھی گندے ہو جاتے ہیں۔ تو جب عمرؓ واپس مڑے تو کہنے لگے اے اللہ کوئی مشکل مجھ پر نہ ڈالیئے مگر اس وقت جب کہ ابو حسن میرے پہلو میں ہو۔ اور مروی ہے حسن معتمر سے کہ قریش میں کی ایک عورت کے پاس دو آدمی آئے اور دونوں نے بطور امانت ایک سو دینار اُس کے سپرد کئے۔ اور انہوں نے کہا کہ ان کو ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا بغیر دوسرے ساتھی کے جب تک کہ ہم اکٹھے نہ آئیں۔ اب وہ دونوں ایک سال ٹھہرے رہے۔ پھر اُن میں سے ایک اُس عورت کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میرا ساتھی مر گیا ہے وہ دینار مجھے دیدے تو اُس نے انکار کر دیا۔ تو وہ اُس کے پاس اُس کے شوہر وغیرہ کو لے کر پہنچا۔ اس پر اُن میں کہا سنی ہوتی رہی، یہاں تک کہ اُس نے وہ دینار اُس کو دیدیئے۔ پھر ایک سال اور گذر گیا تو دوسرا ساتھی آیا اور اُس نے کہا کہ مجھے دینار ادا کر۔ عورت نے کہا کہ تیرا ساتھی میرے پاس آیا اور اُس نے بیان کیا کہ تو مر چکا ہے تو میں نے اُس کو دیدیئے۔ اس مقدمہ کو دونوں عمرؓ کے پاس لے گئے۔ تو انہوں نے عورت کے خلاف فیصلہ دینے کا

حتے انتھے الیہ وہو یسوّی التراب
بیدہ فقال مرحبًا یا امیر المومنین
فقال ہؤلاء اصابوا بیض نعام و
ہم محرمون قال الا ارسلت الیّ
قال انا احق باتیانک قال یضربون
الفحل قلائص ابکارا بعدد البیض
فما نتج منہا اہدوہ قال عمر فان الابل
تخدج قال علی والبیض تمرض فلما
ادبر قال عمر اللہم لا تنزل بی شدیدۃ
الا وابو حسن الی جنبی۔ وعن الحسن
المعتمر ان رجلین اتیا امرأۃ من
قریش فاستودعاہا بمائۃ دینار
وقالا لا تدفعیہا الی واحد منا دون
صاحبہ حتے نجتمع فلبثا حولا ثم جاء
احدہما الیہا وقال ان صاحبی قدمات
فادفعی الی الدنانیر فابت فثقل
علیہا باہلہا فلم یزالوا بہا حتی دفعتہا
الیہ ثم لبث حولا آخر فجاء الآخر
فقال ادفعی الی الدنانیر فقالت
ان صاحبک جاءنی وزعم انک
قدمت فدفعتہا الیہ فاختصما الی
عمر فاراد ان یقضی علیہا وروی
انہ قال لہا ما اراک الا ضامنۃ
فقالت انشدک اللہ ان لا تقضی
بیننا وارفعنا الی علی بن ابی طالب

ارادہ کیا اور ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے اُس عورت سے کہا کہ میری رائے میں تجھ پر ضمان ہے۔ اُس نے کہا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دیتی ہوں کہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ نہ کریں اور ہم کو علی بن ابی طالب کے پاس بھیج دیں۔ تو آپ نے دونوں کو علی رضؓ کے پاس بھیج دیا آپ نے حال سُنکر سمجھ لیا کہ دونوں نے اُس عورت کے ساتھ فریب کیا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ کیا تم دونوں نے نہیں کہا تھا کہ اُس کو ہم میں سے کسی ایک کو بغیر دوسرے ساتھی کے نہ دینا۔ اُس نے کہا بیشک۔ آپ نے کہا تیرا مال ہمارے پاس ہے۔ تو اب تو اپنے ساتھی کو لے کر آ تاکہ تم دونوں کو وہ مال دے دیں۔ اور مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا وہاں آپ نے چار آدمیوں (کی لاشوں) کو پایا جو کہ ایک گہرے گڑھے میں گر گئے تھے جو اس لئے کھودا گیا تھا کہ اس میں شیر کا شکار کیا جائے۔ اوّل ایک شخص گرا، وہ دوسرے سے لپٹ گیا اور یہ گرتے ہوئے دوسرے سے لٹک گیا۔ اس طرح چار آدمی گرے۔ پھر اُن کو شیر نے مجروح کر دیا اور اُس کے زخموں سے سب مر گئے۔ پھر اُن کے وارثین آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ قریب تھا کہ قتال شروع کر دیں تو علی رضؓ نے کہا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، اگر تم اُس پر راضی ہو گئے تو وہی فیصلہ رہے گا ورنہ میں ایک کو دوسرے سے روکوں گا تا آنکہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمہارے درمیان فیصلہ کر دیں۔ اُن قبائل سے جنہوں نے گڑھا کھودا تھا جمع کرو ایک چوتھائی دیت اور ایک تہائی دیت

فرفعها الی علیؓ وعرف انها قد مکرا
بها فقال الیس قلتما لا تدفعیها
الی واحد منا دون صاحبه قال بلٰی
قال ان مالک عندنا اذهب فجئ
بصاحبک حتی تدفعها الیکما وعن
علی رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ الی الیمن
فوجد اربعۃ وقعوا فی حفرۃ حفرت
لیصطاد فیها الاسد سقط اولاً
رجل فتعلق باٰخر وتعلق الاٰخر باٰخر
حتی تساقط الاربعۃ فجرحهم الاسد
وماتوا من جراحته فتنازع اولیاءهم
حتی کادوا یقتتلون فقال علیؓ انا
اقضی بینکم فان رضیتم فهو القضاء
والا حجزت بعضکم عن بعض حتی تأتوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیقضی
بینکم اجمعوا من القبائل الذین حفروا
البیر ربع الدیۃ وثلثها ونصفها و
دیۃ کاملۃ فللاول ربع الدیۃ لانہ
اهلک من فوقه وللذی یلیه ثلثها
لانه اهلک من فوقه وللثالث
النصف لانه اهلک من فوقه وللرابع
الدیۃ الکاملۃ فابوا ان یرضوا فاتوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلقوہ
عند مقام ابراهیم فقصوا القصۃ علیه

اور نصف دیت اور ایک دیت پوری۔ تو سب سے پہلے
گرنے والے کی دیت چوتھائی ہوگی کیونکہ اس نے اپنے سے
اُوپر والے (تین) لوگوں کو ہلاک کیا۔ اور جو اس کے بعد تھا
اُس کی ایک تہائی دیت کیونکہ اس نے ہلاک کیا اپنے سے
اُوپر کے (دو) آدمیوں کو اور تیسرے شخص کی نصف دیت
کیونکہ اُس نے ہلاک کیا اپنے سے اُوپر والے کو۔ اور چوتھے
کی پوری دیت ہوگی۔ انہوں نے اس پر راضی ہونے سے انکار
کردیا پھر یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آئے اور آپ سے مقام ابراہیم کے نزدیک ملے اور سب
قصہ آپ کو سُنایا۔ تو آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان
فیصلہ کرتا ہوں اور گھٹنوں کے گرد چادر لپیٹ کر بیٹھ گئے
پھر قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ علی نے ہمارے درمیان
فیصلہ کیا تھا۔ پھر جب اس کی تفصیل آپ کو سُنائی
تو آپ نے اُس کو جائز رکھا۔ اور حارث سے مروی ہے
کہ ایک شخص اُن کے پاس ایک عورت کو لایا اور اُس
نے کہا اے امیرالمؤمنین اس نے مجھ سے اپنا عیب
چھپایا اور یہ مجنونہ ہے تو علی نے اُس پر نیچے سے اُوپر
تک نظر ڈالی اور اس کی تصویب کی۔ اور عورت خوبصورت
تھی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ عورت
نے کہا کہ واللہ اے امیرالمومنین مجھے جنون نہیں ہے
لیکن میرا حال یہ ہے کہ جب وہ وقت آتا ہے تو مجھ پر
بیہوشی غالب آجاتی ہے۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ اس کو
لے جا تجھ پر افسوس ہے اور اس کے ساتھ نیک برتاؤ
کر۔ تو اس عورت کا اہل نہیں ہے۔ اور مروی ہے زید
بن ارقم سے کہ یمن میں علی کے پاس تین آدمی لائے

فقال انا اَقضي بينكم واعلني بُرره
فقال رجل من القوم ان علياً تقضي
بيننا فلما قصوا عليه القصة اجازه
وعن الحارث عن عليؓ انه جاءه رجل
بامرأة فقال يا امير المؤمنين دُلِّست
عليَّ هذه وهي مجنونة قال فصعّد
عليٌّ بصره وصوّبه وكانت امرأة
جميلة فقال ما يقول هذا فقالت والله
يا امير المؤمنين ما بي جنون ولكني اذا
كان ذلك الوقت غلبتني غشية
فقال عليؓ خذها ويحك واحسن اليها
فما انت لها باهل وعن زيد بن ارقم
قال اُتي عليؓ في اليمن بثلاثة
نفر وقعوا على جارية في طهر واحد
فولدت ولدا فادّعوه فقال عليٌّ
لاحدهم تطيب به نفساً لهذا قال
لا وقال للآخر تطيب به نفسا
لهذا قال لا قال للآخر تطيب به
نفساً لهذا قال لا قال اراكم
شركاء متشاكسين اني مقرع بينكم
فمن اصابته القرعة اغرمته ثلثي
القيمة والزمته الولد فذكروا ذلك
للنبي صلى الله عليه وسلم فقال
ما اجد فيها الا ما قال عليؓ - وعن
حميد بن عبد الله بن يزيد المدني

گئے جنہوں نے ایک باندی سے ایک ہی طہر میں جماع کیا تھا، تو اُس نے ایک لڑکا جنا یہ سب اُس کے دعویدار تھے۔ تو علی نے اُن میں سے ایک سے کہا کہ کیا تیرا دل اس سے خوش ہوتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں، پھر دوسرے سے کہا کہ تیرا دل اس سے خوش ہوتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں پھر تیسرے سے کہا کہ کیا تیرا دل اس کو پسند کرتا ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم ایک دوسرے کے مخالف شرکاء ہو۔ میں تمہارے درمیان قرعہ ڈالوں گا جس کے نام پر قرعہ آپڑے اُس پر دو تہائی قیمت "تاوان" ڈالوں گا اور بچّہ کو اُس کے سپرد کر دوں گا تو انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اُس کا ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس میں میرے خیال میں کوئی صورت نہیں آتی بجز اس کے جو علی نے کہا۔ اور مروی ہے حمید بن عبداللہ بن یزید مدنی سے، کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک مقدمہ کا ذکر کیا گیا جس کا فیصلہ علی نے کیا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہم میں یعنی اہلِ بیت میں حکمت رکھی۔ پھر کتنی ہی مرتبہ آنجناب رضی اللہ عنہ کا نفسِ نفیس حضرت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات کی شعاعوں کا جلوہ گاہ بنا ہے، اور آنجناب رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کے کھلے ہوئے معجزات نے بہت مرتبہ ظہور کیا ہے اور فیضِ الٰہی نے جہتِ نبوّت کو آپ کی تربیت میں لگایا یہاں تک کہ آپ کے مقامات کا بہت سا حصہ قوت سے فعل میں آگیا۔ فصلِ قضایا کے سلسلہ میں جب کہ آپ کو یمن کی طرف بھیجا تو آپ نے گذارش کی کہ یارسول اللہ آپ مجھے ایسی قوم کی طرف بھیج رہے ہیں جو بڑی عمر والے (تجربہ کار) ہیں اور میں ایک جوان (ناتجربہ کار)

قال ذُکر عند النبی صلی اللہ علیہ و
سلم قضاءٌ قضیٰ بہ علیؓ فاعجب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
الحمد للہ الذی جعل فینا الحکمۃَ
اہل البیتِ - باز چندین بار نفس
نفیس او رضی اللہ عنہ مطرح
اشعۂ برکاتِ حضرتِ نبویہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام گشتہ ودرحق او رضی اللہ
عنہ معجزاتِ باہرہ بدفعات کثیرہ ظہور
نمود و فیضِ الٰہی ہمتِ نبوت را
درکار او نمود تا بسیارے از
مقامات وی کرم اللہ وجہہ از قوۃ
بفعل آمد- در باب فصل قضایا وقتیکہ
اورا طرف یمن فرستادند التماس
کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تبعثنی الی قوم ذوی اسنانٍ وانا
شابٌ لا اعلم القضاءَ قال فوضع
یدہ علی صدری فقال انّ اللہ
سیہدیک ویثبتُ لسانک الحدیث
وفی آخرہ فما اشکل علیّ قضاءٌ بعد
ذلک وفی لفظٍ فما شککتُ فی
قضاءٍ وفی روایۃ فما زلتُ قاضیا
بعدُ- و در باب حفظ قرآن عظیم
بروایت ترمذی آمدہ کہ نماز نافلہ
تعلیم فرمودند عن ابن عباس انہ

ہوں میں قضا کا طریق نہیں جانتا، علی رضؓ نے بیان کیا کہ یہ
سنکر آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھا اور کہا بیشک اللہ
تجھے سیدھی راہ پر چلائے گا اور تیری زبان کو مضبوط
بنائے گا۔ الحدیث۔ اور اُس کے آخر میں ہے کہ اُس کے
بعد مجھ پر کوئی قضا مشکل نہیں ہوئی اور ایک روایت میں
یہ ہے کہ کسی قضاء میں مجھے شک نہیں ہوا اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ میں پھر ہمیشہ قاضی رہا۔ اور حفظ قرآن عظیم
کے بارے میں ترمذی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک خاص) نمازِ نفل تعلیم
فرمائی۔ ابن عباس سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے کہ اسی
دوران میں علی رضؓ بن ابی طالب آپ کے پاس آئے اور کہا
کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ قرآن تو میرے سینہ
سے باہر نکل جاتا ہے۔ میں اپنے میں اس پر قادر ہونے کی
قوت نہیں پاتا تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اے ابوالحسن کیا میں تم کو ایسے کلمات نہ
سکھادوں جن سے اللہ تعالیٰ تم کو نفع پہنچائے اور اُس
کو نفع پہنچائے جس کو تم اُن کی تعلیم دو اور جو کچھ تم
سیکھو اُس کو تمہارے سینہ میں قائم کردے۔ انہوں
نے کہا ہاں یارسول اللہ مجھے سکھا دیجئے۔ فرمایا جب جمعہ
کی رات آئے تو اگر تم سے ہوسکے کہ تم تہائی رات بہر
(جب باقی رہے) اُٹھو کیونکہ وہ ساعت مشہودہ ہے (جس
میں ملائکہ زمین پر آتے ہیں) اور اگر نہ ہوسکے تو اوّل شب
میں ہی کھڑے ہوجاؤ تو چار رکعت نماز اس طرح پڑھو کہ
پہلی رکعت میں فاتحۃ الکتاب (الحمد) اور سورۂ یٰسٓ پڑھو

قال بینما نحن عند رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ علی بن
ابی طالب. فقال بابی انتَ و امّی
تفلّتَ ھذا القرآنُ من صدری
فما اَجِدُنی اَقدِرُ علیہ فقال لہ رسولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ابا الحسن
افلا اُعلّمک کلماتٍ ینفعک اللہُ
بھنّ وینفع بھنّ من علّمتَہ ویُثبّتُ
ماتعلّمتَ فی صدرِک قال اَجَل
یارسول اللہ فعلّمنی قال اذا کان
لیلۃ الجمعۃِ فان استطعتَ ان تقومَ
فی ثلث اللیلِ الآخر فانہا ساعۃٌ
مشہودۃٌ فان لم تستطع فقم فے
اولہا فصلِّ اربعَ رکعاتٍ تقرأُ فی
الرکعۃ الاولی بفاتحۃ الکتاب و
سورۃ یٰسٓ وفی الرکعۃ الثانیۃ
بفاتحۃ الکتاب وحٰمٓ الدخان وفے
الرکعۃ الثالثۃِ بفاتحۃ الکتاب و
الٓمٓ تنزیل السجدۃ وفی الرکعۃ
الرابعۃ بفاتحۃ الکتاب وتبارکَ المفصّل
فاذا فرغتَ من التشہدِ فاحمدِ اللہَ
واَحسِن الثناءَ علی اللہِ وصلِّ علیَّ
واَحسِن وعلی سائرِ النبیینَ و
استغفر للمؤمنین والمؤمناتِ و
لاخوانِک الذین سبقوکَ بالایمانِ

اور دوسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور حٰمٓ الدخان پڑھو،
اور تیسری رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور الٓمٓ تنزیل السجدہ،
اور چوتھی رکعت میں فاتحۃ الکتاب اور تبارک جو مفصل
میں ہے۔ پھر جب تم تشہد سے فارغ ہوجاؤ تو اللہ کی
حمد پڑھو اور اللہ کی ثناء احسان کے ساتھ کرو اور مجھ پر درود
پڑھو اور احسان پر عمل کرو (یعنی حضورِ قلب کے ساتھ)
اور تمام انبیاء پر پڑھو اور استغفار کرو ایماندار مردوں اور ایماندار
عورتوں کے لئے اور اپنے اُن بھائیوں کے لئے جو ایمان لانے
میں تم پر سبقت لے گئے۔ پھر اُس کے آخر میں کہو اَللّٰھُمَّ
ارحمنی بترک المعاصی الخ (ترجمہ) اے اللہ مجھ پر رحمت کردے
جس سے ہمیشہ معاصی سے بچا رہوں جب تک آپ مجھے زندہ
رکھیں اور اے اللہ مجھ پر رحمت کر جس سے میں ایسی چیز کے پیچھے
کلفت اُٹھانے سے بچوں جو مجھے فائدہ مند نہ ہو اور اس
چیز کی طرف اچھی رغبت مجھے عطا فرما دیجئے جو آپ کو مجھ
سے راضی کردے۔ اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا
کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور ایسی عزت
والے جس سے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا، میں آپ سے سوال
کرتا ہوں اے اللہ اے رحمٰن آپ کے جلال اور آپ کے
نورِ ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب کے حفظ کو میرے
قلب کے ساتھ لازم کردیجئے جیساکہ آپ نے مجھے سکھایا
اور مجھے یہ قوت بخش دیجئے کہ میں اُس کی تلاوت ایسے طور
پر کروں جو آپ کو مجھ سے راضی کردے۔ اے اللہ آسمانوں اور
زمین کو پیدا کرنے والے اور بہت بڑائی اور اکرام والے اور
ایسی عزت والے جس سے آگے کوئی نہیں بڑھ سکتا میں آپ
سے سوال کرتا ہوں اے اللہ اے رحمٰن آپ کے جلال اور

ثم قل فی آخر ذلک اللّٰہم ارحمنی بترک المعاصی ابدًا ما ابقیتنی و ارحمنی ان اتکلف مالا یعنینی و ارزقنی حسن النظر فیما یرضیک عنی اللّٰہم بدیع السمٰوٰت والارض ذاالجلال والاکرام والعزۃ التی لاترام اسألک یااللّٰہ یا رحمٰن بجلالک ونور وجہک ان تلزم قلبی حفظ کتابک کما علمتنی و ارزقنی ان اتلوہ علی النحو الذی یرضیک عنی اللّٰہم بدیع السمٰوٰت والارض ذاالجلال والاکرام والعزۃ التی لاترام اسألک یااللّٰہ یارحمٰن بجلالک ونور وجہک ان تنور بکتابک بصری وان تطلق بہ لسانی وان تفرج بہ عن قلبی وان تشرح بہ صدری وان تغسل بہ بدنی فانہ لایعیننی علی الحق غیرک ولایؤتیہ الا انت ولاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم یا باالحسن تفعل ذلک ثلث جمع او خمسًا او سبعًا تجتب باذن اللّٰہ والذی بعثنی بالحق ما اخطأ مؤمنًا قط قال ابن عباس فواللّٰہ مالبث علیٌّ الا خمسًا او سبعًا حتی جاء رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی مثل ذلک المجلس فقال یارسولَ اللّٰہ

آپ کے نورِ ذات کے وسیلہ سے کہ اپنی کتاب سے میری آنکھوں کو منور کردے اور میری زبان کو اُس پر گویا کردے اور یہ کہ اُس کے ذریعہ سے میرے قلب سے انقباض کو ہٹادے اور اس کے ذریعہ سے میرا سینہ کھول دے اور اس کے ذریعہ سے (گناہوں کی آلائش سے) میرے بدن کو دھودے کیونکہ بلاشبہہ میری حق پر کوئی مدد نہ کرے گا آپ کے سوا اور مجھے حق کوئی نہ دے گا بجز آپ کے اور نہ کوئی لوٹنے کی جگہ ہے اور نہ قوت مگر اللہ بلند مرتبہ صاحب عظمت کی بارگاہ"۔ اے ابوالحسن یہ تین یا پانچ یا سات جمعہ تک کرو اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقبول ہو جاؤ گے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق دیکر بھیجا ہے اس سے کسی مؤمن کو کبھی ناکامی نہ ہو گی۔ کہا ابن عباسؓ نے کہ واللہ علی کو زیادہ زمانہ نہیں گذرا بجز پانچ یا سات جمعہ کے یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسی طرح کی مجلس میں آئے اور کہا۔ یارسول اللہ میرا حال پہلے یہ تھا کہ میں چار آیات یا اُن کے برابر یاد کرتا تھا پھر جب اُن کو میں اپنے دل میں پڑھتا تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھیں اور اب میں روزانہ چالیس آیات یا اُن کے برابر یاد کرتا ہوں تو جب میں اُن کو دُہراتا ہوں تو گویا کتاب اللہ میری آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے۔ اور میں پہلے حدیث سُنتا تھا تو جب میں اُس کو دُہراتا تھا تو وہ نکل چکی ہوتی تھی اور آج میں بہت سی احادیث کو سُنتا ہوں تو جب اُن کو بیان کرتا ہوں تو اُن میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوڑتا تو اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت فرمایا کہ رب کعبہ کی قسم ابوالحسن کو کامل یقین ہوگیا ہے (تاثیر عمل کا) اور حفظِ سنت کے بارے میں آپ نے دُعا فرمائی

انی کنتُ فیما خلا لا آخذُ الّا اربع
آیاتٍ ونحوہن فاذا قرأتُہن علے
نفسی تفلّتن وانا اتعلّم الیوم اربعین
آیۃ ونحوہا فاذا قرأتُہا علے نفسی
فکانما کتابُ اللہ بینَ عینی ولقدکنتُ
اسمع الحدیثَ فاذا رددتُہ تفلّت و
انا الیومَ اسمع الاحادیث فاذا تحدثتُ
بہا لم اُخرِم منہا حرفًا فقال لہ رسولُ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک
مؤمن وربّ الکعبۃ اباالحسن۔ ودر
باب حفظ سنت دعا فرمود کہ بارخدایا
اُذن اُورا اُذن واعیہ گردان وبرای
دفع رمد او دعاکردہ قال علی ما
رمدتُ منذ تفل النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فی عینی اخرجہ احمد ودر حق او
این دعا فرمود اللّٰہم اذہب حرّہ
وبردہ بعدازین دعا درشتا لباس
صیف ودر صیف لباسِ شتا میپوشید
وازحرّ وبرد مضرت نمی کشید ویکبار
وی مریض بود برای شفای او دعا
فرمود فی الحال صحت یافت وچون
باحضرت فاطمۂ زہرا رضی اللہ عنہا
تزویج کرد دعا فرمود جعل اللہ منکما
الکثیر الطیب وبارک فیکما قال انس
فواللہ لقد اخرج اللہ منہما الکثیر

یا اللہ اس کے کانوں کو محفوظ رکھنے والے کان بنا دے۔ اور آشوبِ چشم کے دفع کے لئے آپ نے دعا کی، علی رض کا بیان ہے کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں پر تھتکارا تھا میری آنکھ نہیں دُکھی۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اُن کے حق میں آپ نے یہ دعا فرمائی یا اللہ اس کی گرمی اور سردی کو دفع کر دیجئے اس دعاء کے بعد سردی کے موسم میں گرمی کا لباس اور گرمی کے موسم میں سردی کا لباس پہن لیا کرتے تھے اور گرمی اور سردی سے اُن کو کچھ تکلیف نہیں ہوتی تھی۔ اور ایک مرتبہ وہ بیمار تھے اُن کی شفا کے لئے آپ نے دعاء فرمائی تو فورًا تندرست ہوگئے۔ اور جب حضرتِ فاطمۃ زہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو آپ نے دعاء فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس پیدا کرے اور تم دونوں میں برکت کرے۔ انس کا قول ہے "تو واللہ حق تعالیٰ نے اُن دونوں سے بہت سے پاکیزہ نفوس نکالے"۔ اور جب نمازِ عصر حضرت مرتضیٰ سے فوت ہوگئی تو آپ نے دعا کی یہاں تک کہ آفتاب لوٹ آیا۔ **بعد از غروب آفتاب کا لوٹ آنا** (اس موقع پر حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نے اپنی خاص سند تحریر فرمادی ہے) یہ حدیث پڑھی گئی ہمارے شیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم کردی مدنی کے سامنے اور میں اُن کے مکان پر جو ظاہر مدینۂ مشرفہ میں ہے ۱۱۴۳ھ میں سُن رہا تھا۔ کہا کہ مجھ کو خبر دی میرے والد شیخ ابراہیم بن الحسن کردی ثم المدنی نے، کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ امام صفی الدین احمد بن محمد مدنی نے وہ روایت کرتے ہیں شمس الرملی سے، وہ شیخ زین الدین زکریا سے، وہ اعز الدین عبدالرحیم بن محمد الفرات سے، وہ ابوالثناء محمود بن خلیفۃ المنبجی سے، وہ

الطیب و چون نماز عصر از حضرت
مرتضی فوت شد دعا کردند تا آفتاب
باز گشت قُرِئَ علی شیخنا ابی طاہر
محمد بن ابراہیم الکردی المدنی و انا
اسمع فی بیتہ بظاہر المدینۃ المشرفۃ
سنہ ۱۱۴۴ھ قال اخبرنی ابی الشیخ
ابراہیم بن الحسن الکردی ثم المدنی
اخبرنا شیخنا الامام صفی الدین احمد
بن محمد المدنی عن الشمس الرملی
عن الشیخ زین الدین زکریا عن
اعز الدین عبد الرحیم بن محمد
الفرات عن ابی الثناء محمود بن خلیفہ
المنبجی عن الحافظ شرف الدین
عبد المومن خلف الدمیاطی عن
ابی الحسن علی بن الحسین ابن المقیر
البغدادی عن الحافظ ابی الفضل محمد
بن ناصر السلامی الحنبلی لسماعہ علی
الخطیب ابی الطاہر محمد بن احمد
بن محمد بن ابی الصقر
الانباری سنہ ۴۷۳ھ بقراءتہ علی ابی
البرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل
بن نظیف بن عبد اللہ القراء بمصر
سنہ ۴۲۸ھ بسماعہ علی ابی محمد الحسن
بن رشیق العسکری حدثنا ابو بشر
محمد بن احمد بن حماد الانصاری

حافظ شرف الدین عبد المومن خلف الدمیاطی سے، وہ ابوالحسن
علی بن الحسین بن المقیر البغدادی سے وہ حافظ ابو الفضل
محمد بن ناصر السلامی الحنبلی سے اپنے سماع کی خطیب ابو طاہر
محمد بن احمد بن محمد بن ابی الصقر انباری سے سنہ ۴۷۳ھ میں اپنی
قرأت کی شیخ ابوالبرکات احمد بن عبد الواحد بن الفضل بن
نظیف بن عبد اللہ القراء کے سامنے مصر میں سنہ ۴۲۸ھ
میں انہوں نے روایت کی اپنے سماع کی ابو محمد الحسن
بن رشیق العسکری سے، کہا کہ ہم سے روایت کیا ابو بشر
محمد بن احمد بن حماد انصاری دولابی نے، کہا کہ مجھ سے روایت
کیا اسحٰق بن یونس نے، کہا کہ ہم سے روایت کیا سوید بن
سعید نے، ان سے مطلب بن زیاد نے، اُن سے ابراہیم بن
حبان نے، اُن سے عبد اللہ بن الحسن نے، اُن سے روایت
کیا فاطمہ بنت الحسین نے اسماء بنت عمیس سے، انہوں
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر علی رض کی گود میں
تھا اور آپ کے اوپر وحی نازل ہو رہی تھی۔ تو جب آپ کو
افاقہ ہو گیا تو آپ نے اُن سے کہا کہ اے علی کیا تم نے فرض
نماز پڑھ لی ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں تو آپ نے دُعاء کی
کہ اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ علی آپ کے کام میں اور آپ
کے رسول کے کام میں لگا ہوا تھا تو اس کیلئے سورج کو لوٹا دیجئے
تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو لوٹا دیا، تو انہوں نے نماز پڑھی اور سورج
غروب ہو گیا۔ اس حدیث کی قرأت کی گئی ہمارے شیخ ابو طاہر
کے سامنے اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے روایت کیا اپنے
باپ شیخ ابراہیم کردی سے، انہوں نے احمد بن محمد مدنی سے
جو قشاشی کے خطاب سے مشہور ہیں انہوں نے شمس محمد بن احمد
بن حمزۃ الرملی سے۔ اُن کو اجازت ملی شیخ زین الدین زکریا

الدولابی قال حدثنی اسحٰق بن یونس
حدثنا سوید بن سعید عن المطلب
بن زیاد عن ابراہیم بن حبان عن
عبداللہ بن الحسن عن فاطمۃ
بنتِ الحسین عن اسماء بنت عُمیس
قالت کان رأس رسولِ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فی حِجرِ علیؓ وکان
یوحیٰ الیہ فلما سُرّی عنہ قال لہ
یا علیؓ صلیتَ الفرض قال لا قال
اللّٰہم انک تعلم انہ کانَ فی حاجتک
و حاجۃِ رسولک فرُدَّ علیہ الشمس
فردّہا علیہ فصلّٰی و غابت الشمس
قرئ علی شیخنا ابی طاہر وانا اسمع
عن ابیہ الشیخ ابراہیم الکردی عن
احمد بن محمد المدنی الشہیر
بالقُشاشی عن الشمس محمد بن
احمد بن حمزۃ الرملی اجازۃً عن الشیخ
زین الدین زکریا عن ابن الفرات
عن عمر بن الحسن المَراغی عن
الفخر ابن البخاری عن ابی جعفر
الصدلانی عن فاطمۃ بنتِ عبداللہ
الجوزوانیۃ عن ابی بکر محمد بن عبداللہ
الاصبہانی عن الحافظ ابی القاسم
سلیمان بن احمد الطبرانی فی الکبیر
حدثنا جعفر بن احمد بن سنان

سے، اُن کو ابن الفرات سے، اُن کو عمر بن الحسن مراغی سے
ان کو فخر ابن البخاری سے اُن کو ابوجعفر صدلانی سے انہوں
نے روایت کیا فاطمہ بنت عبداللہ جوزوانیہ سے، انہوں نے
ابوبکر محمد بن عبداللہ اصبہانی سے، انہوں نے حافظ ابوالقاسم
سلیمان بن احمد طبرانی سے کبیر میں، انہوں نے کہا ہم سے روایت
کیا جعفر بن احمد بن سنان الواسطی نے، کہا ہم سے روایت کیا
علی بن المنذر نے، کہا ہم سے روایت کیا محمد بن فضیل نے، کہا
ہم سے روایت کیا فضیل بن مرزوق نے ابراہیم بن الحسن
سے، انہوں نے فاطمہ بنت الحسین بن علی سے، انہوں نے اسماء
بنت عُمیس سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر جب وحی آتی تھی تو آپ بے ہوشی کے قریب ہوجاتے تھے
تو آپ کے اوپر ایک دن وحی نازل کی گئی اور آپ کا سر علیؓ کی
گود میں تھا، یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اُٹھایا اور اُن سے کہا کہ کیا تو نے عصر
کی نماز ادا کر لی ہے اے علی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں یا رسول
اللہ تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے دُعاء کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے
سورج کو لوٹا دیا یہاں تک کہ علی رض نے عصر کی نماز پڑھ لی۔ اسماء
نے کہا کہ میں نے سورج کو خود دیکھا غائب ہوچکنے کے بعد جب
کہ وہ لوٹایا گیا اور علی نے عصر کی نماز پڑھی۔ حافظ جلال الدین
سیوطی اپنی کتاب "کشف اللبس فی حدیث رد الشمس"
میں کہا ہے کہ حدیث رد الشمس جو معجزہ ہے ہمارے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کا اُس کو صحیح کہا ہے امام ابوجعفر طحاوی
وغیرہ نے اور حافظ ابوالفرج ابن الجوزی نے زیادتی کی ہے
کہ اس کو کتاب الموضوعات میں داخل کر دیا۔ اور اُن کے
شاگرد محدّث ابوعبداللہ محمد بن یوسف دمشقی صالحی

الواسطی حدثنا علی بن المنذر حدثنا
محمد بن فضیل حدثنا فضیل بن مرزوق
عن ابراہیم بن الحسن عن فاطمۃ
بنت الحسین بن علی عن اسماء بنت
عمیس قالت کان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اذا نزل علیہ الوحی
یکاد یغشی علیہ فانزل علیہ یوما و
رأسہ فی حجر علی حتی غابت الشمس
فرفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رأسہ فقال لہ صلیت العصر یا علی
قال لا یا رسول اللہ فدعا اللہ تعالیٰ
فرد علیہ الشمس حتی صلی العصر
قالت فرأیت الشمس بعد ما غابت
حین ردت صلی العصر۔ قال الحافظ
جلال الدین السیوطی فی جزء "کشف
اللبس فی حدیث رد الشمس" ان
حدیث رد الشمس معجزۃ لنبینا
محمد صلی اللہ علیہ وسلم صححہ الامام
ابو جعفر الطحاوی وغیرہ و افرط
الحافظ ابو الفرج بن الجوزی
فاوردہ فی کتاب الموضوعات و
قال تلمیذہ المحدث ابو عبد اللہ
محمد بن یوسف الدمشقی الصالحی
فی جزء مزیل اللبس عن حدیث
رد الشمس اعلم ان ہذا الحدیث

نے اپنی کتاب "مزیل اللبس عن حدیث رد الشمس" میں
کہا ہے جاننا چاہیئے کہ اس حدیث کی روایت طحاوی نے
اپنی کتاب شرح مشکل الآثار میں اسماء بنت عمیس
سے دو سندوں کے ساتھ کی ہے اور کہا کہ یہ دونوں حدیثیں ثابت
ہیں اور ان کے راوی ثقہ ہیں۔ اور ان کو نقل کیا ہے قاضی
عیاض نے شفاء میں اور حافظ ابن سید الناس نے "بشری
اللبیب" میں اور حافظ علاء الدین مغلطائی نے اپنی کتاب
"الزہر الباسم" میں۔ اور اس کو صحیح کہا ہے ابو الفتح ازدی
نے اور حسن کہا ہے ابو زرعہ بن العراقی نے اور ہمارے شیخ
حافظ جلال الدین سیوطی نے "الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث
المشتہرۃ" میں اور کہا حافظ احمد بن صالح نے اور اب اس
کے تسلیم میں کیا رکاوٹ ہے، اہل علم کی راہ پر چلنے والے کے
لئے مناسب نہیں ہے اسماء کی حدیث سے تخلف کرنا کیونکہ
یہ بہت بڑی علاماتِ نبوت میں سے ہے۔ اور حفاظِ حدیث نے
اعتراضات کئے ابن الجوزی کے اس حدیث کو کتاب الموضوعات
میں داخل کر دینے پر۔ اور اس کو طحاوی نے کتاب مشکل الآثار
میں دو سندوں کے ساتھ اخذ کیا ہے، ان میں سے ایک
روایت فضیل بن مرزوق کی ہے جو مروی ہے ابراہیم
ابن الحسن سے انہوں نے روایت کیا فاطمہ بنت الحسین سے
جس طور پر ہم اس کو لکھ چکے ہیں اس کے معنے کے ساتھ۔ اور
دوسری سند یہ ہے کہ ہم سے روایت کیا علی بن عبد الرحمن
ابن محمد بن المغیرہ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا احمد بن صالح
نے، کہا کہ ہم سے روایت کیا ابن ابی فدیک نے، کہا مجھ سے
روایت کی موسیٰ نے عون بن محمد سے انہوں نے اپنی والدہ
ام جعفر سے انہوں نے اسماء بنت عمیس سے کہ رسول اللہ

رواه الطحاوی فی کتابہ شرح مشکل
الآثار عن اسماء بنت عمیس من
طریقین وقال ہذان الحدیثان ثابتان
ورواتہما ثقات ونقلہ قاضی عیاض
فی الشفاء والحافظ ابن سید الناس
فی بشری اللبیب والحافظ علاء الدین
مغلطائی فی کتابہ الزہر الباسم و
صححہ ابو الفتح الازدی وحسنہ ابوزرعۃ
بن العراقی وشیخنا الحافظ جلال
الدین السیوطی فی الدرر المنتثرۃ
فی الاحادیث المشتہرۃ۔ وقال الحافظ
احمد بن صالح وناہیک بہ لا ینبغی
لمن سبیلہ العلم التخلف عن حدیث
اسماء لانہ من اجل علامات النبوۃ
وقد انکر الحفاظ علی ابن الجوزی
ایرادہ الحدیث فی کتاب الموضوعات
قلت واخرجہ الطحاوی فی مشکل
الآثار من طریقین احدہما طریق
فضیل بن مرزوق عن ابراہیم
بن الحسن عن فاطمۃ بنت الحسین
نحو الذی کتبناہ بمعناہ والثانی
حدثنا علی بن عبد الرحمن بن محمد
بن المغیرۃ حدثنا احمد بن صالح حدثنا
ابن ابی فدیک حدثنی محمد بن
موسی عن عون بن محمد عن امہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز صہباء میں پڑھی (صہباء ایک
مقام کا نام ہے خیبر کے پاس) پھر علی رضؓ کو کسی کام کے لئے بھیجا
وہ لوٹ کر آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز پڑھ
چکے تھے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر علی رضؓ کی گود
میں رکھ لیا۔ تو علی نے اُن کو حرکت نہ دی حتی کہ دھوپ غائب
ہوگئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء کی کہ اے اللہ آپ
کے بندے علی نے اپنے نفس کو روکا آپ کے نبی پر تو اُس
کے اوپر سورج کی روشنی لوٹا دیجئے۔ اسماء نے کہا کہ پھر دھوپ
نکل آئی یہاں تک کہ پہاڑوں پر اور زمین پر پڑی۔ پھر علی
کھڑے ہوئے انہوں نے وضو کیا اور نمازِ عصر پڑھی پھر سورج
غائب ہوگیا اور یہ واقعہ صہباعہ میں ہوا۔ کہا طحاوی نے کہ محمد بن
موسیٰ مدنی جو فطری کے نام سے مشہور ہے روایت میں مقبول
ہے اور عون بن محمد یہ عون بن محمد بن علی بن ابی طالب ہے اور
اُس کی ماں اُمّ جعفر ہے جو محمد بن جعفر بن ابی طالب کی بیٹی
ہے۔ پھر طحاوی نے معارضہ کیا اس حدیث کا اُس حدیث سے
جو مرفوعاً ابوہریرہؓ سے مروی ہے چند طُرق سے کہ سوائے
یوشع کے سورج کو کسی کے لئے نہیں روکا گیا۔ اور جواب دیا
کہ یہ بات ممکن ہے کہ یوشع کے ساتھ مخصوص ہو اُس کا روکا جانا
غائب ہونے سے، اور یہ لوٹایا جانا ہے بعد غائب ہونے
کے، پھر جواب کو رد کیا ایک حدیث سے جس کا لفظ یہ ہے
. تو اللہ نے اس (آفتاب) کو روک دیا اُس کے لئے یعنی یوشع
کے اُوپر۔ حاصل کلام طحاوی ختم ہوا۔ اور علیؓ رضؓ کی حکمت اس سے کہیں
بڑھ کر ہے کہ ہم اس کا احصاء اور احاطہ کر سکیں اور اسکا احصاء کیسے ممکن ہے جبکہ آنحضرتؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی
اُس کا دروازہ ہے۔ لیکن کچھ تھوڑا سا حصہ زیر قلم لاتے ہیں۔

عہ صہباء ایک مقام کا نام ہے جو خیبر سے ایک منزل کے فاصلہ پر تھا ۱۲

ام جعفر عن اسماء ابنۃ عمیس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلے الظہر بالصہباء ثم ارسل علیا فی حاجۃ فرجع وقد صلی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم العصر فوضع النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم راسہ فی حجر علیؓ فلم یحرکہ حتی غابت الشمس فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہم ان عبدک علیا احتبس بنفسہ علی نبیک فردّ علیہ شرقہا قالت اسماء فطلعت الشمس حتی وقعت علی الجبال و علے الارض ثم قام علی فتوضأ و صلی العصر ثم غابت و ذلک فی الصہباء قال الطحاوی محمد بن موسٰی المدنی المعروف بالفطری وہو محمود فی روایتہ و عونؒ بن محمد ہو عون بن محمد بن علی بن علی بن ابی طالب وامہ ہی ام جعفر ابنۃ محمد بن جعفر بن ابی طالب ثم عارض الحدیث بما روی من طرق عن ابی ہریرۃ رفعہ لم یحتبس الشمس علی احد الا لیوشع و اجاب بانہ یمکن ان یکون المخصوص بیوشع حبسہا عن الغیبوبۃ وہذا ردّہا بعد الغیبوبۃ ثم ردّ الجواب بحدیث لفظہ فحبسہا اللہ علیہ ای

روایت کیا ابوبکر نے ابواسحٰق سے، کہا کہ علی رضؓ نے فرمایا کہ چند کلمات ہیں اگر ان کی طلب میں تم سفر کرو اپنی سواریوں پر تو اُن کا مغز گھلا دو گے پہلے اس سے کہ اُن کے جیسے حاصل کرنے میں تم کو کامیابی ہو۔ (وہ یہ ہیں):

ملفوظات حضرت علی کرم اللہ وجہہ

بندہ کو اپنے رب کے سوا کسی سے اُمید نہ باندھنی چاہیئے اور نہ ڈرنا چاہیئے مگر اپنے گناہ سے۔ اور جو شخص نہیں جانتا وہ سیکھنے سے شرم نہ کرے۔ اور جب شخص سے کوئی ایسی بات پوچھی جائے جس کو نہ جانتا ہو تو وہ اللہ اعلم کہنے سے شرم نہ کرے۔ اور جان لو کہ صبر کا مرتبہ ایمان کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسا سر کا مرتبہ جسد کے مقابلہ میں، تو جب سر جائیگا تو جسم بھی جاتا رہے گا اسی طرح جب صبر جائیگا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔ اور مروی ہے زبید بن الحارث سے وہ روایت کرتے ہیں بنی عامر کے ایک شخص سے کہا کہ فرمایا علی رضؓ نے کہ مجھے تم پر دو برائیوں کا اندیشہ ہے طولِ امل (اُمید کا طومار) اور نفسانی خواہش کا اتباع۔ فرمایا کہ طولِ امل آخرت کو بھلا دیتا ہے اور بلاشبہ خواہشِ نفس کا اتباع حق سے روک دیتا ہے اور یقیناً دنیا (کا یہ حال ہے کہ وہ) پیٹھ پھیر کر رخصت ہو رہی ہے اور آخرت سامنے آتی جا رہی ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کے اولاد ہے تو تم کو چاہیئے کہ آخرت کی اولاد بنو۔ کیونکہ آج عمل ہے حساب نہیں، اور کل حساب ہوگا عمل نہ ہوگا۔ اور مروی ہے حسن سے، کہا کہ فرمایا علی رضؓ نے کہ خوش حالی ہے اُس بندے کے لئے جو گمنام ہو اُس نے لوگوں کو پہچانا اور لوگوں نے اُسے نہ پہچانا اور اللہ نے اُس کو پہچانا کہ وہ اُس کی رضا جوئی میں ہے۔ ایسے لوگ ہدایت کے چراغ ہیں، ہر اندھیری والا

علے یوشع انتقطے حاصل کلام
الطحاوی وحکمت او بیش ازان
است کہ باحصاء در آید وچگونہ میسر
شود احصاء آن حالانکہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم فرمودہ باشند
انا مدینۃ العلم وعلیؓ بابہا لیکن
قدری میسر بتعلم آریم۔ اخرج ابوبکر
عن ابی اسحٰق قال قال علیؓ کلماتٌ
لو رحلتم المطیّ فیہنّ لانقیتموہنّ
قبلَ ان تدرکوا مثلہنّ لا یرجُ عبدٌ
الا ربّہ ولا یخف الا ذنبہ۔ ولا یستحیی
من لا یعلم ان یتعلّم۔ ولا یستحیی من
اِذا سُئل عما لا یعلم ان یقول اللہ
اعلم واعلموا ان منزلۃ الصبر من
الایمان کمنزلۃ الرأس من الجسدِ فاذا
ذہب الرأسُ ذہب الجسدُ و
اذا ذہب الصبرُ ذہبَ الایمانُ
وعن زید بن الحارث عن رجل من
بنی عامر قال قال علی انما اخاف علیکم
اثنتین طولَ الامل واتباعَ الہوٰی
قال طولُ الامل یُنسی الآخرۃَ
وان اتباعَ الہوٰی یصُدّ عن الحق
وان الدنیا قد ترحّلت مُدبرۃً و
اِنّ الآخرۃَ قد جاءت مُقبلۃً
ولکل واحدۃٍ منہا بنُونَ فکونوا من

فتنہ اُن کی برکت سے دفع ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے وہ راز کو فاش کرنے والے پیٹ کے ہلکے نہیں ہوتے اور نہ جلد باز (آگے چلنے والے) ریاکاری کرنے والے ہوتے ہیں۔ اور عطاء بن ابی رباح سے مروی ہے کہا کہ علی رضؓ بن ابی طالب جب کوئی سریّہ بھیجتے اور تو اُس پر کسی شخص کو امیر بناتے تو اس کو نصیحت کرتے اور فرماتے کہ میں تجھ کو اللہ سے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں تجھے اُس سے ملنا ضرور ہی ہوگا۔ اور اُس کے علاوہ اور کوئی تیرا منتہیٰ نہ ہوگا وہ دنیا اور آخرت کا مالک ہے اور تجھ پر لازم ہے کہ ایسی چیز کو اختیار کرے جو تجھے اللہ سے قریب کرے کیونکہ اس چیز میں جو اللہ کے پاس ہے بدلہ ہے دنیا (میں کئے ہوئے اعمال) کا۔ اور مروی ہے زید بن وہب سے کہ بعجہ نے علیؓ پر اُن کے لباس کے بارے میں عیب لگایا، تو آپ نے فرمایا کہ مومن مقتدیٰ ہوتا ہے اس حال میں کہ قلب خشوع کرے (لباس سے مقتدیٰ نہیں بنتا بلکہ قلب سے بنتا ہے)۔ اور مروی ہے عمرو بن کثیر حنفی سے وہ روایت کرتے ہیں علیؓ سے کہ فرمایا کہ غصّہ کو ضبط کرو اور ہنسنا کم کرو۔ اس سے قلوب نہیں بگڑتے۔ اور حارث روایت کرتے ہیں علی سے کہ فرمایا کہ جس نے ایمان اور قرآن کو جمع کیا اُس کی مثال ترنج کی سی ہے، خوش بودار بھی اور خوش مزہ بھی اور جس نے نہ ایمان کو جمع کیا اور نہ قرآن کو جمع کیا وہ مثل اندرائن کے ہے بدبودار اور بدمزہ۔ اور مروی ہے محمد بن عمرو بن علی سے کہا کہ علی رضؓ سے کہا گیا کہ اے ابوالحسن آپ کا یہ کیا حال ہے کہ آپ قبرستان کے مجاور ہوگئے ہیں۔ فرمایا کہ میں اُن کو صادق پڑوسی پاتا ہوں بُرائی سے روکتے ہیں اور آخرت کو یاد دلاتے ہیں۔ ان تمام

ابناء الآخرۃ فان الیوم عملٌ ولا حسابٌ
وغداً حسابٌ ولا عمل۔ وعن الحسن
قال قال علی طوبیٰ لکل عبدٍ نُوَمَۃٍ
عرف الناس ولم یعرفہ الناس
وعرفہ اللہ منہ برضوان اولئک مصابیح
الھدیٰ یجلی عنھم کل فتنۃٍ مظلمۃٍ
ویدخلھم فی رحمتہ لیس اولئک
بالمذاییع البذر ولا بالجفاۃ المرائین
وعن عطاء بن ابی رباح قال کان
علی بن ابی طالب اذا بعث سریۃً
ولّی امرھا رجلاً فاوصاہ فقال اوصیک
بتقوی اللہ لابد لک من لقائہ ولا منتھی
لک دونہ ھو یملک الدنیا والآخرۃ
وعلیک بالذی یقربک الی اللہ فان
فیما عند اللہ خلفاً من الدنیا و
عن زید بن وھب ان بعجۃ عاب علیا
فی لباسہ فقال یقتدی المؤمن و
یخشع القلب۔ وعن عمرو بن کثیر
الحنفی عن علی قال اکظموا الغیظ و
اقلوا الضحک لاتمجہ القلوب وعن
الحارث عن علی قال مثل الذی
جمع الایمان والقرآن مثل الاترجۃ
الطیبۃ الریح الطیبۃ الطعم و
مثل الذی لم یجمع الایمان ولم یجمع
القرآن مثل حنظلۃ خبیثۃ الریح

احادیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور صواعق
میں آنحضرت کرم اللہ وجہہ کے ارشادات میں سے ہے کہ

کلماتِ حکمت جن میں سے بہت سے ضرب المثل بن چکے ہیں

لوگ سوئے ہوئے ہوتے ہیں، جب مرتے ہیں تو جاگتے ہیں۔ لوگ اپنے زمانہ میں
کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے باپ دادا سے زیادہ مشابہ
ہوتے ہیں۔ اگر پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ
نہ ہوگا۔ وہ شخص ہلاک نہیں ہوا جس نے اپنا مرتبہ پہچان لیا۔
آدمی اپنی اچھی قیمت خود بناتا ہے۔ جس نے اپنے نفس کو
پہچان لیا تو اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ آدمی اپنی زبان
کے نیچے چھپا ہوا ہوتا ہے۔ جس کی زبان شیریں ہوگی اُس
کے دوست بہت ہوں گے۔ نیکی سے آگ کو بھی غلام بنا لیا
جاتا ہے۔ بخیل کے مال کو بشارت دے دو کسی حادثہ کی یا
کسی وارث کی۔ اِس کو نہ دیکھو کہ کس نے کہا، یہ دیکھو کہ کیا کہا۔
مصیبت کے وقت گھبرا جانا مصیبت (کو بڑھا کر) مکمل کر
دیتا ہے۔ فتح مندی بغاوت کے ساتھ، فتح مندی نہیں ہے۔
ثناء کبر کے ہوتے ہوئے کوئی چیز نہیں۔ (کھانے کی) بڑھی
ہوئی حرص اور بدہضمیوں کے ہوتے ہوئے صحت کا کوئی وجود
نہیں۔ شرافت بدتمیزی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔ حسد کے
ہوتے ہوئے راحت نہیں ملتی۔ انتقام کے جذبہ کے ساتھ
سرداری جمع نہیں ہوتی۔ درستی رائے ترکِ مشورہ کے بعد نہیں
ملتی۔ بہت جھوٹ بولنے والے کی مروت نہیں چاہئے۔
کوئی بزرگی تقوے سے اونچا مرتبہ نہیں رکھتی۔ توبہ سے زیادہ
نجات دینے والا کوئی سفارشی نہیں۔ عافیت سے زیادہ
خوبصورت کوئی لباس نہیں۔ بیکار کر دینے والا جہل سے

خبیثۃ الطعم۔ وعن محمد بن عمرو
بن علی قال قیل لعلی ماشانک
یاباحسن جاورت المقبرۃ قال انی اجدہم
جیران صدق یکفون السیئۃ و
یذکرون الآخرۃ۔ اخرج ہذہ الاحادیث
کلہا ابوبکر بن ابی شیبۃ۔ وفی الصواعق
من کلامہ کرم اللہ وجہہ الناس نیام
اذا ماتوا انتبہوا۔ الناس بزمانہم
اشبہ منہم بآبائہم۔ لو کشف الغطاء
ماازددت یقیناً۔ ماہلک امرء عرف
قدرہ۔ قیمۃ کل امرء مایحسنہ۔ من
عرف نفسہ فقد عرف ربہ۔ المرء
مخبوء تحت لسانہ۔ من عذب لسانہ
کثر اخوانہ۔ من البر یستعبد الحر
بشر مال البخیل بحادث او وارث
لاتنظر الذی قال انظر الی ما قال
الجزع عند البلاء تمام المحنۃ۔ لاظفر
مع البغی۔ لاثناء مع الکبر۔ لاصحۃ
مع النہم والتخم۔ لاشرف مع سوء
الادب۔ لاراحۃ مع الحسد۔ لاسؤدد
مع الانتقام۔ لاصواب مع ترک
المشورۃ۔ لامروۃ للکذوب۔ ولاکرم
اعز من التقی۔ لاشفیع انجح من التوبۃ
لالباس اجمل من العافیۃ۔ لاداء
اعیی من الجہل۔ رحم اللہ امرءً قدعرف

بڑا کوئی مرض نہیں۔ اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے ایسے شخص پر جو اپنے مرتبہ کو پہچانے اور اپنی وضع سے آگے نہ بڑھے۔ معذرت کو بار بار لوٹانا گناہ (قصور) کو یاد دلانا ہے۔ بھرے مجمع میں نصیحت کرنا دوسرے کو رسوا کرنا ہے۔ جاہل کی نعمت کوڑے پر پھلواری جیسی ہے۔ گھبراہٹ صبر سے زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ سب سے بڑا دشمن وہ ہے جس کا مکر سب سے زیادہ چھپا ہوا ہو۔ حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ تمام عیبوں کی برائیوں کا جامع بخل ہے۔ جب مقدرات واقع ہوتے ہیں تو تدابیر بیکار ہو جاتی ہیں۔ شہوات کا بندہ زیادہ ذلیل ہوتا ہے غلامی والے بندے سے۔ حاسد غیظ و جلن میں مبتلا رہتا ہے اس شخص کے اوپر جس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ گنہگار کی سفارش کے لئے گناہ کافی ہے۔ سعادت مند وہ ہے جو غیر کے حال سے عبرت حاصل کرے۔ احسان (بدگوئی کرنے والے کی) زبان کاٹ دیتا ہے۔ ہر فقر سے بڑھا ہوا فقر "حماقت" ہے، ہر تونگری سے بڑھی ہوئی تونگری عقل ہے۔ لالچی ذلت کی بندش میں ہوتا ہے۔ یہ تعجب کی بات نہیں کہ مرنے والا کیسے مرگیا، تعجب کی بات یہ ہے کہ بچنے والا کیسے بچا۔ عقلوں کے پچھڑنے کے اکثر مقامات لالچوں کی چمک کے نیچے ہوتے ہیں۔ جب تمھارے پاس نعمتیں پہنچیں تو جو نعمت ابھی دور ہے اس کو شکر میں کمی کرکے نہ بھگاؤ۔ جب تو اپنے دشمن پر قادر ہو جائے تو اس پر قادر ہو جانے کا شکر اس کو معاف کردینے کی صورت میں ادا کر۔ کسی نے اپنے دل میں کوئی بات نہیں چھپائی مگر وہ ظاہر ہو کر رہی اس کی زبان سے اچانک نکلنے والے کلمات سے اور اس کے چہرے کے صفحات پر۔ بخیل آدمی عجلت کے ساتھ تنگدستی کو بلا لیتا ہے جب کہ دنیا میں

قدرہ ولم یتعدّ طورہ - اعادۃ الاعتذار تذکر بالذنب - النصح بین الملأ تقریع - نعمۃ الجاہل کروضۃ علی مزبلۃ - الجزع اتعب من الصبر - اکبر الاعداء اخفاہم مکیدۃ - الحکمۃ ضالۃ المؤمن - البخل جامع لمساوی العیوب - اذا حلّت المقادیر ضلّت التدابیر - عبد الشہوۃ اذل من عبد الرق - الحاسد مغتاظ علی من لا ذنب لہ - کفی بالذنب شفیعا للمذنب - السعید من وعظ بغیرہ - الاحسان یقطع اللسان - افقر الفقر الحمق - اغنی الغنی العقل - الطامع فی وثاق الذل - لیس العجب ممن ہلک کیف ہلک العجب ممن نجا - اکثر مصارع العقول تحت بروق الاطماع - اذا وصلت الیکم النعم فلا تنفروا اقصاہا بقلۃ الشکر - اذا قدرت علی عدوک فاجعل العفو عنہ شکر القدرۃ علیہ - ما اضمر احد شیئا الا ظہر فی فلتات لسانہ وعلی صفحات وجہہ - البخیل یستعجل الفقر ویعیش فی الدنیا عیش الفقراء ویحاسب فی الآخرۃ حساب الاغنیاء - لسان العاقل وراء قلبہ وقلب الاحمق وراء لسانہ - العلم یرفع الوضیع والجہل یضع الرفیع

کی زندگی گذارتا ہے اور آخرت میں اُس سے ایسا محاسبہ ہوگا جیسا اغنیاء سے کیا جائے گا۔ عقلمند کی زبان اُس کے قلب کے پیچھے ہوتی ہے اور احمق کا قلب اُس کی زبان کے پیچھے ہوتا ہے۔ علم کم مرتبہ شخص کو اُوپر اُٹھا دیتا ہے اور جہل بلند مرتبہ شخص کو نیچے گرا دیتا ہے۔ علم مال سے بہتر ہے، علم تیری پہرہ داری کرتا ہے اور تو مال کی پہرہ داری کرتا ہے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم علیہ۔ میری کمر ٹوٹتی ہے (یعنی مجھے سخت اندیشہ ہے) ایسے عالم سے جو محرمات کا ارتکاب کرتا ہو اور ایسے جاہل سے جو طریق زہد پر چلتا ہو۔ یہ (عالم) فتوے دے گا اور اپنے ناجائز عمل سے لوگوں کو (شریعت پر عمل کرنے سے) گریزاں کرے گا۔ اور یہ (جاہل) لوگوں کو گمراہ کرے گا اپنے طریق زہد سے۔ سب سے زیادہ کم قیمت وہ لوگ ہیں جو اُن میں سب سے زیادہ کم علم ہیں کیونکہ ہر شخص کی قیمت وہ ہوتی ہے جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ اور آپ کی

کرامات

میں سے جن کو صاحب الریاض نے اصبغ سے روایت کیا یہ ہے، کہا کہ ہم علیؓ کے ساتھ آئے، جب ہم اُس جگہ سے گذرے جو حسینؓ کی قبر کی جگہ ہے تو علیؓ نے کہا کہ یہاں اُن کی سواریوں کے بیٹھنے کی جگہ ہوگی اور یہاں اُن کے ٹھکانے ہونگے۔ اور یہاں اُن کے خون بہنے کی جگہ ہوگی۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ جوان ہوں گے جو اس میدان میں قتل کئے جائیں گے۔ پھر اُن پر آسمان اور زمین روئیں گے۔ اور مروی ہے جعفر بن محمد سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے، کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کے سامنے دو شخص جن میں جھگڑا تھا پیش کئے گئے تو آپ ایک دیوار کی جڑ میں بیٹھ گئے۔ تو ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین

العلم خیرٌ من المال۔ العلم یحرسک و انت تحرس المال۔ العلم حاکمٌ و المال محکوم علیہ۔ قصم ظہری عالمٌ متہتکٌ و جاہل متنسکٌ ھٰذا یُفتی و ینفّر الناس بتہتکہ و ہذا یضلّ الناس بتنسکہ۔ اقلّ الناس قیمۃً اقلّہم علماً اذ قیمۃ کل امرءٍ ما یحسنہ و من کراماتہ ما ذکرہ صاحب الریاض عن الاصبغ قال اتینا مع علیّ فمررنا بموضع قبر الحسین فقال علیؑ ہٰہنا مناخ رکابہم و ہٰہنا موضع رحالہم و ہٰہنا مہراق دمائہم فتیۃٌ من آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقتلون بہذہ العرصۃ فیبکی علیہم السماءُ و الارضُ۔ و عن جعفر بن محمد عن ابیہ قال عرض لعلیّ رضی اللہ عنہ رجلان فی خصومۃٍ فجلس فی اصل جدارٍ فقال رجلٌ یا امیر المؤمنین الجدارُ یقعُ فقال لہ علی امضِ کفی باللہ حارساً فقضی بین الرجلین فقام فسقط الجدارُ۔ و عن الحارث قال کنت مع علی بن ابی طالب بصفین فرأیتُ بعیراً من اہل الشام جاء و علیہ راکبٌ وثقلہ فالقی ما علیہ و جعل یتخلل الصفوف حتی انتہی الی علیّ فوضع

دیوار گرنے والی ہے، تو اُس سے علی رضؓ نے فرمایا کہ تو (اپنا بیان سُنائے جا) اللہ ہماری حفاظت کے لئے کافی ہے۔ پھر آپ نے ان دونوں کے درمیان فیصلہ کیا اور اُٹھ گئے پھر دیوار گر پڑی۔ اور مروی ہے حارث سے کہا کہ میں علی بن ابی طالب کے ساتھ صفین میں تھا تو میں نے اہلِ شام کے ایک اونٹ کو دیکھا کہ وہ آیا اور اُس کے اُوپر اُس کا سوار اور اُس کا سامان بھی تھا تو اُونٹ نے جو کچھ اُس کے اوپر تھا گرا دیا اور صفوں کے درمیان گھُستا چلا گیا یہاں تک کہ علی رضؓ کے پاس پہنچ کر رُکا اور اپنے لب کو علی رضؓ کے سر اور کندھے کے درمیان رکھ کر اُن کو اپنی گردن کے نیچے کے حِصّہ سے ہلانے لگا۔ تو علی رضؓ نے فرمایا کہ واللہ یہ علامت ہے میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان۔ کہا کہ اُس دن لوگوں نے بہت کوشش کی اور شدید جنگ ہوئی۔ اور علی بن زاذان سے مروی ہے کہ علی رضؓ نے ایک حدیث بیان کی تو اُن کو ایک شخص نے جھٹلایا۔ تو علی رضؓ نے کہا کہ اگر میں سچّا ہوں تو تجھ پر بد دعا کرتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ ہاں۔ تو آپ نے اُس پر بد دُعا کی تو وہ لوٹنے نہ پایا کہ اُس کی بینائی جاتی رہی۔ اور مروی ہے ابوذر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو بُلانے کے لئے مجھے بھیجا۔ میں اُن کے گھر پہنچا اور اُن کو پُکارا تو اُنہوں نے مجھے جواب نہ دیا میں نے واپس آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ پھر جاکر اُن کو پکارو، وہ گھر میں موجود ہیں۔ کہا پھر میں نے مکان پر جاکر اُن کو پُکارا تو میں نے چکّی پیسے جانے کی آواز سُنی۔ پھر میں نے دیوار کے اُوپر سے جھانکا تو دیکھتا کیا ہوں کہ چکی گھوم رہی ہے اور اُس کے پاس کوئی موجود نہیں ہے۔ پھر میں نے اُن کو آواز دی تو وہ میرے پاس شگفتگی کے ساتھ

مشفرہ مابین رأسہ علی و منکبہ و
جعل۔ بحر کہا بجبرانہ فقال علیؓ و اللہ
انہا لعلامۃ بینی و بین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال فجدّ الناس
فی ذلک الیوم و اشتدّ قتالہم۔ و
عن علی بن زاذان ان علیا حدث
حدیثا فکذبہ رجل فقال علیؓ ادعو
علیک ان کنت صادقاً قال نعم
فدعا علیہ فلم ینصرف حتی ذہب بصرہ
وعن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال بعثنی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادعو
علیاً فاتیت بیتہ فنادیتہ فلم یجبنی
فعدت فاخبرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال لی عُد الیہ ادعہ فانہ
فی البیت قال فعدت اُنادیہ فسمعت
صوت رحی تطحن فشارفت فاذا
الرحی تطحن ولیس معہا احد فنادیتہ
فخرج الیّ منشرحًا فقلت لہ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعوک
فجاء ثم لم ازل انظر الی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و ینظر الیّ ثم
قال یا باذر ما شأنک فقلت یارسول
اللہ عجبت من العجب رأیت رحیً
تطحن فی بیت علی ولیس معہا احدٌ
یدیرہا فقال یا ابا ذر ان للہ ملائکۃ

باہر آئے تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ کو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بلارہے ہیں۔ تو وہ آگئے۔ پھر میں برابر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھتا رہا اور آپ
مجھے دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذر کیا بات ہے؟ میں
نے کہا کہ میں ایک عجیب بات سے حیرت میں ہوں۔ میں
نے ایک چکی دیکھی جو علی کے مکان میں آٹا پیس رہی ہے۔
اور اُس کے پاس کوئی اُس کو گھمانے والا نہیں۔ تو آپ نے
فرمایا اے ابوذر اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں
پھرتے رہتے ہیں اور وہ مقرر کر دیئے گئے ہیں آلِ محمد کی
امداد پر۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور مروی ہے فضالہ بن ابی
فضالہ سے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ ینبعؔ کے لئے
روانہ ہوا علی رض کی عیادت کے لئے اور وہ بیمار تھے تو میرے
باپ نے اُن سے کہا کہ اس طرح کے مقام میں آپ نے کس
وجہ سے قیام کر رکھا ہے۔ اگر آپ کا انتقال ہو گیا تو یہاں
آپ (کی تکفین و تدفین وغیرہ) کا ذمہ دار کوئی نہ ہوگا بجز
ان اعراب یعنی جہینہ کے دیہاتیوں کے تو مدینہ کی طرف
چلئے کہ اگر وفات مقدر تم پر آجائے تو آپ کے اصحاب آپ
کے کام کے والی بنیں اور وہ آپ کی نماز (جنازہ) پڑھیں۔ اور
ابو فضالہ اہلِ بدر میں سے تھے۔ تو علی رض نے کہا کہ میں اس
بیماری سے مرنے والا نہیں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ میں نہیں مروں گا
تاآنکہ مجھ پر وار کیا جائے پھر خضاب کی جائے یہ یعنی اُن
کی ڈاڑھی اُس سے یعنی اُن کے سر (کے خون) سے پھر قتل
کیئے گئے ابو فضالہ اُن کے ساتھی ہو کر صفین میں۔ اور
روایت کیا ابو عمر نے عُبیدہ سے، کہا کہ علی حب ابن ملجم

سیاحین فی الارض . وقد وکلوا
بمعونۃ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
وعن فضالۃ بن ابی فضالۃ قال
خرجت مع ابی الے ینبع عائدا
لعلیؓ وکان مریضاً فقال لہ ابی
ما یسکنک بمثل ھذا المنزل لو ہلکت
لم یلیک الا الاعراب اعراب جہینۃ
فاحمل الے المدینۃ فان اصابک
بھا قدر ولیک اصحابک وصلوا
علیک وکان ابو فضالۃ من اہل بدر
فقال علیؓ انی لست بمیت من وجعی
ہذا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عہد الی ان لا اموت حتی اضرب
ثم تخضب ہذہ یعنی لحیتہ من ہذہ
یعنی ہامتہ فقتل ابو فضالۃ معہ
بصفین ـ واخرج ابو عمر عن عبیدۃ
قال کان علی اذا رأی ابن ملجم قال
؎ ارید حیاتہ ویرید قتلی ؛ عذیرک
من خلیلک من مراد ؛ وکان علی کثیرا
ما یقول ما یمنع اشقاہا او ما ینتظر اشقاہا
ان یخضب ہذہ من دم ہذا ویقول
واللہ لیخضبن ہذہ من دم ھذا
ولیشیر الے لحیتہ ورأسہ خضاب
دم لا خضاب عطر ولا عبیر ونعیب
اواز احیاء علوم دینیہ آن است

کو دیکھتے تھے تو یہ شعر پڑھتے تھے ؎ اُرِیْدُ حَیَاتَہٗ
الخ یعنی میں اس کی زندگی چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کا
ارادہ کرتا ہے ۔ قبیلۂ مراد سے کسی اپنے دوست کو جو تیری
طرف سے عذر کرے لے آ" اور علی رضؓ اکثر یہ کہا کرتے کوئی نہ
روکے گا اُمت کے سب سے بڑے بدبخت کو یا نہیں انتظار
کرے گا اس اُمت کا سب سے بڑا بدبخت اس کام سے کہ وہ
اس کا خضاب اس کے خون سے کرے ۔ اور کہتے کہ واللہ ضرور
خضاب کی جائے گی یہ، اس کے خون سے ۔ اور اشارہ کرتے
اپنی ڈاڑھی اور اپنے سر کی طرف خون کا خضاب ، نہ کہ عطر اور
عنبر ملا ہوا خضاب ۔ اور آن کا حصہ علوم دینیہ کے احیاء
میں یہ ہے کہ اُنہوں نے قرآن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی موجودگی میں ہی جمع کیا اور اُس کو ترتیب دیا تھا لیکن تقدیر
اُس کے شائع ہونے کی معاون نہ ہوئی ۔ ابو عمر نے محمد بن کعب
القرظی سے روایت کیا ہے، کہا کہ جن لوگوں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں قرآن جمع کر لیا تھا اُن
میں سے عثمان بن عفان ہیں اور علی بن ابی طالب اور عبداللہ
بن مسعود مہاجرین میں سے اور سالم مولی ابی حذیفہ بن عتبہ
بن ربیعہ جو مہاجرین کے مولیٰ تھے خود مہاجرین میں سے
نہ تھے ۔ اور پھر تابعین میں کی ایک جماعت نے اُن سے
قرآن کو روایت کیا ہے اور اُس جمع کی روایت اب تک
باقی ہے ۔ بغوی نے شرح السنہ میں کہا ہے کہ مشہور
قراء نے اپنی قراءت کی سند کو صحابہ تک پہنچایا ہے ۔
عبداللہ بن کثیر اور نافع نے سند پہنچائی اُبی بن کعب کی
طرف اور عبداللہ بن عامر نے سند پہنچائی عثمان بن عفان
کی طرف ۔ اور عاصم نے سند پہنچائی علی رضؓ اور عبداللہ بن

کہ جمع کرد قرآن را بحضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ترتیب دادہ بود آن را لیکن بتقدیر مساعد شیوع آن نشد۔ خرج ابو عمر عن محمد بن کعب القرظی قال کان ممن جمع القرآن علی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہو حی عثمان بن عفان و علیؓ بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود من المہاجرین و سالم مولے ابی حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ مولی لہم لیس من المہاجرین۔ و باز جمعی از تابعین قرآن را از وی روایت کردہ اند و روایت آن جمع تا حال باقی است۔ قال البغوی فی شرح السنۃ والقراء المعروفون اسندوا قراءتہم الی الصحابۃ فعبداللہ بن کثیر و نافع اسندا الی ابی بن کعبؓ عبداللہ بن عامر اسند الی عثمان بن عفان و اسند عاصم الی علےؓ و عبداللہ بن مسعود و زید و اسند حمزۃ الی عثمان و علےؓ و ہؤلاء قرءوا علے النبی صلی اللہ علیہ وسلم فثبت ان القرآن کان مجموعًا محفوظًا کلہ فی صدور الرجال ایام حیوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ و وی

مسعود اور زید کی طرف۔ اور حمزہ نے سند پہنچائی عثمان اور علی کی طرف اور اُن سب نے پڑھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ تو ثابت ہوا کہ قرآن جمع شدہ تھا اور سب کا سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں محفوظ تھا لوگوں کے سینوں میں۔ اور آنجناب رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث اور مکثرین صحابہ میں سے ہیں۔ ظاہر نظر میں آپ سے چھ سو کے قریب احادیث مرفوعہ احادیث کی کتب معتبرہ میں مذکور ہیں اور در حقیقت آپ کی مرفوعات ایک ہزار سے زیادہ مل سکتی ہے اور اس مبحث کو ہم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب میں ذکر کر چکے ہیں، اُس کا پھر مطالعہ کر لیا جائے۔ اور بعض ابواب حدیث ایسے ہیں کہ اُن سے پہلے اُن کی روایت کسی نے نہیں کی، اُس باب کے فاتح اول بھی وہی ہیں۔ اُن میں سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیۂ منورہ کا بیان اور اوقات شب و روز کے مشاغل آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے۔ ترمذی نے کتاب شمائل میں حضرت حسنین رضی اللہ عنہما کی روایت سے ایک حدیث طویل ذکر کی ہے اور بعض روایات ضعیف میں آیا ہے مروی ہے ابن عمر رضؓ سے کہ یہود حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور اُنہوں نے کہا کہ ہم سے اپنے صاحب کی صفات بیان کرو۔ تو آپ نے کہا کہ اے جماعت یہود میں اُن کے ساتھ غار میں اس طرح رہا جیسے یہ میری دونوں انگلیاں اور میں اُن کے ساتھ جبل حرا پر چڑھا اس طرح کہ ہم ایک دوسرے کی کمر میں ہاتھ ڈالے ہوئے تھے لیکن (اتنے قرب کے باوجود) آپ کے اوصاف کو بیان کرنا کٹھن بات ہے البتہ یہ علی بن ابی طالب موجود ہیں اُن سے پوچھو۔ تو وہ لوگ علیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا کہ

رضی اللہ عنہ از حفاظ حدیث و از مکثرین صحابہ است در بادی النظر قریب ششصد حدیث در کتب معتبرہ از احادیث مرفوعۂ وی رضی اللہ عنہ مذکور است و فی الحقیقت مرفوعات او از ہزار بیشتر می توان یافت و این مبحث را در مناقب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مذکور کردیم فراجع۔ و بعض ابواب حدیث کہ پیش از وی روایت نکردہ بودند او فاتح اول آن باب است۔ از انجملہ بیان حلیہ منورۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و گذران اوقات شب و روز آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ ترمذی در کتاب شمائل بروایت حضرت حسنین رضی اللہ عنہما حدیثی طویل آوردہ و در بعض روایت ضعیف آمدہ۔ عن ابن عمر ان الیہود جاءوا الی ابی بکر فقالوا صف لنا صاحبک فقال معشر الیہود لقد کنت معہ فی الغار کاصبعی ہاتین ولقد صعدت معہ جبل حراء وان خنصری لفی خنصرہ ولکن الحدیث عنہ صلی اللہ علیہ وسلم شدید و ہذا علی بن ابی طالب فاتوا علیاً فقالوا یا ابا الحسن صف لنا ابن عمک فقال

اے ابوالحسن ہم سے اپنے ابن عم کے اوصاف بیان کرو۔ تو آپ نے کہا کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موزونیت کی حد سے گذر جانے والے دراز قد تھے اور نہ کوتاہ قد کہ ایک عضو دوسرے میں داخل ہو۔ آپ درمیانہ قد سے کچھ بلند تھے سفید رنگ جو سرخی کی جھلک لئے ہوئے تھا، لہریئے دار بال جو گھونگریالے نہ تھے۔ آپ کے بال دونوں کانوں تک لٹکے ہوئے تھے، کشادہ پیشانی، دونوں آنکھیں سیاہ، سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک خط، سامنے کے دانت نہایت چمکیلے، بلند بینی، آپ کی گردن گویا چاندی کا لوٹا تھا۔ ان کے کچھ بال تھے سینہ سے ناف تک (سیدھے خط ہیں) گویا کہ وہ سیاہ مشک کی ایک شاخ ہے، آپ کے جسم میں یا آپ کے سینہ میں ان کے سوا اور کوئی بال نہیں تھے اور آپ کی ہتھیلی اور قدم پر گوشت تھے اور جب آپ چلتے تو قدم قوت سے اٹھاتے تھے (آگے کی طرف جھکاؤ کے ساتھ)، اور جب التفات کرتے تو پورے بدن کے ساتھ التفات کرتے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو لوگوں سے بلند معلوم ہوتے اور جب بیٹھتے تو لوگوں سے اونچے دکھائی دیتے اور جب بات کرتے تو لوگوں کو خاموش کر دیتے اور جب خطبہ دیتے تو لوگوں کو رلا دیتے اور لوگوں کے ساتھ سب سے زیادہ رحمت کا برتاؤ کرتے، یتیم کے ساتھ شفیق باپ جیسے تھے اور بیوہ عورتوں کے ساتھ کریم شوہر کی طرح، سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے اور سب سے زیادہ بخشنے والی ہتھیلی رکھتے تھے اور سب سے زیادہ شگفتہ رو تھے، آپ عباء پہنتے تھے۔ اور آپ کا طعام جو کی روٹی ہوتا تھا اور آپ کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، آپ کی چارپائی کیکر کی لکڑی کی تھی جو کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی رسی سے بنی ہوئی تھی، اور

لم یکن رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالطویل الذاھب ولا بالقصیر المتردد کان فوق الربعۃ ابیض اللون مشربًا حمرۃً جعدًا لیس بالقطط یفرق شعرہ الی اُذنیہ اَصلتَ الجبین ادعج العینین دقیق المسربۃ برّاق الثنایا اقنی الانف کأنّ عنقہ ابریق فضۃٍ لہ شعراتٌ من لبّتہ الی سرّتہ کأنھن قضیبُ مسکٍ اسودُ ولیس فی جسدہ ولا فی صدرہ شعراتٌ غیرھن وکان شثن الکفّ والقدم واذا مشیٰ کان یتقلّع من صخرٍ واذا التفت التفت بمجامع بدنہ واذا قام غمر الناس واذا قعد علا الناسَ واذا تکلّم انصت الناس واذا خطب ابکی الناس وکان ارحم الناسِ بالناس للیتیم کالاب الرحیم وللارملۃ کالزوج الکریم اشجع الناس ابذلھم کفًّا واصبحھم وجھًا لباسہ العباءُ وطعامہ خبز الشعیر و وسادہ الادم محشوًّا بلیف النخل سریرہ اُمّ غیلان مُرمّلٌ بالشریط کان لہ عمامتان احدٰھما تُدعی السحاب والاخری العقاب وکان سیفہ ذاالفقار و رایتہ الغراء وناقتہ العضباء وبغلتہ

آپ کے پاس دو عمامے تھے ایک کو سحاب کہا جاتا تھا اور دوسرے کو عقاب۔ اور آپ کی تلوار ذوالفقار تھی اور آپ کا جھنڈا غراء اور آپ کی اونٹنی عضباء اور آپ کا خچر دُلدُل اور آپ کا گدھا یعفور اور آپ کا گھوڑا بحر اور آپ کی بکری بَرکہ اور آپ کی لاٹھی ممشوق تھی اور آپ کا علَم الحمد تھا۔ اور آپ اونٹ کو خود باندھتے اور پانی لانے والے اونٹ کو خود گھاس کھلاتے اور کپڑے میں خود پیوند لگاتے اور اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے۔ اور ان میں سے ہے نمازِ مناجات جو کہ لذتِ مناجات کے حاصل کرنے میں نہایت مؤثر ہے اور جو شخص کہ اس پر ہمیشہ عمل کرے گا اس کی نورانیت کو پائے گا اور جو بے ذوق ہے وہ نہیں جانتا اس کو روایت کیا ترمذی وغیرہ نے اعرج کی روایت سے جو عبیداللہ بن ابی رافع سے اور وہ علیؓ سے روایت کرتے ہیں مبسوط طور پر۔ اور ان میں سے ہیں اوقاتِ یومیہ چاشت وصلوٰۃ الزوال وغیرہ کے نوافل جو کہ

ایک نہایت نافع باب ہے۔ روایت کیا احمد نے عاصم بن ضمرہ سے کہا کہ ہم نے علیؓ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کے نوافل کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ کہا کہ ہم نے کہا کہ آپ ہمیں اس سے باخبر کردیں تو ہم اس کے جسقدر حصہ پر ہو سکے گا عمل کریں گے۔ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تھے تو ٹھہر جاتے یہاں تک کہ جب سورج یہاں سے یعنی مشرق کی طرف سے مغرب کی جانب چل کر اتنا فاصلہ طے کر لیتا جس کی مقدار برابر ہے یہاں سے مغرب کی جانب نمازِ عصر کی مقدار کے تو آپ اٹھتے اور چار رکعت پڑھتے اور چار رکعت پڑھتے ظہر سے سے پہلے جب کہ دھوپ ڈھلتی اور دو رکعتیں اس کے بعد

دُلدُل و حمارہ یعفور و فرشہ بحر و
شاتہٗ بَرَکۃ و قضیبہ الممشوق ولواءہ
الحمد وکان یَعقل البعیرَ و یعلفُ
الناضحَ ویُرقِع الثوبَ ویَخصِفُ النعلَ
وازآن جملہ نماز مناجات کہ در تحصیل
لذت مناجات بغایت مؤثر است
و ہرکہ بران مواظبت کند نورانیت او
را دریابد و من لم یَذُق لم یَدرِ اخرجہ
الترمذی وغیرہ بروایۃ الاعرج عن
عبیداللہ بن ابی رافع عن علیؓ مبسوطاً
وازآن جملہ نوافل اوقاتِ یومیہ
از ضحیٰ و صلوٰۃ الزوال وغیرہ کہ بابی
است از ابواب تصوف بغایت نافع
اخرج احمد عن عاصم بن ضمرۃ قال سالنا
علیا عن تطوع النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالنہار فقال انکم لا تطیقونہ قال فلنا
اُخبِرنا بہ نأخذ منہ ما اَطقنا قال کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الفجر
اَمہَلَ حتے اذا کانت الشمس من
ہٰہنا یعنی من قِبل المشرق مقدارہا
من صلوٰۃ الظہر من ہٰہنا من قبل المغرب
قام فصلّے اربعًا وا ربعًا قبل الظہر
اذا زالت الشمس و رکعتین بعدَ ہا
و اربعًا قبلَ العصر یَفصِلُ بین کل
رکعتین بالتسلیم علے الملائکۃ المقربینَ

اور چار رکعات عصر سے پہلے۔ ہر دو رکعت (یعنی دو نمازوں)
کے درمیان آپ فاصلہ قائم کرتے تھے۔ ملائکہ مقربین اور
انبیاء اور جو مومنین و مسلمین میں سے اُن کا اتباع کرنے والے
تھے ان سب پر سلام کے ساتھ۔ اور کہا کہ علی رضؓ نے فرمایا کہ یہ
سولہ رکعات ہیں۔ دن میں اُن کو معمولِ عبادت بناکر رکھا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اور کم ہیں ایسے لوگ
جو اُس پر مداومت کریں۔ اور مسائل میں سے فتاویٰ اور
بہت سے آپ کے احکام نقل کئے گئے ہیں خصوصًا امام شافعیؒ
کی کتابوں میں۔ اور مصنّف عبد الرزاق اور مصنّف ابی
بکر بن ابی شیبہ میں اُن کا بڑا حصّہ مذکور رہے۔ اور آپ
توحید وصفات کے مبحث میں بڑی فصیح زبان رکھتے تھے
اور وہ مبحث آنجناب رضی اللہ عنہ کے خطبوں میں پایا جاتا
ہے اور کبارِ صحابہ میں سے صرف وہ اُس زبان کے ساتھ متفرد
ہیں گویا بابِ توحید وصفات میں کلام کے پہلے متکلم وہی ہیں
اور وہ ان مقالات میں جو مستنبط ہیں اصل اجمال سے کہ
انبیاء کی سنّتِ سنیہ ہے باہر نہیں گئے لیکن متاخرین نے
بھی اس منہج پر دلائل و ترتیب مقدمات میں چلنا چاہا مگر وہ
دائیں اور بائیں گر پڑے۔ تصوّف کے بارے میں آپ ایک
نہایت وسیع دریا تھے لیکن ایّامِ خلافت میں آنحضرت
رضی اللہ عنہ کی لڑائیوں کی مشغولیت نے اُن کو اُن کی تفصیل
سے روک دیا۔ جُنید رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ ہمارے شیخ اصول
اور بناء میں علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور خطبوں میں فصاحت
اور بلاغت کی رسم اُن ہی کی لائی ہوئی ہے۔ خلفاء گذشتہ اُن
میں مشغول نہیں ہوتے تھے۔ پھر شیخین کے زمانہ میں مسائل
دینیہ میں مشیر اور تدبیراتِ مُلکیہ میں وزیر بھی وہی ہوتے تھے

والنبیین و من تبعھم من المؤمنین والمسلمین و قال قال علیؑ تلک ستۃ عشر رکعۃ تطوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالنہار و قل من یداوم علیھا۔ و از مسائل فتاوی و احکام بسیاری نقل کردہ شد خصوصًا در کتب امام شافعی و در مصنف عبدالرزاق و مصنف ابی بکر ابن ابی شیبہ حصۂ وافرہ مذکور است و در مبحث توحید و صفات ربانی داشت فصیح و آن مبحث در خطب وی رضی اللہ عنہ یافتہ میشود و از میان کبار صحابہ وی کرم اللہ وجہہ بآن زبان متفرد است گویا در باب توحید و صفات از فن کلام متکلم اول او است و وی دران مقالات از اصل اجمال کہ سنت سنیۂ انبیاء است بیرون نرفتہ لیکن متاخران بران منوال نسج کردند و یمیناً و شمالاً افتادہ اند و در باب تصوف بحری بود بغایت وسیع اما اشتغال او در ایام خلافت بحروب او را رضی اللہ عنہ از تفصیل آن باز داشت۔ قال الجنید رحمہ اللہ شیخنا فی الاصول والبلاء علیؑ المرتضی رضی اللہ عنہ

اور انہوں نے اُن کی تعظیم و توقیر میں دور دور پہنچ کر آپ کے مناقب اور فضائل کو واضح کر دیا۔ اُن کے کلام میں ایک فصل ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ جو کچھ حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد گذرا ہے آخر عمر تک اُن تمام واقعات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی تھی اور اُن حوادث کے اصول سے مطلع فرما دیا تھا۔ غنیۃ الطالبین میں مذکور ہے کہ حضرت مرتضیٰ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت نہیں ہوئے یہاں تک کہ ہم سے بیان کر دیا کہ اُن کے بعد خلافت ابوبکر کی ہوگی پھر عمر کی پھر عثمان کی پھر میری مگر پھر مجھ پر اجتماع نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث اگرچہ باعتبار ظاہر غریب دکھائی دے رہی ہے لیکن ______ تصریحات اور اشارات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر سہ مشائخ کی خلافت کے متعلق جو پچاس حدیث سے زیادہ ہوں گے اُن کو پیش نظر رکھ لینے کے بعد مضمون اول (کہ میرے بعد خلافت فلاں فلاں کی ہوگی) کی غرابت نابود ہو جاتی ہے پھر مضمون ثانی کہ مجھ پر اجتماع نہ ہوگا اُس کے شواہد کا ایک حصہ حضرت ذی النورین کے قصہ میں ہم نے ذکر کر دیا ہے اور ایک حصہ ہم یہاں ذکر کریں گے۔ احمد نے روایت کیا فضالہ بن ابی فضالہ انصاری سے اور ابو فضالہ اہل بدر میں سے تھے کہا کہ میں نے سفر کیا اپنے باپ کے ساتھ (ینبع کا) علیؓ بن ابی طالب کی مزاج پرسی کے لئے ایک مرض کی وجہ سے جو اُن کو ہو گیا تھا جس سے وہ بیمار تھے۔ اُن سے میرے باپ نے کہا کہ کس بات نے آپ کو اس منزل میں مقیم کر رکھا ہے کہ یہاں اگر آپ کا وقت معین آگیا تو آپ کے کام

درسیم فصاحت و بلاغت در خطب آوردۂ اوست خلفاء سابق بآن مشغول نمی شدند - باز در زمان شیخین مشیر در مسائل دینیہ و وزیر در تدبیرات ملکیۂ ایشان بود و ایشان در تعظیم و توقیر او دُور دور رفتہ و مناقب و فضائل او رضی اللہ عنہ واضح ساختہ اند فصلے از کلام ایشان در اینجا بیان کنیم۔ باید دانست کہ آنچہ بر حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذشت تا آخر عمر ہمہ آن وقائع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اخبار فرمودہ بود و باصول آن حوادث مطلع ساختہ۔ در غنیۃ الطالبین مذکوراست کہ حضرت مرتضیٰ گفتہ لم یخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا حتی بیّن لنا ان الامر بعدہ لابی بکر ثم لعمر ثم لعثمان ثم لی فلا یجتمع علیّ۔ و این حدیث ہر چند بحسب ظاہر غریب می نماید لیکن بعد استحضار جملۂ صالحہ از تصریحات و تلویحات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخلافت مشائخ ثلثہ کہ زیادہ از پنجاہ حدیث خواہد بود غرابت جملۂ اولی متلاشی میگردد باز جملۂ آخرہ کہ فلا یجتمع علیّ است پارۂ از شواہد آن در قصۂ ذی النورین مذکور کردیم

(آخری کام تکفین و تدفین وغیرہ) کا والی کوئی بھی نہ ہوگا بجز جُہَینہ کے دیہاتیوں کے۔ آپ کو سوار ہو جانا چاہیئے مدینہ کے لئے۔ وہاں اگر آپ کا وقت آیا تو آپ کے اصحاب آپ کے والی ہوں گے اور سب آپ کی نماز (جنازہ) پڑھیں گے۔ تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے صراحت کر چکے ہیں کہ میں نہیں مروں گا یہاں تک کہ امیر بنایا جاؤں، پھر خضاب کیا جائے اس کا یعنی اُن کی ڈاڑھی کا اِس کے خون سے یعنی سر کے (خون سے) پھر علی رض قتل کئے گئے اور ابو فضالہ رض قتل کئے گئے علی رض کی معیت میں جنگ صفین میں۔ اور روایت کیا احمد نے علی رض سے، کہا کہ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہم آپ کے بعد کس کو امیر بنائیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم ابو بکر کو امیر بناؤ تو اُن کو ہدایت کرنے والا، امین، دنیا سے کنارہ کش، آخرت کی طرف راغب پاؤ گے۔ اور اگر عمر کو امیر بناؤ تو اُن کو قوی، امین پاؤ گے، وہ اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرے گا۔ اور اگر تم علی کو امیر بناؤ اور میں نہیں سمجھتا کہ تم ایسا کرو گے تو اس کو پاؤ گے ہدایت کرنے والا، ہدایت یافتہ، وہ تم کو طریق مستقیم پر لے جائے گا۔ اور خصائص میں ہے کہ اخذ کیا طبرانی اور ابو نعیم نے، مروی ہے جابر بن سمرہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رض سے کہ تو یقیناً امیر اور خلیفہ بنایا جائے گا اور یقیناً مقتول ہوگا اور یقیناً یہ خضاب کی جائے گی اس سے یعنی اُن کی ڈاڑھی اُن کے سر (کے خون) سے۔ اور روایت کیا حاکم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھ سے واضح طور پر فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اُمّت اُن کے بعد مجھ سے کراہت کرے گی۔ اور حاکم نے

وپارہ در اینجا خواہیم نوشت۔ واخرج احمد عن فضالۃ بن ابی فضالۃ الانصاری وکان ابو فضالۃ من اہل بدر قال خرجتُ مع ابی عائدًا لعلی بن ابی طالب من مرض اصابہٗ ثقل منہ قال لہ ابی مایقیمک بمنزلک ہذا لو اصابک اجلُک لم یلِک الّا اعرابُ جُہَینۃ تُحمل الی المدینۃ فان اصابک اجلک ولیک اصحابک وصلّوا علیک فقال علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عہِدَ الیّ ان لا اموتَ حتی اُؤَمَّرَ ثم تخضب ھذہ یعنی لحیتہ من دم ہذہ یعنی ہامتہ فقُتِلَ و قُتِل ابو فضالۃ مع علیّ یوم صفّین و اخرج احمد عن علی قال قیل یارسول اللہ من نؤمّر بعدک قال ان تؤمّروا ابابکر تجدوہ ہادیًا امینًا زاہدًا فی الدنیا راغباً فی الآخرۃ وان تؤمّروا عمر تجدوہ قویّاً امیناً لایخاف فی اللہ لومۃ لائم وان تؤمّروا علیّاً ولا اُراکم فاعلین تجدوہ ہادیًا مہدیًّا یأخذ بکم الطریقَ المستقیم۔ وفی الخصائص اخرج الطبرانی و ابونعیم عن جابر بن سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلیّ انک

روایت کیا ابن عباس رضؓ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضؓ سے فرمایا کہ میرے بعد تجھ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ علی رضؓ نے کہا کہ میرے دین میں سلامتی رہے گی؟ فرمایا کہ تیرے دین میں سلامتی رہے گی۔ اور روایت کیا حاکم نے ابو یعلیٰ سے اُنہوں نے علی رضؓ بن ابی طالب سے کہا کہ اس دوران میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور ہم مدینہ کے ایک راستہ سے چلے جارہے تھے کہ ہمارا گذر ایک باغ پر ہوا۔ میں نے کہا یارسول اللہ کیسا اچھا باغ ہے۔ فرمایا کہ تیرے لئے جنت میں اس سے اچھا موجود ہے۔ یہاں تک کہ ہم سات باغوں سے گذرے، ہر باغ پر میں یہ کہتا رہا کہ یہ کیسا اچھا ہے اور آپ فرماتے رہے کہ جنت میں تیرے لئے اس سے اچھا موجود ہے۔ پھر جب آپ راستہ پر چلنا ختم کر چکے تو آپ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا۔ پھر بہت روئے۔ کہا کہ میں نے کہا یارسول اللہ آپ کس وجہ سے رو رہے ہیں فرمایا کہ لوگوں کے سینوں میں کینے چھپے ہوئے ہیں وہ تم سے اُن کا اظہار نہ کریں گے مگر میرے بعد۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ کیا میرے دین میں سلامتی رہے گی؟ فرمایا کہ تیرے دین میں سلامتی رہے گی۔ اور روایت کیا احمد نے ایاس بن عمرو اسلمی سے انہوں نے علی رضؓ سے اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ آئندہ امارت کے اُمیدواروں میں اختلاف ہوگا اگر تم سے ہو سکے کہ بچے رہو تو ایسا کر لینا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی احادیث میں جو متواترہ ہیں اور متعدد اسناد سے روایت کی گئی ہیں بیان فرمادیا ہے کہ اُمت حضرت مرتضیٰ پر جمع نہ ہوگی۔ منجملہ اُن کے یہ

مؤمر مستخلف وانک مقتول و
ان هذه مخضوبة من هذه يعني
لحيته من رأسه وأخرج الحاكم
عن علي رضي الله عنه قال ان مما
عهد الي النبي صلى الله عليه وسلم
ان الامة ستغدر بي بعده و
اخرج الحاكم عن ابن عباس قال
قال النبي صلى الله عليه وسلم لعلي
اما انک ستلقى بعدي جهدا قال
في سلامة من ديني قال في سلامة
من دينک. واخرج ابو يعلى عن علي
بن ابي طالب قال بينا رسول الله
صلى الله عليه وسلم آخذ بيدي ونحن
نمشي في بعض سکک المدينة
اذ اتينا على حديقة قلت يا رسول
الله ما احسنها من حديقة قال
لک في الجنة احسن منها ثم مررنا
بأخرى فقلت يا رسول الله ما احسنها
من حديقة قال لک في الجنة احسن
منها حتى مررنا بسبع حدائق كل
ذلک اقول ما احسنها ويقول لک
في الجنة احسن منها فلما خلاله
الطريق اعتنقني ثم اجهش باكيا
قال قلت يا رسول الله ما يبكيک
قال ضغائن في صدور اقوام

حدیث ہے کہ خلافت مدینہ میں رہے گی اور بادشاہی شام میں۔ اور اُن میں سے بہت سی احادیث ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضرت عثمان رضؓ کے بعد خلافت مرتفع ہو جائے گی۔ اور اُن میں کا ایک حصّہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور خصائص میں ہے کہ اخذ کیا بزّار نے اور بیہقی نے اور اُس کو صحیح بھی کہا ہے کہ مروی ہے ابو درداء سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دوران میں کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ ایک ستون اٹھا میرے سر کے نیچے سے تو میں نے گمان کیا کہ وہ لے جایا گیا ہے تو میں نے اپنی نظر کو اُس کے پیچھے لگایا تو اُس کو شام کی طرف نصب کر دیا گیا۔ اور یہ کہ ایمان ہمیشہ ظاہر و غالب رہے گا یہاں تک کہ شام میں فتنے واقع ہوں گے اور اسی قسم کی روایات کو عمر بن الخطاب اور ابن عمر کی حدیث سے لیا ہے۔ اور اُس کے بعد آپ نے جنگِ جمل کی خبر دی۔ روایت کیا ابو بکر نے اور ابو یعلی اور احمد وغیرہم نے اور یہ لفظ ابو یعلی کے ہیں، مروی ہے قیس بن ابی حازم سے کہا کہ عائشہ رضؓ گذریں بنی عامر کے پانی (یعنی بستی) سے جس کو حَوْءَب کہا جاتا ہے تو اُن کے اُوپر کُتّے بھونکے، تو انہوں نے کہا کہ یہ کیا (مقام) ہے؟ لوگوں نے کہا کہ بنی عامر کا پانی ہے تو انہوں نے کہا کہ مجھے لوٹاؤ مجھے لوٹاؤ۔ میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرماتے تھے کہ تم میں سے ایک کا کیا حال ہو گا جب اُس پر حَوْءَب کے کُتّے بھونکیں گے۔ اور حاکم نے اخذ کیا یحییٰ بن سعید کی حدیث سے اُنہوں نے روایت کیا ولید بن عیاش سے اُنہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقمہ سے کہ کہا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو سات فتنوں سے ڈراتا ہوں جو میرے بعد ہوں گے۔ ایک فتنہ مدینہ سے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ مکّہ سے اور ایک

لا یبیدونہا لک الا من بعدی قال قلت یارسول اللہ فی سلامۃ من دینی قال فی سلامۃ من دینک واخرج احمد عن ایاس بن عمرو الاسلمی عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سیکون اختلاف اوامر فان استطعت ان تکون السلم فافعل۔ باز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دربسیاری از احادیث متواترہ مرویہ بطرق متعددہ بیان فرمودند کرامت برحضرت مرتضیٰ جمع نشود وازان جملہ حدیث الخلافۃ بالمدینۃ والملک بالشام، وازآن جملہ احادیث بسیاری دالہ برانکہ بعد از حضرت عثمان خلافت مرتفع شود وقد ذکرنا جملۃ منہا۔ وفی الخصائص اخرج البزار والبیھقی وصححہ عن ابی الدرداء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا انا نائم رأیت عمودًا احتمل من تحت رأسی فظننت انہ مذہوب بہ فاتبعتہ بصری فعمد بہ الی الشام وان الایمان لایزال ظاہرًا حتی تقع الفتن بالشام واخرج نحوہ من حدیث عمر بن الخطاب و ابن عمر۔ وبعد ازان از واقع جمل خبرداد

فتنہ شام سے آئے گا اور ایک فتنہ مشرق سے سامنے آئے گا اور ایک فتنہ مغرب سے آئے گا اور ایک فتنہ شام کے اندر سے اور یہ سفیانی ہوگا۔ کہا کہ پھر ابن مسعود نے کہا کہ تم میں ایسے لوگ ہیں جو پہلے فتنہ کو پائیں گے اور اس اُمّت میں ایسے بھی ہیں جو آخر فتنہ کو پائیں گے۔ ولید بن عیاش نے کہا کہ فتنۂ مدینہ تو واقع ہوا طلحہ اور زبیر کی طرف سے اور مکہ کا فتنہ عبداللہ بن زبیر کا فتنہ ہے۔ اور شام کا فتنہ بنی اُمیّہ کی طرف سے اُٹھا اور فتنۂ مشرق بھی ان ہی کی طرف سے اُٹھا۔ پھر آپ نے واقعہ صفین کی خبر دی۔ شیخین نے ابوہریرہ سے روایت کی، کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی تاآنکہ دو بڑی جماعتیں جنگ کریں اُن دونوں کے درمیان بڑی خونریزی ہوگی، دونوں کا دعوٰی ایک ہوگا۔ اور یہ کلمہ اشارہ ہے اس طرف کہ اہل شام نے قرآن مجید کو بلند کیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ قرآن ہے۔ اور حضرت مرتضیٰ نے فرمایا کہ یہ قرآن خاموش قرآن ہے اور میں بولنے والا قرآن ہوں۔ پھر آپ نے حکم بنانے کے واقعہ کی خبر دی۔ خصائص میں روایت کیا بیہقی نے علی رض سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل نے آپس میں اختلاف کیا اور اُن کے آپس کا اختلاف جاری رہا تاآنکہ انہوں نے دو حَکَم بھیجے تو وہ دونوں گمراہ ہوگئے اور دونوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور یہ اُمّت بھی اختلاف کرنے والی ہے ان کا اختلاف باہمی جاری رہے گا یہاں تک کہ یہ بھی دو حَکَم مقرر کریں گے۔ دونوں گمراہ ہونگے اور جو اُن دونوں کا اتباع کرے گا وہ بھی گمراہ ہوگا۔ ضلاً سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے

اخرج ابوبکر و ابو یعلےٰ و احمد وغیرہم وہذا لفظ ابی یعلیٰ عن قیس بن ابی حازم قال مرت عائشۃ بماء لبنی عامر یقال لہ الحوءب فنبحت علیہ الکلاب فقالت ما ہذا قالوا ماءٌ لبنی عامر فقالت ردّونی ردّونی سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کیف باحداکن اذا نبحت علیہا کلابُ الحوءب۔ و اخرج الحاکمُ من حدیثِ یحییٰ بن سعید عن الولید بن عیاش عن ابراہیم عن علقمۃ قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال لنا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحذرکم سبع فِتَنٍ تکون بعدی فتنۃٌ تقبل من المدینۃ و فتنۃ بمکۃ و فتنۃ تقبل من الیمن وفتنۃ تقبل من الشام وفتنۃ تقبل من المشرق وفتنۃٌ تقبل من المغرب وفتنۃ من بطن الشام وہی السفیانی قال قال ابن مسعود منکم من یدرکُ اَوّلَہا ومن ہذہ الامۃ من یدرک آخرہا قال الولید بن العیاش فکانت فتنۃ المدینۃ من قبل طلحۃ والزبیر وفتنۃ مکۃ فتنۃُ عبدِ اللہ بن الزبیر وفتنۃُ الشام من قبل بنی اُمیۃ وفتنۃُ المشرق

اپنے اجتہاد میں خطا کی اور ضَلَّ مَنِ اتَّبَعَھُمَا سے مراد یہ ہے کہ یہ خطا مفاسدِ کثیرہ کی موجب ہو گی۔ اوران میں سے ہے خلافت کا نکلنا مہاجرین اولین کے ہاتھ سے عام قریش کی طرف۔ اوراُن میں سے ہے خوارج کا نکلنا یہ دلیل ہاتھ میں لے کر کہ اللہ کے دین میں کسی کو حَکَم بنانا صحیح نہیں ہے۔ پھرآپ نے نہروان کے واقعہ سے خبردار فرمایا۔ اور یہ حدیث متواتر ہے، روایت کیا احمد نے عبیداللہ بن عیاض بن عمرو القاری سے کہاکہ جن راتوں میں علی رضی اللہ عنہ قتل کئے گئے تھے عبداللہ بن شداد عراق سے لوٹ کر آیا اور عائشہ رضؓ کے یہاں پہنچا جب کہ اُن کے پاس ہم بیٹھے ہوئے تھے، تو عائشہ رضؓ نے اُس سے کہا کہ اے عبداللہ بن شداد کیا تو مجھے صحیح جواب دے گا اُس بات کا جو میں تجھ سے پوچھوں گی، تو مجھ سے بیان کر اس قوم کا حال جن کو علی رضؓ نے قتل کیا۔ عبداللہ نے کہاکہ میں کیوں

آپ سے سچ نہ بولوں گا۔ عائشہ نے کہا تو مجھ سے اُن کا قصہ بیان کر۔ عبداللہ نے کہا کہ علی رضؓ نے جب معاویہ سے معاہدہ کیا اور دو حکموں کو منظور کر لیا تو اُن پر خروج کیا (یعنی بغاوت کی) آٹھ ہزار ایسے لوگوں نے جو بڑے قاری تھے اور وہ ایک مقام پر جمع ہوگئے جو کوفہ کی ایک جانب میں ہے جس کو حروراء کہا جاتا ہے اور یہ لوگ علی رضؓ سے برگشتہ ہو گئے اور انہوں نے کہاکہ تو اس قمیص سے باہر آگیا ہے جو تجھے اللہ نے پہنائی تھی اور اس نام سے جس سے کہ تجھے اللہ نے موسوم کیا تھا۔ پھر تو الگ ہو گیا اور تو نے اللہ کے دین میں (دوسروں کو) حَکَم بنایا حالانکہ حُکم نہیں ہے مگر اللہ کے لئے۔ پھر جب علی رضؓ کو اُن کے برگشتہ ہونے کی اطلاع پہنچی اور

من قبل ہؤلاء۔ باز از واقعۂ صفین
خبرداد۔ اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لاتقوم الساعۃ حتی تقتتل
فئتان عظیمتان تکون بینہما مقتلۃ
عظیمۃ دعوٰہما واحدۃ۔ و این کلمہ
اشارت است بآنکہ اہل شام
مصحف برداشتند کہ درمیان ما و شما
این قرآن است۔ وحضرت مرتضیٰ فرمود
کہ این قرآن قرآن صامت است
و من قرآن ناطقم۔ باز از واقعۂ
تحکیم اخبار فرمود فی الخصائص اخرج
البیہقی عن علی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل
اختلفوا فلم یزل اختلافہم فیما بینہم
حتی بعثوا حکمین ضُلّاً و اَضَلّا
و انّ ہذہ الامۃ مختلفۃ فلایزال
اختلافہم بینہم حتی یبعثوا حکمین ضُلّاً
وضَلّ من اتبعہما۔ مراد از ضُلّاً
آن است کہ خطا کردہ اند در اجتہاد
خود و مراد از ضَلّ من اتبعہما آن
است کہ این خطا موجب مفاسد
کثیرہ گشت۔ از آن جملہ خروج خلافت
از دست مہاجرین اولین بسوی سائر
قریش۔ و از انجملہ برآمدن خوارج

ان کے مقابلہ پر ایک جدا فریق بن جانے کی تو انہوں نے
ایک منادی کرنے والے سے یہ اعلان کرایا کہ امیرالمومنین
کے پاس کوئی شخص نہ آئے سوائے ایسے شخص کے جو حامل
قرآن ہو۔ تو جب بڑے بڑے قاریوں سے مکان بھر گیا تو
علی رض نے ایک بڑا شاندار قرآن مجید منگایا اور اس کو اپنے
سامنے رکھا، پھر اُس کو اپنے ہاتھ سے ٹھیلنا شروع کیا اور
کہتے تھے کہ اے قرآن لوگوں سے بات کر تو اُن سے لوگوں
نے کہا کہ اے امیرالمومنین اس سے تم کیا پوچھتے ہو یہ تو محض
روشنائی ہے ورقوں کے اُوپر، بلکہ ہم تکلم کریں گے اُس کا جو
اُس میں سے ہم سے روایت کیا گیا ہے، تو آپ کا مقصد
کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی وہ لوگ جو نکل
گئے، میرے اور اُن کے درمیان اللہ عزوجل کی کتاب موجود
ہے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں ایک عورت اور ایک مرد
کے بارے میں فرماتا ہے وَاِنْ خِفْتُمْ الخ (۳۵:۴) اور اگر
تم اُوپر والوں کو ان دونوں میاں بیوی میں کشاکش کا اندیشہ
ہو تو تم لوگ ایک آدمی کو حَکَم کے طور پر ....
مرد کے خاندان سے اور ایک آدمی کو حَکَم کے طور پر
عورت کے خاندان سے بھیجو اگر ان دونوں آدمیوں
کو اصلاح منظور ہوگی تو اللہ تعالیٰ ان میاں بیوی میں اتفاق
فرما دیں گے"، تو ایک عورت اور ایک مرد کی بہ نسبت اُمّتِ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ باعظمت ہے خون کے اور
حُرمت کے اعتبار سے۔ اور وہ مجھ سے برافروختہ ہیں اس
وجہ سے کہ میں نے معاویہ سے تحریری معاہدہ کر لیا ہے۔
علی بن ابی طالب نے اُس وقت بھی معاہدہ لکھا تھا جب
ہمارے پاس سہیل بن عمرو آیا تھا اور ہم رسول اللہ صلی

متمسک بآنکہ تحکیم در دین اللہ صحیح نبود۔ باز از واقعۂ نہروان اعلام فرمود و آن حدیث متواترہ است۔ اخرج احمد عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری قال جاء عبد اللہ بن شداد فدخل علی عائشۃ ونحن عندہا جلوس مرجعہ من العراق لیالی قتل علیؓ رضی اللہ عنہ فقالت لہ یا عبد اللہ بن شداد ہل انت صادقی عما اسألک عنہ تحدثنی عن ہؤلاء القوم الذین قتلہم علیؓ قال ومالی لا اصدقک قالت فحدثنی عن قصتہم قال فان علیا لما کاتب معاویۃ وحکم الحکمین خرج علیہ ثمانیۃ آلاف من قراء الناس فنزلوا بارض یقال لہا حروراء من جانب الکوفۃ وانہم عتبوا علیہ فقالوا انسلخت من قمیص البسکہ اللہ واسم سماک اللہ بہ ثم انطلقت فحکمت فی دین اللہ فلا حکم الا للہ فلما ان بلغ علیاً ما عتبوا علیہ وفارقوہ علیہ فامر مؤذناً فاذن ان لا یدخل علی امیر المؤمنین رجل الا رجل قد حمل القرآن فلما ان امتلأت الدار من قراء الناس دعا بمصحف امام عظیم فوضعہ بین یدیہ فجعل یصکہ

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں تھے جب کہ مصالحت کی تھی اُس نے اپنی قوم قریش کی طرف سے اور لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ الرحمن، تو سہیل نے کہا کہ میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ لکھوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر کیا لکھے گا تو اس نے کہا کہ میں لکھوں گا باسمک اللہم۔ پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لکھو محمد رسول اللہ۔ تو اُس نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ تو رسول اللہ ہے تو میں تیری مخالفت نہ کرتا۔ تو لکھا گیا کہ یہ وہ ہے جس پر مصالحت کی محمد بن عبد اللہ نے قریش سے۔ اللہ عزوجل اپنی کتاب میں فرماتا ہے لقد کان لکم الخ (۳۳: ۲۱) تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود ہے۔" پھر علی رضؓ نے اُن لوگوں کے پاس عبد اللہ بن عباس کو بھیجا۔ میں بھی اُن کے ساتھ روانہ ہوا یہاں تک کہ جب وہ اُن کے لشکر کے اندر پہنچ گئے تو ابن الکواء نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دینا شروع کیا اور کہا کہ اے حاملین قرآن یہ عبد اللہ بن عباس ہے جو اُس کو نہ پہچانتا ہو (وہ جان لے) اور میں کتاب اللہ کی اتنی ہی معرفت رکھتا ہوں جو وہ تم کو معرفت کرائے گا۔ یہ اُن لوگوں میں سے ہے جس کے بارے میں اور اُس کی قوم کے بارے میں آیت قوم خصمون (جھگڑنے والی قوم) نازل ہوئی ہے۔ تو اُس کو اس کے ساتھی (علیؓ) کے پاس لوٹا دو اور اس کے ساتھ کتاب اللہ پر بحث نہ کرو۔ تو اُن کے خطباء کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ واللہ ہم اس کے ساتھ

بیدہ و یقول ایہا المصحف حدِّث
الناسَ فناداہ الناسُ فقالوا یا امیرالمؤمنین
ما تسأل عنہ انما ہو مدادٌ فی ورقٍ
و نحن نتکلم بما رُوینا منہ فماذا ترید
قال اصحابکم ہؤلاء الذین خرجوا
بینی و بینہم کتابُ اللہِ عزوجل
یقولُ اللہُ عزوجل فی کتابہ فی
امرأۃ و رجل وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ
بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ
اَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا
اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ
اللّٰهُ بَيْنَهُمَا فامۃ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اعظم دمًا و حرمۃً من امرأۃٍ
و رجلٍ و نقموا علیّ ان کاتبتُ معاویۃ
کتب علی بن ابی طالب و قد جاءنا
سہیل بن عمرو و نحن مع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیبیۃ حین
صالح قومہ قریشًا وکتب رسولُ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
فقال سہیلٌ لا اکتب بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم قال کیف نکتب قال اکتب
باسمک اللّٰہم فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فاکتب محمد رسول
اللہ فقال لو اعلم انک لرسولُ اللہِ
لم اُخالفک فکتب ہذا ما صالح

ضرور کتاب اللہ پر مباحثہ کریں گے پھر اگر وہ حق لے کر آیا ہے جیسے ہم جانتے ہیں تو ...... اُس کا ضرور اتباع کریں گے اور اگر باطل لے کر آیا ہے تو ہم اُس کو اُس کے جھوٹ پر ڈانٹیں گے۔ تو لوگوں نے عبداللہ بن عباس سے کتاب اللہ پر تین دن مباحثہ کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ اُن میں سے چار ہزار نے رجوع کیا اور سب تائب ہو گئے۔ ان میں ابن الکواء شامل تھا۔ ان سب کو عباس کوفہ میں علیؓ کے پاس لے گئے۔ پھر علی رضؓ نے اُن میں کے باقی رہے ہوئے لوگوں کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ ہمارا معاملہ اور (ہمارے ساتھ) لوگوں کا جو کچھ معاملہ ہے وہ تم نے دیکھ لیا ہے۔ اب تم جہاں چاہو ٹھہرو تاآنکہ اُمّتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ایک رائے پر) مجتمع ہو جائے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان (اس فیصلہ پر یہ شرط ہے کہ) تم کسی بے گناہ کا خون نہ بہاؤ اور ڈاکہ زنی نہ کرو اور اہلِ ذمہ پر ظلم نہ کرو، تم لوگوں نے اگر ایسا نہ کیا تو ہم ویسا ہی برتاؤ کرتے ہوئے تم سے جنگ کریں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ تو اُس سے عائشہ نے کہا کہ اے ابن شداد پھر علی نے اُن کو قتل بھی کر دیا۔ تو اُس نے کہا کہ واللہ علی نے ان پر حملہ نہیں کیا تاآنکہ انہوں نے ڈاکہ زنی کی اور خونریزی کی اور اہلِ ذمہ کی جان و مال کو حلال قرار دے لیا۔ عائشہ نے کہا کہ اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہو؟ ابن شدّاد نے کہا اُس اللہ کو جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بیشک یہی ہوا۔ عائشہ نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی چیز اہلِ عراق کی طرف سے نہیں پہنچی، جو انہوں نے بیان کی ہو۔ بس وہ ذوالثدی ذوالثدی کہتے تھے۔ ابن شدّاد نے کہا کہ میں نے اُس کو دیکھا ہے

عليه محمد بن عبد الله قريشاً
يقول الله عزوجل في كتابه لَقَدْ
كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو
اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ فبعث
اليهم علیؓ عبد الله بن عباس فخرجت
معه حتى اذا توسطنا عسكرهم قام
ابن الكواء يخطب الناس فقال
يا حملة القرآن هذا عبد الله بن
عباس من لم يكن يعرفه فانا اعرف
من كتاب الله ما يعرفكم به هذا ممن
نزل فيه وفي قومه قوم خصمون
فردوه الى صاحبه ولا تواضعوه كتاب
الله فقام خطباءهم فقالوا والله
لنواضعنه كتاب الله فان جاء بحق
نعرفه لنتبعنه وان جاء بباطل
لنبكتنه بباطله فواضعوا عبد الله
الكتاب ثلثة ايام فرجع منهم اربعة
آلاف كلهم تائب فيهم ابن الكواء
حتى ادخلهم علی علیؓ الكوفة فبعث
علیؓ الى بقيتهم فقال قد كان من
امرنا وامر الناس ما قد رأيتم فقفوا
حيث شئتم حتى يجتمع امة محمد صلى
الله عليه وسلم بيننا وبينكم ان
لا تسفكوا دماً حراماً وتقطعوا سبيلاً

میں اس کے سامنے علی کے ساتھ کھڑا ہوا تھا مقتولین
میں تو علی نے لوگوں کو بلایا اور کہا کہ کیا تم اسے پہچانتے
ہو؟ تو بکثرت آنے والوں نے کہا کہ ہم نے اس کو مسجد
بنی فلاں میں دیکھا تھا کہ نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے بارے
میں کوئی پختہ شہادت ایسی کوئی نہ لایا جس سے وہ پہچانا
جائے بجز اس کے۔ عائشہ نے کہا کہ علی کا قول کیا تھا جب
وہ اس کے سامنے کھڑے ہوئے تھے جیسا کہ اہل عراق
گمان (یعنی بیان) کرتے ہیں۔ ابن شداد نے کہا کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا
کہ سچ کہا اللہ نے اور اس کے رسول نے۔ عائشہ نے کہا کہ کیا تم نے علی سے اس کے
علاوہ کچھ اور بھی سنا۔ شداد نے کہا واللہ نہیں۔ عائشہ نے کہا ہاں سچ کہا اللہ نے اور
اس کے رسول نے۔ اللہ تعالیٰ علی رضؓ پر رحمت کرے ان کا یہی کلام ہوتا تھا۔ وہ
جب بھی کوئی ایسی بات دیکھتے جو ان کو عجیب معلوم ہوتی تو یہی کہا کرتے کہ اللہ
نے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ لیکن
اب اہل عراق ان پر جھوٹ لگاتے ہوئے پھرتے
ہیں اور ان کی بات پر اضافہ کر رہے ہیں۔ اور احمد نے
طارق بن زیاد سے روایت کی کہا کہ ہم علی رضؓ کے ساتھ
خوارج کی طرف نکلے اور آپ نے ان کو قتل کیا۔ پھر کہا
دیکھو کیونکہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
عنقریب ایک قوم جو حق میں بناوٹ کرنے والے ہوں
گے اور وہ حق (یعنی قرآن) ان کے حلق سے تجاوز نہ
کرے گا، وہ حق سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح
تیر شکار کے بدن سے نکل جاتا ہے، ان کی علامت یہ ہے
کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کے ہاتھ میں نقص ہوگا،
اس کے ہاتھ میں سیاہ بال ہوں گے۔ اگر وہ ان میں
شامل ہوا تو تم نے قتل کیا ہوگا بدترین لوگوں کو اور
اگر وہ شامل نہ ہوا تو تم نے قتل کیا ہوگا بہترین لوگوں

وتظلموا ذمة فانكم فان فعلتم فقد نبذنا
اليكم الحرب على سواء ان الله
لا يحب الخائنين فقالت له عائشة
يا ابن شداد فقد قتلهم فقال والله
ما بعث اليهم حتى قطعوا السبيل
وسفكوا الدم واستحلوا اهل الذمة
فقالت الله قال الله الذي لا اله
الا هو لقد كان قالت فما شيء
بلغني عن اهل العراق يتحدثونه
يقولون ذو الثدي ذو الثدي قال
قد رأيته وقمت مع علي عليه
في القتلى فدعا الناس فقال
أتعرفون هذا فما اكثر من جاء
يقول قد رأيته في مسجد بني
فلان يصلي ورأيته في مسجد بني فلان
يصلي ولم يأتوا فيه بثبت
يعرف الا ذلك قالت فما قول
علي حين قام عليه كما يزعم اهل العراق
قال سمعته يقول صدق الله و
رسوله قالت هل سمعت منه انه قال
غير ذلك قال اللهم لا قالت أجل
صدق الله ورسوله يرحم الله
عليا انه كان من كلامه لا يرى شيئا
يعجبه الا قال صدق الله ورسوله
فيذهب اهل العراق يكذبون عليه

کو تو ہم رونے لگے۔ پھر کہا تلاش کرو۔ تو ہم نے تلاش کیا تو ہم نے اس ناقص ہاتھ والے کو پا لیا تو ہم لوگ سجدہ میں گرے اور علی رض بھی ہمارے ساتھ سجدے میں گر گئے۔ (دوسری سند سے بھی اسی طرح مروی ہے) اتنا فرق ہے کہ اس میں (بجائے یتکلفون بالحق کے) یتکلمون بکلمۃ الحق ہے۔ پھر آپ نے ایک خارجی کے ہاتھ سے حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔

روایت کیا حاکم نے ابو الاسود دئلی سے انہوں نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے پاس عبداللہ بن سلام آئے جب کہ میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھ چکا تھا اور عراق کا ارادہ کر رہا تھا اور کہا کہ تمہیں عراق نہ جانا چاہئے یہ یقینی ہے کہ اگر تم وہاں پہنچے تو تم پر تلوار کی نوک گرے گی۔ علی رض نے کہا کہ خدا کی قسم یہی بات تم سے پہلے مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں ابو الاسود نے کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں نے آج تک ایسا لڑنے والا مرد نہیں دیکھا جو لوگوں کے سامنے اس طرح کی باتیں کہہ دے۔ اور روایت کیا حاکم نے زید بن وہب سے کہا کہ علی رض اہل بصرہ کے ایک وفد کے پاس آئے اور ان میں خارجیوں کا ایک شخص شامل تھا جس کو جعد بن یعجہ کہا جاتا تھا۔ اس نے اللہ کی حمد اور اس کی ثناء کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر کہا کہ اے علی اللہ سے ڈر کیونکہ تو مرنے والا ہے (سب کی طرح) تو علی نے کہا نہیں بلکہ مقتول ہونے والا ایک ضرب سے جو اس پر پڑے گی اور اس کا خضاب کر دے گی۔ زید نے کہا کہ علی رض نے اشارہ کیا

ویزیدون علیہ فی الحدیث۔ و أخرج
احمد عن طارق بن زیاد قال
خرجنا مع علیؓ الی الخوارج فقتلہم
ثم قال انظروا فان نبی اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قال انہ سیخرج
قوم یتکلمون بالحق لایجوز حلقہم
یخرجون من الحق کما یخرج السہم
من الرمیۃ سیماہم ان منہم
رجلاً اسود مخدج الید فی یدہ
شعرات سود ان کان ہو فقد قتلتم
شر الناس وان لم یکن ہو فقد
قتلتم خیر الناس فبکینا ثم
قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج
فخررنا سجوداً وخر علیؓ معنا
ساجداً غیر انہ قال یتکلمون بکلمۃ
الحق۔ باز از شہادت حضرت مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ بر دست خارجی اخبار
فرمود۔ اخرج الحاکم عن ابی الاسود
الدئلی عن علی رضی اللہ عنہ قال
اتانی عبد اللہ بن سلام و
قد وضعت رجلی فی الغرز وانا
ارید العراق فقال لا تأتی العراق
فانک ان اتیتہ اصابک بہ
ذباب السیف قال علی وایم اللہ
لقد قالہا لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اپنے سر اور ڈاڑھی کی طرف اپنے ہاتھ سے۔ یہ قضا
ہے فیصلہ شدہ اور واضح شدہ صراحت نامہ ہے۔
اور جس نے افتراء کیا وہ ٹوٹے میں پڑا۔ پھر جعدؔ نے
علی پر عیب لگایا اُن کے لباس میں اور کہا کہ اگر تو لباس
اس سے اچھا پہنتا تو بہتر ہوتا۔ تو آپ نے فرمایا کہ
میرا یہ لباس کبر سے بہت دور رکھنے والا ہے اور
اس قابل ہے کہ مسلمان میری اقتداء کریں۔ حاکم نے
انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہا کہ میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی بن ابی طالب کے
پاس پہنچا اُن کی عیادت کے لئے ہم گئے تھے کیونکہ
وہ بیمار تھے اور اُن کے پاس ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما
موجود تھے تو دونوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے یہاں تک کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ پھر اُن میں
سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ میرے خیال میں تو
یہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ اس کو موت ہرگز نہ آئے گی مگر مقتول
ہو کر اور اس کو موت نہیں آئے گی یہاں تک کہ کرب و بے چینی سے بھر جائے۔
حاکم نے روایت کیا ایک طویل حدیث میں جو مروی ہے
عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ غزوۂ ذی العشیرۃ
میں میں اور علی دونوں ساتھی تھے تو رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو سب سے
زیادہ دو بدبختوں کا حال نہ بتاؤں۔ ہم نے کہا کیوں نہیں
یا رسول اللہ۔ فرمایا کہ قوم ثمود کا ذلیل گدھا (جس کا نام
قیدار بن سالف تھا) جس نے اونٹنی کو زخمی کیا تھا
اور (دوسرا) وہ ہے جو تجھ پر وار کرے گا اے علی

وسلم قبلک قال ابو الاسود فقلت
فی نفسی باللہ ما رأیت کالیوم رجل
محارب یحدث الناس بمثل ھذا
واخرج الحاکم عن زید بن وھب
قال قدم علیؓ علی وفد من اھل
البصرۃ وفیھم رجل من الخوارج
یقال لہ الجعد بن بعجۃ فحمد اللہ
واثنیٰ علیہ وصلی علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ثم قال اتق اللہ یا علیؓ
فانک میت فقال علی لا ولکن
مقتول ضربۃ علی ھذہ تخضب
ھذہ قال واشار علیؓ الی رأسہ
ولحیتہ بیدہ قضاء مقضیؓ و
عھد معھود وقد خاب من افتریٰ
ثم عاب علیا فی لباسہ فقال
لو لبست لباسا خیرا من ھذا
فقال ان لباسی ھذا ابعد
من الکبر واجدر ان یقتدی بی
المسلمون۔ واخرج الحاکم عن انس
بن مالک رضی اللہ عنہ قال دخلت
مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی علی
بن ابی طالب نعودہ وھو مریض
وعندہ ابو بکر وعمر رضی اللہ عنھما
فتحولا حتی جلس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال احدھما لصاحبہ

اس کے اوپر یعنی سر کے ابھرے حصہ پر یہاں تک کہ
تر ہو جائے گی خون سے یعنی ان کی ڈاڑھی۔ پھر آپؓ
نے حضرت امام حسن اور معاویہ بن ابی سفیان کے
درمیان صلح کی خبر دی۔ بخاری نے حسنؓ سے روایت
کیا کہا کہ میں نے سنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ
اس درمیان میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے
رہے تھے کہ حسنؓ آگئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرا
بیٹا سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ
سے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ پھر
معاویہؓ کے مستقل بادشاہ بننے کی خبر دی۔ خصائص میں
ہے روایت کیا ابن ابی شیبہ نے معاویہ سے، کہا کہ
میں خلافت کی طمع میں لگا رہا ہوں جب سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے
معاویہ اگر تو بادشاہ بن جائے تو نیک کام کرنا۔ اور
بیہقی نے روایت کیا عبد اللہ بن عمر سے کہا کہ معاویہ
نے بیان کیا کہ خدا کی قسم مجھے خلافت پر کسی چیز نے
نہیں ابھارا بجز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس
ارشاد کے کہ اے معاویہ اگر تو والی امر بنا دیا
جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا تو میں گمان کرتا
رہا ہوں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی بناء
پر اس عمل میں مبتلا ہوں گا۔ اور طبرانی نے روایت
کی عائشہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے معاویہ
سے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہو اگر اللہ تعالیٰ تجھے قمیص
پہنا دے۔ آپ اس سے خلافت کو مراد لے رہے تھے تو ام حبیبہ
نے کہا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو قمیص

ما أراه إلّا هالكاً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لن یموت الا مقتولاً ولن یموت حتی یملأ فیقاً۔ واخرج الحاکم فی حدیث طویل عن عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قال کنت انا وعلیؓ رفیقین فی غزوۃ ذی العسرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا احدثکما باشقی رجلین قلنا بلی یارسول اللہ قال احیمر ثمود الذی عقر الناقۃ والذی یضربک یا علی علی ھذہ یعنی قرنہ حتی تبل من الدم یعنی لحیتہ باز از صلح حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ ومعاویۃ بن ابی سفیان خبرداد۔ اخرج البخاری عن الحسن قال لقد سمعت ابا بکرۃ رضی اللہ عنہ قال بینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخطب جاء الحسن فقال ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین من المسلمین۔ باز از استقلال معاویہ بپادشاہی خبرداد فی الخصائص اخرج ابن ابی شیبۃ عن معاویۃ قال مازلت اطمع فی الخلافۃ

پہنانے والا ہے۔ فرمایا کہ ہاں! لیکن اس میں بڑے شر اور فساد، شر اور فساد، شر اور فساد ہوں گے۔ اور ابن عساکر نے عائشہ رضؓ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس امت کے امر کا والی بنا دے تو اس پر نظر رکھنا جو تو کرنے والا ہو تو ام حبیبہ نے کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ میرے بھائی کو یہ عطا کرنے والا ہے؟ فرمایا کہ ہاں اور اس میں شر و فساد، شر و فساد، شر و فساد ہوں گے۔ اور احمد نے روایت کیا ابوہریرہ رضؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاویہ اگر تو والی امر بنا دیا جائے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل کرنا۔ کہا کہ میں برابر گمان کرتا رہا ہوں کہ میں اس عمل میں مبتلا ہونے والا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق تا آنکہ مبتلا کر دیا گیا۔ اور اخذ کیا ابو یعلےٰ نے معاویہ کی اسی طرح کی بعض حدیث کو۔ اور اخذ کیا ابن عساکر نے بروایت حسن از معاویہ، کہا کہ مجھ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آگاہ ہو کہ تو عنقریب میرے بعد میری امت پر والی بنے گا تو جب ایسا ہو تو اچھے کام کرنے والوں کی خدمت کو قبول کرنا اور ان میں سے برے کام کرنے والوں کو معاف کر دینا۔ تو میں اس کی برابر امید کرتا رہا یہاں تک کہ اپنے اس مقام پر قائم ہو گیا۔ اور دیلمی نے روایت کیا حسین بن علی سے کہا کہ میں نے سنا علی رضؓ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ چند دن اور راتیں نہیں گذریں گی تا آنکہ معاویہ

مُنذُ قال لی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یامعاویۃُ اِن ملکتَ
فَاَحسِن ۔ و اخرج البیہقی عن عبداللہ
بن عمر قال قال معاویۃ واللہِ ماحملنی
علی الخلافۃِ اِلاّ قول النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یا معاویۃُ اِن ولیتَ
امرًا فَاتقِ اللہَ و اَعدِل فمازلتُ
اظن انی مُبتلیً بعمل لِقول النبی
صلی اللہ علیہ وسلم۔ واخرج الطبرانی
عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لمعاویۃَ کیف بک لوقد قمّصک
اللہُ قمیصًا یعنی الخلافۃَ فقالت
ام حبیبۃَ یا رسول اللہ و اِن
اللہَ مُقمّصٌ اخی قمیصًا قال نعم
ولکن فیہ ہناتٌ وہناتٌ و
ہناتٌ ۔ و اخرج ابنُ عساکر
عن عائشۃَ ان النبی صلے اللہ علیہ
قال یا معاویۃُ اِن اللہَ ولاک من
اَمر ہٰذہ الامۃ فانظر ما انتَ
صانعٌ قالت اُمّ حبیبۃَ اَوَ
یُعطی اللہُ اخی ذلک قال نعم و
فیہا ہناتٌ وہنات وہنات۔ و
اخرج احمدُ عن ابی ہریرۃَ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
یامعاویۃُ ان وُلّیت امرًا فاتق اللہ

بادشاہ بن جائے گا۔ اور روایت کیا ابن عساکر نے سلمہ
بن مخلد سے کہا کہ میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ آپ معاویہ کے لئے کہتے تھے یا اللہ اس کو کتاب
سکھایئے اور ملک میں اس کو تمکین (اقتدار) عطا کیجئے اور
اس کو عذاب سے بچایئے۔ اور ابن عساکر نے روایت
کی عروہ بن رویم سے، کہا کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا کہ مجھ سے کشتی لڑ۔ تو
اس سے معاویہ نے کہا کہ میں تجھ سے کشتی لڑتا ہوں
تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ کبھی مغلوب
نہ ہوگا۔ چنانچہ معاویہ نے اعرابی کو پچھاڑ دیا۔ تو جب
یوم صفین ہو چکا تو علی رض نے (عروہ سے) کہا کہ اگر
تو اس حدیث کو مجھ سے ذکر کردیتا تو میں معاویہ سے
جنگ نہ کرتا۔ اس کے بعد آپ نے نوجوانان قریش
کی بادشاہی کی خبر دی، خصائص میں ہے روایت
کیا حاکم اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے، کہا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب ابوالعاص
کی اولاد تیس آدمیوں تک پہنچ جائے گی تو وہ لوگ اللہ
کے دین کو فریب کاری کا ذریعہ اور اللہ کے مال کو اپنے
گھر کی دولت اور اللہ کے بندوں کو اپنا غلام بنالیں
گے۔ اور بیہقی نے روایت کیا ابن مواہب سے کہ وہ
معاویہ کے پاس موجود تھا جب کہ ان کے پاس مروان
پہنچا اور کہا کہ اے امیر المؤمنین میری حاجت پوری
کرد۔ بخدا مجھ پر بہت بڑا بار ہے میں دس کا باپ
ہوں اور دس کا چچا اور دس کا بھائی۔ جب مروان
واپس چلا گیا اور ابن عباس معاویہ کے برابر ان

واعدل قال فما زلتُ اظنّ
انی مبتلًی بعمل لقول النبی صلی
اللہ علیہ وسلم حتی ابتلیتُ - و
اخرج ابو یعلٰی من حدیث معاویۃ
مثلہ. واخرج ابن عساکر من
طریق الحسن عن معاویۃ قال قال
لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اما انک ستلی امر امتی بعدی
فاذا کان ذلک فاقبل من محسنہم
وتجاوز عن مسیئہم فما زلتُ ان
ارجوہا حتی قمتُ مقامی ھذا
واخرج الدیلمی عن الحسن بن
علیؓ قال سمعتُ علیاًؓ یقول سمعتُ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقولُ لاتذہب الایامُ واللیالی
حتی یملک معاویۃ. واخرج ابن سعد
وابن عساکر عن سلمۃ بن مخلد
قال سمعتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم
یقول لمعاویۃ اللّٰہم علّمہ الکتابَ
ومکّن لہ فی البلادِ وقِہِ العذابَ
واخرج ابن عساکر عن عروۃ بن
رُوَیم قال جاءَ اعرابیٌ الی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقال صارِعنی فقال
لہ معاویۃ انا اصارِعک فقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم لن یُغلَبَ معاویۃ

کے تخت پر بیٹھے تھے، تو معاویہ نے کہا اے ابن عباس
کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تھا کہ جب اولادِ حکم تینس (۳۰) آدمیوں تک پہنچ
جائے گی تو وہ اللہ کے مال کو اپنے آپس کی دولت
بنالیں گے، اور اللہ کے بندوں کو غلام اور اللہ کی کتاب
کو فریب کا ذریعہ بنالیں گے، پھر جب یہ چار
سو ننانوے آدمیوں کی تعداد میں پہنچ جائیں گے
توان کی ہلاکت پھل کے چبانے سے بھی زیادہ
سرعت کے ساتھ ہوگی۔ تو ابن عباس نے
کہا یا اللہ بیشک۔ مروان نے اپنی حاجت کا
معاویہ سے ذکر کر دیا تھا۔ پھر مروان نے عبد الملک
کو معاویہ کے پاس بھیجا۔ پھر اُس نے معاویہ سے
گفتگو کی۔ جب عبد الملک واپس ہوا تو معاویہ
نے کہا کہ اے ابن عباس کیا تم جانتے ہو کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا
(یعنی عبد الملک کا) ذکر کیا اور فرمایا چار ظالم بادشاہوں
کا باپ۔ تو ابن عباس نے کہا کہ یا اللہ بیشک۔ حاکم
نے روایت کیا ابو ذر سے، انہوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جب بنو اُمیہ
چالیس ہو جائیں گے تو اللہ کے بندوں کو اپنا غلام اور
اللہ کے مال کو سرکاری بخشش اور کتاب اللہ کو
فریب کا ذریعہ بنالیں گے۔ اور ابو یعلی اور حاکم
نے ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ بنو حکم میرے
منبر پر کود رہے ہیں جس طرح بندر کودتے ہیں

ابداً فصرع الاعرابی فلما کان یوم
صفین قال علیؓ لو ذکرت ھذا
الحدیث ما قاتلتُ معاویۃ۔ بعد ازان
از ہلک نوجوانان قریش خبر داد
فی الخصائص اخرج الحاکم والبیہقی
عن ابی سعید الخدری قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا
بلغ بنو ابی العاص ثلثین رجلاً
اتخذوا دین اللہ دغلاً و مال اللہ
دولاً وعباد اللہ خولاً۔ واخرج
البیہقی عن ابن مواہب انہ کان
عند معاویۃ فدخل علیہ مروان فقال
اقض حاجتی یا امیر المومنین فواللہ
ان مؤنتی لعظیمۃ وانی ابو عشرۃ
وعم عشرۃ واخو عشرۃ فلما ادبر مروان و
ابن عباس جالسٌ مع معاویۃ علی
السریر فقال معاویۃ یا ابن عباس
اما تعلم ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال اذا بلغ بنو الحکم
ثلثین رجلاً اتخذوا مال اللہ
بینہم دولاً وعباد اللہ خولاً و
کتاب اللہ دغلاً فاذا بلغوا تسعۃ
وتسعین واربعمائۃ رجل کان ھلاکہم
اسرع من لوک تمرۃ فقال
ابن العباس اللھم نعم وذکر

کہا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے ہوئے اور
شگفتہ نہیں دیکھے گئے تا آنکہ وفات پا گئے۔ اور
بیہقی نے روایت کیا ابن المسیب سے، کہا کہ نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو (خواب میں) اپنے
منبر پر دیکھا تو آپ کو یہ ناگوار ہوا تو آپ کو وحی کی
گئی کہ یہ تو محض دنیا ہے جو ان کو دی گئی ہے تو آپ کی
آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ اور روایت کیا ترمذی اور حاکم
اور بیہقی نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی امیہ کو دیکھا
کہ ان میں کا ایک ایک شخص آپ کے منبر پر آکر
خطبہ دے رہا ہے تو آپ کو اس سے رنج ہوا
تو نازل ہوئی إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ
اور نازل ہوئی إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ
الْقَدْرِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ
لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ
اس عدد میں یعنی ایک ہزار مہینہ میں اشارہ کیا کہ
بنو امیہ اتنے زمانہ تک بادشاہی کریں گے۔ کہا
قاسم بن الفضل نے کہ پھر ہم نے بنو امیہ کی بادشاہی
کا حساب کیا تو وہ ایک ہزار مہینے ثابت ہوئی، نہ
زیادہ ہوئی نہ کم۔ اس کے علاوہ آپ نے دو فرقوں
کے وجود کی خبر دی کہ ایک حضرت مرتضیٰ کی شان
کو بہت کم کرنے والا (گستاخ) ہوگا اور دوسرا
بہت بڑھانے والا۔ حاکم نے روایت کی علی رضی
اللہ عنہ سے، کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بلایا اور فرمایا کہ اے علی تجھ میں عیسیٰ علیہ السلام

مروانُ حاجۃٌ لہ فرَدَّ مروانُ عبدالملک الی معاویۃ فکلّمہ فلما ادبر عبدُالملک قال معاویۃُ یا ابنَ عباس اما تعلم ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر ہذا فقال "ابو الجبابرۃ الاربعۃ"، فقال ابن عباس اللّٰہم نعم واخرج الحاکم عن ابی ذرٍّ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا بلغت بنوامیۃ اربعون اتخذوا عباد اللہ خوَلاً ومالَ اللہ نحلاً وکتاب اللہ دَغلا۔ و اخرج ابو یعلی والحاکم عن ابی ہریرۃ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال رأیتُ فی النوم بنی الحکم ینزُونَ علی منبری کما تنزوا القِردۃُ قال فما رُئِیَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکاً مستجمعاً حتی توفی۔ و اخرج البیہقی عن ابن المسیب قال رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی امیۃ علی منبرہ فساءہ ذٰلک فاُوحیَ الیہ انما ہی دنیا اُعطوہا فقرت عینہ۔ و اخرج الترمذی والحاکم والبیہقی عن الحسن بن علی قال ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد رأی بنی اُمیۃ یخطبونَ علی منبرہ رجلاً رجلاً فساءہٗ ذٰلک فنزلت اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ و نزلت اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ وَمَا اَدْرٰکَ

کی کچھ مشابہت ہے۔ یہود نے اُن سے بُغض رکھا یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان باندھا اور ان سے نصاریٰ نے اس درجہ محبت کی کہ اُن کو ایسے مرتبہ میں پہنچا دیا جو اُن کا نہیں تھا۔ کہا کہ علی رضؓ نے فرمایا یاد رکھو کہ میرے بارے میں ہلاکت میں مبتلا ہوتا ہے ایسا محبت کرنے والا جو مجھ میں مبالغہ کے ساتھ ایسے اوصاف ثابت کرے جو مجھ میں نہیں ہیں اور ایسا بغض رکھنے والا مفتری جس کو میری عداوت اس بات پر اُبھارتی ہے کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے، یاد رکھو کہ میں نبی نہیں ہوں اور نہ مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے، بس میں تو اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہوں جس قدر قدرت رکھتا ہوں۔ تو جس بات کا اللہ کی فرمانبرداری کے بارے میں میں تم کو حکم دوں تو تم پر میری اطاعت ضروری ہے وہ بات خواہ تم کو مرغوب ہو یا گراں ہو۔ اور جس معصیت کی بات کا میں تم کو حکم دوں یا کوئی دوسرا شخص تو سمجھ لو کہ اللہ عزوجل کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت روا نہیں۔ طاعت صرف نیک کام میں ہونی چاہئے۔ پھر جاننا چاہئے کہ ان حوادث میں سے ہر حادثہ کا حکم ان ہی احادیث کے الفاظ سے مستنبط ہو جاتا ہے اور علماءِ اہل سنت اُسی حکم پر پہنچنے میں کامیاب ہوئے خواہ اُن کا ماخذ دوسرا ہو جو حکم کہ ان احادیث کے الفاظ سے بھی مستنبط ہو رہا ہے۔ رہی یہ بات کہ حضرت مرتضیٰ کی خلافت منعقد ہو گئی، تو وہ اس بناء پر یقینی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (مسلمانوں کو) حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مفارقت سے منع فرمایا ہے۔ حاکم نے

ما ليلة القدر ليلة القدر خير من الف شهر يملكها بنو امية
قال القاسم بن الفضل فحسبنا ملك
بني امية فاذا هي الف شهر
لا تزيد ولا تنقص. بعد ازان از
وجود دو فرقۂ مفرطۂ و مفرطۂ
در شان حضرت مرتضیٰ اخبار فرمود
اخرج الحاكم عن علي رضي الله عنه
قال دعاني رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال يا علي ان فيك
من عيسى عليه السلام مثلاً ابغضته
اليهود حتى بهتوا امه و احبته
النصارى حتى انزلوه بالمنزلة التي
ليس له قال وقال علي الا وانه
يهلك فيّ محب مطري بما ليس
فيّ و مبغض مفتري يحمله شناني
علي ان يبهتني الا واني لست
بنبي ولا يوحى الي ولكني اعمل
بكتاب الله وسنة نبيه صلى
الله عليه وسلم بما استطعت فما
امرتكم به من طاعة الله فحق عليكم
طاعتي فيما احببتم او كرهتم و
ما امرتكم بمعصية انا وغيري
فلا طاعة لاحد في معصية الله عز و
جل انما الطاعة في المعروف باز باید

روایت کی ابو ذر سے، کہا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اے علی جو مجھ سے الگ ہوا وہ خدا سے الگ ہو گیا
اور جو تجھ سے الگ ہوا اے علی وہ مجھ سے الگ ہو گیا۔
اور حاکم نے روایت کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہ
میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
آپ فرماتے تھے کہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن
علی کے ساتھ ہے ہرگز دونوں جدا نہ ہوں گے تاآنکہ
دونوں حوض پر آکر مجھ سے ملیں گے۔ اور حاکم نے
روایت کی علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رحمت کرے اللہ علی
پر اے اللہ حق کو اسی طرف لے جا جس طرف علی
جائے۔ رہا یہ کہ حضرت عائشہ اور طلحہ وزبیر رضی اللہ
عنہم خطا کھانے والے معذور تھے اس اصول پر
کہ جس نے اجتہاد کیا اور خطا کھائی تو وہ ایک اجر
کا مستحق ہے۔ تو وہ اس جہت سے (معذور ہیں) کہ
انہوں نے شبہہ سے استدلال کیا اگرچہ اس
سے زیادہ راجح دوسری دلیل بھی موجود تھی اور اس
شبہہ کا موجب دو چیزیں ہوئیں ایک یہ کہ حضرت
مرتضیٰ کے لئے خلافت منعقد نہیں ہوئی کیونکہ اصحاب
حل وعقد نے اجتہاد کے ساتھ اور مسلمانوں کی
خیر خواہی کے لئے آپ سے بیعت نہیں کی تھی۔ روایت
کیا ابو بکر بن ابی شیبہ نے معتمر بن سلیمان سے
انہوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ ہم سے روایت
کیا ابو نضرہ نے کہ ربیعہ نے مسجد بنی سلمہ میں
طلحہ سے گفتگو کی، انہوں نے کہا کہ ہم لوگ دشمن کے

دانست کہ حکم ہر حادثہ ازین
حوادث از لفظِ ہمین احادیث
مستنبط می شود و علماء اہل سنت
بہمان حکم مہتدی شدہ اند ہر
چند مأخذِ ایشان غیر مأخذِ استنباط
از لفظِ این حدیث بودہ باشد۔ اما
آنکہ خلافت حضرت مرتضیٰ منعقد شد
پس ازین جہت کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نہی کردند از مفارقتِ
حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ اخرج
الحاکم عن ابی ذرؓ قال قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یا علیؓ من
فارقنی فقد فارق اللہ و من
فارقک یا علی فقد فارقنی۔ و اخرج
الحاکم عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا
سمعتُ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقولُ علیٌّ مع القرآنِ و القرآنُ
مع علیٍّ لن یتفرقا حتی یردا علی
الحوض۔ و اخرج الحاکم عن علی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رحم اللہُ علیاً اللہم ادرِ الحقَّ معہ
حیثُ دار۔ و اما آن کہ حضرت
عائشہ و طلحۃ و زبیر رضی اللہ عنہم
مجتہد مخطی معذور بودند ازان
قبیل کہ من اجتہد فقد اخطأ

مقابلہ پر تھے کہ ہم کو اطلاع پہنچی کہ تم نے اس
شخص (یعنی علیؓ) سے بیعت کر لی ہے، پھر تم اب
اسی سے قتال کرتے ہو یا جیساکہ انہوں نے کہا۔ کہاکہ
اس پر طلحہ نے کہاکہ میں تو چکی کے پاٹ میں داخل کر
دیا گیا تھا اور میری گردن پر تلوار رکھ دی گئی تھی اور
کہا گیا تھاکہ بیعت کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے۔ لہٰذا
میں نے بیعت کی اور خوب سمجھ لیا کہ یہ بیعت گمراہی
کی ہے۔ تیمی نے بیان کیا کہ کہا ولید بن عبدالملک
نے کہ اہلِ عراق کے ایک منافق ــــــ یعنی جبلہ
بن حکیم نے زبیر سے کہا کہ تو نے تو بیعت کر لی تھی۔ تو زبیر
نے کہاکہ میری گدّی پر تلوار رکھدی گئی تھی اور مجھ سے
کہا گیا تھاکہ بیعت کر ورنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے
تو میں نے بیعت کر لی۔ اور روایت کی ابو بکر نے محمد
بن بشر سے، کہاکہ میں نے سُنا احمد بن عبداللہ
ابن الاصم سے وہ بیان کرتے تھے اپنی دادی اُمِ راشد
سے، اُس نے کہاکہ میں اُمِ ہانی کے پاس تھی کہ اُن
کے پاس علیؓ آئے تو اُمِ ہانی نے اُن کے لئے کھانا
منگایا۔ تو علی نے کہا کیا بات ہے کہ میں تمہارے پاس
برکت یعنی بکری نہیں دیکھتا۔ اُمِ راشد نے کہا ــــ
سبحان اللہ واللہ ہمارے پاس برکت ہے۔ علی نے
کہاکہ میں بکری مراد لے رہا ہوں۔ اُمِ راشد نے کہا
کہ پھر وہ نیچے اُتریں تو دو آدمیوں سے ملیں (نیچے کے
درجہ میں) اور سُنا کہ اُن میں سے ایک اپنے ساتھی
سے یہ کہہ رہا تھاکہ ہمارے ہاتھوں نے بیعت کر لی
مگر ہمارے دلوں نے بیعت نہیں کی۔ کہا اُمِ راشد

قلہ اجرٌ واحدٌ۔ پس ازان جہت
کہ متمسک بودند بشبہہ ہر چند
دلیلِ دیگر ارجح ازوی بود و
موجب آن شبہہ دو چیز است یکی
آنکہ خلافت برای حضرت مرتضیٰ
منعقد نشد زیراکہ اہلِ حلّ وعقد
عن اجتہاد و نصیحۃ للمسلمین بیعت
نکردہ اند۔ اخرج ابو بکر بن ابی شیبۃ
عن معتمر بن سلیمان عن ابیہ قال
حدثنا ابو نضرۃ ان ربیعۃ کلمت
طلحۃ فی مسجد بنی سلمۃ فقالوا
کنّا فی نحر العدوّ حتی جاءتنا
بیعتک ھذا الرجل ثم انت
الآن مقاتلہ اوکما قالوا قال فقال
انی اُدخلت الحشّ ووُضع علی
عُنقی اللجّ وقیل بایع والا قتلناک
وقال فبایعت وعرفت انہا بیعۃ
ضلالۃ قال التیمی وقال الولید بن
عبد الملک ان منافقا من منافقی
اہلِ العراق جبلۃ بن حکیم قال للزبیر
فانک قد بایعت فقال الزبیر
انّ السیف وُضع علی قفای فقیل
لی بایع والا قتلناک قال فبایعت
واخرج ابو بکر عن محمد بن بشر
قال سمعت حمد بن عبد اللہ بن

نے کہ میں نے کہا کہ یہ دو آدمی کون ہیں ؟ تو انہوں نے بتایا
کہ طلحہ اور زبیر۔ اُمّ ہانی نے کہا کہ میں نے تو اُن میں سے
ایک کو دوسرے سے یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اُس
سے ہمارے ہاتھوں نے بیعت کی ہے مگر ہمارے دلوں
نے بیعت نہیں کی تو علی نے کہا مَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا
الخ (۴۸: ۱۰) پھر (بعد بیعت کے) ، جو شخص عہد توڑے گا
سو اس کے عہد توڑنے کا وبال اسی پر پڑے گا اور جو
شخص اس بات کو پورا کرے گا جس پر (بیعت میں) خدا
سے عہد کیا ہے تو عنقریب خدا اُس کو بڑا اجر دے
گا " دوسری یہ کہ قصاص حق ہے اور حضرت علی مرتضیٰ
قادر ہیں ذی النورین کا قصاص لینے پر مگر لیتے نہیں
بلکہ اُس سے مانع ہیں اور حضرت مرتضیٰ رض بھی اُن پر
خطائے اجتہادی کا حکم لگاتے ہیں۔ روایت کیا ابو بکر
نے ابو البختری سے کہا کہ علی رض سے اہلِ جمل کے بارے
میں سوال کیا گیا۔ کہا کہ پوچھا گیا کہ کیا مشرک ہیں یہ
لوگ ؟ علی رض نے کہا کہ یہ لوگ شرک سے بھاگتے ہیں۔
کہا گیا کہ کیا منافقین ہیں یہ لوگ ؟ کہا کہ منافقین اللہ کا
ذکر نہیں کرتے مگر کم۔ کہا گیا کہ پھر یہ لوگ کیا ہیں ؟ کہا
کہ ہمارے بھائی ہیں انہوں نے ہم سے بغاوت کی، اور
علی رض نے کہا کہ میں یہ اُمید کرتا ہوں کہ ہم مثل ان لوگوں
کے ہوجائیں گے جن کے بارے میں اللہ عزّوجل نے
فرمایا ہے وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ الخ
(۱۵: ۴۳) اور جو کچھ اُن کے دلوں میں غبار تھا ہم اُس
کو دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح (الفت و
محبّت سے) رہیں گے۔ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھا

الاصم یذکر عن ام راشد جدتہ
قالت کنت عند ام ہانیؓ فاتاہا
علیؓ فدعت لہ بطعام فقال مالی
لا اری عندکم برکۃ یعنی الشاۃ
قالت فقالت سبحان اللہ واللہ
ان عندنا لبرکۃ قال اعنی الشاۃ
قالت فنزلت فلقیت رجلین
فی الدرجۃ فسمعت احدہما
یقول لصاحبہ بایعتہ ایدینا و
لم تبایعہ قلوبنا قالت فقلت من
ہذان الرجلان فقالوا طلحۃ و
الزبیر قالت فانی قد سمعت احدہما
یقول لصاحبہ بایعتہ ایدینا و
لم تبایعہ قلوبنا فقال علی مَنْ
نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی
نَفْسِہٖ ج وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا
عٰہَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ
اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ دوم آنکہ قصاص
حق است وحضرت مرتضیٰ قادر
است بر اخذِ قصاص ذی النورین
واخذِ آن نمی کند بلکہ مانع آن است
وحضرت مرتضیٰ نیز بخطای اجتہادی
حکم فرمود۔ واخرج ابو بکر عن ابی
البختری قال سئل علیؓ عن
اہل الجمل قال قیل امشرکون

کریں گے"۔ یہ ایسی حدیث ہے جس کی متعدد سندیں
ہیں اُن میں سے بعض کو ابو بکر نے اخذ کیا ہے۔ اور اگر
دشمن اس بات کو قبول نہ کریں اور اُن کی رائے کو
خطاء اجتہادی میں شمار نہ کریں بلکہ سیئات میں
ہی محسوب کریں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَالَّذِیْنَ
ھَاجَرُوْا الآیۃ (۴:۱۹۵) سو جن لوگوں نے ترکِ
وطن کیا اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور اُن کو
تکلیفیں دی گئیں میری راہ میں اور جہاد کیا اور شہید
ہوگئے ضرور اُن لوگوں کی تمام خطائیں معاف کر دوں
گا اور ضرور اُن کو ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن
کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ عوض ملے گا اللہ کے
پاس سے"۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُمید
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر جلوہ فرمایا اور کہا کہ
تم جو چاہو کرو میں تمہاری مغفرت کر چکا ہوں۔ اور
روایت کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے عبداللہ بن زیاد
سے، کہا کہ عمار بن یاسر نے کہا کہ بیشک ہماری ماں
نے یہ سفر کیا اور وہ خدا کی قسم زوجہ ہے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی دنیا میں اور آخرت میں، لیکن اللہ تعالےٰ
نے ہمیں اِس آزمائش میں ڈالا تاکہ وہ جان لے کہ ہم
(زوجۂ رسول اللہ اور ماں ہونے کی وجہ سے) اس
کی اطاعت کرتے ہیں یا اللہ کی۔ اور مسلم نے روایت
کیا ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حراء پر تھے اور ابو بکر اور عمر اور عثمان اور طلحہ و زبیر بھی تھے
تو چٹان نے حرکت کی تو آپ نے فرمایا کہ ساکن ہو تیرے
اوپر نہیں ہے بجز نبی یا صدیق یا شہید کے۔ اور ابو بکر

ہم قال من الشرك فروا قيل
أمنافقون هم قال ان المنافقين
لايذكرون الله الا قليلا قيل
فما هم قال اخواننا بغوا علينا و قال
علی اني لارجو ان نكون كالذين
قال الله عز و جل ونزعنا
ما في صدورهم من
غل اخوانا على سرر
متقابلين ٥ حديث له طرق
متعددة اخرج بعضها ابو بكر۔ و
اگر خصم قبول نکند این را و
رأي الشيخان را از خطای اجتهادی
شمارد بلکه از سیئات حساب
کند فقد قال الله تبارك و تعالى
فالذين هاجروا واخرجوا
من ديارهم واوذوا في
سبيلي وقاتلوا وقتلوا
لاكفرن عنهم سيئاتهم
ولادخلنهم جنت تجري
من تحتها الانهر ثوابا
من عند الله ٥ الآية، و قال
النبي صلى الله عليه وسلم لعل الله
اطلع على اهل بدر فقال اعملوا
ما شئتم فقد غفرت لكم۔ و اخرج
ابو بكر بن ابي شيبة عن عبد الله

نے روایت کیا ابو نضرہ سے کہا کہ ابو سعید کے پاس لوگوں نے ذکر کیا علی اور عثمان اور طلحہ و زبیر کا تو ابو سعید نے کہا کہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کے سوابق اعمال بہت ہیں اور ان پر فتنہ آپڑا تو انہوں نے اپنا معاملہ اللہ پر لوٹا دیا۔ عہ پھر ان عزیزوں سے ایسے کلمات بھی منقول ہیں جو دلالت کرتے ہیں اس رائے سے رجوع کرنے پر۔ ابو بکر نے روایت کیا عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ میں آرزو کرتی ہوں کہ کاش میں ایک ہری شاخ ہوتی اور اس سفر پر نہ نکلتی۔ اور متعدد اسناد کے ساتھ روایت کیا گیا ہے کہ علی نے جنگ جمل کے دن زبیر سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میں تجھ سے سرگوشی کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ کیا تو اس سے سرگوشی کر رہا ہے، واللہ یہ ایک دن تجھ سے ضرور قتال کرے گا اور یہ تجھ پر ظلم کرنے والا ہوگا۔ کہا کہ یہ سن کر زبیر نے اپنی سواری کے منہ پر مارا اور لوٹ گئے۔ اس کو ابو بکر وغیرہ نے روایت کیا۔ پھر ان کے میدان جنگ سے واپسی کے بعد ابن جرموز نے ان کو قتل کر دیا۔ اور روایت کیا ابو بکر نے قیس سے، کہا کہ مروان بن الحکم نے جمل کے دن طلحہ کے گھٹنے پر تیر مارا تھا۔ تو اس سے خون نکل کر بہنا شروع ہو گیا، جب اس کو بند کرتے تھے تو بند ہو جاتا تھا اور جب اس کو چھوڑتے تھے تو بہنے لگتا تھا۔ تو طلحہ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو، یہ تو ایسا تیر

عہ یا یہ معنی ہیں کہ ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو ۱۲

بن زیاد قال قال عمار بن یاسر
إنّ أمّنا سارت مسيرنا هذا
وانها واللهِ زوجۃُ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم فی الدنیا والآخرۃِ و
لکن اللہ ابتلانا بھذا لیعلم
ایّاھا نُطیعُ ام اِیّاہ۔ واخرج مسلم
عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان علی حراء و
ابو بکر وعمر وعثمان وطلحۃ والزبیر
فتحرکتِ الصخرۃُ فقال اھدء فما
علیکَ الّا نبیّ او صدّیقٌ او
شہیدٌ۔ واخرج ابو بکر عن ابی نضرۃ
قال ذکروا علیاً وعثمانَ وطلحۃ و
الزبیر عند ابی سعید فقال اقوام
سبقتْ لہم سوابقُ واصابتھم
فتنۃ فردّوا امرھم الی اللہِ
باز ازین عزیزان کلمات دالّہ
بر رجوع ازین رأی منقول شدہ
اخرج ابو بکر عن عائشۃ رضی اللہ
عنہا قالت وَدِدْتُ انی کنتُ غصناً
رطباً ولم اَسِرْ مَسِیْرِی ھذا۔ وقد
روی بطرق متعددۃ ان علیاً
قال یوم الجمل للزبیر انشدکَ
اللہَ اتذکرُ یوماً اتانا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وانا اُناجیک

سے جس کو اللہ نے بھیجا تھا، پھر اُن کا انتقال ہو گیا۔
اور حاکمؒ نے روایت کیا ثور بن مجزاۃ سے کہ میں یومِ جمل
میں طلحہ کے آخری وقت پر اُن سے ملا۔ تو انہوں
نے مجھ سے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ میں نے کہا
کہ امیر المومنین علی رضؓ کے اصحاب میں سے۔ تو کہا کہ اپنا
ہاتھ پھیلا' میں تجھ سے بیعت کرتا ہوں۔ تو میں نے اپنا
ہاتھ پھیلا دیا۔ اور انہوں نے مجھ سے بیعت کی اور اُن
کا دم نکل گیا۔ پھر میں نے علی رضؓ کے پاس جاکر اُن کو
اُس کی خبر دی۔ تو آپ نے کہا اللہ اکبر سچ کہا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اللہ نے ناپسند کیا اس
بات کو کہ طلحہ جنّت میں داخل ہو بغیر اس بات کے
کہ میری بیعت اُس کی گردن میں ہو۔ اور رہا یہ کہ معاویہؓ
مجتہد مُخطی اور معذور تھے، تو اس کی صورت یہ ہے
کہ وہ شبہ کے ساتھ دلیل پکڑے ہوئے تھے۔ ہر چند
کہ دوسری دلیل جو میزانِ شریعت میں اس سے زیادہ
وزن دار تھی ظاہر ہوگئی مانند اُن باتوں کے جن کی
تقریر ہم اہلِ جمل کے قصّہ میں کر چکے ہیں بعض اشکال
کے اضافہ کے ساتھ۔ اور وہ یہ ہے کہ معاویہ اور
اہلِ شام نے بیعت نہیں کی تھی اور وہ یہ سمجھے
ہوئے تھے کہ خلافت کی تکمیل خلیفہ کے تسلّط اور
اس کے حکم کے نفاذ پر موقوف ہے اور وہ متحقق نہیں
ہوا ہے۔ پھر تحکیم (حَکَم بنانے) کے معاملہ نے اس
شبہ کو اور مضبوط کر دیا۔ اور حدیث صحیح میں آیا ہے
کہ دعوٰھما واحدۃ یعنی دونوں جماعتوں کا
دعوٰی ایک ہوگا۔ اور رہا یہ کہ اہلِ حرورا باطل پر

فقال اتناجیہ فواللہ لیقاتلنک یوما
وہو لک ظالم قال فضرب الزبیر
وجہ دابتہ فانصرف۔ اخرجہ
ابو بکر وغیرہ۔ ثم قتلہ ابن جرموز
بعد انصرافہ من المعترک۔ واخرج
ابو بکر عن قیس قال رمی مروان بن
الحکم یوم الجمل طلحۃ بسہم فی
رکبتہ فجعل الدم یغذو ویسیل
فاذا امسکوہ استمسک واذا ترکوہ
سال فقال طلحۃ دعوہ انما ہو سہم
ارسلہ اللہ فمات۔ واخرج الحاکم
عن ثور بن مجزاۃ قال مررت بطلحۃ
یوم الجمل آخر رمق فقال لی ممن
انت قلت من اصحاب امیر المؤمنین
علی فقال ابسط یدک ابایعک فبسطت
یدی فبایعنی وفاضت نفسہ فاتیت
علیا فاخبرتہ فقال اللہ اکبر صدق
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابی اللہ ان یدخل طلحۃ الجنۃ الا
وبیعتی فی عنقہ۔ واما آنکہ معاویۃ
مجتہد مخطی معذور بود پس ازان
جہت کہ متمسک بود بشبہہ ہر
چند دلیل دیگر در میزان شرع راجح
تر ازان برآمد مانند آنچہ در
قصۂ اہل جمل تقریر کردیم

تھے اور علاماتِ کفر یا فسق ———— میں ملوّث
تھے تو وہ اس جہت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حروراوالوں
کے بارے میں احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں کہ یمرقون
من الدین الخ یعنی وہ لوگ دین سے اِس طرح نکل
جائیں گے جس طرح تیر شکار کے جسم سے نکل جاتا ہے۔
اس کو روایت کیا سہل بن حنیف اور عبداللہ بن
مسعود اور ابوسعید وغیرہم نے۔ باقی رہا ایک مسئلہ
جو نہایت دقیق ہے اور اِس مسئلہ میں اکثر لوگوں کے
قدم لغزش کھا گئے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰؓ
کی مدد سے تخلف کرنے والے مجتہدِ مُصیب تھے
یا مخطیٔ معذور مجتہد تھے۔ بندہ کے نزدیک محقق بات
یہ ہے کہ تخلف کرنے والے (یعنی مدد سے پیچھے رہ
جانے والے) عزیمت پر (کاربند) تھے اور صریح احادیث
سے جو صحیح اور متواتر المعنیٰ ہیں دلیل پکڑے ہوئے
تھے۔ ترمذی نے روایت کیا امّ مالک بہزیہ سے،
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا
اور اس کے قریب الوقوع ہونے کا ذکر کیا۔ کہا کہ
میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس میں سب سے
بہتر کون ہوگا۔ فرمایا کہ ایسا شخص جو اپنی بکریوں وغیرہ
میں (جنگل میں یکسو) رہے، اُن کا حق ادا کرتا ہے اور
اپنے رب کی عبادت کرتا ہے۔ اور ایسا شخص جو اپنے
گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے دشمن کو للکارتا ہے اور
وہ اُس کو للکارتے ہیں۔ اور روایت کیا ترمذی نے
بسر بن سعد سے کہ سعد بن ابی وقاص نے عثمانؓ
بن عفان کے فتنہ کے وقت کہا کہ میں گواہی دیتا

بازیادتِ اشکال و آن آنست کہ معاویہ و اہلِ شام بیعت نکردہ بودند و میدانستند کہ تمام خلافت بتسلط و نفاذِ حکم است و آن متحقق نشد باز امرِ تحکیم آن شبہہ را راسخ تر نمود و در حدیث صحیح آمدہ دعوٰہما واحدۃ - و اما آنکہ اہلِ حرورا بر باطل بودند و بسمتِ کفر یا فسوق متّسم اعاذنا اللّٰہ من ذٰلک پس ازان جہت کہ احادیثِ متواترہ در باب حروریہ وارد شدہ است کہ یمرقون من الدین مروق السہم من الرمیۃ رواہ سہل بن حنیف و عبداللّٰہ بن مسعود و ابو ذر و ابو سعید وغیرہم۔ باقیماند مسئلہ در غایت غموض کہ قدم اکثری دران لغزیدہ است و آن آنست کہ متخلفین از نصرتِ حضرت مرتضیٰ مجتہد مصیب بودند یا مجتہد مخطی معذور و آنچہ در پیش بندہ محقق شدہ است آنست کہ متخلفان آخذ بعزیمت بودند و متمسک بصریح احادیث صحیحہ متواترۃ المعنیٰ اخرج الترمذی عن امّ مالک البہزیۃ قالت ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ

ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ایسا فتنہ اُٹھنے والا ہے جس کے دور میں بیٹھا ہوا شخص بہتر ہوگا کھڑے ہوئے سے اور کھڑا ہوا بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے۔ کہا کہ میں نے کہا کہ آپ مجھے بتایئے کہ اگر کوئی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور مجھ پر اپنا ہاتھ مجھے قتل کرنے کے لئے بڑھائے؟ تو فرمایا کہ آدم کے بیٹے (ہابیل) کی طرح عــہ بن جانا۔ اور ترمذی نے روایت کیا عدلیسہ بنت اہبان بن صیفی غفاری سے، کہا کہ علی بن ابی طالب میرے باپ کے پاس آئے اور اُن کو دعوت دی کہ جنگ کے لئے ان کے ساتھ چلیں۔ میرے باپ نے اُن سے کہا کہ میرے خلیل اور آپ کے چچا کے بیٹے نے مجھ سے واضح طور پر فرمایا تھا کہ جب لوگ ایک دوسرے کے خلاف ہو جائیں تو میں اپنی تلوار لکڑی کی بنالوں تو میں نے اس کو بنالیا ہے تو اگر آپ چاہیں تو میں اُس کو لے کر آپ کے ساتھ نکلوں؟ عدلیسہ نے کہا کہ پھر علی نے ان کو چھوڑ دیا۔ اور ترمذی نے روایت کیا ابو موسیٰ سے، اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فتنہ کے بارے میں فرمایا کہ اس میں اپنی کمانیں توڑ دینا اور اپنے چلّے کاٹ ڈالنا اور اپنے گھروں کے اندر بیٹھنا اختیار کر لینا اور آدم کے بیٹے کی طرح بن جانا۔ اور بخاری نے روایت کیا شقیق بن سلمہ سے، کہا کہ میں ابو مسعود اور ابو موسیٰ اور عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ

عــہ یہ اس قصہ کی طرف اشارہ ہے جو سورۂ مائدہ میں ذکر ہے جب قابیل نے ہابیل کو مارنا چاہا تو اس نے کہا لَئِنْ بَسَطْتَ اِلَیَّ یَدَکَ الخ (۵: ۲۸)

وسلم فتنۃً فقربہا قالت قلتُ یا رسولَ اللہِ من خیرُ الناسِ فیہا قال رجلٌ فی ماشیتہ یُؤدّی حقّہا ویعبد ربّہ ورجلٌ آخذٌ برأسِ فرسہ یُخوِّفُ العدوَّ ویخوفونہ۔ وأخرج الترمذی عن بسر بن سعد انّ سعدَ بن ابی وقاص قالَ عند فتنۃِ عثمانَ بن عفّان اشہد انّ رسولَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہا ستکون فتنۃٌ القاعدُ فیہا خیرٌ من القائم والقائمُ خیرٌ من الماشی والماشی خیرٌ من الساعی قال قلتُ افرأیتَ ان دخل علیَّ بیتی وبسط یدَہٗ الیَّ لیقتلنی قال کن کابنِ آدمَ واخرج الترمذیؒ عن عدیسہ بنتِ اہبان بن صیفی الغفاری قال جاءَ علیٌّ بن ابی طالب الی ابی فدعاہ الی الخروج معَہ فقال لہ اَبی انَّ خلیلی وابن عمّک عہد الیَّ اذا اختلفَ الناسُ ان اتّخذَ سیفاً من خشبٍ فقد اتخذتُہ فان شئتَ خرجتُ بہ معکَ قالت فترکَہ۔ واخرج الترمذیؒ عن ابی موسٰی عن النبیّ صلی اللہ علیہ

بیٹھا ہوا تھا۔ تو ابومسعود نے عمّار سے کہا کہ تمھارے ساتھیوں میں کوئی ایسا نہیں کہ اگر میں چاہوں تو اس کے بارے میں کچھ نہ کہہ سکوں سوائے تمھارے، اور میں نے تمھاری جانب سے جب سے تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی کوئی بات اپنے نزدیک اِس سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی یعنی تمھارے اس امر میں سرعت دکھانے سے۔ تو عمار بن یاسر نے کہا اے ابومسعود! میں نے بھی تمھاری جانب سے اور نہ تمھارے اس ساتھی کی جانب سے جب سے تم دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اپنے نزدیک کوئی بات تمھارے اِس امر میں دیر کرنے سے زیادہ معیوب نہیں دیکھی۔ تو ابومسعود نے جو صاحب وسعت تھے کہا کہ اے غلام دو جوڑے لے کر آ، پھر اُن میں سے ایک تو ابوموسٰی کو دیا اور دوسرا عمّار کو اور کہا کہ تم دونوں یہ جوڑے پہن کر جمعہ (کی نماز) کو جانا۔ اور بخاری نے روایت کیا حرملہ مولٰی اُسامہ سے، کہا کہ مجھے اُسامہ نے بھیجا علی رضی اللہ عنہما کے پاس اور کہا کہ وہ یعنی علی تجھ سے ابھی پوچھیں گے اور کہیں گے کہ تیرا صاحب کہاں رہ گیا تو اُن سے یہ کہنا کہ وہ آپ سے یہ کہتا ہے کہ اگر آپ شیر کے کلّے میں ہوں گے تو میں یقیناً اس بات کو پسند کروں گا کہ اس میں میں آپ کے ساتھ ہوں، لیکن یہ ایسا امر ہے کہ جس کو میں مناسب نہیں دیکھتا۔ تو علی نے مجھے کچھ نہیں دیا۔ پھر میں گیا حسَن اور حسین اور ابن جعفر

(حاشیہ صفحہ گذشتہ کا بقیہ) اگر تو مجھے قتل کرنے کیلئے دست درازی کرے گا تب بھی میں تجھے قتل کرنے کیلئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں۔ میں تو

وسلم انہ قال فی الفتنۃ کسّروا
فیہا قسیّکم وقطّعوا فیہا اوتارکم
والزموا فیہا اجواف بیوتکم وکونوا
کابن آدم۔ واخرج البخاری عن
شقیق بن سلمۃ قال کنتُ جالسًا
مع ابی مسعود و ابی موسیٰ و عمار
رضی اللہ عنہم فقال ابومسعود لعمار
مامن اصحابک احدٌ الّا لو شئتُ
لقلتُ فیہ غیرک وما رأیتُ منک
شیئاً منذ صحبتَ النبیّ صلی اللہ
علیہ وسلم اعیبَ عندی من
استسراعک فی ہذا الامر فقال
عمار بن یاسر یا ابامسعود وما رأیتُ
منک ولا من صاحبک ہذا شیئاً
منذ صحبتما النبیّ صلی اللہ علیہ و
سلم اعیبَ عندی من ابطائکما
فی ہذا الامر فقال ابومسعود
وکان موسرًا یا غلام ہاتِ
حلتین فاعطی احدٰہما اباموسیٰ
والاخریٰ عمارًا وقال روحا فیہما
الی الجمعۃ۔ واخرج البخاری عن
حرملۃ مولی اسامۃ قال ارسلنی
اسامۃ الی علیّ رضی اللہ عنہما
وقال انہ سیسألک الآن فیقول
ماخلّف صاحبک فقل لہ یقول لک

کی طرف تو انہوں نے میری سواری کو سامان سے لاد
دیا۔ اور ابویعلے نے ایک طویل حدیث نقل کی
جس میں خوارج کے عبداللہ بن خباب کو قتل
کرنے کا ذکر ہے۔ اُنہوں نے کہا کیا تو عبداللہ بن
خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی
کا بیٹا ہے۔ اُنہوں نے کہا ہاں پھر اُن لوگوں نے
کہا کہ کیا تو نے اپنے باپ سے کوئی حدیث سُنی ہے
جس کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے
سُنا جو میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے تھے کہ آپ نے ایک فتنہ کا ذکر
کیا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے
بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا چلنے والے
سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے۔ فرمایا پھر
اگر وہ تجھے پکڑلے تو تُو اللہ کا بندہ مقتول بن جانا
کہا ایوب نے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ فرمایا کہ
اور اللہ کا بندہ قاتل نہ بننا۔ اُنہوں نے کہا کہ کیا تو
نے اُس کو خود اپنے باپ سے سُنا کہ وہ اُس کی
روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتا تھا۔
انہوں نے کہا کہ ہاں۔ کہا کہ پھر اس کو نہر کے کنارے
پر لے گئے اور اس کی گردن ماردی پھر پانی میں بہا
دیا گویا وہ جوتی کا تسمہ تھا۔ اور روایت کیا حاکم
نے عمرو بن وابصہ اسدی سے اُنہوں نے اپنے
باپ سے اُنہوں نے عبداللہ بن مسعود سے وہ
روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سہ غالباً لاش کو پانی میں پھینک دینے کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمان کے خون کی پرواہ نہ کی اور لاش کو جوتی کے تسمہ کی طرح پھینک دیا واللہ اعلم۔ ۱۲

لوکنت فی شدق الاسد لاحببت
ان اکون معک فیہ ولکن ہذا
امر لم ارہ فلم یعطنی شیئاً فذہبت
الی حسن و حسین و ابن جعفر فاوقروا
لی راحلتی۔ واخرج ابو یعلی فی
حدیث طویل فیہ قتل الخوارج
عبد اللہ بن خباب قالوا انت
عبد اللہ بن خباب صاحب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم
قالوا فہل سمعت من ابیک حدیثا
تحدثنا بہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال سمعت ابی یحدثنی عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ
ذکر فتنۃ القاعد فیہا خیر من
القائم والقائم فیہا خیر من
الماشی والماشی فیہا خیر من
الساعی قال فان ادرکک ذاک فکن
عبد اللہ المقتول قال ایوب ولا اعلمہ
الا قال ولا تکن عبد اللہ القاتل
قالوا انت سمعت ہذا من ابیک
یحدث بہ عن رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال نعم قال فقدموہ
علی ضفۃ النہر فضربوا عنقہ فسال
دما کانہ شراک نعل۔ واخرج الحاکم
عن عمرو بن وابصۃ الاسدی عن

سے کہ آپ فرماتے تھے کہ ایسا فتنہ برپا ہوگا جس
میں لیٹنے والا بہتر ہوگا بیٹھنے والے سے، اور بیٹھنے
والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے، اور کھڑا ہونے
والا بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا بہتر ہوگا
سوار سے، اور سوار بہتر ہوگا دوڑانے والے سے۔ میں
نے کہا یا رسول اللہ یہ کب ہوگا۔ فرمایا ایسا
ایام ہرج (فتنہ وفساد) میں ہوگا جب کہ کوئی اپنے ہم نشین
سے بھی مطمئن نہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ پھر آپ مجھے
کیا حکم دیتے ہیں اگر میں اس زمانہ کو پاؤں۔ فرمایا
کہ روکے رکھنا اپنے نفس کو اور اپنے ہاتھ کو اور
اپنے گھر میں چلے جانا۔ کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ
یہ بتائیے کہ اگر کوئی گھر میں گھس آئے تو فرمایا کہ تو
کمرے میں داخل ہو جانا۔ کہا کہ میں نے عرض کیا
کہ یہ بتائیے اگر وہ کمرے میں بھی داخل ہو جائے
تو فرمایا کہ تو اپنی مسجد میں داخل ہو جانا اور ایسا
کر لینا۔ اور آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو پونہچے
پر سے جو انگوٹھے کے نیچے ہے پکڑا۔ اور کہنا
ربی اللہ یعنی "میرا رب اللہ ہے"۔ یہاں تک
کہ تو اسی حال پر مر جائے۔ اور حاکم نے روایت کیا
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا اے لوگو تم پر
فتنے سایہ ڈال رہے ہیں گویا وہ اندھیری رات
کے ٹکڑے ہیں، سب سے بہتر آدمی اس میں، یا کہا
ان میں سے بکری والا ہے جو اپنی بکری کی سری
کھا کر ہی گذارا کرلے اور وہ ہے جو کسی پہاڑی درے
کے پیچھے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے

أبيه عن عبد الله بن مسعود يحدث
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول تكون فتنة المضطجع فيها
خير من القاعد والقاعد خير
من القائم والقائم خير من
الماشي والماشي خير من الراكب
والراكب خير من المجري
قلت يا رسول الله ومتى ذلك
قال ذلك أيام الهرج حين لا يأمن
الرجل جليسه قلت فبم تأمرني
إن أدركت ذلك الزمان قال
اكفف نفسك ويدك وادخل
دارك قال قلت يا رسول الله
أرأيت إن دخل علي داري قال
فادخل بيتك قال قلت أفرأيت
إن دخل علي بيتي قال فادخل في
مسجدك واصنع هكذا وقبض
يمينه على الكوع وقل ربي الله
حتى تموت على ذلك۔ وأخرج الحاكم
عن أبي هريرة رضي الله عنه قال
أيها الناس أظلتكم فتن كأنها
قطع الليل المظلم خير الناس
فيها أو قال منها صاحب شاء
يأكل من رأس غنمه ورجل
من وراء الدرب آخذ بعنان

اپنی تلوار سے شکار کر کے کھائے (اور آبادی سے جو
محل فتنہ ہے دور رہے)۔ اور روایت کیا حاکم
نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تمھارے
سامنے بہت سے فتنے ہیں اندھیری رات کے ٹکڑوں
کی مانند، جن میں یہ حال ہوگا کہ صبح کو آدمی مومن
اُٹھے گا اور شام کو کافر ہوگا اور شام کو مومن
ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اُس میں بیٹھنے والا کھڑے
ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے
والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے
والے سے بہتر ہوگا۔ لوگوں نے کہا پھر آپ ہم کو کیا
حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ اپنے گھروں کی کملیاں بن جانا
(یعنی گھر سے باہر نہ نکلنا)۔ اور روایت کیا حاکم نے
ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے، کہتے ہیں کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد رکھو عنقریب
فتنہ اُٹھنے والا ہے پھر سمجھ لو ایسا فتنہ برپا ہوگا
کہ اُس میں بیٹھنے والا بہتر ہوگا کھڑے ہونے
والے سے، اور کھڑا ہونے والا بہتر ہوگا
اس کی طرف دوڑنے والے سے۔ پھر جب وہ
نازل ہوجائے تو یاد رکھو کہ جس کے پاس اونٹ
ہوں اُس کو چاہیئے کہ اپنے اونٹوں کے پاس پہنچ جائے
اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے
پاس پہنچ جائے اور جس کے پاس کوئی زمین ہو
وہ اپنی زمین پر جا پہنچے (کاشتکاری کرے) تو
آپ سے ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ ہمیں

فرسہ یأکل من سیفہ۔ وأخرج
الحاکم عن أبی موسیٰ الأشعری رضی
اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم إن بین أیدیکم
فتنًا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل
فیہا مؤمنًا ویمسی کافرًا ویمسی
مؤمنا ویصبح کافرًا القاعد فیہا
خیر من القائم والقائم فیہا
خیر من الماشی والماشی
فیہا خیر من الساعی قالوا فما تأمرنا
قال کونوا أحلاس بیوتکم۔ و
أخرج الحاکم عن أبی بکرۃ رضی
اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ألا إنہا
ستکون فتن ألا ثم تکون فتنۃ
القاعد فیہا خیر من القائم والقائم
فیہا خیر من الماشی والماشی
فیہا خیر من الساعی إلیہا فإذا
نزلت ألا من کان لہ إبل فلیلحق
بإبلہ ومن کان لہ غنم فلیلحق بغنمہ
ومن کانت لہ أرض فلیلحق بأرضہ
فقال لہ رجل یا رسول اللہ أرأیت
إن لم یکن لہ إبل ولا غنم و
لا أرض قال فلیأخذ حجرًا فلیدق
بہ علی حد سیفہ ثم لینج إن استطاع

بتائیے کہ اگر کسی کے پاس اونٹ نہ ہوں اور نہ بکریاں
اور نہ زمین تو وہ کیا کرے۔ فرمایا اُس کو چاہئے کہ پتھر
لاکر اپنی تلوار کو اس سے کوٹ ڈالے پھر چاہئے
کہ بچ نکلے اگر بچ نکلنے کی قدرت رکھتا ہو (یعنی کہیں
بھاگ جائے)، پھر فرمایا کہ یا اللہ کیا میں نے بات پہنچادی؟
یہ تین بار فرمایا۔ ایک شخص نے کہا یارسول اللہ یہ
بتائیے کہ اگر مجھ پر زبردستی کی جائے اور مجھے کسی
ایک صف یا کسی ایک گروہ کی طرف لے جایا جائے
پھر کوئی شخص مجھ پر تیر مارے یا تلوار مار کر مجھے قتل
کر ڈالے تو؟ فرمایا کہ وہ اپنے گناہ اور تیرے گناہ لے
کر لوٹے گا پھر اصحاب نار میں سے ہو جائے گا۔ اس
کو تین مرتبہ فرمایا۔ اور حاکم نے روایت کیا سعد بن
مالک رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کہ عنقریب ایسا فتنہ واقع
ہونے والا ہے جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے
والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا رہنے والا
بہتر ہوگا چلنے والے سے، اور چلنے والا بہتر
ہوگا دوڑنے والے سے اور دوڑنے والا بہتر ہوگا
سوار سے اور سوار بہتر ہوگا تیز دوڑانے والے
سے[عہ]۔ اور حاکم نے روایت کیا محمد بن مسلمہ سے، کہا کہ
میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ مجھے کیا کرنا چاہئے جب نماز پڑھنے
والے آپس میں اختلاف کرنے لگیں۔ فرمایا کہ
اپنی تلوار لے کر حرہ (جو ایک سنگستان ہے) چلے
جانا اور اس کو پتھروں پر مارنا (تاکہ دھار نہ رہے)
پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ تم کو موت آجائے

عہ یعنی ہلکی رفتار والا سوار تیز دوڑانے والے سے ۱۲

النجاۃ ثم قال اللّٰھم ھل بلغت ثلثا فقال رجل یارسول اللہ ارأیت ان اکرھت حتی ینطلق بی الی احد الصفتین فیرمینی رجل بسھم او یضربنی بسیف فیقتلنی قال یبوء باثمہ و اثمک فیکون من اصحاب النار قالھا ثلثا۔ و اخرج الحاکم عن سعد بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا ستکون فتنۃ القاعد فیھا خیر من القائم والقائم فیھا خیر من الماشی والماشی فیھا خیر من الساعی والساعی فیھا خیر من الراکب والراکب خیر من الموضع۔ و اخرج الحاکم عن محمد بن مسلمۃ قال قلت یارسول اللہ کیف اصنع اذا اختلف المصلون قال تخرج بسیفک الی الحرۃ فتضرب بھا ثم تدخل بیتک حتی تاتیک منیۃ قاضیۃ او ید خاطئۃ۔ اینجا شبہہ وارد میشود کہ ہرگاہ حضرت علی مرتضیٰ خلیفۂ برحق است لازم شد اعانت او پس تخلف از نصرت وی رضی اللہ عنہ چگونہ مرضی الٰہی خواہد بود گوئیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دانستند کہ حضرت مرتضیٰ ہرچند خلیفۂ برحق است اما نصرت او مقدر نیست و درغیب مصمم شدہ است کہ کار از دست او بیرون رود و اجتماع ناس و نفاذ حکم

قضائے الٰہی کو پورا کرنے والی یا کوئی خطاکار ہاتھ تمہاری طرف بڑھے۔ یہاں ایک شبہہ وارد ہوتا ہے کہ جب حضرت علی مرتضیٰ خلیفۂ برحق ہیں تو اُن کی اعانت لازم ہوئی تو آنجناب رضی اللہ عنہ کی مدد سے پیچھے ہٹنا کیونکر پسندیدۂ خداوندی ہوگا؟ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جان لیا تھا کہ حضرت مرتضیٰ ہرچند کہ خلیفۂ برحق ہیں مگر ان کی نصرت مقدر نہیں ہے اور غیب میں یہ بات مصمم ہو چکی ہے کہ اُن کے قبضہ سے کام باہر نکل جائے گا اور اُن پر عام لوگوں کا اجتماع نہ ہوگا اور بلادِ اسلام میں اُن کا حکم قطعاً نافذ نہ ہوگا لہٰذا لوگوں کو جنگ پر تیز کرنا فتنہ کے بڑھنے کا موجب ہوگا۔ خلیفۂ برحق کی مدد اُس صورت میں مطلوب ہوگی جب کہ اُن کے منصور و کامیاب ہونے کا ظن موجود ہو۔ جب قطعی طور پر یہ معلوم ہو گیا کہ اُن کو نصرت فائدہ نہ بخشے گی تو قوم کو قتال کی طرف دعوت دینے اور اُن کو لڑائی کے لئے آمادہ کرنے سے کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس کی نظیر واقعۂ حرّہ ہے جس میں کہ اہلِ مدینہ کی مظلومیت کھلے طور پر معلوم تھی اور اُن کو مار ڈالنے والوں کا ظالم ہونا اچھی طرح ظاہر، مگر اس کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتال سے رُکنے کا حکم فرمایا۔ حاکم نے روایت کیا ابوذر رضی اللہ عنہ سے، کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ابوذر! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ وسعدیک، فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب لوگوں پر بھوک کی ایسی مصیبت

او در بلادِ اسلام اصلا منتظم نشود پس بر غلا نیدنِ مردم موجب زیادتِ فتنہ خواہد بود نصرتِ خلیفۂ برحق جائ مطلوب است کہ منصور شدنِ او مظنون باشد۔ چون بالقطع معلوم شد کہ نصرتِ او فائدہ نخواہد بخشید تداعی اقوام بجہت قتال و تہیّاِ ایشان برائے جدال چہ سود۔ نظیر آن واقعۂ حرّہ است کہ مظلومیتِ اہلِ مدینہ اُجلے معلومات بود و ظالم بودنِ کشندگان ایشان اظہر مع ھٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بکفّ از قتال امر فرمودند اخرج الحاکم عن ابی ذرّ رضی اللہ عنہ قالَ قالَ رسولُ اللہِ صلی اللہُ علیہ وسلم یا ابا ذرّ قلتُ لبّیک یا رسول اللہ وسعدیک قال کیف انتَ اذا اصاب النّاسَ جوعٌ تأتی مسجدک فلا تستطیعُ اَن ترجع الی فراشک و تأتی فراشک ولا تستطیعُ اَن تنہضَ الی مسجدک قلتُ اللہُ ورسولہُ اعلم او ما خارَ اللہُ لی ورسولہُ قال علیکَ بالعفّۃ ثم قال یا ابا ذرّ قلتُ لبّیک یا رسولَ اللہ و سعدیک قال کیف انتَ اذا رأیتَ احجارَ الزیتِ قد غرقتْ بالدم قلتُ ما خارَ اللہُ لی ورسولہُ قال تلحق بمَن

پڑے گی کہ تو اپنی مسجد میں آئے گا تو اپنی آرام گاہ تک لوٹنے کی بھی تجھ میں قوت نہ ہوگی اور جب اپنے بستر پر ہوگا تو اتنی قوت نہ ہوگی کہ اُٹھ کر اپنی مسجد تک پہنچ جائے۔ میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں یا (یہ کہا) کہ اللہ اور اُس کے رسول نے میرے لئے کیا پسند کیا ہے۔ فرمایا کہ تجھے مانگنے سے بچنا ضروری ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوذر میں نے کہا لبّیک یا رسول اللہ وسعدیک۔ فرمایا کہ تیرا کیا حال ہوگا جب تو (مقام) احجار الزیت کو دیکھے گا کہ وہ خون میں ڈوبا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ میرے لئے اللہ اور اس کا رسول کیا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا کہ تو جن میں سے ہے اُس سے جا ملنا عہ یا یہ فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے اُس سے مل جانا جس سے تو متعلق ہے۔ میں نے کہا کہ کیا میں اپنی تلوار سنبھال کر اپنے کاندھے پر نہ رکھ لوں؟ فرمایا کہ پھر تو تو بھی شریکِ (فتنہ) ہو جائے گا میں نے کہا کہ پھر مجھے آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ تجھے گھر میں رہنے کو لازم کر لینا چاہئے۔ میں نے کہا کہ یہ بتائیے کہ اگر گھر میں گھس کر کوئی میرے پاس آ پہنچا۔ فرمایا کہ اگر تجھے یہ اندیشہ ہو کہ تلوار کی چمک تجھے مغلوب کر دے گی تو اپنی چادر اپنے منھ پر ڈال لینا۔ وہ (قتل کرکے) تیرا اور اپنا گناہ لے کر جائے گا۔ اور اگر کوئی معترض پلٹ کر یہ کہے کہ اگر ایسا ہے تو چاہئے کہ حضرت مرتضیٰ اور اُن کے اقارب کو بھی آپ منع فرماتے رہے ہوں اور قتال سے روکتے رہے ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم یہ تسلیم نہیں کرتے

عہ یعنی اپنے قبیلہ والوں میں چلے جانا ۱۲

انتَ منہ او قال علیک بمن انتَ منہ قلتُ افلا آخذُ سیفی فاَضعہ علی عاتِقی قال شارکتَ اِذاً قلتُ فما تأمرنی قال تلزم بیتک قلتُ ارأیتَ ان دَخل علیّ بیتی قال فأن خشیتَ ان یبہرک شعاعُ السیف فاَلقِ رِداءَک علیٰ وجہک یبوءُ باثمہ واِثمک۔ و اگر سائلی عود کند و گوید اگر چنین است می بایست کہ حضرتِ مرتضیٰ و اقارب ایشان را نیز منع می فرمودند و از قتال باز میداشتند گوئیم لا نسلّم در حقِ حضرتِ مرتضیٰ وجہی دیگر یافتہ شد موجب تصلّب او در قتال و آن آن است کہ حضرت مرتضیٰ خلافت را خلع نکند و در اِحکامِ قواعدِ آن سعی کلّی بجا آرد تا روزِ حشر در زمرۂ خلفا مبعوث شود نظیرہٗ قصۂ ذی النورین رضی اللہ عنہ و اقارب او را می باید کہ بحق صلۂ ارحام قیام نمایند و خدمتِ خلیفۂ برحق بجا آرند و عمار بن یاسر نیز در حکمِ اقارب بود از جہتِ شدتِ لزوم بصحبت پس در حق مرتضیٰ و اقارب او این معنی اقرب بصواب است و در حق جماعۂ کہ قرابت نداشتند آن نزدیک تر

حضرت مرتضیٰ رض کے حق میں ایک دوسری ایسی وجہ پائی جاتی ہے جو قتال کے بارے میں اُن کے سخت ہونے کو ضروری قرار دیتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ حضرت مرتضیٰ رض خلافت کا خلع نہ کریں (یعنی دستبردار نہ ہوں) اور اس کے قواعد کے مستحکم کرنے میں پوری پوری سعی کو کام میں لائیں تاکہ قیامت کے دن خلفاء کے زمرے میں مبعوث ہوں۔ اُس کی نظیر ذی النورین رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے (کہ آپ نے حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہونا گوارا کیا مگر خلافت سے خلع منظور نہ کیا)، رہے آپ کے اقارب تو اُن کے لئے ضروری تھا کہ حق قرابت ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اور خلیفۂ برحق کی خدمت کا حق ادا کریں۔ اور عمار رض بن یاسر بھی چونکہ شدّت کے ساتھ حضرت علی رض کی صحبت اپنے اُوپر لازم کئے ہوئے تھے اس لئے اقارب کے حکم میں داخل تھے۔ الحاصل حضرت مرتضیٰ رض اور اُن کے اقارب کے حق میں یہ معنے اقرب الی الصواب ہیں۔ اور اس جماعت کے حق میں جو قرابت نہیں رکھتے تھے وہ بات بھلائی سے قریب تر تھی ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد (یعنی ہر بات کا ایک وقت اور ہر نکتہ کا ایک موقع ہے)۔ پھر حضرتِ مرتضیٰ رض سے جنگِ جمل اور صفین سے پہلے اور اُن دونوں قتالوں کے بعد ایسے اقوال مروی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف اور متباین ہیں۔ بظاہر (حضرت مرتضیٰ رض کی) نہایت درجہ احتیاط و تقوے اور جانب مخالف کی دلیل

بصواب بودع ہر سخن وقتی وہر نکتہ
مکانی دارد ؛ باز از حضرت مرتضیٰ
قبل از قتال جمل وصفین وبعد
ازین ہر دو قتال اقوالِ مختلفۂ متباینہ
مروی شدہ ظاہرا از جہت شدت
تورع وملاحظۂ قوت دلیل جانب
خلاف بودہ باشد۔ اخرج الحاکم عن
طارق بن شہاب قال رأیتُ علیاً
علی رَحلٍ رَثٍّ بالرَّبذۃ وہو یقول
للحسن والحسین مالکما تحنّان حنین
الجاریۃ واللہ لقد ضربتُ ہذا الامرَ
ظہرَ البطن فما وجدتُ بُدّاً من
قتالِ القوم اوِ الکفرِ بما انزل اللہ
علی محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم
وَرُوِی عن الحسن بن علیؓ بطُرقٍ
متعددۃ وعن ابی صالح وغیرہ
قال علیؓ یومَ الجمل وَدِدتُ انی کنتُ
متُّ قبل ہذا بعشرین سَنَۃً
اخرجَ بعضَ طُرقہ ابوبکر والحاکمُ
اخرج ابوبکر عن عمّار قال لو ضربونا
حتی یَبلغونا سَعفاتِ ھجر لعلمنا انا
علی الحقِّ وانہم علی الضلالۃ واخرج
ابوبکر عن سلیمان بن مہران قال
حدّثنی من سَمِعَ علیاً یومَ صفین وہو
عاضٌّ علی شفتہ لو علمتُ ان الامرَ

کی قوت کا ملاحظہ اس کا سبب ہوگا۔ حاکم نے روایت
کیا طارق بن شہاب سے، کہا کہ میں نے علی رضؓ کو (مقام)
ربذہ میں اونٹ کے ایک پرانے کجاوے پر بیٹھا
ہوا دیکھا اور وہ حسنؓ اور حسینؓ سے یہ کہہ رہے تھے
کہ تم دونوں کو کیا ہوگیا کہ لڑکیوں کی طرح رو رہے
ہو۔ خدا کی قسم میں نے اس امر کو الٹ پلٹ کر خوب
جانچ پڑتال کی تو میں نے بغیر اس کے کوئی چارہ نہ
پایا کہ قوم سے قتال کروں یا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے اُس کے ساتھ
کفر کروں۔ اور متعدد اسناد کے ساتھ حسن بن
علی سے مروی ہے اور ابو صالح وغیرہ سے بھی کہ
جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا
کہ اے کاش میں اس واقعہ سے بیس (۲۰) سال
پہلے مرجاتا۔ اس کی بعض اسناد کو ابوبکر اور حاکم
نے روایت کیا۔ ابوبکر نے روایت کیا عمار سے،
کہا کہ اگر وہ ہم کو اتنا مارتے کہ ہم کو ہجر کی کالی زمین
تک پہنچا دیتے تو پھر بھی ہم کو یہ یقین رہتا کہ
ہم حق پر ہیں اور وہ گمراہی پر۔ اور روایت کیا
ابوبکر نے سلیمان بن مہران سے کہا کہ مجھ سے
روایت کیا اُس شخص نے جس نے علی رضؓ سے
یوم صفین میں سنا تھا اور وہ اپنے ہونٹ چبا
رہے تھے کہ اگر میں جان لیتا کہ صورتِ حال اس
طرح ہو جائے گی تو میں (جنگ کیلئے) نہ نکلتا جا اے ابو موسیٰ
اور فیصلہ کر عہ، اگرچہ وہ میری گردن کاٹنے کا ہو۔
اور روایت کیا ابوبکر نے شعبی سے، انہوں نے حارث

عہ یعنی حکم بن کر ۱۲

یکون ھٰکذا ما خرجتُ اِذہَبْ
یا ابا موسیٰ فاحکمْ ولو بحزِّ عُنُقی و
اخرج ابو بکر عن الشعبی عن الحارث
قال لما رجع علیؓ من صِفّین عَلِم انہ
لا یملکُ ابدًا فتکلّم باشیاء کان
لا یتکلم بہا وحدّث باحادیث کانَ
لا یتحدّث بہا فقال فیما یقول ایّہا
الناس لا تکرہوا اِمارۃَ معاویۃ
فواللہ لو قد فقدتموہ لقد رأیتم
الرءوس تندر عن کواہلہا کالحنظل۔

سے، کہا کہ جب علی رضؓ صفین سے واپس ہوئے تو
انہوں نے جان لیا تھا کہ وہ کبھی بادشاہ نہ بن
سکیں گے (یعنی امت اُن پر مجتمع نہ ہوگی) تو وہ ایسی
باتیں کہنے لگے تھے جو پہلے نہیں کہا کرتے تھے اور
ایسی حدیثیں بیان کرنے لگے تھے جن کو پہلے بیان
نہیں کیا کرتے تھے۔ تو جو باتیں کر رہے تھے اُن
میں یہ بھی تھی کہ اُنہوں نے فرمایا کہ اے لوگو!
معاویہ کی امارت سے کراہت نہ کرو۔ واللہ اگر
تم نے اُس کو گم کر دیا تو تم لوگوں کے سروں کو
حنظل کی طرح اُن کے کندھوں سے اُچھلتے ہوئے
دیکھو گے۔

تمت

عرضِ مترجم

الحمد للہ علیٰ احسانہٖ کہ اس اہم کتاب کے ترجمہ کی اس ناچیز کو توفیق وہمت اُس نے عطا فرمادی، یہاں تک کہ اُس سے فراغت حاصل ہوگئی۔ حضرت الامام عارف باللہ مولانا شاہ ولی اللہ قدسنا اللہ بسرہ کی تصانیف میں یہ کتاب ایسا ہی خاص مقام رکھتی ہے جیساکہ امام ممدوح علماء عصر کے مابین خاص مقام رکھتے تھے، یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ آپ کے بعد کے دور میں بھی آپ جیسا کوئی محقق اور علومِ دینیہ معارفِ شرعیہ کا متبحر اس ملک میں پیدا نہیں ہوا۔ آپ کا چشمۂ فیض آج تک جاری ہے۔ ہندو پاکستان میں جسقدر مدارسِ اسلامیہ علوم دینیہ کی نشرو اشاعت میں مصروف فیض رسانی ہیں وہ سب اسی چشمہ کی شاخیں ہیں۔ آپ کی بہت سی تصانیف اہلِ علم میں متداول ہیں اس لئے آپ کی ذاتِ مبارک کسی تعارف کی محتاج نہیں، اظہارِ حال کے سلسلہ میں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ حضرت مصنفؒ کے دور میں دہلی اور اس کے نواح پر مذہب شیعہ اثنا عشریہ کا اتنا تسلط ہوچکا تھا کہ بقول حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ خلف اکبر حضرتِ مصنف "مشکل سے کوئی گھر ایسا ہوگا جس میں ایک یا دو آدمی اس مذہب کے حلقہ بگوش نہ ہوں" قلعۂ معلّٰی کو شیعیت نے اپنے زیرِ اقتدار کر لیا تھا۔ اس مذہب کے پُرجوش حامیوں نے بزرگانِ اہل سنت والجماعت کی عزت وحرمت اور زندگی کو خطرے میں ڈال رکھا تھا خصوصًا حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ پر تو یہ حال گذرا ہے کہ اُن کو ہمیشہ مسلح رہنا پڑتا تھا۔ میں نے اپنے اکابر سے سُنا ہے کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فنِ شمشیرزنی میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے چنانچہ ایک دن کا واقعہ ہے کہ اس جماعت کے سرپھروں نے آپ کو ایسے وقت گھیر لیا جب کہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تلوار میان سے کھینچ لی اور بکمالِ شجاعت بانے کے ہاتھ چلاتے ہوئے اُن کے درمیان سے صاف بچکر نکل آئے۔ یہ حال دیکھ کر کسی کو قریب آنے کی جرأت نہ ہوسکی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفِ اکبر مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو بھی خطرات کا سامنا کرنا پڑا ہے، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب تحفۂ اثنا عشریہ میں اپنے مشہور

معروف نام عبد العزیز کے بجائے حافظ غلام حلیم اور باپ کا نام ولی اللہ کے بجائے شیخ قطب الدین احمد اور دادا کا نام بجائے عبد الرحیم کے شیخ ابو الفیض تحریر کیا اس طرح: حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین احمد بن شیخ ابو الفیض دہلوی .... الخ اور اسی کتاب میں ایک مقام پر اس کتاب ازالۃ الخفا کے مؤلف کے نام کو بھی ایسے انداز میں ذکر کیا ہے جس سے کسی کو یہ نہ معلوم ہو سکے کہ مصنف تحفۂ اثنا عشریہ صاحب ازالۃ الخفا کے فرزند ہیں۔ جو لوگ حالات سے ناواقف ہیں اُن کو اِس عبارت سے مصنفِ ازالۃ الخفا کے نام میں اشتباہ ہو سکتا ہے جس کا ازالہ فارسی نسخہ میں "خاتمۃ الطبع" کے زیرِ عنوان حضرت مولانا محمد احسن صاحب صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی نے کیا ہے۔ جو اِس کتاب کے مصحح اور ناظم مامور کیے گئے تھے۔ اور جو مختصر حواشی اس کتاب پر ہیں وہ بھی حضرت ممدوح کی کاوش کا نتیجہ ہیں جن سے ترجمہ کے دوران میں احقر کو بڑی مدد ملی۔ اِس خاتمہ میں موصوف نے جو خدمت اِس کتاب کی انجام دی اس کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس کا ترجمہ کر دیا جائے۔ تاکہ اصل کتاب کے متعلق امور کا علم بھی ناظرین کو ہو جائے۔

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہٗ

ترجمہ خاتمۃ الطبع "ازالۃ الخفا" مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۸۶ھ از مولانا محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

سب تعریف اللہ کے لئے جو یگانہ ہے اپنی ذات میں اور بے ہمتا ہے اپنی صفات میں، اور درود و سلام خلق اللہ میں کے سب سے بلند مرتبہ پر جن کا اسم مبارک محمد ہے جو کفر کی تاریکیوں کو اپنی آیات کے انوار سے مٹانے والے ہیں، اور آپ کے جملہ متبعین پر جنھوں نے آپ کے طریقہ کا اتباع کیا اور آپ کے قدم بقدم چلے اور آپ کے اصحاب پر خصوصاً اُن پر جو آپ کے وزراء تھے آپ کی زندگی میں، اور خلفاء ہوئے آپ کی وفات کے بعد۔ امابعد بندۂ ضعیف محمد احسن صدیقی صاحبانِ علم کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ کتاب "ازالۃ الخفاء" عالمِ ربانی جنیدِ زمانی "محمد اسمٰعیل بخاری ثانی" حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی تصنیف ہے۔ اور جو کچھ بعض لوگوں کے دلوں میں "تحفہ اثنا عشریہ" کی عبارت سے کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اس میں لکھتے ہیں کہ کتاب "ازالۃ الخفا" شہر کہنہ دہلی کے رہنے والوں میں سے ایک بزرگ کی تصنیف ہے کہ فقیر نے بھی بارہا اُن کی زیارت سے مشرف ہو کر استفادہ کیا ہے"۔ انتہیٰ ملخصاً۔ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ کتاب مذکورہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف نہیں ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرتِ مؤلف "تحفۂ اثنا عشریہ" نے اپنی کتاب کے دیباچہ کے شروع میں خود اپنے (مشہور) نام کا بھی توریہ کیا ہے (چھپایا ہے) کہ آپ یوں لکھتے ہیں کہ بندۂ درگاہ قوی حافظ غلام حلیم بن شیخ قطب الدین دہلوی الخ جس وجہ

سے اپنے نام کا تورِیہ کیا ہے اُسی وجہ سے" ازالۃ الخفا " کے مصنف کا اور اپنے بیٹا ہونے کا اظہار نہیں کیا ہے۔ اس کے علاوہ خود مؤلفِ" ازالۃ الخفاء نے رسالہ" مذہب فاروق اعظم" میں جو کہ کتاب مذکور کا ایک جزو ہے اپنے نام کی توضیح بقیدِ ولدیت فرمادی ہے (نیز اس جلد کے شروع میں" رسالۂ تصوفِ عمر فاروق رضؓ کے آغاز پر اور دیگر مقامات پر بھی اس کی تصریح کی ہے ۱۲ مترجم) اس صورت میں کسی وہمی کا وہم بے جا اور شکّی کا شک نازیبا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کلام کی فصاحت اور مضمون کی بلاغت اور عبارات کا برمحل استعمال اور دور رس اشارات پر یہ سب خوبیاں شہادت دے رہی ہیں کہ یہ آبدار موتی تحریر کی لڑی میں کس نے پروئے ہیں۔ اور ان عجیب دلائل اور مضامینِ غریبہ کا اختراع کس نے کیا ہے۔ اِن ایام میں کتاب موصوف کے طبع کرنے کے لئے جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب منشی محمد جمال الدین خاں صاحب مدار المہام ریاستِ بھوپال نے اس پریشان حال کو حکم دیا۔ اگرچہ میں اپنے میں اس بڑے کام کی لیاقت نہیں رکھتا تھا لیکن اُن کے حکم کی تعمیل کے لئے میں نے کمرِ ہمّت کو باندھ لیا اور اس کے تحشیہ میں منہمک ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جس چیز کو دل چاہتا تھا وہ قوت سے فعل میں آگئی۔ اب چند باتیں عرض کرنے کے قابل ہیں۔ اوّل یہ کہ یہ کتاب بہت کمیاب تھی اور باوجود بڑی جستجو کے صرف تین (قلمی) نسخے بہم پہنچے تھے۔ اُن میں سے ایک نسخہ تو منشی صاحب ممدوح نے بھوپال سے بھیجا اور دوسرا جناب فضیلت مآب مکرمی مولوی احمد حسن صاحب مرادآبادی نے عطا فرمایا اور تیسرا علامۂ زمن جناب مولوی نور الحسن صاحب مرحوم کاندھلوی نے مرحمت کیا۔ اگرچہ یہ تینوں نسخے (مخطوطے) غلطیوں سے بھرے ہوئے تھے، مگر ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کے بعد صحیح عبارت اکثر واضح ہوجاتی تھی۔ اور جس جگہ کہ تینوں نسخے غلطی میں موافق تھے تو دوسری کتابوں کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ اور اگر دوسری کتابوں سے بھی کچھ پتہ نہ مل سکتا تھا تو اپنی طرف سے کچھ محو و اثبات عمل میں لایا جاتا تھا اور ایسی اکثر جگہ پر میں نے اپنے تصرّف کی حاشیہ پر اطلاع کردی ہے چنانچہ ملاحظہ سے واضح ہوجائے گا۔ دوسری یہ کہ اس کتاب کی احادیث اکثر مکرر ہیں، بلکہ بعض احادیث چار پانچ مرتبہ بھی آئی ہیں اور کتاب کی طباعت اوّل سے آخر تک مرتّب طور پر نہیں ہوئی اس لئے ایسا ہوا ہے کہ جو صفحہ پہلے سامنے آگیا الفاظِ مشکلہ کے معنی وہیں لکھ دیئے گئے۔ تو اگر ناظرین کسی جگہ پر الفاظِ مشکلہ کی شرح نہ پائیں تو سمجھ لیں کہ وہ کسی دوسری جگہ پر لکھی جاچکی ہے (چونکہ اس کتاب میں متن و ترجمہ دونوں مقابل ہیں اس لئے یہاں ان تمام حواشی کو بعینہا قائم رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی کیونکہ لغاتِ مشکلہ کا حل ترجمہ سے ہوجاتا ہے۔ اگر کسی حاشیہ میں کوئی خاص افادیت محسوس ہوئی تو اس کا ترجمہ فٹ نوٹ میں تحریر کردیا گیا ہے۔ ۱۲ مترجم) تیسری بات یہ ہے کہ مصنّف علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب

کے دو حصے کئے ہیں۔ حصۂ اوّل کو آٹھ فصلوں پر منقسم کیا اور آٹھویں فصل کی بنیاد دو مقصدوں پر رکھی، مقصدِ اوّل میں تفضیلِ شیخین پر دلائلِ نقلیہ لکھے۔ اور مقصدِ دوم میں دلائلِ عقلیہ تجویز فرمائے لیکن کسی وجہ سے اپنی اس تحریر کی پابندی نہ کر سکے جیساکہ جلد اوّل کے خاتمہ پر میں نے اس طرف اشارہ کر دیا ہے اور حصۂ دوم کی آخر عبارت کے سیاق سے بھی یہ بات صاف طور پر مترشح ہے کہ کچھ ناتمام رہ گیا ہے؎ اور یہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کو اس کتاب پر نظرِ ثانی کی نوبت نہیں آئی اور ایسا ہی ظاہر بھی ہوتا ہے کیونکہ نفسِ کتاب کا پورا کرنا مقدم ہے نظرِ ثانی پر۔ تو جب کہ اس کی بھی نوبت نہ آسکی تو نظرِ ثانی کا کام کیسے ہو جاتا۔ بہر حال جسقدر بھی ہے ایک بحرِ زخار اور موجِ ناپیدا کنار ہے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ازالۂ اغلاط میں میں نے پوری کوشش کی ہے اور جس جگہ پر مطلوبِ اصلی کے سمجھنے سے یہ فقیر عاجز ہو گیا ہے اُس کو حرف بحرف منقول عنہ کے مطابق رہنے دیا گیا اور اس سب کے باوجود مجھے اپنی بے بضاعتی اور قلتِ فہم کا اعتراف ہے۔ ناظرینِ باانصاف سے امیدوار ہوں کہ اگر کسی غلطی پر واقف ہو جائیں تو معاف فرمائیں ع والعذر عند کرام الناس مقبول۔ اور نیز اگر ہو سکے تو دعاءِ خیر سے ہم چاروں آدمیوں کو محروم نہ فرمائیں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔" انتہٰی

اس ترجمہ کے مطالعہ سے ناظرین پر واضح ہو گیا کہ کتاب کی تصحیح میں سعیٔ بلیغ کی گئی اور ایسی صورت میں کہ بڑی کوشش کے بعد صرف دو نسخے دستیاب ہو سکے تھے اس کی کمیابی کا اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ بہت بڑا علمی ذخیرہ ضائع ہونے کے قریب تھا جس کو منشی محمد جمال الدین خاں صاحب مدار المہام مرحوم ریاست بھوپال رحمۃ اللہ علیہ نے گم ہونے سے بچا لیا تھا (افسوس ہے کہ یہ اسلامی ریاست جو قابلِ قدر علمی خدمات انجام دیتی رہی ہے انقلاب ۱۹۴۷ء کی نذر ہو چکی ہے اسی لئے میں نے لفظ مرحوم استعمال کیا ہے) اور اس کی تصحیح و تحشیہ کے لئے ایسے عالم کا انتخاب کیا جو خاندانِ ولی اللّٰہی کے آخری دور کی مبارک مجالس سے استفاضہ کئے ہوئے بزرگوں میں سے تھے یعنی مولانا محمد احسن صاحب رحمہ اللہ جو حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رح کے معاصرین بلکہ اہلِ خاندان میں سے تھے اور دیوبند میں آپ ہی کے پہلو میں مدفون بھی ہیں۔ ان ہی بزرگانِ سلف کی مجالس سے موصوف کو یہ علم ہوا ہو گا کہ حضرت شاہ صاحب رح کو کتاب پر نظرِ ثانی کا موقع نہیں ملا جس کا اظہار موصوف نے مذکورہ بالا مضمون میں فرمایا ہے۔ بہر حال کتاب کا یہ ایڈیشن جو ۱۲۸۶ھ میں یعنی آج سے ایک صدی پہلے طبع ہوا تھا اب تقریباً ناپید ہو چکا ہے۔ اس کے بعد پھر منصۂ ظہور پر لانے اور اُس کے صحیح اُردو ترجمہ

؎ الحمدللہ کہ یہ گمشدہ حصہ اب مل گیا ہے، اور اس کو اب جلد دوم کے آخر میں شامل کر رہے ہیں جس سے یہ کتاب مکمل ہو جائے گی (ناشر)

کی تحریک مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کے قلب میں پیدا ہوئی جس کے محرکات کا اظہار موصوف نے جلد اوّل میں کیا ہے۔ اور موصوف نے چار جلدوں پر منقسم کر کے ۱۳۲۹ھ میں ایک حصہ کا ترجمہ کیا اور مع متن کے خود ہی اس کی اشاعت کا انتظام کیا۔ مگر کام کا سلسلہ اس سے آگے نہ بڑھ سکا اور ایک چوتھائی حصہ کتاب بھی غالباً بیس پچیس سال کے بعد کمیاب ہو گیا۔ اگرچہ بعض تاجروں نے صرف اس ترجمہ کو چند سال ہوئے کہ طبع کیا مگر اصل متن کے بغیر جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اصل کتاب کا احیاء نہ ہو سکا اور اس کا بھی امکان باقی نہ رہا کہ کوئی اہل علم اصل اور ترجمہ کا مقابلہ کر کے ترجمہ کی صحت کو جانچ سکے۔ اور یہ معلوم کر سکے کہ ترجمہ میں اصل کتاب کی روح محفوظ ہے یا نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ جزاء خیر عطا فرمائے مولانا بشیر محمد صاحب و دیگر ابناء مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کہ انہوں نے اس گنج گرانمایہ کو ضائع ہونے سے بچا لیا، مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی مرحوم کی ترجمہ کی ہوئی پہلی جلد کو مع متن و ترجمہ نہایت حُسنِ اسلوب کے ساتھ طبع کیا جو وضاحت و عمدگی میں طبع اوّل سے بہت فائق ہے۔ پھر بقیہ تینوں جلدوں کی تکمیل کے لئے کمربستہ ہوئے تو ان جلدوں کے ترجمہ کی خدمت کا مسئلہ سامنے آیا اور اس بارِگراں کے کھینچنے کے لئے "ع قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند"، مشیتِ الٰہی کی کارفرمائی سے اِس عاجز کے دوشِ ناتواں کا انتخاب عمل میں آیا، اور اپنی بے بضاعتی کے پورے استحضار کے باوجود احقر نے بھی ہمتِ قلندرانہ سے کام لیتے ہوئے امدادِ الٰہی پر بھروسہ کر کے اس بار کو اپنے کندھوں پر رکھ لیا ؎ فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید۔ دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد۔ اصل و ترجمہ کی صحت میں اس کمترین خدامِ دین کو جسقدر کاوش کرنا پڑی اس کی نوعیت کا کام کی ابتداء کرتے ہوئے تصور بھی نہ تھا۔ بہرحال اب یہ کام تکمیل تک پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر کہ اس درجہ اہم خدمت اِس لاشئ محض کے ہاتھوں سے کرائی شکر کرتا اور اس سے عہدہ برآ ہونا اپنی قدرت سے باہر دیکھتا ہوں ؎ شکر نعمتہائے تو چنداں کہ نعمت ہائے تو۔ عُذر تقصیراتِ ما چنداں کہ تقصیراتِ ما۔

اس کے بعد گذارش ہے کہ اِس کتاب میں جس کو محشی موصوف نے بحرِ زخار اور موجِ ناپیدا کنار سے سابق سطور میں تشبیہ دی ہے نکاتِ نادرہ اور حقائقِ باہرہ کے گرانمایہ موتیوں کا ایک بڑا ذخیرہ بکھرا ہوا ہے جن سے استفادہ ایسا ہی دشوار ہے جیسا کہ کسی بحرِ ذخار کی تہ میں سے موتیوں کا نکالنا۔ بڑے بڑے اعلیٰ مضامین جو گرانقدر حقائق و دقائق پر مشتمل ہیں عبارات کے تسلسل میں سمو دیئے گئے ہیں جن کی اہمیت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ مخصوص عنوانات کسی خاص عنوان کے تحت مذکور ہوں مگر ایسے عنوانات قائم کرنے کی طرف توجہ

دی گئی وہ نہ ہونے کے برابر ہے مصحح و محشی رحمہ اللہ نے کہیں کہیں حاشیہ پر کچھ اشارات کئے ہیں جو ناکافی ہیں، جس شخص نے پوری کتاب کا حرفاً حرفاً مطالعہ کیا ہوگا اس کے لئے بھی اگر وہ کسی خاص مضمون کو دوبارہ دیکھنا چاہے اور اس کا موقع و محل یاد نہ ہو تو دوبارہ دیکھنا بغیر اچھی خاصی دردسری کے ممکن نہ ہوگا۔ اس لئے خاص خاص اہم مضامین کے لئے مختصر عنوانات پر مشتمل فہرست کے بغیر اس سے استفادہ دشوار تھا۔ اس ضرورت کو مولانا عبدالشکور صاحب رحمہ اللہ مترجم جلد اول نے محسوس کیا اور خاص خاص مضامین کی ایک فہرست مرتب کر کے شامل کتاب کر دی۔ اس ضرورت پر نظر کرتے ہوئے احقر نے بھی موصوف کے نقش قدم کا اتباع کیا اور اپنے ترجمہ کی تینوں جلدوں کی فہرست مضامین بقید صفحات مرتب کر کے ہر جلد کے ساتھ منضم کر دی ہے۔

بعد الحمد للہ علی التوفیق و استغفر اللہ علی التقصیر کے آخری گذارش یہ ہے کہ جو حضرات اس سے مستفید ہوں وہ طابع و ناشر کے ساتھ اس ناچیز کو بھی دعاء خیر سے محروم نہ فرمائیں ؎ غرض نقشیست کز ما یاد ماند ؛ کہ ہستی را نمی بینم بقائے ۔ مگر صاحب دلے روزے برحمت ؛ کند درحال ایں مسکیں دعائے ۔

راقم

اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

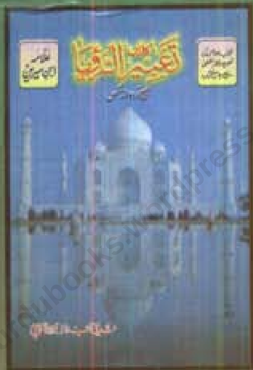
نقشبندی، مجددی، قادری

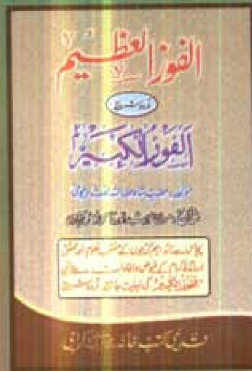
۲۷؍ شوال ۱۳۸۵ھ

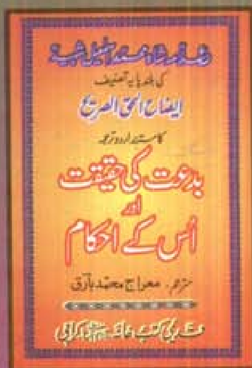
ناشر

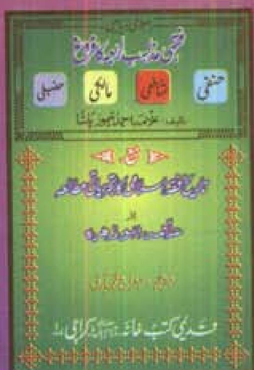
قدیمی کتب خانہ - مقابل آرام باغ - کراچی ۱

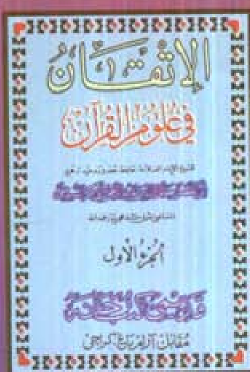
کتابت: محمد رمضان خوشنویس

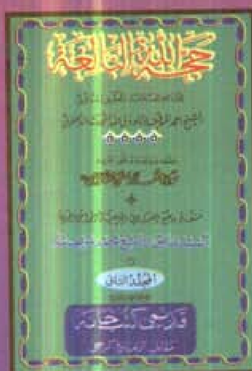






قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی